

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّ الْعَالَمَ لَمَيَّتْ لَمَيَّتْ

الحمد لله المنان الكريم صاحب شهاب سمين تراجم فقہاء عظام اور علماء کرام حنفیہ کے مذکور ہیں مگر



جو تالیفات عالم نبل و فاضل طویل مولوی فقیر محمد صاحب جلی تم الاپوری ہے

مطبع میمنشی نو کشتورین طبع میری

اطلاع اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی ہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انہیں بعض کتب متفرقات دینیہ اُردو کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۹/۶	گلزارِ نعمت - از منشی رحمن علی صاحب مطبوعہ نظامی۔		کتب متفرقات دینیہ اُردو
۵	محامد النبئی - مولفہ مولوی حامد علی صاحب		احیاء القلوب - فی میلاد المحبوب
۹/۶	علامات القیامۃ - مصنفہ مولوی محمد خلیل الرحمن کاغذ سفید۔		مولد شریف حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان و دیگر حالات از ابتداء خلقت نور محمدی تا حال وفات سرور کائنات و بیان معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اشعار نفیسیہ فی الواقع میلاد مبارک کے بیان میں اس کتاب کے ساتھ دوسری کتاب کی ضرورت نہیں ہے مصنفہ مولوی عبد الجلیل صاحب
۵	ارشیخ فتح علی - کاغذ خنائی۔	۴	عجائبِ یوسفی - مجموعہ وظائف و تعویذات و اعمال و دعا و خیرہ از حافظ محمد یوسف
۱۳	فضائل الشہور و الصیام سال کے ہر ماہ کے فضائل و عبادات بہ ثبوت احادیث و آیات۔	۵	ارشید المؤمنین - حوالی و اُردو رسالہ ثابا بتضمین احوال دوزخ و قیامت از محمد سلطان - کاغذ سفید۔
۹/۶	شبلیہ حمیدی - سرایے رسول مقبول کا بیان از جمال الدین حسن خٹمان۔		
۱	اظهار الحقیقت جسمین سوال و جواب فرقہ و بابیہ کے مذکور ہیں۔		
۰	دوازده مجلس - مسمیٰ بر ریاض المارازہ		
۱۱	مولوی محمد قمر الدین گوپا موسیٰ۔	۸	

فہرست مطالب اسمائے کرام مندرجہ خدائق الحنفیہ

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
	ویساچہ	۱	اور احتیاطی امور الدین کا بیان		امام ابوحنیفہ پر کیے ہیں۔
	مقدمہ		امام کے متفرق کارنامہ اخلاق	۹۹	صاحب انخاف النبلاء کی
	فضیلت فقہ و فقہاء	۵	امام کے مذہب کی مقبولیت		نیش زنی کا جواب۔
	فضیلت فقہ از قرآن	۷	اور اسکا اشتہار۔		حدیث دوم
	از حدیث	۶	امام کی وفات	۱۰۸	دوسری صدی کے فقہاء
	از اقوال علما کرام	۹	دوسرا خیابان امام ابوحنیفہ		علماء کے حالات میں۔
	ناخذ استنباط و اجتہاد۔	۱۱	کی بحثاوقات میں۔		ایراہم صانع مروزی
	مدارج فقہاء۔	۱۵	پہلی حدیث۔		مشہور کلام کوئی۔
	حدیث اول		صاحب انخاف النبلاء کی		حمزہ قاری کوئی۔
	پہلا خیابان امام ابوحنیفہ کے	۱۷	نیش زنی کا جواب	۱۰۹	امام زفر۔
	تاریخی حالات میں۔		امام بخاری کی کتاب صحیح کی حقیقت	۱۱۱	داؤد طائی۔
	نسب نامہ امام ابوحنیفہ۔	۷	امام بخاری کے فقہ کی حقیقت	۱۱۲	اسرائیل بن یونس۔
	امام ابوحنیفہ کے مشلح۔	۱۸	فقہاء طبیب اور محدثین	۱۱۳	سند بن علی کوئی۔
	امام کی تابعیت کا اثبات۔	۲۲	دو فروش ہیں۔		عمرو بن یونس بلخی۔
	امام کی روایت حدیث	۲۷	امام ابوحنیفہ کی تالیفات کا بیان		زہیر بن معاویہ کوئی۔
	اور ثقاہت۔		دوسری حدیث		ابوصمد نوح بن ابی مریم مروزی
	امام کی مسانید کا بیان	۲۹	تیسری حدیث۔	۱۱۴	لیث بن سعد قصبی۔
	انخاف النبلاء کی	۳۱	تیسرا خیابان امام ابوحنیفہ	۱۱۵	قاسم بن معن کوئی۔
	نیش زنی کا جواب۔		کے اُن فضائل اور مناقب		عابد بن امام اعظم۔
	اس قول کی پست کنندہ۔	۳۲	کے بیان میں جبیر کے معاصرین	۱۱۶	شریک بن عبدالمکرم کوئی
	تزوید کہ امام ابوحنیفہ سے		اور دیگر علمائے کرام نے		امام عافیت کوئی
	صرف سترہ حدیث مروی		شہادت دی ہے۔		قاضی عبدالکریم جرجانی
	ہوئی ہیں۔		چوتھا خیابان اُن مطاعین کا	۱۱۷	امام ابو یوسف۔
	امام ابوحنیفہ کے زہد و ورع۔	۳۹	تزوید میں جو بعض لوگوں نے		امام عبدالمہدی بن سلیمان

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۱۴۹	محمد بن سماعہ کوفی -	۱۳۷	و علماء کے حالات میں -	۱۲۳	نوح بن فرات کوفی -
۱۵۰	حاتم اصم -	"	حسن بن زیاد لؤلؤی -	۱۲۳	امام یحییٰ بن زکریا کوفی
۱۵۱	بشر بن ولید کندی -	۱۳۸	حسن بن ابی مالک -	"	قضیل بن عیاض
۱۵۲	داؤد بن رشید خوارزمی -	"	موسیٰ بن سلیمان -	۱۲۵	حلی بن یونس کوفی -
"	ابراہیم بن یوسف بلخی -	"	زید بن ہارون -	۱۲۶	اسد بن عمرو کوفی -
۱۵۳	یحییٰ بن اکثم -	۱۳۹	عصام بن یوسف بلخی -	"	امام محمد شیبانی -
۱۵۴	ہلال بن یحییٰ رازی بصری -	"	حسین بن حفص اصفہانی -	۱۳۰	علی بن مسہر کوفی -
"	خالد بن یوسف سمتی -	"	ابراہیم بن رستم مروزی -	"	یوسف بن خالد -
"	ایوب بن حسن نیشاپوری -	"	معلیٰ بن منصور رازی -	۱۳۱	عبد اللہ بن ادیس کوفی -
"	اسحاق بن بہلول -	۱۴۰	ضحاک بن نخلہ -	"	یوسف بن امام ابو یوسف
۱۵۵	احمد بن عمرو خضاف -	"	اسمعیل بن حماد بن امام خٹم -	"	علی بن فلیان کوفی -
"	ابراہیم بن ادہم بلخی -	۱۴۱	بشر بن ابی ازہر زید نیشاپوری -	"	شقیق بلخی -
۱۵۶	ابو حفص صغیر -	"	خلف بن ایوب بلخی -	۱۳۲	حفص بن خیث کوفی -
"	محمد بن شجاع بلخی -	۱۴۲	محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ بصری -	"	امام وکیل بن جبراح کوفی
۱۵۷	نصیر بن یحییٰ بلخی المدون بشادان -	"	ابراہیم بن جراح کوفی -	۱۳۳	شعیب بن اسحاق دمشقی -
"	محمد بن یان سمرقندی -	"	علی بن سعید -	"	یحییٰ بن سعید القطان -
"	بکار بن قتیبہ بصری -	۱۴۳	ابو حفص کبیر -	۱۳۴	صفیان بن عیینہ -
۱۵۸	محمد بن ازہر خراسانی -	۱۴۵	بشر بن خیث مرسی -	"	حکم بن عبد اللہ بلخی -
"	سلیمان بن شعیب -	۱۴۶	شداد بن حکیم بلخی -	۱۳۵	حفص بن عبد الرحمن بلخی -
۱۶۰	احمد بن ابی عمران بغدادی -	"	حلی بن ابان -	"	خالد بن سلیمان بلخی -
"	احمد بن محمد بن یحییٰ بن ازہر رقی -	۱۴۷	نعم بن حماد خراسانی مروزی -	"	معروف کوفی
"	محمد بن احمد بن موسیٰ برکندی -	۱۴۸	فرخ سولی امام ابو یوسف -	۱۳۶	حماد بن دلیل -
"	عبد الحمید بصری بغدادی -	"	اسمعیل جرجانی -	"	عمرو بن دار
۱۶۱	محمد بن مقاتل رازی -	"	علی بن حمد بغدادی -		احمد ثقفی سوم
"	موسیٰ بن نصر رازی -	۱۴۹	نصر بن زیاد نیشاپوری -	۱۳۷	بکری حدادی کے فقہا -

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۸۲	عبدالکریم بن موسیٰ بزوی	۱۶۳	اسحق بن محمد حکیم سمرقندی	۱۶۱	ہشام بن عبداللہ رازی
"	محمد بن احمد المعروف بزحرفی	"	علی بن محمد نوخی	"	علی رازی
"	حسن بن داؤد سمرقندی	"	احمد بن محمد طوادوسی	۱۶۲	ابو علی دقاق
"	محمد بن یحییٰ فقیہ حیرجانی	۱۶۳	ابو علی احمد بن محمد شاشی	"	احمد بن اسحاق جوزجانی
۱۸۳	یوسف بن محمد حیرجانی صاحب خزائنہ الماکمل	"	ابراہیم بن حسین عزری		احمد لقیہ چہارم
"	حسین بن علی بصری	"	علی بن امام محمد اوی	"	جو تھی صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں
"	محمد بن محمد سفیان و باس	"	احمد بن محمد بن عبداللہ شاپوری	"	محمد بن سلام بلخی
"	سعید بن محمد بردعی	۱۶۴	المعروف بقاضی الحرمین	"	محمد بن خرمیہ بلخی قلاسی
"	نصر بن احمد بن عباس غاضی	"	محمد بن علی بن امام علی اوی	"	ابو سعید احمد بن حسین بردعی
۱۸۴	علی بن حمید غفنی سمرقندی	"	محمد بن ہسل المعروف بہ تاجر	۱۶۴	مکحول بن فضل نسفی
"	احمد بن محمد بن منصور قاضی دشتا	۱۶۵	محمد بن جعفر استر آبادی	"	امام احمد طحاوی
"	ابو ہسل زہجی	"	محمد بن احمد عیاضی	۱۶۶	اسحق شاشی سمرقندی
۱۸۵	عتبہ بن خثیمہ نیشاپوری	"	محمد بن ابراہیم ضریر سیدانی	"	احمد بن عبدالرحمن سرخلی
"	عبدالرحمن بن محمد کاتب حاکم	"	امام ہندوانی	"	احمد بن محمد بن ولاد نوخی
"	ابو حفص سفردی	۱۶۶	حسن بن عبداللہ سیرانی	"	محمد بن احمد ابو بکر الاسکافی بلخی
۱۸۵	عبداللہ بن فضل خرازمی	۱۶۷	امام جصاص	"	احمد بن عباس بن حسین سمرقندی
"	ابو جعفر بن عبداللہ سروشی	۱۶۸	محمد بن فضل کماری	۱۶۷	امام ماتریدی
"	یحییٰ بن علی زندوستی	۱۶۹	ابواللیث فقیہ سمرقندی	۱۶۹	طاکم شہید
۱۸۶	محمد بن اسحق بخاری کلابادی	۱۷۰	احمد بن حسن بن علی فقیہ رازی	۱۷۰	احمد بن حصہ صفار بلخی
"	حسن بن احمد حضرائی	"	احمد بن محمد بن مکحول نسفی	"	احمد بن ہسل بلخی
	احمد لقیہ چہارم	۱۸۲	محمد بن محمد بن ہسل نیشاپوری	"	امام کرخی
۱۸۶	یائچہ بن صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں	"	عبدالکریم بن محمد نسفی	۱۷۱	عبداللہ بن محمد بن یعقوب حلبی
"	اسمعیل بن حسن	"	احمد بن محمد بن موسیٰ المعروف بابی نصر حرانی	"	المعروف باستاذ
"		"		"	احمد بن محمد طبری

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۰۶	محمد بن عبدالحامید المعروف بہ خواہر زادہ -	۱۹۶	عبدالغفر بن محمد نسفی -	۱۸۶	محمد بن موسیٰ خوارزمی -
۲۰۸	یحییٰ بن عبداللہ ناصحی -	"	اسمعیل بن احمد صفار -	"	محمد بن عبدالباقار مروزی -
"	علی بن محمد سمنانی -	"	علی بن حسین سفیدی -	"	محمد بن احمد نسفی -
"	احمد بن علی ترمذی -	۱۹۷	داتا گنج بخش لاہوری -	"	احمد بن محمد بن عمر -
۲۰۸	محمد بن خضر بن محمد نسفی -	۱۹۸	احمد بن محمد سمنانی -	۱۸۸	محمد بن احمد بن طیب کمار -
۲۰۹	سید ابی شجاع -	۱۹۹	علی بن عبداللہ خطیبی -	"	ابراہیم بن اسلم شکابی -
"	ہبیب اللہ بن احمد بن یحییٰ -	"	اسمعیل بن محمد کمار -	"	مسعود بن محمد خوارزمی -
"	نعمت بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد نسفی -	"	اسعد بن محمد کراچی پوری -	"	حسین بن خضر بن محمد نسفی -
"	علی بن بندار یزدی -	۲۰۰	احمد بن محمد قطع -	۱۸۹	احمد قدوری -
"	علی بن محمد واسطی -	"	عبدالغفر بن مرزینانی -	۱۹۰	ابو علی سینا -
"	اسحق بن شیبث المعروف بالصدق -	"	محمد بن علی دمشقی -	"	اسحق بن ابراہیم بن محمد -
۲۱۰	اسمعیل بن عبدالحامد بن یحییٰ -	۲۰۱	اسمعیل بن محمد حاجی کمار -	"	ابو زید دہلوی -
"	احمد بن اسحق بن شیبث صفار -	"	احمد بن منصور اسماعیلی -	"	معتد بن محمد بن کمال نسفی -
"	محمد بن علی ازجری -	"	محمد بن اسحق باقری -	۱۹۱	ہاشم بن تافضی نیشاپوری -
"	محمد بن شیبث صفار -	۲۰۲	عبدالکریم بن ابی حنیفہ ندوی -	"	جعفر بن محمد نسفی -
"	محمد بن شیبث صفار -	"	ابام یزدی -	۱۹۲	صاعد بن محمد ستوائی -
۲۱۱	محمد بن محمد شرف الروسا خوارزمی -	۲۰۳	احمد بن محمد ستوائی -	"	محمد بن منصور نو قدی -
"	عطاء بن محمد سفیدی -	"	محمد بن حسین المعروف بہ بکر خواہر زادہ -	۱۹۳	حسین بن علی صیری -
حدائق ششم		"	محمد بن عبدالحامد ناصحی پوری -	"	محمد بن احمد مالک بن نسفی -
چھٹی صدی کے فقہاء و علما کے بیان میں -		"	علی بن حسین جاف نیشاپوری -	"	محمد بن احمد بن محمد سمنانی -
"	ابراہیم بن محمد ہستانی -	۲۰۵	محمد بن عبدالحامد ترمذی -	۱۹۴	احمد بن محمد ناطفی طبری -
"	غلام الدین علی بن عبدالحامد ترمذی -	"	شمس الامیر خسری -	"	عبداللہ بن حسین ناصحی -
"	محمد بن محمد قطوانی -	۲۰۷	تافضی احمد بن الرضی رقی مدنی -	"	شیخ محمد اسمعیل لاہوری -
۲۱۲	عثمان بن فضال بن ابراہیم بخاری -	"	محمد بن محمد بن حسین یزدی -	۱۹۵	شمس الامیر حلیائی -

صفحه	مطالب	صفحه	مطالب	صفحه	مطالب
۲۲۸	محمد بن ابی القاسم بقالی -	۲۲۰	عبد الرشید صاحب دی و لوب -	۲۱۲	محمد بن حسین ارسا نیدی
"	علی بن ابراهیم غزنوی -	"	محمد بن یوسف قنبری -	"	ابو بن محمد بن علی زر تهری -
۲۲۹	احمد بن محمد عثمانی صاحب قناری -	"	احمد بن محمد بزروی -	۲۱۳	محمد بن طاهر سمرقندی -
"	عماد الدین بن شمس الامک زنجری -	۲۲۱	طاهر بن احمد بخاری -	"	خلف بن احمد -
"	ابو یونس مسعود کاشانی -	"	حسن بن علی مرغینانی -	"	احمد بن عبد الله خیر اخری -
۲۳۰	احمد بن محمد دصا بونی -	۲۲۲	عبد الرحمن بن محمد زانی نام سمری -	"	محمد بن احمد ریغدمونی -
"	عبد المکریم بن یوسف دیناری -	"	محمد بن عبد الرحمن المعروف بعلما ند -	۲۱۴	محمد بن عبد الله بن فاعل خمری -
"	صاحب قناری دیناری -	۲۲۳	علی بن حسن بلخی -	"	مسعود بن سین مصنف -
۲۳۱	مهر بن حسین یزدی -	"	احمد بن عمر شفی -	"	مختصر مسعودی -
"	قاضی خان -	۲۲۴	عثمان بن علی بکندی بخاری -	"	عبد الملک بن ابراهیم همدانی -
۲۳۲	یوسف بن حسین بدر ایض -	"	محمد بن محمود کاشانی -	"	حسین بن محمد بن سولجی صاحب سند -
"	احمد بن محمد صاحب مقدمه غزنوی -	"	احمد بن محمد غفاری -	"	عبد الغزیز بن عثمان المعروف بفضلی -
"	علی بن ابی بکر مرغینانی -	۲۲۵	محمد بن علی بلخی -	۲۱۵	عبد الغزیز بن عثمان نسفی -
"	صاحب هدایه -	"	عبد الرحمن بن محمد خرقی -	"	محمد بن هبة الله حلبی -
۲۳۳	عمر بن عبد المکریم و رسی بخاری -	"	هبة الله بن محمد اتیلی -	"	ابراهیم بن اسمعیل المعروف بیه -
۲۳۴	عمر بن محمد عقیلی -	۲۲۵	محمد بن ابی بکر بزروی -	"	زاد صفار -
"	محمد بن حمزه شاپوری -	"	محمد بن نصر عامری مدنی -	"	علی بن محمد سمرقندی استیجانی -
"	احمد بن محمد خلیف خدا ازم -	"	محمد بن یوسف سمرقندی صاحب لفظ -	"	سمیه ابراهیم -
"	حسن بن خطیر شایخ جمع -	"	حسن بن محمد الاسلام بزروی -	"	محمد بن محمد منبج الشریعت -
"	بن الصحیحین حمیدی -	"	علی بن مسعود کاشانی -	"	عمر بن عبد الغزیز صدیق الشیخ -
"	علی بن احمد رازی شایخ قدوسی -	۲۲۶	عبد الغفور بن لقمان کردی -	"	عبد المجید قیسی هروی -
۲۳۶	مسعود بن شجاع برهان زرقانی -	"	محمد بن عمر بخاری -	۲۱۸	عبد الخافز -
"	محمد بن یوسف بن داودی -	"	جعفر بن عبد الله دامغانی -	"	عمر بن محمد مفتی النقلین -
"	محمد بن عراقی طاکوسی -	"	محمد بن محمود سجستانی -	۲۱۹	علامه زعمشیری -
۲۳۷	احمد بن محمد غزنوی -	۲۲۸	محمد بن ابی بکر امام زاده جوخی -	۲۲۰	علی بن عراقی خوارزمی -

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۵۱	محمد بن احمد صہیری -	۲۳۲	وعلما کے بیان میں -	۲۳۷	حسین بن علی لاشی -
"	خلف قرشی خوارزمی -	"	محمد بن احمد صاحب قادی لخص -	"	احمد بن موسیٰ کشنی -
۲۵۲	داؤد بن ارسلان -	"	محمد بن عبید اللہ مروزی -	"	زیاد بن ابیاس فرغانی -
"	احمد بن یوسف -	۲۳۳	محمد بن احمد -	"	حسن بن نصر کشنی -
"	شمس الامامہ کردری -	"	عبدالرحمن بن شجاع بغدادی -	۲۳۸	احمد بن عبدالرشید بخاری -
"	صہام الدین انیسکی -	"	ناصر بن عبدالسیہ صاحب نغز -	"	رضی الدین نسیا پوری -
۲۵۳	محمد بن محمود جسر جانی -	۲۳۴	عبدالمطلب بن فضل بلخی -	۲۳۸	سجاد بن ابراہیم صفار بخاری -
"	حسین بن محمد باری -	"	قاضی عسکر محمد بن یوسف -	۲۳۹	محمد بن عبدالغفریزا ازرجندی -
"	محمد بن یعقوب اسدی حلی -	"	المعروف بہ ابن ابیض -	"	محمد بن ابی کریم المعروف جلیل پورک -
"	قیصر بن ابی القاسم -	"	رکن الدین محمد بن محمد حمیدی -	"	عبدالکریم بن محمد صباغی مدینی -
"	حسن صفائی -	۲۳۵	سعید بن سلیمان کندی -	"	عمرو بن محمد بن عبدالملک طائی -
۲۵۵	محمد بن محمود المعروف بہ خواہر زادہ -	"	قاسم بن حسین صدق الانزل -	"	اشرف بن ابی الوصلح -
"	محمد بن احمد بن عباد خلطی -	"	خوارزمی -	"	برہان الامامہ عبدالغفریزا بن عمر بن زہ -
"	بکیر ترکی ناہری -	"	عمر بن زید موصلی -	۲۴۰	محمد الامامہ بخاری -
"	یوسف بن فرعلی صاحب -	۲۳۶	محمد بن احمد بخاری صاحب -	"	محمد بن احمد قرقندی صاحب -
"	تایخ مرآۃ الزمان -	"	قادی ظہیر -	"	تحفۃ الفقہار -
۲۵۶	محمد بن محمود خوارزمی -	"	بدیع بن منصور قزوینی -	۲۴۱	محمد بن حسین بندہ جی -
"	محمد بن احمد بن محمد بن عبدالمجید -	"	عیسیٰ بن مالک عادل -	"	ساجد بن محمد لغدمونی -
۲۵۷	احمد بن محمد حقیقی انصاری -	۲۴۷	یوسف سکاکی -	"	محمد بن حسن کاشانی -
"	مختار بن محمود صاحب قنیہ -	۲۴۹	یحییٰ بن عبدالملک طائی زوادی -	"	محمد و صاحب محیط برہانی -
۲۵۸	حمز بن احمد حلی -	"	محمد بن عثمان صاحب وی کامل -	۲۴۲	فخر الشیخ علی بن عبداللہ -
"	علامہ فضل اللہ دہلوی -	"	عبید اللہ بن ابراہیم عبادی -	"	محمد بن عبداللہ المعروف قاضی مدینہ -
"	حلی بن خیر المعروف ابن بک -	۲۵۰	محمد بن محمود ستردشتی -	"	عبدالکریم بن محمد مدینی -
۲۵۹	حلی بن محمد بخاری -	"	خواجہ معین الدین ہشتی -		احمد لقیہ ہاشمی
"	محمد بن احمد بخاری المعروف بصید -	۲۵۱	یوسف بن احمد صاحب فصول -		ساتویں صدی کے فقہا

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۲۵۹	محمد بن سلیمان المعروف باب النقب	۲۶۶	احمد بن جمال الدین حصیری	۲۵۹	محمد بن سلیمان المعروف باب النقب
۲۶۰	محمد بن محمد بن نویری بخاری	۲۶۷	حسن بن احمد رازی	۲۶۰	محمد بن محمد بن نویری بخاری
۲۶۱	ہبشہ الدین احمد طرازی	۲۶۸	ایوب بن ابی بکر بناس حلبی	۲۶۱	ہبشہ الدین احمد طرازی
۲۶۲	عمر بن احمد کاخستوانی	۲۶۹	محمد بن سلیمان دمشقی	۲۶۲	عمر بن احمد کاخستوانی
۲۶۳	عبداللہ بن محمد اوزعی	۲۷۰	محمد بن ابی بکر بناس حلبی	۲۶۳	عبداللہ بن محمد اوزعی
۲۶۴	عبدالغفر بن احمد دبیری	۲۷۱	شیخ الاسلام سدید بن محمد حاکم	۲۶۴	عبدالغفر بن احمد دبیری
۲۶۵	شیخ محمد بن سعید مشاطی	۲۷۲	رکن الدین خوارزمی	۲۶۵	شیخ محمد بن سعید مشاطی
۲۶۶	محمد بن عبدالکریم المعروف باب	۲۷۳	برہان الاسلام زرنوجی	۲۶۶	محمد بن عبدالکریم المعروف باب
۲۶۷	ابن شجاع	۲۷۴	محمد بن عبدالرشید کرمانی	۲۶۷	ابن شجاع
۲۶۸	سلیمان بن ابی الغزاد زعی	۲۷۵	محمد بن عبدالکریم خوارزمی	۲۶۸	سلیمان بن ابی الغزاد زعی
۲۶۹	عبدالرحمن بن کمال الدین حلبی	۲۷۶	اشرف بن نجیب	۲۶۹	عبدالرحمن بن کمال الدین حلبی
۲۷۰	محمد بن عبدالقادر رازی	۲۷۷	محمد بن محمد المیرغی	۲۷۰	محمد بن عبدالقادر رازی
۲۷۱	عبداللہ بن محمد بن نویری	۲۷۸	محمد بن صاحب ہدایہ	۲۷۱	عبداللہ بن محمد بن نویری
۲۷۲	داؤد بن سنجی قحنازی	۲۷۹	حمز بن صاحب ہدایہ	۲۷۲	داؤد بن سنجی قحنازی
۲۷۳	عبدالغفر بن عبدالسید خوارزمی	۲۸۰	صدر جهان	۲۷۳	عبدالغفر بن عبدالسید خوارزمی
۲۷۴	احمد بن صدر الدین سلیمان دمشقی	۲۸۱	محمد بن بدیع بن سرخندی دمشقی	۲۷۴	احمد بن صدر الدین سلیمان دمشقی
۲۷۵	محمد بن محمد صاحب عقائد نسفی	۲۸۲	محمد بن محمد بن ابی خوارزمی	۲۷۵	محمد بن محمد صاحب عقائد نسفی
۲۷۶	شیخ برہان الدین محمود بلخی	۲۸۳	حماد الدین بن صاحب ہدایہ	۲۷۶	شیخ برہان الدین محمود بلخی
۲۷۷	احمد بن ناصر حسینی	۲۸۴	احمد بن عبداللہ محبوبی	۲۷۷	احمد بن ناصر حسینی
۲۷۸	عمر بن محمد خوارزمی	۲۸۵	یوسف بن محمد خوارزمی قیدی	۲۷۸	عمر بن محمد خوارزمی
۲۷۹	نعمان بن حسن خطیبی	۲۸۶	نظام الدین صاحب اصول الشافعی	۲۷۹	نعمان بن حسن خطیبی
۲۸۰	محمد بن محمد بخاری	۲۸۷	ابو القاسم تنوخی	۲۸۰	محمد بن محمد بخاری
۲۸۱	عبدالوہاب بن احمد بن سہیل	۲۸۸	سید بن محمد کمال نسفی	۲۸۱	عبدالوہاب بن احمد بن سہیل
۲۸۲	احمد بن علی بلطکی	۲۸۹	عبدالرحیم بن ابی بکر صاحب	۲۸۲	احمد بن علی بلطکی
۲۸۳	یوسف بن عبداللہ اوزعی	۲۹۰	فصول حمادیہ	۲۸۳	یوسف بن عبداللہ اوزعی
۲۸۴	محمد بن عمر صاحب کشف الایمان	۲۹۱	لطف الادبام	۲۸۴	محمد بن عمر صاحب کشف الایمان
۲۸۵	احمد بن مسعود قونی	۲۹۲	قاضی محمد بن احمد حامری	۲۸۵	احمد بن مسعود قونی
۲۸۶	عبداللہ بن نفیر	۲۹۳	عبداللہ بن نفیر	۲۸۶	عبداللہ بن نفیر
۲۸۷	حدائقہ مشتمل	۲۹۴	حدائقہ مشتمل	۲۸۷	حدائقہ مشتمل
۲۸۸	آٹھویں صدی کے فقہاء	۲۹۵	آٹھویں صدی کے فقہاء	۲۸۸	آٹھویں صدی کے فقہاء
۲۸۹	علمائے بیانین	۲۹۶	علمائے بیانین	۲۸۹	علمائے بیانین
۲۹۰	علی بن احمد المعروف بقاضی حسن	۲۹۷	علی بن احمد المعروف بقاضی حسن	۲۹۰	علی بن احمد المعروف بقاضی حسن
۲۹۱	داؤد بن عثمان رومی	۲۹۸	داؤد بن عثمان رومی	۲۹۱	داؤد بن عثمان رومی
۲۹۲	محمد بن احمد المعروف بابن	۲۹۹	محمد بن احمد المعروف بابن	۲۹۲	محمد بن احمد المعروف بابن
۲۹۳	سراج قونی	۳۰۰	سراج قونی	۲۹۳	سراج قونی
۲۹۴	علی بن محمد قاروسی رکابی	۳۰۱	علی بن محمد قاروسی رکابی	۲۹۴	علی بن محمد قاروسی رکابی
۲۹۵	صاحب مدارک و کثر	۳۰۲	صاحب مدارک و کثر	۲۹۵	صاحب مدارک و کثر
۲۹۶	احمد بن ابراہیم سروچی	۳۰۳	احمد بن ابراہیم سروچی	۲۹۶	احمد بن ابراہیم سروچی
۲۹۷	یحییٰ بن علی رومی	۳۰۴	یحییٰ بن علی رومی	۲۹۷	یحییٰ بن علی رومی
۲۹۸	اسحق بن علی	۳۰۵	اسحق بن علی	۲۹۸	اسحق بن علی
۲۹۹	حسین بن صاحب ہدایہ	۳۰۶	حسین بن صاحب ہدایہ	۲۹۹	حسین بن صاحب ہدایہ
۳۰۰	اسمعیل بن عثمان دمشقی	۳۰۷	اسمعیل بن عثمان دمشقی	۳۰۰	اسمعیل بن عثمان دمشقی
۳۰۱	یوسف بن اسمعیل المعروف باب العلم	۳۰۸	یوسف بن اسمعیل المعروف باب العلم	۳۰۱	یوسف بن اسمعیل المعروف باب العلم
۳۰۲	داؤد بن علی المعروف باب الطویل	۳۰۹	داؤد بن علی المعروف باب الطویل	۳۰۲	داؤد بن علی المعروف باب الطویل
۳۰۳	داؤد بن مروان ملطی	۳۱۰	داؤد بن مروان ملطی	۳۰۳	داؤد بن مروان ملطی
۳۰۴	عمر بن محمد	۳۱۱	عمر بن محمد	۳۰۴	عمر بن محمد
۳۰۵	خطاب بن ابی القاسم قرطبی	۳۱۲	خطاب بن ابی القاسم قرطبی	۳۰۵	خطاب بن ابی القاسم قرطبی
۳۰۶	حسین بن سلیمان دمشقی	۳۱۳	حسین بن سلیمان دمشقی	۳۰۶	حسین بن سلیمان دمشقی

صفحه	مطالب	صفحه	مطالب	صفحه	مطالب
۲۹۲	عبد الوهاب دمشقی	۲۸۲	ابن ترکمانی -	۲۷۶	قاضی جمال الدین کاشانی
"	قاضی محمد علی دمشقی -	"	برهان الدین بن علی واسطی	"	محمد بن احمد لاریندی
۲۹۳	عبدالدین علی ترکمانی مارونی	"	علی بن داود مختاری -	۲۷۷	محمد بن عبد الرحمن سجاری
"	محمد بن محمد جمال الدین اصفهانی	۲۸۴	صدر الشریقه صاحب شرح وقایه	"	شیخ نظام الدین اولیا -
۲۹۴	عمر بن اسحق غزنوی -	"	مولانا شمس الدین سیکنی -	۲۷۸	زااده بابی -
"	شیخ یوسف -	"	عبدالدین فخر الدین حمزائی	"	محمد بن محمد مرغینانی -
"	عبد القادر صاحب ابراهیمیه	۲۸۶	اقوام الدین کاکلی -	"	محمد بن عثمان المعروف بابن جریری
۲۹۵	علی بن نصر الملقب بابن سوسی	"	محمد بن احمد مارونی ترکمانی -	۲۷۹	یحیی بن سلیمان رومی
"	منصور بن احمد خوارزمی -	"	علی بن محمد حاصری -	"	عبد الغفر بن احمد بخاری -
"	محمد بن عبد الرحمن ابن الصالح	"	عبد الغفر بن علی مارونی ترکمانی	"	حنان بن ابراهیم مارونی
"	ابن ابی جلد -	"	ابن مهاجر خنقی -	"	ابراهیم بن سلیمان مطقی -
۲۹۶	محمد بن احمد قونوی -	"	علی بن عثمان مارونی -	۲۸۰	علی بن احمد ترسوسی -
"	احمد بن علی دمشقی -	۲۸۷	قاضی زین الدین عجمی -	"	محمد بن عثمان المعروف بابن عجمی -
"	اکمل الدین بابری صاحب غنایه	"	ابن فصیح -	"	عمر بن عمر بن احمد حبشی حلبی -
۲۹۷	میر سید علی همدانی -	"	اکمل الدین علامه -	۲۸۱	عبد الکریم بن عبد النور حلبی
۲۹۸	ابراهیم بن محمد حلبی	۲۸۸	ابراهیم بن علی صاحب کتابه ترسوسی	"	یوسف بن اسحق جعبری -
"	محمد بن یوسف قونوی -	"	امیر کتاب اتفاق	"	سوی بن محمد تبریزی -
"	علی سیرانی -	۲۹۰	امام زلیخی -	"	محمد بن عثمان المعروف بابن زرکشی
۲۹۹	سید یوسف حسینی -	"	مغلطائی محدث -	۲۸۲	اسمعیل بن خلیل فرضی نخوی -
"	قاضی عبد المقدر -	"	عمر بن اسحق غزنوی -	"	علی بن بلبان مرتب مجسم
۳۰۰	علامه نقارانی -	۲۹۱	شیخ حمید الدین دهلوی -	"	طبرانی و صحیح ابن حبان -
۳۰۱	قاضی انصاری احمد بن ابی فرید	"	ابن ابراهیم -	"	یحیی بن محمد المعروف بابن القوام
۳۰۲	عماد الحمیری -	"	محمد بن عمر المعروف بابن السراج	"	یوسف بن محمد صاحب المصنوع
"	قاضی منصور -	۲۹۲	احمد بن ابراهیم غینانی -	۲۸۳	حنان بن علی صاحب المیزان
۳۰۳	حضر بن علی المعروف بجلیج پاشا	"	جابر بن محمد خوارزمی کانی -	"	شرح کثر الدقائق -

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۲۲	عبدالرحمن بن قاضی القضاۃ شمس الدین -	۳۱۴	خواجہ پارسا -	۳۰۳	ابوبکر مصری
۳۲۳	شیخ ابو الفتح جوہری -	۳۱۵	محمد بن محمد بن رازی صاحب قنادی بزازیہ -	۳۰۴	علاء الدین اسود صغیر شہر و قایہ
۳۲۴	عبد السلام بن احمد بغدادی -	۳۱۶	محمد بن عبد اللہ دیری -	۳۰۵	سید علی قوسانی رومی -
۳۲۵	سید علی عجمی -	۳۱۷	قاری الہدایہ -	۳۰۶	مولانا معین الدین عمرانی -
۳۲۶	ابن ہمام -	۳۱۸	شمس بن عطاء اللہ رازی -	۳۰۷	سید جلال الدین کرانی صاحب کفایہ
۳۲۷	شیخ ابو الفتح علانی کلبیدی -	۳۱۹	صاحب کیروزی -	۳۰۸	محمد بن شہاب کردی -
۳۲۸	یعقوب بن ادریس المعروف بہ قرۃ یعقوب -	۳۲۰	قرۃ بن یعقوب بن ادریس -	۳۰۹	فضل اللہ بن محمد -
۳۲۹	حضر سیک -	۳۲۱	محمد بن سید شریف -	۳۱۰	محمود بن حسین بلخی -
۳۳۰	محمد بن محمد ابو نصر پارسا -	۳۲۲	محمد شاہ بن محمد فارسی -	۳۱۱	محمود بن احمد صاحب وقایہ
۳۳۱	قاضی القضاۃ سعد بن شمس الدین ناطسی -	۳۲۳	شیخ الاسلام محمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین -	۳۱۲	تجید زادہ -
۳۳۲	عبد اللطیف دیری -	۳۲۴	یوسف بن ابی قاری -	۳۱۳	طاہر بن سلام المعروف بسید پور
۳۳۳	حبابی -	۳۲۵	محمد شاذلی بکری -	۳۱۴	قویہ آفندی -
۳۳۴	ابراہیم بن قاضی القضاۃ شمس الدین -	۳۲۶	قاضی شہاب الدین دولت آبادی -	۳۱۵	محمد بن محمد طاہری -
۳۳۵	نقی الدین شمس الدین -	۳۲۷	خواجہ یعقوب جرجی -	۳۱۶	قاسم بن یعقوب الشہر خلیف
۳۳۶	مولی کاغی -	۳۲۸	ابراہیم بن موسی کرکی -	۳۱۷	حدیقہ انہم
۳۳۷	مصنفک -	۳۲۹	حیدرہ بن احمد -	۳۱۸	نوزین صدی کے فقہاء و علما کے بیان میں -
۳۳۸	علی بن محمد قوشچی -	۳۳۰	محمد بن احمد کی -	۳۱۹	میر سید عبداللہ حسینی -
۳۳۹	ابن امیر الحاج حلبی -	۳۳۱	شہاب الدین احمد بن محمد -	۳۲۰	عبدالاول بن محمد سراجی -
۳۴۰	عبد اللہ بن شیخ الاسلام شمس الدین -	۳۳۲	معروف بعر ب شاہ -	۳۲۱	عبدالاول بن برہان الدین
۳۴۱	قاسم بن ظہر بغا -	۳۳۳	بدر الدین عینی -	۳۲۲	علی ابن شختہ -
۳۴۲	حسن بن عبداللہ مسعودی -	۳۳۴	ابراہیم بن خطیب -	۳۲۳	سید شریف -
۳۴۳	محمد بن محمد بن عمر بن ظہر بغا -			۳۲۴	ابن قاضی سماونہ -
				۳۲۵	حماد بن عبدالرحیم ماروینی -
				۳۲۶	مولانا شیخ احمد تھانی مفسری

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۵۴	ملا زادہ عثمان -	۳۴۹	حسن پاشا -	۳۳۶	شیخ سعد الدین خیر آبادی -
۴	مولی مصطفیٰ قسطلانی -	"	شرف الدین بن کمال قریبی	"	عبد الغفر بن عبد الرحمن حللی
۳۵۵	مولانا سمار الدین -	"	فتح اللہ شیرازی -	۳۳۷	محمد بن قطب الدین ازیقی
۳۵۶	محمد بن ابراہیم نگساری رومی	۳۵۰	مولی یگان -	"	مولی خسرو -
۴	علی فزاری -	۵	محمد بن آیات کوغ -	۳۳۸	حسن حللی -
۳۵۷	یوسف بن خنید الشہیر حللی	۶	فخر الدین العجم -	۳۳۹	علی المعروف مولیٰ عران طوسی
"	مصنف ذخیرۃ العقبہ -	"	احمد بن ابراہیم حللی -	۳۴۰	یعقوب پاشا -
"	مولانا مسعود شروانی -	۳۵۱	الیاس بن ابراہیم -	"	شان پاشا -
۳۵۸	مولانا معین الدین ذہبی	"	حسین بن حامد تبریزی -	۳۴۱	ساج الدین بن سعد -
"	حمید الدین بن الفضل الدین	"	محمد بن محمد بن قاضی زادہ -	"	مصطفیٰ بن یوسف الشہیر خوارزمی
۳۵۹	حسین عطا شفیق صاحب شیرازی	۳۵۲	عبدالاول بن حسین تبریزی	۳۴۲	زین الدین عبد الرحمن بن ابی بکر
"	خلیلی -	"	مولی احمدی کرمانی -	"	احمد بن اسمعیل کورانی -
۳۶۰	محمد بن مصطفیٰ بن حاج حسن -	"	یعقوب اصغر قرمانی -	۳۴۳	علی عربی -
"	مصطفیٰ بن اویس الدین -	۵	صلاح الدین رومی -	۳۴۴	حافظ غیاث ہروی -
"	مولانا عبد الغفور لاری -	۳۵۳	محمد بن مصطفیٰ بن زکریا -	"	میرزا حاجی -
۳۶۱	شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ	"	مصطفیٰ بن حسام الدین الشہیر	۳۴۵	قاسم الشہیر قاضی زادہ رومی
"	لقا زانی -	"	بہ حسام زادہ -	۳۴۶	خلیل بن قاسم بن حاجی صفاء
"	قاسم بن خلیل صاحب شقائق	"	محمد بن میناس رومی -	"	حمزہ قرمانی -
"	محمد بن حسن سامسوی -	"	محمد بن الشہیر بایں مغنیا	"	قاضی نظام الدین بن مولانا
"	مولانا فصیح الدین محمد طای	"	محمد بن الدین عجمی -	"	ساجی محمد فسر ابھی -
۳۶۲	محمد بن الدین عماد الدین بکلی	"	الیاس بن یحییٰ بن حمزہ رومی	"	لطیف الدین قاضی رومی الشہیر بکلی
"	عبدالبر الشہیر بایں شمشیر	"	حدیقہ دہم	"	یوسف بن حسین کرمانی -
"	شیخ عبداللہ بن الہدایت	۳۵۴	دوسویں صدی کے فقہاء و علما	"	عبدالملک بن عبد الغفر بن
۳۶۳	عبدالرحمن بن علی مویذ زادہ	"	کے بیان میں -	"	المعروف بایں ملک -
۳۶۴	عبدالحمید بن علی قسطلانی	"	خطیب زادہ -	۳۴۸	موسوی پاشا -

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۳۸۱	مولیٰ تاج الدین ابراہیم	۳۷۳	احمد بن عبدالعزیزی	۳۶۴	تاجی زادہ -
"	مفتی ملا فیروز کاشمیری	"	سید عبدالکھاکری	"	مولانا الہداد جوہوری
۳۸۲	شیخ علی متقی	"	نہر قرہ دباخی	۳۶۵	ابراہیم بن عبدالرحمن کرکی
۳۸۳	سید عبداللہ زبانی	"	مولیٰ حصام الدین اسفرائینی	"	قاہری
"	محمد افندی برکلی رومی	۳۷۴	سعد اللہ بن حسنۃ المعروف	"	بابک چلبی
۳۸۴	ابوسعود صاحب تفسیر پوسود	"	لسعدی چلبی	"	ابن الدرس حسین
۳۸۵	مولانا کلان	"	عبدالواسع بن خضر	۳۶۶	خواجہ مولانا اصفہانی
"	محمد طاہر پتی	"	عرب چلبی	"	احمد پاشا بن خضر بیگ
۳۸۷	مولیٰ احمد بن مولیٰ بدر الدین	۳۷۵	شیخ زادہ رومی	"	شیخ احمد محمد شیبانی
"	علامہ کفوی	"	محمد بن علی فزاری	۳۶۷	قاضی اختیار الدین حسین
۳۸۸	مولانا عبداللہ سندھی	"	سید رفیع الدین صفوی	۳۶۸	مولیٰ عیاش الدین رومی الشہر
"	شیخ وجہ الدین علوی	۳۷۶	عبدالرحمن بن یوسف	"	بہ پاشا چلبی
۳۹۰	یکبیل بن بخشی رومی	"	ابراہیم بن محمد علی صاحب کبری	"	محمد شاہ بن عالی قاری
"	عمود بن شیخ محمد	"	مولانا میر رضی الدین	"	ریحان الدین صدر دختہ الاحباب
"	برجنہ دی	۳۷۷	محمد بن علا الدین علی جامی	۳۶۹	اسماعیل بن بابی قسرامانی
"	مولانا شمس الدین محمود خنی	"	قادری چلبی - اصلی نام آچکا	"	عابد چلبی
۳۹۱	شیخ اسماعیل حق افندی	"	عبدالقادری نقا	"	میرم چلبی
"	صلاح الدین موسیٰ	"	محمد بن عبدالقادر	"	یعقوب بن سید علی
"	مولانا حسامی واعظ	۳۷۸	محمد بن یحییٰ چلبی	۳۷۰	علی بن احمد جامی
"	مولیٰ امیر کیو	"	طاشکبری زادہ	"	مصطفیٰ بن خلیل
۳۹۲	مولانا خواجہ شمس الدین پال	۳۷۹	میر سید عبدالاول	"	قطب الدین مرز نفیسی
"	کاشمیری	"	مولیٰ محمد الشہر بہ عربی ادہ رومی	۳۷۱	مولانا شعیب
	حدائق نیاز دہم	۳۸۰	یوسف قرہ صدوی	"	زیرک محمد رکن الدین
	کیا رصوبین صدی کے تھا	"	مولیٰ محمد شہر بہ عربی ادہ رومی	"	محمد بن خلیف قاسم اماسی
	دو علمائے بیان مین	"	مولیٰ محمد شہر بہ عربی ادہ رومی	۳۷۲	ابن کمال پاشا

مطالب	صفحه	مطالب	صفحه	مطالب	صفحه
شیخ عبدالوهاب متقی -	۳۹۷	عبدالقادر بن شیخ عبداللہ -	۴۰۷	شیخ نورالحق دہلوی -	۴۱۸
شیخ مبارک الدلاوی بغض فیضی -	۳۹۸	عبدروس بنی حضرت سونی ہندی		ابراہیم بن علی الشہورانی سلمیہ -	"
محمد بن بدرالدین منشی انحصاری	"	سید سعد اللہ سلونی -	۴۰۷	محمد بن ابی الصفا اسطوانی دمشقی -	۴۱۹
شیخ یعقوب صری -	"	لا عصمتہ اللہ سہارنپوری -	"	شیخ محمد معصوم سرہندی -	"
مکر تاشی -	۳۹۵	عزیز زادہ -	"	ابراہیم بن عبدالرحمن دمشقی -	۴۲۰
ابن نجیم مصری -	۳۹۶	ابو الہمن بن عبدالرحمن ہمدانی سلمیہ	"	خیر الدین بن احمد فاروقی سلمیہ	"
ابراہیم بن محمد دمشقی -	"	شیخ ابراہیم حسانی -	۴۰۸	اسمعیل بن طلحہ الدین دمشقی -	"
محمد بن عبدالملک بغدادی -	۳۹۷	خادم شیخ عبدالرشید -	"	خواجه حسین الدین کاشمیری -	۴۲۱
مولانا عبد اللہ انصاری -	"	مولانا حیدر تیلو کاشمیری -	"	محمد بن علی صلفی صاحب درخت -	"
شیخ ابراہیم بن کسائی -	۳۹۸	شیخ عبدالحق محدث دہلوی -	۴۰۹	ابراہیم بن عبدالرحمن دمشقی -	۴۲۲
حسام الدین -	"	شیخ محب اللہ اکبر آبادی -	۴۱۲	محمد بن حسن کواکبی حلبی -	"
مفتی زکریا بن بہرام -	"	خواجه بہاری -	"	بابا داؤد و مشکوفی کاشمیری -	"
خواجه محمد باقی -	"	قاضی محمد اسلم والد میرزا ہد -	"	سید الدین بن شیخ محمد معصوم شہرانی -	۴۲۳
عبدعلیم المشہور بانی زادہ -	۳۹۹	مولانا محمود جوہنپوری -	۴۱۳	میری زادہ مفتی مکہ مکرمہ -	"
ملا علی قاری -	"	شیخ محمد فاضل جوہنپوری -	"	اخوند ابو الفتح کلوکا شمشیری -	۴۲۵
سید صبیحہ امجد بروجی -	۴۰۰	ملا خداوند گار -	"	ملا شنگرف گنگانی کاشمیری -	"
اخوند ملا محمد کمال الدین -	"	کاتب حلبی -	۴۱۴	اخوند ملا محمد جمال الدین -	۴۲۶
شیخ نظام الدین تھانیسری -	"	مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی -	"	خواجه زین علی تیلو رانپوری -	"
ابوبکر بلخی -	۴۰۲	حسن بن عمار مصری شہرستانی -	۴۱۵	شیخ بن علی جبار اللہ قزوینی -	"
خواجه جوہر نات کاشمیری -	۴۰۳	احمد شہاب بن محمد خفاجی -	"	مولی محمد خفاجی -	۴۲۷
ابوبکر بن شعیب -	"	شیخ زین العابدین مصری -	۴۱۶	ملا محمد صادق حکیم دامانہ -	"
مولانا شیخ احمد شوربانی -	"	شیخ محمد سعید سرہندی -	۴۱۷	ملا عبد الرزاق باغدی -	۴۲۸
میر عاشق بن عسک -	۴۰۴	ابو الوفا غرضی -	"	مفتی ملا یوسف کاشمیری -	"
محمد والف ثانی -	"	مولانا عبد الکریم بشاری -	"	محمد لقیہ دواؤد و زہرا -	"
ملا عبد السلام لامپوری -	۴۰۶	محمد افندی دمشقی -	۴۱۸	بارہویں صدی کے فقہاء -	"

صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب	صفحہ	مطالب
۴۲۵	حاجی عبدالولی طرخانی۔	۴۳۹	محمد عنایت اللہ قادری۔		د علماء کے بیان میں۔
"	مقیم السنہ۔		قصوری لاہوری۔	۴۲۸	میرزا بدر۔
۴۲۶	سید محمد یوسف واسطی بگلرامی۔	"	ابو بکر بن احمد حلبی مقدسی۔	۴۲۹	ابو بکر بن بہرام دمشقی۔
۴۲۷	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔	"	عبد الغنی بن اسماعیل طبری۔	"	علا قطب الدین سہالوی۔
۴۲۸	ابو بکر بن منصور حلبی۔	۴۳۰	سید محمد بن مصطفیٰ رضوی۔	"	ابراہیم بن سلیمان جینی۔
۴۲۹	مولانا رستم بن علی صفرقونی۔		نزہل قسطنطینیہ۔	۴۳۰	مولانا محمد امین کافی بلدیہری۔
"	اخوند ملا ابوالوفار۔	"	حاجی محمد بن شیخ محمد مصمم۔	"	محمد عبدالشکور پتلو۔
"	بابا محمد حسن کاشمیری۔	"	حافظ محمد بن مجددی نقشبندی۔	۴۳۱	شاہ رضا قادری۔
"	حاجی نعمت اللہ نوشہری۔	۴۳۱	احمد بن بکر علی صاحب شاوکی۔		قاضی محمد لد بہاری صاحب
۴۳۰	اسماعیل بن عبداللہ سکداری۔	"	شیخ ابراہیم تشبیلی۔		مسلم الثبوت۔
	صوفی۔	"	سید جان محمد بگلرامی۔	۴۳۲	مولانا محمد حسن کشو کاشمیری۔
"	خواجہ محمد اعظم دومری۔	"	مولانا ابوالفتح کافی۔	"	مفتی ابوالصفا دمشقی حلبی۔
"	ابراہیم بن علی رومی۔	"	سید طفیل محمد بن سید سکر اللہ	۴۳۳	شیخ جان محمد لاہوری۔
۴۵۱	ابراہیم بن مصطفیٰ حلبی۔		بگلرامی۔	۴۳۴	شیخ قطب الدین شمس آبادی۔
"	محمد صدیق لاہوری۔	۴۳۴	مولوی امان اللہ شہید۔	"	قاضی عبدالغنی طباطبائی حنفی۔
۴۵۲	سید محمد الدین ورنک آبادی۔	"	مولوی سعد الدین صادق۔	"	ملا محمد شرف مٹو کاشمیری۔
۴۵۳	مرزا منظر حاکمان۔	"	شیخ محمد فاضل قادری۔	۴۳۵	مولانا عنایت اللہ شال کاشمیری۔
"	مولانا نور اللہ گنت۔	"	محمد دسی طبالوی۔	"	شیخ غلام نقشبند لکھنوی۔
"	ابراہیم بن علی حصی۔		ابراہیم بن محمد المعروف	۴۳۶	شیخ احمد صاحب تفسیر احمدی۔
"	شیخ ابوبکر بن ابراہیم دمشقی۔		بابین سفر غزی۔	"	میر ایوب بخاری۔
۴۵۴	خواجہ نور اللہ دے۔	"	میر عبدالوہاب منور آبادی۔	"	حافظ امان اللہ بناری۔
"	غلام علی آزاد بگلرامی۔	"	مولوی محمد زین الدین رانیواری۔	۴۳۷	سید عبد الجلیل بگلرامی۔
۴۵۶	سید ابراہیم بن محمد دمشقی۔	"	نور الدین بن شیخ محمد صلح آبادی۔	"	شیخ عارف حبیب اللہ قونی۔
"	شیخ حسن عجمی کی۔	۴۳۸	مولانا محمد عابد لاہوری۔	۴۳۸	شیخ علی اصغر۔
"	شیخ عبدالرشید جوہوری۔	۴۳۹	غلام الدین سہالوی۔	"	شیخ کلیم اللہ جہان آبادی۔

صفحه	مطالب	صفحه	مطالب	صفحه	مطالب
۲۵۶	مولوی غلام محی الدین کبوی	۲۶۷	شیخ محمد بن علی رقی	۲۵۷	مولوی محمد امجد قنوجی
۲۵۸	حافظ محمد عظیم پشاور	۲۶۸	مولوی سلام الدین محدث	۲۵۸	شیخ مولوی فتح علی قنوجی
۲۶۹	شیخ رضا رفیق	۲۶۹	مولوی عظیم الدین قنوجی	۲۵۹	مولوی محمد عبدالعلی قنوجی
۲۷۰	شاه احمد سعید	۲۷۰	مولوی نسیم الدین قنوجی	۲۶۰	ملا ابوالحسن المعروف بشارت پور
۲۷۱	مولانا فضل حسن خیر آبادی	۲۷۱	علامہ طحاوی	۲۶۱	بابا محمد عثمان بن شیخ محمد فاروق
۲۷۲	مولوی غلام حسین قنوجی	۲۷۲	مولانا صفی الدین	۲۶۲	شیخ عبدالوہاب راجگیر
۲۷۳	مولوی تراق علی کبوی	۲۷۳	شاه رفیع الدین دہلوی	۲۶۳	خواجہ محمد بن عبدالرحمن قنوجی
۲۷۴	مفتی محمد صمد الدین دہلوی	۲۷۴	شاه عبدالغفر محدث دہلوی	۲۶۴	میرزا الہدی اوزنگ آبادی
۲۷۵	مولانا حافظ عبدالحکیم کبوی	۲۷۵	شاه عبدالقادر دہلوی	حدائق سیرت و سیر	
۲۷۶	مفتی محمد یوسف سہاگوی	۲۷۶	عبدالملک بن عبدالقدیر سیاحی	۲۶۵	ان فضلاء کرام کے بیان میں
۲۷۷	مولوی احمد الدین بنگوی	۲۷۷	مولوی محمد ولی الشہر آبادی	۲۶۶	جو شیر حسین صدیقی میں ہیں
۲۷۸	شیخ نور الدین رفیق	۲۷۸	شاه ابوسعید محمدی	۲۶۷	سید مرتضی قادری
۲۷۹	نواب محمد قطب الدین محدث	۲۷۹	مولوی غلام رسول لاہوری	۲۶۸	شاه عبدالقادر المعروف بخیر
۲۸۰	مفتی سعد اللہ مراد آبادی	۲۸۰	شاه رفیع صاحب تفسیر	۲۶۹	شیخ اسلم کاشمیری
۲۸۱	شیخ مصطفی رفیق	۲۸۱	شیخ حافظ محمد عابد سندھی	۲۷۰	شیخ علی رفیق
۲۸۲	سید علی محمد سہاگوی	۲۸۲	قاضی عبدالسلام بدایونی	۲۷۱	مولوی غلام فرید لاہوری
۲۸۳	مولوی شاہ عبدالغنی دہلوی	۲۸۳	مولوی کرم اللہ محدث دہلوی	۲۷۲	سید جلال شاہ کاشمیری
۲۸۴	مولوی حافظ ولی العلامی	۲۸۴	سید محمد امین شامی مشہور	۲۷۳	رفیع الدین مراد آبادی
۲۸۵	مولوی محمد قاسم نانوتوی	۲۸۵	ابن عابدین صاحب التحف	۲۷۴	شیخ احمد بن مصطفی رفیق
۲۸۶	مولوی احمد علی محدث	۲۸۶	مولانا اسحق دہلوی	۲۷۵	مفتی محمد قوام الدین کاشمیری
۲۸۷	شیخ محمد الدین بن	۲۸۷	حافظ محمد حسن پشاور	۲۷۶	مولانا عبد الباسط قنوجی
۲۸۸	عبدالکریم رفیق	۲۸۸	شیخ طیب رفیق	۲۷۷	مولوی حسین علی قنوجی
اختصار الکتاب		۲۸۹	مولوی جان محمد لاہوری	۲۷۸	شیخ عبدالملک مفتی مکہ مکرمہ
۲۸۹	تذکرہ مصنف حدائق الخفیه	۲۹۰	مولانا خادم احمد	۲۷۹	قاضی شمس الدین بانی تہی
		۲۹۱	مولوی غلام اللہ لاہوری	۲۸۰	بحر العلوم ملا عبدالحکیم کبوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ يُعَلِّمُ الْكُتُبَ

الحمد لله الذي جعل كتابه مستطاباً لجميع أراجيمهم عظاماً واورطاً كراماً عفيفاً كذا ذكره ابن سني



جو تالیفات عالم بیل و فاضل جلیل مولوی فقیر محمد صاحب جلی تم الاہود تالیف

مطبع می مشرقی کتب و نسخہ مطبعہ میرزا محمد علی



بسم الله الرحمن الرحيم

سبحان الله الذي اعلیٰ درجۃ المؤمنین المتقین والصلوة والسلام علی سید الانبیاء
 و المرسلین و علی آلہ واصحابہ الہادیین المہدیین و تابعیہم و تبعہم
 من الاشیۃ المجتہدین و المستنبطین خصوصاً علی الامام ابی حنیفہ
 رحمہ و سر اجم الامۃ و امام المسلمین و علی سائر الفقہاء و المحدثین الی یوم الدین
 اما بعد بن نفیر الی الصمد فقیر محمد حنفوی بن حافظ محمد سفار شرجی مرحوم دہلوی سے اس
 زمانہ کے اکثر غیر مقلدین کو جو اپنے کو مجتہدین و دیگرے نسبت سمجھتے ہیں اپنی جہالت سے
 علماء کرام خصوصاً فقہائے عظام حنفیہ رحمہم اللہ کی تحقیر و ذمہ دہی کرنے و بکھنا اور ان کے حق میں
 طرح طرح کے طعن علمی کرتے سنتا تھا اور تعجب سے کہتا تھا کہ اسی ان لوگوں کی عقل و سمجھ پر کیا
 پتھر پڑ گئے ہیں کہ جن لوگوں نے اپنی عمدہ تصانیف و تراکیف کے ذریعہ سے علم شریعت کو اطراف
 و اکناف عالم میں پھیلایا اور محض خشک عقل سے علم رسالت پناہی ان تک پہنچا انھیں پر یہ
 عقل کے بننے اپنی سوہنسی سے معلومی و بے بضاعتی علوم قرآن و حدیث کا دھبہ لگانے میں اور
 جانتا تھا کہ فقہائے عظام و علماء کرام حنفیہ کے تراجم و حالات میں ایک مفصل کتاب لکھوں
 اور ان کے مراجع و مراتب علوم حدیث و فتنہ و غیرہ کو جو اس وقت کے علماء و فضلاء کو

۴
 فتویٰ نویسی
 میں کیوں
 نہ ہو
 معذرت طلب
 بن دہلوی

باتوال ائمہ اعلام و علما سے کرام۔ چوتھا خیابان اُن مطاعن کی تردید میں جو حساد و دشمنوں نے آپ پر کیے ہیں۔ حدیقہ دوم دوسری صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں حدیقہ سوم تیسری صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ چہارم چوتھی صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ پنجم پانچویں صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ ششم چھٹی صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ ہفتم ساتویں صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ ہشتم آٹھویں صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ نہم نویں صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ دہم دسویں صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ یازدہم گیارھویں صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ دوازدہم بارھویں صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ حدیقہ سترہم تیرھویں صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں۔ اور جن علما و فضلا کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوئی انکو ہر ایک صدی کے اخیر میں جس جس میں وہ فوت ہوئے درج کر دیا گیا۔

اس کتاب کی تالیف کے وقت سند رجہ ذیل کتابیں میرے زیر نظر تھیں اور خاکہ نگاری سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ حسن المحاضرہ سیوطی۔ تاریخ ابن خلکان۔ تاریخ ابوالفداء۔ دائرۃ المعارف رد المحتار۔ شرح رد المحتار المعروف بہ شامی۔ نوائد البیہ فی تراجم الحنفیہ۔ روضۃ البصفا حبیب السیر۔ تاریخ دومری المعروف بہ عظمیٰ یعنی تاریخ کاشمیر۔ دقایق نظامی۔ تہذیب الخلفاء۔ سند امام و آرزوی۔ میزان امام شعرانی مالکی۔ اخبار الاخبار۔ زاد المتقین۔ غایۃ الادوار اردو شرح مختار۔ تذکرۃ الاولیاء۔ فتاویٰ برہنہ۔ تقریب التہذیب۔ شرح سفر السعاده وغیر ذلک۔ انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے اور اس سے خطا کا سرزد ہونا ایک امر لازمی ہے اور میں نے اس پر اہم اور کارمغظم کو محض سے احب الصالحین و مستمنہم۔ علی اللہ یرزقنی فلا ہا سمجھنے پر ذمہ لیا ہے اس لیے اگر کہیں نقل میں کوئی سہو یا غلطی واقع ہو گئی ہو تو علما سے کرام و اشراف و اولادیکر سے امید ہے کہ براہ والا حوصلگی اغماض کو کام فرما کر اسکی گرفت سے مجھ پر خیر سجدان کو معذور رکھینگے اور تثنیع کا بد فتنہ بنائینگے و الغد برعندہ کرام الناس مقبول۔ توکل علی اللہ و ہوسبی و نعم الوکیل لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مقدمہ

فیضیت فقہ و فقہاء اور اُنکے طبقات کے بیان میں

اس میں کسی فرد بشر کو کلام نہیں کہ علم سب چیزوں سے افضل ہر خصوصاً علم دین کی فیضیت قرآن و حدیث سے ثابت ہو اور اس میں بھی علم فقہ (جو لغت عرب میں جاننا و سمجھنا شرکاء کا نام ہے) عرف میں جاننا و سمجھنا احکام شریعت کا ہو اور علمائے اصول فقہ کی اصطلاح میں اُن احکام شرعیہ کے جاننے و سمجھنے سے مراد ہو جو دلائل مفصلہ سے حاصل ہوئے ہیں اور فقہ احکام شریعت کے جاننے و سمجھنے والے کو کہتے ہیں اور فقہاء فقہ کی جمع ہے ایک ایسا شریعت علم ہے کہ اُسکی کوئی علم برابر ہی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ قرآن و حدیث کا ثمرہ ہے اور اسی سے حلال و حرام اور حکم اللہ اور اُسکے رسول کا پہچانا جاتا ہے بلکہ اصول فقہ کے بغیر کلام الہی اور ارشاد رسالت پناہی کی اصل مراد سمجھنی ہی ناممکن ہے اسی لیے فقہ و فقہاء کی فرضیت و فیضیت ہر کلام امد و احادیث رسول و ناطق و شاہدین اور اقوال علمائے کرام و فضلاء عظام استعدہ ہیں کہ اُنکا احصاء خیلے مشکل ہے چنانچہ سورہ توبہ میں ہر دماکان المؤمنون لینفرد اکافہ فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیستفقہو فی الدین یعنی مومنوں کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ تمام وہ عزائم جانیں پس کیوں ہر فرقے میں سے ایک گروہ باہر نہیں گیا اور باقی لوگ نقاہت یعنی سمجھ دین میں حاصل کریں تفسیر معالم التفریل میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ فقہ سے معرفت احکام دین مراد ہے اور وہ فرض عین اور فرض کفایہ پر منقسم ہے۔ فرض عین تو مثل علم مسائل طہارت و صلوٰۃ و صوم و خیرہ کے ہے جنکی معرفت ہر ایک تکلف پر لازم ہے اور فرض کفایہ بمانک سیکھنا ہے کہ آدمی درجہ اجتناب اور رتبہ فیتا کو پہنچ جائے پس اگر تمام آدمی اسکے تعلم سے بیٹھ گئے تو تمام گندگار ہو گئے اور جب ہر ایک شہر میں سے ایک ایک آدمی اسکے تعلم کے لیے کھڑا ہو گیا تو باقی لوگوں پر فرض ساقط ہو گیا اور انہر و اوقات و حوادث میں اُس شخص کی تقلید واجب ہوئی نہ تھی۔ سورہ آل عمران میں ہر ذالک کو ذابراینین بما کنتم تعلمون الکتاب و بما کنتم تدرسون یعنی لیکن جو جاؤ تم ربانی اس واسطے کہ ہو تم سکھاتے کتاب و اس واسطے کہ ہو تم پڑھتے تفسیر علم میں کو ذابراینین کی تفسیر میں لکھا ہے کہ علی و عباسؓ اور حسن بصریؒ نے کہا ہے کہ ہو تم فقہاء و علماء ایسا ہی

تفسیر عباسی وغیرہ میں ہے۔ اور سنن دارمی میں اس آیت کی تفسیر میں ابی عبد اللہ خراسانی سے روایت ہے کہ فتحاک نے کہا ہے کہ ہر ایک شخص پر جو قرآن کو پڑھے فرض ہے کہ وہ فقیہ ہو اور نیز عطاء بن ربیع سے روایت کی ہے کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ ہونم علماء فقہا انتہی۔ سورہ بقرہ میں ہے ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی جسکو دی گئی حکمت یعنی فقہ پس تحقیق اسکو دی گئی بہت سی بھلائی تفسیر معالم میں حکمت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام مجاہد نے کہا کہ لفظ حکمت سے قرآن علم اور فقہ مراد ہے تفسیر کبیر اور عباسی میں لکھا ہے کہ حکمت یعنی علم و فہم ہے اور یہ بعینہ لفظ فقہ کا ترجمہ ہے تفسیر دارکلمین ہے کہ حکمت سے علم قرآن و سنت اور علم نافع موصول الی رضا اللہ مراد ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہؓ اور ترمذی و سنن دارمی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا من یرد اللہ بہ خیرا یرفقہ فی الدین یعنی جسکے ساتھ اللہ نیکی کیا چاہتا ہے تو اسکو دین میں سمجھ و ہوجھ دیتا اور شریعت کا بھید اسپر کھولتا ہے یہ حدیث بانی تفاوت آیت من یرد اللہ بہ خیرا کا ترجمہ ہے۔ صحیح مسلم و سنن دارمی میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اناس معادن کھعادن الذھب الفضة خیائرمھم فی الجاہلیۃ خیائرمھم فی الاسلام واذا فقهوا یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ آدمی کا بن میں چاندی و سونے کی قانون کی طرح نیک انکا جاہلیت میں نیک ہوا تھا اسلام میں اور جبکہ وہ فقیہ اور علم شریعت میں صاحب بصیرت ہوں۔ جامع ترمذی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ ایک فقیہ ہزار عابد سے شیطان پر سخت تر ہے۔ سنن دارمی میں عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے ان رسول اللہؐ مرجلسین فی مسجدہ فقال کلاھما علی خیر واحدھما افضل من صاحبہما ہو لا یدعون اللہ و یرغبون الیہ فان شاء اعطاهم وان شاء منعہم اما ہو کلا فیتعلمون الفقه او العلم و یعلمون الجاہل فھم افضل و انما بعثت معلما فجلس فیہم یعنی تحقیق رسول اللہؐ اپنی مسجد کی دو مجلسوں میں گذرے پس فرمایا دونوں نیکی پر ہیں لیکن ایک ان دونوں میں سے افضل ہے چنانچہ یہ جماعت جو دعائیں مشغول ہو پس پکارتے ہیں اللہ کو اور رعبت کرتے ہیں اسکی طرف پس اگر چاہے دے انکو اگر چاہے نہ دے انکو لیکن یہ لوگ جو علم میں مشغول ہیں پس سمجھنے میں فقہ یا علم کو اور سکھانے میں جاہل کو پس یہ افضل ہیں

اور سوائے اسکے نہیں کہ میں بھی گیا ہوں معلوم پس آپ اس مجلس میں بیٹھ گئے۔ ترمذی میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ لا یجتمعان فی مناقب حسن سعت ولا فقہ فی الدین یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ دو تحصیلین مناقب شخص میں جمع نہیں ہوں میں ایک اچھی سیرت یعنی خلق اور دوسرے فقیہ ہونا دین میں۔ ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا انصر اللہ عبد اسمع مقالتی تحفظہا و دعاہا و اداہا فرب حامل فقہ غیر فقیہ و رب حامل فقہ لی من ہوا فقہ مند یعنی ترمذی نے کہا کہ اس شخص کو جسے سائبر می حدیث کو پس حفظ کیا اسکو اور اسے بطرح پہنچا یا اسکو (یعنی بغیر تغیر الفاظ کے) کیونکہ بسا اوقات حامل حدیث غیر فقیہ ہوتا ہے اور بسا اوقات حامل حدیث کا پہنچا تا ہے حدیث کو اس شخص کے پاس جو زیادہ ترقیہ ہوتا ہے تاکہ وہ اس سے اسکی مراد سمجھے جو پہنچانے والے نے نہیں سمجھی۔ یہاں سے سمجھنا چاہیے کہ جس صورت میں حامل حدیث کے فقیہ کے پاس صرف پہنچانے حدیث کا یہ رتبہ ہے کہ اُسکے لیے حضرت نے ترمذی نے فرمایا ہے کہ دعا کی ہے تو وہ فقیہ جسکے پاس وہ حدیث پہنچی ہے اور اُس نے اُسکا مطلب سمجھ کر اُس سے مسئلہ نکالا ہے اُسکے لیے کیا کچھ درجہ ہو گا کیونکہ محض محدث مثل دوافر و ش کے ہے اور فقیہ مجتہد مثل طبیب کے ہے جیسا کہ امام غزالی محدث نے امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف سے خطاب کر کے کہا ہے کہ ہلوگ صرف دوافر و ش ہیں اور تم طبیب ہو۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ جو حامل حدیث کا مطلب نہ جانے وہ مثل خوشبو مردش کے ہے کہ انی غفور الجواہر المنیفہ پس طبیب و دوافر و ش میں جو فرق ہیں وہ ظاہر ہے ترمذی میں ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے صحاب کو فرمایا ان الناس لکم تبع وان رجلا لایا تو لکم من اقطار الارض یتفقہون فی الدین فاذا اذ انکم فاستوصوا بہم خیراً یعنی لوگ تمہارے تابعدار ہیں اور تحقیق آدمی تمہارے پاس اطاعت و کفایت دین سے آئینگے تاکہ دین میں نقاہت حاصل کریں پس جب وہ آئیں تو تم ان سے نیکی کرو۔ مشکوٰۃ میں علی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعلکم الوجہ الفقہ فی الدین ان احب الیہ لعلکم وان استغن عنہ اغنی نفسه یعنی اجماع اور وہ ہے جو دین میں فقیہ ہے اگر اجماع لائی جائے اُسکے پاس تو نفع پہنچا تا ہے اور اگر اس سے بے پروائی کی جائے تو وہ اپنے نفس کو اُسے بے پروائی کرنا ہے۔ دوافر و ش یعنی روایت کی ہے کہ

آنحضرت نے فرمایا ماعبد اللہ تعالیٰ بشیء افضل من فقہ فی الدین ولکلی شیء عماد و عماد
 هذا الدین الفقہ یعنی اللہ کسی چیز کے ساتھ فقہا بہت فی الدین سے بہتر عبادت نہیں کیا جاتا اور
 ہر ایک شے کے لیے ستون ہر ارستون اس دین کا فقہ ہے۔ اجار العلوم میں لکھا ہو کہ آنحضرت نے
 فرمایا میں فقہ فی دین اللہ عزوجل کفایہ اللہ تعالیٰ ما اعمدہ و رزقہ من حیث لا یحسب
 یعنی جو شخص خدا کو دین میں فقہا بہت حاصل کرتا ہو تو خدا اُس کے مقاصد کو کفایت کرتا ہو اور یہی
 جگہ سے اُسکو رزق دیتا ہو کہ جہاں سے اُسکو لگان بھی نہ ہو۔ نیز آنحضرت نے فرمایا صنفان من
 امتی اذ اصلحو اصلہ الناس و افسدوا فسد الناس الامراء و الفقہاء ۵۷ یعنی میری
 امت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ جب وہ سنورے ہیں تو لوگ بھی سنورے ہیں اور جب وہ فاسد
 ہوتے ہیں تو لوگ بھی فاسد ہو جاتے ہیں۔ ایک امراء۔ دوسرے فقہاء۔ نیز آنحضرت نے فرمایا
 دینکم ایسرۃ و خیر العبادۃ الفقہ یعنی بہتر دین تمہارا وہ ہے جو آسان تر ہو اور بہتر عبادت کا فقہ ہر ابو داؤد
 وابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا العلم ثلثۃ آیۃ محکمۃ او سنۃ
 قائمۃ او فیضیۃ عادلۃ و ماکات سوی ذلک فهو فضل یعنی علم اصول دین میں قرآن
 و حدیث اور جو ان دونوں سے مستنبط ہے یعنی فقہ اور جو ان تین کے سوا ہے وہ لابیہ ہے
 سنن دارمی میں احلف سے روایت ہے قال عمرؓ لفقہا قسیل اب تسود و ابی
 عمرؓ نے فرمایا کہ پہلے اس سے کہ پیشوا بنائے جاؤ فقہا بہت حاصل کرو۔ نیز نسیم الداعی سے روایت
 قال تطاول الناس فی البناء فی زمن عمرؓ قال عمرؓ یا معشر العرب الارض الارض انکم لا اسلام لکم
 بجماعۃ ولا جماعۃ الا بامارۃ و الامارۃ الا بطاعۃ فمن سودہ علی الفقہ کان حیوۃ لہ و لہم و من
 سودہ قومہ علی غیر فقہ کان حلاک لہ و لہم یعنی عمرؓ کے زمانہ میں لوگوں نے بنائے مکتا یہ
 زیادتی کی پس عمرؓ نے کہا کہ اگر وہ عرب بن پرست سے جو تحقیق اسلام نہیں ہے مگر ساتھ جماعت کے اور جماعت
 ہے مگر ساتھ اہل حق کے اور امارت نہیں ہے مگر ساتھ اطاعت کے پس جس شخص کو پیشوا بنایا اُسکی قوم نے فقہ پر
 ہوئی جات اُسکی اور ان کے لیے جو شخص کو پیشوا بنایا اُسکی قوم نے غیر فقہ پر پس فی ہلاکت اُسکی اور ان کے لیے خطر
 ابن عمرؓ سے روایت کی ہے و قلیل الفقہ خیر من کثیر العبادۃ یعنی چھوٹی فقہ بہتر ہے زیادہ عبادت سے
 سنن دارمی میں ابن عمرؓ سے مروی ہے قال ادسل رسولہ اللہ معاذ بن جبل و اباموسیٰ الیمینی قال لیس

وتطوعا وليسرا ولا تنفرا فقد ما الامين فخطب للناس معاذ فخصهم على الاسلام وادهم
 بالشفقة في القرآن وقال اذا فعلتم ذلك فاستلوني احبكم عن اهل الجنة من
 اهل النار فكثروا ماشاء الله ان يملكو افعال المعاذ ذلك كنت امرتنا اذا نحن تفقهنا
 وترانا ان نسالك فنخبرنا باهل الجنة من لنا فقال لهم معاذ اذا
 ذكر الرجل بخير فهو من اهل الجنة واذا ذكر بشر فهو من اهل النار سمع
 يعني رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے معاذ بن جبلؓ اور باموئنی کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ عہد
 کرو ایک دوسرے کا اور فرمانبرداری کرو ایک دوسرے کی اور آسانی کرو ایک دوسرے کے
 ساتھ اور نفرت نہ کرو ایک دوسرے سے پس آئے دونوں یمن میں پس بلایا معاذ نے آدمیوں کو
 اور ترغیب دی انکو اسلام پر اور حکم کیا انکو قرآن میں تفقہ کرنے کا اور کہا کہ جب پورا کرو تم اس بات کو
 پس پوچھو مجھ سے یمن بناؤنگا تمکو کون اہل جنت اور کون اہل نار سے ہی پس وہ ٹھہرے وہاں
 جتنا خدا نے چاہا کہ وہ ٹھہریں پس انھوں نے معاذ کو کہا کہ آپ نے حکم کیا تھا ہمکو کہ جب ہم فقہ
 حاصل کریں اور قرآن خوب پڑھنے لگیں تو آپ سے سوال کریں پس اب آپ ہمکو بتائیں کہ کون اہل
 اور کون اہل نار سے ہی پس کیا اُن سے معاذ نے کہ جب آدمی نیکی کے ساتھ یاد کیا جائے تو وہ اہل جنت
 سے ہی اور جب وہ بدی کے ساتھ یاد کیا جائے تو اہل نار سے ہی۔ بہانگ توفیقہ اور فقیہ کی فیضت
 قرآن وحدیث و آثار صحابہ سے بیان ہوئی اب بطور نمونہ علمائے کرام کے اقوال سے بیان ہوتی ہو
 چنانچہ دائرۃ المعارف میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں فقہ پر ہر گار سے زیادہ
 کوئی عزت و اہمیت نہیں ہے اور لائق نہیں ہے کہ قاضی کو عہدہ قضا پر زیادہ ایک برس سے چھوڑا جائے
 ایسا نہ کہ اسکی نقاہت دور ہو جائے اسی اور درختار میں امام محمد کا قول ہے تفقہ فان الفقه افضل
 قائد الملو و القوی و اعدل فاصد و کن مستفید کل يوم من زيادة من الفقه و اسیم فی بحور الفوائد
 غاب فقہہا و احد امتور عا شد علی الشیطان من الفقه یعنی فقہ کو سیکہ کیونکہ فقہ افضل کہینے والا ہے
 نیکی اور برہنہ گاری کی طرف اور معتدل تر قریب مقصد ہے اور بہت دیر حاصل کرنا لازماً باقی کا
 فقہ سے اور تیرا کرواؤند کے دریاؤں میں کیونکہ ایک فقہ شفی شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے
 غسطلانی شرح بخاری میں امام بخاری سے منقول ہے کہ دھوم و دھواں ختم ہوا الحدیث و لیس

آداب الفقہ دون من آداب المحدث فی الآخرة ولا عزة بأقل من عز المحدث
یعنی فقہ حدیث کا ثمرہ ہو اور آداب فقہ کا آخرت میں محدث کے ثواب سے کم نہیں ہو اور نہ عزت
فقہ کی محدث کی عزت سے کچھ کم ہو۔ درانتخاب میں لکھا ہے اذاما اعتلوا وعلم بعلم
فعلم الفقہ اولیٰ ہا اعتلوا ہر حکم طیب یفوح ولا کمسک ہر حکم طویل یطیر ولا کبار
یعنی جب صاحب علم کسی علم کے سبب سے فخر کرے تو فقہ کا علم انتہا کے لیے اولیٰ اور مقدم تر
ہو سو بہت سی خوشبوئیں مکتی رہیں مگر نہیں مکتی کنسوری کے مثل اور بہت سی جڑیاں اڑنی ہیں
مگر نہیں اڑتیں باز گئے مانند۔ یعنی علم فقہ کا اور علوم سے ایسا افضل ہے جیسے کنسوری دیگر خوشبوئیں
اور باز دوسرے پرندہ۔ دن سے افضل ہیں وحیو علوم علم فقہ لائق ہو سکون
الیٰ کلی العلوم توسلاہ یعنی سب علوم سے علم فقہ کا بہتر ہو کیونکہ وہ تمام مراتب عالیہ کی
طرف وسیلہ ہوتا ہے۔ شامی وغیرہ میں لکھا ہے کہ فقہ کی اس سے بڑھ کر اور کیا تفصیل ہوگی کہ فقہ
کی کتابوں کو صرف دیکھنا ہی نماز تہجد سے افضل ہے اور فقہ کا پڑھنا قرآن کے زائد حاجت
کے پڑھنے سے بہتر ہو کیونکہ فقہ کا تعلم بقدر حاجت کے فرض عین ہے اور زائد از حاجت کفایہ
اور قرآن کا تعلم بقدر حاجت فرض اور زائد از حاجت سنت ہے اور فرض سنت سے افضل
ہوتا ہے۔ منلفظ وغیرہ میں امام محمد بن حسن سے منقول ہے کہ مرد کو لائق نہیں کہ شعر گوئی اور خودانی
میں مشغور ہو کیونکہ انکا انجام گمراہی اور لڑکون کا پڑھنا ہے اور نہ حساب دانی میں معروف
ہو کہ اسکا انجام کارہ پالیش اراضی کی ہے اور نہ تفسیر دانی میں کیونکہ اسکا انجام کارہ عطف گوئی
اور قصہ خوانی ہے بلکہ لائق یہ ہے کہ اسکا علم حلال و حرام وغیرہ یعنی فقہ میں ثابت ہو جس سے
چارہ نہیں انتہی

غایۃ الادوار میں مطحادی سے منقول ہے کہ علوم میں قسم میں ایک وہ جو پختہ ہو گیا اور
محقق نہیں ہو یعنی قواعد اسکے مقرر ہو کر کثیر جزئیات متفرع ہو چکے اور دفع اعتراضات
اور تفصیل اقادیل اور توضیح مشکلات ہو گئی لیکن احراق بنی کمال اور غایت کو پہنچنا نہیں
ہو اسودہ علم خود اصول فقہ ہے کیونکہ ان علوم کے اگرچہ قواعد مدون یعنی مرقوم ہو گئے لیکن
انکے فروغ مستنبط ہونے کمال کو نہیں پہنچے اوصحاح علم وہ ہے جو نہ پختہ ہو نہ محقق اور

وہ علم بیان و تفسیر ہی کیونکہ علم بیان حسین بلاغت کے بتوں علم یعنی معانی۔ بیان۔ بدیع شامل ہیں ذوق کی طرف راجع ہو جسکی کچھ نہایت نہیں اور آدمی اس میں مختلف ہیں اور علم تفسیر کے عدم کمال کی وجہ یہ ہے کہ موضوع علم تفسیر کا باعتبار معانی و وجود اعجاز اور موقع مناسب وغیرہ کے جن کا سوا اسے علام الغیوب کے کوئی محیط نہیں ہو سکتا فہم مراد بانی ہی پس اسکی نہایت کس طرح حاصل ہو سکے۔ اور ایک علم وہ ہے جو پختہ ہوا اور کمال کو بھی پہنچ گیا سو وہ علم حدیث اور علم فقہ کا ہے۔ علم حدیث کا نہایت رتبہ کہ پہنچنا یہ کہ محدثین نے جراحیم المدخرا اسما الرجال اور ان کے نسب اور طبقات میں کتاب میں تصنیف کیں اور قوی الحفظ وضعیف الحفظ اور صحیح الروایت و فاسد الروایت کو بیان کر دیا اور فنون احادیث میں طرح طرح کی کتابیں لکھیں اور مراد و حکام احادیث کو ہر مجتہد کی فہم کے موافق بیان کیا اور کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رکھی اور فقہ کی تکمیل تو ظاہر ہے کہ مجتہدین رحمہم اللہ نے قرآن اور حدیث میں اسعان نظر کر کے بال کی کمال نکالی تو اعداد مقرر کیے اور انہیں جزئیات متفرع کیے اور خلافت کے حوادث باوجود ان کے اختلاف مواقع کے بعینہا لکھ دیے بلکہ فقہانے ان امور میں نظم کیا ہے جو کبھی واقع نہیں ہوتے اس خیال سے کہ مبادا اگر ایسا واقع ہو تو مسلمان حیران ہوں اور جو جزئی منصوص نہیں وہ نادیر کیا ہے اور گاہے منصوص بھی ہوئی ہے مگر ناظر اسکے محل سے قاصر ہے اور فہم کا تصور ہی دور نہ ہر امر فقہ میں مذکور ہے خواہ مفہوم (کنایہ) خواہ بنسبتوں (صراتہ) انتہی۔ میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ اگر مجتہدین جراحیم المدخرا الخراج است کے لیے قرآن و حدیث سے احکام کا استنباط نہ کرتے تو ان کے سوا کوئی شخص اس بات پر قادر نہ ہو سکتا اور جس طرح آنحضرت اگر قرآن شریف کے اجمال کو ہمارے لیے بیان نہ کرتے تو کوئی ہم میں سے کیفیت طہارت و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ اور عدد رکعت نماز اور ارکان صیام و بیع و نکاح وغیرہ احکام شرع کو قرآن سے استنباط نہ کر سکتا اسی طرح اگر مجتہدین احادیث کے اجمال کو ہمارے لیے بیان نہ کرتے تو ضرور شریعت محل پیری رہتی اور ایسی بات ہر ایک زمانے میں بہ نسبت زمانہ ماقبل کے قیامت تک رہی کیونکہ اجمال کلام علماء میں ہمیشہ قیامت تک ساری ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی کسی کتاب کی شرح و حاشی نہ لکھتا انتہی المختصا۔ اسبوجہ سے استنباط و اجتہاد کرنے کا خود شایع نے حکم دیا ہے اور خود بھی کس ہے

چنانچہ نرندی و ابوداؤد و دارمی میں حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو قاضی بنا کر میں بکھڑا تو اُنسے پوچھا کہ جب کوئی مقدمہ تمہارا ہے یاں اولیگا تو تم اُسکا کس طرح فیصلہ کرو گے انھوں نے کہا کہ بموجب کتاب اللہ کے فیصلہ کرونگا آپ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں اُسکا حکم نہ پاؤ تو پھر کیا کرو گے انھوں نے کہا کہ بموجب سنت رسول اللہ کے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر سنت رسول اللہ کی نہ پاؤ تو پھر کیا کرو گے عرض کیا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور اُنکے پاسنے کی کوشش میں کمی نہ کرونگا معاذ کہنے میں کہ پھر حضرت نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مار کر کہا کہ شکر ہے اُس خدا کا جس نے رسول کے رسول کو اُس امر کی توفیق دی جس سے خدا کا رسول راضی ہوا۔ انتہی۔ صحیح نسائی میں عبد الرحمن ابن زبید سے مروی ہے کہ نبین تمہارا ہکو کوئی حکم اور نہ ہم اس مقام میں تھے پس خدا نے ہم پر تقدیر کیا کہ ہم اُس جگہ میں ہو چکے جہاں تم دیکھتے ہو پس جس شخص کو اس سے پیچھے کوئی امر لاف ہو تو اُسکو چاہیے کہ ایسا حکم کرنے جو کتاب اللہ میں ہو اور اگر وہ ایسا امر ہو کہ کتاب اللہ میں نہیں ہے تو اس چیز کے ساتھ حکم کرے جو پیغمبر خدا نے فرمایا یا کیا اور اگر ایسا امر لاف ہو جو نہ کتاب اللہ اور نہ حدیث رسول اللہ اور نہ قول صلحاء میں ہے تو چاہیے کہ اپنی عقل و رائے سے حکم دے اور یہ نہ کہیے کہ میں اپنی عقل و رائے سے حکم کرتے اور تاہوں کیونکہ حلال و حرام ظاہر میں اور حلال و حرام کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں پس اُن چیزوں کو جو شک میں نہ ڈالیں جھوٹ نہ دینا چاہیے اور اسطرح مانا چاہیے جو شک میں نہ ڈالیں انتہی۔ سنن دارمی میں عبد اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ جب تم پوچھے جاؤ کسی چیز سے تو پہلے کتاب اللہ میں دیکھو اگر اس میں جواب نہ پاؤ تو سنت رسول اللہ کو دیکھو اگر اس میں بھی جواب نہ پاؤ تو مسلمانوں کے اجماع کو دیکھو اگر اُنکا اجماع بھی نہ پایا جاوے پس اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور یہ نہ کہو کہ میں ڈرتا ہوں کیونکہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور درمیان انکے امور مشتبہ ہیں پس جھوٹ دے اس چیز کو جو شک میں نہ ڈالے بلکہ اُس چیز کی طرف جو نہ شک میں نہ ڈالے بلکہ۔ اور عبد اللہ بن ابی زبید سے روایت ہے کہ جب عبد اللہ بن عباس سے کوئی امر پوچھا جانا نہ اگر قرآن میں ہو تا تو قرآن سے

جواب دیتے اگر قرآن میں نہوتا تو حدیث سے جواب دیتے اگر حدیث میں بھی نہوتا تو ابو بکر رحمہ
 وغیرہ کے قول سے اگر انکا قول بھی نہوتا تھا تو اپنی رائے سے جواب دیتے تھے انتہی۔ ابو داؤد
 و ترمذی و نسائی اور ابن ماجہ نے طلق بن علی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت پوچھے گئے ہاتھ
 لگانے ذکر سے بعد وضو کے (یعنی اگر کوئی متوضی اپنے آلت کو چھو لے تو اسکا وضو ٹوٹ
 جاتا ہے یا نہیں) آپ نے فرمایا کہ کیا ذکر مرد کے گوشت سے ایک ٹکڑا نہیں ہے یعنی اس سے
 وضو نہیں ٹوٹتا ہے انتہی۔ یہاں خود حضرت نے ذکر کو دیگر اعضا پر قباس کر کے فرمایا کہ
 جس طرح دیگر اعضا کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح متوضی کے آلت کو ہاتھ
 لگانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا اور مجتہدین کو قباس کرنے کا طریقہ بتا دیا۔ شرح
 سفر السعادت کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ صحابہ کو بسبب برکت صحبت آن حضرت اور
 نورانیت باطن اور صفائے عقیدت کے کوئی اختلاف و شبہ نہ تھا اور بیاعتنا طوع
 انوار کتاب و سنت اور حضور نور نبوت اور شہود و موارد وحی و تنزیل کے قباس و اجتہاد کی
 حاجت نہ تھی مگر چند مسئلوں میں جو بعد رحلت حضرت مہم درکانات کے گو نہ اختلاف
 واقع ہوا ہر ایک انہیں سے آنحضرت کے دریاے علم و جہت فضل اور باران رحمت سے مثل نہر
 یا حوض یا جہد دل کے تھا چونکہ اوقات صحبت کے مختلف تھے اور تمام صحابہ ایک وقت ہمیشہ
 حضرت کی مجلس میں حاضر نہ رہتے تھے و نیز آنحضرت کا فعل بسبب زیادہ شفقت و توسع رحمت
 امت کے بجز فرائض و واجبات کے نوافل و منجیات و فضائل اعمال میں ہمیشہ ایک طرز
 پر نہ تھا کہ مبادا واجب کی حد کو پہنچ کر امت پر فرض ہو جاوے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا تھا
 کہ جس عمل کے ساتھ آن حضرت مداومت کرتے تھے خدا کا حکم اُسکی فرضیت و وجوب
 پر نازل ہو جاتا تھا اسیلئے صحابہ میں سے ہر ایک نے وہ دیکھا اور پایا جو دوسرے نے
 نہ دیکھا اور نہ پایا چنانچہ اسی سبب سے صحابہ کے علوم میں مخالفت و مغایرت ظاہر
 ہوئی اور بعد وفات آنحضرت کے ہر ایک انہیں سے مع بہت سے حصے نبوی علمی اور
 انوار سنت کے بلاد و امصار اسلام میں متفرق ہو کر نشر علوم و احکام میں مشغول ہوا
 اور دوسری جماعت عرب و عجم کی جس نے نہ ان حضرت کو دیکھا اور نہ زمانہ نبوت کو

پایا صحابہ کی خدمت میں دُور سے اور اُنکی صحبت میں رہ کر اُسے انوارِ علوم کا اقتباس کیا انکو تابعین کہنے میں اور جس جماعت نے صحابہ سے ملاقات نہ کی اور تابعین کے پاس اُنکے اُنسے استفادہ و استفادہ کیا انکو تبع تابعین کہنے میں اور یہی میں گروہ یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین مقدمہ ابان دین بہترین امت میں بحکم حدیث خدیو امی قرنی الذین انا ذہم لہم الذین یلوہم لہم الذین یلوہم لہم پس تابعین و تبع تابعین میں بسبب اختلافِ علوم و کثرتِ وقائع و حوادث اور تشددِ لال حجابِ بیاعت بعزمان ہوتا اور دور و دور و دوری کے اجتہاد نے کثرتِ پائی اور اختلافِ شائع ہوا اور حقیقت میں باعثِ توسیع امر اور وسعت دائرہ رحمت حق ہوئے۔ اُنتہی۔ علامہ کفوی نے اعلام الاخیار میں لکھا ہے کہ ہمارے پیغمبر نے جو اپنی نازل ہو یا ہو گیا اور دین سکھایا اور حکم کیا اور حد و کو قائم اور شرع کو بیان کیا اور اقامتِ امر دین میں جیسی کہ چاہیے کوشش کی اور اُسکا جاری اور لازم کیا پھر خلفاء راشدین اور وجہ صحابہ نے اقامتِ دین اور اجراءِ شرع میں اور تبعین قواعد و حدین اور توہین کید اعداء اللہ المتبدعین میں اپنی کوششوں کو ترجیح کیا اور اسلام کو اُسکی رگوں سے قائم کیا اور ہر ایک امر کو اپنے مستند سے مضبوط کیا اور انجائی یکہ بسبب شرفِ صحبت رسول اللہ کے طعن سے سالم اور باعثِ برکتِ حد اُن حضرت کے شاہدِ عیب سے مصون تھے پس اُنکے نشان اُن لوگوں کے واسطے جو اُنکے پیچھے ہوئے راہِ راست اور واسطے دفعِ تاریکی گراہی کے چراغِ روشن ہوئے اسی طرح تابعین نے اُنسے فتویٰ میں فراہم کی اور بغیرِ خلاف کے اُنسے موافقت کی اور اخلافِ دین کے واسطے اُنسے احکامِ دین کو نقل کیا درآئیکہ وہ سننِ اسلاف کے مجسم اور ہر رگوں کے نشانوں کے حاوی تھے اور چونکہ حوادثِ ابام کی تعداد سے خارج اور معرفتِ اُنکے احکام کی روزِ قیامت تک لازم تھی اور طوایرِ نصوص اُنکے بیان کو غیرِ کفایت تھے اسلئے وہ اپنی رائے کے ساتھ اجتہاد کرنے پر مجبور ہوئے پس اُنھوں نے اجتہاد کیا اور قواعدِ اصول کی بنیاد قائم کی اور تبعین مذہب پر عزم بالجزم کر کے اُنسے پیغمبر سے مستفیض ہوئے جو حضرت سے مروی ہے یعنی لما یحدث عن انا ابی الیمین فابینا قال لا بد لقصی یا معاذ الخ پھر علامہ ابن عربین اور امام محمد بن سنے اپنی کوششیں تحقیق مسائل شرعیہ اور مذہبی نظائر فرعیہ میں خرچ کیں اور احکامِ فریض کو اور اربعہ (فرمان - حدیث - اجماع - قیاس) سے استنباط کیا پس

اتفاق انکا حجت قاطع اور اختلاف انکا رحمت واسعہ ہے۔ انتہی
شامی میں لکھا ہے کہ نقیبوں نے کہا ہے کہ فقہ کا کھیت عبداللہ بن مسعود نے بویا اور علقمہ
بن قیس نے اُسکو سنیجا اور ابراہیم نخعی نے اُسکو کاٹا اور حماد بن مسلم نے اُسکو ماند یعنی بجوسی سے
اناج جدا کیا اور ابو حنیفہ نے اُسکو پیسا اور ابو یوسف نے اُسکو گوندھا اور محمد بن حسن نے
اُسکی روٹیاں پکا بنیں اور باقی اُسکے کھانے والے ہیں۔ یعنی اجتہاد اور استنباط احکام کا
طریقہ ابن مسعود سے شروع ہوا اور فقہ کی ترقی ہوئی گئی یہاں تک کہ امام الائمہ سراج الاتمہ ابو حنیفہ
نے کمال کو پہنچا کر مدد کیا اور بابون میں مرتب کر کے کتاب الفرائض و کتاب الشرط تصنیف
کیں اور اکی ہی پیروی امام مالک نے موطائین کی اور محمد بن حسن نے آپکی روایات کو جمع کر کے
فروع کو تنقیح کیا اور جس قول سے آپ نے وجوع کیا اُسکو بیان کر دیا اور جو حادث اُنکے وقت
میں بکثرت ہوئے تو انھوں نے فقہ کو مدد کر کے اُسقدر کتنا بین تصنیف کیں کہ جس سے ایک
عالم کو غیر محتاج کر دیا اور سب لوگوں کو اُنسے فائدہ پہنچ رہا ہے۔ انتہی۔ ملخصاً۔
علمائے لکھا ہے کہ تقاسمات طبقوں پر منقسم ہیں۔

بہلا طبقہ مجتہدین کا ہے جیسے امام ابو حنیفہ، مالک، شافعی، و احمد بن حنبل اور انکے مانند
جنھوں نے اصول اور قواعد کو مؤسس اور مقرر کیا اور احکام فروع کو دلائل اور یعنی کتاب و سنت
و اجماع اور قیاس سے مستنبط کیا اور وہ ہمیں کسی کے مقلد نہیں ہیں۔ یہ طبقہ علم و فضل علماء اسلام
سے ہے خصوصاً چار دن ائمہ کے برابر اب تک کسی کو علم اور فہم حاصل نہیں ہوا اور نیز چونکہ انکا زمانہ حضرت
کے بہت قریب تھا اسلئے حضرت کے وقت کی رسم و عادات اور اسوقت کی بول و چال کا طریق
جو یہ سمجھے تھے اسوقت کے عالمن کو سمجھنا کماں نصیب ہے پس اسی واسطے دوسری باجوہی
صدی میں چار دن ائمہ کے مذہب مقرر ہو گئے اور مسائل فروع میں سوائے چار مذہبوں کے
اور کوئی باقی نہیں رہا بلکہ جو شخص انکی مخالفت کرے اسکے قول کے بطلان پر اجماع مرکب
منعقد ہوا ہے لقولہ تعالیٰ و یلتزم غیر سبیل المومنین لولہ ما لولی و فضل جہنم ساءت
مصیباً ایسا کہ تفسیر منطری میں مذکور ہے اور طحاوی نے شرح در مختار کی کتاب النبیج میں
لکھا ہے کہ بعض مفسرون نے کہا ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کا چار مذہب یعنی

حنفی و مالکی و شافعی و حنبلی پر جمع ہوا ہے اور جو شخص ان چار مذاہب سے خارج ہو وہ اہل بدعت و مار سے ہے انتہی۔ اور مجتہدین کا وہ اسکے نزدیک یہ رتبہ و منصب ہے کہ وہ خطابی الاجتہاد میں بھی مستحق ثواب ہیں یعنی وہ مسئلہ جو قرآن و حدیث اور اجماع امت میں صاف مذکور نہیں اور مجتہد اُسکو اپنے قیاس سے قرآن و حدیث میں غور کر کے نکالتا ہے پس اگر اُس نے وہ مسئلہ ٹھیک نکال لیا ہے تو اُسکو دو ثواب ملینگے یعنی ایک اُسکی محنت اور دوسرا ٹھیک بات پا جانے کا اور اگر وہ اس میں جوک گیا ہے تو اُسکو صرف محنت کا ایک ثواب ملیگا جیسا کہ صحیحین میں بروایت عمرو بن العاص اُن حضرت سے مروی ہے۔ اور یہ جو ائمہ اربعہ کے مقلدین اپنے ائمہ کی طعن و منسوب ہو کر حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی کے نام سے مشہور ہوئے ہیں اسکا مطلب صرف یہی ہے کہ اُنکو ایک دوسرے سے امتیاز حاصل ہو ورنہ واقع میں ہر ایک فرقہ مجتہد ہے اور اُنکا اپنے اپنے امام کے مسلک پر چلنا اور اُنکی تقلید کرنا عین طریقہ نبویہ پر چلنا ہے جو عقل و نسبت سے عار کرنا ہے اور اُسکو شریعت کے مخالف سمجھنا ہے وہ خود گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

دوسرا طبقہ مجتہدین فی المذاہب کا ہے چنانچہ امام ابو یوسف و محمد و زفر وغیرہ اصحاب امام ابو حنیفہ جنھوں نے ائمہ اربعہ سے اُن قواعد کے بموجب احکام کو نکالا جو امام نے مقرر کیے اگرچہ صاحبین وغیرہ نے بعض احکام مرفوع میں امام کا خلاف کیا ہے لیکن قواعد اور اصول میں اُسے تابع ہیں اور اسی وجہ سے امام شافعی رحمہ وغیرہ ائمہ سے ممتاز ہیں تیسرا طبقہ مجتہدین نے المسائل کا ہے چنانچہ ابی بکر خصاص اور طحاوی اور ابی الحسن کرمی و شمس الامم سرخسی و شمس الامم حلوانی و فخر الاسلام برووی اور فخر الدین قاضی خان و صاحب ذخیرہ و محیو بربانی اور شیخ ظاہر احمد صاحب نصاب خلافتہ انقادی اور مثل اُنکے اور علماء جو امام کی مخالفت نہ اصول نہ فروع میں کر سکتے ہیں لیکن امام کے قواعد سے ان مسائل کا استنباط کرتے ہیں جنہیں امام سے کوئی روایت نہیں ہے۔

چوتھا طبقہ مقلدین سے اصحاب تخریج کا ہے چنانچہ رازی وغیرہ جو اجتہاد پر اہل قادیانین لیکن احاطہ اصول اور ضبط اخذ سے امام یا اصحاب امام کے قول مجمل ذمی الوجدان اور حکم مبہم محتمل الامرین یعنی قول پہلو دار کی تفصیل پر اُسکے امثال اور نظائر

نظارہ پر قیاس کر کے قادر مین۔ ہدایہ مین جو بعض موافق پر ترجیح رازی کا ذکر آیا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے۔

پانچواں طبقہ مقلدین مین سے اصحاب ترجیح کا ہی چنانچہ ابو الحسن قدوسی اور صاحب ہدایہ و ابن ہمام اور شل ان کے جنکا یہ رتبہ ہے کہ ایک روایت کو دوسری روایت پر اسطرح پر ترجیح دینے مین کہ یہ قول درایت کی راہ سے اولیٰ یا صحیح یا روایت کی رو سے اوضح ہے یا قیاس سے یہ زیادہ موافق ہے یا عوام کے سہلے یہ زیادہ سہل و آسان ہے۔

چھٹا طبقہ اُن مقلدین کا ہے جو مابین اقویٰ و قویٰ و ضعیف اور ظاہر و غیب اور ظاہر و روایت اور روایت نادرہ کے امتیاز کرنے پر قادر مین چنانچہ شمس لائے محمد کروری و جمال الدین حصیری و حافظ الدین النسفی وغیرہ مثل مصنفین متون اربعہ یعنی صاحب کنز الدقائق اور صاحب مختار اور صاحب وقایہ اور صاحب مجمع کے۔ انکا یہ رتبہ ہے کہ اپنی کتابوں مین اقوال مردود اور روایات ضعیفہ کو نقل نہیں کرتے۔ اور یہ ادنیٰ طبقہ فقہوں کا ہے۔

ساتواں طبقہ اُن مقلدوں کا ہے جو نہ روایات پر قادر نہیں لاغر اور غریب مین فرق نہیں کرنے شمال کو مین سے ممتاز نہیں کرتے بلکہ حاطب البلیل یعنی رات کی لکڑیاں جمع کر کے بوائے کے مانند جو روایت پاتے ہیں انکو جمع کرنے مین انکو قویٰ دینا جائز نہیں ہے مگر بطور حکایت کے کذا فی غایۃ الاوطار نقل عن کتاب اعلام الاخبار۔

حدیثہ اول

پہلا خیابان

امام ائمۃ المجتہدین سراج اللہ ابو حنیفہ نعمان کو فی رحمۃ اللہ علیہ کے تاریخی حالات مین نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن نیرد گرد بن شہر بار بن یزید بن نوشیروان بادشاہ تارخ ابن خلکان وغیرہ مین خطیب بغدادی سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ کے پوتے اسمعیل نے کہا کہ مین اسمعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان فارس کے ابجا احرار مین سے ہوں اور خدا کی قسم ہم کبھی رقی واقع نہیں ہوئی میرے دادا ابو حنیفہؒ مین پیدا ہوئے اور پرورداد میرے یعنی ثابت ہنر سنی مین حضرت علی کی خدمت مین آئے گئے

ثابت آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ سے امام جعفر صادقؑ نے نکاح کیا اور ایک سوت
 صغیر سن تھے بس آپ نے امام جعفرؑ کی گود میں پرورش پائی اور یہ آپ کے بے شکیت غلیظہ پر آپ
 بعد تحصیل علم ضروری کے ہوش سنبھالتے ہی خرید و فروخت میں مشغول ہوئے لیکن چونکہ امام
 شعبیؒ کوئی نئے آپ میں نقطہ اور ہونہاری دیکھی تو آپ کو کمال تحصیل علم کی برہبری کی اس پر آپ
 خرید و فروخت کا کام چھوڑ کر علم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ علم کلام میں مشارع زمانہ ہوئے
 پھر آپ کے جی میں آیا کہ اصحاب و تابعین ایسے نہیں ہوئے بلکہ انھوں نے ایسے علوم سے نفع
 کی ہر اور بجز شریعت و فقہ کے اور کسی علم میں انھوں نے خوض نہیں کیا اس پر آپ حدیث و فقہ
 میں مشغول ہوئے چنانچہ جابر بن عبد اللہ بن جابر بن عبد اللہ بن جابر بن عبد اللہ بن جابر
 جنہوں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں۔ - ابراہیم بن عبد الرحمن سکسکی۔ - ابراہیم بن محمد بن
 منتشر الاجدع الہمدانی الکوفی۔ - ابراہیم بن مسلم البغدی البصری۔ - ابراہیم بن جابر بن جابر
 الکوفی۔ - ابراہیم بن زید الخوزی الملکی۔ - آبان بن ابی عباس فیروز البصری۔ - ابی عبیدہ بن حبیب
 البصری۔ - ابی یحییٰ۔ - ابی السوار قال ابو محمد البخاری الضباب۔ - ابی الماہی۔ - ابی حویر بن طارق
 ابی ماجد۔ - آدم بن علی البکری۔ - اسحق بن ثابت بن عبیدہ الانصاری۔ - اسمعیل بن ہلول بن عمرو
 البصری المعروف بالحنون۔ - اسمعیل بن عبد الملک۔ - اسمعیل بن ابی خالد الاحمسی۔ - اسمعیل بن
 عباسی الحمصی۔ - اسمعیل بن امینہ۔ - اسمعیل بن مسلم السکسکی۔ - یوب بن عابد کوفی۔ - یوب بن مہر بن مہر
 السخنیانی۔ - یسیر بن ذرہ کوفی۔ - یسیر بن سلمان الکوفی۔ - بلال بن مرداس القرانی۔ - بیان بن بشر
 الکوفی۔ - یحییٰ بن سلمہ کوفی۔ - ثابت بن اسلم البستانی۔ - جابر بن زید الجوفی۔ - جامع بن ابی شہد کوفی
 جامع بن شہد الدلماری الکوفی۔ - جبلة بن یحییٰ الکوفی۔ - حریر بن سعد الکوفی۔ - امام جعفر صادقؑ بن
 محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ - حاتم بن دروان البصری۔ - حاتم بن عبد الرحمن البصری
 الکوفی۔ - حبیب بن ابی ثابت بن قیس۔ - حبیب بن ابی عمرہ الکوفی۔ - حجاج بن ارطاة الکوفی۔ -
 حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب۔ - حسن بن مالک بن الحکم الکوفی۔ - حسن بن سعد الکوفی مولیٰ امام
 حسن۔ - حسن بن عبد اللہ الکوفی۔ - حسن بن عبید اللہ الکوفی۔ - حصین بن عبد الرحمن الکوفی۔ - حکم
 بن عقیبہ الکوفی۔ - حکم بن جبر الکوفی۔ - حلو بن ابراہیم بن عبد اللہ بن سلمان الکوفی۔ - حمید بن ابی حمید

الطویل البصری - حمید بن قیس الاعرج المکی - خالد بن عبد الاعلی - خالد بن علفمہ - خالد بن سعید الشعمی
المدنی - خارج بن عبد اللہ الانصاری خلیفہ بن عراک بن مالک مدنی - خضیب بن عبد الرحمن خلف
بن یاسین - نوات بن عبد اللہ التیمی - داؤد بن عبد الرحمن مکی - وزین بن عبد اللہ المرہبی - ربیعہ بن
ابی عبد الرحمن الرائی - زبید بن الحارث الکوئی - زیاد بن ابی زیاد مدنی - زیاد بن علفہ - کوئی
زیاد بن کلب الکوئی - زبید بن اسلم العدوی المدنی - زبید بن ابی انیسہ - زبید بن عبد الحمید بن عبد الرحمن
المدنی - زبید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب - زبید بن الولید - سالم بن عجوان الاقطس
الدوموی - سالم بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب - سعد بن طارق الکوئی - سعید بن مسروق الثوری
سعید بن یسار - سعید بن مزربان مولی خدیفہ بن الیمان العبسی البقال الکوئی - سعید بن ابی سعید
بن مزربان لغار - سفیان بن سعید الثوری - سلمہ بن نبط الکوئی - سلمہ بن کبیل الکوئی - سلیمان
بن سلیمان الکوئی - سلم سیبانی - سلیمان بن یسار اللدلی - سلیمان بن مهران الاعمش الکوئی
سلیمان بن مغیرہ القبسی - سماک بن حرب الکوئی - سہیل بن ابی صالح - سیار بن سلتانہ الراجی
شداد بن عبد الرحمن - شرجیل بن مسلم - شعبہ بن دینار الکوئی - شبان بن عبد الملک شیبہ بن
مسافر بصری - صالح بن حبان القرشی الکوئی - صلت بن بہرام - طاوس بن کسان الیمانی طریف
بن شہاب - ظلمہ بن نافع - ظلمہ بن مصرف البامی الکوئی - عاصم بن ابی الجود الکوئی - عاصم بن
کلب - عامر بن السیمط الکوئی - عاصم بن الاحوص حکیم - عامر بن شرجیل الشعمی - عامر بن ابی
موسیٰ عبد اللہ بن قیس الاشعری - عبد اللہ بن ابی زیاد النطواني الکوئی - عبد اللہ بن دنبار
العدوی - عبد اللہ بن خثیمہ - عبد اللہ بن مواہب القرشی الشامی - عبد اللہ بن ابی خنیفہ المدنی
عبد اللہ بن عمر العمری المدنی - عبد اللہ بن منبیرہ الکوئی - عبد اللہ بن ابی الجهم العدوی - عبد اللہ
بن سعید بن ابی سعید المقبری - عبد اللہ بن حمید بن عبد الانصاری الکوئی - عبد اللہ بن داؤد
المدنی الکوئی - عبد اللہ بن عثمان بن خثیمہ - عبد اللہ بن عمر بن حفص المدنی - عبد الرحمن بن حرم
یعنی عبد الرحمن بن حسان بن ثابت بن منذر بن عمرو بن خزام الانصاری - عبد الرحمن بن
برمر عرج المدنی - عبد الرحمن بن شرجیل - عبد الرحمن بن عمرو الاوزاعی - عبد الملک بن یاس
الشیبانی الکوئی - عبد الملک بن عمر الکوئی - عبد الملک بن عمرو بن قیس الانصاری - عبد الملک

بن مسقر الملای الکوفی - عبد الکرم بن ابی معقل عبد الکرم بن ابی الخارق - عبد الاعلی بن عامر علی کوفی
عبد الغفر بن یفیع المکی زبیل کوفہ - عبد الغفر بن ابی رفاہ - عبد بن عبد اللہ الکوفی - عثمان بن
راشد عثمان بن عبد اللہ بن موسیٰ البتیمی - عثمان بن عاصم الکوفی - عذسی بن ثابت الانصاری
الکوفی - عذسی بن سعد - عطاء بن ابی رباح - عطاء بن یسار الملای - عطاء بن العجلان البصری
عطاء بن السائب - الکوفی - عقیقہ التوفی الکوفی - عقیقہ بن الحارث الکوفی - عکرمہ بن عبد اللہ
مولیٰ ابن عباس - عقیقہ بن مرشد الکوفی - علی بن اقر الکوفی - علی بن الحسن الراد المدی - علی
بن ہذیمہ - علاء بن زبیر بن عبد اللہ الکوفی - عمرو بن عبد اللہ الہمدانی - عمرو بن مرزہ بن عبد اللہ
الکوفی - عمرو بن شعیب بن عبد اللہ - عمرو بن ذر الہمدانی الکوفی - عمار بن عبد اللہ بن بشر
الحنفی - عثمان بن عبد اللہ بن ابیہ الکوفی - غالب بن النذیل الکوفی - فراس بن یحییٰ الہمدانی
الکوفی - فرات بن ابی عبد الرحمن الکوفی - فلان بن داؤد - قاپوس بن ابی ظبیان الکوفی
فتاد بن دعائم البصری - قیس بن مسلم الجدی الکوفی - قیس بن مسلم المدحجی - کثیر الرماح
الاسم الکوفی - کدھم ابن عبد الرحمن السلی - لاحق بن غیزار الیمانی - لبث بن ابی سلیم الاموی
الکوفی - مبارک بن فضال البصری - مجاہد بن ابی سعید بن عبید الہمدانی الکوفی - مجاہد بن
وثنار الکوفی - محمد بن عبد الرحمن بن سعد زرارہ - محمد بن بشر الکوفی - محمد بن السائب البکسی الکوفی
محمد بن مسلم بن تدرس المکی - محمد بن مسلم بن شہاب الزہری - محمد بن علی بن حسین بن علی بن
ابی طالب - محمد بن یزید الحنفی الکوفی - العطار - محمد بن عبید اللہ بن سلیمان الکوفی - محمد بن
عمرو بن الحسن بن علی بن ابی طالب - محمد بن المکندر - محمد بن مالک بن المنتصر الہمدانی - محمد بن
عبد اللہ الشافعی - محمد بن قیس بن عمر الہمدانی - محمد بن الزبیر الحنفی - محمد بن سوقة الکوفی - محمد
بن راشد الکوفی - خروقی البتیمی الکوفی - مزاحم بن زفر بن الحارث الکوفی - مسعر بن حبیب
البحری البصری - مسلم بن سالم الکوفی - مسلم بن صبیح الہمدانی الکوفی - مسلم بن یسار الصینی الکوفی
مسلم بن عمران البطین الکوفی - معاویہ بن اسحق بن طلحہ - معن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود
الکوفی - میثم مولیٰ ابن عباس - کھول الشامی - منصور بن المعتمر الکوفی - منصور بن زاذان - منصور
بن عبد اللہ بن المنذر - منصور بن وثنار - منہال بن الحجاج الشامی الزہری - منہال بن عمرو الکوفی

موصوف کو تابعین کے زمرہ میں ذکر کیا ہے اور علق المجدد منقول ہے کہ قادی شیع الاسلام ابن حجر
 میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ میں تھی پایا کیونکہ وہ کوفہ میں مشہور
 میں پیدا ہوئے پس وہ طبقہ تابعین میں سے ہیں۔ انتہی۔

تاریخ ابن خلکان میں خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد سے منقول ہے اور نیز امام یافعی محدث
 شافعی کی تاریخ مراۃ الجنان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ نے انس بن مالک کو دیکھا انتہی شامی میں
 لکھا ہے کہ ابن حجر کی کہتے ہیں کہ وہی نے جو کہا ہے کہ ابو حنیفہ نے صغر سنی میں انس بن مالک کو
 دیکھا ہے صحیح اور تحقیق ہے انتہی۔ پھر دوسری جگہ شامی میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کا حضرت انس کو دیکھنا
 اور ایک جماعت اصحاب کو عمر کے حساب سے پانا یہ دونوں صحیح ہیں اور انہیں کچھ شک نہیں انتہی
 پھر اور جگہ لکھا ہے کہ ابو حنیفہ بہر حال تابعین میں سے ہیں اور جنہوں نے ان کے تابعی ہونے کا یقین
 کیا ہے انہیں سے حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی وغیرہ میں اور عسقلانی نے کہا کہ تحقیق ابو حنیفہ نے
 ایک جماعت صحابہ کو جو کوفہ میں بھی بعد اپنی ولادت کے جو مشہور واقع ہوئی پایا اور یہ بات
 ائمہ ہمارے میں سے جو ابو حنیفہ کے معاصر تھے یعنی اوزاعی جو شام میں اور حماد بن جو بصرہ میں اور ثوری
 جو کوفہ میں اور مالک جو مدینہ منورہ میں اور یثرب بن سعد جو مصر میں تھے کسی کو نصیب نہیں ہوئی
 عہد عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کو دیکھا اور تابعین سے فتویٰ میں مراحمہ
 کی پس قول آپکا شدہ و فتویٰ ہے جب تک کہ ہمراہ زمانے کا اختلاف نہوا کذا فی الصحیح علاوہ قاسم
 انتہی شیخ محمد طاسر نے خاتمہ مجمع الزوائد میں لکھا ہے کہ دائرہ شریف محدث کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ نے کسی اصحاب
 سے ملاقات نہیں کی لیکن حضرت انس کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور اسے کچھ سنا نہیں انتہی۔
 عسقلانی محدث شافعی نے شرح صحیح بخاری کے باب میں لم یروا فیہ من لکھا ہے کہ ابن ابی اوفی
 کا نام عبداللہ بن ابی اوفی ہے یہی کو نے میں سب صحابیوں سے سچے شیعہ میں فوت ہو
 پہلے اس سے کہ آپ کو ابو حنیفہ نے دیکھا آپ نابینا ہو گئے تھے انتہی سلطان علی قاری نے
 شرح تہذیب الفکر میں تابعی کی تعریف میں اس قول دیو میں نفی صحابی ہذا ابو المختار کے تحت میں
 لکھا ہے کہ عراقی نے کہا ہے کہ اکثر علما کا اسی پر عمل ہے اور تحقیق ان حضرت نے صحابی اور تابعی کی طرف
 اشارہ کر کے فرمایا ہے طوبی لمن رانی و لمن رانی من رانی۔ پس آنحضرت نے تعریف صحابی

وتابعی میں صرف روایت پر کفایت کی ہے سو اسی سبب سے امام اعظم ابو حنیفہ تابعین کے مسلک میں درج کیے جانے میں کیونکہ انھوں نے حضرت انس وغیرہ اصحاب کو دیکھا جیسا کہ شیخ جزری نے اسناد رجال النقاد اور توبیختی نے تحفۃ المسترشدین اور صاحب کشف الکشاف نے سوزۃ المؤمنین میں اور صاحب مرآۃ الجنان وغیرہ علماء شیعہ میں ذکر کیا ہے اور جو شخص اُنکے تابعی ہونے کی نفی کرتا ہے پس وہ صرف تنبیع قاصر یا تعصب فاتر سے کرتا ہوا ہوتا ہے۔

ابن حجر کی محدث شافعی نے فلاک العقیان فی مناقب النعمان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ سنہ صحابہ میں سے چار اصحاب کو بعض نے کہا اس سے کم اور بعض کے نزدیک اس سے زیادہ کو تابعین سے ایک انس بن مالک دوم عبد اللہ بن ابی اوفی سوم سہل بن سعد چارم ابو الطفیل میں بعض کہتے ہیں کہ انھوں نے کسی کو نہیں دیکھا لیکن انکا زمانہ پایا ہے مگر صحیح قول اول ہے انتہی۔ ابن حجر کا قول اول کو صحیح قرار دیکر اس بات کو ثابت کرتا کہ امام ابو حنیفہ نے چار اصحاب کو دیکھا ہے اور خلافت اس کے خلاف عقل و نقل ہے کیونکہ امام موصوف کا باعتبار سن کے فقط چار اصحاب سے زیادہ کو بانے کی کیا خصوصیت رکھتا ہے حالانکہ ایک ولادت کے وقت اور اس کے بعد علاوہ اصحاب متذکرہ کے صحابہ کی ایک جماعت کئی برس تک زندہ رہی چنانچہ مقدم بن معدی کرب مشہور صحابی ششہ بن اور ابو امامہ باہلی مشہور صحابی ششہ بن اور عمر بن حریث صحابی ششہ بن اور عبد اللہ بن بسر ششہ بن یا ششہ بن اور یسیر بن ارحابہ ششہ بن اور عبد اللہ بن حمارث بن جزو ششہ بن یا ششہ بن اور عقبہ بن عبد السلمی ششہ بن یا ششہ بن۔ ابن سعد بن سہل بن ضبب انصاری ابو امامہ ششہ بن سائب بن یزید الکندی ششہ بن یا اس سے پہلے طارق بن شہاب بجل کوفی ششہ بن یا ششہ بن عبد اللہ بن ثعلبہ ششہ بن یا ششہ بن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل ابو محمد ششہ بن عمر بن ابی سلمہ قبول صحیح ششہ بن مالک بن حویرث ششہ بن محمود بن یسید ششہ بن مالک بن ادس ششہ بن واٹھ بن اسقع ششہ بن فوت ہوسے۔ کذا فی التقریب۔ اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس مہورت میں امام ابو حنیفہ نے اپنی عمر میں بچپن حج کیے ہوں جیسا کہ درالمختار میں لکھا ہے جنہیں سے آپ نے کم سے کم پندرہ حج حضرت ابی الطفیل صحابی متوفی سنہ ہجری کے زمانہ میں ہو کہ معظمہ میں مقیم تھے کیے اور پندرہ بار کوفہ سے مکہ میں آئے تو پھر آپ نے ایک دفعہ بھی

حضرت ابوالطفیل سے ملاقات نہ کی غفلت سلیم سکو کبھی باور نہ کر لی خصوصاً اس صورت میں کہ جبکہ وجود صحابی کا ایک عزیز ترین بات ہو اور لوگ حسب ارشاد مخبر صادق طوبی لمن رانی و لمن رانی من رانی کے تابعی ہونے کی ایک نعمت عظمیٰ اور سعادت دارین سمجھ کر اطراف و اکناف عالم سے بار بار اس داعیین صحابہ کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوتے ہوں اور امام ابو حنیفہ باوجودیکہ پندرہ سال میں پندرہ دفعہ مکہ معظمہ میں حج کے لیے آئے ہوں یا یہ کہ یہ نعمت عظمیٰ یعنی وجود عمر دین حرث اور عبد اللہ بن ابی ادنیٰ وغیرہ کا پانچ سات سال تک خود انھیں کے شہر میں موجود رہا ہو اور آپ ایسی بی اعتنائی کریں کہ اس عرصہ میں ایک دفعہ میں بھی انکی خدمت میں مشرف نہوں یا آپ کے والد ماجد سی آپکو انکی خدمت میں لیجا کر مشرف نہ کر انہیں حالانکہ علاوہ نعمت تابعی حاصل ہونے کے قرن اول سے آج تک لوگوں کا دستور ہو کہ اپنی اولاد کو واسطے دعا سے برکت کے صلے کے پاس ضرر لیجا یا کرتے ہیں جیسا کہ امام کے والد ماجد ثابت کو انکا باپ واسطے دعا سے برکت کے حضرت علی کی خدمت میں لیگیا تھا۔ پس ان حالات میں امام کی رویت صحابہ اور تابعیت کا منکر بخیر جاہل خاسر اور متعصب جاہل کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ امر کہ آیا امام ابو حنیفہ نے صحابہ سے نفاذ کی ہو یا نہیں اس میں علماء کا ضرور اختلاف ہے بعض نے کہا ہر کہ امام کی رویت صحابہ تو ثابت ہے لیکن سبب صغر سنی کے اپنے اصحاب سے روایت نہیں کی اور بعض کا یہ قول ہے کہ رویت و روایت دونوں ثابت ہیں اور یہی عند تحقیق متحقق ہے چنانچہ ابو محمد بن احمد عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کے باب من لم یروہ من لکھا ہے کہ ابن ادنیٰ کا نام عبد اللہ ہے اور یہی ہیں جو کوفہ میں سب اصحاب سے پیچھے مشہور ہیں فوت ہوئے اور یہ منجملہ ان اصحاب میں ہیں جنکو امام ابو حنیفہ نے دیکھا اور ان سے روایت کی اور قول منکر متعصب کی طرف ہرگز خیال نہ کرنا چاہیے اس وقت عمر ابو حنیفہ کی سات سال کی تھی۔ شامی میں ابن حجر مکی شافعی سے منقول ہے کہ عبد اللہ بن ابی ادنیٰ سے امام نے یہ حدیث منیٰ میں بنی مسجد اڈو لکھنؤ قصی طاقۃ بخت بیتا فی الجنۃ روایت کی ہو انتہی۔

امام خوارزمی نے منہ امام میں لکھا ہے کہ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ امام نے اصحاب رسول اللہ سے روایت کی لیکن ان کے عدد میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ چھ مرد اور ایک عورت سے

روایت کی اور بعض نے کہا کہ پانچ مرد اور ایک عورت سے اور بعضوں کا قول ہے کہ سات مرد اور ایک عورت سے روایت کی سو پہلے قول پر انس بن مالک اور عبد اللہ بن انس اور عبد اللہ بن حارث بن جرز زیدی اور جابر بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن ابی اوفی اور وائل بن اسفیع اور عائشہ بنت عوف بن ابی اسیر سے قول ہے مفضل بن یسار زائد میں اور قول ثانی ہے جابر بن مفضل داخل نہیں ہیں اور ابو الطفیل ہر ایک قول میں مذکور ہیں انتہی۔ ملاحظہ فرمائیے قاری نے طبقات الخفیہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا بعض صحابہ کو دیکھنا بالتحقیق ثابت ہے اور اختلاف اس میں ہے کہ انھوں نے صحابہ سے روایت کی ہے یا نہیں لیکن معتبر یہ ہے کہ روایت کی ہے چنانچہ بتنے اس بات کو سند الانام شرح مسند الامام میں بخوبی ثابت کیا ہے جس وہ تابعین اعلام میں سے ہیں جیسا کہ علامہ اعیان نے اس بات کی تصریح کی ہے انتہی۔ مگر المختار میں لکھا ہے کہ تحقیق یہ بات صحیح ہے کہ امام ابو حنیفہ نے سات صحابہ سے حدیث کو سنا جیسا کہ منیۃ المفتی کے آخر میں مذکور ہے انتہی مخطوطی میں لکھا ہے کہ سیوطی نے قبض الصغیر فی مناقب ابی حنیفہ میں کہا کہ امام ابو معشر عبد الکبیر بن عبد اللہ طبری مفری شافعی نے امام ابو حنیفہ کی روایت میں چار صحابہوں سے ایک جزئیات کی انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ بعض فضلاء نے کہا ہے کہ تحقیق علامہ طاش کبریٰ بہت سی روایات صحیحہ ایسی لایا ہے جسے امام کا سمیع حضرت انس بن مالک سے ثابت ہے اور مثبت ثانی پر مقدم ہے انتہی۔ شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر السعادتہ میں لکھا ہے کہ صاحب جامع الاصول نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ کی اصحاب سے ملاقات و روایت ابواب مفضل کے نزدیک ثابت نہیں اور ابو حنیفہ کے اصحاب کتنے ہیں کہ ابو حنیفہ نے چند اصحاب کو پایا اور ان سے روایت کی ان میں کتنا ہوں کہ واقعہ میں یہ بات عقل سے بہت بعید ہے کہ امام کے زمانے میں اصحاب سول اللہ موجود ہوں اور آپ انکی ملاقات کا قصد نہ کریں حالانکہ اصحاب کا موجود ہونا اور امام کا ان شہروں میں جانا جہاں اصحاب تھے ثابت ہے اور امام کی زندگی سے ۲۰ سال کی مدت اصحاب کے زمانے میں گزری کیونکہ سو برس کے آخر تک جو صحابہ کا ثابت ہے اس اصحاب ابو حنیفہ کا قول ہے جو کہتے ہیں کہ امام نے ایک جماعت صحابہ کو پایا انتہی۔ غایۃ الاوطار شرح در المختار میں لکھا ہے کہ روایت اور روایت کی راہ سے حق بجانب حقیقہ ہے کیونکہ حنیفہ ملاقات اور روایت کے مثبت ہیں اور ایک جماعت ثانی حلقہ کہ یہ قاعدہ اہل اسلام میں مسلم ہے کہ مثبت کا

امام ابو حنیفہ امیر المؤمنین ابو جعفر کے پاس گئے۔ اس وقت اس کے پاس عیسیٰ بن موسیٰ عباسی بیٹھا ہوا تھا کسی نے منصور سے کہا کہ امیر المؤمنین یہ (یعنی ابو حنیفہ) اس وقت دنیا کے عالم ہیں اس پر منصور نے کہا کہ امیر نعمان نے کس سے علم پڑھا آپ نے فرمایا کہ اصحاب حضرت عمر بن خطاب سے جو حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں اور اصحاب حضرت علی سے جو حضرت علی سے روایت کرتے ہیں اور اصحاب عبد اللہ بن مسعود اور اصحاب عبد اللہ بن عباس سے جو اپنے اپنے صاحب سے روایت کرتے ہیں اس پر منصور نے کہا کہ آپ نے بیشک نفس کی واسطے خوب مضبوط کام کیا ہے۔ انتہی - نافع البکیر میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے عبد اللہ بن مبارک و عبد اللہ بن زید المقرنی و فضل بن وکیع و دکن بن ابراہیم ثنی و ابراہیم بن طہمان و شعب بن اسحق و شعی و ابو عاصم ضحاک بن نخله و عبد الحمید بن عبد الرحمن الحفانی و عبد الرزاق بن ہمام و عبد الغزیز بن ابی رواد و عبد الوارث بن سعید و علی بن ظہیران الکوفی و ابی بن الاغزوہ عامر بن ذر و عبید اللہ بن زید القرشی و عبید اللہ بن عمر الدارمی و غیر ہم سب سے جو مروی عنہ اصحاب صحاح ستہ میں خصوصاً عبد اللہ بن زید المقرنی و فضل بن وکیع و دکن بن ابراہیم بخاری کے شیوخ کہا رہیں سے ہیں روایت کی۔ مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ امام بخاری لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے عباد بن العوام و یمن و دکیع بن الجراح و مسلم بن خالد و ابو معاویہ ضریر نے روایت کی ہے۔ اور زید بن عبد اللہ بن مبارک و زید بن ہارون و عبد الغزیز بن ابی رواد و عبد الحمید بن ابی رواد و سیفان بن عیینہ و فضل بن عیاض و داؤد ظاہلی و ابن جریر و عبد اللہ بن مقرنی نے آپ سے نو سو احادیث روایت کی ہیں اور سیفان ثوری اور ابن ابی بلی و ابن شبرہ نے ایک ایک حدیث روایت کی اور سعید بن کدہ و اسمعیل بن خالد و شریک بن عبد اللہ اور حمزہ بن حبیب مقرنی نے بھی بہت احادیث آپ سے روایت کیں اور عاصم بن ابی النجود و امام القزوح و شیخ امام ابو حنیفہ میں اکثر مسائل آپ سے پوچھتے اور آپ کے قول پر عمل کرتے اور کہتے امیر ابو حنیفہ مگر خدا ایک جزا دے بنے آپ کو چھوٹی عمر میں دیا اور بڑی عمر میں آپ سے لیا۔ اور خطیب خطباء خوارزم صدر الائمہ ابو المودہ موفق بن احمد کی نے مناقب امام ابو حنیفہ میں لکھا ہے کہ مشائخ اسلام میں سے جو مختلف اطراف و اکنات میں رہتے تھے سات سو مشائخ کے آپ سے روایت کی ہے انتہی عقود و الجواہر المنیفہ میں لکھا ہے کہ محمد بن حسین موصلی

محدث نے اپنی کتاب ضعفا کے اخیر میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ دیکھ بن جراح امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام کی تمام حدیثوں کو یاد رکھتے تھے اور انھوں نے بہت سی حدیثیں ان سے سنی تھیں۔ ایک ذنیہ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ امام ابو حنیفہ حدیث کی روایت میں کیسے ہیں فرمایا صدوق ہیں۔ ایک ذنیہ پھر انسے پوچھا گیا کہ آپکو ابو حنیفہ و شافعی و ابو یوسف میں سے کون دوست تر ہے فرمایا کہ میں شافعی کی حدیث پسند نہیں کرتا اور ابو حنیفہ سے ایک گروہ صاحبین نے حدیث کی روایت کی اور ابو یوسف اگرچہ صدوق ہیں مگر میں انسے روایت جائز نہیں دیکھتا انتہی۔ تعلق المجد بن جواد الذکرۃ الحافظ ذہبی لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے دیکھ و زید بن ہارون و سعد بن الصلت و ابو عاصم و عبد الرزاق و عبد اللہ بن موسیٰ و بشر کثیر نے روایت کی اور احمد بن محمد بن محمد بن قاسم نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ کے حق میں لا باس بہ ولم یکن مثمرا فرمایا اور یہ الفاظ توثیق سے ہو اور خبرات الحسان بن ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ سے احادیث روایت کیں اور مالکی توثیق کی وہ بہت زائد ہیں ان لوگوں سے جنھوں نے انہیں طعن کیا اور امام علی بن مدینی نے جو اکابر محدثین سے امام بخاری کے شیخ ہیں کہا کہ ابو حنیفہ سے توری و ابن مبارک و حماد بن زید و شام و دیکھ و عباد بن عوام اور جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ ثقہ لا باس بہ ہیں اور شعبۂ انکے حق میں خوش عقیدہ تھے انتہی معنی میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے عبد اللہ بن مبارک و دیکھ و زید بن ہارون و علی بن عاصم و ابو یوسف و محمد بن حسن و غیرہم نے روایت کی انتہی۔ شافعی میں لکھا ہے کہ ابن حجر نے بعض ائمہ سے روایت کی ہے کہ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے کسی کے اتنے اصحاب و شاگرد و فاضل نہیں ہوئے جتنے کہ امام ابو حنیفہ کے تھے اور جعفر و علما وغیرہ نے آپ سے اور آپ کے اصحاب سے تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل متنبطہ اور نوازل و فتاویٰ اور احکام وغیرہ میں فائدہ اٹھایا جو انہا و کسی سے نہیں اٹھایا اور بعض محدثین نے آپ کے ترجمہ میں آپ کے اٹھ سو شاگرد مع اسم و نسب و طول ذکر کے بیان کیے ہیں انتہی۔ علاوہ اسکے آپ کے پندرہ مسابند ہیں جن میں حفاظ حدیث اور ائمہ دین نے آپ کی روایات کو جمع کیا ہے چنانچہ پہلی مسند کو امام حافظ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی المعروف بعبد اللہ اسناد۔ دوسری کو امام حافظ ابو القاسم

طلحہ بن محمد جعفر شاہ عدلی تیسری کو امام حافظ ابو الحسن محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ جو نعمی کو امام
 حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد افغانی۔ پانچویں کو شیخ ثقفی العدل ابو بکر محمد بن عبد الباقی
 بن محمد انصاری۔ چھٹی کو امام حافظ صاحب جرح و تعدیل ابو محمد احمد بن عبد اللہ بن عدی
 جرجانی۔ ساتویں کو امام حسن بن زیاد دلولی۔ آٹھویں کو حافظ عمر بن حسن انصاری۔ نویں کو
 امام حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد کلاعی۔ دسویں کو حافظ ابو عبد اللہ حسین بن محمد بن خسرو
 بلخی۔ گیارہویں کو امام ابو یوسف۔ بارہویں کو امام محمد بن حسن شیبانی۔ تیرہویں کو امام حماد
 بن امام ابو حنیفہ۔ چودھویں کو نیز امام محمد بن حسن شیبانی۔ پندرہویں کو حافظ ابو القاسم
 عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام سعدی نے جمع کیا اور ان سب کو بحدت اسانید و تکرار احادیث کے
 امام ابو الخواید خوارزمی نے مسند خوارزمی المشہور میں سند امام عظیم میں جمع کیا۔ مسند خوارزمی میں
 لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے جن اصحاب نے آپسے آپ کی مسانید کو روایت کیا ہے وہ پانسویا اس سے
 کچھ زیادہ ہیں اور درمیان ان کے وہ مشائخ بھی شامل ہیں جن سے امام شافعی نے اپنی مسند میں جسکو
 ابو العباس محمد بن یعقوب اہم نے جمع کیا ہے روایت کی ہے اور اس میں ان کے کل مشائخ امام ابو حنیفہ کے
 اصحاب میں سے بیس شیخ ہیں اور نیز اس پانسو کی تعداد میں وہ مشائخ بھی شامل ہیں جن سے امام
 احمد بن حنبل اور بخاری و مسلم اور ان کے شیوخ نے امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے روایت کی ہے انہی
 زرفانی مالکی نے شرح موطا میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے پانسویا سات سو یا ایک ہزار اور چند
 یا ایک ہزار سات سو یا چھ سو چھیاسٹھ احادیث مروی ہوئی ہیں انہی۔ اس بیان سے صاحب
 انجات النبلاء کا وہ تعصب بلکہ دروغ بفرغ اظہر من الشمس ہے جو کتاب مذکور میں کمال جرأت
 سے لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے سلسلہ روایت حدیث کا بربانیہ ہوا۔ عارف شعرانی مالکی
 نے اپنی میزان کی جداول میں لکھا ہے کہ تحقیق خدا نے مجاہد احسان کیا ہے ساتھ معاتبہ میں مسندوں
 امام ابو حنیفہ کے اور نسخے ان کے صحیح تھے آپر حفاظ حدیث کی تحریرات موجود تھیں جن میں سے
 اخیر حافظ و مباہلی کی بھی ہیں ان میں نے کسی حدیث کو ایسا نہیں پایا جو بخیر عمدہ تابعین
 عادل و ثقہ کے جیسے اسود و علقمہ و عطاء و عکرمہ و مجاہد و کچول اور حسن بصری وغیرہ میں کسی
 اور سے انہوں نے اُسکو روایت کیا ہو پس تمام روایت حدیث کے ابو حنیفہ اور رسول اللہ کے

در بیان عادل اور ثقہ میں اور کوئی انہیں کا ذب یا شتم بکذب نہیں ہر انتہی - آوردہ جو صاحب اتحاف
 المبتلاؤ نے حسب عادت خود مساند امام ہمام کی نسبت بانی طور زینت زنی کی ہر کہ دابہ میں قلیل
 کہ از وی جمع کچھ وہ اند نیز متکلم علیہ است و در تہ مریات دیگر ان نیست الخ اسکا جواب خود ہی صاحب
 میزان نے مثل دیگر محققین کے جلد مذکور میں اس طرح پر لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جاوے کہ جب تلمیذ یہ کہا
 کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کی اولہ میں کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے کیونکہ راوی جو امام موصوف اور
 رسول اللہ کے در بیان صحابہ و تابعین سے ہیں وہ حج سے سالم ہیں پس اس قول کا تمہارے
 پاس کیا جواب ہے جو بعض حفاظ حدیث کہتے ہیں کہ فلان دلیل امام ابو حنیفہ کی ضعیف ہے سو اسکا
 جواب یہ ہے کہ ہمہ رداجب ہے کہ ہم اسکو یقیناً ان راویوں پر محمول کریں جو امام سے اتر کر انکی سند میں
 انکی وفات کے بعد ہوئی ہیں جبکہ انہوں نے اس حدیث کو اور طریق سے سوا اسے طریق امام
 کے روایت کیا ہے کیونکہ ہر ایک حدیث جو ہم نے امام کی مساند ثلاثہ میں باقی ہے ضرور وہ صحیح ہے اور
 اگر وہ اس کے نزدیک صحیح نہ ہوتی تو امام موصوف کبھی اس سے استدلال نہ کرتے اور امام کے بعد انکی
 سند میں مثلاً کسی کا ذب یا شتم بکذب کا وجود کوئی قباحہ نہیں رکھتا اور کافی ہے کہ موصوف حدیث
 کے لیے مجتہد کا استدلال بھرداجب ہے ہمہ اسکو عمل میں لانا اگرچہ ہر امام کے اور کسی نے اس حدیث
 کو روایت نہیں کیا انتہی - شامی میں جلد رابع کی فصل فی مایہ خل فی البیع تبعاً و مایہ خل میں
 لکھا ہے کہ مجتہد جب کسی حدیث سے استدلال کرے تو اسکا وہ استناد حدیث کی تصحیح کے لیے
 کافی ہو تا ہی انتہی - شیخ عبدالحی محدث دہلوی شرح سفر السعاده کے دیباچہ میں لکھتے ہیں حال
 ابن سخن نست کہ اعتماد بر صحیح و تنقید ائمہ مجتہدین و اکابر سلف ست و چون ایشان حدیثی را
 تلقی بقول کرده و عمل بدان نموده انکار و اعتراض برایشان بہ تقلید علماء محدثین کہ مشہور اند
 جائز نباشد و انہم ایشان بحکم ابن جامعہ محکم و مکابراست انتہی - علاوہ اسکے اگر کوئی حدیث
 مساند امام اعظم میں متکلم فیہ موجود بھی ہو تو اس سے کوئی قباحہ لازم نہیں آتی کیونکہ کہا
 صحاح شہ میں کوئی حدیث متکلم فیہ نہیں حالانکہ سنن ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں
 بہت سی حدیثیں ایسی بھی موجود ہیں جو متفق علیہ ضعیف ہیں چنانچہ شیخ عبدالحی محدث دہلوی
 نے شرح مشکوٰۃ کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ کتب ستہ کہ مشہور اند و اسلام عبارت اند

ازمیں جو کہی ہو وہ جامع ترمذی و سنن ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و ترمذی بعض موطا است بدل
ابن ماجہ درین کتب نہ اقسام احادیث از صحیح و حسان و ضعات ہمہ موجود است و تسبیح
ابن ماجہ درین تغلیب است انتہی۔ آجوبہ فاضلہ لاسالہ عشرۃ الکاملہ میں لکھا ہے کہ نووی نے
تذکرہ میں سنن اربعہ میں صحیح و حسن و ضعیف اور منکر حدیث موجود ہیں اور ذہبی نے اعلام
سیرۃ ائمہ میں ذکر کیا ہے کہ ابن ماجہ کو حافظ صدوق و اسع العلم تھا مگر اسکے سنن میں مناکیر
اور کچھ موضوعات حدیث ہیں اور نہ امام احمد کی احادیث ضعیفہ کا مجموعہ ہے اور ان کے ساتھ
حجت بکثری و آجوبہ نہیں اور انہیں چند احادیث ہشکل موضوعہ ہیں لیکن وہ دریا میں گد با نظر
ہیں اور حافظ سیوطی سے منقول ہے کہ موطا میں کچھ اوپر سرحدیث ایسی ہیں جو امام مالک نے
خود انہیں عمل نہیں کیا اور انہیں احادیث ضعیفہ ہیں۔ درجی شرح موطا سے منقول ہے کہ بہت سی
احادیث جنکی ترمذی نے تصحیح و تحسین کی ہے اور محدثین نے انکی تضعیف کی ہے بلکہ بعض نے یہ
کلی حکم لگا دیا ہے کہ ترمذی سے تصحیح و تحسین میں کو نہ تساہل ہوا ہے اور میزان میں لکھا ہے کہ ترمذی
کی تسہیل پر غرہ نہونا چاہیے اور ذوالمعاذ میں لکھا ہے کہ ترمذی سے تصحیح میں گو نہ تساہل ہوا ہے
انہی۔ بلکہ دور کیوں جاتے ہیں خود صحیحین خصوصاً صحیح بخاری کو جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے
دیکھو کہ انکی انتہی حد تک ہی شکم فیہ احادیث موجود ہیں چنانچہ ترمذی نے نظری توضیح نجفہ الفکر کی
شرح میں مد علی قاری نے لکھا ہے کہ سخادمی نے شرح الفہ میں ذکر کیا ہے کہ بخاری کے راویوں
میں انتہی اور سالم کے راویوں میں ایک سو ساٹھ رجال شکم بالضعف موجود ہیں اور ان دونوں
کتابوں میں کئی دوسو احادیث ایسی ہیں جنہر نقاد حدیث نے نشان کیا ہے جنہیں سے
تقریباً انتہی حدیث بخاری سے مختص ہیں اور نہیں میں دونوں مشترک ہیں اور باقی مسلم سے
مختص ہیں انتہی۔ شیخ الاسلام نے شرح بخاری کے مقدمہ میں لکھا ہے انا کہ منفرد شدہ بخاری
بالخراج حدیث نہمانہ مسلم چار صدوسی و پندرہ مرداند کہ از انجا کہ کسانکہ سخن کردہ شدہ در ان
بستاد کس از و انا کہ منفرد شدہ مسلم باخراج حدیث نہمانہ بخاری شش صد و بست مرداند
کہ کا ہم کردہ شدہ و بعضہ از ان در یک صد و شصت و شک نیست کہ بخاری از ان کسی کہ سخن کردہ شدہ
در ان احادیث نہمانہ است و بخاری از انکہ کلام کردہ شدہ در ان اگرچہ ان کلام قاری نہمانہ انتہی

اور قسطنطینی شرح صحیح بخاری کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ضعیف حدیث وہ ہے کہ جس کے ضعف پر اجماع نہ ہو بلکہ اُس کے متن یا اُس کی سند میں بعض نے تصدیق اور بعض نے تقویت کی ہو اور یہ قسم ضعیف سے اعلیٰ ہے اور بخاری میں اسی قسم سے ہیں۔ انتہی۔ اور شرح سنن السعادت کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ تحقیق استخراج کردہ است مسلم و کتاب خود از بسیار سے از روایہ کہ سالم نیستند از خواہن صحیح و بخاری و کتاب بخاری جامعہ اند کہ نظم کردہ شدہ است در ایشان انتہی۔ اور میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ تحقیق شیخین نے اثبات آدھ شرحینہ کے چلنے کے لیے بہت سی حدیثیں ان اشخاص سے نکالی ہیں جنہر لوگوں نے تکلم کیا ہے تاکہ لوگوں کو اُن سے تفصیل عمل کی حاصل ہو پس اُس میں امت کے لیے تفصیل کثیر انکی تخریج سے افضل ہے جیسے کہ امت کے واسطے انکی احادیث کو ضعیف کرنے میں بسبب ضعف امر کے رحمت ہے اگرچہ حفاظ حدیث نے اس کا قصد نہیں کیا پس تحقیق اگر وہ کچھ احادیث ضعیف نہ کرتے اور سب کو صحیح قرار دیتے تو البتہ اُن کے ساتھ عمل کرنا واجب ہوتا حالانکہ اکثر آدمی آپس عمل کرنے سے عاجز رہ جاتے انتہی۔ پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ تحقیق ظاہر ہو ہی تیرے لیے یہ کہ جائز نہیں ہے واسطے ہمارے چھوڑنا ہر ایک اس حدیث کا جس میں لوگوں نے کلام کیا ہے جو کلام کے کیونکہ اکثر حدیثیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو مقابعات میں سے ہیں اور اُن کے شواہد ظاہر ہوئے ہیں اور اصل انکا موجود ہے اور سوا اسکے نہیں ہمارے لیے اس حدیث کا ترک کرنا جائز ہے جو متروک ہے اور اُس میں ثقافت کی مخالفت ہے اور اسکا شواہد ظاہر نہیں ہوا اور اگر ہم بجز کلام کے ہر ایک حدیث کے جس کے راوی میں بعض لوگوں نے کلام کیا ہے ترک کرنے کا دروازہ کھول دین تو البتہ بڑے اہم احکام شریعت کے ضایع ہو جائیں انتہی۔ اور وہ جو حجتہ علیہ البانہ میں مسند خوارزمی کو کتب احادیث طبقہ رابعہ میں سے شمار کیا گیا ہے اس سے امام اعظم کی مرویات کی تصدیق کسی طرح لازم نہیں آتی کیونکہ مسند خوارزمی اس مجموعہ مسانید کا نام ہے جس میں قاضی القضاۃ ابوالموید محمد بن محمود بن خوارزمی نے شکستہ بحر میں بحدت اسناد و تکرار احادیث کے اُن پندرہ مسانید کو جمع کیا ہے جنکو امام اعظم کے اصحاب نے بواسطہ اور دیگر حفاظ حدیث نے بواسطہ امام کی مرویات سے جمع کیا تھا پس ظاہر ہے کہ بسبب حذف اسناد و قبل امام اند نیز مجموعہ ہونے اور اس بات کو نہ ظاہر کر چکے کہ ہر ایک حدیث کس کس

سند سے نقل کی گئی ہو مسند خوارزمی کی وہ حقیقت نہیں ہوئی جو اصل سائبہ کو یہ جیسے کہ مشکوٰۃ شریف
بباعث حدیث اسناد اور مجموعہ کتب احادیث ہونے کے وہ حقیقت نہیں رکھتی جو نہ اتنا صحاح
مسند وغیرہ کو ہو گا احادیث مندرجہ مشکوٰۃ صحیح اور قابل اعتبار کیوں نہوں اس طرح
مسند مذکور کو بھی احادیث مندرجہ صحیح اور قابل اعتماد ہیں مگر وہ خود بحیثیت کذا فی طبقہ
رابعہ میں شمار کی گئی ہو اور اگر اس بات کو مسلم نہ رکھا جادے تو لازم آتا ہو کہ اس میں جو مرد
امام اعظم کی درجہ میں وہ سب کے سب معاذ اللہ ضعیف ہیں حالانکہ کوئی عاقل اسکو رد
نہ رکھیں گا کیونکہ عدا احادیث مندرجہ مسند مذکور نفیاً و معنیاً صحاح ستہ خصوصاً صحیح بخاری
و مسلم کے مطابق ہیں چنانچہ جبکہ اس بات کی تحقیقات منظور ہو وہ کتاب عقود ابھو اہر
المینفہ فی اولیٰ امام ابی حنیفہ کو جو خاص اس تطبیق کی غرض سے تالیف ہوئی ہو دیکھکر
اپنی تسلی کر لے۔ اور وہ جو تاریخ ابن خلدون بن لکھا ہو کہ امام ابو حنیفہ سے سترہ
حدیث مروی ہوئی ہیں اور اس قول کو نواب صدیق حسن خان نے ابجد العلوم میں
بزرے فخر سے نقل کیا ہو اور اس کے بعد محض محی الدین تاجر کتب نے نو اسے ایک اعلیٰ
دست و بزر سمجھکر ظفر البین میں یہی دعویٰ کر لیا ہو کہ امام ابو حنیفہ کو کل سترہ حدیثیں ہوئی ہیں
سودہ نقلاً و عقلاً مروی ہوئی ہیں اور بزرگ صاحب نسخ کے جسکو دیانت و امانت سے کچھ مبروکاروں کوئی
مہر اعتماد نہیں کر سکتا کیونکہ اولاً اس قول کو ابن خلدون یا کاتب کی غلطی یا زلزلہ قرار
نہ دیا جاوے کہ یہ قول ان تحریرات کے سر اسر میں نہ تھا کہ شاذ و مردود ثابت ہوتا ہو
جو علمائے شہقات سے پیچھے نہ ہو ہوئی ہیں پس ممکن ہو کہ ابن خلدون نے سبعاً نہ یعنی
سات سو لکھا ہو اور غلطی سے سبقت عشر یعنی سترہ ہو گیا ہو بلکہ ناسخ کی غلطی کا ہونا ضروری
ہو کیونکہ اس سے مابعد کی عبارت جو تاریخ مذکور میں ہو اس بات پر بخوبی دال ہو چنانچہ
لکھا ہو وقد یقول بعض المبغضین المتعصبین الی ان منہم من کان قلیل البصاۃ
فی حدیث فلہذا قلنا رواینہ و لا سبیل الی ہذا المعتقد فی کبار الائمة کانت
المشریعیۃ اہکاً توخذ من الکتاب و السنۃ یعنی بعض دشمن متعصبوں نے جو اس بات
نفر کیا ہو کہ ائمہ میں سے جو حدیث میں قلیل بفاعت ہو اسی لیے اس سے قلیل روایت

ہوئی ہو لیکن اس اعتقاد کی بناء پر مجتہدین کے حق میں کوئی سبیل نہیں کہ ان کے احکام شرعیہ قرآن و حدیث سے مانع نہ بنیں پس جب تک قرآن و حدیث میں معرفت نامہ حاصل نہ ہو احکام شرعیہ کا اُسے کیونکہ اخراج ہو سکتا ہے اور پھر اسکے بعد لکھا ہے واکامہ ابو حنیفہ انما قلت رہایۃ الاستدلال فی شرطہ الروایۃ والتمل وضعف رہایۃ الحدیث البیاتی اذا عاکر ضہا الفعل النفسی وملت من اجلہا کہ رہایۃ فعل حدیثہ کہ انہ ترک روایۃ الحدیث معتدلاً الخ کما لا من ذلک ویدل علی انہ من کبار المجتہدین فی علم الحدیث اعتماد مذہبہ بینہم والتعویل علیہ واعتبارہ مراد قبول ادا ما غایہ من الحدیثین وهو الوجه ہر فتوسعا فی الشرط کثیر حدیثہم والکل عن اجتہادہ وقد توسع اصحابہ من اجدادہ فی الشرط وکثرت روایاتہم وروی الطحاوی ناظر وکتب مسندہا یعنی امام ابو حنیفہ سے پہلے قبیل روایت ہوئی کہ انھوں نے روایت اور اسکے نقل کے بارہ میں سخت قید بن لگائیں اور حدیث یعنی کو جبکہ اسکو فعل نفسی معارض ہو مضیف سمجھا نہ بلکہ معارضہ انھوں نے حدیث کی روایت کو عدم اجبوت دیا اور قوی دلیل آئے علم حدیث میں بڑے مجتہد ہونے پر یہ کہ جبکہ مجتہدین اسکے اقوال پر اعتماد کرنے میں اور جب اور مجتہدین کے اقوال سے بحث کرنے میں تو ان کے اقوال سے بھی خواہ بطور رد کے خواہ بطور قبول کے بحث کرتے ہیں اور سواسے اسکے اور جمہور مجتہدین نے روایت کے بارہ میں وسعت دہی ہے اور آسان قید بن لگائی ہیں جسکے باعث اُسے حدیث کی بارہ روایت ہوئی اور ہر ایک نے ایسی قید بن وشرط بن اجتہاد سے مفرکین بلکہ خود تلامذہ امام ابو حنیفہ نے ان کے بعد شرط میں وسعت دہی اور کثرت کے ساتھ اُسے روایت ہوئی چنانچہ امام طحاوی حنفی نے بہت روایتیں حدیث کی کہیں اور ایک مسند روایت ابو ضیفہ کی لکھی ویکچہ اگر ابن خلدون کے نزدیک صرف سترہ حدیثیں امام اعظم کو پہنچی ہوں تو وہ اس شدہ مد سے اُن کے کبار مجتہدین فی الحدیث ہونے کی شہادت نہ دینا اور انکو حدیث میں قلیل البصافت سمجھنے والوں کی مثل دیگر علماء کے اس زور شور سے نزدیک نہ کرنا جیسا کہ شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ چونکہ مجتہد کو معانی قرآن و حدیث و اقوال سالہ پر اطلاع اور معرفت ناسخ و منسوخ شرط ہے اسیلئے وہ ہم فقہ اور ہم محدث ہونے میں

مقدمہ کا پہلا باب نام ابو ضیفہ کے تاریخی حالات میں ۳۵
حدائق الحنفیہ
ابو حنیفہ کی روایتوں میں سے ایک روایت ہے کہ انھوں نے حدیث کی بارہ روایت کی ہے اور اس کے نقل کے بارہ میں سخت قید بن لگائی ہے اور حدیث یعنی کو جبکہ اسکو فعل نفسی معارض ہو مضیف سمجھا نہ بلکہ معارضہ انھوں نے حدیث کی روایت کو عدم اجبوت دیا اور قوی دلیل آئے علم حدیث میں بڑے مجتہد ہونے پر یہ کہ جبکہ مجتہدین اسکے اقوال پر اعتماد کرنے میں اور جب اور مجتہدین کے اقوال سے بحث کرنے میں تو ان کے اقوال سے بھی خواہ بطور رد کے خواہ بطور قبول کے بحث کرتے ہیں اور سواسے اسکے اور جمہور مجتہدین نے روایت کے بارہ میں وسعت دہی ہے اور آسان قید بن لگائی ہیں جسکے باعث اُسے حدیث کی بارہ روایت ہوئی اور ہر ایک نے ایسی قید بن وشرط بن اجتہاد سے مفرکین بلکہ خود تلامذہ امام ابو حنیفہ نے ان کے بعد شرط میں وسعت دہی اور کثرت کے ساتھ اُسے روایت ہوئی چنانچہ امام طحاوی حنفی نے بہت روایتیں حدیث کی کہیں اور ایک مسند روایت ابو ضیفہ کی لکھی ویکچہ اگر ابن خلدون کے نزدیک صرف سترہ حدیثیں امام اعظم کو پہنچی ہوں تو وہ اس شدہ مد سے اُن کے کبار مجتہدین فی الحدیث ہونے کی شہادت نہ دینا اور انکو حدیث میں قلیل البصافت سمجھنے والوں کی مثل دیگر علماء کے اس زور شور سے نزدیک نہ کرنا جیسا کہ شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ چونکہ مجتہد کو معانی قرآن و حدیث و اقوال سالہ پر اطلاع اور معرفت ناسخ و منسوخ شرط ہے اسیلئے وہ ہم فقہ اور ہم محدث ہونے میں

پہلے پہل وجہ مخصوص پر جو آپ کے اصحاب کی کتب میں مذکور ہو اولہ سے استنباط مسائل کیا ہو اور چوتھے
 آپ کا اشتغال اس امر میں بہت زیادہ تھا اس لیے آہستہ آہستہ احادیث کی روایت خارج میں چند ان
 ظاہر ہوئی جس طرح حضرت ابو بکر و عمر جب عام مصالح مسلمین میں مشغول ہو سکتے تھے تو ان سے احادیث کی
 روایت مثل صحابہ صغار کے عام نام ظاہر ہوئی اور جس طرح امام مالک و شافعی سے متعدد حدیث
 کی روایت ظاہر نہیں ہوئی جتنی کہ ان لوگوں سے ہوئی ہو جو صرف واسطے روایت کے فارغ تھے
 مثل بنی زرعہ و ابن معین وغیرہ کے کیونکہ یہ دونوں استنباط مسائل میں مشغول تھے حالانکہ کثرت
 روایت بدون روایت میں چند ان خوبی نہیں ہو بلکہ ابن عبد البر نے اس کی مذمت میں ایک
 باب منع کیا ہے اور کہا ہے کہ علماء و فقہاء اور جمہور مسلمین نے بجز تفقہ و تدبیر کے انکار روایت
 حدیث کو مذموم کہا ہے اور ابن شبر مہ نے کہا ہے کہ حدیث کی روایت کم کرنا کہ توفیق ہو جاوے اتنی
 بسان المحدثین میں لکھا ہے کہ امام مالک نے فرمایا ہے کہ کثرت سے روایت کرنا کچھ علم نہیں ہے بلکہ علم
 وہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ آدمی کے سینہ میں رکھتا ہے انتہی۔ دوم کل شریعت حدیثیں امام ابو حنیفہ کو
 پہنچنا سر اسر خلافت نقل ہے کیونکہ اگرچہ پندرہ مسانید مذکورہ بالا سے قطع نظر کیا جاوے اور صرف
 دیگر تصانیف ملائکہ امام دیلمی جاوین جنہیں بدریعہ امام بسند مسلسل اخبار و آثار مروی میں مثل امام
 محمد کی برہان کتاب الآثار و کتاب الحج اور سیر کبیر اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج و مالی وغیرہ
 تو بھی صد ہا روایات امام کی نقلینگی۔ علاوہ ان کے مصنف ابن ابی شیبہ و مصنف عبد الرزاق و مصنف
 دارقطنی و تصانیف حاکم و تصانیف بیہقی و تصانیف عمادوی مثل شرح معانی الآثار و مشکل الآثار
 وغیرہ کو دیکھو کہ انہیں کس قدر امام ابو حنیفہ کے ذریعہ سے بسند متصل روایات موجود ہیں یہ سوچو
 ہر ایک شخص جانتا ہے کہ امام کا زمانہ آخر زمانہ اصحاب اور شروع زمانہ تابعین کا تھا
 اور نیز دستور زبانی احادیث یاد رکھنے کا تھا جس سے اس زمانے میں ایک ایک طفل کہتے
 بھی صد ہا احادیث یاد میں ہیں باوجود اسکے یہ کہنا کہ امام اعظم کو صرف سترہ احادیث پہنچیں
 سر اسر حقاقت ہے۔ چہاں ہم مسائل فرعیہ عبادات و معاملات میں جو امام ابو حنیفہ سے اسکے تلامذہ
 کی کتابوں میں بسند متصل نقل ہوئے ہیں مثل کتب ستہ امام محمد جامع صغیر و جامع کبیر و سیر کبیر
 و سیر صغیر و مبسوط و زیادات و تیسر کتاب الآثار و کتاب الحج اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج

دہالی اور ابن زیاد کی کتاب مجرد وغیرہ میں وہ اس کثرت سے ہیں کہ انکا شمار شکل ہی حالانکہ وہ سب نہ قرآن میں منصوص ہیں اور نہ اجماع سے ثابت ہوئے ہیں اور اکثر انکے ایسے ہیں کہ صرف قیاس و رای میں نہیں آسکتے پس اگر امام اعظم کو کثرت سے احادیث نہ پہنچیں تو وہ کس طرح انکے ساتھ فتویٰ دینے اور کمان سے ان مسائل کا استخراج کرنے اور جس شخص کو کل سترہ حدیثیں پہنچی ہوں وہ کس طرح سے ہزار ہا احکام کا صرف مطابق احادیث کے فتویٰ دیکھتا ہو اور یہ کسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ امام کی روایات مسوعہ نقطہ سترہ ہوں اور یوں انکو احادیث کثیرہ پر اطلاع ہو جسے انھوں نے احکام شرعیہ استخراج کیے کیونکہ اُس زمانے میں حال کس طرح احادیث کی کتاب میں تایف نہیں تھیں بلکہ احادیث و احکام شرح کا مدار صرف سماع پر تھا۔ امام اعظم نے شاہی علم میں حسب بیان ابن حجر وغیرہ محدثین کے چار ہزار میں جنہیں سے میں سو کے قریب تو انکی مساند میں ہی مذکور ہیں جنکے نام پیچھے درج ہو چکے جسے انھوں نے بلاد واسطہ متعدد روایات کی ہیں پس سترہ حدیث کے کیا معنی ششم امام ذہبی وغیرہ نقاد رجال نے امام کو زمرہ حفاظ احادیث ذکر کیا ہے جس شخص کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہوں وہ زمرہ حفاظ میں تو کجا محدثین میں بھی شمار نہیں ہو سکتا۔ یقیناً خود ابن خلدون نے امام کو کل سترہ حدیثیں پہنچنے پر اعتبار نہیں کیا بلکہ یہ لفظ يقال کہ جس سے اشارہ اُسکے ضعف کس طرف ہو کر رہا ہے جس بمقابلہ اقوال اہل ثقات کے صحیح قول ضعیف پر اعتبار کرنا و انانی سے بالکل بعید ہے۔ ششم اگر فرض کیا جاوے کہ ابن خلدون نے دیدہ و ندیدہ اور معتبر خیال کر کے لکھا ہے کہ امام اعظم کو کل سترہ احادیث پہنچی ہیں تو بھی اُسکا ایسا لکھنا امام موصوفہ کے لیے کچھ مضر نہیں کیونکہ ابن خلدون اگرچہ امور تاریخیہ میں بڑا ماہر تھا مگر اُسکو علوم شرعیہ میں مہارت اور فن حدیث و رجال وغیرہ میں مداخلت نہ تھی جیسا کہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی نے جو شاگرد رشید حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں اپنی کتاب ضوء اللامع فی اعیان القرآن المسامع میں ترجمہ ابن خلدون میں لکھا ہے و لم یکن ماہراً بالعلوم الشرعیۃ انتہی۔ ہاں اگر کسی محدث معتبر سے جسکو علم روایات حدیث وغیرہ میں مہارت اور کتب حدیث سے واقفیت ہو ایسا قول صادر ہوتا تو البتہ اُسکا کچھ لحاظ ہو سکتا تھا بیچارہ ابن خلدون کہ جسے تصانیف حدیث کو بنظر غور نہیں دیکھا کیا جانے کہ امام اعظم کی کس قدر

ادابات کتب حدیث میں موجود ہیں بلکہ وہ تو خود اپنی تاریخ کے اہل علم سے کہے گئے ہیں اور تاریخی اور
حکایات منقولہ میں غلطیوں کا دافع ہونا اغلب ہے پس انکو پہلے میزان عقل سے وزن کرنا چاہیے
اور جو بات برائیں قطعہ عقیدہ و نقلیہ کے مخالف ہو اسکو رد کرنا چاہیے۔ مسند خوارزمی میں یہ سببت الہ
سائنسی سے منقول ہے کہ یہ بات مشہور ہے کہ امام نے علما و نابینوں سے چار ہزار استاد کی
شاگردی کی اور علم فقہ و حدیث کا حاصل کیا لیکن اپنے علم پر اپنی زبان سے فتویٰ نہ دیا تاکہ
کہ جب انھوں نے اجازت دی تو آپ جامع مسجد کو نہ میں مجلس کے اندر بیٹھے اور ایک ہزار
شاگرد آپ کے پاس جمع ہوئے جن میں سے فاضل تر و بزرگ تر چالیس شخص تھے جنکو اجتہاد کا رتبہ
حاصل تھا سو انکو آپ نے اپنا مقرب کر کے کہا کہ تم میرے راہزن اور دشمن ہو میں نے اس
فقہ کے گھر سے کو نکھا رہا ہے لگام دیکر اور زین کسکی تیار کر دیا ہے سو تم میری امداد کرو
کیونکہ لوگوں نے مجھو جہنم کا بل بنایا ہے غیر لوگ بارہوئے ہیں اور جو میری پیروی کریں یعنی
لوگ تو تعلیقہ سے نجات پالینگے لیکن اگر عزن ربڑی اجتہاد میں کچھ سائل ہوگا تو اسکا
موافقہ مجھ سے ہو گا پس امام کی عادت تھی کہ جب کوئی واقعہ پیش آتا تو مجتہد شاگردوں
سے مشورہ اور مناظرہ و گفتگو کرتے اور اُن سے پوچھتے اور جو احادیث و آثار اُن کے پاس
ہوتے اُنکو سنتے اور جو آپ کو معلوم ہوتے وہ اُنکے اُنکے بیان کرتے اور مہینا مہینا پھر
بلکہ زیادہ عرصہ تک رد و بدل اور مناظرہ کرتے یہاں تک کہ جب آخر کو ایک بات ٹھہرجاتی
تو اس قولِ محقق کو امام ابو یوسف ثبت کرتے یہاں تک کہ تمام اصول فقہ کو ایسے طرح
شوری کر کے ثابت کیا امام اعظم اور امامون کی طرح بذات خود متفرد نہیں ہوئے۔
انتہی۔ کذا فی فتاویٰ سر اجہ۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ عالم۔ عابد۔ زاہد
درع۔ تقی۔ کثیر الخشوع۔ دائم التفرغ۔ خوش صحت۔ خوش سیرت۔ بُرے کرم۔
مسلمان بھائیوں کے عمدہ مددگار۔ میانہ قد۔ گندمگون۔ خوش تقریر شیرین زبان تھے
اور اسد بن عمرو نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ نے عشاء کے وقت کے ساتھ چالیس سال تک فجر کی نماز
پڑھی اور عمر و ارات کو تمام قرآن ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور رات کو اُنکا روناسنا
مسماع بھی بہتر سمجھتے تھے اور جان وہ فوت ہوئے وہاں انھوں نے سات ہزار قرآن شریف

[illegible]

یہ آواز عیب آئی کہ امی ابو حنیفہ تو نے جو جیسا کہ چاہیے تھا دیسا جانا اور جو خدمت تو نے ہماری کی
 خوب ہی کی مگر رہتے تھے جگہ اور ان لوگوں کو جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہونگے بخشا انتہی۔ کذا
 فی المطاطی۔ امام ابو حنیفہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس مرتبے کو کس چیز کے سبب پہنچے ہیں
 فرمایا کہ غیر کے بتانے سے میں نے نخل نہیں کیا اور نہ کسی سے پوچھنے میں کچھ عاز کی ہے۔ تفسیر کبیر
 میں امام فخر الدین رازی شافعی نے جو امام ابو حنیفہ کے حق میں بڑے منصف ہیں آیہ مالک
 یوم الدین کی تفسیر کی فصل رابع میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کا ایک مجوسی پر کچھ خرفہ تھا ایک دن آپ
 اُسکے گھر میں مطالبہ کے لیے گئے جب اُسکے مکان کے دروازے کے پاس پہنچے تو آپ کی جینی
 کو انفا کا کچھ نجاست لگ گئی اسپر آپ نے جینی کو جو جھاڑا تو اُس سے کچھ نجاست اڑ کر مجوسی
 مذکور کی دیوار سے لگ گئی اس سے آپ بڑے حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر میں اس
 نجاست کو اسی طرح رہنے دیتا ہوں تو یہ دیوار بیچ ہو جائیگی اور اگر اُسکو چھیلنا ہوں تو اس سے
 دیوار کی مٹی گر پڑے گی اور اس سے مالک مکان کا نقصان ہو سب آپ نے مجوسی کے دروازہ
 کو کھٹکا یا اسپر ایک نوٹھی باہر آئی آپ نے اُسکو کہا کہ اپنے مالک کو خبر کر کہ ابو حنیفہ دروازے
 پر کھڑا ہو نوٹھی کے کہنے پر مجوسی گھر سے باہر نکلا اور اُس نے یہ خیال کر کے کہ شاید یہ مجھ سے
 مال کا مطالبہ کرے گا غر کرنا شروع کیا آپ نے اس سے دیوار کی نجاست کا تقصیر بیان کر کے
 فرمایا کہ اب کوئی ایسی تدبیر نہ ہو کہ تمھاری دیوار صاف ہو جاوے مجوسی نے امام کا یہ
 وسیع و تقویٰ دیکھ کر اُسی وقت دین اسلام قبول کر لیا انتہی۔ تفسیر حسینی میں زبر اب
 والکاملین الغیظ کے لکھا ہے کہ کسی نے امام اعظم کو طمانچہ ملا آپ نے فرمایا کہ میں بھی
 تجھ کو طمانچہ مار سکتا ہوں لیکن میں مارتا اور خلیفہ کے تیری شکایت کرنے پر قادر ہوں
 مگر نہیں کرتا اور صبح کے وقت خبر سے ظلم سے خدا کے آگے فریاد کر سکتا ہوں لیکن نہیں کرتا
 اور قیامت کو تجھ سے یہ خدمت کر کے دادے سکتا ہوں مگر یہ بھی نہیں کرتا بلکہ اگر مجھ کو قیامت
 کے روز رسنگاری حاصل ہو اور میری سفارش قبول ہو تو بغیر تیرے بہشت میں قدم نہ رکھوں گا
 انتہی۔ سعدن میں مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ جس قدر اپنے عیال کو نفقہ دیتے تھے اُسی قدر
 حسبہ افتہ فقرا و مساکین کو بھی دیتے تھے اگر نیا کپڑا پہنتے تھے تو اُسی قیمت اور اُسی کے مانند

اہل علم کو بھی دیتے تھے اگر طعام کے وقت کوئی مسکین آجاتا تو دو چند اُسکو اپنے سے دیتے تھے انتہی۔
 مرآۃ البچان میں لکھا ہے کہ امام اعظم طفولیت ہی سے بڑے حاضر جواب اور ذکی و ذہین اور اعلیٰ درجہ
 کے بیدار مغز تھے چنانچہ نقل ہے کہ قیصرِ روم نے ایک نفعہ قاصد کو مع تحالفت و ہدایا کے خلیفہ منصور کی
 خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ وہاں کے علمائے وقت کو جمع کر کے اُن سے عین سوال کرے اگر وہ
 اُنکا جواب معقول دیدین تو مال کو اُس پر تقسیم کر دے ورنہ مسلمانوں سے خراج طلب کرے خلیفہ نے اپنے
 زمانے کے تمام علما و فضلا اور حکما کو جمع کیا چنانچہ لوگ کثرت سے واسطے دیکھنے مباحثہ کے جمع ہوئے
 امام ابو حنیفہ بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ وہاں چلے گئے جب قاصد نے منبر پر چڑھ کر سوال کیا
 تو علمائے حاضرین میں سے کوئی اسکے جواب دینے کی جرأت نہ کر سکا اسپر امام ابو حنیفہ نے اپنے
 والد سے کہا کہ اگر مجھ کو اجازت ہو تو میں اسکا جواب دیتا ہوں اُس نے اجازت نہ دی آپ نے ناچار
 خلیفہ سے کہ کر اجازت حاصل کی اور منبر کے پاس جا کر قاصد سے کہا کہ چونکہ مجیب کے آگے سائل
 بن کر نہ شاگرد کے ہوتا ہی اسلئے تو اُتر آتا کہ میں منبر پر چڑھ کر میرے سوالوں کا جواب اُن الغرض
 قاصد منبر سے نیچے اُتر آیا اور آپ نے منبر پر چڑھ کر کہا کہ اب سوال کر قاصد نے کہا کہ خدا سے
 پہلے کون تھا آپ نے فرمایا کہ عددِ دون کو شمار کر کے بنا کہ ایک سے پہلے کون سا عدد دیر قاصد
 نے کہا کہ کوئی نہیں وہی ایک سب سے پہلے ہی پس آپ نے فرمایا کہ جب واحد مجازی لغتی کے
 پہلے کوئی چیز متحقق نہیں ہو سکتی تو بعد واحد حقیقی معنوی کے پہلے کس طرح پر کوئی شے متحقق ہو سکتی ہے
 قاصد نے پھر سوال کیا کہ خدا کا منہ کس طرف ہوا آپ نے فرمایا کہ جب شعل روشن ہوئی ہے تو اُسکا
 منہ کس طرف ہوتا ہے اُس نے کہا کہ چاروں طرف برابر ہوتا ہے پس آپ نے فرمایا کہ جب نور مجازی
 کو جانبِ متعین نہیں ہے تو نور حقیقی کو کس طرح پر ایک طرف مقرر ہو سکتی ہے۔ پھر پوچھا کہ خدا اس وقت
 کیا کر رہا ہے آپ نے فرمایا کہ اُسکے کام تو بہت ہیں مگر انہیں سے ایک یہ ہے کہ نوحہ کافر کو منبر سے
 اتار کر مجھ موسیٰ کو بٹھادیا ہے انتہی۔ روض الفائق میں لکھا ہے کہ ایک عورت مسجد میں آئی اور ایک
 سیب کو جسکا نصف سرخ اور نصف زرد تھا امام ابو حنیفہ کے آگے رکھ دیا امام نے اُسکو دوبارہ
 کر کے اُسکے حوالہ کر دیا جب عورت چلی گئی تو امام سے آپ کے بارون نے اس معاملہ کا مطلب چچا اپنے
 فرمایا کہ اس عورت کو حیض کا خون کبھی سرخ کبھی زرد آتا تھا اسلئے طہر کو مجھ سے پوچھتی تھی میں نے

اسکو سبب کی اندرونی سفیدی سے جواب دیا یعنی جب تک بانیِ سفید نہ آوے طہ نہیں ہوتا انتہی۔ یہی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک دن امام ابو حنیفہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک چند خارجی مسلح ظاہر ہوئے اور انھوں نے آپ سے کہا کہ ہم تم سے دو باتیں پوچھتے ہیں اگر جواب نہ دو گے تو آپ کو دو ٹکڑے کر دینگے آپ نے فرمایا کہ تو ارادہ کو میان میں کر لو میں تمکو جواب دوں گا انھوں نے کہا کہ ہم تمھاری گردن کے چمڑے سے بیان بنانا تو اب عظیم جانتے ہیں تو ارادہ کو میان میں کس طرح کریں آپ نے فرمایا کہ خبر کو کیا کہتے ہو کہا کہ دو آدمی کے جنازہ کے حق میں جنہیں سے ایک شراب کے نشہ میں اور دوسری عورت اسقاطِ حمل حرام کے وقت میں مر گئے ہیں اور انکو توبہ نصیب نہیں ہوئی کیا کہتے ہو۔ چونکہ خارجیوں کے مذہب میں تمھوڑے سے گناہ بر بھی آدمی کا فر ہو جاتا ہے اور امام کے مذہب میں کافر نہیں ہوتا تھا اسلئے انھوں نے سوچا تھا کہ امام ابو حنیفہ ضرور اپنے مذہب کے مطابق اٹھو مومن کہینگے اور ہم اس جیلہ سے فساد کریں گے۔ امام نے فرمایا کہ وہ دونوں آدمی کس قوم سے تھے آیا یہود سے کہا نہیں فرمایا کیا نصارا اور مجوس سے کہا نہیں فرمایا کیا بابت برستون میں سے کہا نہیں فرمایا پھر کس قوم میں سے تھے انھوں نے کہا کہ مسلمانوں میں سے تھے فرمایا پس تم نے خود ہی جواب دیدیا یہی میں کیا کہوں انھوں نے کہا کہ کس طرح فرمایا کہ جب تم نے خود اقرار کیا کہ وہ قوم مسلمانوں میں سے تھے تو پھر کافر کس طرح ہو گئے اس پر امام خارجی امام صاحب کی یہ کرامت دیکھ کر اپنے مذہب سے تاب ہوئے انتہی۔ تفسیرِ نشانِ بین مذکور ہے کہ ایک دفعہ قتاوہ تابعی کو ذہن تشریف لائے اور لوگ ہر طرف سے حلقہ باندھ کر اُسے کسی سوال کے جواب پوچھنے کے منتظر ہوئے آپ نے فرمایا کہ جو دل میں کہتے ہو پوچھو لو اتفاقاً امام ابو حنیفہ بھی بحالتِ صغر سنی وہاں موجود تھے جب لوگوں نے پوچھا کہ جو مورِ حضرت سلیمان کے پاس آیا تھا نہ تھا یا مادہ تو قتاوہ نال کرنے لگے امام ابو حنیفہ نے جھٹ کہ دیا کہ مادہ تھا قتاوہ نے فرمایا کہ آپ نے کس طرح معلوم کیا ہے کہ مادہ تھا امام نے آیت قَالَتِ الْمَلَأْتُ بَطْنِي حُمْلاً لِّمَنْ تَشَاءُ کر دی انتہی۔ تاریخِ خلکان میں لکھا ہے کہ ربیعِ مصاحب خلیفہ منصور کو امام ابو حنیفہ سے خفیہ عداوت تھی ایک دن امام کے سامنے منصور سے کہا کہ یہ ابو حنیفہ تمھارے چچا حضرت عبداللہ بن عباس کے ساتھ عداوت رکھتے اور انکے قول کے برخلاف حکم دیتے ہیں یعنی اگر کوئی سو گند کھا کر دین روز کے بعد بھی انشاء اللہ تعالیٰ کمدے تو میرے دادا کے نزدیک اسکا استننا صحیح ہوتا ہے اور ابو حنیفہ اسکو

نادرست کرنے میں اور کہنے میں کہ اشتداد متصل چاہیے ورنہ درست نہوگا امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اے
 خلیفہ ربیع کناہی کہ بیعت لشکر کی تیرے ہاتھ پر درست نہیں ہونی پوچھا کسطرح امام نے فرمایا کہ اس
 جگہ قسم کھا کر بیعت کر لی پھر گھر میں جا کر انشاء اللہ کہ کر بیعت کو توڑ دیا منصور نے یہ سنا کر فقہہ لگایا اور
 ربیع سے کہا کہ تو امام ابو حنیفہ سے معروضات ہو جب دربار سے باہر نکلے تو راستہ میں ربیع نے امام
 سے کہا کہ آج تو آپ نے گویا مجھے قتل ہی کر دیا تھا امام نے فرمایا نہیں بلکہ تو نے میرے قتل کی سعی کی
 تھی مگر میں نے جگہ اور اپنے کو بچا لیا انتہی معدن میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے ایک عالم نے پوچھا
 کہ آپ کبھی اپنے اجتہاد پر شبہاں بھی ہوئے ہیں فرمایا کہ ہاں ایک دفعہ جب لوگوں نے مجھ سے پوچھا
 کہ ایک حاملہ عورت مر گئی ہو اور اسکے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہو کیا کیا جادے تو میں نے انکو کہا
 کہ عورت کا شکم چاک کر کے بچہ نکال لو پھر میں نے افسوس کیا کہ میں نے مردہ کو ایسی تکلیف دینے کا
 کیون حکم دیا اور میں نہیں جانتا کہ وہ بچہ زندہ باہر نکلا یا مردہ - عالم مذکور نے کہا کہ اے امام یہ جگہ
 افسوس کی نہیں ہے بلکہ بفضل خدا تمہارے شامل حال ہے کہ وہ بچہ میں ہی ہوں اور آپ کے اجتہاد
 کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہونچا ہوں - انتہی - دائرۃ المعارف میں لکھا ہے کہ علی
 بن جعد نے کہا کہ امام ابو یوسف کہتے تھے کہ جب میرا باپ فوت ہو گیا تو میں ضعیف سن تھا میری
 والدہ مجھ کو ایک دھوبی کے پاس کام سیکھنے کے لیے چلی راستہ میں میں نے امام ابو حنیفہ کا
 حلقہ مجلس دیکھا اور وہاں جا کر بیٹھ گیا ان مجھ کو کھینچی تھی اور میں وہاں سے نہ آتا تھا آخر میری
 ماں نے امام سے کہا کہ میں ایک بیوہ عورت ہوں اور یہ لڑکا یم ہر سوت کا لڑکا گزارا کرتی
 ہوں نہیں معلوم آپ نے اس سے کیا کہا ہے کہ اب جہاں اسے میں لیجانی ہوں یہ نہیں جاتا
 امام نے فرمایا کہ اسے بیان ہی رہنے دے یہ علم پڑھ لکھا اور غریب صحن فیر دینے میں دفعہ متفق
 کے ساتھ فالودہ پیے گا امام ابو یوسف نے کہا کہ جب مجھ کو قننادی لگئی تو میں ایک دن صحن فیر دینے
 میں خلیفہ رشید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ کے نوکر فالودہ لائے اور مجھ کو خلیفہ نے کہا کہ
 فالودہ جو اور یہ فالودہ اس قسم کا ہے کہ ہر وقت ایسا تیار نہیں کیا جاتا میں نے یہ بات سنا
 تبسم کیا خلیفہ نے سکرانے کی وجہ دریافت کی میں نے یہ تمام قصہ بیان کر کے امام کی کرامت
 ظاہر کی اس پر خلیفہ نے کہا کہ علم بیشک فائدہ دیتا ہے اور دنیا و آخرت میں مرتبہ بڑھاتا ہے پھر کیا

کہ خدا امام ابو حنیفہ پر رحم کرے کہ وہ عقل کی آنکھوں سے وہ چیز دیکھتے تھے جو سر کی آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی انتہی - تذکرہ الاولیاء وغیرہ میں لکھا ہے کہ امام شعبی جو امام ابو حنیفہ کے استاد اور قاضی خلیفہ منصور تھے ایک دن خلیفہ نے کچھ زمین ان کے غلاموں کو سہہ اور وقف کی کو تو ان نے حکم دیا کہ دستا دیز کو قاضی مفتی اور علما سے وقف کے دستخط و مواہیر سے موثق اور خرین کرنا چاہیے چنانچہ تمام علما نے اس پر مواہیر کر دیں اور شہادت لکھ دی جب امام ابو حنیفہ کے پاس لائے اور شہادت لکھنے کو کہا گیا تو امام نے کہا کہ خلیفہ کمان پر کہا گھر میں کہا جب تک وہ میرے پاس نہ آئے یا میں اس کے پاس نہ جاؤں شہادت نہیں لکھ سکتا تو ان نے کہا تم عجیب آدمی ہو تمام علما نے تو اپنی اپنی شہادت لکھ دی ہے اور آپ تنہا ایسا غدر کرتے ہیں امام نے فرمایا کہ ہر ایک کا معاملہ ہر کسی کے ساتھ ہے جب خلیفہ کو معلوم ہوا تو اس نے امام شعبی سے پوچھا کہ کیا شہادت میں رویت شرط ہے آنکھوں نے کہا کہ ہاں پس خلیفہ نے کہا کہ آپ نے کیوں بغیر میری رویت کے گواہی لکھ دی ہے کہا میں جانتا تھا کہ حکم تیرا ہے اور مجھ کو تیرے بلانے کا اختیار نہیں خلیفہ نے کہا یہ امر اچھا نہیں بلکہ موجب عذاب ہے انتہی -

ریاض الاخبار المنجۃ من ریح الارباب میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ لوٹ کی ایک بکری اہل کوفہ کی بکریوں میں مل گئی امام ابو حنیفہ نے لوگوں سے پوچھا کہ بکری کتنی مدت تک زندہ رہ سکتی ہے آنکھوں نے کہا کہ سات سال تک پس آپ نے سات سال تک گوشت کھانا ترک کر دیا انتہی - میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ ابو جعفر شیرازی نے شافعی مثنی سے روایت کی کہ ایک دفعہ امام ابو حنیفہ نے ریشمی کپڑوں کی بیع میں ایک شخص کو دلیل بنایا اتفاقاً ان کپڑوں میں ایک کپڑا عجیب دار بھی تھا آپ نے دلیل کو کہدیا کہ بغیر عیب دکھائے اسکو ہرگز فروخت نہ کرنا لیکن دلیل کو فروخت کرنے کے وقت عیب کا ظاہر کرنا یاد نہ رہا پس اسکی قیمت اور کپڑوں کی قیمت میں مختلط ہو گئی پس جب آپ کو اس حالی سے خبر دی گئی تو آپ نے ان تمام کپڑوں کی قیمت کو فقرا و مساکین پر تقسیم کر دیا اور نہ بھی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ اپنے مقروض کی دیوار کے سایہ میں بھی دھوپ کے وقت آرام نہ لیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر ایک قرض جو کسی طرح کے نفع کو کھینچے وہ سود ہے اور مقروض کی دیوار کے سایہ میں میرا بیٹھنا ایک طرح کا فائدہ حاصل کرنا ہے - انتہی -

ذکرہ الاولاد میں لکھا ہے کہ امام محمد ثرکین میں بُرے صاحبِ جمال تھے پس امام ابو حنیفہ نے انکو صرف پہلے ہی دفعہ دیکھا ہی پھر نہیں دیکھا اور جب انکو سبق پڑھاتے تھے نوستون کے پیچھے بیٹھا کر پڑھاتے تھے ایسا نہ ہو کہ آپس نظر پڑ جائے۔ اور وہ طائی کہتے ہیں کہ میں میں سال تک امام ابو حنیفہ کی خدمت میں رہا پس اس مدت میں میں نے انکو کبھی خلوت و جلوت میں سربرہنہ اور پائون لمبے کپے ہوئے پنہن دیکھا ایک دفعہ میں نے انکو کہا کہ اے امام اگر آپ خلوت میں پائون دراز کر لیا کریں تو کیا مضائقہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خلوت میں ادب نگاہ رکھنا ادنیٰ تر ہے۔ انتہی۔ تاریخ خلکان میں ابن ابی لیلیٰ کے بیان میں لکھا ہے کہ قاضی ابن ابی لیلیٰ واسطے انفصالِ مقدمات اور فتویٰ کے کوفہ کی مسجد میں بیٹھا کرتے تھے ابگدن جو وہ عدالت گاہ سے اٹھ کر کسی طرف کو چلے جاتے تھے تو انھوں نے راستہ میں ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک مرد کو یا ابن الزینین کہ رہی ہے اس پر آپ وہیں سے واپس ہو گئے اور اس عورت کو آدمی بھیج کر بلوایا جب وہ حاضر ہوئی تو اسکو گھر کر کے دو حد فاذت مارنے کا حکم دیا جب اس بات کی خبر امام ابو حنیفہ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ابن ابی لیلیٰ نے اس واقعہ میں جو جگہ خطا کی ہے۔ اول انکو عدالت سے برخاست ہو کر اسنفوت بھر واپس نہونا چاہیے تھا۔ دوم مساجد میں حد مارنے کی انحضرت نے ممانعت کی ہے۔ سوم عورت کو بیٹھا کر کپڑے پٹنے حد مارنا تھا۔ چہارم فاذت جامعہ بکلمہ واحد پر صرف ایک حد جب بتائی کہ نہ دو پنجم دو حد متواتر ماننا چاہیے تھا بلکہ دوسری حد جب ماری جانی کہ جب فاذت پہلی حد کی ضرب سے تندرست ہو جاتی ششم بغیر کسی مدعی کے حد ماری گئی ہے۔ جب ان اعتراضوں کی ابن ابی لیلیٰ کو خبر ہوئی تو انھوں نے خلیفہ کے پاس جا کر شکایت کی کہ ایک جوان ابو حنیفہ نامے میرے احکام میں معارضہ کرنا اور میرے حکم کے خلاف فتویٰ دینا ہے اس سے اسکو ممانعت کر دینی چاہیے اس پر خلیفہ نے آدمی بھیج کر امام ابو حنیفہ کو فتویٰ دینے سے ممانعت کر دی۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد ایک دن امام ابو حنیفہ مع اپنی بیوی اور سپر حماد اور ایک لڑکی کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ لڑکی نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں اور میرے دانوں میں سے خون نکلا ہے اور میں نے یہاں تک تھوکا ہے کہ آنسو بالکل سفید ہو گیا ہے سو اب تھوک کے نکلنے سے روزہ تو نہیں زائل ہوتا آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی حماد سے پوچھ لے کہ مجھ کو خلیفہ نے فتویٰ دینے سے ممانعت کی ہے انتہی۔ سبحان اللہ

سطح الارض علی ماء جہا سبحان من خلق الخلق فاحصا عدد سبحان من قسم الوتر فوق
 بیئس احد سبحان الذی لم یبتذل صاحبہ ولا ولد سبحان الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد
 برہے اُسے میرے عذاب سے نجات پائی انتہی پسندوار زمی میں لکھا ہے کہ امام نے سب سے پہلے
 علم شریعت کو مدون کر کے ابواب پر مرتب کیا اور آپ کی دیکھا دیکھی امام مالک نے موطا میں ہی طرز
 اختیار کیا سو اس امر میں آپسے کسی نے سبقت نہیں کی کیونکہ صحابہ و تابعین نے علم شریعت میں
 ابواب کر کے کوئی تصنیف نہیں کی انکو اپنی یاد پر اعتماد تھا لیکن جب امام نے علم کو منتشر دیکھا تو
 متاخرین کے سوا حفظ سے ڈر کر کہا بے ادب علم ضائع ہو جائے اُسکی تدوین مستحسن سمجھی پس اس تدوین
 میں طہارت سے ابتدا کی پھر صلوٰۃ و صوم و باقی عبادات پھر معاملات و مواریث پھر خانہ یکسا
 متی شامی میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کا شمار یہاں تک ہوا ہے کہ عام بلاد اسلام بلکہ
 ہمت سہی و لا یاجتہد اور شہر حنبل روم و ہند و سندھ و مادراء النہر اور سمرقند میں بجز آپ کے
 مذہب کے اور کوئی مذہب مشہور نہیں ہے اور تحقیقی طور پر منقول ہے کہ سمرقند کے قبرستان میں چار
 سب سے قبریں ہیں کہ انہیں محمد نام شخص جنہوں نے تصنیفات کی اور فتویٰ دیا اور ایک جم غفیر
 نے اُسے علم اخذ کیا مدون ہیں چنانچہ جب صاحب ہدایہ فوت ہوئے تو انکو وہاں دفن کرنا
 چاہا گیا مگر لوگوں نے انکو وہاں دفن کرنے نہ دیا، پہلے یہ قبرستان مذکور کے حوالی میں دفن
 کیے گئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ آپ کے مذہب کو چار ہزار شخصوں نے نقل کیا ہے اور ضرور ہے کہ ان
 اشخاص میں سے ہر ایک کے لیے اصحاب ہوں اور اسی طرح اُنکے لیے انتہی۔ ملا علی قاری نے
 اس رسالے میں جو انھوں نے قتال ضروری کے جواب میں لکھا ہے بیان کیا ہے کہ تعلقہ ابن امام
 ابو حنیفہ کے قریباً دجہدہ تمام شہروں خصوصاً روم کے شہروں اور مادراء النہر اور ہند و
 سندھ اور اکثر خراسان و عراق و بلاد عرب میں بالاتفاق زیادتی پر ہیں اور میں گمان کرتا
 ہوں کہ بلاشبہ دونوں مسلمانی حنفی ہونگے بلکہ ہندو سین کے نزدیک اس سے بھی زیادہ
 ہونگے۔ علاوہ اسکے ہر ایک زمان و مکان اور عصر و ہر اور بحر میں سلاطین روم و
 اوراء النہر اور ہند و سندھ مذہب نعمان پر ثابت ہیں انتہی۔ وفات آپ کی بغداد میں ماہ ربیع
 اشعبان یا نصف شوال یا شب جمعہ یکم تاریخ ماہ رمضان سنہ ہجری میں ہوئی جسکا سبب

میان کیا گیا ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے آپ کو بغداد کی قضا کے منظور کرنے کے لیے کہا تھا مگر آپ نے اس سے انکار کر کے عدم قبول پر قسم کھالی اس پر خلیفہ نے آپ کو قید کر کے قضا کے منظور کرنے کے لیے مجبور کیا مگر آپ نے قبول نہ کی آخر الام خلیفہ نے حکم دیا کہ ہر روز آپ کو دس تازیانہ مارا کریں اگرچہ آپ نے ایک سو تازیانے کھائے لیکن جب بھی وہی انکار جاری رکھا اسکے بعد آپ ہر دس روز تک کھائے پیئے کی طرف سے تنگی کی گئی جس سے آپ نے رد کر خدا سے دعا کی اور اسکے پانچ روز بعد آپ نے وفات پائی۔ ایک روایت اسطرح ہے کہ آپ کو پیئے کے لیے پیانہ زہر آلود دیا گیا آپ نے ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ میں جانتا ہوں جو اسمیں ہے مگر میں اپنے آپ کو ہلاک نہیں کرنا اس پر جبراً آپ کے منہ میں ڈالا گیا جب موت کا وقت قریب آیا تو آپ سجدہ میں گئے اور مسجد ہی میں جان خدا کو سپرد کی۔ اسکے بعد آپ کو پانچ شخص ہٹھا کر غسل کی جگہ میں لینگے حسن بن عمارہ قاضی بغداد آپ کو غسل دیا اور ابو الرجا عبد اللہ نے آپ پر بانی ڈالا۔ ابن سماک کہتے ہیں کہ جب غسل کے بعد آپ کو میں نے دیکھا تو آپ کی پیشانی پر ایک سطر میں آیہ بالایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فا دخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور دائیں ہاتھ پر آیہ فا دخلی الجنة بما کنتم تعملون اور بائیں ہاتھ پر آیہ افلا تضیع اجر من احسن عملا اور شکم پر بفسمکم ربکم بوجہ منصور ضولن لکھا ہوا تھا۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو یہ آواز آئی یا فاطمہ الکیلی یا طویل القیام یا صائغ الیوم یا کثیر الصیام یا احک السید ما یستغنی من جنت الخلد ودار السلام جب قبر میں آپ کو رکھا گیا تو یہ ندا آئی فروح ورحمان وجنة نعیم روایت ہے کہ جب امام کا جنازہ اٹھایا گیا تو اس قدر خلقت کا ہجوم تھا کہ نہ عادیے واون کی کثرت سے جنازہ کی لکڑی پا ٹوٹ گئیں خلیفہ منصور بھی جنازہ پر حاضر ہوا اور اس نے آپ کی وفات وایہ امی بر بڑا افسوس کیا اور کہا افسوس میں نے ایسے مظلوم مظلوم کو قتل کیا جس نے دنیا سے بالکل کنارہ کیا اور جب میں نے طح طرح کے عذاب سے اذیت دی تو بڑے تحمل سے صبر کیا کاشکے اگر یہ پیئے پیچھے کوئی ایسا شخص چھوڑ جاتے جو ان کے قابم مقام ہوتا تو اس وقت ہم ان پر اس قدر افسوس سے گریہ نہ کرتے نہ کرتے تب پر جنازہ کی نماز قاضی حسن بن عمارہ نے پچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ پڑھائی اور باقی لوگ بیس روز تک آپ کی قبر مبارک پر نماز پڑھتے رہے اور آپ کو گورستان خیرزان میں دفن کیا گیا۔

کہتے ہیں کہ آپ کے دفن کے بعد تین رات تک یہ آواز آتی رہی ذہب لفقہ فلا فقہہ لا کفر فالقوا للہ
وکنوا خلفا مات نعمان فی هذا الذی مدیحی للیل اذا ما استقامت علی علی گئی فقہ اور کوئی فقہ
تمہارے لیے نہیں پس تقویٰ کرو اللہ کے لیے اور ابو حنیفہ نعمان مر گئے پس کون شخص میری جگہ پر
کو زندہ رکھے جب تار یک ہوتی ہو۔ شرف الملک ابو سعد محمد بن منصور خوارزمی مسنون فی مملکت
سلطان ملک شاہ سلجوقی نے قشعہ ہجری میں آپ کی قبر پر ایک گنبد کلاں بنوا کر اسکے پاس ایک کتبہ
مدرسہ حنفیوں کے لیے تعمیر کرایا جب آپ کے مقبرے کی غمارت ختم ہو چکی تو ابو سعد بڑی شان و شوکت
سے مع اعیان ارکان کے آسکے دیکھنے کے لیے گیا اس وقت ابو جعفر مسعود ریاضی نے یہ نقطہ نصیب کیا
قطعہ الم تر ان العلم کان مہدداً + مجمعہ ہذا الغیب فی اللحد + کذلک کانت ہذا الارض مہیتہ + فالشر با
فعل العبد ابی سعد + آپ کی تاریخ وفات یہ ہے ۲۵۰ آن امام اعظم کوئی کہ بود + تکیہ گاہ و حامی
دین مسین + آری وصل حبیب کردگار + کردچون رحلت سو خلد برین + در فرانی آن امام دین
پناہ + اہل دین گشتند غمناک و خزین + ماتم دین بود در ہجرش از ان ۲۵ سال و شش ماہ و نیم روز +

دوسرا خیابان

ان احادیث صحیحہ اور ترمذیہ میں جو امام ابو حنیفہ کی بشارت اور مناقب میں

دارد ہوئی ہیں

علامہ طحاوی اور علامہ شامی نے شرح در المختار میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ نعمان معجزات
مصطفویہ میں سے بعد قرآن کے بیشک ایک بڑا معجزہ یعنی کرامت ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنے پیدا ہونے سے پہلے انکی خبر احادیث صحیحہ میں دی ہے چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی شافعی نے
تبیض التصحیح فی مناقب ابی حنیفہ اور علامہ ابن حجر مکی صاحب مواعظ محرقہ نے فیہرات الحسان فی
ترجمہ نعمان میں لکھا ہے کہ تحقیق ایسی احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں جو امام ابو حنیفہ کی بشارت و فضیلت
پر مشیرین جنسین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جسکو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ اور طبرانی نے
ابن مسعود سے روایت کیا کہ نبیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایمان نزدیک شریاکے بھی ہوگا تو اسکو اپنا
خادم میں سے چند شخص سے آئیے اور ابو نعیم نے ابو ہریرہ اور شیرازی و طبرانی نے جنس بن سعد بن
لفطروت کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم اگر شریاکے ساتھ بھی ملحق ہوگا تو اسکو اپنا خادم سے

چند شخص سے آدینگے اور فقط طبرانی کی روایت کا قبس سے اسطرح پر ہو کہ نہ پادینگے اسکو اہل عرب البتہ چند
 شخص اپنا سے فارس سے اسکو پادینگے۔ اور مسلم کی ایک روایت ابو ہریرہ میں ہون آیا ہو کہ اگر
 ایمان نزدیک ثریا کے بھی ہوگا تو ضرور اسی طرف اپنا سے فارس میں سے ایک شخص جاوے گا یہاں تک
 کہ اسکو لے آوے گا۔ اور ایک روایت متفق علیہ میں ابو ہریرہ سے اسطرح پر مروی ہو کہ رسول حسنہ ا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہو کہ جسکے قبضہ میں میری جان ہو کہ دین اگر ثریا
 کے ساتھ بھی ملحق ہو جائے گا تو اسکو ضرور ایک شخص اپنا سے فارس سے لے آوے گا۔ اسکے بعد
 حافظ جلال الدین سیوطی نے کہا کہ یہ روایات مذکورہ بالا جملہ شیخین وغیرہ نے روایت کیا اس
 بات کی اصل صحیح میں کہ انکو امام ابو حنیفہ کی بشارت و فضیلت پر محمول کیا جاوے انتہی۔ اسکے
 شامی نے لکھا ہو کہ موجب لہ نیہ کے حاشیہ (یعنی شیخ ابی البقاء علی بن علی شبراہیم سیوطی شمسہ جری
 میں علامہ شامی نے لکھا کہ حافظ جلال الدین سیوطی سے منقول ہو کہ وہ جو ہمارے شیخ سیوطی نے اس
 بات کا یقین کیا ہو کہ روایت مذکورہ بالا میں صرف ابو حنیفہ ہی مراد ہیں یہ ظاہر ہو اور اس میں
 کسی طرح کا کچھ شک نہیں کیونکہ اپنا سے فارس سے علم میں کوئی امام ابو حنیفہ کے مبلغ کو نہیں
 ہو چکا انتہی۔ اور امام حافظ محمد بن یوسف شامی شافعی نے کتاب سیل الہدی والرشاد
 فی احوال خیر العباد المشہور بسیرۃ شامی کے باب پچھن میں جو آنحضرت صلعم کی پیشین گوئیوں
 کے بیان میں ہو بعد ذکر کرنے احادیث مذکورہ بالا کے لکھا ہو کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے
 کہا ہو کہ ابو حنیفہ کی بشارت و فضیلت میں یہ اصل ایسا صحیح معتد ہو کہ انکی بشارت میں خبر موضوع
 سے بالکل مستغنی کر دیتا ہو پس ہمارے شیخ کا یہ یقین کہ ناکہ احادیث مذکورہ بالا سے فقط ابو حنیفہ ہی
 مراد ہیں ظاہر نہ ہو اور اس میں کچھ شک نہیں کیونکہ اپنا سے فارس میں سے کوئی شخص علم میں
 امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کے مبلغ کو نہیں ہو چکا انتہی کلام الشامی شارج در المختار۔
 علامہ علی قاری نے رسالہ مذکور میں لکھا ہو کہ تحقیق روایت کلبہ بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے
 کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہو کہ دین اگر ثریا کے نزدیک بھی ہوگا تو ضرور اسکو اپنا سے فارس
 سے ایک یا چند شخص لے آدینگے اور اہل عرب و عجم کو معلوم ہو کہ گروہ اپنا سے فارس میں سے
 کوئی شخص خبر امام ابو حنیفہ کے ہاں تک مرتبہ اجتہاد کو نہیں پہنچا کہ امام ائمہ ہو جو میں اسی واسطے

حافظ محقق شیخ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اصل صحیح اس بات کا ہے کہ واسطے بشارت اور فضیلت نامہ ابو حنیفہ کے اس پر اعتماد کیا جائے انتہی۔ شامی میں لکھا ہے کہ جو احادیث علم شریکی ابھی مذکور ہو چکی ہیں وہ امام اعظم پر قطعاً محمول ہیں جیسا کہ شامی صاحب سیرت اور ان کے شیخ حافظ سیوطی نے تصریح کی ہے بخلاف حدیث لانسبو اقریشا فان عالمہا سید لا ارض علیا کے جو امام شافعی پر محمول کی گئی ہے کیونکہ بعض نے اسکو ابن عباس پر محمول کیا ہے بلکہ وہ اس حدیث کے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ وہ جلالۃ اور ترجمان مقررین ہیں اور حدیث یوشک ان لیصوب الکیاد الاہل یطلبون العلم فلا یجدون ان اعلم من عالمہ المداینۃ کی جو امام مالک پر محمول کی گئی ہے لہذا اسکو ادا اور علماء مدینہ پر جو اپنے زمانے میں منفرد تھے محمول کیا گیا ہے بخلاف ان احادیث مذکورہ بالا کے کہ سوائے ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے انکا اور کوئی محل واقعی صحیح نہیں اور سلمان فارسی اگرچہ من حیث الصحنہ امام ابو حنیفہ سے افضل ہیں لیکن علم اور اجہاد اور شہر دین اور تہذیب احکام میں مثل ابو حنیفہ کے نہیں ہوئے اور کبھی مفصول میں کوئی ایسی چیز باقی جانی ہے جو فاضل میں نہیں ہوتی اور فارس سے بلاد معروفہ مر نہیں ہے بلکہ خیس عجم سے ہے اور وہ فرس ہے جیسا کہ دہلی کی حدیث میں ہے کہ ہر عجم کا فارس ہے انتہی۔ نسل بلاد طار شریح در المختار میں مودوسی خرم علی جو فرغہ غیر مقلدہ کے بھی نہایت معتد ہیں بعد تفصل فضائل امام ابو حنیفہ کے لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن مبارک اور ابن جریج اور عبد اللہ بن داؤد اور شداد بن حکیم اور یحییٰ بن سعید اور ہکی بن ابراہیم وغیرہ جو اہل اجتہاد اور اہل حدیث اور محدثین کے استاد ہیں ان کے اقوال مستند نہ کہ وہ سے زیادہ عالم اور زیادہ پر مہر گار ہونا امام ابو حنیفہ کا اپنے وقت میں تو بالیقین معلوم ہو گیا کہ صحیحین کی یہ حدیث لو کان العلم عند التیالہ رجال من ابناء فارس کا صحیح محل امام اعظم اور ان کے اصحاب ہیں کیونکہ اہل فارس میں ان سے زیادہ نہ اور کوئی عالم عالمی فہم ذہینہ رس نہیں ہوا پس امام کے واسطے یہ بشارت و فضیلت عظیم الہی ہے انتہی۔ حاصل کلام یہ کہ احادیث مذکورہ بالا اس بات پر دال ہیں کہ آنحضرت صلعم کا صیغہ جمع یعنی رجال فرماتا باعتبار جماع کے ہے جو امام ابو حنیفہ کے اصحاب ہیں اور صیغہ واحد یعنی رجل فرماتا باعتبار تنوع کے ہے جو خود امام ابو حنیفہ ہیں پس آنحضرت صلعم کا اس طرح بفرماتا اس بات کا اشارہ ہے

کہ اس شخص کے اہل مثل اسکے فضل اصابت مسائل دین میں بحسب قواعد و اصول اس شخص کے غیر ہو
 پر فائق ہونگے اسی واسطے امام شافعی نے فرمایا کہ جو شخص فقہ حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہو اسکو
 چاہیے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کا ساتھ نہ چھوڑے کیونکہ معافی علم دین کے خاص انھیں کو
 آسان ہوئے ہیں اور خدا کی قسم میں فقہہ کامل نہیں ہوا اگر مطالعہ کتب محمد بن حسن سے بہن جرجی
 نے لکھا ہو کہ بعض ائمہ نے کہا ہے کہ مشہور ائمہ اسلام میں سے کسی کے لیے وہ بات حاصل نہیں ہوئی
 جو ابو حنیفہ کو اصحاب اور تلامذہ سے حاصل ہوئی ہو اور علماء و غیرہ لوگوں نے کسی شخص سے ایسا
 فائدہ نہیں اٹھایا جیسا کہ ابو حنیفہ اور اسکے اصحاب سے تفسیر احادیث مشتبہ اور مسائل فقہ اور
 حوادث واقعہ اور قضایا اور احکام شرعیہ میں فائدہ حاصل کیا ہو خدا انکو جزاے خیر تام دے
 کذا فی الشامی نقل عن خیرات المحسنین ابن خلکان میں لکھا ہے کہ امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے
 امام محمد سے ایک ہجوہ ادب کا علم اخذ کیا انتہی۔ اعلام الاخبار میں منقول ہے کہ امام احمد سے جب
 پوچھا گیا کہ آپکو یہ مسائل فقہہ کہاں سے حاصل ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں
 سے حاصل ہوئے ہیں انتہی۔ تاریخ ابن خلدون میں لکھا ہے کہ بعد امام مالک کے امام شافعی
 عراق میں پہنچے اور امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے ملے اور اُسے اخذ کیا اور امام احمد بن حنبل جو
 بڑے محدثین سے تھے اُنکے اصحاب نے باوجود بڑی بصاحت علم حدیث کے امام ابو حنیفہ کے
 اصحاب سے بڑھا انتہی شیخ عبدالحی محمد ثعلبی نے شرح مغر السعادت میں لکھا ہے کہ امام
 شافعی نے فرمایا کہ اگر اہل کتاب یہود و نصاری امام محمد بن حسن کی تصانیف کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار
 ایمان لے آئیں انتہی خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ طلحہ بن محمد بن جعفر کہنے ہیں کہ امام ابو یوسف
 مشہور الامراء الفضل افقہ اہل عصر تھے اُنکے زمانے میں کوئی شخص آپسے مقدم نہیں ہو سکتا
 تھا اور وہ علم اور حلم اور حکم اور قدر میں بنابت پر تھے اور انھیں نے پہلے اجل اصول
 فقہ میں کتابوں کو امام ابو حنیفہ کے مذہب پر وضع کیا اور اقطار زمین میں ابو حنیفہ کے
 علم کو پھیلایا اور نشر کیا انتہی۔ پس واقع میں اور نیز بحسب اتفاق شہادت ائمہ شافعیہ وغیرہ
 ثابت ہوا کہ احادیث مذکورہ بالا کے مصداق ائمہ اور محل اکل صریح امام ابو حنیفہ اور
 اُنکے اصحاب میں جتنے مبلغ علم کو اپنا سے فارغ دہم میں سے کوئی شخص نہیں پہنچ سکا

پس وہ جو صاحب انکشاف النبلاء فی امام ابو حنیفہ کے ترجمہ میں لکھا ہو کہ (اگر حدیث نوکانی المدین
ہذا اثرہا کو مخصوص بنا دو فی حقہ نہ رکھیں اور عام پکڑیں تو جہادہ محمد بن شہل بخاری و مسلم
درندی و ابو داؤد و ابن ماجہ وغیرہ اُسکے مصداق ہونے میں ادلی نہ ادا دہی تر ہیں کیونکہ یہ
تمام مجسم اور سرزمین فرس سے تھے اور مرتبہ علم و عمل و صدق و دین و شرف و دین و تقویٰ میں
فائق برافران و سابق بر متقدمان تھے چنانچہ انکی کتب مولفہ اس بات پر دلالت ہیں اور
صحبت نبویہ اور روایت احادیث محمدیہ میں سلمان فارسی کے شریک تھے اگرچہ صحبت سلمان
کی ظاہری تھی مگر انکو صحبت معنوی حاصل تھی بقول شیخے اہل الحدیث ہم اہل البی عان
لم یصحبوا أنفسہم انفسا صعبوا بخلاف ابو حنیفہ کے کہ سلسلہ روایت حدیث کا اُسے برپا نہیں
ہوا اور جل و کل اُنکے اقران اور اُنکے بعد کی ثناء پر نہج فقہ امامت قیاس میں ہو اور
مرتبہ قیاس کا مرتبہ علم کتاب و سنت سے کسی پر پوشیدہ نہیں بلکہ کوئی تالیف بھی اُسے پسند
صحیح یا نور نہیں)۔ کئی وجہ سے مردود و باطل اور سراسر تعصبات سے ہے۔

اول یہ کہ جس صورت میں شیخ جلال الدین جیسے امام حدیث و فقہ و اجتہاد اور معتمد
چار سو ساٹھ کتاب اور اُنکے تلمیذ حافظ محمد بن یوسف شامی امام و حافظ حدیث و فقہ اور
شیخ ابن حجر مکی صاحب مؤلفات محرفہ نے جو حدیث و فقہ میں اپنے زمانہ کے اعظم علماء و فقہا
تھے باوجود شافعییت کے محض انصاف کی راہ سے احادیث مذکورہ بالا کا مصداق امام ابو حنیفہ
اور اُنکے اصحاب کو قرار دیا ہو اور علی الاعلان کہا ہو کہ اہل سارے فارس میں سے کوئی شخص
اُنکے مبلغ علم کو نہیں پہنچا جو احادیث مذکورہ کا مصداق تھہر سکے تو اب انکی شہادت کاملہ
کے مقابلہ میں صاحب انکشاف یا ان عبیدوں کے توہمات باطلہ اور تعصبات کا ذہب کی کیا حیثیت
اور کیا منزلت ہو حالانکہ اگر امام بخاری وغیرہ برائے نزدیک احادیث مذکورہ بالا کا کچھ بھی
انطباق معلوم ہو سکتا تو وہ ضرور ہی پہنچ کر کھانچ کر احادیث مذکورہ کو اہل منطق کرتے
کیونکہ امام بخاری کو ابو عاصم نے طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہو اور نسائی بالاتفاق شافعی
الذہب تھے اور امام احمد خود امام شافعی کے شاگرد تھے پس وہ اپنے مذہب کی تعصبات و
کرنے کی غرض سے فرمان احادیث کو اہل منطق کرتے اور رکھتے دیکھو مذہب شافعی یا تابعی

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبعین مذہب مذکور تک کی بشارت دیدی ہے۔
دوم۔ قطع نظر اس سے اگر نفس حدیث کی طرف دیکھا جاوے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ
ان احادیث کا وہ شخص مصداق ہے جس پر حسب ذیل امور صادق آدین۔

پہلا یہ کہ وہ ابنائے فارس سے ہو پس ظاہر ہے کہ نہ تو ایہ اربعہ اور نہ ائمہ حدیث میں سے
کوئی شخص بنجر امام ابو حنیفہ کے صرف ابنائے فارس بلکہ اولاد شاہ فارس یعنی نوشیروان سے
ہوا ہے کیونکہ امام مالک و شافعی تو بالاتفاق عربی تھے اور امام احمد کا اصل مرد تھا جو ملک خراسان
میں واقع ہے اور امام بخاری بخارا کے اور ترمذی ترمذ کے رہنے والے تھے جو دونوں توران میں واقع
ہیں اور امام مسلم نیشاپور واقع خراسان اور ابو داؤد ملک ہستان کے باشندے تھے جو سندھ و ہست
کے درمیان متصل قندھار کے واقع ہے اور نسائی شہر نساء واقع خراسان اور ابن ماجہ شہر قزوين
واقع عراق و عجم کے رہنے والے تھے پس جس صورت میں خود ابنائے فارس میں سے جیسا
کہ حدیث کا مفہوم ہے ہر طرح سے امام ابو حنیفہ بوجہ ائمہ و اکل مصداق تھے ہن تو کوئی ضرورت
نہیں کہ برخلاف صریح نص کے فارس کی تاویل کر کے اس سے عام عجم مراد لیا جاوے۔

دوسرا یہ کہ تمام حدیث مذکورہ بالا اس طرح پر ہے عن ابی ہریرۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلعم
اذ انزلت سورۃ الجمعۃ فلما نزلت واخرین منهم لما یلقوا بہم قالوا من ہذا لواء یا رسول
اللہ قال و فینا سلمان الفارسی قال وضع النبی یدہ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الذویا
لنآکد رجل اور سجال من ہذا یعنی ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ
سورہ جمعہ کی یہ آیت اتری واخرین ہؤلاء منهم لما یلقوا بہم یعنی پاک ہو وہ خدا جس نے ان پر ہون
اور ان لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجا جو انہیں سے ابھی ساتھ ان کے نہیں ملائی ہوئے اس پر اصحاب نے کہا
کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جو ابھی تم سے ملائی نہیں ہوئے ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ سلمان فارسی
ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے پس حضرت نے اپنا ہاتھ مبارک اُپر رکھ کر فرمایا کہ ایمان اگر
شریاء کے نزدیک بھی ہو گا تو اس کو ضرور ایک آدمی یا چند آدمی اس گروہ یعنی قوم فارسی
سے آدینگے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو ابھی تم سے نہیں ملے اولاد فارسی ہیں سے ہیں اور
وہ ضرور تم سے ملائی ہونگے اور انہیں یہ صفت ہوگی کہ اگر دین شریاء کے پاس یعنی نہایت دور

چلا جائیگا جہاں نظر کام نہ کر سکیگی اور اسکا داپس نامحال انسانی سے ناممکن ہو جائیگا تو بھی اسکو ایک یا چند شخص سے لے آئیگی۔ میں بحسب مفہوم اس حدیث کے حدیث کا مصداق وہ شخص ٹھہر سکتا ہو کہ جو منجملہ دیگر قید کے اصحاب سے ملا ہو پس ظاہر ہو کہ اہل فارس میں سے بعد سلمان فارسی کے کوئی ایسا شخص جو اس حدیث کا مصداق ہو سکے بجز امام ابو حنیفہ رحمہ اور ان کے شاگردوں کے جو اپنے وقت میں علم اور فانی برافراں تھے اصحاب تابعین سے نہیں ملا پس اس صورت میں ہی اس حدیث کے مصداق میں نہ امام احمد و بخاری وغیرہ محدثین صحاح ستہ کہ انکو اصحاب کا دیکھنا تو کجا تابعین کا دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔ اور اگر بالفرض واقعہ یہ اس حدیث کو برخلاف صریح مفہوم کے تابعین و تابع تابعین کے حق میں مخصوص نہ سمجھا جاوے بلکہ عام بنا جاوے تو بھی و افضل لتقدم ہو تبسرا یہ کہ صحیح مسلم کی حدیث لو کان الدین عند الذریا لاذھب بہ رجل من ابناء فارس حتی تناولہ جو تئادہ کا لفظ یہ وہ اس بات پر دال ہو کہ وہ رجل مجتہد ہو اور مجتہد بھی ایسا ہو مگر تمام امور دینیہ اور مسائل شرعیہ کا محیط ہو اور کوئی حالت منظرہ اس میں باقی نہ ہو کیونکہ جملہ خبریات کا حادی ہونا بغیر مجتہد کے اور کسی کا منصب نہیں پس ظاہر ہو کہ بجز ائمہ اربعہ کے ہر منصب کسی کو حاصل نہیں ہوا چنانچہ جو اسے انکو ہمہ وجہ علم و ادلی دیکھ کر اجماع کیا ہو اور ان کے مذاہب و فرقان و حدیث و اجماع سے مستنبط اور مدون ہو کر نشر افان اور مسلم ہوے ہوں اور ان کے مذاہب سے ان کے مقلد کو ہر ایک طرح کے حوادث و وقایع و نوادر میں مسئلہ کا جواب مل سکتا ہو پس امام ابو حنیفہ جو ائمہ اربعہ میں سے زمانا و اجتہادا و مذہباً اول ہیں اور صرف یہی ابناء فارس سے ہیں مع صحابہ خود حدیث مذکورہ بالا کے مصداق ہیں نہ امام بخاری وغیرہ کیونکہ نہ تو وہ حسب مفہوم حدیث کے ایسے مجتہد ہی ہوے ہیں جو انھوں نے وہ مسائل جو صریحاً قرآن و حدیث سے نہ مل سکتے تھے اپنے اجتہاد سے نکالے ہیں اور نہ انھوں نے کل احادیث ہی جنگو آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا بطور استیعاب و احاطہ کے بیان کی ہیں بلکہ ہزار ہا صحیح احادیث بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت نہیں کیں جسکی تلافی ان کے بعد دیگر محدثین نے کی چنانچہ مستدرک حاکم صحیح ابن جہان - صحیح ابن خزیمہ - صحیح ابن حبان - صحیح ابن السکین - سنن دارقطنی - مسند دارمی - کتب ہیثمی - کتب طحاوی - مصنف عبد الرزاق - مسند ابی داؤد و طباطبائی - مسند ابی یعلیٰ موطا

مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ۔ مسند عبد بن حمزہ۔ معاجم ثمرہ طبرانی وغیرہ اس بات کی شاہد ہیں اور ان کتابوں میں صحیح و حسن و ضعیف مثل بعض کتب صحیح سنہ کے سب قسم کی احادیث مندرج ہیں امام بخاری جو ائمہ حدیث کے امام خیال کیے جاتے ہیں گو انکو بشمار احادیث یا دھبیں لیکن انہیں انکی صحیح میں صرف سات ہزار دو سو پچتر احادیث ہی مروی ہیں اور اگر مکرر کو حذف کر دیا جائے تو کل چار ہزار احادیث رہ جائی ہیں اور اس صحیح کے سوا اور بہت تھوڑی احادیث ہیں جو انھوں نے کتاب ادب المفرد وغیرہ میں بیان کی ہیں اور جو احادیث انھوں نے روایت نہیں لیکن انکا تمسک کرنا بعینہ یعنی فی بطن اشاعر کا قائل ہونا ہر سید طبع امام مسلم نے مع تنقیح علیہ اور مکررات کے کل بارہ ہزار احادیث اپنی صحیح میں بیان کی ہیں اگر مکررات و متفق علیہ احادیث کو چھوڑ دیا جائے تو بہت تھوڑی احادیث رہ جائی ہیں جو بالانفراد انھوں نے اس صحیح میں روایت کی ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس دیگر اصحاب صحیح سنہ کا حال ہے۔

چونکہ یہ کہ جس طرح آن حضرت صلعم نے سلمان فارسی کو باوجود آنکے واحد ہونے کے بارادہ جلیست ہوا، صیغہ اسم اشارہ جمع سے اشارہ لیا، سید طبع بعض احادیث میں رجال کا صیغہ جمع فرمایا ہے پس لمخاطب اس شائبہ لفظی کے اس حدیث کا وہ شخص صحیح محمل ہو سکتا ہے جو سلمان کی طرح اسپر بھی کسی وجہ سے صیغہ جمع کا اطلاق کر سکیں پس ظاہر ہے کہ یہ شائبہ بجز امام ابو حنیفہ کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی کیونکہ باعتبار مجموع ہونے کے تودہ رجل ہیں اور باعتبار اصحاب مجتہدین کے جنکا مذہب ان کے مذہب کے ساتھ شامل ہو کر واحد تصور کیا جاتا ہے۔ رجال ہیں۔

پانچواں حضرت سلمان طہقہ خیر الفردن یعنی اصحاب میں سے تھے اسی طرح امام ابو حنیفہ بھی طہقہ خیر الفردن یعنی تابعین میں سے تھے بخلاف امام بخاری وغیرہ محدثین کے کہ وہ اس زمانے سے تھے جسکے حق میں آنحضرت صلعم نے ثم یفیر الکذب کا کلمہ فرمایا ہے۔

چھٹا ظاہر ہے کہ سلمان فارسی نے کوئی تصنیف نہیں کی صرف زبانی ہی بعض احادیث کی روایت کی ہے سید طبع گو امام ابو حنیفہ نے کتاب فقہ اکبر و کتاب ابو حنیفہ وغیرہ تصنیف کی ہیں مگر احادیث و مسائل فقہیہ میں مستقلاً کوئی کتاب نہیں لکھی بلکہ مسائل فقہیہ کو قرآن و حدیث سے

استنباط کر کے ربانی اپنے شاگردوں کو بتلایا جنکو انھوں نے فوراً قلمبند کر لیا ایسا ہی جو احادیث ان سے مروی ہیں انکو اُنکے علامہ وغیرہ نے جمع کیا۔

ساتواں جس طرح حضرت سلمان کا بسبب صحابیت کے ہر ایک قول و فعل بعض محدثین کے نزدیک حدیث شمار کیا جاتا ہے اس طرح امام ابو حنیفہؒ کا بھی بسبب تابعیت کے قول و فعل حدیث شمار کیا جاتا ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ صحابہ سنن اور اہل حدیث سے خارج نہیں ہیں چنانچہ امام شعرانی مالکی نے میزان میں لکھا ہے و اھل السنن ہم حفاظ الحدیث والمطلعون علیہ کالائمة المجتہدین و کمل اتباعہم فانھم ہم الذین یفھمون ما تضمنہ السنن من الاحکام و کان ابو بکر بن عمار یقول اھل الحدیث فی کل زمان کماھل الاسلام مع اھل الادیان والمراد باھل الحدیث فی کلامہ ما یشمل اھل السنن من الفقہاء و ان لم یکنوا حفاظاً لکن غرض جب دلائل متذکرہ بالا سے مثل آفتاب نصف النہار کے ثابت ہو گیا کہ احادیث مذکورہ الصدر کے من کل الوجہ لفظاً و معنیاً فقط امام ابو حنیفہؒ اور اُنکے اصحاب ہی مصداق ائمہ محل اہل ہیں تو اب معترض متعصب کے اس دعویٰ کو کہ (اصحاب صحاح مرتبہ علم و عمل و صدق و درع و شہرہ و دین و تفقہ میں فائق برافران و سابق برتقدمان تھے) بلا دلیل کو تسلیم کر سکیگا غایت درجہ اگر کسی نے اُنکا فائق برافران شاید مان بھی لیا مگر سابق برتقدمان ہونا اُنکا کوئی ذمی شعور تسلیم نہ کرے گا کیونکہ اسکے بموجب لازم آتا ہے کہ وہ علم و عمل و صدق و درع میں تبع تابعین و تابعین کیا بلکہ معاذ اللہ کہیں اصحاب سے بھی بڑھ کر تھے حالانکہ جو شخص خبر اقرن کی خبریت اور اصحاب کی افضلیت کا قائل ہو گا تو وہ ایسی غلو فی المدح کو کبھی صراحتاً یا کنایتاً استعمال میں نہ لائے گا جن لوگوں کو ذرا بھی تابعین و تبع تابعین کے حالات سے آگاہی ہو وہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کیا کچھ روایات احادیث و شہرہ و دین اور تفقہ میں مساعی جمیلہ عمل میں لائے ہیں کہ علاوہ و افضل للمقدم کے جنکا عشر عشر بھی اصحاب صحاح سے سے وقوع میں نہیں آیا بجز اسکے کہ انھوں نے صرف اُنکی خوشہ چینی کی اور اُنکی ہی کتب سے انتخاب کر کے اپنی اپنی صحاح کو مرتب کیا نہ ترتیب اور نہ تنویہ میں کوئی نئی بات نکالی چنانچہ شرح مشکوٰۃ کے مقدمہ میں ترجمہ امام بخاری میں شیخ عبدالحی اور شرح بخاری کے مقدمہ میں احمد و سلطان نے لکھا ہے کہ تدوین احادیث و اخبار اور تصنیف سنن و آثار کا آغاز آخر زمانہ تابعین میں بعد از اہل

پس ایک جماعت محدثین کی مثل زہری اور بربع بن صبیح اور سعد بن ابی عروہ وغیرہم اس شریف کام کے مقتدی ہوئے اور ہر ایک باب کی تصنیف علیحدہ علیحدہ کی یہاں تک کہ کبار اہل طبقہ ہما پیدا ہوئے اور انھوں نے حدیث کی تدوین و تالیف ابواب فقہ کی ترتیب بر کی چنانچہ امام مالک جو اہل مدینہ کے پیشوا تھے انھوں نے موطا تصنیف کی اور انکو اہل حجاز کی جعفر را حدیث صحیح و نوی معلوم ہوئیں انکو اس میں جمع کیا اور انوال صحابہ و فسادئ تابعین و تبع تابعین و صحیح فرمائے اور مکہ میں ابو محمد عبد الملک بن عبد الغزیز بن جریج اور شام میں ابو عمر و عبد الرحمن اور کوفہ میں سفیان ثوری اور بصرہ میں حماد بن سلمہ نے ایک ایک کتاب تصنیف کی بعد ازاں ہر ایک نے علمائے مجتہدین میں سے تالیف کی اور کبرائے محدثین میں سے مثل احمد بن حنبل و سحاق بن راہویہ وغیرہم نے مسابند لکھیں اور بعض تصانیف میں ابواب فقہ کی ترتیب کی لیکن ان تصانیف میں سے کسی صحیح حدیث کو ضعیف سے جدا نہ کیا گیا سو پہلے پہل صرف صحیح احادیث میں امام بخاری نے تصنیف کی اور انکو صحیح احادیث کے جمع کرنے پر تصانیف مذکورہ بالا کی اطلاع باعث ہوئی۔ انتہی۔ پس اس بیان سے ظاہر ہو کہ امام بخاری انکو احادیث کے جمع کرنے میں اگر کچھ تفصیل ہو تو صرف اتنی ہو کہ انھوں نے برخلاف پہلی حدیث کی کتابوں کے فقط صحیح احادیث میں کتاب لکھی سو یہ بات چند ان مشکل نہیں کیونکہ جس شخص کے سلسلے اس قدر تصنیفات موجود ہوں وہ باسانی انہیں سب صحیح احادیث انتخاب کر سکتا ہو۔ اور یہ کہ ان سے ثابت ہوتا ہو کہ پہلے اس سے کوئی کتاب صرف صحیح احادیث میں جمع نہ ہوئی تھی حالانکہ امام مالک کے موطا کی صحت پر جو اعتبار و اعتماد ہو ایسا کسی اور کتاب پر نہیں چنانچہ ابو زرہ زاری نے جو رئیس المحدثین میں کہا ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کی طلاق پر سو گند کھائے کہ جو کچھ موطا میں لکھا ہو بلا شک و شبہ صحیح ہو وہ حانت نہیں ہوتا انتہی۔ پس ایسا اعتماد اور وثوق تو صحیح بخاری و مسلم بر بھی کسی نے نہیں کیا بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو صحیح بخاری صحیح مسلم کا ماخذ ہی موطا امام مالک ہی چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رسالہ عجائباتہ میں لکھتے ہیں کہ نسبت درین ہر سہ کتب یعنی موطا و صحیح بخاری و صحیح مسلم آتست کہ موطا گویا اصل دوام صحیحین است و صحیح بخاری و مسلم ہر چند در ربط و کثرت احادیث وہ چند موطا باشند لیکن طریق روایت احادیث و تیسر حال و راہ اعتبار و استنباط از

مَوْطَا اَمُوخْتِه اَنْدُو اَزْ نَظَرِ لَفْطِصْ وِبِدِه شُوْد اَحَادِیْثْ مَرْفُوعَه مَوْطَا غَا لِبَادِ صَحِیْحِ بَخَارِیْ مَوْجُوْد اَنْدِ پَسْ صَحِیْحِ بَخَارِیْ مُشْتَمِلْ اِسْتْ بَرِ مَوْطَا بِاَعْتِبَارِ اَحَادِیْثْ مَرْفُوعَه اَرِیْ اَنَارِ صَحَابَه وَنَا بَعِیْنِ دَرِ مَوْطَا زِیَادَه اِسْتْ اِنْتِیْ مُلْخَصًا - اَوْرِ بَاقِیْ صَحَابِ مَحَلِّحْ سَهْ نَے صَحِیْحِ بَخَارِیْ مُسْلِمْ كَے بَعْدِ اِنِّیْ كِتَابِیْ تَعْلِیْفِیْ كِیْ هِنِ اَمْنِیْنِ سَے بَعْضِ نَے صِرْتِ اِنِّیْ بَاتِ زِیَادَه كِیْ كِه اَكْثَرِ جِگَه تَبَادُلَا كِه یِه حَدِیْثِ اِسْ قِسْمِ كِیْ هَرِ بَعْنِیْ صَحِیْحِ هَرِ بِاَحْسَنِ بِاَضْعِیْفِ وَغَیْرَه -

تَفْهَیْمْ كَا یِه حَالِ هَرِ كِه اَمَامِ بَخَارِیْ جُو صَحَابِ صَحاحْ سَهْ مِیْنِ اَعْلَمْ وَاَقْدَمْ شَمَارِ كِیْے جَا نَے هِنِ اِسْ كَے سَلْسَلَهْ بَا وُجُوْدِ كِه اَسْفَدِ تَعْلِیْفَاتِ مَبُوبِ بَرِ تَرْتِیْبِ تَفْهَیْمِ اَوْرِ كِتَابِ تَفْهَیْمِ اَمَامِ اَرْبَعَه مَوْجُوْد تَحْقِیْقِیْنِ مَكْرَمِ اَمَامِ اَنْهَوْنِ نَے اِنِّیْ صَحِیْحِ مِیْنِ بَعْضِ اَحَادِیْثْ كُو اِیْسَے اَبْوَابِ مِیْنِ دَاخِلْ كِیَا هَرِ كِه اُنْ اَبْوَابِ سَے اُنْ اَحَادِیْثْ كُو كُچْھْ بَعْنِیْ مُنَاسِبْتِ هِنِیْنِ جِنَا نَچْ شِیْخِ الْاِسْلَامِ مَحْمُودِیْنِ اَلْدِیْنِ نُوْدِیْ خُطْبَیْ مَقْدَمَهْ شَرْحِ صَحِیْحِ مُسْلِمْ كِیْ فِصْلِ ۱۰ مِیْنِ صَحِیْحِ مُسْلِمْ كِیْ تَرْجِیْمِ كَے دُجُوْهْ مِیْنِ اَنْهَمِیْنِ بَا نَوْنِ كِبْرُفْ اَشَارَهْ كَرِ كَے لِكْھَا هَرِ كِه بَخَالَاتِ بَخَارِیْ كَے كِه اُسْ نَے اُنْ دُجُوْهْ مُخْتَلَفْ كُو اَبْوَابِ مُتَفَرِّقَه مَتَبَاعِدَهْ مِیْنِ ذَكْرِ كِیَا هَرِ اَوْرِ بَیْتِ سِیْ بَاتِیْنِ غَیْرِ اِسْ بَابِ مِیْنِ بَیَانِ كِیْ هِنِ كِه حَسِیْنُ الْكَلْبَا یَا نِ كَرْنَا قَرِیْبِ اَلْفَهْمِ اَوْرِ اَدْلِیْ تَحَا اِنْتِیْ - شَا یِدِ نُوْدِیْ كِیْ اَسْفَدِ تَصْرِیْحِ اُنْ اِنْبَا سَے زَمَانَه كُو جَوْفَانِیْ اَلْبَخَارِیْ هُوْرَهْ هِنِ كِفَا یِتْ لِكْرِے اِسْ بِلَهْ رَاقَمِ اِسْ جِگَه صَحِیْحِ بَخَارِیْ كِیْ چُنْدِ اَحَادِیْثْ بَطُوْرِ نَمُوْنَه پِیْشِ كَرْتَا هَرِ جِگَه تَرْجُمَهْ اَبْوَابِ جُو بَخَارِیْ كِیْ تَفْهَیْمِ اَمَامِ كِیْ سِرْتِ هِیْ بِنَافَعْتِ هَرِ كُچْھْ بَعْنِیْ مُنَاسِبْتِ هِنِیْنِ اَوْرِ هِنِ غَیْرِ مُنَاسِبْتِ كِیْ هَرِ اَبْكِ شَخْصِ جِسْ كُو عِلْمِ سَے ذَرَا بَعْنِیْ مَسْ جَرِ اَدْلِیْ غُورِ سَے سَمْجْھْ سَكْتَا هَرِ -

اَوَّلْ بَابِ الْمَاءِ الَّذِیْ فِیْهِ مَسَلٌ بِهْ سَمْعُهَا لَا تَسْكُنُ (بَعْنِیْ یِهْ بَابِ اِسْ پَانِیْ كِیْ طَهَارَتِ كَے حَاكِمِ مِیْنِ هَرِ جِیْسَے سَا تَحْ اَمَامِ كِیْ بَالِ دُجُوْهْ لَے جَائِیْنِ) لِكْھَا اِسْ كَے پَنچَے یِهْ دُجُوْهْ شِیْنِ اِسْ بَابِ كَے مَضْمُونِ كِیْ تَطْبِیْقِیْنِ مِیْنِ لِكْھِیْ مِیْنِ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنِ قَالْ قُلْتُ لِعَبِیْدَةَ عِنْدَ نَامُیْنِ شَعْرُ الْبَغِیْ صَبَا اَهْ مَقْبِلِ اَنَسِ اَوْ مَقْبِلِ اَهْلِ اَنَسِ فَقَالَ لَا یَكُوْنُ عِنْدِیْ شَجَرَةٌ مِّنْ اَجَلِیْ مِّنَ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا بَعْنِیْ ابْنِ سِیْرِیْنِ نَے كَمَا كِه مِیْنِ نَے عَبِیْدَهْ كُو كَمَا كِه ہَمَارَے پَاسِ اَنْخَفَرْتِ كَے مَوْسَے مَبَارَكِ مِیْنِ كُچْھْ بَالِ مِیْنِ جُو اَنَسِ یَا اَهْلِ اَنَسِ سَے ہَكُوْٹَے هِنِ پَسِ عَبِیْدَهْ نَے كَمَا كِه ہَرِ اَبْنِ اَنْخَفَرْتِ كَے بَالِ مَبَارَكِ مِیْنِ سَے اَبْكِ تَارَا كَا بَعْنِیْ ہُوْنَا مِیْرَے نَزْدِیْكِ مَحْبُوبِ تَرْجِیْمِ سَارِیْ دُنْیَا اَوْرِ اِسْ سَے جُو اَمَامِ ہَرِ -

عن انس انہ رسول اللہ لما خلقہ راسہ کان ابو طلحۃ اول من اخذ من شعرہ یعنی انس نے کہا کہ جب رسول خدا نے اپنے سر مبارک کو منڈوایا تو ب سے پہلے ابو طلحہ ہی نے آپ کے بال مبارک میں سے بال لیے۔ دیکھو ان دونوں حدیثوں کو باب مندرجہ عنوان کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہیں ہے چنانچہ تیسرا فقاری فارسی شرح صحیح بخاری میں ان حدیثوں کے ذیل میں لکھا ہے کہ پوشیدہ نمائند کہ در ترجمہ مطلق موی مراد است و باین تقریر سے کہ کودہ آئلت آن شرافت تبرک گزرنہ قیاس مطلق موی راست نمی آید انتہی۔

دوئم باب التیمم فی الحضرة العید الماء وخاف فوت الصلوٰۃ یعنی یہ باب اگر تیمم غیر سفر میں ہے جبکہ نمازی پانی کو نہ پاوے اور نماز کے فوت ہو جانے کا اسکو اندیشہ ہو عن الاعرج قال سمعت عبدالمولیٰ ابن عباس قال اقبلت انا وعبد اللہ بن یسار مرئی معونۃ نوحہ بنی حنیفۃ علی ابی جہیم بن الحارث ابن الصمت الانصاری فقال ابو جہیم اقبل البنی من نحو بیرو حجل غلیقہ رجل فسلم علیہ یرد علیہ النوحۃ فیصل علی الجدار فسمو وجہہ وید یہ ثم رجع علیہ السلام یعنی غیر نے کہا کہ میں اور عبد اللہ بن یسار مرئی مینونہ ام المؤمنین ابی جہیم کے پاس آئے پس ابو جہیم نے کہا کہ آنحضرت جاہ جمل کبیرت سے تشریف لائے اور اُن سے ایک مرد نے ملاقات کی اور سلام کیا پس آنحضرت نے سلام کا جواب نہ دیا بہا تک کہ آئے دیوار کی طرف اور مسح کیا اپنے منہ اور ہاتھوں کو پھر سلام کا جواب دیا۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کسی طرح کی مطابقت نہیں کیونکہ باب میں تیمم کو واسطے نماز کے ذکر کیا ہے اور حدیث میں آنحضرت کا تیمم واسطے جواب سلام کے مذکور ہے چنانچہ اسی بے تیسرا فقاری میں اس حدیث کے نیچے لکھا ہے کہ استدلال ابن حدیث خالی از تکلف نیست در ترجمہ تیمم براے نماز اخذ کودہ گویا قیام کر۔ نماز را بر سلام چنانکہ شرح گفتہ اند کہ انہم از استجاث است و ابن قیاس مع الفارق است انتہی۔

(سوم) باب الملوۃ فی القیصر السراویل والنسیات والمقباء یعنی یہ باب جائز ہونے نماز کے پیرا میں دوازدونہ اور چھوٹی آزار میں ہے عن ابن عمر قال سئل رجل رسول اللہ فقال ما یلبس المحرم فقال لا یلبس القیصر ولا السراویل ولا البلیس ولا ثوباً مسہ من عفرات

ولا ورس فمن لم يجد النعلين فليصل الخفين وليقطعهما حتى يكونا اسفل من الكعبين
یعنی ابن عمر نے کہا کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا سے پوچھا کہ محرم (جسے حج کا حرام باندھا ہو) کیا پہنے
فرمایا کہ نہ پہنے پیراہن اور نہ سراپیل اور نہ لمبی کلاہ اور نہ وہ کپڑا جو زعفران اور درس سے رنگا
گیا ہو اور جو شخص نہ پاؤں پہنے نعلین پس پہنے موزے اور چاہیے کہ کاش ڈالے اُن دونوں کو
تاکہ وہ بہت نیچے ٹخنوں سے ہو جائیں۔ دیکھو باب کا مضمون تو اور کچھ ہے اور اس حدیث کا
کچھ اور اور ان دونوں میں کوئی صورت مطابقت کی نہیں چنانچہ تفسیر انفاری میں لکھا ہے کہ
مطابقت ابن حدیث بہ ترجمہ باب ظاہر نیست فلیندر بر آئیں۔

چہارم باب فضل صلوٰۃ الفجر فی الجماعة یعنی یہ باب بھی زیادتی ثواب کا نذر ہے جو عت
سے گذاری جاوے عن ابی موسی قال البی اعظم الناس اجرا فی الصلوٰۃ بعدہم فابعدهم
نمشی بالذی ینظر الصلوٰۃ حتی یصلیہام امام اعظم اجرا من الذی یصلی شریبہ
یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ بہت بُرے آدمیوں کے ثواب کی رود سے وہ نمازی ہیں جو درست
جلکہ مسجد میں آئے ہیں اور جو شخص انتظار کرتا ہے اس بات کی کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے وہ بہت
بُڑا ہے ثواب میں اس سے جو بُرے صاف پھر سوزہتا ہے انتہی۔ دیکھو اس حدیث میں کہیں نماز فجر
کی جماعت کا ذکر نہیں ہوا بلکہ ظاہر یہ حدیث عشاء کی نماز میں ہے پس اس سے نماز فجر کی
جماعت کی فضیلت کا استدلال غلط ہے۔

پنجم باب امر البی الذی لا یتہرک بوجہہ بالاعادۃ یعنی باب حکم کرنے اُن حضرت کے اس
شخص کو اعادہ نماز کا جو رکوع تمام نہ کرے عن ابی ہریرۃ ان البی دخل المسجد فدخل
رجل فصلی ثم جاء فسلم علی البی فرح علیہ البی فقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلثا فقال الذی
جئتک بالحق ما احسن غیرہ فعلنی فقال اذا قمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم
ارکع حتی تطمئن رکعاً ثم ارفع حتی اتمت الی انک تسجد حتی تطمئن ساجداً ثم ارفع حتی
لطمئن جالساً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم ارفع ذلک فی صلوٰۃ کلہا
یعنی ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ایک مسجد میں آئے پس ایک شخص آیا اور اُس نے نماز
پڑھی پھر حضرت کو سلام کیا حضرت نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ پھر نماز پڑھ کہ تو نے نماز نہیں پڑھی

پس اُسے پھر نماز پڑھ کر حضرت کو سلام کیا پس حضرت نے پھر فرمایا کہ تو پھر نماز پڑھ جتنا چہ تین دفعہ
 اسی طرح فرمایا آخر کو اُسے کہا کہ ابکو اُسکی قسم یہ جسے ابکو غی کے ساتھ بھیجا ہو کہ میں اس سے ابھی نماز
 پڑھتی نہیں جانتا پس آپ مجھ کو سکھائیں پس آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے بے کھڑا ہو تو تکبیر تحریمہ کو پھر
 قرآن سے جو پڑھ سکتا ہو پڑھ پھر رکوع کر یا تنک کہ آرام پکڑے پھر سر کو اٹھا یا تنک کہ سیدھا کھڑا
 ہو جاوے پھر سجدہ کر یا تنک کہ آرام پکڑے پھر سر کو اٹھا یا تنک کہ جلسہ میں آرام پکڑے پھر سجدہ کر
 یا تنک کہ آرام پکڑے پھر اسی طرح اپنی تمام نماز میں کرانتی۔ دیکھو باب میں توبہ کہا کہ آنحضرت نے
 اسکو اعادہ نماز کا حکم اسیلے دیا تھا کہ اُسے رکوع ناتمام کیا تھا اور حدیث میں اس بات کا کہیں یہ نہیں
 بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اُسے تمام ارکان نماز کو ناتمام کیا تھا اور اعادہ نماز کا حکم مجموعہ برترتب ہے نہ صرف
 رکوع پر پس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مطابقت نہیں ہے۔

ششم۔ باب وقت الجمعة اذا زالت الشمس یعنی ابتدا وقت جمعہ کا اُسوقت ہے جبکہ آفتاب کا
 زوال ہے عن النبی بن مالک قال کنا لنبکو بالجمعة ولقیل بعد الجمعة یعنی ہم پیش دہشتی کرتے
 تھے جمعہ کے ساتھ اور قیلوہ کرتے تھے بعد جمعہ کے۔ دیکھو اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ نہیں ثابت
 ہوتا کہ جمعہ کا وقت اُسوقت ہوتا ہے کہ جب سورج دھل جاوے بلکہ ظاہر حدیث کا اس بات پر دلالت
 کرتا ہے کہ نماز جمعہ دوپہر سے پہلے جائز ہے جیسا کہ امام احمد کا مذہب ہے کیونکہ قیلوہ معادہ مسنونہ دوپہر سے
 پہلے ہی پس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی مناسبت نہیں۔

ہفتم۔ باب اذا فاتت العید یصلی رکعتین وكذلك النساء ومن كان في البيوت والقرى
 یعنی باب اس امر کے بیان میں کہ جب کسی سے عید کی نماز فوت ہو جائے تو وہ دو رکعت نفل پڑھے
 اور اسی طرح عورتیں اور جو گھروں اور دیہات میں ہیں دو رکعت پڑھیں عن عائشة ان ابابکو دخل
 علیہا وعندہا جاریتان فی ایام من تدفان ودفن ابان والبنی متغش بثوب فانتهرهما
 ابوبکر فلکشف البنی عن وجهه فقال دعهما یا ابابکو فانہما ایام عید وتلك الايام ایام صوم
 یعنی حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ عید کے روز میرے گھر میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور اُسوقت دوڑ کیا ان دن
 بجا رہی تھیں اور سو اُٹھا اپنے ابکو کپڑے میں پیٹے ہوئے تھے پس ابوبکرؓ نے ان ٹرکیوں کو منع
 کیا اسپر آنحضرت نے اپنے منہ سے کپڑا اُٹھا کر فرمایا کہ ای ابوبکرؓ اسے مجھ نہ کہو کیونکہ یہ دن عید کا ہے

تقلت عائشة رایت النبی یستتر فی دانا انظر الی المحبشة وحده یلعبون فی المسجد فخرجهم عن فقال النبی عہم انما بنی اسر قدۃ یعنی عایشہ نے کہا کہ دیکھا میں نے پیغمبر خدا کو کہ چھپانے سے نکلے اور میں دیکھتی تھی چشموں کو جو کھیل رہے تھے مسجد میں پس عمر بن خطاب نے انکو حجر کا اسپر آنحضرت نے فرمایا کہ چھوڑ دو انکو درحالیہ کہ اس میں ہوا زہری ارنہ وہ۔ دیکھو ان دونوں حدیثوں کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہیں ہے۔

مستمم باب فی کونقص الصلوۃ یعنی یہ باب اس امر کے بیان میں ہے کہ کتنے بزرگے سفر میں نماز کو قصر کیا جاوے عن ابن عمر ان النبی قال لا تسافر الا ثلاثۃ ایام الا مع ذی محرم یعنی ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ عورت تین روز کا سفر بغیر ہجری ذی محرم نہ کرے۔ دیکھو اس حدیث کو باب سے کوئی مناسبت نہیں بلکہ جو دو اور حدیثیں اس حدیث کے بعد بخاری میں لکھی ہیں انکو بھی باب کے مضمون سے کسی طرح کا تعلق نہیں۔

مستمم باب الصلوۃ علی الجنائز بالمصلی والمسجد یعنی یہ باب اس بیان میں ہے کہ جنازہ کی نماز کا مصلی اور مسجد میں پڑھنا جائز ہے۔ عن عبد اللہ بن عمر انہما لیسود جاؤا الی النبی یرجل منہم وامرأتہ زینبہا فامر بہما فرجما قریبا من موضع الجنائز عند المسجد یعنی ابن عمر سے مروی ہے کہ یہود آن حضرت کے پاس اپنی قوم سے ایک مرد اور ایک عورت لائے جنہوں نے زنا کیا تھا پس حکم دیا آپ نے سنگسار کا پس وہ سنگسار کیے گئے اس جگہ کے پاس جو جنازہ کے لیے نزدیک مسجد کے مقرر تھے دیکھو اس حدیث کے کسی لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنازہ کی نماز مسجد میں جائز ہو جیسا کہ باب میں دعوی کیا گیا ہے بلکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جنازوں کے لیے مسجد کے باہر جگہ مقرر تھی۔

والمستمم باب الصدقة قبل العید یعنی صدقہ فطر کا دینا پہلے نماز عید کے عن ابی سعید الخدری قال کنا نخرج فی عہد النبی یوم الفطر صا غامن طعام قال ابو سعید وکان طعامنا الشعیر و الذبیب الاقط و التمر یعنی ابی سعید خدری سے مروی ہے کہ ہم نکالتے تھے آنحضرت کے زمانے میں عید کے روز ایک صاع طعام سے اور طعام ہمارا جو دانگور و اقط اور کھجور سے تھا۔ دیکھو باب میں تو صدقہ قبل نماز عید باندھا ہے اور یہ حدیث صدقہ قبل نماز عید پر کوئی کسی طرح سے دلالت

نہیں کرتی بلکہ اس میں مطلقاً حد نہ کا حکم ہے جو وقت چاہے پندرہ دن دسے قید ہو۔
 یازدہم۔ باب من لم یروی الوضوء الا من المخرجین القبل والسند یعنی یہ باب
 اُس شخص کے حکم میں ہے جو وضو کے وجوب کا اعتقاد نہیں رکھتا بجز اس چیز کے جو دونوں -
 راستوں سے نکلے یعنی نصد۔ فر اور حجامت وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ عن محمد بن الحنفیۃ
 قال علی کنت رجل مذاء فاستحییت ان اسال رسول الله فامرت المقداد ابن
 الاسود فسله فقال فیہ للوضوء یعنی محمد بن خفہ سے مروی ہے کہ علیؑ نے فرمایا کہ ہکو
 جبری مذبی آیا کرتی تھی اور میں شرم کے مارے رسول خداؐ سے نہ پوچھ سکتا تھا پس میں نے
 مقداد بن اسود کو پوچھنے کے لیے کہا اُس نے آنحضرتؐ سے پوچھا پس آپؐ نے فرمایا کہ مذبی میں
 وضو کر دیکھو اس حدیث سے اتنا ظاہر ہے کہ جو اگلے راستہ سے نکلے اُس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
 مگر یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ غیر سبیلین کے سوا نصد۔ حجامت۔ فر وغیرہ سے وضو نہیں ٹوٹتا
 جس کے اثبات کے لیے مؤلف نے استدلالاً دستبساطاً اس حدیث کو اس باب میں بیان کیا تھا۔
 دوازدہم۔ باب الوضوء من غیر حد مثلاً یعنی بغیر ٹوٹنے وضو کے وضو کے مستون ہونے میں
 عن سوبید بن النعمان قال خرجنا مع رسول الله عام حبرہ حتى اذ کنا بالاصهباء صلی لنا
 رسول الله العصر فلما صلی دعا بالاطمۃ فلم یؤت الا بالسوق فاکلنا وشربنا ثم قام النبی
 الی المغرب فمضی فصری لنا المغرب ولم یؤت ذاک یعنی سوبید بن نعمان کہتے ہیں کہ ہم رسول خداؐ کے
 ساتھ سال فتح خیبر میں نکلے یا تنگ کہ موضع صہبا میں تھے کہ حضرت نے عصر کی نماز جماعت سے
 پڑھی پھر طعام مانگا پس بجز تلخان کے اور کچھ نہ لایا گیا پس کھایا پینے اور پانی پیا پھر مغرب کی
 لیے آنحضرتؐ اُٹھے اور کھلی فرمائی پھر جماعت کرائی اور وضو نہ کیا۔ دیکھو باب تو اس مضمون کا
 باندھا تھا کہ وضو کے ہونے مگر وضو کرنا مستون ہے اور اسکے استدلال میں یہ حدیث ایسی
 بیان کی جسکو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کی مناسبت نہیں چنانچہ تفسیر القاری شرح
 بخاری میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ مناسبت ابن حدیث بہ ترجمہ باب کہ وضو کرنا
 بدون حد مستون است ظاہر نہیں شود فند بر انتہی۔
 سیزدہم۔ باب من ادہک رکعة من العصا قبل الغروب یعنی یہ باب اُس شخص کے حکم میں ہے

جسے عصر کی نماز کی ایک رکعت کو آفتاب کے غروب ہونے سے پایا۔ عن ابی موسیٰ
عن النبی مثل المسلمین والیہود والنصارى مکمل راجل استاجرو ما یعملون
لہ عمل الی اللیل فعملوا الی نصف النہار فقالوا الاحاجۃ لنا الی اجبرک فاستاجروا
فقال اکملوا بقیۃ یومکم ولکم الذی شرطت فعملوا حتی اذا کان حین صلوة العصر
قالوا لک ما عملنا فاستاجروا فعملوا بقیۃ یومہم حتی غابت الشمس واستکملوا
اجز الفریقین یعنی ابی موسیٰ سے روایت ہو کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مسلمانوں اور یہود
زنہاری کی مثال اُس شخص کے مثل ہے جسے ایک قوم کو پس بات پر مزدور پکڑا کہ وہ رات
نک کام کرنے رہیں پس انھوں نے دوپہر تک کام کر کے کہا کہ ہکو تیری مزدوری کی کوئی
حاجت نہیں پس اُس نے اور لوگوں کو مزدور پکڑا اور کہا کہ تمام کرو اپنے دن کو اور تمہارے
بے وہ مزدوری ہے جو میں نے مقرر کی ہے پس انھوں نے کام کیا یہاں تک کہ جب نماز عصر کا وقت
ہوا تو انھوں نے کہا کہ تیرے بے ہے جو ہم نے کیا ہے اور ہم کچھ نیچے سے طلب نہیں کرتے پس اس پر
اُس نے اور لوگوں کو مزدور پکڑا جنھوں نے باقی کا دن کام کیا یہاں تک کہ سوچ غروب ہوا اور دونوں
اول گرد و جون کی مزدوری انھوں نے حاصل کی۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے
کچھ بھی علاقہ نہیں جسکے استدلال میں صاحب صحیح بخاری نے اسکو درج کیا تھا غایت درجہ
اس حدیث سے بخاری کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا کہ نماز عصر کا وقت اخیر دن کو ہوتا ہے۔

چارم باب وجوب القراءة للامام والمأموم فی الصلوۃ کلھا فی الحضر والسفر و
ما یجھر فیھا وما یخاف یعنی یہ باب ہی صحیح بیان وجوب قرات قرآن کے امام اور مقید دونوں
کے لیے تمام نماز دن میں حضر اور سفر میں اور وہ نماز جمین اور کچے پڑھا جاتا ہے اور وہ نماز
جمین آہستہ پڑھا جاتا ہے عن جابر بن سمرۃ قال شکی اهل الکوفۃ سعد الی عمر
فغزله فاستعمل علیہم عمارا فاشکووا حتی ذکر و ان لا یحسن یصلی فارسل الیہ فقال
یا ابا اسحاق ان هؤلاء یزعمون انک لا تحسن تصلی فقال اما انا والله فانی کنت اصلی بہم صلوۃ
رسول اللہ ما اخرج عنھا اصلی صلوۃ العشاء فاکرک فی الاولیین ولخف فی الآخریین قال
فولک الظن بلک یا ابا اسحاق لای اؤخذ حدیث یعنی جابر بن سمرہ سے روایت ہو کہ انھوں نے کہا

کہ عمر خطاب کے پاس کوفہ کے لوگوں نے سعد کی شکایت کی پس عمر نے سعد کو معزول کر کے ابیہر عامر بن باسیر کو حاکم کیا شکایت یہ تھی کہ سعد اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے پس عمر نے آدمی بھیج کر سعد کو بلوایا اور فرمایا کہ اے ابیہر اسحاق یہ لوگ خیال کرنے میں کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے پس سعد نے کہا کہ یہ کس طرح ہوتا ہے قسم خدا کی کہ میں اُنکے ساتھ اسی طرح نماز پڑھتا تھا جیسے رسول اللہ نماز پڑھتے تھے اور کوئی چیز اس میں سے ترک کرتا تھا چنانچہ جب نماز عشا کی پڑھتا تھا تو پہلی دو رکعت کو لبنا اور اخیر کی دو کو چھوٹا کرتا تھا پس عمر نے کہا کہ مجھ کو کچھ سے یہی گمان ہے۔ دیکھو اس حدیث سے کوئی بات بھی ان امور سے ثابت نہیں ہوتی جنکا ذکر باب کے مضمون میں کیا تھا خصوصاً قرأت قرآن کا امام و متقدمی کے لیے واجب ہونا چنانچہ اسی لیے تیسرا تقاری میں لکھا ہے کہ پوشیدہ نماز حدیث و دلالت برقرات متقدمی ندارد بلکہ بر وجوب قرأت امام نیز دلالت ندارد۔ انتہی۔

پانزدہم باب اتمام التکبیر فی الركوع یعنی یہ باب بیچ بیان تمام کرنے تکبیر کے رکوع میں ہے چنانچہ بعض حروف اللہ اکبر کے رکوع میں واقع ہوں عن عمران بن حصین قال صلی مع علی بالبصرة فقال ذکرنا هذا الرجل صلوۃ کنا یصلیہا مع رسول اللہ ص ذکرنا انہ کان یکسب کل ما رفقہ کل ما وضع یعنی عمران بن حصین سے مروی ہے کہ کہا میں نے نماز پڑھی ساتھ علی کے پھر میں پس یاد دلائی کہ کو علی نے دو نماز جو ہم پڑھتے تھے ساتھ رسول خدا کے پس ذکر کیا کہ آنحضرت تکبیر کہا کرتے تھے جب سر اٹھاتے تھے اور جب رکھتے تھے دیکھو اس حدیث سے یہ ثابت ہے کہ تمام اتصالات نماز میں تکبیر کہنا چاہیے لیکن یہ کسی لفظ سے ثابت نہیں ہوتا کہ تکبیر کو اس طرح پڑا کرنا چاہیے کہ اُسکے بعض حروف رکوع میں واقع ہوں جسکے اثبات کے لیے اس حدیث کو مؤلف نے ذکر کیا ہے چنانچہ اسی لیے تیسرا تقاری میں اُسکے ذیل میں لکھا ہے کہ پوشیدہ نماز کہ در حدیث اتمام تکبیر و رکوع ذکر نہ کر دہ تا مطابق شود بہ ترجمہ فقہ بر انتہی۔

شانزدہم باب ہل یؤذن اولی قیوم اذا جمع بین المغرب والعشاء یعنی نمازی آیا اذان کے لیے یا صرف تکبیر ہی کہے جبکہ نماز مغرب اور عشا کو جمع کرے عن انس ان رسول اللہ کان یجمع بین ہاتین فی السہر یعنی المغرب والعشاء یعنی انس بن مالک سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا جمع کرنے تھے در میان مغرب و عشا یعنی ان دو نماز یعنی مغرب و عشا میں۔ دیکھو اس حدیث کو

باب کے مضمون سے کوئی مطابقت نہیں اور اس میں ایسا کوئی لفظ کنایہ بھی وارد نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ آنحضرتؐ جب سفر میں شام و عشا کو جمع کرنے تھے تو اذان کتنے تھے یا صرف یکبار ہی اکتفا کرتے تھے۔

نہضۃ ہم۔ باب صلوۃ القاعد بالاعاء یعنی باب بیح بیان جائز ہونے نماز بیٹھے ہوئے کے ساتھ اشارہ کے عن عمران بن حصین قلا سالت رسول اللہ عن صلوۃ الرجل وهو قاعد فقال من صلی قائماً فهو افضل ومن صلی قاعداً فله نصف اجر القاعد ومن صلی نائماً فله نصف اجر صلوۃ القاعد یعنی عمران بن حصین کتنے ہیں کہ میں نے آنحضرتؐ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا کہ جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھے پس وہ سترہ اور جو بیٹھ کر پڑھے پس اُسکے لیے آدھا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے کا ہے اور جو لیٹ کر پڑھے پس اُسکے لیے آدھا ثواب بیٹھ کر پڑھنے والے کا ہے۔ دیکھو اس حدیث میں کوئی ایسا لفظ کنایہ بھی وارد نہیں جس میں بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ نماز پڑھنے کا ذکر ہو اور طرفہ یہ کہ مؤلف نے اس سے پہلے اپنی صحیح میں صرف باب صلوۃ القاعد میں بھی اس حدیث کو وارد کیا ہے۔

بشر دہم۔ باب طول القيام فی صلوۃ اللیل باب بیح بیان درازی قیام کے رات کی نماز میں عن حذیفۃ ان البنی کان اذا قام للتحجد من اللیل بشخص فاذا بالسموا کذیفہ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ جب ارادہ کرتے نماز تہجد کا تو صاوت کر لیتے اپنے منہ کو مسواک سے دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی کسی طرح کا تعلق نہیں۔

نور دہم۔ باب الخطاء والنسیات فی العتاق والطلاق ونحوہ یعنی یہ باب بیح بیان حکم خطا و فراموشی کے ہے آزاد کرنے اور طلاق دینے میں عن ابی ہریرۃ قال البنی ان اللہ تجاونا لو عن امتی ما دسوسست بہ صد و سہا کالم عمل و کلمہ یعنی ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ خدا نے میرے لیے معاف کیا میری امت سے اُس چیز کو جو دل میں گزرے جنگ کے اسپر عمل نہ کرے یا سکون نہ دے۔ دیکھو اس حدیث کو باب کے مضمون سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ باب میں خطا و نسیان کا ذکر ہے اور حدیث میں صرف دسوسہ کا لفظ آیا ہے سو دسوسہ اور بات ہے خطا و نسیان امر دیگر اور نیز لفظ طلاق و عتاق بالکل نہ وارد۔

بیشتر باب مایکوه من اتخاذ المساجد علی القبور یعنی باب بیچ بیان اس چیز
جو کمرہ قبروں پر مساجد کا بنانا دلہا مات الحسن بن الحسن بن علی مرتبہ القبة علی
قبرہ سنة ثمر زدت فسمعت صاحباً یقول الاہل وجہ واماخذ واما جابہ لہوہل فیسوا فالقلب
یعنی جب حسن بن حسن بن علی فوت ہوئے تو انکی عورت نے انکی قبر پر ایک سال تک خیمہ لگا
بہر اٹھا لیا پس کسی آدمی نے فاسے کو سنا جو دوسرے سے کہتا تھا کہ کیا بابا یا ہر اس چیز کو جو تم
کیا تھا پس اُس نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ نا امید ہوئے اور پھر گئے سو دیکھو اس حدیث سے مسجد کے قبر
بنانیکی کراہیت کہیں سے ثابت نہیں ہوتی جسکا باب میں دعوی کیا تھا چنانچہ تفسیر القاری میں لکھا
کہ پوشیدہ نماند کہ کوہیت مسجد گرجتن اور بخا معلوم نشد انتہی۔ اب بن کمانک امام بخاری کے جہاد
دستبند کی قلعی انکی کتاب سے کھولون ناظرین اس سے خیال کر لیں کہ جب انکی فقاہت کا یہ
حال ہو تو اور محدثین تو انکے ہی خوشہ چین ہیں میں یہ نہیں کہنا کہ امام بخاری بالکل نفع نہ تھے بلکہ
نفع کیا صاحب جہاد بھی تھے مگر ایسے ہی کہ دس مسائل میں جو اجہاد کیا نو ایک آدمہ میں اصابت
ہو گئی چنانچہ ہادیہ کی شرح نہایہ دلفایہ فتح القدیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ زائد امام ابو حفص کبیر میں
جب امام بخاری بخارا میں آکر فتویٰ دینے لگے تو انکو امام ابو حفص کبیر نے مانعت کی کہ آپ فتویٰ
دینے کے لائق نہیں ہیں مگر انھوں نے نہ مانا یا نہ مانک کہ ایک دن لوگوں نے اُسے پوچھا کہ
اگر دو لوگوں نے ایک بکری یا گائے کا دودھ پی لیا تو انکا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ ان میں
رضاعت ثابت ہو جاتی ہے جب لوگوں نے آپ کا یہ اجتہاد سنا تو ہجوم کر کے آپکو بخارا سے نکال دیا۔ صاحب
فتح القدیر اس روایت کے بعد لکھتے ہیں کہ فی الواقع یہ بات ٹھیک ہے کہ اگر محدث فقاہت کا
خیال کرے تو ممکن نہیں کہ وہ کثرت سے حدیث کی روایت کر سکے کہونکہ وہ الفاظ احادیث یاد
کرے یا انہیں تفکر و تدبر کر کے اُنھے مسائل کا استنباط کرے انتہی۔

تسلطانی نے شیعہ صحیح بخاری کے مقدمہ میں لکھا ہر کلام شافعی اُنے فرمایا کہ جو شخص اس بات کا ارادہ کرے کہ میں نقد و حدیث کو جمع کروں یعنی بکثرت روایت بھی کروں اور استنباط مسائل بھی کروں تو یہ بات بعید ہوا اور خطیب بغدادی نے کہا ہر کوئی واقع میں حدیث کا علم اُسی شخص سے ملحق ہوتا ہے جو اپنے آپ کو اُسی پر موقوف رکھے اور کوئی فن اُسکے ساتھ ضم نہ کرے یعنی ہر فن پر ہر فن

اور دیگر علوم و فنون سے کچھ واسطہ نہ رکھے انتہی۔

عقود الجواہر الحنفیہ فی اولۃ مذہب الامام ابو حنیفہ میں لکھا ہے کہ علی بن معبد بن شداد عبید اللہ بن عمرو سے روایت کرنے میں کہ میں اعمش محدث کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے اگر اسے ایک مسئلہ پوچھا جس کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے اتنے میں وہاں امام ابو حنیفہ بھی آگئے اعمش نے کہا کہ اگر نعمان آپ اس مسئلہ کا جواب دین اسیر امام نے جیسا کہ چاہیے تھا اس کا جواب دیا اعمش نے کہا کہ یہ جواب آپ نے کہاں سے نکالا امام نے فرمایا کہ اُس ظانِ حدیث سے جو نے مجھے بیان کی ہر اسیر اعمش نے کہا کہ اگر وہ نعمانم بیشک حبیب ہو اور ہم صرف دو افروش ہیں۔ انتہی۔

ابجد العلوم میں جامع الاصول سے منقول ہے کہ معرفت تو اثر و احاد اور تاسیخ نسخ کی اگرچہ علم حدیث سے تعلق رکھتی ہے مگر یہ وظیفہ فقیہ کا ہے کیونکہ وہ احادیث سے چونکہ احکام شرعیہ کو مستنبط کرتا ہے اسلئے معرفت تو اثر و احاد اور تاسیخ نسخ کی طرف محتاج ہے لیکن محدث کا وظیفہ یہ ہے کہ جیسے اس نے حدیث کو سنا ہے ویسے نقل و روایت کر دے انتہی۔ باقی رہا متعصب صاحبِ کایہ قول کہ ابو حنیفہ سے سلسلہ روایت حدیث کا یہ بائین ہو اور لوگوں کی تعریف انکی نسبت محض فقہ و امامت تباس کے سبب سے ہے۔ سو اس کا بطلان پہلے خیابان میں کہا بیٹنی ظاہر کیا گیا ہے جس کا اعادہ لا حاصل ہے۔

متعصب صاحبِ کایہ قول کہ (امام ابو حنیفہ سے کوئی تابع بھی بسند صحیح ماثور نہیں اور ایک جماعت علمائے اُنسے انکار کیا ہے) پایہ اعتبار سے بالکل غاری ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت میں کوئی انکی تابع سے منکر نہیں ہوا صرف بعض معتزلہ لوگوں نے انکار کیا ہے سو انکا انکار قابل اعتبار نہیں امام ابو حنیفہ کی تالیفات میں سے کتاب فقہ اکبر و کتاب العالم و المتعلم و کتاب الاوسط و کتاب الاوسطہ و کتاب المقصود وغیرہ ایسی مشہور و معروف ہیں کہ محتاجِ سند نہیں اور اگر انکی سند دیکھتے ہو تو قاضی ابو زید الدبوسی کی کتاب الزکوٰۃ کے باب زکوٰۃ التحاج اور ابو الہریری النخعی کی کتاب الطہارۃ کے باب البیض اور ابو علی الدقاق کی کتاب النکاح کے باب النعۃ اور ابو منصور ماتریدی کی کتاب الزکوٰۃ کے باب زکوٰۃ السواکم اور کتاب الوکالۃ کے باب الوکالۃ بالبیع و الشراء اور ابو الیث سمرقندی کی کتاب النکاح کے باب النکاح و نکو اگر

فرض بھی کر لیا جاوے کہ انھوں نے کوئی تصنیف نہیں کی تب بھی کچھ مضائقہ نہیں اور انکی تفصیلت و اکملت میں ذرا بھی نقص غاید نہیں ہو سکتا ورنہ کہاں تابعین خصوصاً اصحاب رسول خدا کی افضلیت میں بطریق اولی نقص لاحق ہوگا جسے کوئی تصنیف وقوع میں نہیں آئی چنانچہ ملا علی قاری نے رسالہ تبعید العلماء عن تقریب الامم میں لکھا ہے کہ کتب اور تصانیف ایک نئی بات ہر زمانہ صحابہ و تابعین میں کچھ بھی وقوع میں نہ آئی تھی بلکہ بعد مسئلہ ہجری کے جب تمام صحابہ و تابعین فوت ہو گئے تب اسکا رواج شروع ہوا انتہی۔

دوسری مشکوٰۃ

شامی بن لکھا ہے کہ علامہ ابن حجر کی نے خیرات الحسان فی ترجمہ النعمان میں لکھا ہے کہ بعض ان احادیث میں سے جسے ابو حنیفہ کی عظیم شان پر عہدہ استدلال ہو سکتا ہے ایک وہ حدیث ہے جو ان حضرت سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اہل دنیا کی زینت ششہ ہجری میں ٹھجائی گئی شمس لامہ کردی تھے لکھا ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ پر محمول ہے کیونکہ ششہ ہجری میں وہی فوت ہوئے ہیں انتہی ابن حجر اگر کردی کا اس حدیث کو امام ابو حنیفہ کی تفصیلت پر محمول کرنا اظہر من الشمس ہے کیونکہ ششہ ہجری سے بہت پہلے اصحاب رسول خدا فوت ہو چکے تھے اور اسی طرح وہ تابعین بھی جو تفصیلت اجتہاد سے متصف تھے مثل زہری و شعبی و ابن سیرین اور کچھ اور فقہاء سبعہ وغیرہ کے سب کے سب اس سنہ سے پیشتر فوت ہو چکے تھے اسی طرح وہ تبع تابعین جو اجتہاد اور فتویٰ کے ساتھ مشہور و معروف تھے مثل اوزاعی اور ثوری اور مالک بن انس وغیرہ سب کے سب اس سنہ سے پیچھے فوت ہوئے غرض کہ اہل اسلام کے ائمہ مجتہدین مشہورین بافضل و التقویٰ میں سے بجز امام ابو حنیفہ کے اور کوئی اس سنہ میں فوت نہیں ہوا اسلئے وہی اس حدیث کے مصداق اور اہل دنیا کی زینت ہیں کیونکہ جسطح دنیا کا آسمان حسب نحو ای آیہ کریمہ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَافِرَ الْجَنَّةِ کے ستاروں کے نور سے مزین ہوتا ہے اسی طرح اہل دنیا فقہاء و علمائے زہور احکام کے ساتھ مزین ہونے میں چنانچہ اسی لیے ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں محمد بن اسماعیل بخاری کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مضبوطی حدیث میں دنیا کے امام ہیں پس اسی لیے امام اہل حدیث مروی عنہ اصحاب صحاح سنہ عبد اللہ بن مبارک نے امام ابو حنیفہ کے حق میں فرمایا ہے
لَقَدْ زَيَّنَّا النَّبِيَّ وَمَنْ عَلَيْهِ اَنَامُ الْمُسْلِمِينَ أَبُو حَنِيفَةَ بِأَنَامِهِ خَفَ فِي حَدِيثِهِ كَأَيَاتِ الْوَيْلِ عَلَى الْعَالَمِينَ

سنہ ۱۲۸۰ ہجری

بزرگ صاحب

مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ امام محمد بن حسن نے اپنی اسناد ضحاک کے ساتھ ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق اچھا ہے کہ بے پردہ کر دینا ہے اور تحقیق غریب ہے کہ ہمارے پیچھے ابو حنیفہ کا راس ہو جس کے ساتھ باقی رہنے اسلام تک احکام جاری ہوں اور ضرورہ راسے مثل ہمارے اور احکام کے ہو گا ایک مرد جس کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہ ہو گی کو نہ میں پیدا ہو گا جو علم اور فقہ میں کوشش کر کے احکام کو انکی اصلیت پر لا بیگا۔ انتہی۔

اسی مسند میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک ابن ہنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے ایک رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ آپ نے آنحضرت صلعم کے فرزند مبارک کو گھوڑے پر چڑھ کر اسٹخوان مبارک کو سینہ تک اکٹھا کیا ہے اس پر آپ دہشت کھا کر اٹھ بیٹھے اور صبح کو بصرہ کے طرف روانہ ہو کر وہاں محمد بن جبرین سے اس خواب کی تعبیر پوچھی انھوں نے جواب دیا کہ تو اس خواب کا صاحب نہیں ہے بلکہ اس کا صاحب ابو حنیفہ ہے امام نے کہا کہ ابو حنیفہ میں ہی ہوں اس پر آپ نے فرمایا کہ اپنی بیٹھ اور جانب چپ دکھلاؤ۔ امام نے اپنی بیٹھ اور جانب چپ کو آپ کے سامنے انگار دیا آپ نے شانہ بابا میں بازو پر خال دیکھ کر فرمایا کہ تحقیق تم ہی وہ ابو حنیفہ ہو جس کے حق میں رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا جس کو ابو حنیفہ کہیں گے اور شانوں کے درمیان اور ایک روایت میں اُس کے بائیں بازو پر خال ہو گا خدا میری سنت کو اُس کے سبب زندہ کرے گا انتہی۔ اسی روایت کا وہ اثر ہے جس کی طرف امام جعفر صادق نے اشارہ کیا ہے اور جس کو مولانا شاہ عبد الغفر نے محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ کے باب گیارہ کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اگر اہل تشیعہ اس بارے میں اہل سنت کی روایت پر اعتبار نہ کریں تو روایات امامیہ ان کو ضرور قبول کرنی چاہئیں جیسا کہ ابو الحسن بن علی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ ایک دن ابو حنیفہ امام ابو عبد اللہ جعفر صادق کے پاس آئے امام نے انکی طرف نظر کر کے فرمایا کہ میں تم کو ایسا دیکھتا ہوں کہ تم میرے دادا کی سنت کو جبکہ تم ہو گئی ہو گی زندہ کر دے اور ہر ایک مغموم و مغموم کے مددگار و فریاد رس ہو گے اور تیرے جیسے تیرے تیرے تو تمہارے ساتھ بیٹھنے اور جب وہ منجر ہونگے تو تم انکو واضح راستہ کی ہدایت کر دے پس داسے تمہارے اللہ سے اور توفیق ہو گی بیشک کہ علما سے ربانی تمہارے سبب سے رہنے پانے کے انتہی پس یہ معقول

بعینہ وہ ہی جو عدوس العاقبتین علی بن عثمان الجعفی المحدث پہ جو بری نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ معاذ رازی نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو کون سی جگہ جستجو کروں آپ نے فرمایا کہ ابو ضیفہ کی فقہ کے پاس انتہی۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ فیوض المحرمین میں لکھا ہے کہ مجھ کو رسول خدا نے معلوم کرایا ہے کہ تحقیق مذہب حنفی میں ایسا طریقہ پسندیدہ ہے جو اور علماء آپ سے اس سنت معروفہ کو جو بخاری اور اسکے اصحاب کے زمانے میں جمع اور ریختہ ہوئی ہے موافق تر ہے۔ انتہی۔

اور مفتاح السعادت و مدینۃ العلوم میں لکھا ہے کہ مذہب مشہورہ جنگو امت محمدیہ نے قبول کیا
اور اہل اسلام نے محنت کے ساتھ اگو تسلیم کیا ہے وہ جاز مذہب جارانہ ابو حنیفہ مالک شافعی۔ اچھو مثل
کے میں پھر نہیں سے احق اور اہل امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے کیونکہ وہ اولین سے مضبوطی احکام و تفسیری
طبیعت و استنباط احکام میں فوت را سے اور قرآن حدیث کی زیادہ معرفت اور علم احکام میں محنت را
کے ساتھ متبصر ہے لیکن ہر ایک مقلد مذہب معین کو فرغات میں لائق ہے کہ اس بات کا حکم کرے کہ
مذہب اسکا صواب محتمل الخطا اور مذہب مخالف کا خطا محتمل الصواب ہے اور اعتقادات میں
اس بات کا حکم کرے کہ مذہب اسکا حق جزم اور مذہب مخالف کا خطا قطعی ہے انتہی۔

بیسرا حنیان

امام ابو حنیفہ کے اُن فضائل و مناقب کے بیان میں جنہر ان کے معاصرین اور دیگر علمائے

کرام نے شہادت دی ہے

اگرچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل استقدر میں کہ زبان و قلم میں یارا نہیں کہ انگو بیان کر سکے یا معرض نحر بر میں لاسکے چنانچہ علامہ اخطب خطباء الشرق والغرب ابو المود موفق بن احمد کی خواہی فرماتے ہیں کہ اَبَا حَنِیْلٍ لَمَّا كَانَتْ حَصَا كَلَمَاتِهِ لَجُجًى وَ لَا يَحْصِي فُضَائِلُ لَعَمَاتِهِ ۔ لیکن بحکم مالا بد رک کلام لایرک کلام کے آپ کے معصرون اور دیگر علمائے کرام و فضلاء عظام کے وہ اقوال جو آپ کے اعلم واقفہ و ادرع و ازہد و اعجد و افضل و احوط ہونے پر شاہد باطن میں بطور نمونہ بیان کیے جاتے ہیں ۔

مخطوطی ابن کثیر کہ خطیب بغدادی نے احمد بن محمد بلخی سے روایت کی ہے کہ میں نے

سلسلہ یعنی اوزونوزون یا مژدھان بھٹن سنگرز پرے کھارسے گئے جاتے ہیں لیکن فضائل فغان میں ثابت شمار نہیں ہو سکتے ۱۲

شہداء بن حکیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ ترکوئی عالم نہیں دیکھا اور اسماعیل بن محمد فارسی سے روایت کی ہے کہ میں نے مکی بن ابراہیم سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابو حنیفہ اپنے اہل زمانہ میں سب سے زیادہ تر عالم تھے اور روح بن عبادہ سے روایت ہے کہ میں شہد بھری میں ہا بن حجاج کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابو حنیفہ کی وفات کی خبر آئی جسکو سنا انھوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ۵ پڑھا اور فرمایا کہ اُس شخص کے فوت ہونے سے بہت بڑا حصہ علم کا جاتا رہا اور ابن ابوزرمری سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ جب سفیان ثوری اور ابو حنیفہ ایک جگہ ہوں تو اُن کے سامنے کوئی شخص قنوی دیکھتا ہے اور جب یہ دونوں ایک بات پر اتفاق کریں تو وہی حق ہے اور عبداللہ بن داؤد نے کہا ہے کہ جب کوئی آثار یا حدیث کا فصد کرے تو سفیان ہے اور جب آثار یا حدیث کے دقائق یا پوشکا فیوں کو معلوم کرنا ہو تو ابو حنیفہ ہیں۔ اور محمد بن سعید کا تب سے روایت کی ہے کہ میں نے عبداللہ بن داؤد سے سنا کہتے تھے کہ اہل اسلام چوبی فلز میں ابو حنیفہ کے واسطے دعا کرنا واجب ہے کیونکہ انھوں نے لوگوں کے واسطے سنن اور آثار کو محفوظ کر دیا ہے۔ انتہی۔

شامی بن ابن حجر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ علم اور قنوی اور زہد اور اختیار آخرت میں اُس جگہ میں تھے کہ کوئی انکو نہیں پہچانتا اور عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے کہ بجز امام ابو حنیفہ کے کوئی زیادہ خدا ربین کہ اُسکا اقتدا کیا جاوے کیونکہ وہ امام و متقی و پاک و پرہیزگار اور عالم نقیہ تھے علم کو انھوں نے ایسا کھولا کہ کوئی نہیں کھول سکا۔ اور خلف بن ابوب نے کہا ہے کہ خدا سے محمد رسول اللہ کو علم ہو چکا اور اُن سے اصحاب کو اور اصحاب سے تابعین کو اور تابعین سے ابو حنیفہ کو پس ہو چاہے راضی رہے یا غصہ ہو انتہی۔

غلابہ العقبان میں لکھا ہے کہ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جیسے باز کے سامنے چریوں کی حالت ہوتی ہے ویسی ہی ابو حنیفہ کے سامنے ہماری حالت تھی اور غفقی ابو حنیفہ علما کے سردار ہیں۔ انتہی۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں بیان کرتے ہیں کہ جب ابو حنیفہ نے آنحضرت کی قبر مبارک کھودنے کی خواب دیکھا ایک آدمی کو ابن سیرین کے پاس تعبیر پوچھنے کے لیے

بھیجا تو انھوں نے فرمایا کہ اس خواب کا دیکھنے والا اس حد تک علم کو روشن اور واضح کرے گا کہ پہلے اس سے کسی نے سبقت نہ کی ہوگی انتہی۔

نافع البکیری میں لکھا ہے کہ عطیہ بن محمد بن حفص سے اور انھوں نے حسن سے روایت کی ہے کہ سلیمان نے حدیث کا تقویم الساعۃ حتی یظہر العلم کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہاں علم سے امام ابو حنیفہ کا علم مراد ہے انتہی۔

امام شعرائی مالکی نے میزان کبریٰ میں لکھا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ کی کثرت علم و دیر عبادت و وقت مدارک و استنباط پر سلت و خلف نے اجماع کیا ہے اور اسراہیم بن عکرمہ مخدومی نے کہا ہے کہ میں نے اپنی تمام عمر میں کوئی عالم اور عدا زہد اور عابد اور اعلم امام ابو حنیفہ سے نہیں دیکھا امام ابو جعفر شیرازی نے شفیق طنجی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ علم الناس اور اویع الناس اور عابد الناس اور اکرم الناس اور دین میں بری احتیاط کرنے والے تھے اور عبد الصمد بن مبارک سے اس طرح پر روایت کی ہے کہ میں نے کو ذہین داخل جو کردہان کے علماء سے سوال کیا کہ تمہارے شہر میں کون شخص سب سے اعلم ہے سب نے بھی کہا کہ امام ابو حنیفہ پھر میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہے سب نے بھی کہا کہ امام ابو حنیفہ۔ پھر میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ زہد کون ہے سب نے بھی کہا کہ امام ابو حنیفہ۔ پھر میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ عابد اور علم کا شغل رکھنے والا کون ہے سب نے بھی کہا کہ امام ابو حنیفہ پس میں نے اخلاق حسنہ و محمودہ میں سے ایسی کوئی صفت نہیں پوچھی مگر سب نے بھی کہا کہ بجز امام ابو حنیفہ کے ہم کوئی نہیں جانتے کہ اس وصف کے ساتھ پیدا ہوا انتہی۔

امام نووی نے تہذیب الاسماء میں لکھا ہے کہ ابو بکر بن عباس سے مروی ہے کہ جب امام ثوری کے والد ماجد فوت ہوئے تو لوگ تغریب کے واسطے ان کے پاس جمع ہوئے پس جب ابو حنیفہ آئے تو سفیان ثوری اٹھ کھڑے ہوئے اور انکی ثری تنظیم و تکریم کی اور انکو اپنی جگہ بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ گئے جب لوگ چلے گئے تو سفیان کو ان کے اصحاب نے کہا کہ آج ہم نے آپکو عجیب بات کرنے دیکھا اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اہل علم میں سے ایک شخص آیا پس اگر میں اس کے علم کے لیے نہ اٹھا تو اس کے عمر کے لیے اٹھا اور اگر اُمسکی عمر کے لیے

نہ اٹھا تو اُسکی نقابیت کے لیے اٹھا اور اُسکی نقابیت کے لیے نہ اٹھا تو اُسکی پرہیزگاری کے لیے اٹھا انتہی۔

عقد الجعد کی فصل متبحر فی المذہب میں شاہ دلی اللہ نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ اپنے زمانے میں سب سے اعلم تھے بابت کہ امام شافعی نے کہا ہے کہ سب لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عجال میں انتہی۔

عقود الجواہر المفیدہ کے مقدمہ الکتاب میں لکھا ہے کہ ابن عبد البر نے اپنی کتاب العلم میں محمد بن بکر بن داسہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے ابا داؤد سلیمان ابن اشعث سجستانی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رحمہ اللہ مالک کان اما رحمہ اللہ شافعی کان اما رحمہ اللہ ابو حنیفہ کان اما۔ اور عبد بن وہب سے روایت ہے کہ امام مالک سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا آپ نے اُسکا جواب دیا اسپر سائل نے کہا کہ اہل شام آپکی مخالفت کرتے ہیں اور ایسا کہتے ہیں امام نے فرمایا کہ اہل شام کو ایسا مرتبہ کمان سے حاصل ہوا حالانکہ یہ مرتبہ صرف اہل مدینہ و اہل کوفہ پر تو ہے (یعنی مدینہ میں پہلو گون اور کوفہ میں امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کو) اور امام شمس الدین محمد بن العلاء ہانی شافعی سے روایت ہے کہ جب ہم سے پوچھا جاوے کہ اللہ سے کون افضل ہو تو ہم ہی کہیں گے کہ ابو حنیفہ انتہی۔

شامی بن ابن حجر کی سے منقول ہے کہ ربیع نے روایت کی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے عجال میں ہیں کیونکہ میں نے اُنسے کوئی زیادہ فقیہ نہیں دیکھا اور یہ بھی امام شافعی سے روایت ہے کہ جو شخص ابو حنیفہ کی کتب کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں تبحر ہو گا اور نہ فقیہ ہو گا انتہی۔

قلائد العیافان میں لکھا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے کہا ہے کہ میں نے ابو حنیفہ کے مثل کوئی شخص فقہ میں نہیں دیکھا اور میں نے مسعر بن کدھم کو ابو حنیفہ کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے اصرائیسے پوچھتے اور مستفید ہوتے دیکھا ہے اور میں نے ہرگز ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے ابو حنیفہ سے فقہ میں احسن کلام کیا ہو اور کہا کہ ابو حنیفہ اپنے زمانے کے لوگوں سے فقہ تھے اور مہترن راشد نے جو صحاح سنہ کے مروی عنہ اور رئیس اہل حدیث میں کہا ہے کہ میں ان

شخصوں سے جنہوں نے فقہ میں کلامِ اہلِ کوشش کی ہر کسی کو ابو حنیفہ سے احسنِ معرفت میں نہیں جانتا اور دیکھنے کے لیے کہہ کر کہ میں نے کسی شخص سے جو ابو حنیفہ سے افقہ اور اچھی طرح نماز پڑھنے والا ہو ملاقات نہیں کی انتہی۔

حموی نے شرحِ اشباہ میں لکھا ہے کہ حافظہ بھی نے اپنی کتاب صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ میں بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا ہے کہ حدیث تو مشہور و معروف ہو گئی اب اگر اجتہاد کی حاجت پڑے تو اجتہاد مالک اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کا ہے لیکن انہیں سے ابو حنیفہ از روی اجتہاد کے احسن اور از روی رسائی کے ادق اور دونوں سے افقہ ہیں انتہی۔

طحاوی میں لکھا ہے کہ خطیب نے یحییٰ بن معین سے روایت کی ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید نقطانی سے سنا کہ کہتے تھے کہ ہم جھوٹ نہیں دیتے جتنے ابو حنیفہ سے کوئی احسن راے نہیں دیکھا اور ہم اکثر ابو حنیفہ کے اقوال پر عمل کرنے میں انتہی۔

تاریخ ابن خلکان میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ میرے نزدیک قرائون میں سے حمزہ کی قرأتِ اہلِ فقہ میں سے ابو حنیفہ کی فقہ عمدہ ہے۔ انتہی۔

محمد الدین فیروز آبادی نے قاموس کے باب الفاء میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ میں فقہاء کی کثرت ہے لیکن بہت مشہور ان میں امام الفقہاء نعمان بن انتہی۔

نافع الکلبی میں لکھا ہے کہ خطیب بغدادی سے روایت ہے کہ محمد بن بشر کہتے ہیں کہ میں ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس جا بکرنا تھا پس جب ابو حنیفہ کے پاس آتا اور وہ مجھ سے پوچھتے کہ کہاں سے آیا ہے تو میں کہتا کہ سفیان کے پاس سے آیا ہوں وہ فرماتے کہ البتہ تو اس شخص کے پاس سے آیا ہے کہ اگر حلقہ اور اسود موجود ہوتے تو اس کے ضرور محتاج ہوتے اور جب میں سفیان کے پاس آتا اور وہ مجھ سے پوچھتے کہ کہاں سے آیا ہے تو میں کہتا کہ ابو حنیفہ کے پاس سے آیا ہوں وہ بولتے کہ تو افقہ اہلِ ارض کے پاس سے آیا ہے انتہی۔

در مختار میں لکھا ہے کہ جر جانی نے مناقب نعمانیہ میں اپنی سند کے ساتھ صہل بن عبد اللہ اشعری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی امت میں امام ابو حنیفہ جیسا کوئی شخص عزیز العلم مناقب انعم قلکم بالصدق اور عارف

الحق ہوتا تو انکی امت یہودی و نصرائی نہوتی انتہی۔

اردو ترجمہ مشائق الانوار میں زبر حدیث لو کان الایمان معلقا بالکثر یا کے لکھا ہے کہ
لما سے دین نے فرمایا ہے کہ اگر امام اعظم نمونے تو دین کا بھید لوگون کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے بعد اسہ
سنہری نے کہا اگر نبی اسرائیل میں ابو حنیفہ کے برابر کوئی عالم ہوتا تو دے لوگ گمراہ ہوتے نہی
مخطاوی بن لکھا ہے کہ خطیب نے ابی وہب بن مزاعم سے روایت کی ہے کہ میں نے عہد امہ
بن مبارک سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ اگر خدا ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کے سبب سے میری فریاد
نہ کرتا تو میں بھی اور عام آدمیوں کے مانند ہوتا انتہی۔

درخشا رہا کہ مسعر بن کہ ہم نے جو صلاح سنہ کے مروی عنہ اور سیفان ثوری و سیفان بن عیینہ کے استاد میں فرمایا کہ جو شخص اپنے اور خدا کے درمیان امام ابو حنیفہ کو وسیلہ کرے اور اُنکی مذہب پر جلا چلے میں ابد کرتا ہوں کہ اُسکو کچھ خوف نہ ہوگا اور یہ بھی سنہ پایا۔

حسبی من الخیرات ما اعدتہ دیوم القيمة فی ریحی الروحان مدین البنی محمدا حیو الوہدی
 نفا اعتقاد می مذہب النعمات بظاہر العقیان من ابن حجر کی نے کہا ہے کہ علی بن عامر
 نے کہا ہے کہ اگر ابو حنیفہ کی عقل کو نصف اہل ارض کی عقل کے ساتھ وزن کیا جائے تو البتہ اس پر
 غالب جائے۔ اور زبیر بن ہارون کہتے ہیں کہ میں نے ہزار شیوخ سے پڑھا اور علم اخذ کیا ہے لیکن خدا
 کی قسم میں نے ابو حنیفہ سے زیادہ کوئی اور عاقل و حافظ انسان اور عقل نہیں دیکھا۔ انتہی۔
 خبرات الحسان میں کہا ہے کہ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے زیادہ عقل کوئی آدمی

پیدا نہیں ہوا انتہی۔

تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ مالک سے امام شافعی نے امام ابو حنیفہ کا حال پوچھا آپ نے فرمایا کہ وہ ایسے مرد ہیں کہ اگر تم اُن سے اس سنوں کی نسبت بات چیت کرو اور وہ جانیں کہ اُسکو سونے کا ثابت کریں تو البتہ وہ دلائل سے ثابت کر دیں گے جعفر بن ربیع کہتے ہیں کہ میں پانچ برس تک ابو حنیفہ کی خدمت میں رہا اس عرصہ میں میں نے اُن سے کوئی زیادہ خاموش نہیں پایا اندھ جب اُن سے کوئی سوال فقہ کا کیا جاتا تو مثل نہر کے جاری ہو جاتے اور بات کہنے میں ابتدا و ادر قیاس میں امام تھے۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ سفیان ثوری سے کہا کہ ابو حنیفہ

طه
 گفتن سازگی با
 قیامت که در
 نیکو بن خدا
 جویند خدا
 بنام که هر
 درین دنیا
 جهانم
 برتر من
 بر از خدا
 به خدای

غیبت کرنے سے استفادہ متفرغین کہ میں نے اپنے دشمن کی بھی غیبت کرتے نہیں سنا اسپر سفیان نے فرمایا کہ وہ اس بات سے عقل میں کہ اپنے حسانت پر کسی کو مسلط کریں کہ وہ بچائے انتہی۔

مسند خوارزمی میں اپنی اسناد کے ساتھ لکھا ہے کہ غمش نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ موافق فقہ و فقیہ اور غوامض علم خفیہ کو بخوبی جانتے ہیں اور انکو اندھیرے مقام میں اپنے چراغ قلب کی وسیع روشنی سے اچھی طرح دیکھتے ہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ میری امت کے چراغ ہیں اسی شامی میں ابن حجر سے منقول ہے کہ فضل بن یحییٰ نے کہا ہے کہ ابو حنیفہ بڑے خدا ترس اور غیر جواب کے کلام نہ کرنے تھے اور نہ لایعنی باتوں میں غرض کرتے اور انکو سنتے تھے اور حسن بن صالح نے کہا ہے کہ وہ بڑے پر حیرت انگیز اور حرام سے بچنے والے اور شبہ کے خوف میں بہت سی حلال چیزوں کو ترک کر دیتے تھے میں نے کوئی فقیہ صیانت نفس میں اُن سے زیادہ نہیں دیکھا۔ انتہی۔

خطیب بغدادی نے ابن عینیہ سے جو جملہ محدثین سے ہیں روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ نہیں دیکھا میری آنکھ نے مثل امام ابو حنیفہ کے اور عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ علم خیر کے ایشان تھے اور دیکھ سے روایت ہے کہ ابو حنیفہ بڑے امانت دار تھے اور مقدم رکھتے تھے خوشنودی پر درد گاہ کو ہر شخص پر اگرچہ راہ خدا اور اجزائے شریعت میں اپنے نواہین پر ہیں اُسکے متحمل ہوتے تھے انتہی۔

مطہادی میں لکھا ہے کہ خطیب نے سلیمان بن ربیع سے روایت کی ہے کہ علی بن ابراہیم کہتے تھے کہ میں مدت تک علما سے کوفہ کی مجلس میں بیٹھا سو انہیں سے میں نے کسی کو ابو حنیفہ سے زیادہ اذیع نہیں دیکھا انتہی۔

شامی میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کیونکر مخصوص بامر عظیم نہوں حالانکہ وہ ابو بکر صدیق کی طرح ہیں کہ جس طرح انھوں نے حضرت عمرؓ کے مشورہ سے قرآن کے جمع کرنے میں سبقت کی ہے اس طرح ابو حنیفہ نے سب سے اول تدوین فقہ اور استخراج مسائل کی راہ نکالی پس جب اس حدیث کے من سن سنة حسنة کان لما جوهاد و اجرونی عملھا الی یوم القیمة جس طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ کو اپنے عمل یعنی جمع قرآن کا ثواب اور اُنکے بعد جو حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جمع کیا اسکا ثواب ملیگا اس طرح امام ابو حنیفہ کو تدوین فقہ اور استخراج فروع کا ثواب ملیگا اور باقی مجتہدین کے برابر ثواب حاصل ہوگا انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ شفیق طبعی امام ابو حنیفہ کی کثرت سے مدح و تعریف کیا کرنے لگے تھے اور علی بن ابی اسحاق و کردہ عظیم میں کیا کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کے مثل دوع میں کون شخص ہو کہ نہ لگا دوع بمانک تھا کہ جب کوئی شخص اسے کچھ کپڑا خرید کر لے کر آتا اور زر قیمت اسکی دیکر نقدی میں مختلط ہو جاتی اور پھر اتفاقاً دشمنی کپڑا واپس کرنا چاہتا تو آپ اسکو وہ تمام نقدی و بدینے اور مرناتے کہ اور بھائی تیری قیمت میری اور نقدی میں ملگنی ہی پس توبہ تمام نقدی لے لے اور میں تجھ سے اسکی بابت دینا د آخری میں انخاص کر دنگا اور یہ ابابو دوع ہو کہ ایسا کسی دوسرے سرور نہ ہونے میں انہی دُر مختار وغیرہ میں لکھا ہے کہ عبدالعزیز بن مبارک نے مندرجہ ذیل شعرا امام ابو حنیفہ کی مدح میں تصنیف فرمائے یہ تقدیران الیاد و من علیہا کہ امام المسلمین ابو حنیفہ بد بانا امر و فقه و حدیث و کایات الزبور علی صحیفہ بد فعا فی المشرقین لہ نظیر و دلا فی المغربین و لا یوفی فہ بیت مشمر اسہما للیالی بد و صام نہا امرہ للہ حنیفہ بد فعب کا بی حنیفہ فی علاہ امام الخلیفۃ و الخلیفہ بد رأیت العائبین لہ سفھاہد خلاف الحق مم حج ضعیفہ بد کیف یحل ان یوذی فقیہہ بد فی الارض اثار شریفہ بد فقد قال ابن ادریس مقلادہ صحیح النقل فی حکم لطیفہ بد بان الناس فی فقہ حمال بد علی فقہ الامام ابی حنیفہ بد فلنعة رہنا اعدا در صل بد علی من رح قول ابی حنیفہ انتہی علاوہ اسکے امام ابو حنیفہ کے مناقب میں علامے کرام و فضلاء عظام نے مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سے بعض کے نام حسب ذیل ہیں عقود المرجان فی مناقب ابی حنیفہ النعمان خلاصہ عقود الدار والمرجان فی مناقب النعمان - آرزوئے العالیۃ المنیۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ ہر سہ مؤلف ابو جعفر طحاوی - بستان فی مناقب النعمان مؤلف شیخ محی الدین فرشی صاحب جواہر المفیدۃ شقائق النعمان فی مناقب النعمان مؤلف علامہ زرخشیری - کتاب شیخ محمد بن احمد شعبی بقدر ۲۰ - جزو کتاب ہونہی الدین بن احمد بنی نوادر زمی منونی ششمہ ہجری - کشف الآثار مؤلف عبد العزیز بن محمد بنی کتاب شیخ فکیر الدین مرغینانی - الامتصار لامام النعمان مؤلف مورخ یوسف بن فر علی سبط ابن جریر جب میں امام کے مذہب کو دیگر مذہب پر ترجیح دیکر حق لغون کی خوب تہدید کی ہے - کتاب ابو عبد العزیز بن علی ضمیری منونی ششمہ کتاب ابوالعباس احمد بن الصلت حلی منونی ششمہ ہجری

کونین ستره بختان
شاه ای سلطان
و بقالین او حکم
اشرع و غفر
مناجات موجب
عظم اعباد و
نمای

کتاب محمد بن محمد المردی البرزازی متوفی ۳۳۰ھ۔ کتاب ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد بن احمد السعدی المعروف بابن اعموم کتاب مواہب الشریفہ اور اسکا ترجمہ سنی بہ تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان مؤلفہ ابن کاس حنفیہ صحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ مؤلفہ خاتمہ الحافظ شیخ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۸۵۰ھ۔ محفود الجان فی مناقب النعمان مؤلفہ امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی جسکی تصنیف سے مقام برقوقہ واقع قاہرہ میں ۳۵۰ھ میں طبع ہوئے۔ کتاب ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری۔ کتاب ابو احمد محمد بن احمد شیبی نیشاپوری متوفی ۳۳۰ھ۔ المجاہض من صوب غلام الفضل مؤلفہ شمس الدین احمد سیواسی۔ الابانۃ فی رد الشیعین علی ابی حنیفہ مؤلفہ قاضی امام ابو جعفر احمد بن عبد اللہ شیرازی لمخی۔ فلائک العقیان فی مناقب النعمان اور خبرات الحسان فی ترجمہ ابی حنیفہ النعمان مؤلفہ شیخ ابن حجر کی شافعی۔ توبیر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مؤلفہ علامہ یوسف بن عبد اللہ دمی حنفی۔ فتح المنان فی مناقب النعمان مؤلفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی صحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مؤلفہ امام حافظ ذہبی متوفی ۳۴۰ھ ہجری۔ کتاب شیخ ابی یحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری۔ رسالہ حافظ ابی عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی شافعی متوفی ۳۴۰ھ یہ رسالہ بعد ایک جزو مناقب امام ابو حنیفہ میں ہے جیسا کہ انھوں نے کتاب کا شفع فی سہارہ حال میں امام ابو حنیفہ کے ترجمہ میں اس بات کی تصریح کی ہے۔

اور جن علماء کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں امام ابو حنیفہ کے مناقب کو ذکر کیا ہے وہ تو متعدد ہیں کہ انکا شمار موجب طوالت ہر مرت بطور نمونہ کے انہیں سے بعض کا ذکر حسب ذیل کیا جاتا ہے۔ ابو الحسن بن احمد قدوری نے شرح مختصر کفری کے اوائل میں۔ محمد بن عبد الرحمن غزنوی قلیذ سنغانی نے کتاب جامع الانوار میں۔ احمد بن سلیمان بن سعید نے آخر کتاب در میں تیسرے میں یوسف بن عمرونی لکاردی نے اوائل کتاب جامع مضمرات شرح مختصر قدوری میں۔ امام ابو عسہ بن عبد البر مالکی متوفی ۳۴۰ھ نے کتاب انشاء اور کتاب جامع العلم میں۔ شیخ یوسف بن سعید سجستانی نے اوخر منبہ المفتی میں۔ شیخ اسمعیل بن عیسیٰ ادغانی کی متوفی ۳۴۰ھ نے مختصر میں شیخ محمد بن خسرو لمخی نے اول کتاب مسند میں۔ شیخ ابو ابقا احمد بن ابی ایضافرش کی نے مختصر مسند میں۔ ابو القاسم احمد بن محمد غزنوی نے مقدمہ میں۔ عثمان بن علی بن محمد شیرازی نے اپنی

کتاب لایضاح علوم النکاح میں۔ ابو اسحق شیرازی نے طبقات شافعیہ میں۔ امام نووی شافعی نے تہذیب الاسماء واللغات میں۔ حسام الدین صدر شہید نے فتاویٰ الکبریٰ کے اواخر میں۔ ابن خلکان شافعی نے تاریخ خلکان میں۔ ابو القدر شافعی نے تاریخ ابوالندا میں۔ عثمانی شافعی نے انساب میں۔ تقی الدین یمینی نے اول طبقات میں۔ امام محمد غزالی شافعی نے اوائل کتاب احوال میں۔ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب شافعی صاحب مشکوٰۃ شریف نے اسماء الرجال میں۔ امام محمد الدین مشہور باین الاثر نے جامع الاصول میں۔ قاضی القضاۃ ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی نے مسند میں۔ شیخ عبد الوہاب شعرانی مالکی نے میزان کبریٰ میں شیخ محمد طاهر مجمع البحار اور مغنی میں۔ شیخ عبد الحی محدث دہلوی نے شرح اسماء الرجال بخاری میں۔ شیخ محمد بن علی حصکفی نے در مختار میں بشیخ احمد طحاوی اور محقق ابن عابد بن نے شرح در مختار میں۔ صاحب فتاویٰ برہنہ نے اواخر برہنہ میں۔ شیخ فرید الدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں۔ صاحب مختار الاختیار نے مختار الاختیار میں۔ حافظ دراز پشاور میں نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں۔ احمد بن سلیمان معروف باین کمال پاشا نے طبقات میں۔ امام یافعی نے مرآت البھان میں۔ صاحب بدایہ نے مختارات النوازل میں۔ امام ذہبی نے العیبر باخبار من غیر میں۔ امام حافظ محمد بن یوسف شامی شافعی نے سیبیل الہدیٰ والرشاد فی احوال خیر العباد مشہور بسیرۃ شامی میں۔ حافظ ابوالکحل فرزی نے تہذیب الکمال میں۔ صاحب سراجیہ نے سراجیہ میں۔ ملا علی قاری نے اپنے رسائل طبقات میں۔

چوتھا خیابان

اُن مطاعن کی تردید میں جو بعض لوگوں نے امام ابو حنیفہ پر کیے ہیں

شامی میں لکھا ہے کہ جب امام ابو حنیفہ کے فضائل مشہور آفاق ہوئے اور چاروں طرف مشرق و مغرب میں آپ کے کمالات کا چرچا شروع ہوا تو عادات قدیمہ کے بموجب حسادت نے آپ کے حق میں طعنے طعن کے طعن کرنے شروع کیے اور آپ کے اجتہاد و عقائد کی نسبت ایسی ایسی باتیں بنانے لگے کہ جیسے آپ بالکل منکر تھے اور اس سے انکی عرض حسب نحو ای ایہ بریدون ان یطفؤا نور اللہ ویابللہ اللہ کا ان یتیم نورہ کے محض اطفاسے نور شریعت بھی اودھ اس قسم کے طعن صرف امام ابو حنیفہ کے حق میں ہی نہیں کیے گئے بلکہ بعض نے امام مالک اور بعض نے امام شافعی اور بعض نے امام احمد

حق میں کیے ہیں اور اس سے بڑھ کر ایک فرقہ نے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ اور ایک گروہ نے حضرت عثمانؓ و علیؓ کے حق میں بھی ایسی ہی زبان درازی کی ہو بلکہ ایک فرقہ نے نعوذ باللہ من ذلک تمام صحابہ کرام کو کفر کی نیت دی ہو و لنعمر ما قبلہ ومن ذالذی یخون الناس معا لہما و للناس قال بالظنون و قیل انتہی۔

خبر ات الحسان میں ابن حجر مکی نے جعنیس فصلوں میں امام ابو حنیفہ کے صحابہ و محاسن بیان کرنے کے بعد فصل ستینس میں لکھا ہے کہ حافظ ابن عبد البر نے کہا جس کا حاصل یہ ہے کہ بعض اصحاب حدیث نے امام ابو حنیفہ کی ذم میں افراط کیا ہے اور حدیث پر قیاس کو مقدم کرنے کے سبب سے اُس پر حد سے زیادہ مذمت کا تاج اذکر کیا ہے حالانکہ اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ جس وقت صحیح ہو جائے حدیث تو باطل ہو جاتا ہے و قیاس لیکن حال یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ نے بجز تادل و تحمل کے بعض اخبار آحاد کو رد نہیں کیا بلکہ بہت سی انہیں سے ایسی ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے سوا اوروں نے بھی انکو رد کیا ہے اور ان کے امثال نے اُس پر ردی کی ہو مثل ابراہیم مخفی اور اصحاب ابن مسعود کے گریہ کہ شاید امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے زیادتی کی ہو اور اوروں سے قلت پائی گئی ہو چنانچہ جب امام احمد سے پوچھا گیا کہ امام ابو حنیفہ پر کس بات کا عیب لگا گیا ہے تو انھوں نے کہا کہ اسے لا جب اُس پر اتنے کہا گیا کہ کیا امام مالک نے اسے کے ساتھ کلام نہیں کیا کہا کہ ہاں کب ہے لیکن امام ابو حنیفہ نے زیادہ کیا ہے لیکن اُس پر جب کہا گیا کہ کیا آپ ان کے اس حصہ میں کلام کر سکتے ہیں (یعنی اس دعویٰ کو ثابت کر سکتے ہیں) تو امام احمد چُپ ہو گئے اور لیث بن سعد نے کہا کہ میں نے امام مالک کے ستر مسائل ایسے شمار کیے ہیں جنہیں انھوں نے صرف اپنی رائے کے ساتھ کہا ہے اور ان سب میں سنت رسول اللہؐ کی مخالفت کی ہے اور ہم علماء امت میں سے کسی کو ایسا نہیں پاتے کہ وہ پہلے رسول اللہؐ کی حدیث کو ثابت کرے پھر اُس کو رد کرے گریہ ساتھ حجت کے مثل دعویٰ نفع بالاجماع یا سند میں طعن کے اگر بغیر حجت کے کوئی اُس کو رد کرے تو عدالت تک اُسکی ساقط ہو جاتی ہے کجا یہ کہ وہ امام بکرؓ و عمارؓ کے اور فسق کا نام اُس پر لازم ہو جاتا ہے اور خدا اس سے معاف رکھے اور تحقیق اصحاب سے اصول شیعہ پر اجتہاد ساتھ ساتھ ان کے اور قول ساتھ قیاس کے باین طور دافع ہو ہے کہ ذکر اس کا طویل ہے اور اسی طرح تابعین سے

پس حاصل کلام یہ ہے کہ صرف امام ابو حنیفہ ہی تو ان لقیاس کے ساتھ مفرد نہیں ہوئے بلکہ اسی پر عام
نقما ہی اہمار کا عمل ہو انتہی پھر اسی کتاب کی فصل انتالیس میں خطیب بغدادی کے ان اقوال کی
نردید میں جو اسے اپنی تاریخ میں قادیان امام ابو حنیفہ سے نقل کیے ہیں لکھا ہے کہ تحقیق خطیب نے
نہیں ارادہ کیا ساتھ اس کے گزرج کرنا ان اقوال کا جو ایک مرد کے حق میں کئے گئے ہیں جیسے کہ
مورخین کی عادت ہو اور نہیں ارادہ کیا ساتھ اس کے امام ابو حنیفہ کے مرتبہ کھٹانے کا کیونکہ جیسے اسے
کلام قادیان کو کثرت سے بیان کر کے اس کے اثرات کو نقل کیا ہے پھر قادیان کے کلام کو ذکر کیا ہے
چنانچہ اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ جو اس قادیان کی ذکر کی ہیں وہ منکلفہ اور مجہول شخص سے خالی
نہیں اور اس طرح کی قادیان سے اجماع کسی عام مسلمان میں رخنہ اندازی جائز نہیں رکھ سکتا پس
کجا ایسے امام ائمہ المسلمین کے حق میں رخنہ اندازی جائز تصور کرے اور اگر فرض بھی کریں کہ خطیب
کی قادیان صحیح میں تاہم اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ اس بات سے خالی نہیں کہ قابل
قدح مذکور کا با تو اقران یا غیر اقران امام ابو حنیفہ سے ہے اگر وہ غیر اقران سے ہو تو وہ عقلمند اس
قول کا جو جسکو امام ابو حنیفہ کے دشمن نے کہا یا لکھا ہے اور اگر اقران سے ہے پس بعض اقران کا
قول بعض کے حق میں غیر مقبول ہے چنانچہ حافظ ذہبی و حافظ ابن حجر نے اسکی تصریح کی ہے اور کہا ہے
کہ یہ بات خصوصاً اس وقت میں ہے کہ جب ظاہر ہو دے کوئی عداوت یا بددلیلی حسد کیونکہ حسد ایسی بری
بلا ہے کہ اس سے سوا اس شخص کے جسکو خدا نے بچا یا کوئی محفوظ نہیں رہا اور ذہبی نے کہا کہ میں نہیں
جانتا کہ بجز اہل بدعتیوں کے زمانہ کے ایسا کوئی زمانہ ہوا ہو کہ اس کے اہل طعن سے سلامت رہے ہو
اور تاج سکی نے کہا کہ اسے مسترشد سمجھے لائق ہے کہ طریقہ ادب کا تمام ائمہ ااضیین کے ساتھ استعمال
کرے اور مت نظر کو طرف کلام بعض کے بعض کے حق میں گریہ کہ آدے ساتھ دلیل واضح کے پھر
اگر تاویل اور حسن ظن پر قادر ہو دے تو اسکو اعتبار کر دے نہ ان باتوں سے روگردانی کر جو اس کے
باہم گداری ہیں اور برسریر کہ پھر برسریر کہ ان باتوں کے سننے سے جو واقع ہوئی ہیں درمیان ابو حنیفہ
وسیفان ثوری یا مالک و ابن ابی ذئب یا نسائی و احمد بن صالح یا احمد و حارث بن اسد مجاہدی
کے اور اس طرح چلے آؤ زمانہ غریب عبد السلام مدنی بنی المصلح تک پس جب تو نے اس بات کا
شغل کیا تو بہت پردافع ہو کیونکہ لوگ ائمہ اعلام اور ان کے اقوال کے بارگاہ میں اکثر اوقات ہم آئے

اقوال کو نہیں سمجھتے پس ہمارے لیے بجز رضامندی اور سکوت کے جو اُنکے درمیان واقع ہوا اور کچھ مناسب نہیں جیسا کہ ہم اُن باتوں کے لیے سکوت مناسب سمجھتے ہیں جو صحابہ کے درمیان واقع ہوئی نافع الکلبی عن جوالہ بن عقیفہ صحیفہ مولفہ حافظ جلال الدین سیوطی لکھا ہے کہ عبدالغفر بن داد گئے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے باب میں کلام کر نیوالے دو طرح کے لوگ ہیں ایک وہ جو اُنکے حال سے نادان ہیں دوسرے وہ جو حاسد ہیں یعنی یا تو بسبب عدم معرفت مدارک امام کے یا بسبب حسد کے انہیں اعتراض کرتے ہیں انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ سلف و خلف نے امام ابو حنیفہ کے کثرت علم و دوع و عبادت و دست مبارک و استنباطات پر اجماع کیا ہے اور میں نے سیدی علی النجاشی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مدارک امام ابو حنیفہ کے بڑے باریک ہیں بجز ان کا پر ادیا اور اہل کشف کے کوئی اُسے دیکھ نہیں ہو سکتا پس اس قدر ادا سے معلوم ہوا کہ جس شخص مثلاً فخر الدین رازی نے جو امام ابو حنیفہ کے اقوال میں سے کسی قول پر اعتراض کیا ہے تو محض خفاء مدارک امام سے کیا ہے انتہی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات کی جلد ثانی کے مکتوب ۵۵ میں لکھا ہے کہ شال حضرت عیسیٰ کی شال امام اعظم کو فی رحمۃ اللہ علیہ کی ہر جنھون نے درع و تقویٰ و متابعت سنت نبوی کی برکت سے اجتہاد و استنباط میں ایسا درجہ عیلا حاصل کیا ہے کہ جسکے سمجھنے سے دوسرے لوگ عاجز ہیں اور اُنکے مجتہدات کو سبب و فت معانی کے کتاب و سنت کے مخالف جان کر اُنکو اصحاب راے میں سے گمان کرتے ہیں سو ہر ایک ایسی بات اُنکے علم اور درایت کی حقیقت کی طرف نہ پہنچے اور عدم اطلاع اُنکے فہم و فراست کے سبب سے ہر لیکن امام شافعی نے تھوڑا سا اُنکی نقابیت سے معلوم کیا جو کہا کہ تمام فقہاء میں ابو حنیفہ کے عیال میں اور اسی مناسبت سے جو امام ابو حنیفہ کو حضرت عیسیٰ سے ہر وہ بات بھی ممکن ہے جو حضرت محمد و احمد محمد پر سار نے فہول سے میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ جب آسمان سے نزول فرمادیئے تو امام ابو حنیفہ کے مذہب پر حکم اور عمل کر نیئے اور بغیر سابقہ تکلف و تعصب کے کہا جاتا ہے کہ کشف کی نظر میں مذہب حنفی کی نورانیت مثل دریا سے عظیم کے دکھائی دیتی ہے اور دیگر مذہب مثل چٹا من و جہاں کے معلوم ہوتے ہیں ناقص آدمی چند احادیث یاد کر کے اور احکام شرعیہ کو انہیں منہ

سمجھ کر جو معلوم نہیں اسکی نفی کرنے میں بقول سے ہرگز نہ کہی کہ درستی نہانست، زمین و آسمان او ہانست، ہزار افسوس اُنکے باریک تعصب اور نظر فاسد پر کہ بانی فقہ نو ابو حنیفہ ہی اور زمین حصص فقہ کے اُنکو مسلم رکھے گئے ہیں اور بانی ربیع میں تمام لوگ شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ وہ ہی اور بانی تمام لوگ اُسکے عیال میں انتہی۔

تفسیر کبیر کی جلد دوم میں آیتہ علم اذم الاسماء کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے حلف لکھا کہ اپنی عورت کو کہا کہ میں تجھ سے ہرگز کلام نہ کروں گا جب تک کہ تو مجھ سے بات نہ کرے گی اس پر عورت نے بھی حلف کھائی کہ اگر تو مجھ سے کلام کرے یا میں تجھ سے کلام کروں تو میرا نام مال قدہ ہے پس فقہا اس معاملہ میں ہرے جہان ہوئے اور سفیان ثوری نے فتویٰ دیا کہ جو شخص کلام کرے گا وہ حائش ہو جائیگا اسکے بعد اُس شخص نے امام ابو حنیفہ کی خدمت میں جا کر اس مسئلہ کو دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ تو اپنی عورت سے جاکر بات چیت کر تم میں سے کسی پر قسم دافع نہیں ہوتی اس پر شخص نے کہنے لگے سفیان ثوری کے پاس جا کر خبر دی کہ امام ابو حنیفہ نے جگہ اس طرح پر فتویٰ دیا ہے جسکے سننے ہی سفیان ثوری آگ بگولانے لگے اور حالت طیش میں امام ابو حنیفہ کے پاس دوڑے آئے اور فرمایا کہ کیا تم خروج کو مباح کرنے ہو امام نے کہا کہ یہ کیا بات ہے اس پر سفیان نے اُس شخص کو کہا کہ تو پھر مسئلہ مذکور بیان کر چنانچہ اُس نے پھر وہی تقریر کی اور امام نے بھی اُسکا وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا سفیان نے کہا کہ اس پر کون سی دلیل قائم ہوتی ہے امام نے فرمایا کہ جب عورت نے بعد حلف خاندہ کے اُسکے رد پر قسم کھائی تو وہ اس سے کلام کرنے والی ہو گئی اور اُسکی قسم ساقط ہو گئی پس اگر اب خاندہ اُس سے کوئی کلام کرے تو کوئی حث اس پر دافع نہیں ہوتی اور نہ عورت پر بڑنی ہے کیونکہ اُس نے خاندہ سے بعد اُسکی حلف کے گھٹو کر لی۔ یہ رد فرما کر سفیان نے کہا کہ اُکو بیشک علم سے ایسی ایسی باتیں کشف ہوتی ہیں جسے ہم سب نادانفت میں انتہی۔

میزان الشعرانی میں لکھا ہے کہ ابو یوسف کتنے ہیں کہ میں ایک دن جامع کو قہ میں امام ابو حنیفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ سفیان ثوری و مقاتل بن حیان و حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق وغیرہ فقہا اُنکے پاس آئے اور اُنسے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ دین کے معاملہ میں بہت قیاس کرتے ہیں اور ہم اس بات سے آپ کی نسبت دُرتے ہیں کیونکہ پہلے پہل ابلیس نے قیاس کیا تھا

اسپر امام نے منسے چاشت جمعہ سے لیکر ذوال آفتاب تک مناظرہ کیا اور اپنا مذہب اُس پر ظاہر کر کے فرمایا کہ میں پہلے قرآن پر عمل کرتا ہوں پھر حدیث پھر متفق علیہ فقہاء صحابہ پھر مختلف فیہ فقہاء صحابہ پر اسکے بعد قیاس کرتا ہوں پس یہ بات سنکر فقہائے موصوف اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ہاتھ اور گھٹنے چوم کر کہا کہ آپ سید العلماء ہیں ہم سے غلطی کی حالت میں جو اعتراض آپ کے حق میں واقع ہوا ہے اُسکو آپ بخشدین انتہی۔

خیرات الحسان میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت محمد بن حسن بن علیؑ سے امام ابو حنیفہ کی ملاقات ہوئی آپ نے امام کو فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ میرے جد امجد کی حدیث کی قیاس کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں امام نے کہا کہ معاذ اللہ یہ بات اسطرح برہنیں ہے اور آپ بیٹھ جائیں کہ آپ کی عزت مثل آپ کے جد امجد کے ہے اسپر آپ بیٹھ گئے اور امام نے آپ کے سامنے بڑے ادب سے روزانو بیٹھا کہ اگر مرد بہت ضعیف ہے یا عورت آپ نے فرمایا کہ عورت پھر پوچھا کہ ورثہ میں اُسکا کتنا حصہ ہے آپ نے فرمایا کہ مرد سے نصف ہے امام نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو اُسکے برعکس حکم دیتا۔ پھر پوچھا کہ نماز فاضل تر ہے یا روزہ آپ نے فرمایا کہ نماز امام نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو عورت پر نماز کی فضا کے وجہ کا حکم دیتا نہ روزہ کا۔ پھر پوچھا کہ بول بہت پلید ہے یا منیٰ آپ نے فرمایا کہ بول بہت پلید ہے امام نے کہا کہ اگر میں قیاس کرتا تو غسل کا بول سے حکم دیتا نہ منیٰ سے معاذ اللہ میں کون ہوں جو حدیث کی مخالفت کروں بلکہ میں تو خادم حدیث رسول مقبول ہوں اسوقت آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور امام کو بغل میں لے کر اُنکے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ میں نے آپکو ابتدا میں اسلئے ملامت کی تھی کہ آپ کے دشمنوں نے مجھکو ایسا ہی سنا یا تھا انتہی۔

مسند شیخ زبیری میں ابن کدامہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز دکن میں جرح کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے فلان مسئلہ میں خطا کی ہے وکیع نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کیونکر خطا کر سکتے تھے حالانکہ اُنکے پاس قیاس و اجتہاد میں امام ابو یوسف و امام محمد و امام زفر جیسے اور معرفت و حفظ و حدیث میں یحییٰ بن زکریا و حفص بن جاث اور حبان اور غدل علی کے ہوں تو ان بیٹوں جیسے اور لغت و عربیت میں قاسم بن معن یعنی ابن عبد الرحمن بن عبد اللہ

بن مسعود جیسے اور زید و دوع میں اود طائی و فضیل بن عیاض جیسے موجود تھے پس جسکے اصحاب و شاگرد اس قسم کے ہوں وہ ہرگز خطائین کر سکتا کیونکہ اگر وہ خطا کرے تو اسی وقت وہی لوگ تردید کر کے حق کی طرف اُسکو پھیر لائے ہیں پھر دیکھنے کے لیے کہ جو شخص امام کے حق میں اس طرح پر کتا ہو وہ چار پایہ بلکہ اُس سے بھی سخت گمراہ ہو اور جو یہ گمان کر لے کہ حق بات امام ابو حنیفہ کی مخالفت میں ہو پس اُسے نہایت اور مذہب نکالا اور میں اُسکے حق میں وہ شعر کتا جو حق فرزند نے جبر کے حق میں کتا تھا اولاد ابائی فحشا بمثلہم اذ اجمعنا یا جویر الحجامع انتہی۔

عقود الجواہر المصنوعہ میں لکھا ہے کہ حماد بن زید سے مروی ہے کہ یوب سخنیانی کے پاس آکر کسی نے امام ابو حنیفہ کا نقص بیان کیا پس آپ نے فرمایا یریدون ان یطفؤا نور اللہ باذواھم ویأجل اللہ الا ان یتمم لوسرہ انتہی

کمال پاشانے طبقات میں اور امام خوارزمی نے مسند میں لکھا ہے کہ ابن شریح نے جو اصحاب شافعیہ میں سے بڑے متقی تھے ایک مرتبہ ایک جاہل کو امام ابو حنیفہ کے حق میں کچھ طعن کرنے سنکر فرمایا کہ اوجاہل تو اُس امام کے حق میں طعن کرتا ہے جسکے لیے تمام امت نے بن بیع علم مسلم کیا ہے اور وہ ایک ربیع علم بھی اُسکے لیے تسلیم نہیں کرتے اُسے کہا کہ یہ بات کیونکر ہو ابن شریح نے فرمایا کہ علم سوال و جواب ہے اور وہ اُن اشخاص میں سے جنہوں نے سوال بنائے ہیں اول میں پس نصف علم تو انکو اس طرح برہوا پھر اُن اسوہ کے خود ہی جواب دیے جنہیں بعض نے صواب پر اور بعض نے خطا پر کہا پس جو وقت ہم اُنکے صواب کو خطا سے مقابل کرتے ہیں تو اوہ نصف علم بھی اُنکے لیے پائے ہیں پس تین ربیع آپ کو مسلم ہوے اور باقی ایک ربیع رہا جنہیں وہ بھی دعویٰ کرتے ہیں اور اُنکے مخالف بھی مدعی ہیں اور آپ وہ بھی اُنکو تسلیم و تقویض کرنا نہیں چاہتے ہیں انتہی۔

شیخ عبدالحی نے شرح منہج السعادت میں لکھا ہے کہ امام اعظم سبب غایت امتیاز اور کثرت فضل و کمال کے محسوس و مغبوط عالم تھے متاخرین شافعیہ کو کیا کہیے بلکہ بعض فقہاء میں کو بھی اُس جناب سے ایک طرح کا حسد تھا حقیقت میں جو فاضل متواضع و محسود متواضع شافعیوں کا

تو یہ حال ہے لیکن اُنکے امام شافعی کو دیکھو کہ وہ کس قدر امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کی تعریف کرنے میں انتہی۔

مسند خوارزمی میں لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن مبارک نے امام ابو حنیفہ کے حاسدوں اُنکے حق میں طعن کرتے سنا تو آپ نے اسوقت یہ قطعہ تصنیف فرمایا **مسند الفقہاء** **لم یثاوا استغیہ** **بما لفقہاء** **اعلاء لہم خصوصاً** **نصر لہم الحسناء** **فلن لو جہا** **مسند** **ابن** **اذلوم** **بجی بن معین** **جو ائمہ حدیث ہیں جب کسی کو امام ابو حنیفہ کے حق میں نکتہ چینی کرنے دیکھے** **تو آپ عبداللہ بن مبارک کے قطعہ مذکورہ بالا کو مثیلاً پڑھا کرتے انتہی۔** پھر اُسی مسند میں لکھا ہے کہ بعض اُن اعتراضوں سے جو خطیب وغیرہ نے امام ابو حنیفہ پر کیے ہیں ایک یہ ہے کہ وہ حدیث پر عمل نہیں کرتے بلکہ رائے کے پیرو ہیں تو یہ قول اُس شخص کا ہے جو فقہ سے کچھ بھی نہیں جانتا اور نہ جو فقہ سے کچھ بھی خوشبو سونگھ سکتا ہے اور جو نصف ہے وہ اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ امام ابو حنیفہ اعلم الناس اور بڑے احادیث کے ہیں اور ہمارے اس بڑا برترین وجہ شاہد و ناظر ہیں۔ اول یہ کہ امام ابو حنیفہ بر خلافت امام شافعی کے احادیث ہمما یسل کو بھی حجت جان کر قیاس پر مقدم سمجھتے ہیں۔ دوم قیاس چار قسم ہے ایک قیاس موثر اور وہ ہے جو درمیان اصل و فرع کے معنی مشترک موثر ہو۔ دوسرا قیاس مناسب اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے ظاہری مشابہت احکام شرعیہ میں ہو۔ چوتھا قیاس طرد اور وہ یہ کہ درمیان اصل و فرع کے معنی مطرد ہو۔ پس امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کہنے ہیں کہ قیاس شبہ اور حالہ باطل ہے اور قیاس طرد میں آپ کے اصحاب کو اختلاف ہے بعض نے اس سے انکار کیا ہے اور ابو زید کبیر نے کہا ہے کہ صرف قیاس موثر ہی حجت ہے اور باقی تین قسم حجت نہیں اور امام شافعی کہتے ہیں کہ چاروں قسم قیاس کی حجت ہیں اور بہت جگہ اُنھوں نے قیاس شبہ کو استعمال کیا ہے پس بڑے تعجب کی بات ہے کہ باوجود اس بات کے خطیب اور اُسکے امثال کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ احادیث کو چھوڑ کر قیاس استعمال کرتے ہیں سو یہ غلبہ ہوا اور قلت و قوت فقہ پر دال ہے لیکن جو شخص امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کے ملحد کو پہچانتا ہے وہ خطیب کے قول کے

سلف جاری و اصحابہ سے جدا اسلئے ہی بطور کفر سے ملے ہیں چنانچہ تفسیر طحاوی ص ۱۲۱ پر

بطان کو بخوبی جانتا ہی اور بیان اس کا من حیث التفصیل سطح پر ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک نماز میں قنوتہ ناقض وضو ہے اس حدیث کی رو سے کہ ایک اندھا کٹھن مین گر پڑا تھا اس پر بعض لوگ جو نماز پڑھ رہے تھے ہنس پڑے حضرت نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے ہنسا ہو وہ وضو اور نماز کا اعادہ کرے۔ حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن امام ابو حنیفہ نے اس حدیث سے قیاس غیر حالت صلوٰۃ کے قنوتہ کو چھوڑ دیا اور امام شافعی نے صرف قیاس پر عمل کیا اور اس حدیث کو چھوڑ دیا۔ امام ابو حنیفہ موجب حدیث ابن مسعود کے نبینذکر سے وضو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ضعیف ہے مگر اُسکی رو سے تمام اشربہ پر قیاس کرنے کو ترک کرتے ہیں اور امام شافعی نے صرف قیاس پر عمل کر کے حدیث مذکور کو چھوڑ دیا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہ احادیث ضعیفہ کو بھی قیاس پر مقدم جانتے ہیں لیکن خطیب وغیرہ نے جب دیکھا کہ امام ابو حنیفہ نے ان بعض احادیث پر عمل نہیں کیا جبکہ امام شافعی نے اخذ کیا تھا تو انکو یہ غلط فہمی ہوئی کہ امام ابو حنیفہ نے ان احادیث کو قیاس کے ساتھ ترک کیا ہے حالانکہ یہ نہیں جانتے کہ امام ابو حنیفہ نے انکو دوسری اصح احادیث کے سبب سے چھوڑا ہی انتہی ملخصاً۔

اسکے بعد امام غزالی نے بطور نمونہ کے ۳۱۔ سے زیادہ ایسی احادیث بیان کی ہیں جو اکثر صحیح بخاری و مسلم کی ہیں خیر امام اعظم نے عمل کیا ہے اور امام شافعی نے اُن سے ادنیٰ درجہ کی احادیث پر عمل کیا ہے چنانچہ اسی لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ فیوض الحرمین میں لکھا ہے کہ مجھ کو رسول خدا نے معلوم کرایا کہ تحقیق مذہب حنفی میں ایسا طریقہ پسندیدہ ہے جو نسبت دیگر مذاہب کے اُس سنت معروضہ سے جو بخاری اور اُنکے اصحاب کے زمانے میں جمع اور بچتے ہوئے موافق تر ہے انتہی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ امام شافعی کا مذہب موافق حدیث کے ہے اور اُنکے مذہب میں حدیث کی پیروی زیادہ ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کا مدار اسے اور اجتہاد پر ہے سو یہ کلام محض غلط اور صریح نادانی ہے کیونکہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ کا جانتا اور یاد رکھنا اجتہاد میں شرط ہے اور بغیر اُنکے اجتہاد درست نہیں پس جس صورت میں امام ابو حنیفہ کا اجتہاد تمام مجتہدین کے

معاذ کو فرمایا وہ اهل یکتب الناس فی النار علی وجوہہم الا حصیثۃ المستہم بالکل
 غافل ہو اور تحقیق روایت کی ہے امام ابو جعفر شیرازی نے ساتھ سند متصل کے امام ابو حنیفہ سے کہ وہ
 فرمانے تھے کہ خدا کی قسم اُس شخص نے جھوٹ بولا اور میرا نرا کہا ہے جس نے یہ کہا ہے کہ ہم قیاس کو
 نص پر مقدم کرنے میں حالانکہ بعد نص کے قیاس کی کچھ حاجت نہیں رہی اور کہنے تھے کہ ہم
 قیاس اسی وقت کرتے ہیں کہ جب اُسکی سخت ضرورت ہوتی ہو اور یہ بات اسطرح ہو کہ پہلے
 ہم مسئلہ کی دلیل میں قرآن و حدیث اور افسیہ صحابہ کو دیکھتے ہیں پس جب ہم کوئی دلیل نہیں پاتے
 تو اسوقت ہم مسکوت عنہ کو منطوق پر قیاس کرتے ہیں جبکہ ابن دونون میں ایک ہی علت جامع
 ہو اور دوسری روایت میں اسطرح ہے کہ ہم پہلے کتاب اللہ پھر احادیث رسول اللہ پھر اس افسیہ صحابہ
 اخذ کرتے اور عمل کرتے ہیں پھر صحابہ نے اتفاق کیا ہے اور اگر اختلاف کیا ہے تو ہم ایک حکم کو دوسرے
 حکم پر ساتھ علت جامع کے جو درمیان دو مشکلوں کے ہے قیاس کرنے میں یا شک کے معنی واضح ہو جائے
 ہیں اور ایک روایت میں اسطرح ہے کہ ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں پھر سنت رسول اللہ پھر احادیث
 ابی بکر و عمر و عثمان و علیؓ برہ اور ایک روایت میں اسطرح ہے کہ ہم پہلے قیاس کرتے ہیں پھر ابی بکر و عمر و عثمان و علیؓ
 آوے وہ ہمارے سرانگھوں پر ہے میرے مان باپ قربان ہوں اور نہیں ہے ہمارے بے اُس سے
 مخالفت اور جو صحابہ سے آوے اُس میں سے ہم ایک قول کو اختیار کرتے ہیں اور جو غیر صحابہ سے آوے
 پس وہ بھی آدمی میں اور ہم بھی آدمی ہیں۔ ایک دفعہ خلیفہ ابو جعفر منصور نے امام ابو حنیفہ کی طرف
 لکھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حدیث پر قیاس کو مقدم کرنے میں آپ نے جواب میں لکھا کہ اگر
 ابراہیم بن ابی اسطرح پر نہیں ہے بلکہ ہم پہلے کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں پھر سنت رسول اللہ پھر
 افسیہ ابی بکر و عمر و عثمان و علیؓ پھر افسیہ نقیہ صحابہ پر پھر اُسکے بعد جب وہ اختلاف کریں تو ہم قیاس
 کرتے ہیں اور دینی امور میں کسی کے لیے کوئی رعایت نہیں ہے انتہی۔

پھر اسی کتاب میں لکھا ہے لیکن ائمہ اربعہ سے جو اسے کی ذم میں منقول ہو ہے ان میں امام
 اعظم ابو حنیفہ ہر ایک اسے مخالفت خاصہ شریعت کے نیرہ میں اول میں برخلاف اس بات کے
 جو بعض متعصبین نے انکی طرف مسوب کی ہے اور جب قیامت کو سامنا کرے گا تو انکو امام کی طرف
 سے بڑی نصیحت حاصل ہوگی پس جس شخص کے دل میں کچھ نور ہو وہ کسی امام کو

برائی کے ساتھ ذکر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ ائمہ آسمان کے ستاروں کی طرح اہل ارض کے ہین جو ستاروں سے بجز آنکے خیال کے اور کچھ نہیں پہچان سکتے اور شیخ محمد بن نے فتوحات مکہ میں امام ابو حنیفہ سے مسئلہ متصل روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ تم دین خدا میں قول بالراے سے پرہیز کرو اور اس راے کو لازم پکڑو جو سنت رسول اللہ کا تابع ہو اور جو خارج ہو اس سے وہ گمراہ ہوا۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص میری دلیل کو نہ پہچانے اسکو میرے کلام کے ساتھ فتویٰ دینا حرام ہے اور امام موصوف جو وقت کوئی فیسی دیتے تھے تو کہتے تھے کہ یہ ابو حنیفہ کی راے ہے جو اپنی دانست میں اچھا مقرر کیا گیا ہے لیکن جو شخص اس سے حسن لائے پس ضوابط کے ساتھ اولیٰ ہے اور کہتے تھے کہ مردن کی آرا سے پرہیز کرو۔ ایک دفعہ ایک شخص کوفہ کا آپ کے پاس آیا اسوقت آپ کے پاس لوگ حدیث پڑھ رہے تھے اس شخص نے کہا کہ ہمنے ان احادیث کو جھوٹ دیا ہے اس پر امام نے اسکو سخت زجر دینیہ کر کے فرمایا کہ اگر احادیث نہ ہوتی تو ہم میں سے کوئی شخص قرآن نہ سمجھ سکتا پھر کہا کہ ہندو کے گوشت کے حق میں تو کیا کہنا ہے اور میرے پاس قرآن سے کون سی دلیل ہے اس پر وہ شخص ساکت ہو گیا اور امام سے کہا کہ آپ اس کے حق میں کیا کہتے ہیں امام نے کہا کہ وہ چلنے والے چار پاؤں میں سے نہیں ہے۔ بیان دیکھنا چاہیے کہ امام حدیث کی روگردانی سے اس شخص کو کیسی زجر و ملامت کی پس اس صورت میں کسی کو کیونکر لائق ہے کہ امام کو خدا کے دین میں اس قول بالراے کی طرف منسوب کرے جسکی نہ ظاہر کتاب سنت شہادت دے سکے اور امام ابو حنیفہ فرماتے تھے کہ اپنے اوپر آثارِ سلف کے لازم پکڑو اور آراے رجال سے بچو اگرچہ انکو کسی قول کے ساتھ آراستہ کریں کیونکہ امر حق و نفع ظاہر ہونے کے ظاہر ہو جائیگا اور ہم صراطِ مستقیم پر ہو اور فرماتے تھے کہ تم بدعت اور مبتدع سے بچو اور اپنے اوپر امرِ دلِ عقیق کو لازم پکڑو ایک دفعہ ایک شخص کوفہ میں کتاب دینال پنیئر کی رہا اس سے امام موصوف ایسے خفا ہوئے کہ قریب تھا کہ اسکو قتل کر دیتے اور اس سے کہا کہ کیا سو قرآن اور حدیث کے بھی کوئی اور کتاب ہے۔ ایک دفعہ امام سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس خیر میں لوگوں نے عرض جو ہر جسم میں کلام سے نو پیدا کیا ہے کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایسی باتیں فلسفہ کی ہیں پس تمہیں چاہیے کہ آثار اور طریقہ سلف کو لازم پکڑو اور ہر ایک نوید اسے بچو کیونکہ وہ

رعت ہے۔ ایک دفعہ آپ کو کہا گیا کہ لوگوں نے حدیث کا عمل تو چھوڑ دیا ہے اور اُسکے سماع پر متوجہ ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اُن کا نفس حدیث کو سماعت کرنا گویا اسپر عمل ہی کرنا ہے اور کہنے کے لوگ ہمیشہ ہتیری مین ہیں جب تک کہ انہیں کوئی ایسا شخص ہے جو حدیث کو طلب کرتا ہے اور جب انھوں نے علم کو بغیر حدیث کے طلب کیا تو تباہ ہو گئے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ خدا عمر بن عبد کو نقل کرے جس نے لوگوں کے لیے کلام میں لایینی دروازہ خوض کا کھول دیا اور یہ بھی فرماتے تھے کہ کسی کو لائق نہیں کہ کوئی قول کہے مگر جبکہ جانتا ہے کہ رسول اللہ کی شریعت اُسکو قبول کرتی ہے اور آپ کا دستور تھا کہ جس مسئلہ میں کوئی صراحت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے نہ پائی جاتی تھی تو علما کو جمع کر کے اُس قول پر عمل کرنے کے سبب کا اتفاق ہو لیا اور ایسا ہی جب کسی حکم کا استنباط کرتے تو کارروائی کرتے اور جب تک اپنے ہم عصر کے علما کو جمع نہ کرتے اس حکم کو قلمبند نہ کرتے اور جب وہ راضی ہوتے تو امام ابو یوسف کو اس مسئلہ کے لکھنے کا حکم دیتے۔ پس جو شخص کہ اتباع سنت رسول اللہ میں اس قدم پر موافق نہ ہو اُسکو عمل بالراے کے بطرف فسوب کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے انتہی۔ پھر اسی میزان میں لکھا ہے کہ پھر اگر یہ فرض کر لیا جاوے کہ حدیث احاد کے ہونے بھی امام ابو حنیفہ سے قیاس وافع ہوا ہے تو بھی اُنکے حق میں کچھ قایح نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک جماعت علمائے کہا ہے کہ قیاس صحیح اصول صحیحہ پر بہت قوی ہے حدیث احاد صحیح سے پس کیونکر حدیث احاد ضعیفہ سے قوی ہوگا انتہی۔

عقود جو اہر المنیفہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مجھ کو ارا رجاء سے ضعیف حدیث بہت پیاری ہے انتہی۔

شیخ عبد الحی نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو جسد رتا بعد اسی اور پیر دی احادیث اور اقوال صحابہ کی تھی اور کسی کو نہ تھی اور امام ابو حنیفہ کے سب اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ حدیث ہر چند ضعیف ہو مگر قیاس و اجتہاد پر مقدم ہے اور امام کا یہ دستور تھا کہ حتی الامکان حدیث کو ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے اور ضرورت کے وقت جب کوئی حدیث کسی قسم کی نہ ملتی تھی تو ناچار قیاس پر عمل کرتے تھے حالانکہ امام شافعی بہت سے اقسام حدیث پر قیاس کو ترجیح دیتے ہیں پھر امام ابو حنیفہ اقسام قیاس سے بھی بجز قیاس میں شریعت

عمل نہیں کرتے اور قیاس تناسب و قیاس ثبہ و قیاس طرح سبب کے نزدیک مردک وغیر معمول میں اور چند مقام پر قیاس کو سبب ضعیف احادیث کے چھوڑ دیا ہو اور امام شافعی نے قیاس پر عمل کیا ہو اور امام ابو حنیفہ صحابی کی تقلید کو جس بات میں صحابی نے اپنے اجتہاد سے کہا ہو واجب جاننے میں اور امام شافعی کہتے ہیں کہ ہم اور صحابی برابر ہیں وہ بھی مجتہد تھے ہم بھی مجتہد ہیں مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید کرنی جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہو کہ مجھ کو ان لوگوں سے بُرا تعجب ہو جو کہتے ہیں کہ میں اپنی راے سے فتویٰ دیتا ہوں حالانکہ میں بجز اس بات کے جو ماثور و مردی ہو ہرگز فتویٰ نہیں دیتا اور امام محبت عبد اللہ بن مبارک نے امام اعظم سے روایت کی ہو کہ انھوں نے کہا کہ جو کچھ حدیث میں آیا اسکو ہم بسر و چشم قبول کرتے ہیں اور جو کچھ صحابہ سے مروی ہو اسکو بھی ہم پسند کرتے ہیں اور اس سے باہر نہیں ہوتے لیکن جو کچھ تابعین سے منقول ہو تو اُسمیں وہ ادھم برابر ہیں ہم بھی تحقیق کر کے حق کو تلاش کرینگے انتہی۔

تفسیر منطری میں زیر آیہ دلائل بضعنا بعضنا اے بابا من حون اللہ کے لکھا ہو کہ منہی نے مدخل میں بسند صحیح عبد اللہ بن مبارک سے روایت کی کہ میں نے امام ابو حنیفہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ حیووت آئے بغیر خدا سے تو وہ سرائی گھون پر بھرا در حیووت صحابہ سے ہو تو اُسمیں سے قول شبہ بالصواب کو ہم اختیار کرتے ہیں اور حیووت تابعین سے آئے تو اُسکی فراحت کرتے ہیں یعنی اُسمیں کلام کرتے ہیں اور قیاس کو دخل دیتے ہیں اور روضۃ العلماء سے مذکور ہو کہ فرمایا امام ابو حنیفہ نے کہ ترک کرو میرا قول ساتھ حدیث رسول اللہ کے اور فرمایا کہ جب صحیح ہو جاوے حدیث تو دہی میل نہ سب ہو انتہی۔

شیخ عبد الوہاب شعرائی میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ میں نے جب کتاب اولہ المذہب تالیف کی تو میں نے امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کے اقوال کا تتبع کیا پس میں نے اُنکے اور اُنکے اصحاب کے کسی قول کو نہ پایا مگر یہ کہ وہ فرد کسی آیت یا حدیث یا اثر یا مضموم لہ یا حدیث ضعیف کثیر طریق یا قیاس صحیح اہل صحیح پرستندہ تھا پس جو شخص اس بات پر واقف ہوتا چاہے اسکو میری کتاب مذکور کا مطالعہ کرنا چاہیے انتہی۔ اسی میسدا ان میں

یہ بھی لکھا ہو کہ اگر مالکی دشمنی انصاف کو کام فرمائیں تو انہیں سے کوئی امام ابو حنیفہ کے کسی قول کو ضعیف بنانے کی مبادرت نہ کرے جبکہ انھوں نے اپنے اپنے امام کو امام ابو حنیفہ کی طرح کرتے سنایا یہ روایت معلوم کیا ہی تھی۔ وہ جو اسی میزان میں لکھا ہو کہ ہمارا اور ہر ایک نصف شخص کا امام ابو حنیفہ کے حق میں بفریہ اس چیز کے جواب بھی تھے اُن سے اسے کی مذمت و بیزاری اور نص کو قیاس پر مقدم کرنے میں روایت کیا ہی یہ ہو کہ اگر وہ اس وقت تک زندہ رہتے کہ جبکہ حفاظ احادیث نے سفردار اختیار کر کے احادیث کے جمع کرنے میں مشقت اٹھائی ہوا وہ آپ اُنکی احادیث مجتمہ پر واقف ہو جاتے تو یقین نہا کہ ضرور آپ اُن احادیث سے اخذ کرتے اور تمام قیاس کو جو پہلے کیا ہوا اٹھا چھوڑ دینے اور قیاس اُنکے مذہب میں ٹھوڑا ہی جیسا کہ بہ نسبت اُنکے غیر مذہب میں ٹھوڑا ہی الخ محد و محسوس ہے۔ اول یہ کہ امام ائمہ حدیث عبد اللہ بن مبارک کا یہ قول جو حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ ”حدیث تو معروف ہو گئی اب اگر قیاس کی حاجت ہو تو قیاس مالک و سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کا ہے اور ابو حنیفہ قیاس میں اُنسے احسن اور رسائی میں ادق اور ممنون سے انفع ہیں“ صاف اس بات پر دال ہے کہ اُنکے وقت میں کل احادیث مشہور ہو گئی تھیں اور ایسی کوئی حدیث نہ تھی جو اُنسے یا اُنکے معاصرین سے خفیہ رہی ہو اور صحیح ترمذی اُس شخص کی ہے جو خیال کرنا ہو کہ مثلاً فلان حدیث امام ابو حنیفہ یا مالک یا شافعی یا احمد بن حنبل کو معاذ اللہ نہیں پہونچی اور اگر وہ صریحاً اکیلے اس امر اہم کے متصدی ہوتے تو شاید انہیں سے کسی کے حق میں ایسا خیال کیا بھی جا سکتا لیکن جب اُنکے ساتھ بہت سے اصحاب و تلامذہ و اعدا و انصار تھے خصوصاً امام ابو حنیفہ کے جتنے ہمراہ ایک ہزار شاگرد تھے ان میں سے چالیس تو مجتہد ہی تھے تو اس بات کا کتنا کہ انکو فلان حدیث نہیں ملی بالکل بے معنی ہے۔

تفسیر مظہری میں آیت ولا یخذ بعضنا بعضاً ارباباً من حدود اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس بات کا کوئی احتمال نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی حدیث ائمہ اربعہ اور اُنکے تلامذہ علما سے کہار سے پوشیدہ رہی ہو پس اُنکا کسی حدیث کو منسوخ یا مادل ہونے پر دلیل ہے۔ انتہی۔

دوم در اسات البیاب اور خود انحاء البیابین لکھا ہے کہ بعض کہہ رہے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے اتباع کا خلافت امام ابو حنیفہ کے ساتھ اس خلافت سے زیادہ ہے جو امام شافعی کو امام ابو حنیفہ سے ہے اور جب یہ حکم امام شافعی کی نسبت باوجود کثرت خلافت امام ابو حنیفہ کے ہے اور امام ابو حنیفہ کا حکم امام مالک و امام احمد کی نسبت بسبب قلت خلافت کے اظہر ہے یہاں تک کہ امام احمد کا خلافت امام ابو حنیفہ کے ساتھ فقط میں مسائل میں ہے اور اس سے زیادہ نہیں انتہی۔ اس ظاہر ہے کہ اگر بسبب عدم تدوین علم حدیث کے کیا بی حدیث کی وجہ سے امام ابو حنیفہ کے مذہب میں قیاس کا زیادہ دخل ہوا ہوتا تو عالم فطرت و کثرت اختلاف کا اس کے برعکس ہوتا یعنی اتباع امام ابو حنیفہ کا اختلاف امام کے ساتھ بہت کم اور امام مالک کے ساتھ ایسے کچھ زیادہ اور امام شافعی کے ساتھ اس سے زیادہ اور امام احمد کے ساتھ بہت ہی زیادہ کیونکہ امام احمد کا مذہب تمامہ ظاہر حدیث کے مطابق ہے چنانچہ اسی لیے بعض علماء دین نے انکو صرف طبقہ محدثین میں داخل کیا ہے اور فقہا میں شمار نہیں کیا پس جتنا خفی مذہب حنبلی مذہب سے مطابق ہے اس قدر کوئی نہیں۔

سوم جب خفی مذہب کی ان کتابوں کو دیکھا جاتا ہے جن میں مسائل فرعیہ کا اذہان کیا گیا ہے مثلاً فتح القدیر ابن ہمام اور عینی شرح بدایہ اور سننی شرح مختصر دقاہ اور دوسرا ابن حجرین اور اسکی شرح وغیرہ تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں پایا جانا جو مستند بات یا حدیث صحیح یا حسن یا اشر یا مفہوم اشر یا حدیث ضعیف کثیر طریق نہوا اور قیاس اسی جگہ عمل میں آیا ہے کہ جہاں استدلال متذکرہ بالا میں سے براہہ کوئی موجود نہیں چنانچہ شیخ عبدالحی محدث دہلوی نے زاد المتقین میں اپنے شیخ عبد الوہاب متقی سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ان خفی کتب میں جو دلائل مادیہ و النہر اور ہندوستان میں مشہور ہیں اکثر احکام کا اثبات قیاس اور دلائل عقلیہ سے کیا گیا ہے لیکن جو کتابیں مصر و شام میں تصنیف ہوئی ہیں انہیں ہر ایک قول خفی پر حدیث صحیح کو وارد کر کے اسکا اثبات کیا گیا ہے بعض علماء خفیہ نے اس بات کا انصرام کیا ہے کہ ہر ایک مطلب پر بات اور حدیث کو معالانے ہیں یہاں تک کہ اس بات کے کہنے کا موقع ملتا ہے کہ شافعی ہی اصحاب اسے میں سے ہیں نہ خفی انتہی

حادثی نفع میں لکھا ہے کہ نوح نے ابن حرج سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابو نعمان ابو حنیفہ ہر ایک مسئلہ جو آپ نے کہا ہے اسکی نسبت حدیث باسناد صحیح میرے پاس موجود ہے آپ کو خدا اسے تعالیٰ نے امت محمدیہ پر سبب رحمت کے پیدا کیا ہے۔ دیکھ اور علی بن المدنی کہتے تھے کہ اگر ہم چاہیں تو ہر ایک مسئلہ پر جو امام ابو حنیفہ نے کہا ہے حدیث نکال سکتے ہیں انتہی شاہ صاحب میزان کے ایسا خیال کر لیں گی وجہ وہی ہوگی جو شیخ عبدالحی نے شرح سفر السعاد میں لکھی ہے کہ حقیقت میں مذہب حنفی جامع دلیل عقلی و نقلی ہے اور اکثر اوقات امام ابو حنیفہ کی عادت تھی کہ اپنے مذہب کے بیان میں صرف دلیل عقلی بیان فرماتے کیونکہ اکثر آدمی اس بات کے نوکر ہیں کہ نقلی بات کو عقلی دلیل سے بھینٹ دیتے ہیں اور کوئی امر نقلی جب تک انکی عقل کے مطابق نہ ہو تو اس پر اچھی طرح اعتقاد نہیں لاتے اسلئے امام موصوف بھی لوگوں کی نسلی کے لیے اکثر مسائل کو عقلی دلائل سے ثابت کرنے تھے ورنہ واقع میں انکی دلیل تو قرآن و حدیث و قول صحابہ سے ہوتی تھی اور یہ کب ہو سکتا تھا کہ بغیر رجوع قرآن و حدیث و اجماع کے قیاس کے ساتھ منسک کرنے حالانکہ مجتہد پر واجب ہے کہ کسی مسئلہ کا حکم قرآن و حدیث و اجماع میں پایا جاوے تب تک اسکو قیاس کی طرف رجوع کرنا درست نہیں ہے اور جب ان تینوں میں سے کسی ایک میں بھی نہ ملے تو پھر بالضرور قیاس سے حکم کرے اور دوسری یہ بات ہے کہ امام کی عقلی دلیل حقیقت میں واسطے ترجیح دینے بعض حدیث کے بعض پر بھی یعنی جب دو حدیث میں اختلاف ہوتا تھا اور ایک کی ترجیح دوسری پر کسی طرح نہ ہو سکتی تھی تو تب امام موصوف جس حدیث کو دلیل عقلی کے ساتھ موافق پاتے اسکو غلبہ دیتے تھے اور ضرور جو حدیث قیاس کے موافق ہو وہ ارجح ہوتی ہے جیسا کہ اصول نفع میں قرار پایا ہے اور یہ نہ تھا کہ حدیث کے مقابل میں قیاس پر عمل کرتے انتہی ملخصاً۔

وہ جو اخاف اللہ میں لکھا ہے کہ اہل حدیث کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی بضاعت حدیث میں کھوٹی ہے چنانچہ نسائی نے کتاب الضعفاء میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ حدیث میں قوی نہیں ہیں اور امام بخاری نے کتاب الضعفاء میں لکھا ہے کہ نعمان بن ثابت

کوئی روایت کی اُن سے عباد بن عوام اور ابن مبارک اور یثیم اور دکیع اور مسلم بن خالد اور ابو معاویہ اور مقرئ نے اور وہ مرجیہ تھے لوگ اُنکی رائے اور اُنکی حدیث سے ساکت ہوئے بالکل تھکے بلکہ سراسر حاسدانہ ہر چونکہ اس کا جواب عمدہ المتقین ابن ہمام اور زبیدۃ المحدثین یعنی شراح صحیح بخاری اور مولانا شاہ ولی اللہ اور صاحب درانہ اللیب وغیرہم نے اپنی اپنی جگہ بشرح دسٹ لکھ دیا ہر ایسے میں یہاں صحت آنا کتنا ہون کہ نسائی کی جرح تو بہم غیر مفسر ہر ایسے وہ مقبول نہیں باقی رہا امام بخاری کا قول کہ وہ مرجیہ تھے بالکل ساقط عن الاعتبار ہر کیونکہ خفیہ کا عقیدہ مرجیہ کے بالکل برخلاف ہر بلکہ وہ فرقہ مرجیہ کو ناری جانکر مرجیہ کے پیچھے نماز تک ناجائز سمجھتے ہیں پس اگر امام ابو حنیفہ اُنکے اصحاب کا ذرا بھی رجاء کی طرف میلان ہوتا تو خفیون کا عقیدہ مرجیہ کے کبھی اس بار خلاف نہوتا اس لیے امام موصوف کو ار جارا کی نسبت دینا محض ایک نہمت اور دروغ گویم بر دوسے نو کا سا معاملہ ہر اور یہ قول سکتو اغن راہ و عن حدیثہ بالکل خلاف واقع ہر چنانچہ جملہ ثانیہ کی تکذیب تو خود معترض کے ہی اس بیان سے ثابت ہوتی ہر کہ عباد بن عوام اور ابن مبارک و یثیم و دکیع و مسلم بن خالد و ابو معاویہ اور مقرئ (یعنی عبد اللہ بن مقرئ جو بخاری کے مشائخ کبار میں سے ہیں) نے ابو حنیفہ سے روایت کی پس جس صورت میں استفادہ جہان دیدہ محدثین اہل ثقات کا امام ابو حنیفہ سے روایت کرنا اپنی زبان سے تسلیم کیا جائے تو پھر اپنی ہی زبان سے کہنا کہ لوگ اُنکی حدیث سے ساکت ہوئے عجب دلیری بلکہ خلاف بیانی ہر خصوصاً ایسے شخص کی طرف سے کہ جسکی کتاب اصح الکتاب بعد کتاب اللہ تصور کیجائے ایسی بات کا سرزد ہونا ان ذہن شریعہ عجب کا قول کو یاد دلاتا ہر۔ اور جملہ اول یعنی سکتو اغن راہ تو صریح البطلان ہر کیونکہ جسکو ذرا بھی شعور ہر اسکو بخوبی معلوم ہر کہ بحسب ماذکرنا کے بڑے بڑے ائمہ مجتہدین و محدثین و اولیائے کبار نے امام ابو حنیفہ کی رائے و قیاس تسلیم کیا اور اُس پر کار بند ہوئے اور آپ کے مذہب کے لوگ بحسب تواریخ ہر ایک مانے میں ایک نسبت دیگر مذہب کے دو چند نہ چند رہے ہیں یہاں تک کہ بعض ملکوں میں بجز آپ کے مذہب کے دوسرا مذہب کوئی جانتا ہی نہیں پس میں نہیں جانتا کہ جو لوگ امام ابو حنیفہ کی رائے

و حدیث سے ساکت ہوئے ہیں وہ بہ نسبت آخذین کے کیا تعدا در کہتے ہیں اگر غور سے دیکھا جاوے تو انکی استعداد بھی حیثیت نہیں جو قطرہ کو سمندر سے ہر اور بڑے تعجب کی بات ہر کہ جب امام بخاری نے دیکھا کہ امام اعظم کے دیر و انفاذ کثرت علم و عبادت و زہد پر سلف و خلف نے اجماع کیا ہر اور انہیں فضل انکی سے کوئی بات مثل فسق و زنا و فساد و سوء حفظ و قلت ضبط اور نکارت کی ایسی نہیں جو موجب عدم قبولیت انکی روایت اور اسے کے ہوسکے تو یہ بہتان ماندہ دیا کہ وہ مرجی تھے حالانکہ اکثر محدثین کے نزدیک ارجاء و مانع قبولیت حدیث نہیں ہر خصوصاً جبکہ دعویٰ اُسکا نہ کیا جائے بلکہ محض انکار ہو چنانچہ اصحاب صحاح ستہ نے اہل بدعت مثل مرجیہ و جہمیہ و شیعہ سے برابر روایت کی ہر بلکہ خود امام بخاری نے اپنی صحیح میں جسکی نسبت انکا دعویٰ ہر کہ میں اس کتاب میں ایسی کوئی حدیث نہیں لایا جو صحیح نہ ہو اہل بدعت سے روایت کی ہر چنانچہ ابوسعید عباد بن یعقوب السرداجنی کو فی متوفی شہدۃ ہجری سے روایت کی ہر جو را فضی تھا جسکی نسبت ابن جان کا قول ہر کہ دستخی التبرک ہر اسی طرح عبد الملک بن اعین کو فی متوفی بنی شیبان شیعہ اور محمد بن حازم ابو معاویہ متوفی شہدۃ ہجری مرجیہ تھا۔ علاوہ اسکے خود امام نسائی جسکی سنن صحاح ستہ میں داخل ہر صرف منسوب بہ تشیع ہی نہ تھے بلکہ صاحب تاریخ خلکان نے انکو الفاظ کان تشیع سے ذکر کیا ہر اور تشیع کی طرف انکی نسبت صرف خیالی بات نہیں بلکہ انکی موت ہی تشیع کے سبب سے ہوئی تھی۔ ابو الحسن علی بن عمر صاحب سنن دارقطنی جنکی کتاب مشرق و موعودت ہر منسوب بہ تشیع تھے چنانچہ اس بات پر انکا دیوان سید الحمیری شاہد ناظر ہر۔

شیخ الاسلام بدر الدین محمد عینی نے بنایہ شرح ہدایہ کی بحث قراءۃ الفا تحذیر و دارقطنی کے حق میں لکھا ہر کہ اُسکو امام ابو حنیفہ کی تضعیف کا کمان سے استحقاق حاصل ہر حالانکہ وہ خود ہی تضعیف کا مستحق ہر کیونکہ اُسے وہی سند میں احادیث سقیمہ معلولہ۔ منکرہ غریبہ موضوعہ روایت کی ہیں انتہی۔ پھر بحث اجارۃ ارض کہ میں لکھا ہر کہ ابن القطان کا امام ابو حنیفہ کو ضعیف کہنا اسکی طرف سے بڑی بے ادبی اور بے حیائی ہر کیونکہ جس صورت میں

امام ثوری و ابن مبارک اور اُن کے ہم عصر اعلام نے امام ابو حنیفہ کی توثیق و تعریف کی ہے تو وہ ان اس شخص کی جو امام ابو حنیفہ کو ضعیف بیان کرے کیا حیثیت ہے انتہی۔

صاحب دراسات اللیب نے کیا رتھوین در اسہ میں لکھا ہے کہ یہ وہی دارقطنی ہے جس نے امام ابو حنیفہ کے حق میں طعن کیا ہے اور اُن کی جس جس حدیث مرویہ پر پھر اس کو بہ سبب اُن کے ضعیف کیا ہے اس طرح خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہ کے حق میں طعن کی افراط کی ہے حالانکہ ان دونوں اذکار کا کچھ اعتبار نہیں باوجود اس اتفاق کے جو امام ابو حنیفہ کی توثیق اور اُن کی جلالت قدر پر ہے اور اُن کی اس شہرت عظیم کی جس کے سبب سے انھوں نے علم کو شراب کے پائے سے پایا جیسا کہ ان کی طرف آنحضرت کا قول لھکان العلم عند الذی ائمانہ مرجل من ابناء فارس ہے۔

شیرازی انتہی بجزات الحسان کی نصل اُمیس میں لکھا ہے کہ ابو عمر دیوسف بن عبد البر مالکی نے کہا کہ جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ سے روایت لی اور اُن کی توثیق و تعریف کی ہے وہ وہ لوگوں سے زیادہ ہیں جنھوں نے اُنہیں حج کی ہے اور جنھوں نے اہل حدیث سے اُنہیں حج کی ہے، اُن سے اکثر وہ ہیں جنھوں نے اسے دقاس کے سبب سے اس پر عیب لگایا ہے حالانکہ سچے گدراہی کہ یہ بات کوئی عیب نہیں اور تحقیق امام علی بن مدینی نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ سے ثوری و ابن مبارک و حماد بن نوبد و شام و دیک و عباد بن العوام و جعفر بن عون نے روایت کی اور وہ ثقہ لا باس بہ ہیں اور شعبہ اُن کے حق میں خوش عقیدہ تھے اور کما یحییٰ بن معین نے کہ ہمارے اصحاب ابو حنیفہ اور

اُن کے اصحاب کے حق میں تفریط کرنے میں یعنی اُن کا مرتبہ گھٹاتے ہیں بس اُن سے کہا گیا کہ کیا وہ حدیث میں جھوٹ بولتے تھے کہا نہیں اور شیخ الاسلام تاج سبکی کے طبقات میں ہے کہ محدثین کے اس قاعدے کو کہ حج تعدیل پر مقدم ہوتی ہے مطلق طور پر سمجھنے سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے بلکہ صواب یہ ہے کہ جس شخص کی امامت و عدالت ثابت ہو اور بہت لوگ اُس کی تعریف کریں تو اسے

ہوں اور حج کریں والا اکیلا ہو اور حج کے سبب پر وہ ان کوئی قرینہ تعصب نہ ہو غیرہ کا دال ہو تو اس کی حج کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے۔ پھر تاج سبکی نے بعد طویل کلام کے کہا ہے کہ ابھی جتنے ظاہر کیا کہ تحقیق تاج کی حج اس شخص کے حق میں قبول نہیں کی جاتی جس کی طاعات معصیت برابر تعریف کریں تو اسے تہمت کرنے والوں پر اور پاک کریں تو اسے حج کرنے والوں پر غالب ہوں خصوصاً جب کہ وہ ان

کوئی ایسا فرقہ ہو جو اس بات کی شہادت دے کہ حج گمراہوں کو واجب ہے اور منافقہ دنیاوی سے حج کرنا ہی اور اس وقت نہ دیکھا جاوے گا تو رسی کے کلام کو ابو حنیفہ اور ابن ذہب وغیرہ کو مالک اور ابن معین کو شافعی اور نسائی کو احمد بن حنبل کے حق میں اور کہا کہ اگر ہم تقدیم الحج کو سطلق سمجھیں تو کوئی ائمہ میں سے سلامت نہ رہے گا کیونکہ ایسا کوئی امام نہیں ہو جس پر طعن کرے یا ان کے طعن نہ کیا ہو اور اسمیں ہلاک ہو یا ہلاک نہ ہوے چونکہ انتہی۔

فتح القدیر وغیرہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ جب بغداد میں داخل ہوئے اور وہاں کے لوگ امام بوصوف پر بسبب مخالفت ظاہری حدیث کے رطب کی بیع نم سے جائز کہنے میں طعن کرتے تھے پس اہل حدیث نے جمع ہو کر سوال کیا کہ آپ رطب بیع کی نم سے کس طرح جائز کہتے ہیں امام نے فرمایا کہ دو حال سے خالی نہیں یا رطب نم سے یا نم نہیں ہے اگر نم سے تو عقد جائز ہے بدلیل حدیث القمر بالقمر کے اور اگر نم نہیں ہے تو بھی عقد جائز ہے بدلیل آخر حدیث کے اذ اختلف النوعان فبیعوا کیف ما شئتم۔

اہل حدیث نے وہ حدیث سعد کی پیش کی امام اعظم نے جواب دیا کہ اس حدیث کا مدار زید بن عیاش پر ہے اور زید بن عیاش کی حدیث مقبول نہیں تو سب صحرا میں ہو گئے اور ان سے اس طعن کو اہل حدیث نے پسند کیا یہاں تک کہ ابن مبارک نے کہا کہ کس طرح کہا جاتا ہے کہ امام ابو حنیفہ حدیث کو نہیں پہچانتے حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ زید بن عیاش ان لوگوں سے ہے جن کی حدیث مقبول نہیں۔

عقود الجواہر المنیفہ میں باب الربا میں لکھا ہے کہ ابن عبد البر مالکی نے کتاب جامع العلم میں ایک باب اس مضمون میں باندھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا قول جرح و تعدیل میں قبول کیا جائے انتہی۔

افسوس امام بخاری نے محض اس رنجش کے سبب سے جو انکو امام ابو حنیفہ کے پیروں سے پہنچی تھی بلا سوچے سمجھے امام اعظم پر مرجح ہونے کی تہمت لگا دی اور اپنے شیخ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ کے اس شعر پر جو انھوں نے امام ابو حنیفہ کے ابراہیم کو کہا ہے کج خیال نہ کیا سے ملت العالمین نہ سفاھاہہ خلاف الحق مع حج ضعیفہ

اگر خدا نخواستہ امام موصوت بن ظاہری یا باطنی کوئی عیب ہوتا تو انہد اسے آج تک ہزارے میں اہل باطن اور اولیاء کرام آپ کے مذہب کو پسند کر کے آپ کی تقلید اپنے اوپر لگیوں لازم سمجھتے چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء دہلوی کتاب راحۃ القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ سید العابدین زبیدہ العارضین فرید الحق والشرع شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے تیار خ ۱۱- ماہ ذی الحجہ ششہ ہجری فرمایا کہ سہر چار مذہب برحق ہیں لیکن بالیقین جانتا جا رہا ہے کہ مذہب امام اعظم کا سب سے فاضل تر ہے اور دوسرے مذہب ان کے پس رو ہیں اور امام ابو حنیفہ افضل المتقدمین ہیں اور الحمد للہ ہم ان کے مذہب میں ہیں اور میں اس لائق نہیں کہ امام اعظم کا نام زبان پر لاسکون لیکن امام مدوح کے شاگرد امام محمد شیبانی کا وہ درجہ تھا کہ جب وہ سوار ہو کر گھین جاتے تھے تو امام شافعی انکی رکاب کے ساتھ پیدل چلتے تھے یہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان دونوں مذہب میں کس قدر فرق ہوا انتہی ملغصاً۔

پس اگر کسی نے ازراہ تعصب یا کسی ذاتی حسد وعدت سے امام اعظم کی شان میں کوئی کلمہ اُنکے برخلاف کہا تو اس پر در صورتیکہ وہ واقع اور نفس الامر کے مطابق نہو اعتبار کر لینا سراسر جهالت و ضلالت ہے اگر تواریخ و واقعات کو دیکھا جاوے تو ایسا کوئی شخص جو کسی فن میں کامل ہووے نہیں گذرا کہ جسکے کلام میں کسی نے رد و قبح نہ کیا ہو اور اُسکی شان میں کچھ نہ کہا ہو یہاں تک کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ جو باتفاق مشائخ طریقت و علماء شریعت اولیاء کبار کے سردار ہیں اور اہل حق میں سے کسی کو انکی ولایت اور علو درجہ میں کلام نہیں لیکن ابن جوزی محدث کو دیکھو کہ اُس نے باوجود علم و فضل کے کیا کیا انکی شان میں کہا ہے اور یہی بن معین جنکے حق میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جس حدیث کو یہی بن معین نہ جانتیں وہ حدیث ہی نہیں ہے خیال کرنا چاہیے کہ انھوں نے امام شافعی کے حق میں کیا کیا کلمہ جہانک کی بین یہاں تک کہ کہا ہے کہ میں شافعی کی حدیث پسند نہیں کرتا اور ایک جگہ کہا ہے کہ میں شافعی اور انکی حدیث کو نہیں پہچانتا اور تنزیہ الشریعہ میں لکھا ہے کہ لوگوں نے یہ حدیث امام شافعی کے حق میں وضعی بنائی ہے عن انس یکن فی امتی من جعل یقال لہ محمد بن احمد بن اضر علی امتی من ابلیس علاوہ اسکے

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشاجرات و منازعات و محاربات کو دیکھنا چاہیے کہ باوجود
افضلیت و اعلیٰ کیسے کیسے امور انہیں ایک دوسرے کی نسبت وقوع میں آئے ہیں اور
تاہم ان سب کی نبرگی مسلم ہنگام ہوا وہ سب کے سب نور علی نور ہیں۔ شیخ محمد طاہر نے
منہی اور خاتمہ مجمع البحار میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ عالم عامل عابد ورع و تقی علوم شریعت کے
امام تھے تحقیق بعض باتیں مثل خلق قرآن و قدر و ار جاد وغیرہ کے ایسی انکی طرف منسوب کی گئی ہیں
جو انکی قدر کے لائق نہیں اور وہ صریحاً اُنسے منترہ ہیں چنانچہ انکی تشریح پر انکے ذکر کا منتشر
فی الافاق ہونا اور اُنکے علم سے زمین کے طبق کا پر ہونا اور اُنکے مذہب دفعہ کو لوگوں کا
قبول کرنا ایک بڑی بھاری دلیل ہے پس اگر خدا کا امام ابو حنیفہ رحمہ میں پوشیدہ ہے
نہ تو نا و لصف یا اُنکے قریب اہل اسلام کو اُنکی تقلید پر جمع نہ کرتا حالانکہ وہ آجکے دن تقریباً
ساتھ سے چار سو برس تک اُنکی فقہ اور رائے کے ساتھ مبعود ہو رہا ہے انتہی۔

ایسے ہی صاحب شکوہ نے اسماء الرجال و اہل البیت نے جامع الاصول میں تصریح کی ہے
بلکہ جن لوگوں نے کسی عرض نفسانی سے اُنکے حق میں کلام کیا ہے وہ دنیا ہی میں خدا کی
برکت سے محروم ہو گئے چنانچہ جواہر المینہ میں لکھا ہے کہ ہم نے تحقیق دیکھا ہے کہ جن لوگوں نے
امام ابو حنیفہ کے حق میں کلام کیا ہے اُنکے مذہب مضحک ہو کر نابود ہو گئے یہاں تک کہ کوئی نہیں
جانتا حالانکہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ کا قیامت تک باقی ہے اور جعفر رجبہ رانا ہوتا ہے نور و برکت میں
زیادہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ شریں سے غرب تک زمین اُنکے مذہب سے پُر ہو رہی ہے اور اکثر
آدمی اُنکے ہی مذہب پر ہیں انتہی۔

شامی شرح در المختار میں شیخ یوسف بن عبد المادی حنبلی کی کتاب تنویر صحیفہ سے منقول
ہے کہ خطیب کے کلام پر غرہ نہونا چاہیے کیونکہ وہ ایک جماعت علماء و مشائخ امام ابو حنیفہ رحمہ
امام احمد اور اُنکے اصحاب سے سخت تعصب رکھتا ہے اور کئی وجہ سے اُنسے اُنکے حق میں سخت
دست لکھا ہے اسلئے بعضوں نے خطیب کے جواب میں اسم المصیب فی کید الخطیب نام رسالہ
تصنیف کیا ہے اور ابن جوزی نے خطیب کا اتباع کیا ہے چنانچہ ابن جوزی کے سبط نے اپنی
تاریخ مرآۃ الزمان میں لکھا ہے کہ خطیب پر چند ان تعجب نہیں کیونکہ اُنسے ایک جماعت

علما پر طعن کیا ہو لیکن نہایت تعجب ابن جوزی پر ہو خطیب کے طرز کا پیر و ہوا ہی اور وہ کام کیا ہو جو بہت بڑا تھا پھر کہا کہ امام ابو حنیفہ کے متعصبوں میں سے دارقطنی اور ابو نعیم ہیں چنانچہ ابو نعیم نے اپنے حلیہ میں آپ کا ذکر تک نہیں کیا اور ان کا ذکر کیا ہو کہ جو آپ سے علم ذرہ میں کمتر تھے (ترمذی نے بھی ایسا ہی اپنے جامع میں مسلک اختیار کیا ہو) خیرات الحسان میں لکھا ہو کہ اگر خطیب کا کتنا صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی وہ غیر معتدیہ ہو کیونکہ یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ غیر اقران امام سے ہو پس اس صورت میں وہ اس بات کا منقلد ہو جس کو امام صاحب کسی دشمن نے لکھا یا کہا یا وہ امام کے اقران میں سے ہو پس اس صورت میں بھی غیر معتدیہ ہو کیونکہ بعض مہسر کا قول بعض مہسر کے حق میں غیر مقبول ہو جیسا کہ حافظ ذہبی و حافظ عسقلانی نے اسکی تصریح کی ہو خصوصاً اسوقت کہ جب ظاہر ہو جاوے کہ سبب عداوت یا تعصبات یہی کے ایسا کہا گیا ہو کیونکہ حسد ایک ایسی سخت آفت ہو کہ اس سے بچنا اسکے جس کو خدا نے محفوظ رکھا ہو کوئی نہیں بچا۔ ذہبی نے کہا ہو کہ شاید ہی کوئی اہل عصر بجز انبیاء و محدثین کے اس بلا سے بچا ہو اور تاج سبکی نے کہا ہو کہ اسی سرشت تجلی یہ لائق ہو کہ ائمہ ماضیین کے حق میں ادب برتے اور انہیں سے بعض کے کلام پر بعض کے حق میں خیال نہ کرنا دقیقہ کوئی دلیل واضح نہ ہو پھر اگر نادبل کر سکتا ہو تو حسن ظن کا خیال کر در نہ اس سے اعراض کر اور حاشا دکلان بانوں کی طرف ہرگز خیال نہ کر بعد میان ابو حنیفہ رحمہ و سفیان ثوری یا مالک و ابن ابی ذئب یا احمد بن صالح و نسائی یا احمد و حارث محاسبی کے وقوع میں آئی ہیں۔ اسی طرح ایک جماعت معاصرین مالک نے انکے حق میں بہت کچھ کلام کیا ہو اور ابن معین نے شافعی کے حق میں بہت کچھ کہا ہو اور ایسے شخص کی نسبت جو انکے اور انکے ہم مشنوں کے حق میں کلام کرتا ہو حسن بن ہانی کا یہ شعر صادق آتا ہو یہاں ناظم الجبل العالی لیکر **یوسف** علی الہامی تشفق علی الجبل۔ اگر سلف نے بعض کے حق میں کلام کیا ہو جیسا کہ صحابہ کے درمیان بھی واقع ہو ہو تو اس سے کچھ تعجب نہیں کیونکہ وہ مجتہد تھے اور اپنے مطاعن کے قول سے انکار کرتے تھے خصوصاً ایسے حال میں کہ جبکہ انکے پاس کوئی ایسی دلیل ہوتی تھی جو قول غیر کے خطا ہونے پر دلالت کرتی تھی اور اس سے انکا قصد محض

نصرت دینی تھانہ غرض نفسانی لیکن ان لوگوں پر بڑا عجب ہو جو اس زمانے میں علیت کا دعویٰ کرتے ہیں اور بالکل و مشرب و ملبس اور بیع و شری اور نکاح وغیرہ عبادات میں امام اعظم کی تقلید کرنے میں پھر اپنے اور ان کے اصحاب پر طرح طرح کے طعن کرتے ہیں پس ان لوگوں کی مثالیں اس کھچی کی ہو جو اسپر اور ازبیر زفاری کی دم کے نیچے بیٹھی ہو اور وہ اپنی تبر زفاری سے دوڑ رہا ہو اور میں بڑا جبران ہوں کہ امام اعظم کے حق میں ایسی باتیں کیوں مانتے ہیں اور جس امام کے مقلد ہیں اس کے حق میں وہ باتیں کیوں روا نہیں رکھتے اور اپنے امام کی تقلید ادب میں کیوں نہیں کرتے جبکہ انکو تجوی معلوم ہو کہ انکا امام ابن امام اجل کی تکریم و تعظیم میں ضرورت فادات کرتا تھا چنانچہ علمائے کرام نے یتیموں کو خصوصاً امام شافعی کی تعریف و توصیف امام اعظم کی نسبت اپنی اپنی توابیف میں نقل کی ہو اغرض کامل سے کمال ہی صادر ہوتا ہو اور ناقص سے بجز نقصان کے اور کچھ وقوع میں نہیں آتا اور معترض کے لیے حرمان برکت معترض علیہ کافی ہو اعادنا امد من ذلک اور منجملہ اس نادب کے جو امام شافعی نے امام ابو حنیفہ کی نسبت کیا ہو ایک یہ ہو کہ آپ فرماتے تھے کہ میں امام ابو حنیفہ سے برکت چاہتا ہوں اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہو تو انکی قبر پر جا کر اور دو گانہ پڑھ کر دعا مانگتا ہوں تو میری وہ حاجت ردا ہو جاتی ہو اور بعض ان علمائے جنھوں نے منہاج پر حواشی لکھے ہیں ذکر کیا ہو کہ ایک دین امام شافعی نے صبح کی نماز امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس پڑھی اور اس میں دعا سے فتوت نہ پڑھی لوگوں نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں نے نادب صاحب اس قبر سے نہیں پڑھی بعض نے یہ لفظ بھی زیادہ کیا ہو کہ آپ نے ادبچی بسم اللہ بھی نہ پڑھی بیان اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ امام شافعی نے امام ابو حنیفہ کی خاطر فعل مسنون کو کس لیے چھوڑا تو اسکا جواب یہ ہو کہ کبھی سنت کو ایسی بات عارض ہو جاتی ہو کہ غصہ انصردت اسکا چھوڑ دینا ترجیح رکھنا ہو چنانچہ جب امام شافعی نے دیکھا کہ امام ابو حنیفہ کے بہت سے حاسد ہیں اور حسد کرنے سے باز نہیں آتے تو انھوں نے انکی ناک میں خاک ڈالتے اور تعلیم جاہل کے لیے ایسا عمدہ کام لینے نادب امام کو دیکھا جو دعا فتوت اور بسم اللہ کے ادبچے پڑھنے سے افضل ہو انتہی۔

حدیث دوم

دوسری صدی کے فقہاء و علمائے حالات میں

ابراہیم بن مہمون صانع مروزی - نفیقہ فاضل محدث صدوق تھے امام ابو حنیفہ رحمہ اور عطار سے روایت کرتے تھے اور آپ سے حسان ابراہیم نے روایت کی - شہر مدینہ ۱۳۰ھ میں ابو مسلم خراسانی نے آپکو شہید کیا - ابن مبارک کہتے ہیں کہ جب آپ کے مقتول ہونے کی خبر امام ابو حنیفہ رحمہ کو پہونچی تو وہ اسقدر روئے کہ اپنے گمان کیا کہ رونے روئے مر جائینگے - آپکے مقتول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ابو مسلم خراسانی سے آپ نے کچھ سخت کلامی کی تھی جس پر اسنے آپکو بکریا یہ خبر سننے ہی خراسان کے تمام فقہاء و عابد جمع ہوئے اور آپکو چھرا بیٹھے لیکن آپ نے کمر سے گر کر حاکم مذکور کو زخمی کر دیا تو ان سے سزائش کی اس پر اسنے آپکو قتل کر دیا - امام بخاری نے معلق اور ابو داؤد نسائی نے اپنی اپنی صحیح میں آپ سے تخریج کی - صانع زرگر کو کہتے ہیں شاید آپ زرگری کا کام کرتے ہونگے جس سے صانع کہلاتے تھے - ولی پاک باطن آپکی تاریخ وفات ہے -

مسعر بن کدام ہلالی کوفی - ابوسلمہ کینت تھے - طبقہ کبار تابعین سے حافظ احادیث ثقہ فاضل - متہم تھے امام ابو حنیفہ رحمہ و عطار اور قتادہ سے روایت کرتے تھے اور آپ سے سفیان ثوری نے روایت کی آپ کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنے اور خدا کے درمیان امام ابو حنیفہ کو گردان لیا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بخیر ہو گیا اور اسکو اپنے لیے احتیاط میں نقصان نہوگا - کہتے ہیں کہ جب سفیان ثوری اور شعبہ کسی بات میں اختلاف کرتے تھے تو کہتے تھے کہ آدم مسعر بن کدام کی طرف چلیں جو ہمارے فیصلہ کے لیے ترازو ہیں - نو دی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ آپ سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ کے جو محمد اور اسناد المحدثین میں استاد ہیں آپکی جلالت اور حفظہ اتفاق متفق علیہ ہے - اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی - وفات آپ کی ۱۳۵ھ یا ۱۳۶ھ ہجری میں ہوئی - بحکم جان آپکی تاریخ وفات ہے -

حمزہ بن حبیب زیات فارسی کوفی - ابو عمارہ آپکی کنیت تھی - محدث صدوق - زاہد - پرہیزگار - قرآن سب سے ایک فارسی تھے سنہ ہجری میں پیدا ہوئے - امام ابو حنیفہ سے بہت سی روایات رکھتے تھے - جامع انوار میں لکھا ہے کہ آپسے دن کو آدمی اور رات کو جن پڑھا کرتے تھے وفات

حدیث

حدیث

حدیث فارسی

اپنی شہادتِ شہیدہ ابھی میں امام مسلم وغیرہ نے اپنے تخریج کی محبوب زمان آپ کی تاریخ وفات ہجری
 زفر بن ذہیل بن قیس بن سلیم العنبری البصری۔ آپکا والد ماجد اصفہان کا رہنے والا تھا آپ
 سنہ ہجری میں پیدا ہوئے امام ابو حنیفہ کے اُن دس اصحاب میں سے تھے جنہوں نے امام کو
 کتب فقہ کی تدوین میں مدد دی۔ امام ابو حنیفہ آپ کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ
 ہمارے اصحاب میں سے یہ اقیس ہیں۔ حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ آپ امام کی مجلس میں سب سے
 مقدم بیٹھا کرتے تھے۔ سلیمان عطار سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے نکاح کی تقریب پر امام ابو حنیفہ کو
 بلایا اور امام کو خطبہ پڑھنے کے لیے کہا امام نے خطبہ میں فرمایا۔ ہذا زفر امام من اللہ المسلمین وعلم
 من اعلامہم فی شرفہ وجبہ نسبہ۔ حماد بن امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں
 بعد امام ابو یوسف کے ان جیسا اور کوئی فقہ نہ تھا۔ داؤد طائی سے روایت ہے کہ ابو یوسف
 اور زفر اکثر فقہ میں مناظرہ کیا کرتے تھے مگر زفر جید اللسان تھے اس لیے ابو یوسف بسا اوقات
 مناظرہ میں مضطرب ہو جاتے تھے جس سے زفر انکو کہتے کہ آپ کہاں بھاگتے ہیں یہ دروازے
 کھلے ہیں جسکو چاہو اختیار کرو۔ شداد کہتے ہیں کہ میں نے اسد بن عمرو سے پوچھا کہ ابو یوسف
 انفقہ میں باز فرماؤ انھوں نے جواب دیا کہ زفر اروع ہیں میں نے کہا میرا سوال نقاہت سے ہے
 انھوں نے فرمایا کہ آدمی درع ہی سے بزرگ ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ میں نے زفر کو
 یہ کہتے شاہی کہ حدیث کے ہوتے ہم قیاس پر سب گز کا بند نہیں ہوتے اور جب حدیث لمبا ہے تو
 قیاس کو چھوڑ دیتے ہیں حسن بن زیاد کا قول ہے کہ زفر اور داؤد آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے
 پس داؤد نے نوفقہ کو چھوڑ کر عبادت اختیار کر لی اور زفر نے دنوں کو جمع کیا۔ یحییٰ بن النعمان کہتے
 ہیں کہ میں نے دیکھ کو اخیر عمر میں دیکھا کہ وہ صبح کو زفر اور شام کو ابو یوسف کے پاس آتے تھے مگر
 پھر انھوں نے ابو یوسف کے پاس جانا چھوڑ دیا اور دنوں وقت زفر کے پاس آنا شروع کیا۔
 محمد بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ زفر کو فضا کے لیے کہا گیا تھا مگر انھوں نے اُس کے
 قبول کرنے سے انکار کیا اور کہیں چھب رہے جب آپکا مکان گرا دیا گیا تو اُس وقت آپ نکلے اور
 اپنے مکان کو درست کرایا پھر آپ کو فضا کے لیے کہا گیا اور دوبارہ آپکا مکان گرا دیا گیا مگر پھر بھی
 آپ نے فضا کو ہرگز قبول نہ کیا۔ آپ امام ابو حنیفہ کے اصحاب حدیث میں سے تھے کہتے ہیں کہ

امام ابو حنیفہ کی شاگردی سے پہلے ایک دفعہ آپکو اور آپ کے بارون کو کوئی مسئلہ پیش آیا جسکے
 اشکات کے لیے آپ امام ابو حنیفہ کے پاس گئے اور جو اب باصواب پاکر امام موصوف سے پوچھا
 کہ نئے بہ جواب کہاں سے دیا ہو امام نے فرمایا کہ فلان حدیث اور اس قیاس سے پھر امام نے زفر سے
 اس جواب کے متعلق چند سوال کیے جنکے جواب سے یہ بالکل نا بلند تھے اسیلئے امام نے انکی بھی
 توضیح کر دی پس زفر نے اپنے صحاب کے پاس آکر بطور امتحان کے وہ سوالات پوچھے وہ زفر سے
 بھی زیادہ تر نا بلند تھے اسیلئے زفر نے جو امام ابو حنیفہ سے سنا تھا بعینہ با دلیل انکے سامنے پیش کیا
 بعد ازان آپ نے امام ابو حنیفہ کی خدمت میں آکر انکی صحبت اختیار کی یہاں تک کہ اپنے
 زمانہ کے ائمہ ہوئے۔ ابو نعیم نے کہا ہر کہ زفر ثقہ مامون میں بصرہ میں اپنے بھائی کا در شہ
 لینے آئے مگر لوگوں نے آپکو یہاں سے واپس جانے نہ دیا اسیلئے بصرہ ہی میں آپ شہداء میں
 فوت ہوئے۔ ذیہاطی نے تعالین الانوار علی الدر المنجھار میں لکھا ہر کہ آپ بصرہ کی دار نقضاء کے
 شہولی بھی رہے ہیں۔ ابن خلکان میں لکھا ہر کہ معا فابن زکریا نے کتاب مجلس الانیس میں
 عبد الرحمن بن مغرہ سے روایت کی ہر کہ ایک شخص نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ میں نے رات
 شراب پی تھی مجھکو احتمال ہر کہ شاید میں نے نشہ میں اپنی عورت کو طلاق دیدی ہو امام نے
 فرمایا کہ جنکے جگہ عورت کی طلاق کا یقین نہو تب تک عورت تیری ہی ہر اور مطلقہ نہیں ہوئی
 پھر اس شخص نے سفیان ثوری سے جا کر پوچھا انھوں نے کہا کہ تو اپنی عورت سے رجوع کر لے
 پس اگر تو نے اسکو طلاق دی ہوگی تو اس رجوع سے طلاق کی تلافی ہو جائیگی ورنہ اس رجوع سے
 کچھ مضائقہ نہیں پھر اسے شریک بن عبد اللہ سے جا کر پوچھا انھوں نے یہ کہا کہ تو پہلے اپنی عورت
 کو طلاق دیدے اور پھر اس سے رجوع کر لے ہاں تیون کے بعد یہ شخص زفر کے پاس آیا اور
 سوال مذکور کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے میرے سوا کسی اور سے بھی مسئلہ پوچھا ہر اسے کہا کہ امام ابو حنیفہ
 سے فرمایا کہ پھر انھوں نے کیا جواب دیا اسے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ جنکے جگہ اپنی عورت کی طلاق کا
 یقین نہو تب تک وہ عورت تیری ہی ہر آپ نے فرمایا کہ امام نے ٹھیک فرمایا ہر پھر کہا کہ کسی سے بھی
 پوچھا ہر اسے کہا کہ سفیان ثوری سے آپ نے کہا کہ انھوں نے کیا جواب دیا کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ
 وہ عورت سے رجوع کر لے کیونکہ اگر طلاق دی ہوگی تو اس سے طلاق کی تلافی ہو جائیگی

نہیں تو اس رجعت سے کچھ سچ نہیں آپ نے کہا کہ یہ جواب اچھا نہیں پھر پوچھا کہ کیا کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ اس نے کہا کہ شریک سے۔ فرمایا کہ انھوں نے کیا جواب دیا کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ پہلے اپنی عورت کو طلاق دے اور پھر اس سے رجوع کر لے۔ آپ یہ جواب سنکر بڑے ہنسنے لگے اور کہا کہ اس مسئلہ کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص پانی کی بدر رو کے پاس سے گزرا اور اس کے کپڑوں پر چھینٹیں پڑنے کا احتمال ہوا پس امام ابو حنیفہ نے تو کہا کہ جب تک چھینٹیں پڑنے کا یقین نہ ہو کپڑے پاک ہیں اور سیفیان نے کہا کہ انکو دھو ڈالنا چاہیے اگر ملید تھے تو دھوئے سے پاک ہو جائینگے ورنہ زیادہ تر پاک ہو جائینگے اور شریک نے کہا کہ پہلے اسپریشیاں کر پھر اسکو دھو ڈال۔ بعد میں مثال کے صاحب کتاب مذکور زفر کی تعریف کرتے ہیں کہ انھوں نے عینون امہ کے فتویٰ میں ایسی عمدہ مثال دیگر تفصیل کی۔ اصحاب درنا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

دراودہ حجازی

دراودہ بن نصیر الطائی کوئی۔ کنیت آپ کی ابو سلیمان تھی محدث ثقہ۔ زائد۔ اعلم۔ افضل و ادیع زمانہ تھے۔ ضروری علوم حاصل کر کے امام عیسیٰ اور ابن ابی لیلیٰ سے حدیث کو سنا اور بہت سی احادیث اُن سے کتابت کیں پھر امام ابو حنیفہ کی صحبت میں داخل ہوئے اور بیس برس تک انکی شاگردی میں صرف کر کے فقہ کو اخذ کیا اور اس درجہ کو فائز ہوئے کہ امام موصوف کے اصحاب میں سے کسی کو آپ پر تقدم کا رتبہ حاصل نہ تھا یہاں تک کہ جب صاحبین کو کسی مسئلہ میں باہم اختلاف ہوتا تو وہ آپ کو اپنا منصف مقرر کرتے آپ کا دستور تھا کہ جب صاحبین آپ کے پاس تشریف لائے تو آپ امام محمد بکھڑے تھے اور امام ابو یوسف کی طرف بیٹھ کر بیٹھے اور فرماتے کہ ہمارے استاد نے فرمایا ہے کہ اے آپ کو ہلاک کر دیا مگر نفا کو قبول نہ کیا اور امام ابو یوسف نے انکا خلاف کر کے نفا کو اپنی عزب و افتخار کا باعث سمجھا پس جو شخص اپنے استاد کے طریقہ کی مخالفت کرے میں اس سے بات نہ کر نی نہیں چاہتا چنانچہ ایسا ہی کرنے کے اگر قول امام محمد کا درست تر ہوتا تو فرماتے کہ امام محمد کا قول ٹھیک ہے اور اگر امام ابو یوسف کا قول ٹھیک ہوتا تو اس طرح پڑ فرماتے کہ انکا قول درست ہے اور امام انکا سرگز زبان پر نہ لائے آپ سے ابن عیینہ نے روایت کی اور یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے آپکی ثقاہت کی شہادت دی اور صاحب صحیح نسائی نے آپسے تخریج کی۔ شامی میں لکھا ہے کہ

محراب بن ذمار کہتے ہیں کہ اگر آپ اُمّ ہانیہ میں ہوتے تو خدا تعالیٰ ضرور کھو قرآن میں آپ کی خبر دیتا۔ آپ دنیا سے فویض بھی دل برداشتہ اور خلاق سے متنفر رہتے تھے مگر ایک دن کسی مغنی سے یہ شعر سن ٹھیکے ہا ہا خدایت تبدی البلا + دای عینیک اذا سلا جس سے آپ پر ایک حالت عظیم گذری اور نہایت بفراری میں امام اعظم کے درس میں آئے امام نے آپ سے بفراری اور سر اسبگی کا سبب پوچھا آپ نے سب حقیقت حال بیان کر دی امام نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے منھ پھیر لیں چنانچہ آپ دنیا کو چھوڑ کر ایک گوشہ میں جا بیٹھے جب کچھ مدت ہوئی تو ایک دن امام اعظم آپ باس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ کام کی بات نہیں ہے جو آپ نے کی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ آپ ائمہ کے درمیان بیٹھیں اور انکی گفتگو سنیں اور منھ سے کچھ نہ کہیں آپ نے ایک برس تک ایسا ہی کیا اور کہا کہ اس ایک رسالے صبر نے جس برس کا کام کیا ہے پھر حبیب راعی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے کنشائش حال پائی اور یہاں تک ریاضت میں قدم رکھا کہ ردئی پانی میں بھگو دیتے جب وہ گھل جاتی تو اُسے شربت کی طرح پی لیتے اور فرماتے کہ جب تک میں ردئی کو نغمہ بہ نغمہ کھاؤں اُتنے عرصہ میں پچاس آیات قرآن کی پڑھی جاتی ہیں پس میں ردئی کھانے میں کیوں اپنی اوقات ضائع کروں۔ آپ کو اپنے باپ کے درخت سے کچھ روپیہ ملا تھا پس آپ اُسی میں سے ٹھوڑا ٹھوڑا اپنے خرچ میں لاتے اور دعا کرتے تھے کہ انہی جب یہ روپیہ تمام ہو جائے تو میری جان بے بچو کہتے ہیں کہ جب آپ کے پاس دس درم باقی رہ گئے تھے تو امام ابو یوسف نے آپ کی والدہ سے پوچھا کہ آپ کس قدر روز خرچ کرتی ہیں اُس نے کہا کہ ایک دانگ۔ پس امام نے اس سب کا حساب کر لیا اور جس روز وہ روپیہ تمام ہوا تو آپ نے بعد نماز فجر کے اپنے یاروں سے فرمایا کہ داؤد کی خبر لاؤ۔ ایک آدمی گیا اور یہ خبر لایا کہ وہ آج صبح کو فوت ہو گئے۔ وفات آپ کی سن ۱۸۰ ہجری ۷۹۷ قمری بعض سن ۱۸۰ ہجری میں وقوع میں آئی۔ زریب عالم آپ کی تاریخ وفات ۱۸۰ ہجری ۷۹۷ قمری بن بونس بن اسحاق کو فنی۔ کنیت آپ کی ابو یوسف تھی اور عالم فاضل محدث ثقہ فقیہ کامل تھے سن ۱۸۰ ہجری میں شہر کوفہ میں پیدا ہوئے امام اعظم و امام ابو یوسف سے حدیث کو سنا اور نفع حاصل کی اور آپ سے وکیع اور ابن مہدی نے روایت کی۔ امام احمد بن

ہنس اور یحییٰ بن معین نے آپ کی ثقافت کی شہادت دی۔ امام بخاری وسلم نے آپ سے تخریج کی۔
درستہ ہجری میں آپ فوت ہوئے۔ سال وفات آپ کا لفظ جمد زماں ہے۔

نسب

مندی بن علی غری کوئی کیفیت آپ کی ابو عبد اللہ بھی بقول بعض آپ کا نام عمرو اور مندل
نقب تھا آپ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے فقیہ فاضل۔ محدث۔ صدوق طبقہ کبار تبع تابعین
میں سے تھے۔ معاذ نے کہا کہ میں نے کوفہ میں داخل ہو کر کسی کو آپ سے زیادہ اوسع نہیں
دیکھا۔ آپ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے اور اعمش و شام سے روایت کی اور حدیث میں
اپنے بھائی جہان بن علی سے اقویٰ تھے اور کوفہ میں سنہ ہجری یا سنہ ہجری میں فوت
ہوئے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔ آپ کے بھائی ابو علی جہان بن علی
بھی فقیہ فاضل اور صاحب حدیث تھے جو ساٹھ سال کی عمر میں سنہ ہجری میں فوت ہوئے
اور ابن ماجہ نے ان سے تخریج کی۔ امام پاک باطن اور امام ہمام آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

محمد بن یحییٰ

عمرو بن یحییٰ بن بحر بن سعد ریح لمی۔ ابو علی کنیت تھی۔ محدث ثقہ۔ فقیہ عالم صاحب علم
وفہم اور صلاح تھے بغداد میں اگر امام ابو حنیفہ کی صحبت میں داخل ہو کر ان سے فقہ اخذ کی
مذت تک قاضی رہے اور قضا کی حالت میں آپ کا رد یہ قابل تحسین رہا اخیر عمر میں نابینا ہو کر
سنہ ہجری میں وفات پائی۔ نزدیکی نے آپ سے تخریج کی۔ کوہ علم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یحییٰ

زمیر بن معاویہ بن خدیج کوئی سنہ ہجری میں پیدا ہوئے امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے
محدث ثقہ۔ فقیہ فاضل تھے اور کنیت ابو حنیفہ رکھتے تھے حدیث کو امام اعمش اور ان کے طبقہ سے
سنا اور آپ سے یحییٰ بن قطان نے روایت کی۔ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ آپ کے زمانے میں
آپ جیسا کوفہ میں اور کوئی نہ تھا۔ یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین۔ نو آپ کی توثیق کی اور سنہ ہجری
یا سنہ ہجری میں آپ فوت ہوئے۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ زبیر محمد
آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابی بکر

نوح بن ابی مریم ابو عصمہ مروزی الشیمہ بالجامع۔ فقہ امام ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ سے اخذ
کی اور حدیث کو حجاج بن ارطاة اور زہری و مقاتل سے سنا اور تفسیر کو کلبی وغیرہ اور مغازی
کو محمد بن اسحق سے اخذ کیا۔ جامع آپ کو اسلئے کہتے تھے کہ آپ جامع علوم تھے اور آپ کی

اور آپ کی چار مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک حدیث و آثار۔ دوم۔ اقوال و اہل امام ابو حنیفہ۔ سوم۔ نحو و جہاد
اشعار و ادب۔ بعض کہتے ہیں کہ جامع آپ کو ایسے کہتے تھے کہ آپ نے سب سے پہلے امام ابو حنیفہ کی
فقہ کو جمع کرنا شروع کیا اگرچہ آپ نقیہ جلیل القدر تھے مگر محدثین کے نزدیک حدیث میں آپ
مخرج ہیں یہاں تک کہ آپ کو وضع کیا گیا ہے اور بہت سی احادیث فضائل قرآن میں آپ نے
وضع کیں اور جب آپ سے اسکا باعث ہو چھا گیا تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے ایسے فقہار
قرآن میں حدیثیں وضع کی ہیں کہ بہت لوگ قرآن کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کی فقہ اور ابن اسحق
کی معازرت میں مشغول ہو گئے ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ نے سوا صدق کے سب چیز کو
جمع کیا مدت تک مرد کی فضا پر مقرر رہے اور اہل مرد اور عرافین نے آپ سے استغفار کیا
اور ابن ماجہ نے تفسیر میں آپ سے تخریج کی۔ وفات آپ کی سن ۱۵۰ ہجری میں ہوئی۔

لیث بن سعد بن عبد الرحمن فہمی۔ ابو الحارث کنیت تھی۔ فقہ و حدیث میں امام اہل مہم
فقہ سری تھے اہل بین اصفہان کے باشندہ اور قیس بن رفاعہ مولیٰ عبد الرحمن بن خالد بن
مسافر فہمی کے مولیٰ تھے آپ کا قول ہے کہ میں نے محمد بن شہاب زہری کے علم سے علم کثیر لکھا۔
امام شافعی کہتے ہیں کہ آپ امام مالک سے انفقہ تھے مگر اصحاب آپ کے ساتھ قائم ہوئے۔ آپ عطاء
خلف اور ابن بلکہ و اذناع ابن مولیٰ عمر سے روایت کرنے لگے اور آپ سے شعیب اور ابن مبارک نے
روایت کی۔ بڑے سخی و کریم تھے یہاں تک کہ سال بھر میں آپ کو باج ہزار دینار کی آمدنی تھی مگر زکوٰۃ
آپ پر واجب نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ کا دستور تھا کہ ہر روز آپ جنتک میں سو ساٹھ مساکین کو کھانا
کھلا نہیں دیتے تھے تو آپ روٹی نہیں کھاتے تھے۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ میں نے بعض
مجاہدین میں لکھا دیکھا ہے کہ آپ حنفی المذہب تھے اور مصر کی فقہاء آپ کو تفویض تھی امام مالک
نے آپ کو جینی کا ایک پیالہ مجبورون کا بھرا ہوا بھیجا آپ نے اسے عوض میں اُسکو سونے سے
بھر کر امام مالک کے پاس بھیج دیا آپ اپنے بارون کے لیے فادوہ بنایا کرتے تھے اور سہین بن یار کھڑک
انکو پینے کے لیے مسجد با کرتے تھے منصور بن عمار کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا اور آپ نے مجھ کو ایک زینا
عطا کر کے فرمایا کہ جو حکمت خدا نے نکو دی ہے وہ اس کے ذریعہ سے محفوظ رکھو۔ یہی بن کبیر کہتے ہیں کہ
میں نے آپ سے زیادہ کوئی اہل نہیں دیکھا۔ آپ نقیہ انفس محافظ حدیث و شعر۔ عربی لسان

حسن نہ کرہ۔ قرآن و نحو کو اچھی طرح جانتے تھے دوسری نے عمر بن کعبہ کو مصر کا نائب رفاہی آپ کے ماتحت تھے جب انہیں سے کسی کی نسبت آپ کو شک ہوتا تو آپ کی تحریر سے وہ معزول ہو جاتا ہر چند منصور نے آپ کو مصر کا حاکم بنانا چاہا مگر آپ نے منظور نہ کیا۔ بیس سال کی عمر میں آپ نے حج کیا۔ ولادت آپ کی شہرہ ہجری میں ہوئی اور ۱۵۰ شعبان ۱۷۰ ہجری کو جمعرات یا جمعہ کے روز وفات پائی اور مصر میں قرائہ صغریٰ بن مدون ہوئے۔ قبر آپ کی زیارت نگاہ عام ہر آپ کے بعض اصحاب نے کہا ہر کہ جب ہم نے آپ کو دفن کیا تو یہ آواز سنائی دی کہ ذہب اللیث فلا لیث لکھ + ومنع العلم قریبا و قریبا جب ہم نے دیکھا تو کہنے والا کوئی نظر نہ آیا۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ عابد زمان تاریخ وفات ہے۔

ابو عبد اللہ

قاسم بن معن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ مسعود الصہبانی النذلی کو فی۔ کنیت آپ کی ابو عبد اللہ تھی۔ آپ حدیث میں ثقہ فاضل اور فقہ و عربیت و لغت و شعر میں امام کامل اور سخا و مروءت و زہد میں بے نظیر تھے اور امام ابو حنیفہ کے ان اصحاب میں سے تھے جن کے حق میں امام موصوف انہم مسافر فی وجہ اخذ فی کے کلمات فرمایا کرتے تھے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ ثقہ صدوق اور بکر الروایت تھے حدیث کو اعش و عاصم بن ماحول و عبد الملک بن عمر و منصور بن مغیرہ و طلحہ بن یحیی و داؤد بن ابی ہند و محمد بن عمرو بن علقمہ و ہشام بن عروہ اور یحییٰ بن سعید وغیرہم سے روایت کیا اور آپ سے ابن ہدی اور علی بن نصر جعفری کبیر و عبد اللہ بن ولید عدنی و ابو عساکر ہندی و ابو نعیم بن ولید اور اصحاب سنن نے روایت کی اور لیث بن مظفر نے نو ثقت آپ سے جبرہ صی۔ بعد شریک بن عبد اللہ کے آپ کو ذہ کے قاضی بنے اور بسبب تقویٰ کے بغیر تنخواہ کے اقتضا کا کام انجام دینے رہے۔ لغت میں کتاب تو اور اور عرب المصنف تصنیف کیں اور نیز نخب میں کسی ایک کتاب میں لکھیں۔ اور شہرہ ہجری میں وفات پائی۔ کان عدل آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عابد زمان

حماد بن امام ابو حنیفہ۔ آپ کی کنیت ابو اسمعیل تھی اور بڑے زاہد و عابد و پرہیزگار تھے حدیث و فقہ کو اپنے والد ماجد سے سنا اور اذہ کیا بلکہ فقہ میں یہاں تک کمال مہارت پیدا کر لی تھی کہ اپنے والد ماجد ہی کے زمانے میں قوی دیا کرتے اور امام ابو یوسف و امام محمد و زفر و حسن بن زیاد وغیرہ کے طبقہ میں سے تھے اور تہ وین کتب فقہ میں ان کے معادل تھے جب امام ابو حنیفہ

فوت ہوئے تو آپ کے قبضہ میں سونے چاندی کے بہت سے درایع و امانتیں تھیں کہ میں انہیں
جنگلے مالک مفتقد تھے آپ نے ان سب کو قاضی کے پاس بیجا کر سپرد کر دیا ہر چند قاضی نے
بہت دفعہ کہا کہ آپ بڑے امین ہیں اپنے ہی پاس رہتے ہیں مگر آپ نے ایک مانی۔ آپ سے
آپ کے بیٹے اسمعیل نے لففہ کیا اور ابن عدی نے آپ کو حافظہ کی رو سے ضعیف قرار دیا۔ بعد
وفات قاسم بن معن کے آپ کو نہ کے قاضی مقرر ہوئے اور ماہ ذیقعد ۲۸۷ ہجری میں انتقال
فرمایا قطب دنیا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

سید

شریک بن عبد اللہ کوئی۔ کنیت آپ کی ابو عبد اللہ تھی اور ان علماء کرام میں سے تھے
جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی صحبت اختیار کی اور ان سے روایت کی امام موصوف آپ کو کثیر العقل سے
موصوف کیا کرتے تھے آپ نے امام عیش اور ابن شیبہ سے بھی حدیث کو سنا اور آپ سے عبد اللہ
بن مبارک اور یحییٰ بن سعید نے روایت کی۔ تفریب التہذیب میں لکھا ہے کہ آپ پہلے شہر واسطہ کے
قاضی تھے پھر کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ عادل و فاضل دعا بد و صدوق اور اہل ہوا و بدعت پر
بڑے سخت گیر تھے جب کوفہ کی فضا کے منولی ہوئے تو آپ کا حافظہ متغیر ہو گیا اور اکثر خطا کرنے لگے
وفات آپ کی مسئلہ بالمشابہ ہجری میں ہوئی اور امام مسلم و ابو داؤد و ترمذی و کسائی داہن ماجہ نے
اپنی اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی۔ کوہ علوم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد حنیف

غافیت بن یزید بن قیس الاردمی کوئی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے آپ بڑے
فقہ دانہ اور محدث صدوق تھے یہاں تک کہ امام موصوف آپ کے وجود سے بڑے ناظران تھے اور
آپ کی تعظیم و تکریم میں بڑا مالغہ کیا کرتے تھے اور جب تک آپ سے مشورہ نہ لینے کوئی بات اپنی
کتا بون میں لکھ نہ کرتے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ جب تک غافیت بن یزید نہ الین کم کسی
مسئلہ میں جلدی نہ کرو اور جب آپ آتے اور اپنی رائے کو ان سے متفق کرتے تو امام موصوف آپ سے
اصحاب کو حکم دیتے کہ اب اس مسئلہ کو لکھ لو۔ آپ نے امام عیش اور شہام بن عروہ سے بھی
حدیث کی روایت کی۔ مدت تک کوفہ میں قاضی مقرر رہے اور ۲۸۷ ہجری میں وفات پائی
نسائی نے آپ سے تخریج کی۔ امام زمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد الکریم بن محمد جرجانی۔ فقہ جید محدث مقبول تھے مدت تک فضا کا کام انجام دیا

اور روایت امام ابو حنیفہ سے کی اور حد و مشنہ ہجری میں وفات پائی ترمذی نے آپ سے تخریج کی۔ کوکب اسلام آپ کی تاریخ وفات ہو۔

یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عتبہ انصاری صحابی۔ کوفہ میں عیشام بن عبد الملک میں مسند ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو یوسف کفایت تھی۔ امام اجل فقہ اکمل عالم مہر۔ فاضل متبحر۔ حافظ سنن۔ صاحب حدیث۔ ثقہ۔ مجتہد فی المذہب اور امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سب سے مقدم تھے۔ آپ ہی نے پہلے ہل امام ابو حنیفہ کے مذہب پر کنا میں لکھیں اور مسائل کو امام و نشر کیا اور ان کے مذہب کو افطار عالم میں پھیلا یا آپ ہی سب سے پہلے قاضی القضاۃ اور فقہ العلماء و سید العلماء کے لقب سے ملقب ہوئے اور آپ نے ہی اس ہیئت کا لباس علماء کا جو آج کل مروج ہو ایجاد کیا۔ طلحہ بن محمد کہتے ہیں کہ آپ مشہور الامم خاصہ افضل اپنے زمانے کے افتخار تھے کوئی آپ کے زمانہ میں آپ سے مقدم نہ تھا اور علم و حکم و ریاست و قدر میں نہایت سرآمد تھے۔ حدیث کو امام ابو حنیفہ دہا استحقاق شیبانی و سلیمان بنی و یحییٰ بن سعد و سلیمان بن عیش و شام بن عروہ و عبید اللہ بن عمر عمری و عطاء بن سائب و محمد بن اسحق بن یسار و بشت بن سعد و غیر ہم سے سماعت کیا اور فقہ کو پہلے ابن بلیٰ ہجر امام ابو حنیفہ سے اخذ کیا۔ آپ سے امام محمد بن حسن شیبانی اور بشر بن ولید کندہی اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین و احمد بن منیع و علی بن جعد و غیرہ نے روایت کی۔ امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی نے آپ کی ثقاہت نقل فی الحدیث میں کچھ اختلاف نہیں کیا بلکہ امام غزالی نے کہا ہر کہ حدیث میں آپ کی متابعت سب سے اولیٰ ہو۔ آپ کے تلامذہ میں سے محمد بن سنانہ۔ معلیٰ بن منصور۔ بشر بن ولید کندہی۔ بشر بن غیاث مرسی۔ خلف بن ایوب و عصام بن یوسف و شام بن عبد اللہ حسن بن ابی مالک۔ ابو علی رازی۔ ہلال رازی۔ علی بن جعد و غیر ہم میں آپ کا قول ہر کہ میں امام ابو حنیفہ کی خدمت میں ۲۹ سال جانا رہا اور میری صبح کی نماز فوت نہیں ہوئی۔ آپ بغداد میں ساکن ہوئے اور وہاں کی قضا خلفائے ثلاثہ یعنی مہدی اور اس کے بیٹے ہادی اور ہارون رشید کے زمانے میں آپ کے میر ہوئی۔ ہارون رشید آپ کی بڑی عزت و توقیر کرتا تھا۔ ابن عبد البر نے کتاب الاستبانہ فی فضائل ثلاثہ الفقہاء میں لکھا ہر کہ ابو یوسف حافظ

حاضر ہوئی تو آپ نے مناجات کی اتنی توجہ تباہی کہ میں نے ہر ایک حادثہ و واقعہ میں تیری کتاب میں
 نظر کی اگر اس میں اسکا جواب نہیں پایا تو تیرے پیغمبر کی حدیث میں غور کی ہر اگر اس میں بھی نہیں پایا
 تو حضرت کے صحابہ سے اقوال و افعال کو دیکھا ہر اگر ان میں بھی جواب نہیں ملا تو میں نے اپنے
 اور تیرے درمیان امام ابو حنیفہ کو بل گردانا ہر اور توجہ تباہی کہ کسی قوی یا ضعیف کا نفاصہ میرے
 پاس نہیں آیا کہ حسین میں نے عدالت و برابری نہ کی ہو اور میرا دل قوی یکطرفہ مائل نہیں ہوا
 اگر ایسا ہوا ہو تو مجھے بخشدے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے دشمنوں میں سے ایک شخص کو آپ کی
 وفات کے دوسرے روز نہایت غلین پایا گیا لوگوں نے اسکا سبب پوچھا اُس نے کہا کہ میں
 کل رات خواب میں امام ابو یوسف کو بڑی زینت و محل کے ساتھ خلد برین میں دیکھا ہر جب
 میں نے دربانوں سے پوچھا کہ انھوں نے ایسا کون سا کام کیا ہر کہ جس سے یہ اس درجے کے
 مستحق ہوے ہیں تو یہ جواب ملا کہ بسبب اُس صبر و محمل کے جو مشقت تعلم علم میں آپ ٹھٹھاتے تھے
 آپ کو یہ درجہ حاصل ہوا ہر۔ روایت ہر کہ آپ کی وفات کے روز شیخ معروف کرخی نے ایک آدمی کو
 آپ کے گھر میں آپ کے جنازہ کی خبر لانے کے لیے بھیجا جب وہ آپ کے گھر میں پہونچا تو وہاں ایک
 شور عظیم برپا تھا اور جنازہ لیگئے ہوئے تھے اسلئے وہ جلدی واپس نہوسکا اور نماز جنازہ ادا
 کر لیگئی جب شیخ کو خبر پہونچی تو انھوں نے نہایت افسوس کیا اسپر لوگوں نے کہا کہ کیا آپ اس
 شخص کے جنازے کی نماز کے فوت ہونے سے افسوس کرتے ہیں جو بادشاہ کے صحاب میں سے تھا
 اور دنیا کی طرف رغبت کر کے قاضی بنا تھا شیخ نے فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہر
 کہ بہشت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اُس کے اندر ایک نہایت عمدہ بارگاہ آراستہ ہر اور جو
 و علمائین منتظر کھڑے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ مکان کیسے لیے آراستہ ہوا ہر انھوں نے کہا کہ کل
 امام ابو یوسف قاضی اس جگہ آئے تھے میں نے اُن سے استفسار کیا کہ یہ مرتبہ اُن کو کس سبب سے
 حاصل ہوا ہر کہ بسبب اُس صبر و محمل کے جو مشقت تعلیم علم پر آپ برداشت کرتے تھے۔ مناب
 ضہیری میں لکھا ہر کہ امام ابو یوسف کہا کرتے تھے کہ ہمارے جد اعلیٰ سعد بن عبدہ کو آنحضرت نے
 غزوہ خندق میں دیکھا کہ باوجود حادثات سن کے شری امر گرمی سے جنگ میں مشغول ہیں آپ نے
 اُن کو بلا کر پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہر انھوں نے عرض کیا کہ سعد بن عبدہ آپ نے اس کے حق میں عداوت

کہ خدا تمہاری کوشش اس قدر کرے پھر ان کے سر اور پیشانی پر ہاتھ پھیر جس مسح کا اثر قیامت تک ہمارے خاندان میں رہیگا چنانچہ امام ابو یوسف کا یہ حال تھا کہ جب کبھی کوئی شخص آپ کے چہرہ کی طرف دیکھتا تو آپ کی پیشانی ایسی لامع دکھائی دیتی کہ گویا تیل ملا ہوا ہو خطیب بغدادی وغیرہ نے حسب فحوائس ہر کہ فاضل تر محسوس ذرا آپ کے حق میں بھی سخت دست بائین لکھی ہیں مگر بہین شک نہیں کہ آپ کی توصیف و تعظیم میں بہت سے علماء و فضلاء نے اکتفا کیا ہے اور آپ کے ذکر خیر سے کتب معتبرہ ملو میں۔ تاریخ وفات آپ کی یہ ہے۔

ابو یوسف آن رب علم عل	نقیبہ معظم امام اجل	سید ازالہ و شکر لان	اند سال وفات سعید
-----------------------	---------------------	---------------------	-------------------

عبد اللہ بن مبارک بن واضح اخطی المرزوی۔ شہر مرو میں شمسہ ہجری میں پیدا ہوئے کینت ابو عبد الرحمن رکھتے تھے باپ آپ کا بڑا بڑا بیٹا تھا اور ہمدان کے ایک سوداگر کا جو قبیلہ بنی حنظلہ میں سے تھا علام تھا اس لیے آپ کو حنظلی کہتے ہیں اور والدہ آپ کی خوارزمی تھی۔ آپ ابتدا میں شراب خوری اور اسکے لوازمات لہو و لعب میں بڑے مصروف رہتے تھے آپ کی توبہ کا یہ سبب ہوا کہ آپ نے موسم بار میں ایک دن مع اپنے یاروں و دوستوں کے ایک باغ میں بڑا جلسہ کیا جس میں دن بھر آپ سرود و غنا میں مشغول رہے اور رات کو شراب کے نشہ میں غمور ہو کر مہوش ہو گئے صبح کو آپ نے خواب میں کیا دیکھا کہ ایک جانور آپ کے سر پر درخت پر بیٹھا ہوا آیت اللہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ تَشَعُّقَ قُلُوبِكُمْ يُدْرِكُ اللَّهَ وَمَا يُزِيلُ مِنَ الْحَقِّ** پڑھ رہا ہے جس کو آپ سکر چونک پڑے اور اسی وقت اسباب سرود و غنا توڑ کر اور شیشہ ہاسے کو بھونک کر اور بارچا نفس کو بھاڑ کر عبادت الہی میں مشغول ہو گئے بعض مورخوں نے آپ کی توبہ کے اور بھی ایک سبب بیان کیے ہیں سو بہر حال آپ کو ہانک درجہ حاصل ہوا کہ ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ باغ میں آپ کے دیکھنے کے لیے لیکن کیا دیکھتی ہیں کہ آپ سوتے ہوئے ہیں اور ایک سانپ نرگس کی شاخ میں کپڑے آپ سے لکھیاں دوڑ کر رہا ہے پھر آپ مرد سے بغداد میں آکر امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدت تک ان سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا اور وفات امام موصوف کے مدینہ میں آکر امام مالک سے استفادہ کیا اور سوائے ان کے اور بھی بہت سے مشائخ مثل سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و ہشام بن عروہ و عاصم حول و سلیمان بنی و حمید

بنی حنظلہ

طویل و خالدہ خدا اور اسماعیل بن خالد وغیرہ تابعین و تبع تابعین سے علم حدیث کو اخذ کیا آپ کا قول ہے کہ میں نے چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا ہے مگر روایت صرف ایک ہزار سے کرتا ہوں اور سائر طبقات عمدہ محدثین مثل عبد الرحمن بن اسدی و یحییٰ بن معین و ابوبکر و عثمان پسران ابی شیبہ و امام احمد و حسن بن عرفہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں طرفہ یہ کہ سفیان ثوری نے جو آپ کے شیعہ اصحاب میں سے ہیں آپ سے اخذ کیا ہے۔ سفیان ثوری باوجودیکہ حیرت وہ اہل کمال ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سعی کی کہ سال بھر میں تین رات دن ابن مبارک کی وضع پر بسر کروں مگر نہوسکا کبھی یہ کہتے تھے کہ کاشکے میری تمام عمر تین رات دن ابن مبارک کے برابر ہوتی۔ امام احمد کہتے ہیں کہ میں نے ابن مبارک سے زیادہ کوئی آدمی طالب علم نہیں دیکھا۔ اسدی کا مقولہ ہے کہ امام چار ہیں۔ ثوری۔ حماد بن زید۔ ابن مبارک۔ مالک۔ شعبہ نے کہا ہے کہ آپ جیسا کوئی ہمارے پاس نہیں آیا۔ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ میں نے ہرچہ اصحاب رسول خدا کے امر میں غور سے نظر کی ہے مگر ابن مبارک پر انکی فضیلت کی بجز صحبت رسول خدا اور غرا کے اور کوئی وجہ نہیں دیکھی۔ سلام بن ابی مطیع کا قول ہے کہ آپ جیسا کوئی ہمارے پاس نہیں آیا۔ قواریری کہتے ہیں کہ ابن صدیق کسی کو ابن مبارک اور امام مالک پر حدیث میں مقدم نہیں سمجھتے تھے عباس بن مصعب کا مقولہ ہے کہ ابن مبارک نے حدیث فقہ۔ عربی۔ شجاعت۔ تجارت۔ سخاوت۔ محبت کو جمع کیا۔ ابن الجندی ابن معین سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مبارک بڑے زیرک ثقہ۔ عالم احادیث صحیح تھے۔ اسماعیل بن عباس کہتے ہیں کہ مدینہ میں ہر کوئی شخص مثل ابن مبارک کے نہیں اور میں ایسی کوئی شخصیت حسنہ نہیں جانتا جو خدا نے آپ میں پیدا نہ کی ہو۔ جو اہل تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک دن ابن مبارک کے اصحاب مثل فضل بن موسیٰ و محمد بن حسن و محمد بن نضر جمع ہوئے اور انھوں نے کہا کہ آدم بن مبارک کے فضائل شمار کریں پس انھوں نے کہا کہ آپ میں حسب ذیل چیزیں موجود تھیں۔ علم۔ فقہ۔ ادب۔ نحو۔ لغت۔ شعر۔ زہد۔ فصاحت۔ ورع۔ قیام یسیر۔ عبادت۔ حج۔ جہاد۔ سدا۔ وفی الروایت۔ ترک مالا یعنی حسن صحبت باصحاب خود۔ اور عدم مخالفت انکی۔ حاکم نے کہا ہے کہ آپ دنیا میں امام زمانہ تھے۔ ابن حرج کہتے ہیں کہ میں نے کوئی عراقی آپ سے نصیح نہ نہیں دیکھا۔ ابن جہان نے کہا ہے کہ ابن مبارک میں ایسی خصلتیں

موجود ہیں کہ آپ کے زمانے میں تمام روئے زمین پر کسی اہل میں جمع نہیں کی گئیں۔ یہی اندلسی کہتے ہیں کہ ہم امام مالک کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن مبارک وہاں آئے جلو امام نے دیکھتے ہی بکسو ہو کر انکو اپنی مجلس میں اپنے پاس بٹھایا حالانکہ میں نے اپنی تمام عمر میں امام مالک کو بخراہن مبارک کے اور کسی کے لیے مجلس میں بکسو ہوئے ہوئے نہیں دیکھا۔ حسن بن شفیق بلخی کہتے ہیں کہ میں ابکدن نماز عشا کی پڑھ کر ابن مبارک کے ساتھ گھر میں آنے لگا جب دروازہ مسجد پر پہنچے تو میں نے اُن سے ایک حدیث کا تذکرہ کیا آپ نے اُسکا جواب بنا شروع کیا یہاں تک کہ ہم اُسی جگہ کھڑے رہے کہ صبح ہو گئی اور موزن نے فجر کی بانگ نماز کہ دی۔ پر ہنر گاری آپ کی اس درجہ کی تھی کہ ایک دفعہ آپ بغداد سے مرو کو جو آپ کا وطن بالوفہ تھا محض واسطے پہنچے اُس قلم کے تشریف لیکئے جو وہاں سے کسی سے واسطے لکھنے کے عاریتاً لیا تھا اور آتی دفعہ بھول سے اپنے ہمراہ لے آئے تھے آپکا مقولہ ہے کہ جس دم کی حلت میں کچھ شبہ ہو میرے نزدیک اُسکا پھیر دینا اس سے بہتر ہے کہ ایک لاکھ دم خدا کی راہ میں صدقہ دوں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ نے کسی دکاندار سے انکو خریدنا چاہا اور ایک دانہ اُسکے انکو روں میں سے نمونہ کے طور پر چکھنے کے لیے اُٹھا لیا جب آپ انکو خرید کر گھر میں آئے تو آپ کے دل میں گذرا کہ میں نے بغیر اجازت فروشنده انکو رکا دانہ اُٹھا کر کھا لیا تھا اس پر آپ نے واپس جا کر فروشنده انکو سے اس دانہ کو بخشنا چاہا اُس نے انکار کیا آپ نے فرمایا کہ دس دم لیکر بخش دے اُس نے پھر انکار کیا یہاں تک کہ دس سو دم وصول کرنے پر اُس نے بخشا اس پر فروشنده نے ہنس کر کہا کہ میں نے کیسے فریب سے اس قدر آپ سے روپیہ لیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ کچھ بڑی بات نہ تھی اگر پھر بھی تو انکار کرتا تو میں پانچ سو روپیہ تک دینے کو راضی تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کا گھوڑا جھوٹ کر کسی کی زراعت میں جا پڑا پس آپ نے اُسے گھوڑے کو دھین چھوڑ دیا اور اپنے اس پر کبھی سوار نہ ہوئے۔ آپ کی عادت تھی کہ جب حج کو جاتے تو بہت لوگ آپ کے ہمراہ حج کا ارادہ کرتے اور ہر ایک حسب حیثیت خود نقد و جنس آپ کے پاس جمع کر دیتا کہ بشرکت خرچ کر سکیں آپ ایک نہرست میں ہر ایک کا نام مع مقدار و قسم مال لکھ لیتے جب حج سے واپس آئے تو تمام مال انکو واپس کر دیتے جب لوگ اس نکتہ کا سبب پوچھتے تو آپ فرماتے کہ اگر پہلے ہی انکا مال پھیر دیا جاتا

تو یہ لوگ حج کا ارادہ جوڑ کر اس سعادت سے محروم رہتے اور میں بھی انکو ہمراہ بچانے کے ثواب سے محروم نہ تھا کیونکہ یہ لوگ بلکان اس بات کے کہ ہم اپنا مال خرچ کرنے میں اور کسی کے دل کا پوچھ نہیں میں میرے ہمراہ جاتے ہیں۔ ابتدا میں آپ کے والد ماجد نے آپکو پچاس ہزار دم واسطے تجارت کے دیے تھے جسکو آپ نے تحصیل علم حدیث میں صرف کر دیا جب اپنے وطن میں واپس آئے تو باپ نے آپ سے پوچھا کہ آپ اس روپیہ سے کیا جنس لائے ہیں اور کیا نفع حاصل کیا ہے آپ نے اس فقر علم کو جو جمع کیا تھا باپ کے آگے رکھ دیا اور کہا کہ یہ جنس یا ہون اور دو جہان کا نفع اٹھایا ہے باپ آپ کا بڑا خوش ہوا اور گھر میں بیجا کرچہ ہزار روپیہ اور آپکو دیا کہ اسکو خرچ کر کے اپنی تجارت کو پورا کر دے۔ ابو ذہب کہتے ہیں کہ میرے دیکھنے کی بات ہے کہ ایک دفعہ آپ ایک اندھے کے پاس سے گذرے اُس نے آپ سے سوال کیا کہ میرے لیے دعا کرو آپ نے اُس کے حق میں دعا کی پس خدا نے اُسی وقت اُسکی آنکھیں روشن کر دیں حسن بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ ایشیاء اللہ عتہ تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور ماہ رمضان شمسہ ہجری میں جہاد سے واپس آنے ہوئے مقام سوس میں بیمار ہو کر وفات پائی قبر آپ کی موقع بیت واقعہ فرات میں زبارة نگاہ عام ہے۔ حبیب زبانیان آپ کی تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہو چکا تو آپ نے اپنے غلام نصر نام سے جو معتبر میں روایت حدیث میں سے ہے فرمایا کہ مجھ کو فرش سے اُتار کر خاک پر رکھ دو غلام رونے لگا آپ نے فرمایا کیوں و تاہم اُس نے کہا کہ مجھ کو آپ کی شروت و نعمت یاد آئی ہے اور یہ حالت غربت مسکنت دیکھ کر بیتاب ہوا ہوں آپ نے فرمایا کہ کچھ غم نہ کر دین ہمیشہ خدا سے ہی چاہا کرتا تھا کہ میری زیست دو نمنہ دن کپڑے اور وفا عاجزون کے مانند ہو سوا لہذا یہ ایسا ہی ہوا۔ مرضی شہر مدیکطرت غسوب ہے جو خراسان میں واقع ہے اور جسکو مروشاہ جہان بھی کہتے ہیں یاے نسبت کے اول زبانیے معجمہ کو اسلئے زاید کیا گیا ہے کہ اس مرد اور اس شہر مروی میں فرق ہو جائے جو عراق میں کوفہ کے پاس واقع ہے جہان ایک مشہور کتب خانہ ہے۔

نوح بن دراج نخعی کوفی۔ کنیت ابو محمد تھی۔ فقہ میں امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے اور امام زعفران شیرازہ اور ابن ابی سے بھی فقہ کو اُخذ کیا۔ حدیث کی روایت امام زعفران و امام عیسیٰ

اور سعید بن منصور سے کہنے لکھے اگرچہ حدیث میں آپ کو ابن معین نے کذب بیان کیا ہے مگر تاہم ابن ماجہ نے تفسیر میں آپ سے تخریج کی ہے۔ ابتدا میں آپ کو ذہ کے قاضی تھے پھر بغداد کے قاضی ہوئے اور شاہ عین وفات پائی۔

یہ بھی
نکات

یہ بھی بن زکریا بن ابی زائد محمد بن ابی الکوفی۔ کنیت ابی ابوسعید تھے آپ حافظ احادیث اور فقیہ تھے۔ متدین بنو ع۔ متقن اور آن فقہاء میں شمار کیے جاتے تھے جنھوں نے فقہ و حدیث کو جمع کیا امام ابو حنیفہ کے جو چالیس اصحاب مذہب میں مشغول تھے انہیں سے آپ عشرہ متقدمین میں داخل تھے۔ یہ بھی بن معین کہتے ہیں کہ ابن عباس کے زمانے میں علم ابن عباس پر منہسی ہوا پھر نجی پھر ثوری پھر یحییٰ بن ابی زائد ہ پرانے عہد میں منہسی ہوا۔ ابن حجر نے ہدی ساری مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ ابن مدینی کہتے ہیں کہ کوذہ میں بعد ثوری کے کوئی آپ سے زیادہ ثبت نہ تھا اور نسائی نے آپ کو ثقہ حجت کہا ہے۔ خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ آپ بیس سال تک برابر بومہ دن رات قرآن شریف کا ختم کرتے رہے۔ آپ نے بغداد میں ایک مدت تک حدیث کی اور آپ سے امام احمد اور ابن معین اور قتیبہ اور حسن بن عرفہ اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی عبد الرحمن رازی سے روایت ہے کہ آپ ہی نے کوذہ میں پہلے کتب تصنیف کیں۔ ہارون رشید نے آپ کو مدینہ منورہ کا قاضی مقرر کیا۔ علاوہ دیگر کتب کے ایک مستند بھی آپ نے جمع کی اور تیرا نوے سال کی عمر میں شہید ہوئے شہر مدینہ میں وفات پائی سال وفات آپ کا لفظ یگانہ زمان ہے۔

نکات

فصیل بن عیاض بن سعودی خراسانی۔ عالم ربانی۔ امام نیردانی۔ قتادہ۔ عابد۔ صالح۔ ثقہ۔ صاحب کرامات تھے کنیت ابو علی تھے۔ آپ کا مولد ابی ورد اور بقول بعض ہرقند تھا جو خراسان میں ہے۔ ابتدا میں آپ فطاع الطریق تھے ایک دن لوٹدی کے عشق میں کسی دیوار پر چڑھ رہے تھے کہ کسی نے آت الم یاک للذین امنوا فتحشم قلوبہم پڑھی جسکے سننے سے آپ کو ایسی تاثیر ہوئی کہ اسی وقت توبہ کی اور کوذہ میں آکر رت تک امام اعظم رحم کی صحبت کی اور اُن سے فقہ کو اخذ کیا اور حدیث کو سنا اور آپ سے امام شافعی اور قحطان اور ابن ہمدی نے روایت کی ابو علی رازی کہتے ہیں کہ میں تیس سال تک آپ کی صحبت میں ہاگز اس عرصہ میں آپ کو کبھی ہنستے اور ہنس کر نہ نہیں دیکھا مگر اس روز کہ جب آپ کا فرزند علی نام فوت ہوا

ن نے ہنسی کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ خدا نے ایک بات کو پسند فرمایا پس میں نے بھی اُسکو
 منہ کیا۔ مذکرہ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب آپ نے توبہ کی تو آپکو یہ فکر دلائیکر ہوئی کہ کسی طرح
 میں لوگوں کو راضی کیا جاوے جنکو ہم نے ٹوٹا اور اذیت دی ہے چنانچہ آپ روز رو کر اپنے مدعیوں کو راضی
 نے تھے مگر ایک یہودی تھا وہ کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا آخر اسنے کہا کہ میں تب راضی ہوں گا کہ جب
 آپ یہ توبہ ریت کا یہاں سے اٹھا کر جگہ صاف کر دینگے اتفاقاً وہ توبہ اسقدر بڑا تھا کہ اُسکا
 ٹھکانا طاقت بشری سے دشوار تھا مگر آپ نے اُسکو کھوڑا کھوڑا اٹھا کر شروع کیا یہاں تک کہ
 مدت اس میں مشغول رہے جب نہایت تھک گئے تو ایک رات کو ہوانے وہ توبہ وہاں سے
 رانگہ کر کے نابہ بدر کر دیا یہ معاملہ دیکھ کر یہودی حیران رہ گیا اور آپ کو کہا کہ میرے سر ہانے
 بے نیچے سے کچھ اٹھا لاؤ تاکہ میں تمکو تمہارا قصور بخش دوں آپ نے اُسکے سر ہانے کے نیچے سے
 بے مٹھی سونے کی اٹھا کر اُسکو دی جسے دیکھتے ہی کہا کہ عجیبی اسی وقت مسلمان کر دے آپ نے
 اسکا سبب پوچھا اسنے کہا کہ میں نے توبہ میں بڑے عیب کی جس شخص کی توبہ قبول ہوئی ہے اسکے
 تھ کی برکت سے مٹی بھی سونا ہو جاتی ہے سو میرے سر ہانے کے نیچے خاک بھی جو سونا ہوگی اس میں
 میں سے مجکو ثابت ہو گیا کہ تمہاری توبہ قبول ہو گئی اور تمہارا دین سچا ہے۔ آپ نے کو قہ سے کہ
 منظمہ میں ہجرت کر کے وہیں مجاورت کی یہاں تک کہ ماہ محرم شہ ۱۱ ہجری میں وفات پائی آپ سے
 صحابہ صحاح ستہ نے تخریج کی اور آپکے خوارق عادات و کرامات کے حالات کتب مبسوطہ
 مغبرہ میں تفصیل مذکور ہیں۔ امام عادل اپنی تاریخ وفات ہے۔

عبسی بن یونس یا یوسف کو فی۔ محدث ثقہ فقیہ حید تھے حدیث کو امام اعظمی اور امام
 مالک سے سنا اور فقہ کو امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے اخذ کیا۔ خلیفہ مامون نے آپ کو
 دس ہزار درم بطور ہدیہ بھیجا مگر آپ نے واپس کر دیا اسنے یہ خیال کر کے کہ شاید آپ نے
 انکو قلیل سمجھ کر نہیں لیا اور دس ہزار دینا کہا مگر آپ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی حدیث کے مقابلہ میں بلیہ اور پانی بھی نہیں ہے آپ نے پینتالیس غزوے اور پینتالیس ہجری
 حج کیے اور شہ ۱۱ ہجری میں وفات پائی۔ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے آپ سے تخریج کی۔ سال
 وفات آپکا ماہ عالم ہے۔

عبسی بن یونس

اسد بن عمرو

اسد بن عمرو بن عامر بن اسلم بن مینث البجلی الکوفی۔ امام اعظم کے اُن چالیس اصحاب میں سے تھے جو کتب اور قواعد فقہ کی تدوین میں مشغول اور عشرہ متقدمین میں امام ابو یوسف و محمد و زفر و داؤد طائی وغیرہ میں شمار کیے جاتے تھے آپ نے بیس سال تک امام ابو حنیفہ کے بے کتابت کی اور انھوں ہی سے حدیث کو سنا اور فقہ کو اخذ کیا۔ جب امام ابو یوسف فوت ہوئے تو سفید نے بغداد اور واسطہ کی قضا آپ کے سپرد کی اور اپنی بیٹی کا آپ کے ساتھ نکاح کر دیا کچھ مدت بعد آپ نے مع عورت خود حج کیا اور جب آپ انھوں سے معذور ہو گئے تو قضا کو چھوڑ دیا۔ آپ سے امام احمد بن حنبل اور محمد بن بکار اور احمد بن منیع نے حدیث کو روایت کیا اور آپ کو صدوق تسلیم کیا۔ یحییٰ بن معین نے بھی آپ کی توثیق کی پس اس صورت میں بقول کفوی جو شخص آپ کو ضعیف تصور کرے اُسکا منہ بند کرنے کے لیے امام احمد کا آپ سے روایت کرنا اور صدوق بتلانا کافی ہے کیونکہ محدثین کے نزدیک یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ امام احمد بجز ثقہ راویوں کے اور کسی سے روایت نہیں کرتے۔ قتادی برہنہ میں لکھا ہے کہ ایک دن امام ابو حنیفہ نے اپنے اصحاب پر ایک ایسا مسئلہ افکا کیا جسکو بجز آپ کے اور کسی نے نہ نکالا امام صاحب آپ پر بڑے خوش ہوئے اور آپ کی تعریف کی۔ وفات آپ کی شہد یا شہد ہجری میں ہوئی۔ بجلی بختین جریر بن عبد اللہ بجلی صحابی کی طرف منسوب ہے۔ صالح جان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن حسن

محمد بن حسن بن فرقد الشیبانی۔ امام ابو حنیفہ کے شاگرد و ن میں سے آپ فقہ و حدیث و لغت کے امام اور فصیح بلیغ و ادیب بے نظیر تھے باپ آپ کا قبیلہ شیبان سے شہر حرث کا رہنے والا تھا جو دمشق میں وسط عوطہ کے اندر واقع ہے اور عراق میں آکر واسطہ میں اقامت گزین ہوا تھا جہاں آپ ۳۲۲ یا ۳۲۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور کوفہ میں نشوونما پایا اور امام ابو حنیفہ کی شاگردی کی اور مدت تک اُنکی صحبت میں رہ کر فہم حاصل کیا اور حدیث کو امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف و مسعر بن کلام و سفیان ثوری و امام مالک و مالک بن دینار و امام اوزاعی و یحییٰ اور مالک بن مغول وغیرہ سے سنا اور آپ سے امام شافعی اور ابو عبیدہ القاسم بن سلام و ابو حفص کبیر و احمد بن حنبل و ابو سلیمان

درجانی و موسیٰ بن نصیر رازی و اسمعیل بن لؤلؤ و علی بن مسلم و محمد بن سماعہ و علی بن منصور و ابراہیم بن رستم و ہشام بن عبیدہ و عیسیٰ بن ابان و محمد بن مقاتل و ارشد بن ادبن حکیم و غیر ہم نے روایت کی اور تفقہ کیا۔ اور عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے سوا کوئی اعلم کتاب اللہ کا نہیں دیکھا آپ عربیت و نحو و حساب میں بڑے ماہر تھے۔ قاسم بن سلام محدث متوفی ۲۲۳ ہجری نے غریب الحدیث میں آپ سے استناد کیا۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ امام شافعی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد سے ایک بوجہ اذیت کا علم اخذ کیا ہے اور میں نے ان سے زیادہ کوئی عقیل نہیں دیکھا اور میں نے آپ کے سوا کوئی قریب اندام ذکی نہیں دیکھا۔ امام شافعی نے آپ کی کتابوں کو منگا کر انکی نقل کی۔ امام احمد سے جب پوچھا گیا کہ آپ یہ مسائل دقیقہ کہاں سے حاصل ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں سے حاصل ہوئے ہیں۔ امام شافعی سے ابن عبد الجکم نے روایت کی ہے کہ امام محمد نے کہا ہے کہ میں نے تین برس تک امام مالک کے دروازے پر اقامت کر کے کچھ اور پر سات سو احادیث ان سے سماعت کی ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر یہ وہ نصاریٰ امام محمد کی تصانیف دیکھ لیں تو بے اختیار ایمان لے آئیں۔ عیسیٰ بن ابان سے جب پوچھا گیا کہ امام ابو یوسف افتہ ہیں یا امام محمد تو انھوں نے کہا کہ ان دونوں کی کتابوں پر اعتبار کرنا چاہیے یعنی امام محمد افتہ ہیں۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ میرے نزدیک فقہ میں بہت امانت دار لوگوں کے امام محمد ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص فقہ کا ارادہ کرے اسکو امام ابو حنیفہ کے اصحاب کی صحبت کرنی چاہیے کیونکہ معانی قرآن و حدیث کے انھیں کو میرے ہیں اور خدا کی قسم میں امام محمد کی ہی کتابوں سے فقہ ہوا ہوں۔ کہتے ہیں کہ بعد وفات آپ کے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کا نزع کے وقت کیسا حال ہوا آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت مکاتب کے مسائل میں سے ایک مسئلہ میں تامل کر رہا تھا مجھ کو روح کے نکلنے کی کچھ خبر تھی۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام شافعی نے آپ کے پاس رات بسر کی اور صبح تک نماز میں گھرے رہے پھر آپ بستر سے پر لیٹ گئے امام شافعی کو یہ بات ناگوار گذری جب فجر ہوئی تو آپ اٹھ بیٹھے اور بغیر تجدید وضو کے نماز پڑھ لی امام شافعی

نے اسکا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے نفس کے لیے عمل کر کے صبح کر دی اور میں نے امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عمل کر کے کچھ اور ہزار مسئلہ کتاب اللہ سے نکالا۔ محمد بن سماعہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا تھا کہ مجھ سے کوئی ایسی دنیاوی حاجت طلب نہ کریں جس سے میرا دل اس طرف گجاسے اور جس چیز کی حاجت ہو میرے ذمیل سے مانگ لیا کریں۔ کہتے ہیں کہ آپ اس قدر علم میں مشغول تھے کہ پارچات آپ کے پیلے ہو جاتے تھے اور آپ کو ان کے اٹانے کی فرصت نہ ہوتی تھی اس لیے آپ کے گھر کے لوگ اور کپڑے آپ پر ڈال دیتے تھے اور پیلے اتر دیا کرتے تھے۔ آپ کے گھر میں ایک مرغ تھا جو دقت بیعت ہاتھ دیکھتا کہ اتھا آپ نے اسکو ذبح کر دیا کہ یہ مجھ کو نافع علم کے شغل میں باج ہے۔ اسمعیل بن ابی رجا کہتے ہیں کہ میں نے بعد وفات آپ کے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا نے بخشہ دیا اور فرمایا کہ اگر مجھ کو عذاب دینا ہوتا تو مجھ کو یہ عذاب نہ دیتا پھر میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسف کمان میں فرمایا کہ وہ مجھ سے دو درجہ اوپر ہیں پھر میں امام ابو حنیفہ کا حال پوچھا فرمایا کہ وہ بہت دور اعلیٰ علیین میں ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ نے امام شافعی کی والدہ سے جو بیوہ تھیں نکاح کیا اور جب آپ سوار ہو کر کہیں جایا کرتے تو امام شافعی اکثر پیادہ آپ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ بڑے فصیح الناس تھے جب کلام کرتے تھے تو سننے والا ایسی خیال کرتا تھا کہ قرآن شریف آپ کی بولی میں نازل ہوا ہے اور جب امام شافعی بغداد میں تشریف لائے تو آپ کے اور امام شافعی کے درمیان کئی ایک مجالس بارون رشید کے سامنے واقع ہوئیں اور امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے بجز امام محمد کے اور کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا کہ جب اس سے کوئی مشکل مسئلہ پوچھا گیا ہو تو اس کے چہرہ میں کراہیت ظاہر نہ ہوتی ہوا تھی۔

شامی میں لکھا ہے کہ امام محمد فرائض و نفوی کی خالہ کے بیٹے ہیں اور لغت میں بھی مثل ابی عبیدہ اور حمصی اور خلیل و کسائی وغیرہ کے امام ہیں اور آپ کی تقلید لغت میں واجب ہے چنانچہ ابو عبیدہ نے باوجود جلالت قدر کے آپ کی تقلید کی اور آپ کے قول سے حجت بکری سطح ابو عباس نے لغت میں آپ کی تقلید کی اور ثعلب کہتے تھے کہ ہمارے نزدیک امام محمد سید ہیں کے

فران میں سے ہیں اور آپ کا فعل لغت میں حجت ہوا تھی۔ آپ کہتے تھے کہ ہمارا باپ بیس ہزار درہم
 بیوڑ گرفت ہوا تھا جنہیں سے پندرہ ہزار درہم تو ہٹے خود شیر اور باقی فقہ و حدیث کے حصول
 میں خرچ کیے۔ یہ بھی آپ کا قول تھا کہ جب میں پہلی دفعہ امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر
 ہوا تھا تو امام نے مجھ سے پوچھا تھا کہ قرآن مجید یا دجو یا نہیں میں نے کہا کہ نہیں امام نے کہا کہ
 اول قرآن جا کر یاد کرو پھر فقہ میں مشغول ہونا اسپر میں پھر گیا اور سات روز میں قرآن شریف
 حفظ کر کے پھر حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے مکو نہیں کہا کہ قرآن شریف یاد کر کے ہمارے
 پاس آؤ میں نے کہا کہ قرآن حفظ کر آیا ہوں خطیب بغدادی نے اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفہ
 سے روایت کی ہے کہ امام محمد اس وقت سے کوفہ کی مسجد میں فایع تحصیل ہو کر بیٹھے کہ جب
 آپ کی بیس سال کی عمر تھی۔ روایت ہے کہ جب آپ زانو سے اجساد سے سر اٹھاتے تو اکثر یہ مقولہ
 فرمایا کرتے لذات الافکار خیر من لذات الالبکار۔ کہتے ہیں کہ ایک اخبار نھاری نے بہت سے
 علماء اسلام سے ملاقات کی تھی اور مسلمان ہوا تھا جب امام محمد نے جامع کبیر کو تصنیف کیا تو وہ اسکو
 مطالعہ کر کے فوراً مسلمان ہو گیا اور کہا کہ اگر یہ پیغمبر کا دعویٰ کرتے اور معجزہ اپنا اس کتاب کو
 پیش کرنے کو کوئی آپکا مقابلہ نہ کر سکتا اور سب پر ایمان لانا لازم ہوتا پس کجا وہ شخص جسکی امت
 میں سے یہ ایک شخص ہیں۔ جبکہ آپ نے امام ابو حنیفہ کے علم کو اپنی تصنیفات کے ذریعہ سے
 پھیلا دیا کسی سے ظہور میں نہیں آیا چنانچہ آپ نے نو سو تینانوے تصنیفات دینی علوم میں
 کہیں اور دس لاکھ ستر ہزار تیس اور ایک روایت میں دس لاکھ ستر ہزار ایک سو سولہ نکالا لیکن
 آپ کی تصنیفات میں سے اس پر کتاب میں ہیں۔ مبسوط زیادات۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ صغیر
 صیر کبیر۔ نوادر۔ نوازل۔ رقیات۔ ہارونیات۔ کیسانیات۔ جرجانیات۔ کتاب الآثار۔
 موطا۔ طبقات تہمی میں امام سرخسی کی شرح میر الکبیر سے منقول ہے کہ میر الکبیر امام محمد کی
 آخر تصنیفات فقہ میں سے ہے جسکی تصنیف کا یہ سبب ہوا تھا کہ آپ کی میر صغیر ایک مرتبہ امام
 اوزاعی اہل شام کے ہاتھ میں آگئی جنھوں نے اسکو دیکھ کر فرمایا کہ عراقی و اون کو باوجودیکہ اس
 باب میں یہ ایک تصنیف اُنکے پاس موجود ہے کیا ہوا کیا اُنکو میر صغیر کا علم نہیں ہے جب اس
 بات کی خبر امام محمد کو پہنچی تو آپ نے میر کبیر کو تصنیف کیا پس جب اسکو امام اوزاعی نے

دیکھا تو فرمایا کہ اگر اس کتاب کو احادیث سے شامل نہ کیا جاتا تو البتہ میں کہتا کہ تحقیق انھوں نے اس میں علم رکھا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے انکی فکر میں جہت اصابت جواب کی سعین کی ہے اور بیچ کہا خدا نے کہ اوپر ہر ذی علم کے علیم ہے اسکے بعد امام محمد نے اس کتاب کو ساٹھ دفاتر میں لکھوا کر خلیفہ ہارون رشید کے پاس بھیجا یا جس نے اسکو دیکھ کر نہایت پسند کیا اور اسکو آپ کے تفاعل ابامین سے شمار کیا۔ میر تقیانی نے شرح بدایہ میں لکھا ہے کہ آپکی کتاب بسوط کو علماء نے اصل ٹھہرا ہے کہونکہ آپ نے پہلے اسی کو تصنیف کیا ہے پھر جامع صغیر و جامع کبیر و زیادات کو تصنیف فرمایا۔ ہارون رشید نے پہلے آپکو مقام رتہ کا قاضی مقرر کیا تھا جہاں آپ نے کتاب رقیات تصنیف کی پھر معزول ہو کر بغداد میں تشریف لائے جب ہارون رشید رمی میں آیا تو آپکو بھی اپنے ساتھ لایا جہاں آپ نے بٹہ بٹہ ہجری میں وفات پائی اتفاق سے اسی روز امام ابو الحسن علی معروف کسائی نحوی نے بھی وفات پائی اسلئے ہارون رشید کہا کرتا تھا کہ میں نے فقہ و نحو کو رمی میں دفن کیا ابامین آپکی تاریخ وفات ہے۔

علی بن شہر فرشی کوئی۔ امام ابو حنیفہ کے آن اصحاب میں سے تھے جنھوں نے فقہ و حدیث کو جمع کیا ابو الحسن کینت تھی۔ اپنے زمانہ کے عالم عامل صاحب روایت و روایت اور فقہ تھے۔ حدیث کو عیش اور ہشام بن عروہ سے سنا اور آپ سے سفیان ثوری نے امام ابو حنیفہ کا علم آپکی کتب کو اخذ و نقل کیا۔ مدت تک آپ موصی کے قاضی رہے اور شہر ہجری میں وفات پائی اصحاب صحاح سنہ نے آپ سے تخریج کی۔ عالم بے بدل آپکی تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن خالد بن عبس سمنی بصری مولیٰ بنی لبث۔ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے عالم فاضل فقیہ کامل۔ اسے و فتویٰ میں بصیرت تمام رکھتے تھے۔ ابو خالد کینت تھی۔ مدت تک امام ابو حنیفہ کی صحبت میں بیٹھے اور اُسے بہت کچھ اخذ کیا۔ ادائل میں عثمان فقیہ بصرہ کے شاگرد تھے جو بعد تعلم فقہ و حدیث کے امام ابو حنیفہ کی خدمت سے شرف ہوئے اور چالیس ہزار مسائل مشککہ جو آپ کے خیال میں مشکل تھے امام سے حل کیے۔ بہ سبب نیک روشی اور حیثیت کے سمنی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔ اگرچہ صاحب تقریب کے نزدیک آپ متروک ہیں لیکن تاہم ابن ماجہ نے اپنی سنن میں آپ سے تخریج کی اور ہلالی ابن بھی اور اسکے

حالی بن خلد

یوسف بن خالد

باپ خالد نے آپ سے روایت کی۔ طحاوی نے کہا کہ میں نے فرنی سے سنا کہ یوسف بن خالد اہل خبار میں سے ہیں۔ وفات آپ کی ماہ رجب سنہ ہجری میں ہوئی۔ گو کتب عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد اللہ

عبد اللہ بن ادریس بن یزید بن عبد الرحمن اودمی کوئی۔ فقیہ عابد۔ محدث ثقہ تھے کینت ابو محمد نخعی۔ ہر ایک چیز میں امام ابو حنیفہ سے روایت کی اور نیز اپنے باپ و ابن سعید و عیسیٰ و ابن جریج و ثوری اور شعبہ سے سنا اور آپ سے امام مالک و ابن مبارک و امام احمد نے روایت کی کہ میں نے جب آپ مرنے لگے تو آپ کی لڑکی نے رونام شروع کیا آپ نے فرمایا کہ مت رو کیونکہ میں نے اس مکان میں چار ہزار بار قرآن کا ختم کیا ہے آپ نے کچھ اور برائے سال کی عمر میں سنہ ہجری میں وفات پائی۔ آپ سے اصحاب نے نفع کی۔ عزیز زمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن امام ابو یوسف

یوسف بن امام ابو یوسف بن ابراہیم بن حبیب بن خنیس بن سعد بن عبیدہ انصاری بڑے فقیہ و محدث تھے فقہ و حدیث کو اپنے والد امجد اور نیز یونس بن ابی اسحق سمعی اور سری بن یحییٰ وغیرہم سے اخذ کیا اور سنا اور اپنے والد کی ہی جیات میں فرنی جانب ہوا وہ قاضی مقرر ہوئے اور ہارون رشید کے حکم سے مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور وفات قاضی رہے اور بعد اذین ماہ رجب سنہ ہجری میں وفات پائی۔ صاحب کمال تاریخ وفات ہے۔

عبد اللہ بن علی

علی بن طیبان بن ہلال عیسیٰ کوئی۔ فقیہ۔ محدث۔ عالم۔ عارف۔ درع تھے کینت ابو یوسف تھے۔ ابتدا میں آپ شرمی بغداد کے قاضی مقرر ہوئے جب ہارون رشید کی خلافت کا دور ہوا تو آپ قاضی القضاۃ بنے آپ ہمیشہ بورے پر بیٹھا کرتے تھے لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کیون بورے پر بیٹھا کرتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے جو قاضی تھے وہ مسند پر بیٹھا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ مجھ کو شرم آتی ہے کہ دو مسلمان بھائی میرے آگے بورے پر بیٹھیں اور میں مسند پر بیٹھا کروں۔ وفات آپ کی سنہ ہجری میں ہوئی اور ابن ماجہ نے آپ سے نفع کی۔

شیخ

شیخ بن ابراہیم نخعی۔ امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے عالم۔ زائد۔ عارف۔ متوکل تھے

اور اُن سے کتاب الصلوٰۃ پڑھی۔ اور امام ابو حنیفہ واسرئیل اور عباد بن کثیر سے بھی روایت کی۔ کنیت ابو علی رکھتے تھے۔ مدت تک ابراہیم بن ادیم کی صحبت میں رہے اور اُن سے طریقت کا علم حاصل کیا۔ آپ کا قول تھا کہ میں نے ایک ہزار سات سو ستاد کی شاگردی کی اور چھ ہزار نو سو نو لکے پڑھے لیکن خدا کی ضمانت سی جادو خیر زمین پائی۔ ایک امن روزی میں۔ دوم کام میں اخلاص رسوم شیطان سے عداوت۔ چہارم تو سے موافقت۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے تولد کے میدان میں قدم رکھا تو آپ کے پاس نین سو گائون جائیداد میں تھے سب کو آپ نے فقراء پر ایشیا کر دیا۔ یہاں تک کہ مرنے کے وقت کفن کے لیے بھی آپ کے پاس کچھ نہ تھا اہم احمد بن ابان بن علی اور ابن مویہ نے آپ سے روایت کی اور اسے ہجری میں اب ولایت ختلان میں شہید ہوئے چنانچہ قبر آپ کی اُسی جگہ واقع ہے۔ بحکم اہل دنیا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حفص بن غیاث بن مطلق بن معاویہ انھنی الکوفی۔ اپنے زمانے کے عالم محدث ثقہ زاہد پر ہیر کا تھے اور امام ابو حنیفہ کے اُن صحابہ میں سے تھے جنکے حق میں امام موصوت اہم سارقہ بنی جبار حزنی کا جملہ فرمایا کرتے تھے۔ کنیت ابو عمر تھی۔ ثقہ امام ابو حنیفہ سے حاصل کی اور حدیث کو امام ابو یوسف اور سفیان ثوری اور اشعث بن حریج بن سعید انصاری اسمعیل بن ابی خالد اور عاصم الاحول اور ہشام بن عروہ وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے عمرو اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ابن معین اور یحییٰ القطان وغیرہ اہل عراق نے سنا اور روایت کیا اور اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں آپ سے نسخے کی۔ ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ آپ کو فہم میں تیرہ سال اور بغداد میں دو برس تک دارالفضائے مشہور رہے لیکن اخیر عمر میں آپ کا حفظ کچھ ٹھوڑا سا متغیر ہو گیا وفات آپ کی بقول صحیح مسلم ۹۲ ہجری میں ہوئی۔ نفعی آپ کو ایسے کہتے ہیں کہ آپ غرب کے قبیلہ نجع میں سے ہیں۔ زہدہ اہل علم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مختص بن غیاث
یہ فقہی روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ سے روایت کی اور حدیث کو امام ابو یوسف اور سفیان ثوری اور اشعث بن حریج بن سعید انصاری اسمعیل بن ابی خالد اور عاصم الاحول اور ہشام بن عروہ وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے عمرو اور امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ابن معین اور یحییٰ القطان وغیرہ اہل عراق نے سنا اور روایت کیا اور اصحاب صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں آپ سے نسخے کی۔ ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ آپ کو فہم میں تیرہ سال اور بغداد میں دو برس تک دارالفضائے مشہور رہے لیکن اخیر عمر میں آپ کا حفظ کچھ ٹھوڑا سا متغیر ہو گیا وفات آپ کی بقول صحیح مسلم ۹۲ ہجری میں ہوئی۔ نفعی آپ کو ایسے کہتے ہیں کہ آپ غرب کے قبیلہ نجع میں سے ہیں۔ زہدہ اہل علم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

وکیع بن جراح بن یحییٰ بن عدی کوفی۔ ثقہ و حدیث کے امام اور حافظ و ثقہ زاہد عالم۔ اکابر تبع تابعین میں سے امام شافعی و امام احمد کے شیخ تھے۔ ابو سفیان کنیت تھی۔ اصل کے نسا پورا اور بقول بعض سندھ کے باشندہ تھے۔ ثقہ کا علم امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا اور حدیث کو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف و زفر و ابن حریج و سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و داؤد زاعم و عثم وغیرہم سے سنا اور آپ سے عبد اللہ بن مبارک دیمی بن اکثم و امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین و

دعبل بن مدینی زابن راہویرہ و احمد بن منبج اور آپ کے بیٹے سفیان وغیرہ محدثین نے سنا اور اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی ابن اکثم کہتے ہیں کہ میں نے حضور و سفین ابی مہجت کی آب ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر رات قرآن کا ختم کرتے تھے اور حبیب بن مسریحہ قرآن کا زبرہ پلینے نہ سوتے پھر خبر رات کو اٹھ کھڑے ہوتے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ میں نے وکیع سے کوئی افضل نہیں دیکھا اسپر لوگوں نے کہا کہ کیا ابن مبارک کو بھی نہیں فرمایا کہ ابن مبارک کو بیشک فضل ہو لیکن میں نے وکیع سے کوئی افضل نہیں دیکھا۔ آپ کا دستور تھا کہ قبلہ کے سامنے بیٹھ کر حدیث کو یاد کرتے اور رات کو کھڑے ہوتے اور پُر در پُر حدیث کو لاتے اور امام ابو حنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے اور یحییٰ بن سعید قطان آپ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے امام احمد کہتے ہیں کہ میں نے علم کا دعویٰ کرنا بالارباۃ ثر آپ سے کوئی نہیں دیکھا۔ آپ ہی کو کسی نے اس شعر میں مشار الیہ کیا ہے
شکوت الی وکیع سور حفظی + فاد صانی الی ترک المعاصی + وعلہ بان الفضل علم بفضل اللہ
لا یجربہ عاصی + آپ نے ستر سال کی عمر میں شہہ ہجری میں وفات پائی کتبہ اہل بن
آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شعیب بن اسحاق بن عبد الرحمن قرشی الدمشقی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فقیہ متم بالار جاوے تھے ابن عروہ سے آپ نے اخیر عمر میں حدیث کو سماع کیا اور آپ سے ثبت نے روایت کی آپ امام اوزاعی و امام شافعی اور ولید بن مسلم کے طبقہ میں سے تھے شیخین اور ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے حدیث کی تخریج کی اور شہہ ہجری او بقول بعض شہہ ہجری میں آپ فوت ہوئے۔

یحییٰ بن سعید اقطان بن فروج نبی بصری۔ ابو سعید کلبی تھی۔ حدیث کے امام حافظ۔ ثقہ۔ متفق قدوم تھے۔ امام مالک و ابن عیینہ اور شعبہ سے حدیث کو سنا اور آپ سے امام احمد و ابن المدینی اور ابن معین نے روایت کی میں سال تک ہر روز قرآن شریف کا ختم کرنے رہے اور چالیس سال تک آپ سے مسجد میں زوال نوٹ نہوا آپ کا دستور تھا کہ بعد نماز عصر کے آپ منار مسجد میں تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے اور آپ کے روبرو امام احمد و ابن مدینی اور ابن خالد کھڑے ہو کر حدیث پوچھتے اور مغرب تک کسی کو نہ کہتے کہ بیٹھ جاؤ اور نہ آپ کی حدیث و حلال سے

یحییٰ بن قطان

کوئی بیٹھ سکتا تھا۔ فتویٰ امام ابو حنیفہ کے قول پر دیا کرتے تھے۔ مسئلہ ہجری میں پیدا ہوئے اور
اٹھتر سال کی عمر میں مسئلہ ہجری میں وفات پائی آپ سے صحیح ستہ وادوں نے تخریج کی امام
فتویٰ آپ کی تاریخ وفات ہجری۔

شعبان بن عیینہ

شعبان بن عیینہ بن ابی عمران یمنی الاملائی الکوفی۔ محدث ثقہ۔ حافظ۔ نقیہ۔ امام حجت
اور آٹھویں طبقہ کے دوس میں سے تھے ابو محمد کنیت تھی۔ کوفہ میں ۱۵۰ شعبان سنہ ہجری میں
پیدا ہوئے اور آپ کا باپ آپ کو مکہ معظمہ میں لے گیا ابھی بیس سال کی عمر کو نہ پہنچے تھے کہ پھر کوفہ میں
آئے اور امام ابو حنیفہ کے پاس تحصیل علم حدیث کے لیے بیٹھے اور اُن سے روایت کی آپ کا قول ہجری کہ
پہلے پہل امام ابو حنیفہ ہی نے مجھ کو اہل حدیث بنایا ہجری عمر دین دینار اور ضمروہ بن سعید کی مصاحبت
کی اور اُن سے اور زہری والی اسحق سبعی و محمد بن المنکدر و ابی زیاد و عاصم بن ابی انجو و قعری و عیسیٰ
اور عبد الملک بن عمیر و غیر ہم سے حدیث کو سنا اور آپ سے امام شافعی و شعبہ بن حجاج و محمد
بن اسحق و ابن جریج و زہیر بن بکار اور آپ کے چچا مصعب اور عبد الرزاق بن حاتم شافعی و یحییٰ
بن اکثم نے روایت کی اور زہر اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے بکثرت تخریج کی۔ امام شافعی کا
قول ہجری کہ اگر آپ اور امام مالک نہ ہوتے تو حجاج سے علم جلا جاتا اور یہ بھی انھوں نے کہا ہجری کہ
میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا کہ جیسا کہ مثل آپ کے فتویٰ دینے کا مادہ موجود ہو اور پھر وہ
مثل آپ کے فتویٰ دینے سے زیادہ پرہیز کرے۔ آپ نے ستر مرتبہ حج کیا اور شنبہ کے روز اخیر
تاریخ جمادی الاخریٰ اور بقول بعض یکم جب سنہ ہجری میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اور کوہ حجون
کے پاس مدفون ہوئے۔ کعبہ اہل دنیا آپ کی تاریخ وفات ہجری۔

حکم بن عبد اللہ بن سلمہ بن عبد الرحمن بنی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے علامہ کبیر

اور فہامہ البصیر تھے ابو مطیع کنیت تھی امام سے انکی فقہ اکبر کے آپ ہی راوی ہیں حدیث کو
امام ابو حنیفہ و امام مالک و ابن عون و ہشام بن حسان و غیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے
احمد بن یسیع اور فلا دین اسلم و غیرہ نے روایت کی اور بلخ کے لوگوں نے نفقہ کیا۔ عبد اللہ بن
مبارک آپ کے علم اور دیانت کے سبب آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کرنے لگے تھے آپ مدت تک بلخ
کے قاضی رہے اور امر معروف و نہی منکر میں بڑا خیال رکھتے تھے لیکن حدیث کے معاملے میں

محدثین نے آپ کو صفحہ اربعین سے شمار کیا ہے۔ آپ رکوع و سجود میں بن دفعہ تسبیح کئے کی فرضت کے قائل ہوئے۔ محدثین فصل کئے ہیں کہ ایک دفعہ حنیفہ کی حرث سے والی بلخ کے پاس ایک کتاب آئی حسین و یحییٰ کی نسبت لکھا تھا **وَالْإِيمَانُ الْخَلْقُ طَبِيعًا**۔ جب آپ نے اس بات کو سنا تو والی بلخ کے پاس آکر لکھا کہ دنیاوی منفعت میں تم اس حد کو پہنچ گئے جو کہ کفر تک نوبت پہنچی ہے آپ نے اس کلمہ کو کئی دفعہ کہا یہاں تک کہ امیر روپڑ اور اس کا سبب بیان کرنے کی انتہا کی آپ جمعہ کے روز منبر پر چڑھ کر اپنی دارمی پڑھ کر رونے لگے اور فرمایا کہ جو شخص سو اے حضرت یحییٰ پیغمبر کے ایسا کلمہ کہے وہ کافر ہی تمام لوگ بہ حال دیکھ کر رو پڑے اور جو آدمی وہ کتابت لائے تھے بھاگ گئے۔ وفات آپ کی سن ۱۳۵ ہجری میں ہوئی۔

خص

حفص بن عبد الرحمن ثنی۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں محدث صدوق واقف تھے کثرت ابو عمر دلمی اور نسا پوری کے لقب سے معروف تھے۔ اسرائیل اور حجاج بن ارطاة اور ثوری سے روایت کی پہلے بغداد کے قاضی مقرر ہوئے پھر قضا کو چھوڑ کر عبادت الہی میں مشغول ہو گئے کئے ہیں کہ جب کبھی عبد اللہ بن مبارک نسا پور میں آئے تو آپ کی ضرور زیارت کرنے وفات آپ کی سن ۱۳۵ ہجری میں ہوئی۔ نسائی نے اپنی صحیح میں آپ سے تخریج کی۔ سال وفات آپ کا نقطہ محبوب عالم ہے۔

خالد بن سلیمان

خالد بن سلیمان ثنی۔ امام اعظم کے تلامذہ میں سے اہل بلخ کے امام اور منجملہ اُن اصحاب کے تھے جنکو امام موصوف نے فتویٰ دینے کے لیے معہود کیا تھا کثرت آپ کی ابو معاذ دلمی اور بیت امام ابو حنیفہ وغیرہ سے کرتے تھے جو اسی سال کے ہو کر جمعہ کے روز ۲۶۔ ۲۷ محرم ۱۳۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ زین اسلام آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محدثین

معروف کرخی بن فہر در اپنے زمانہ کے متقدم اسے حدیث طریقت رہنما راہ سعادت عارف اسرار الہی قطب وقت اور مجاہد الدعوات تھے۔ آپ کا باپ جو نصرانی تھا جب نے آپ کو معلم کے پاس بھیجا اور معلم نے آپ کو کہا کہ ثالث ثلاثہ کہو تو آپ نے اس وقت انکار کر کے کہا کہ میں ہوا بعد احد کتنا ہوں ہر چند اُس نے آپ کو بڑی فمائش کی مگر بے سود اور آپ اُس کے

پاس سے بھاگ کر امام علی بن موسیٰ رضا کے پاس آ گئے اور اُنکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے چند روز کے بعد جب اپنے گھر میں واپس آئے تو باپ نے پوچھا کہ تھنے کون سا دین اختیار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آپ کے والدین بھی یہ بات سنتے ہی مسلمان ہو گئے بعد ازاں آپ داؤد طائی شاگرد امام ابو حنیفہ کے پاس بیٹھے اور اُنسے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کی اور ریاضت و عبادت کا طریقہ سیکھ کر صدق و صفا میں مشاغل آ لایہ اور تمام علیا میں نماز امام ہوئے۔ شامی بن لکھا کہ آپ سے سری سقطی نے ظاہری و باطنی علوم پڑھیں اور مشائخ کبار میں سے آپ منہاج الدعوات میں اکثر لوگ آپ کی خانقاہ کے پاس اسسٹنسی کی نماز پڑھتے اور بارش باران پانے میں وفات آپ کی سنہ ہجری میں ہوئی۔ مقبول ابن زبیر تاریخ وفات ہے۔

حماد بن ذہب۔ اپنے زمانہ کے امام و فقیہ اور محدث صدق تھے اور امام ابو حنیفہ کے اُن بارہ اصحاب میں سے تھے جنکی طرک امام نے اشارہ فرمایا تھا کہ یہ فقہا کی صلاحیت رکھنے میں کثرت ابو زید تھی اور طبقہ صغار تبع تابعین میں سے تھے حدیث کو امام ابو حنیفہ ثوری اور حسن بن عمارہ سے روایت کیا اور آپ سے احمد بن ابی الجوزی واسحق اور اسد نے روایت کی مدت تک مدائن کے قاضی رہے۔ جب کوئی شخص شیخ فضیل بن عیاض سے مسئلہ پوچھتا تو وہ فرماتے کہ ابو زید سے پوچھ لو۔ ابو داؤد نے انہی سنن میں آپ سے تخریج کی۔

عمر بن دار۔ اپنے وقت کے امام۔ عالم۔ ناصح۔ داعط۔ فقیہ جید محدث مقبول تھے فقہ امام ابو حنیفہ سے اخذ کی اور آپ سے امام نے بھی حدیث روایت کی۔ آپ اکثر وعظ کیا کرتے تھے اور گاہے گاہے امام بھی آپ کی مجلس میں تشریف لاتے تھے۔ ایک دن جب بعد وعظ کے آپ نے یہ مناجات پڑھی اللّٰهُمَّ اِنِّ لَنَا عَفِيَّتَكَ فَقَدْ تَرَكْنَا مِنْ مَعَاصِيَتِكَ الْبَعْضَ وَهُوَ الْاَشْرَكَ رُبَّكَ وَ اِنْ قَضَيْتَ لِيْ بَعْضَ حُلَا عَتِكَ فَقَدْ مَنَّا بِاِحْثٰ اِلَيْكَ وَ هُوَ سَهْلٌ اَدَاؤُ اِنْ لَالَهُ اَلَا اللّٰهُ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدٌ وَاَوْسُوْلُهُ۔ اسوقت امام بھی حاضر تھے جنھوں نے اس مناجات سے خوش ہو کر فرمایا کہ اے عمر وعظ کننا آپ پر ختم ہے۔

حدیقہ سوم

تبصری ہمدی کے فقہاء علما کے حالات میں

حسن بن زیاد دلولوی کوئی۔ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں میں سے بڑے بڑے اور مغز دانشمند فقیہ تھے یہاں تک کہ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ ترکوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ ترمذی نے کہا کہ جب لوگوں نے پوچھا کہ حسن بن زیاد زیادہ تر فقیہ ہیں یا محمد بن حسن تو انھوں نے کہا کہ نجد میں نے حسن بن زیاد کو ایسا دیکھا ہے کہ جب وہ محمد بن حسن سے کچھ سوال کرتے تھے تو یہاں تک ان کو مضطرب کر دیتے تھے کہ وہ رونے کے قریب ہو جاتے تھے آپ سنت نبوی کے بڑے محب و متبع تھے یہاں تک کہ حسب اتباع حدیث البسوہم لما یلبسون کے جو کٹر آپ پہنتے وہی اپنے غلاموں کو بھی پہنا تھے۔ آپ کا قول ہے کہ ہم نے ابن جریج سے بارہ ہزار ایسی احادیث لکھی ہیں جنکی فقیہوں کو نہایت حاجت ہے۔ آپ نے امام ابو حنیفہ سے بکثرت روایات حفظ کیں۔ ۹۷ھ ہجری میں جب حفص بن غیاث فوت ہوئے تو آپ کو نہ کی فضا کے متولی ہوئے مگر پھر مستغنی ہو گئے کہتے ہیں کہ جب آپ کی عمر تیس سال گزری تو آپ نے فقہ کا علم پڑھنا شروع کیا اور چالیسویں سال تک اس میں مشغول رہے چنانچہ اس عرصہ میں آپ نے اچھی طرح بسر بر اپنی بیٹی نہ رکھی پھر چالیس سال آپ نے فتویٰ دینے میں مرث بکے۔ محمد بن احمد بن حسن جو آپ کے پوتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے کسی مسئلہ میں خطا کیا اور مستفتی چلا گیا تھا آپ اسکو نہیں جانتے تھے کہ کہاں رہتا ہے تاکہ اسکو صحیح مسئلہ سمجھا دیں پس آپ نے منادی کو کرائی کہ میں نے فلان روز فلان مسئلہ کے جواب میں غلطی کی ہے پوچھنے والے کو چاہیے کہ میرے پاس آکر اپنا مسئلہ صحیح کر جائے۔ آپ علم قراءت اور اسکے طرق میں بھی بڑے عالم تھے اور قراءت کا وہ طریقہ جو امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے وہ آپ پر منتہی ہوا۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ جب آپ فضا کے لیے اجلاس کرتے تو خدا کی قدرت سے اپنا علم سب بھول جاتے یہاں تک کہ اپنے صحاب سے مسئلہ پوچھ کر حکم دیتے اور جب مجلس فضا سے برخاست ہوتے تو تمام علمی طاقت آپ کی اپنی جگہ بر واپس آ جاتی پس

حسن بن زیاد

اس عیب کی وجہ سے ہکالی نے ناراض ہو کر آپ سے استعفا لے لیا۔ احمد بن عبد المجید خازمی کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کوئی نیک خلق نہیں دیکھا۔ طبقات قاری میں لکھا ہے کہ ابن اثیر کی کتاب **مشترک** احادیث الکتاب السنہ میں آپ کو ان علماء میں سے شمار کیا گیا ہے کہ جو تیسری صدی کی ابتدا میں محدثین میں ممتاز تھے۔ یہ سب سے ہوئے ہیں انتہی لیکن باوجود استدر فی صلیت کے محدثین کو آپ کی نسبت نظم ہو اور حدیث میں آپ کو ضعیف اور مردک الحدیث بتا رہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے کتاب **مجرد اور مانا** مشہور ہیں۔ محمد بن ساعدہ اور محمد بن شجاع النخعی اور علی الزاری اور عمر بن میر الخضر نے آپ سے فقہ کیا۔ وفات آپ کی سن ۱۸۰ ہجری میں واقع ہوئی اسی سال امام شافعی بھی فوت ہو گئے۔ آپ کو ایسے کچھ تھے کہ آپ کے بزرگوں میں سے کوئی دو یعنی مردارید سچا کرتا تھا کینت آپ کی ابو علی تھی۔ جلال عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن ابی اسلمہ اپنے زمانہ کے امام فاضل نفعہ کامل تھے۔ ضمری سے روایت ہے کہ آپ بڑے عزیز العلم اور کثیر الروایت تھے اور اسی لیے امام ابو یوسف آپ کو چار پارہ سے جو اپنی طاعت سے زیادہ بوجھ اٹھاتا ہر شبیہ دیا کرتے تھے۔ فقہ آپ نے امام ابو یوسف سے اخذ کی اور آپ سے محمد بن شجاع نے نفعہ کیا۔ وفات آپ کی سن ۱۸۰ ہجری میں ہوئی علامہ آدان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

موسیٰ بن سلیمان جوزجانی۔ ابوسلیمان کینت تھی۔ عالم فاضل۔ عارف مذہب نفعہ متبحر۔ محدث حافظ اور علی بن مشور کے مشارک تھے فقہ وہ امام محمد سے اخذ کی اور مسائل اصول و امامی کو لکھا اور حدیث کے مجدد احمد بن مبارک و امام ابو یوسف و زبیر امام محمد سے شاخلفہ مامون نے آپ کو قضا کے لیے کما تھا مگر آپ نے انکار کیا اور اسی سال کے موکربہ سن ۱۸۰ ہجری کے وفات پائی آپ کی تصنیفات سے کتاب **سیر صغیر** اور **ادریادگار** ہیں۔

زید بن ہارون واسطی۔ ابو خالد کینت تھی اپنے زمانہ کے امام کبیر اور محدث تھے حدیث کو امام ابو حنیفہ اور مالک اور سفیان ثوری اور دونوں حمادوں سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے یحییٰ بن معین اور ابن مدینی نے روایت کی آپ نماز ٹہری آہستگی اور طول قراءت سے بڑھا کرتے تھے۔ وفات آپ کی سن ۱۸۰ ہجری میں ہوئی واسطی آپ کو ایسے کہتے ہیں کہ آپ شہر

حسن بن ابی اسلمہ

موسیٰ بن سلیمان

زید بن ہارون

واسطہ کے رہنے والے تھے جو درمیان بغداد اور بصرہ کے واقع ہزار جہان کے خنک کی قلبیں
خوبی میں مشہور و معروف ہیں۔ علامہ جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عصام بن یوسف بن میمون بن قدامہ لمخی - لمخی میں اپنے وقت کے شیخ اور صاحب حدیث
تھے ابو عاصم کنیت تھی اور ابراہیم بن یوسف لمخی کے بھائی تھے۔ ابو حاتم بن جہان نے آپ کو
نقات میں لکھا۔ ابن مبارک ذہبی اور شعبہ سے روایت کی امام ابو یوسف کے بھی ہم صحبت
ہے لیکن زرع الیدین کہا کرتے تھے اور روایت میں ثبت تھے اور اکثر خطا بھی کر جاتے تھے
سنہ ہجری میں فوت ہوئے۔ قدو اہل جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسین بن حفص بن فضل بن یحییٰ ہمدانی الاصفہانی - فقیہ حید اور محدثین کے طبقہ دیگر
عاشرہ میں سے صدوق تھے مسلم و ابن ماجہ نے آپ سے روایت کی۔ ابو محمد کنیت تھی فقہ
امام ابو یوسف سے حاصل کی۔ چونکہ آپ امام ابو حنیفہ کے مذہب ہی پر فتویٰ دیا کرتے تھے اسلئے
امام موصوف کی فقہ اصفہان کے ملک میں انھیں کے ذریعہ سے شائع ہوئی۔ مدت تک آپ
اصفہان کے قاضی رہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کو ایک لاکھ درہم سالانہ کی آمدنی تھی مگر زکوٰۃ آپ برائے
داجب نہوتی تھی کیونکہ آپ کل آمدنی کو فقہاء محدثین پر ایشار کر دیتے تھے وفات آپ کی سنہ
باسنہ ہجری میں ہوئی۔

ابراہیم بن رستم مروری - علامہ فقیہ اور محدث ثقہ تھے۔ ابو بکر کنیت اور نجم الدین لقب تھا فقہ
کو امام محمد سے اخذ کیا اور اُن سے نوادر کو لکھا اور حدیث کو اسد عمر و بحلی اور ابی علمہ نوح بن مریم مروری
شاگردان امام ابو حنیفہ اور نیز امام مالک و ثوری و سعید و حماد بن سلمہ اور اسمعیل بن عباس سے سنا
اور روایت کیا۔ کئی دفعہ بغداد میں آئے اور آپ سے امام احمد حنبل اور ابو حنیفہ زبیر بن حرب نے
روایت کی اور ایک جم غفیر نے فقہ کیا ہر چند حنیفہ مامون نے آپ کو قضا کے لیے کہا مگر آپ نے اسکو
قبول نہ کیا اور اپنے وطن کو چلے گئے اور دس ہزار درہم صدقہ دیا سنہ ہجری میں جب حج کر کے
نیشاپور میں پہنچے تو وفات پائی۔ امام الزمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

معلى بن منصور رازی - امام ابو یوسف و امام محمد کے اصحاب کبار میں سے بڑے
حافظ حدیث ثقہ - فقیہ فیل - صاحب دیر و دین و سنت تھے۔ کنیت ابو یحییٰ تھی۔ حدیث کو

عصام بن یوسف

حسین بن حفص

ابراہیم بن رستم

معلى بن منصور

مالک و یوسف و حماد اور ابن عیینہ سے روایت کیا اور آپ سے ابن مدینی و ابوبکر شیبہ اور امام بخاری نے غیر جامع میں اور ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کی۔ آپ نے امام ابو یوسف و محمد کی کتب و امالی اور نوادر کو روایت کیا اور سلسلہ ہجری میں فوت ہوئے قطب اہل دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم الشیبانی البصری۔ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے محدث ثقہ فاضل متعمد فقیہ کامل تھے ابو عاصم کنیت اور نیل کے نقب سے معرفت تھے۔ صحابہ صحاح ستہ نے اپنی اپنی صحاح میں آپ سے تخریج حدیث کی اور بصرہ میں نوے برس کی عمر میں سلسلہ ہجری میں فوت ہوئے۔ میزان عدل اپنی تاریخ وفات ہے۔

اسمعیل بن حماد بن امام ابو حنیفہ رحمہ کو فی۔ عالم فاضل۔ عابد۔ زاہد۔ صالح رہتین اپنے دلت کے امام بلا مدافعت تھے۔ آپ نے اپنے جد امجد امام ابو حنیفہ کو نہیں دیکھا۔ کنیت ابو عبدہ اللہ تھی۔ فقہ اپنے والد امجد امام حماد اور حسن بن زیاد سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے والد اور نیز عمرو بن زور و مالک بن مغول و ابن ابی ذہب و قاسم بن معن و غیر ہم سے سنا اور آپ سے سہل بن عثمان عسکری و عبد المؤمن بن علی الزاری اور ایک جماعت نے روایت کی اور ابو سعید بردعی نے فقہ پڑھی پہلے بغداد پھر بصرہ کے قاضی مقرر ہوئے آپ احکام افشا اور دقائق و نوازل میں ماہر و باہر اور عارف بصر تھے۔ محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے سے آج تک کوئی قاضی آپ سے زیادہ اعلم نہیں ہوا لوگوں نے کہا کہ کیا حسن بصری بھی نہیں ہوئے کہا نہیں شمس اللامۃ حلوانی سے روایت ہے کہ آپ پہلے امام ابو یوسف کے پاس فقہ حاصل کر کے لیے جایا کرتے تھے اور پھر واپس ہی عرصہ میں ایسی ترقی کر لی کہ خود انہیں اعتراض کرنے لگ گئے۔ انسوس آپ جو ان عمر میں بعد خلیفہ مامون سلسلہ ہجری میں فوت ہو گئے اگر آپ کی زندگی وفاق کرنی اور آپ بڑی عمر کے ہونے تو لوگوں میں البتہ آپ کا ایک شان عظیم اور رتبہ مجیم ظاہر ہوتا۔ آپ نے ایک کتاب جامع فقہ اور ایک کتاب قدیریہ کے رد میں اور ایک کتاب ازہار میں تصنیف فرمائی۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ آپ کا ایک ہمسایہ خراسانی فرقہ رافضیہ میں سے تھا اسکے دو چہرے تھے جن میں سے ایک کا اُس نے

نسخہ ہجری

اسمعیل بن حماد

بسبب تعصب کے ابو بکرؓ اور دوسرے کا عظم نام رکھا ہوا تھا اتفاقاً ایک رات انہیں سے ایک
خچر نے اُسکو ایسی لات اڑی کہ وہ مر گیا آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے جد امجد امام اعظم نے
بیشین کوئی کی تھی کہ اُسکو عظم ہلاک کر دیا پس اب تم جا کر دریافت کرو کہ کس خچر نے اُسکو ہلاک کیا جو
بب لوگوں نے دریافت کیا تو اُسکا قاتل عمر بنی نکلا۔ حصن دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔
بشیر بن ابی ازہر زید نیشاپوری۔ کوڈ کے مشہورین فقہاء دین سے عالم فاضل۔ فقہ محدث
تھے خفہ امام ابو یوسف سے حاصل کی اور حدیث کو عبد اللہ بن مبارک دابن عیینہ اور شریک
سے سماعت کیا اور آپ سے علی بن مدینی و محمد بن یحییٰ ذہلی نے روایت کی مدت تک نیشاپور
کے قاضی رہے اور ۳۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔

تبعہ

خلف بن ایوب

خلف بن ایوب طنجی۔ امام زفر دام محمد کے اصحاب میں سے فقہ محدث۔ عابد۔ زائد
صالح تھے کثرت ابو سعید تھی۔ فقہ امام ابو یوسف سے اخذ کی اور حدیث کو اسرائیل بن یوسف
سنا اور اسد بن عمرو عوف اور عمر سے روایت کیا اور آپ سے امام احمد اور ابو کریم وغیرہ نے
روایت کی اور صحیح ترمذی میں یہ حدیث آپ سے روایت ہوئی۔ خصلتان لا یجتمعان
فی منافق حسن سمعت فقہ فی الدین مدت تک آپ ابراہیم بن ادہم کی صحبت میں رہے
اور اُن سے طریق زہد اخذ کیا۔ ضمیری سے روایت ہے کہ اگر خلف بن ایوب کا علم جمع کیا جائے تو
البتہ علی رازی کے علم کے برابر ہو مگر یہ کہ آپ نے اپنے علم کو زہد و صلاحیت میں ظاہر کیا۔
آپ سے بہت مسائل ظاہر ہوئے ہیں جنہیں سے اب تک یہ ہے کہ میں اُس شخص کی شہادت
قبول نہیں کرتا جو مسجد میں فقہ کو خیرات دے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے جب
کا وقت آتا تو اپنے اصحاب کو کہتے کہ مجھ کو کھڑا کرو اور تکبیر کے کہنے تک مدد دو پھر چوڑو و جناحہ
آپ کے اصحاب ایسا ہی کرتے پس آپ تندرستوں کی طرح نماز ادا کر لیتے اور جب سلام پھیرتے
تو مارے ضعف کے زمین پر گر پڑتے لوگوں نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مرض امی
ایسی ہے برابر ہی نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ نماز کی حالت میں آپ کو زہور نے کاٹا اور خون نکلا
آپ کے بیٹے نے شور مچایا کہ آپکا وضو ٹوٹ گیا آپ نے فرمایا کہ بخدا مجھ کو زہور کے کاٹنے کی کچھ
خیر نہیں ہوئی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ بیمار ہوئے اور امیر داؤد آپ کی عبادت کو آیا

آپ نے اس سے تنہا پھر کر دیوار کی طرف کر لیا آپ کے صاحبزادے نے غدر کیا کہ آپ تمام رات نہیں سوئے اب آرام کیا ہے آپ بولے کہ امیڑ کے جھوٹ بولنا حرام ہے میں سوتا نہیں ہوں لیکن میں نے حدیث میں دیکھا ہے کہ امیر دن سے بات کرنی حرام ہے اب میں اس شک میں ہوں کہ آیا انکی طرف دیکھنا بھی حرام ہے یا نہیں پس میں نہیں چاہتا کہ مشتبہ امر کا مرتکب ہوں جب داؤد نے یہ بات سنی تو وہ خدا کی درگاہ میں برابر دیا اور دعا کی کہ یا اے خلیفہ بن ایوب مجھ سے نفرت کرنے میں اور میں انکی زیارت سے تیرا تقرب چاہتا ہوں پس مجکو بخش دے کہتے ہیں کہ جب داؤد فوت ہوا تو لوگوں نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ خدا نے تجھ سے کیا سلوک کیا اس نے جواب دیا کہ بسبب اس دعا کے جو میں نے کی تھی خدا نے مجکو بخش دیا۔ وفات آپ کی بقول صحیح مسلمؒ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن عبداللہ بن متیٰ بن عبد اللہ بن انس بن مالک الانصاری البصری۔ امام زفر کے اصحاب میں سے محدث تھے نفعہ نفعہ جید تھے امام احمد و ابن مدینی اور ائمہ صحیح بستہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی۔ بعد ابن معاذ کے بصرہ کی قضا آپ کو دی گئی پھر بغداد میں عسکر کی قضا پر مقرر ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد پھر بصرہ کے قاضی ہوئے جہاں شہید ہوئے۔ وفات پائی۔ قطب عدل آپکی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن جراح کو فی تریل مصر عالم فاضل نفعہ محدث تھے۔ فقہ وحدیث کو امام ابو یوسف سے اخذ کیا اور سنا اور اسے اہل اہل جعد وغیرہ سے امالی کو لکھا۔ امالی جمع امالی کی ہے اور امالی کو کہتے ہیں کہ ایک عالم کے امداد کے شاگرد کا غدو قلم بیکر بیٹھ جائیں اور جو تقریر وہ کرے اسکو لکھتے جائیں یہاں تک کہ ایک کتاب بن جائے چنانچہ علماء اہل حدیث وفقہ دعویٰ کا افادہ علوم میں ایسا ہی دستور تھا۔ آپ مدت تک کوفہ کے قاضی رہے اور ماہ محرم ۲۰۰ ہجری میں وفات پائی۔ ائمہ عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علی بن سعید بن شداد الرقی۔ امام محمد کے اصحاب میں سے محدث اجل۔ نفعہ کامل شیخ ثقہ مستقیم الحدیث حنفی المذہب امام احمد کے طبقہ میں سے تھے آپ کی ابو الحسن اور ابو محمد و کنینہیں مروی سے اپنے باپ کے ساتھ مصر میں آئے اور وہیں سکونت اختیار کی

حدیث کہ امام محمد اور عبد اللہ بن عمر و الرقی و ابن مبارک و عتاب بن بشیر و مالک و لیث و ابن عیینہ و عباد بن عباد و ابن وہب و عبد الوہاب ثقفی و جریر و اسماعیل بن عیاض و ابی الاحوص کوفی و عیسیٰ بن یونس و امام شافعی و موسیٰ بن اعلین و شیم و دیکع و غیر ہم سے سنا اور روایت کیا اور نیز امام محمد سے انکی جامع کبیر اور جامع صغیر کو روایت کیا اور آپ سے اسحاق بن منصور و شیش بن اصرم و عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الحکیم و عبد الغزیز بن یحییٰ مدینی و یحییٰ بن معین و یونس بن عبد الاعلیٰ و محمد بن اسحق و محمد بن عبد الملک بن زکویہ و یحییٰ بن سلیمان جعفی و یعقوب بن سفیان و جہم و ابو عبیدہ القاسم بن سلام و بحر بن نصر و علی بن معبد بن نوح و اسماعیل سمویہ و مقدم بن داؤد و ہارون بن کامل مصری نے روایت کی اور نیز صاحب ترمذی اور نسائی نے اپنی اپنی صحیح میں آپ سے خرخرج کی۔ وفات آپ کی ۲۰۔ رمضان ۳۱۰ ہجری میں ہوئی۔ قطب زمین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بعض نسخہ

احمد بن حفص المعروف بہ ابی حفص کبیر بخاری۔ محمد عصر امام دہر فاضل بے عدیل نقیہ بے نقیل تھے فقہ و حدیث امام محمد سے حاصل کی آپ کے اصحاب استہرر تھے کہ شمار میں نہ آسکتے تھے چنانچہ سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ بخارا کے پاس ایک گاون آباد ہے جہاں فقہا کی ایک جماعت آپ کے اصحاب میں سے رہتی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ اور خلف بن ابوب اور ابوسلیمان تیمون امام محمد سے تحصیل علم کیا کرتے تھے خلف بن ابوب اور ابوسلیمان جہدہ ایک برس میں بادکبا کرتے تھے آپ ایک مہینہ میں یاد کر لیا کرتے تھے اور جوہ ایک مہینہ میں حفظ کرتے تھے آپ ایک مہینہ میں ازبر کر لیتے تھے اور نیز وہ دونوں جو کچھ پڑھتے تھے وہ لکھ لیا کرتے تھے مگر آپ کچھ نہیں لکھتے تھے انھوں نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں اپنے مہینہ میں لکھتا جاتا ہوں انھوں نے کہا کہ یہ بات بہتے مافی لیکن اگر آپ لکھتے جائیں تو بعد وفات کے آپکی نشانی باقی رہے آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو درست ہے لیکن میں کیا کروں کہ میرے رہنے وطن میں دریا چاہل ہو یا داجیب بن واپس جاؤں تو کشتی میں پانی آجائے اور کتا بوں کو بھگو دے جس سے میری محنت کتابت برباد جاسے گروہ بھد ہوے پس آپ نے بھی لکھنا شروع کیا یہاں تک کہ جب تیمون نے علم تحصیل کر کے تقویٰ دینے کی اجازت امام محمد سے حاصل کی تو خلف تو بلخ اور ابوسلیمان محمد قند کو گئے

اور آپ کشتی میں بیٹھ کر بخار کی طرف آئے اتفاقاً جیسا آپ نے کہا تھا وہاں ہی ہوا کہ انکی کشتی میں پانی بھر گیا اور تمام کتابیں بھیگ گئیں آخر آپ جان بچ کر مشکل کنارہ پر پہنچے اور کشتی آدمی کو بخار میں بھیج کر کتابت کا سامان منگوایا اور جب قدر پڑھا تھا اسکو یاد پر لکھنا شروع کیا اور ایسا لکھا کہ بحرین یا پانچ مسئلوں کے الفت اور دانتک مقدم و مؤخر نمونے پایا۔ کفایہ و عنایہ شروع ہوا یہ وغیرہ میں لکھا ہی کہ امام شمس الامہ فرماتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں امام بخاری صاحب صحیح بخاری میں تشریف لائے اور فتویٰ دینا شروع کیا جب آپ کو اس حال سے خبر ہوئی تو آپ نے اس سے منع کر کے فرمایا کہ آپ فتویٰ دینے کے لائق نہیں ہیں مگر امام بخاری باز نہ آئے آخر الامر ایک دن لوگوں نے اُسے پوچھا کہ اگر دو ٹوکوں نے ایک بکری یا گائے کا دودھ پیا ہو تو اُنکا حکم کیا ہی امام بخاری نے کہا کہ اُنمیں حرمت رضاع کی ثابت ہو جاتی ہے جب لوگ نے انکی قضاہت کی یہ لیانت دیکھی تو هجوم کر کے اُنکو بخار سے نکال دیا۔ کتنے ہیں کہ بخاری نے ایک دفعہ ایسا خط نازل ہوا کہ گھوٹوں کا ایک بوجھ جسکو ایک گدھا اٹھا سکے ایک سو دینار کو میسر آتا تھا آپ نے یہ حال دیکھ کر اپنے خزانچی کو فرمایا کہ جب قدر خزانہ ہی اُسکے گھوٹ خرید کر لوگوں کو ارزان دینے شروع کر دو چنانچہ ایک خریدار گھوٹ کا سو دینار کو خرید کر اُسی کو بیچنا شروع کیا بھانتک کہ دس دینار تک پہنچ گئے تھے کہ خزانہ خالی ہو گیا آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ ہم نے آخرت کا خزانہ پُر کیا۔ ایک پیر مرد آپ کی خدمت میں اکثر آیا کرتا تھا مگر پوچھتا کچھ نہیں تھا آپ نے اُس سے پوچھا کہ تم کس بے اس کثرت سے ہمارے پاس آتے ہو پیر مرد نے عرض کیا کہ میں تین باتوں کے لیے آتا ہوں جو آپ سے میں نے سنی ہیں۔ اول یہ کہ آنحضرت نے فرمایا ہر کہ العالم والمعلم فی الاجر سواء۔ دوم۔ ان مجلسی لعالم یبذل فیہ رحمت من السماء دینا دی سنادی اللہ یقول انی قد غفرت ذلکم و بدلت بسیتکم حسنات ارجوا مغفورین۔ سوم النظر انی وجب العالم عباد لا ھ آپ یہ بات سنکر رو پڑے اور فرمایا کہ یہ بات صحیح ہے مگر نہ مجھ جیسے عالم کے دیکھنے میں ثواب ہے بلکہ یہ منصب خلف بن ایوب جیسے عالم کو حاصل ہے یہ بات سنکر شخص مذکور بخار سے بلخ میں آیا اور خلف بن ایوب کی مجلس میں کثرت سے آنا شروع کیا آخر الامر خلف نے ایک دن اُس سے اس بات کا سبب پوچھا اُس نے وہی جواب دیا

پ کو دیا تھا حضرت اس بات سے ہزار ہا روئے اور فرمایا کہ بات اس طرح ہو مگر نہ مجھ جیسے عالم
دیکھنے میں بلکہ ابو حفص میرے جیسے عالم کی زیارت میں ثواب ہو۔ کہنے میں کہ آپ نے ایک نعمہ
ہا کہ مکان ہو کہ تخت کہ منہارون سے آپ نے لاگت کی نسبت پوچھا انہوں نے کہا کہ
ی ہزار درم اس مکان پر لاگت آئیگی پس آپ نے اسی ہزار درم نقد صدقہ کر دیا اور
ایا کہ چونکہ میری نیت ثواب کی ہے اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اس کام کا سربراہکار شاید شرائط
مخالفت سے عذاب آخر دی کا سختی ٹھہرے۔ محمد بن طاووت قرالی بخارا نے جانا کہ
پ کی زیارت کرے لوگوں نے اسکو مانعت کر کے کہا کہ تو انکے سامنے اُنکے دبدبہ کے
بب سے بات بھی نہ کر سکیگا لیکن اُس نے نہ مانا اور ملاقات کے لیے گیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا
پ نے اُس سے ہر چند پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہو مگر آپ کی محبت سے کچھ نہ کہ سکا جب ان سے
حضرت ہو کر مکان پر آیا تو لوگوں سے اُس نے کہا کہ جیسا تم کہتے تھے وہی ہوا کہ جب امام نے
ہری طرف دیکھا تو میں بیہوش ہو گیا تھا آپ نے سلسلہ ہجری میں فرمایا تھا کہ اگر میں ان سے
مال آئندہ میں نہ مردن تو خدا کے نزدیک میری کچھ بھی قدر نہیں سوا یا ہی ہوا کہ ابھی
سات برس گذرنے نہ پائے تھے کہ آپ سلسلہ ہجری میں اس درخانی سے رہ کر اسے عالم
جادوانی ہوئے۔ عابد عالم آپ کی تاریخ وفات ہو۔

بشیر

بشیر بن غیاث بن عبد الرحمن مرسی متفرقی۔ عالم فاضل فلسفی متکلمی صاحب روح
وزہد لیکن مرجی تھے امام اعظم کی صحبت حاصل کی اور اُن سے تھوڑا سا اخذ بھی کیا پھر امام ابو یوسف
کی صحبت اختیار کر کے اُن سے تعلق کیا اور حدیث کو سنا اور تیرہ صد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ
وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا یہاں تک کہ فائق ہو کر امام ابو یوسف کے انحصار اصحاب
میں سے ہوئے کہتے تھے کہ مشائخ صوفیہ کی باتوں سے کسی بات نے میرے دل میں قرار
نہیں پکڑا یہاں تک کہ میں نے دو گواہ اعدل کتاب و سنت سے اس پر ناطق نہیں پائے مگر
چونکہ اخیر میں آپ علم کلام اور فلسفہ میں مشہور ہو گئے تھے اس لیے لوگ آپ سے پھر گئے
اور امام ابو یوسف اکثر آپ کی مذمت کرتے اور جب سامنے آتے تو منہ پھیر لیتے تھے آپ نے
امام ابو یوسف سے بہت سی روایات اور مذہب میں اقوال بیان کیے جنہیں سے غریب قول

یہ ہر گز سے کھانا جائز ہے۔ تاریخ خلکان میں لکھا ہے کہ آپ مری تھے چنانچہ فرقہ مرجہ مرسیہ آپ کی ہی طریقت منسوب ہے اور آپ کثرت شغل علم کلام و فلسفہ کے سبب سے خلق قرآن کے قائل ہوئے اور کہا کہ آفتاب و مانتاب کو سجود کرنا کفر نہیں بلکہ کفر کی علامت ہے سید طبع اور بہت سے اقوال شیعہ آپ سے صادر ہوئے جنکے سبب سے عبد خلیفہ رشید میں مزیاب بھی ہوئے امام شافعی کے ساتھ اکثر مناظرہ رکھتے تھے جو کلام نہیں جانتے تھے آواز بہت بڑی تھی باپ ایک یودی اگر نہ تھا جو کوفہ میں رہتا تھا۔ وفات کی سلسلہ یا سلسلہ ہجری میں ہوئی مری جسکی طرہ آپ منسوب ہیں ایک قصیدہ ہر جملک سحر میں واقع ہے۔

نہاد بن حکیم

شداد بن حکم بلخی۔ امام زفر کے اصحاب میں سے بڑے فقیہ محدث اور احمد بن عمر بن استناد طحاوی کے شیخ تھے ابو عاصم ضحاک نقب بنیل نے امام ابو حنیفہ کی وفات کے بعد آپ کی صحبت کی اور فقہ کو اخذ کیا۔ پہلے آپ کو بلخ کی قضا کے لیے کہا گیا تھا مگر آپ نے انکار کیا پھر کسی قدر مدت کے بعد آپ نے خود قضا کو طلب کیا لوگوں نے آپ کو ملامت کی آپ نے فرمایا کہ موت میرے سوا اور بہت سے عالم قضا کی صلاحیت رکھتے تھے اور اب کوئی نہیں رہا اسلئے میں نے ڈر کر اسکو اب طلب کیا ہے کہ ایسا نہ کر لو مجھ سے مواخذہ کیا جاوے۔ خلف بن ابوباسکتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کی زوجہ نے آپ کے پاس خادم کے ہاتھ سحری کا طعام پہنچا خادم نے اسے آپ کے منہ میں دیر کی اسپر آپ کی زوجہ نے خادم کو قسم کیا آپ نے فرمایا کچھ بات نہیں جانے دو مگر اُس نے نہ مانا اور یہاں تک گفتگو نے طوالت کھینچی کہ آپ نے عورت کو فرمایا کہ کیا تو غیب کا علم جانتی ہے؟ اسنے کہا کہ ہاں اسپر آپ کے دل میں کچھ بات آگئی اور امام محمد کے پاس صورت حال لکھ کر بھیج دی انھوں نے تجدید نکاح کا حکم دیا کیونکہ عورت کافر ہو گئی تھی۔ وفات آپ کی سلسلہ ہجری میں ہوئی۔ کامل الزمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد بن ابی

عبد بن ابی بن صدقہ۔ حفاظ حدیث میں سے آفہ تھے کنیت ابو موسیٰ تھی۔ نفع امام محمد سے حاصل کی اور حدیث کو اسمعیل بن جعفر و ہاشم بن بشر و یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ و امام محمد وغیرہ سے سنا اور روایت کیا۔ طحاوی نے بکار بن قتیبہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ہلال بن یحییٰ کو سنا کہ وہ کہتے تھے کہ اہل اسلام میں عیسیٰ بن ابان سے کوئی فقہ قاضی نہیں ہوا

ابو حازم کا قول ہے کہ میں نے اہل بغداد سے بخیر عیسیٰ بن ابان اور شہر بن الولید کے کوئی کثر حدیث نہیں دیکھا۔ محمد بن سماعہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن ابان ایک خوبصورت جوان تھے اور ہمارے ساتھ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور میں آپ کو امام محمد کی مجلس کے حاضر ہونے کے لیے اکثر کہا کرتا تھا جبکہ آپ یہ جواب دیا کرتے تھے کہ ہم حافظ حدیث ہو کر ایسی قوم کی صحبت میں حاضر نہیں ہوتے جو حدیث کی مخالفت کرتی ہو پس ایک دن جب ہم صبح کو نماز پڑھی تو آپ کو میں نے طوعاً و کرہاً امام محمد کی مجلس میں بجا کر بھیجا و باجب امام محمد تقریر سے فارغ ہوئے تو میں نے امام محمد سے کہا کہ یہ آپ کے برادر زادے عیسیٰ بن ابان جو بڑے حافظ و عارف حدیث ہیں میں نے انکو آپ کی مجلس میں حاضر ہونے کے لیے کہا تھا جس پر انھوں نے انکار کر کے کہا کہ وہ حدیث کی مخالفت کرنے میں میں انکی مجلس میں نہیں جاتا اس پر امام محمد نے عیسیٰ بن ابان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اسی میرے پیارے بیٹے کون سی ہماری مخالفت حدیث میں آپ نے دیکھی ہے اس پر آپ نے ۲۵ باب حدیث سے پوچھے پس امام محمد جواب کے لیے بیٹھ گئے اور ہر ایک کا جواب دلائل و شواہد مع ناسخ و منسوخ کے ایسی شرح و بسط سے دیا کہ آپ قائل ہو گئے اور امام محمد کی صحبت لازمی و ضروری سمجھا کر چھ ماہ تک اُن سے فقہ پڑھتے رہے اور آپ سے قاضی ابو حازم عبد الحمید استاذ طحاوی نے تفقہ کیا۔ جب قاضی یحییٰ بن اکتفم خلیفہ مامون کے ساتھ شہر قم کی طرف تشریف لینگے تو وہ آپ کو عسکر کی قضا پر مقرر کر گئے اور جب وہ واپس آئے تو آپ بصرہ کی قضا پر مقرر ہوئے یہاں تک کہ ماہ محرم سنہ ۱۸۰ ہجری میں بمقام بصرہ وفات پائی کتاب حج آپ کی تصنیف سے یادگار ہو۔ کوکب اہل قبلہ آپ کی تاریخ وفات ہو۔

بصری

نعیم بن حماد بن معاویہ بن حارث خراسانی مروزی۔ محدث صدوق فقیہ فاضل اور عارف فرائض بطلی کثیر تھے جن احادیث میں آپ نے خطا کی ہے انکو ابن عدی نے تلاش کر کے کہا ہے کہ باقی حدیث آپ کی مستقیم ہے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ مرو سے آکر مصر میں اقامت اختیار کی تھی لیکن فقہ قول بحلق قرآن میں مصر سے نکالے گئے۔ آپ ہی نے پہلے بل مسند جمع کی اور امام ابو حنیفہ رحمہ سے فرضیت و ترک کی روایت کی آپ وہی خراسانی ہیں جو امام بخاری اور ابن معین کے شیخ ہیں۔ آپ نے مقام سامروہ میں بحالت حبس سنہ ۱۸۰ ہجری میں

وفات پانی - الربیع الدہر ہادی دہر آپ کی تاریخ وفات ہیں -

تشریح مولیٰ امام ابو یوسف - محدث ثقہ - نقیۃ فاضل تھے امام احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین و امام یحییٰ بن یسلم و ابو داؤد و ابو زرعہ و ابراہیم حراتی و ربیعہ نے آپ سے حدیث لی اور آپ کی توفیق کی آپ حذیفہ بن یمان سے جب آپ نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا تھا اور ان کے جنازہ پر حاضر ہوئے تھے فقہ امام ابو یوسف سے اخذ کیا اور آپ سے احمد بن ابی عمر ان نے فقہ کیا۔ طحاوی نے احمد بن ابی عمر ان سے روایت کی کہ فرج مولیٰ کہتے تھے کہ امام ابو یوسف کے پاس جب کوئی آپ سے عرض کرنے کی اجازت طلب کرتا جس کا داخل ہونا وہ مکر وہ سمجھتے تو سر ہانے پر سر رکھ دیتے اور جیسے کہتے کہ کہہ دو کہ ابھی انھوں نے سر ہانے پر سر رکھا جو تاکہ وہ یہ فن کر کے کہ شاید وہ سو گئے ہیں واپس چلا جائے۔ آپ ششہ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور ششہ ہجری کو بقعہ ادین وفات پانی - سال وفات ابکا ہادی دور ہے۔

اسمعیل بن ابی سعید الطبری الاصل البحر جانی - امام محمد کے اصحاب میں سے اپنے زمانے کے امام فاضل نقیۃ محدث تھے۔ ابو اسحق کلبی اور شافعی کے نام سے معروف تھے۔ فقہ امام محمد سے اخذ کیا اور حدیث کو ابی عیینہ و یحییٰ قطان اور امام محمد سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ضحاک بن حبیب الشتر آبادی اور ابو العباس احمد بن عباس مسعودی نے روایت کی حضرت ابابکر صدیق و عمر خطاب و عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں ایک کتاب نہایت عمدہ لکھی۔ سمعانی نے لکھا کہ آپ نے کئی کتابیں نفع میں تصنیف کیں اور ایک کتاب المسعی بہ بیان تصنیف کی حسین امام محمد سے مسائل حکایت کر کے انہیں عرض کیا جو اس کتاب کو آپ سے لیکر امام احمد بن حنبل لکھا کرتے تھے اور امام احمد نے لکھا کہ آپ نقیۃ عالم تھے۔ وفات آپ کی ششہ اور بقول بعض ششہ ہجری میں ہوئی۔

علی بن جعد بن عبیدہ جو سیری بقعہ ادی - امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے حافظ حدیث ثقہ متعمد - شخص صدوق تھے۔ ابو الحسن کلبی تھے۔ بنی ہاشم کے غلام آباد کردہ تھے امام ابو حنیفہ کو دیکھا اور ان کے جنازہ پر حاضر ہوئے آپ نے حدیث کو جریر بن عثمان و شعبہ و ثوری و امام مالک و ابن ابی ذہب و معرف بن داہل و شعبان بن عبد الرحمن و مخر

سمعیل بن ابی سعید

بن جویریہ و عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان و قیس بن الربیع دینر بن عبد الرحمن نسری و ابی اسحق الفراء بن
محمد بن راشد کجی ابی و مبارک بن فضالہ و غیر ہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے امام بخاری
ابو داؤد و یحییٰ بن معین و ابوبکر بن ابی شیبہ و ابو قلابہ و زیاد بن ابیہ و خلف بن سالم
و اسحق بن ابی اسرئیل و ابو زرعة و یعقوب بن شیبہ و موسیٰ بن ہارون و صالح بن محمد ہندی
و ابن ابی الدنبار و ابراہیم النخعی و ابو یعلیٰ و ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی و غیر ہم
نے روایت کی۔ جعفر طرابلسی ماہن معین سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بغداد کے لوگوں
میں سے شعبہ کی روایت میں ثابت ہیں۔ ابو حاتم نے کہا ہر کہ میں نے محدثین میں سے آپ کے
سوا کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ ایک لفظ پر حدیث بیان کرتا ہو اور اسکو متغیر نہ کرتا ہو عبدوس
کہتے ہیں کہ مجھکو معلوم نہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ کسی حافظ سے ملاقات کی ہو اسپر محامی نے
کہا کہ وہ تو عقیدہ ہم کے ساتھ منہم ہیں عبدوس نے جواب دیا کہ ایسا ہی کہا گیا ہر لیکن اصل
میں ایسا نہیں بلکہ آپکا بیٹا حسن جو بغداد کا قاضی ہر جم کے قول کا قابل ہر۔ آپ شمسہ ہجری

۲۰۰ پیدا اور ۲۰۰ میں فوت ہوئے۔ کچھ دین و دنیا آپکی تاریخ وفات ہر۔
نصر بن زیاد نیشاپوری۔ فقہ محدث امیر المعروف ناہی عن المنکر اور قاضی تھے ابو محمد کنیت
نھی فقہ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو عبد اللہ بن مبارک سے سنا آپکا قاعدہ تھا کہ آپ ہمیشہ
رات کو قائم رکھتے اور ہفتہ میں دو شنبہ و پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھا کرتے تھے چھ ماہ سال کے
جو کہ ۲۰۰ ہجری میں وفات پائی۔ بحکم علم آپ کی تاریخ وفات ہر۔

محمد بن سماعہ بن عبد اللہ بن ہلال بن دینج مہمی کو فی ۲۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے فقہ
کامل محدث حافظ ثقہ صدوق تھے بسانک کہ ابن معین کہتے ہیں کہ اگر اہل حدیث ایسی تصدیق
کرنے والے حدیث میں ہوتے جیسے کہ محمد بن سماعہ اسے میں ہیں تو اہل بیت نہایت عمدہ بات مہنی کنیت
ابو عبد اللہ رکھتے تھے آپ نے فقہ کو امام ابو یوسف و امام محمد و حسن بن زیاد سے اخذ کیا اور حدیث
کو بٹ بن سعد اور زبیر امام ابو یوسف و محمد سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو جعفر احمد
بن ابی عمران بغدادی شیخ طحاوی و ابوبکر بن محمد ثقی و عبد اللہ بن جعفر ابو علی رازی و غیر ہم نے
فقہ روایت کیا ۲۰۰ ہجری میں جب امام ابو یوسف کے بیٹے قاضی یوسف فوت ہوئے تو خلیفہ

صحت پائی

محمد بن سماعہ

ہامانی نے بغداد کی فقہاء آپ کے سپرد کر دی مگر جب آپ کو ضعف بصر لاحق ہوا تو آپ نے استعفا دیدیا
 آپ نے امام ابو یوسف و امام محمد سے کتاب نوادر کو لکھا اور کتاب ادب الباقضی اور کتاب محاضر
 اور سبکداتا وغیرہ تصنیف کیں۔ ہا جو دیکھ آپ بڑے سن ہو گئے تھے مگر استقامت و توانا تھے کہ
 گھوڑے پر بوجھ بی جڑھتے اور بکڑ شکنی کر سکتے اور دن رات میں دوسو رکعت نماز نفل پڑھا کرتے
 تھے چنانچہ نوے سال کی عمر میں آپ نے ایک دفعہ صیال کار روزہ رکھا پھر رات کو دو رکعت نماز
 نفل میں قرآن ختم کیا اور صبح کے وقت ایک باکرہ لڑکی سے جماع کر کے اسکی بکارت زائل کی
 آپ خود کہتے تھے کہ ہماری چالیس سال میں جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی مگر
 صرف ایک اُس روز جبکہ ہماری والدہ ماجدہ فوت ہوئی تھیں اور یہ بھی کہتے تھے کہ ایک
 دن ہم جماعت کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہو سکے تھے بس ہم نے اسکی تلافی کے ارادہ
 سے پچیس دفعہ نماز پڑھی اتنے میں غودگی آگئی کسی نے کہا کہ اے محمد اگرچہ آپ سنے
 پچیس دفعہ نماز پڑھی مگر یہ تا میں الملائکہ کے ساتھ کب برابری کر سکتی ہر جب آپ ۲۳۳
 میں فوت ہوئے نو بجی بن معین نے آپ کے حق میں کہا کہ قدمات ریحانہ لعلم من اہل
 اہل راس یعنی تحقیق خوشبو علم کی اہل راس میں سے فوت ہو گئی۔ امام دو عالم اہل تاریخ دفات ہجری
 حاتم بن اسماعیل ملخی المعروف بجامم شامی ملخ میں سے زہد زانہ عابد یگانہ موص عن الدنیا
 و قبل عقبی ریاضت و ورع و صدق و احتیاط میں بے بدل تھے حتیٰ کہ آپ کے حق میں شیخ حنفیہ
 فرماتے تھے کہ آپ ہمارے زمانہ کے صدیق ہیں۔ ابو عبد الرحمن کنیت تھی امام ابو حنیفہ کے
 اتباع میں سے تھے آپ نے شریعت و طریقت کو شقیق ملخی اصحاب امام ابو یوسف سے حاصل
 کیا۔ آپ کا قول ہے کہ جو شخص بغیر فقہ کے عبادت کرے وہ مثل خراس کے گدھے کے ہے۔
 ایک دفعہ امام احمد نے آپ سے پوچھا کہ لوگوں سے کس طرح خلاصی ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا
 کہ میں خیرون سے ایک یہ کہ انکو خیر دیکر پھر اُن سے طلب نہ کیجائے دوسرے اُن کا حق ادا کر کے
 اپنا حق اُن سے طلب نہ کیا جائے تیسرے اُن سے مکروہات کا تحمل کیا جائے اور نو کسی کو رنج
 نہ پہونچایا جائے امام نے فرمایا کہ ان باتوں پر عمل کرنا بغیر توفیق الہی کے نہایت مشکل بلکہ محال
 ہے۔ تشدد نفس در دفاق مگر نفس میں آپ کے کلمات عجیب ہیں اور نصایف معبر رکھتے ہیں

خبر

تاریخ ابوالفدا دین لکھا ہے کہ آپ اصل میں بہرے نہیں تھے بلکہ اسلئے اہم سے ملقب ہوئے تھے کہ ایک روز ایک عورت آپ سے مسئلہ پوچھنے آئی تھی اتفاقاً اُس سے ہوا سر ہو گئی جس سے وہ نہایت شرمسار ہوئی آپ نے باین خیال کہ یہ جان لے کہ انھوں نے آواز نہیں سنی اُس سے فرمایا کہ ادبچی بنان کر میری عورت یہ خیال کر کے کہ یہ بہرے ہیں اور انھوں نے فہری ہوا سر ہو کی آواز کو نہیں سنا خوش ہو گئی اور آپ پر یہ نام غالب آ گیا۔ وفات آپ کی سن ۳۳۰ ہجری میں ہوئی قبلہ اہل دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

تاریخ

بشیر بن الولید بن خالد کندی۔ امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے بڑے فقیہ محدث ثقہ و نڈار صالح عابد تھے فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی اور اُن سے کتب امالی کو روایت کیا حدیث کو آپ نے امام مالک و حماد بن زید وغیرہ سے سنا اور آپ سے حافظ ابو نعیم مصلی اور بخاری اور ابو یعلیٰ اور حامد بن شعبہ وغیرہ نے روایت کی اور نیز ابو داؤد نے اپنی سنن میں آپ سے روایت کی۔ عبد الرحمن سلمیٰ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی نسبت دارقطنی سے پوچھا انھوں نے کہا کہ ثقہ تھے۔ آپ معتصم بائد کے زمانہ میں بغداد کے قاضی مقرر ہوئے حکم کے باب میں سخت تھے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ آپ منصور کے عہد میں مدین کی قضا کے مسئلہ تک شولی رہے بڑے عابد تھے بہانک کہ جب پیری کی حالت میں فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو رات دن میں دو سو رکعت نقل پڑھا کرتے تھے ہر چند کوشش کی گئی کہ آپ خلقِ قرآن کے فاضل ہوں مگر نہ ہوئے اسلئے معتصم بائد نے آپ کو قید کر دیا جب متوکل مسند خلافت پر بیٹھا تو آپ رہائی ہوئی۔ صالح بن محمد نے آپ کو ہدوق تجلیا۔ آجری نے کہا ہے کہ میں نے آپ کے باب میں ابو داؤد سے پوچھا انھوں نے کہا کہ ثقہ تھے۔ فتاویٰ برہنہ میں منقول ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم اکثر ابی عیینہ کے پاس رہا کرتے تھے جب کوئی مشکل مسئلہ اس کے پاس آتا تو وہ پکار کر کہتے کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے کوئی شخص بیان موجود ہے سب حاضر ہیں میرے ہی طرف اشارہ کرتے تھے۔ خلیفہ مامون کے عہد میں آپ کو کہ معظمہ کی قضا دی گئی آپ عہدہ مذہب اور نیک رویہ رکھتے تھے لوگوں نے آپ سے نفقہ و نوا اور مسائل کا بہانک استفادہ کیا کہ جن کا جمع کرنا ناممکن ہے۔ آپ نے نہایت بوڑھے ہو کر سن ۳۳۰ ہجری میں

وفات پائی۔ کند ایک مشہور قبیلہ کا نام ملک بن مین ہر جس کی طرف آپ منسوب تھے۔ قبلہ اہل دنیا آپ کی تاریخ وفات ہو۔

داؤد بن رشید خوارزمی۔ امام محمد بن حنفیہ بن عیث کے صحابہ میں سے محدث ثقہ فقیہ کامل تھے جو بغداد میں آکر ٹھہرے بھی بن معین نے ان کی توفیق کی امام مسلم داؤد ابن ماجہ اور نسائی نے آپ سے روایت کی اور امام بخاری نے بھی انہی صحیح میں ایک حدیث بلا واسطہ آپ سے بیان کی آپ نے ایک کتاب نوادر تصنیف کی اور ^{۳۹۰} ہجری میں وفات پائی۔ عالم زمان ان کی تاریخ وفات ہو۔

ابراہیم بن یوسف بن میمون بن قدامہ ملخی۔ اپنے وقت کے شیخ اجل امام اہل محدث ثقہ ہونے لگے امام ابو حنیفہ کے صحابہ میں ان کو تیسری غزتِ حرمت حاصل تھی مدت ملک امام ابو یوسف کی صحبت میں رہے یہاں تک کہ اپنے ہمسروں پر فائق ہو گئے۔ حدیث کو آپ نے سفیان بن عیینہ و کعبہ بن سعید بن علیہ و حرام بن زید سے سنا اور امام مالک سے صرف یہ ایک حدیث روایت کی عین نافع عن ابن عمر کل مسکر محرم کل مسکر حرام سبب یہ ہوا کہ جب آپ امام مالک کے پاس حدیث سننے کے لیے آئے تو وہ ان قبیلہ بن سعید موجود تھے جنہوں نے امام مالک سے کہہ دیا کہ یہ شخص ارجا شاہر کرتا ہے پس انہوں نے ان کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا جس سے آپ اُسے صرف یہی ایک حدیث سماعت کر سکے۔ آپ نے حدیث کو بعد فقہ کے حاصل کیا تھا۔ آپ نے امام ابو یوسف سے اس قول کو روایت کیا کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ کسی کو ہمارے قول کے ساتھ کسی دوسری دینا جائز نہیں ہے تاؤ تھیکہ وہ اس شخص کو نہ جانے جہاں سے بیٹھے وہ قول دیا ہو یا کلام دستور رکھا کہ روزہ بعد نماز فجر کے پنج گنا اس پاس گشت کرتے اور جو قبر گری ہوئی دیکھتے اس کو اپنے ہاتھ سے حرمت کرتے اور ستر ہون ہون کو احاطہ دیتے کرتے ویرانہ ہوا ایک مسجد تھی وہاں آپ ہمیشہ نماز کیوں نہ جا کر بائگ نماز کرتے اور شہر کے فقہاء عابد وہاں جمع ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ ملج کے امیر نے فقہائے کما کہ میں تمہارے شیخ سے چند امور دریافت کر رہا ہوں مگر کیا کروں کہ وہ میرے پاس نہیں آئے انہوں نے جواب دیا کہ وہ تیرے پاس گیا بلکہ کسی کے پاس بھی نہیں جاتے اُسے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اُن کے پاس خود جاؤں انہوں نے کہا کہ ہون تو وہ مجھ سے بات بھی نہیں کرینگے اگر تو ظہر کے وقت اس ویران مسجد میں آوے اور بعد نماز کے اُسے رحمک اللہ کہے تو امید ہو کہ شاید تیری طرف متوجہ ہوں اُسے ایسا ہی کیا اور بعد حاصل کرنے ابو یوسف کی مشکلات کے عرض کیا کہ میں ملج کا حاکم ہوں اگر آپ کو مجھ سے کچھ حاجت ہو تو آپ

وزیر خوارزمی

سید خجندیہ

نقل

بلا تامل ارشاد فرمادین شیخ یہ سنکر رو پڑے اور کہا کہ میرا اندرون پانی تمام خون ہو گیا ہے کہ میں نے تیرے ایک سپاہی کو دیکھا ہے کہ اُس نے اپنے بازو کو ایک کبوتر پر چھوڑا تھا جسکے جھگل کے صدمہ سے وہ بیچارہ خاک میں لوٹتا تھا اور وہ رحم نہیں کرتا تھا میرے یہ سنکر اپنی فکر و مین عام حکم دیدیا کہ آئندہ کوئی شخص بازو نہ لے کر دیکھ جائے اور نہ شکاری اپنے پاس نہ رکھے کہتے ہیں کہ جب آپ واسطے نماز کے باہر تشریف لاتے تو کاغذ و قلم اپنے ساتھ اس خیال سے اٹھالائے کہ مبادا کوئی مسکے اور اُسکو جواب حاصل کرنے میں دیر ہو۔ امام نسائی نے اپنی صحیح میں آپ سے روایت کی اور آپ کو ثقہ بتلایا۔ وفات آپ کی سنہ ہجری میں مولیٰ قلم بن آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بجانب

یہ بھی بن اکتھم بن محمد بن قطن بن سمعان مروزی۔ بڑے علامہ فقہ محدث حدوق عارف مذہب بصری۔ حکام تھے ابو محمد کثرت تھی۔ آپ نے حدیث کو امام محمد و ابن مبارک و سفیان بن عثیمہ وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے بخاری نے غیر جامع مین اور ترمذی نے روایت کی۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ آپ بدعت سے بالکل سلیم اور بڑے مضبوط اہل سنت و جماعت تھے۔ طلحہ بن محمد نے کہا ہے کہ آپ دنیا کے اعلام مین سے تھے امرا آپ کا مشہور اور نبی معروف تھی آپ کا فضل و علم و ریاست و سیاست کسی پر پوشیدہ نہ تھا۔ بیس سال کی عمر میں بعد وفات اسمعیل بن حاد بن امام ابو حنیفہ کے بصرہ کے قاضی ہوئے کہتے ہیں کہ اہل بصرہ نے آپکو بسبب صغر سنی کے صغیر سمجھا آپ نے یہ حال معلوم کر کے فرمایا کہ میں غتاب بن اسیدہ سے عمر میں بڑا ہوں جبکو پیغمبر خدا نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور نیز معاذ بن جبل سے بڑا ہوں جبکو آنحضرت نے مین کا قاضی بنا کر بھیجا تھا خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل سے کہا کہ لوگ بھی بن اکتھم پر یہ تہمت لگاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ خدا کو باکی ہے کون ایسا کہتا ہے پھر اس تہمت سے سخت انکار کیا۔ آپ نے فقہ مین ایک بہت بڑی کتاب لکھی تھی مگر لوگوں نے سبب طوالت کے اُسکو ترک کیا اور ایک کتاب اصول فقہ مین اور ایک تنبیہ نام عنایتوں کے لیے تصنیف فرمائی اور اسی سال کی عمر میں سنہ ہجری میں وفات پائی تاریخ ابن خلکان مین لکھا ہے کہ حسین بن عبد العزیز بن سعید کہتے ہیں کہ میں اور آپ باہم جو دوست تھے

جب آپ فوت ہوئے تو میں نے جاہا کہ کسی طرح آپ کو خواب میں دیکھ کر بوجھوں کہ تمہارا کیا حال گذرا پس ایسا ہی ہوا کہ ایک رات میں نے آپ کو خواب میں دیکھ کر بوجھا کہ خدا نے آپ سے کیا سلوک کیا آپ نے کہا کہ بخشد یا مگر زجر کر کے فرمایا کہ اے بھئی دنیا کو تو نے اپنے اوپر غلط کیا میں نے عرض کیا کہ میں نے آنحضرت کی اس حدیث پر کیا کیا تھا کہ خدا تعالیٰ بڑھے کو دوزخ میں خدا کرے سے شرم کرتا ہو۔ خدا نے فرمایا کہ میرے پیغمبر نے بیچ کہا ہے لیکن تو نے دنیا میں اپنی جان پر غلطی کی تھی جس میں نے تجھ کو بخشد یا۔ اکثم مرد عظیم البطن کو کہتے ہیں اور یہی معنی اکثم کے ہیں۔ امین عالم تاریخ وفات ہو۔

ہلال بن یحییٰ بن مسلم الزائی البصری۔ نقیہ محدث تھے اور لوگ سبب کثرت علم و فہم کے آپ کو رائی کہتے تھے آپ نے فقہ کو امام ابو یوسف و امام زفر سے حاصل کیا اور حدیث کو ابی اعوانہ وغیرہ سے سنا۔ آپ سے بکار بن قتبہ نے اخذ کیا۔ آپ نے ایک کتاب شہرہ میں اور ایک احکام دفع میں تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۱۷۲ ہجری میں ہوئی۔ قطب الزمانہ آپ کی تاریخ وفات ہو۔

خالد بن یوسف بن خالد بن عبید السمئی۔ عالم باہر نقیہ قیہ محدث معتبر تھے لیکن ابو حاتم نے کہا ہے کہ جو احادیث آپ نے اپنے والد ماجد کے سوا اور لوگوں سے روایت کی ہیں وہ ضرور الق عقیبا ہیں کفایت آپ کی ابو الریبع تھی ۱۷۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ قدوہ اہل مان آپ کی تاریخ وفات ۱۷۲ ہجری میں حسن بن شاپور سی۔ بڑے نقیہ اور زاہد منجاہ لدعوات تھے کفایت ابو الحسن تھی۔ فقہ امام محمد سے اخذ کی اور ۱۷۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ سید ابراہیم بن محمد بن سفیان آپ کے اخص اصحاب میں سے تھے۔ قدوہ دین و دنیا آپ کی تاریخ وفات ہو۔

اسحاق بن ہلول بن مرق۔ نقیہ محدث حافظ حدیث تھے ۱۷۲ ہجری میں شہر انبا میں پیدا ہوئے فقہ حسن بن زیاد اور تقیم بن موسیٰ اصحاب امام ابو یوسف سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے باپ اور سفیان بن عیینہ اور دبع بن جراح اور سمعیل بن عیینہ سے سنا اور روایت کیا خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک کتاب فقہ میں تصنیف فرمادی اور ایک کتاب علم قرآنہ میں اور ایک سند تصنیف فرمائی اور ۱۷۲ ہجری میں وفات پائی

ہلال بن یحییٰ

خالد بن یوسف

ابو حسن بن شاپور

اسحاق بن ہلول

ابن دو عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن عمر بن مہر خصاص ابو بکر کنیت تھے۔ بڑے عالم فاضل۔ محدث۔ فقیہ۔ زائد پر میر گار عارف مذہب حاسب فرضی تھے۔ علم اپنے باپ شاگرد امام محمد حسن تلمیذ امام ابو حنیفہ سے پڑھا اور حدیث کو اپنے باپ اور عاصم و ابو داؤد و طیالسی و مسدد بن مسرید و یحییٰ بن عبد الحمید حانی و علی بن مدینی و ابی نعیم فضل بن ولین وغیرہ سے روایت کیا۔ شمس الامۃ حلوانی کہتے ہیں کہ آپ ان علماء کبار میں سے ہیں کہ جن کا مذہب کے معاملہ میں افتہار کرنا صحیح ہے۔ خصاص آپ کو اسلئے کہا کرتے تھے کہ آپ اپنے ہاتھ کی کمائی فطین دوزی سے بنا گزارہ کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے یہ کتابیں ہیں۔ کتاب الحسراج۔ کتاب الجیل۔ کتاب الوصایا۔ کتاب الشروط الکبیر والصغیر۔ کتاب مناسک الحج۔ کتاب الرضاع۔ کتاب المحاضر السجلات۔ کتاب ادب القاضی۔ کتاب النفقات علی الاقارب۔ کتاب احکام یحصر۔ کتاب درع الکعبۃ۔ کتاب احکام الوقف۔ کتاب اقرار الارشہ بعضہم بعض۔ کتاب النفقہ و احکامہ۔ کتاب المسجد و فقہ۔ کہتے ہیں کہ جب حنیفہ متدی بالہ مقتول ہوا تو آپ کا مکان بھی ٹوٹا گیا جس سے آپ کی بعض کتابیں ضائع ہو گئیں۔ اسی سال کی عمر میں ۱۲۰ ہجری میں بغداد کے اندر آپ نے وفات پائی۔ سید مومنان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن ادہم بن منصور بلخی۔ محدث صدوق۔ زائد۔ عابد۔ عارف۔ دلی تارک دنیا۔ مغرب درگاہ الہی۔ صاحب کرامت تھے۔ ابو اسحق کنیت تھی بادشاہی جھوڑ کر نفر کو اختیار کیا بہت سے مشائخ کو دیکھا اور مدت تک امام ابو حنیفہ کی صحبت میں رہ کر ان سے علم حاصل کیا پھر خواجہ فیصل بن عیاض سے خرقہ فقہ اربادت کا پہنا حضرت جنید بغدادی آپ کو مغانج العلوم کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے ایک دن آپ امام ابو حنیفہ کی خدمت میں جوئے کو امام کے بعض اصحاب نے خشم حقارت سے آپ کو دیکھا امام ابو حنیفہ رحم نے فرمایا کہ سیدنا ابراہیم اصحاب نے عرض کیا کہ یہ سیادت کمان سے حاصل کی ہے امام نے فرمایا کہ یہ ہمیشہ خدا کے کام میں مشغول رہنے میں اور ہم اور کاموں میں

احمد بن عمر

ابراہیم بن ادہم

مصرف ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ اخیر عمر میں لوگوں سے ایسے غائب ہو گئے کہ کوئی نہ معلوم کر سکا کہ آپ کمان میں جب بقول اصح ششہ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ تو ہاتف نے آواز دی کہ الان امام الارض قدمات لوگ اس آواز کو سن کر بڑے متحیر ہوئے کہ یہ کیا بات ہے اتنے میں خبرائی کہ ابراہیم دوم ہو گئے۔ امام بخاری مسلم نے غیر صحیح ہیں آپ سے روایت کی ہے صدیق آذان آجکی تاریخ وفات ہے۔ محمد بن احمد بن حفص بن الزبرقان المعروف بہ ابو حفص صغیر ماوراء النہر کے ملک میں شیخ خفیہ امام ربانی۔ عالم فاضل۔ نفعیہ محدث ثقہ۔ زائد متورع۔ صاحب سنت و اہل علم تھے۔ ابو عبد اللہ کنیت تھی۔ ثقہ اپنے والد امام ابو حفص کبیر تلمیذ امام محمد سے اخذ کی اور حدیث کو ابی ابولید طرابلسی اور حمیدی اور یحییٰ بن معین وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور مدت تک طلب علم میں امام بخاری کے رفیق رہے یہاں تک کہ بخارا میں ریاست مذہب خفیہ کی آپ پر منتہی ہوئی اور ائمہ دیار و مفسران آپ سے تفقہ کیا۔ کتاب اہوار اور کتاب اختلاف اور کتاب رد لفظیہ تصنیف کیں اور ماہ رمضان ششہ ہجری میں وفات پائی۔ احمد بن سلمہ سے منقول ہے کہ جب امام بخاری سے قرآن کے معادہ میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ خدا کا کلام ہے اس پر لوگوں نے کہا کہ کسی طرح ہمیں نصرت بھی ہو سکتا ہے انھوں نے فرمایا کہ زبانوں کے ساتھ مشورت ہو سکتا ہے جب اس بات کی خبر محمد بن یحییٰ ذہلی کو جو مشاہیر میں بڑے محدث ثقہ حافظ حبیل تھے ہوئی۔ تو انھوں نے نہایت خفا ہو کر حکم دیا کہ جو شخص امام بخاری کی مجلس میں جاوے وہ ہمارے پاس سرگز نہ آوے پس امام بخاری ناجار ہو کر بخارا کی طرف چلے گئے اس پر ذہلی نے امیر بخارا اور وہان کے شیوخ کو امام بخاری کی نسبت تحریر کیا جس پر امیر بخارا نے امام بخاری کی تکلیف دہی کا قصد کیا یہاں تک کہ انکو آپ یعنی ابو حفص صغیر نے بعض سرحدات بخارا کی طرف نکال دیا۔ امام اقلیم کی تاریخ وفات محمد بن شجاع طبری بغدادی المعروف بابن البلیحی۔ ماہ رمضان ششہ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے نفعیہ اہل عراق محدث متورع عابد قاری اور مجتہد علم تھے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی ثقہ حسن بن مالک اور حسن بن زیاد سے حاصل کی اور حدیث کو یحییٰ بن آدم اور اسمعیل بن علیہ اور وکیع اور ابی اسامہ اور محمد بن عمر واقعی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے یعقوب بن یحییٰ شیبہ اور اسکے پوتے محمد بن احمد بن یعقوب نے روایت کی لیکن چونکہ اہل شیعہ تھے۔

مشہ نہ تھے اسلئے محدثین کے نزدیک آپ متروک ہیں گو ہدایتہ کا ملین میں سے تھے۔ بدرالدین عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ثلثی آپ کو اسلئے کہنے ہیں کہ آپ علی بن عمر بن مالک بن عبد مناف کی طرف منسوب تھے اور اہل حدیث نے جو آپ پر بڑی تشنیع کی ہے اور ابن عدی سے ابن جوزی نے نقل کیا ہے کہ آپ تشبیہ میں حدیثین وضع کر کے اہل حدیث کو بظرف منسوب کیا کرتے تھے پیرایہ صدق سے یہ بات عاری معلوم ہوتی ہے کیونکہ جس صورت میں آپ نے فرزند مشہ کی تردید میں کتاب تصنیف کی ہے تو یہ الزام آپ پر کس طرح صحیح آسکتا ہے حالانکہ آپ بڑے متدین صالح عابد اپنے وقت میں نقیہ اہل خفیہ تھے مدت تک آپ بغداد کے قاضی رہے آپ نے کتاب الفصح الاثار۔ کتاب النوادر۔ کتاب المضاربتہ۔ کتاب الروعی المشہ۔ کتاب المنا کحہ اوپر ساٹھ جزو کبیر میں تصنیف کی اور پچاسی سال کی عمر میں تباریح ۴۰۰۔ ماہ ذی الحجہ ۳۰۰ شمسی ہجری نماز عصر کی پڑھتے ہوئے سجدہ میں جان بحق تسلیم ہوئے۔ ابوالحسن علی بن صالح اپنے دادا سے حکایت کرتے ہیں آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھ کو اسی مکان میں دفن کرنا کیونکہ اس مکان کی ایسی کوئی اینٹ نہیں کہ جیسر میں نے بیٹھ کر قرآن شریف کا ختم نہ کیا ہو۔ رب اور می آپ کی تاریخ وفات ہے۔

نصیر بن یحییٰ بنی المدعو بشادان۔ عالم فاضل نقیہ کامل تھے۔ فقہ ابی سلیمان جوزجانی تلمذ امام محمد سے حاصل کی اور آپ سے ابو غیاث بنی نے روایت کی شمسہ یا شمسہ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام فقہ تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یمان سمرقندی۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر نقیہ منبیطر طبقہ ابی منصور راتر بدی میں سے تھے کتاب معلم الدین اور کتاب رد ذکر ائمہ تصنیف کی اور شمسہ ہجری میں فوت ہوئے۔

بکار بن قتیبہ بن اسد بصری۔ بصرہ میں شمسہ ہجری میں پیدا ہوئے نقیہ عادل امام فاضل محدث ثقہ متورع۔ زاہد تھے۔ فقہ یحییٰ بن ہلال رازی اصحاب امام ابو یوسف اور تیر امام زفر سے حاصل کی اور انھیں سے علم شروط کو اخذ کیا اور حدیث کو اباد اود طرابلسی اور ان کے معاصرین سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو عوانہ اور ابن خرمیہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کی اور طحاوی نے فائدہ کثیر اٹھایا اور تخریج کی۔ کتاب الشروط۔ کتاب المحاضر و المسجلات

مشہ بنیادان

مشہ بنیادان

مشہ بنیادان

کتاب الزانی و العود تصنیف کین اور ایک کتاب امام شافعی کے اُن اعتراضوں کی تردید میں لکھی جو انھوں نے امام ابو حنیفہ کے بعض مسائل پر کیے تھے۔ تاریخ خلکان وغیرہ میں لکھا ہے کہ احمد طولون حاکم مصر آپ کو علاوہ تنخواہ کے ہزار دینار سالانہ دیا کرتا تھا اور آپ بخسہ سر مہر بندہ اسکو رکھ چھوڑا کرتے تھے اور اس میں سے کچھ خرچ نہ کرتے تھے چند مدت کے بعد اُس نے آپ کو واسطے مشورہ خلع موقی بن متوکل کے طلب کیا آپ نے اُسکو کہا کہ موقی کو حکومت سے برطرف نہ کرنا چاہیے اس سے احمد طولون نے خفا ہو کر آپ کو قید کر دیا اور جو اس نے آپ کو علاوہ تنخواہ کے بطور ہدیہ کے دیا ہوا تھا واپس طلب کیا آپ نے بخسہ سر مہر بندہ اُس کے پاس بھجوا دیا جو کل اٹھارہ تھیلے ان میں سے احمد اُنکو دیکھ کر نہایت شرمندہ ہوا اور حکم دیا کہ آپ قضا کا کام محمد بن شادان جو بری کو تفویض کر دین آپ نے ایسا ہی کیا پس محمد بن شادان بطور خلیفہ کے مقرر ہوا اور آپ کئی برس تک قید رہے اور قید ہی میں جمعرات کے روز ۲۴-۲۵ ذی الحجہ ۳۳۸ ہجری کو فوت ہوئے اور اس کثرت سے لوگ آپ کے جنازہ پر آئے کہ ہجوم کے سبب سے آپ جمعہ کی عصر سے پہلے دفن نہ ہو سکے چنانچہ قبر آپ کی مصلابنی مسکین میں ابن طباطبائی قبر کے پاس واقع ہو اور زیارت نگاہ اہل حاجات و مستجاب الدعوات ہو آپ کا دستور تھا کہ جب مسند قضا سے فارغ ہو کر گھر میں آتے تو خلوت میں بیٹھ کر روتے اور جو کچھ دن کے اقبیہ و معاملات ہونے اُنکو یاد کر کے اپنے نفس سے مخاطب ہوتے اور کہتے کہ اے مکار آج دو آدمی فلاں خصومت میں تیرے پاس آئے اور تو نے اس طرح بر حکم دیا پس کل کے روز تو خدا کو کیا جواب دیگا یہ بھی آپ کا طریقہ تھا کہ جب کسی مقدمہ دالے کو حلف دینے کا ارادہ کرتے تو بڑی نصیحت سے یہ آیت کریمہ پڑھ کر اُسکے معافی سمجھاتے تھے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاٰیٰتِہٖ مُّتَاۡفِلِیْنَ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَاَدْرٰکِہٖ مِنْہُمْ سَبْطٌ حَسَابٌ لِّیَاکرتے اور سوال کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کی مجبوس کی زمانہ میں اصحاب حدیث نے ابن طولون سے نفع عام حدیث کا شکوہ کیا اس پر اُس نے اُنکو اجازت دیدی کہ جلیخا نہ کی کھڑکی کے باہر بیٹھ کر آپ سے حدیث سن لیا کریں پس آپ کھڑکی کے پاس بیٹھ کر حدیث کرتے

اور لوگ گھر کی کے باہر ٹھیکر آپ سے حدیث سننے تھے جب آپ فوت ہوئے تو مصر کا شہر
تین برس تک بغیر قاضی کے رہا۔ امام نصیح آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن مسلمہ

محمد بن مسلمہ بلخی۔ فقیہ کامل عالم فہم تبحر تھے مسئلہ ۱۰ میں پیدا ہوئے کنیت ابو عبد اللہ تھے فقیہ
شہادین حکیم بھرابی سلیمان جوزجانی سے پڑھی اور نجد ادین محمد بن شجاع سے فہم کیا اور
سات برس تک انکی صحبت میں رہے جب آپ نے محمد بن شجاع سے اپنے وطن کو واپس
جانے کی اجازت مانگی تو انھوں نے فرمایا کہ جب تم خراسان میں گئے اور وہاں کے لوگوں نے
آپ سے یہ یہ مسائل پوچھے تو انکا آپ کیا جواب دیئے پس آپ حیران ہو گئے اور سات سال
اور انکے پاس ٹھہرے پھر اپنے وطن کو واپس آئے۔ آپکا قول ہے کہ علم فقہ کا اس شخص سے
بڑھنا چاہیے جو اپنی دکان کو تلفت اور باغ کو برباد کر کے پانچ علم میں مصروف ہو کہ اگر اسکا
کوئی قریبی بھی مر جائے تو اسکے جنازہ تک ساتھ نہ جائے۔ آپ سے ابو بکر محمد اسکاٹ نے
تلفہ کیا اور ستاشی سال کی عمر میں شہر ہجری میں آپ نے وفات پائی کہنے ہیں کہ آپکی
وفات سے ایک روز بیشتر ابو نصر محمد بن سلام آپ کی عبادت کو آئے اور کہا کہ آپ مجھکو
کوئی وصیت کر جائیں آپ نے فرمایا کہ میں ملکوت میں باتوں کی وصیت کرتا ہوں اور یہ کہ
اپنی زبان کو اہل قبلہ کے حق میں بڑا کھنڈ سے بند رکھیں گو وہ بدی ہی کیوں نہ کریں۔ دوم
بادشاہوں کے دروازوں پرست جائیں اور فقہ کو لازم گیرین۔ شکم اگر دنیا جانتے ہو تو
خدا اور آخرت کو نہ پاؤ گے اور اگر خدا و آخرت جانتے ہو تو اسکو پاؤ گے اور خدا بھی تم سے
راضی ہوگا۔ قبلہ عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ازہر خراسانی۔ امہ کبار میں سے صاحب طبقہ عالیمہ اور اپنے وقت کے خراسان
میں مرجع فتاویٰ و نوازل تھے۔ ستاشی سال کی عمر میں شہرہ کے روز بعد عشرہ اولیٰ ماہ شوال
شہرہ ہجری میں فوت ہوئے۔

سلیمان بن شعیب۔ امام محمد کے اصحاب میں سے عالم فاضل فہم تبحر تھے جنھوں نے
انہی سے نوادر کو لکھا اور آپ سے حافظ ابو جعفر طحاوی نے روایت کی۔ وفات آپکی شہرہ
ہجری میں ہوئی۔ نصیح ملک آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ازہر

سلیمان بن شعیب

احمد بن ابی عثمان

احمد بن ابی عثمان بن عیسیٰ بغدادی - مخزن علوم فقہیہ فاضل محدث کامل حادی فرد و اصول تھے ابو جعفر کنیت تھی فقہ کو محمد بن سماعۃ تمیذ امام ابو یوسف و محمد اور ثمر بن ولید سے حاصل کیا اور حدیث کو علی بن عاصم و شعب بن سلیمان و علی بن جعد اور محمد بن صلیح و غیرہ سے روایت کیا - امام ابو جعفر طحاوی نے آپ سے تمذ کیا اور کثرت سے روایت کی - بغداد سے آپ ابو ب صاحب خراج مصر کے ہمراہ مصر میں آئے اور یہیں سکونت اختیار کی اخیر عمر میں مصر کے قاضی مقرر ہوئے ایک کتاب حج نام تصنیف فرمائی - ابن یونس نے اپنی تاریخ میں آپ کی توثیق کی - وفات آپ کی سنہ ۱۷۰ میں ہوئی - محب سلیمان آپ کی تاریخ وفات ہے -

محمد بن

احمد بن محمد بن عیسیٰ بن ازہر ہرنی - فقہ کامل محدث فقہ - حجت عابد اور قصبہ برت کے جو بغداد کے پاس واقع ہے رہنے والے تھے - کنیت ابو العباس تھی - فقہ ابی سلیمان سی جوزجانی تمیذ امام محمد سے پڑھی اور انھیں سے آپ کی کتابوں کو روایت کیا - قاضی یحییٰ بن اکثم شاگرد و کعب بن جراح سے بھی استفادہ کیا اور حدیث کو کثرت بیان کیا مگر تصنیف کم کی - خطیب بغدادی سے روایت ہے کہ آپ فقہ حجت تھے آپ کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے آپ سے یحییٰ بن صباح نے روایت کی - شہر واسط کی قضا آپ کے اختیار کی تھی مگر امام خلیفہ متقدمین آپ نے استعفاء دے دیا اور سنہ ہجری میں وفات پائی - ترب دوران آپ کی تاریخ وفات ہے -

محمد بن

محمد بن احمد بن موسیٰ بن سلام بخاری برکندی - فقہ محدث عالم فہم تھے - ابو جعفر کنیت تھی - حدیث کو اپنے شہر برکد (علاقہ بخارا) کے علماء و فضلاء سے سنا اور اپنے باپ اور ولید بن اسمعیل اور ابی عبد اللہ بن ابی حفص کبیر وغیرہ سے روایت کی اور آپ سے ابو حفص احمد بن احمد بن حمدان وغیرہ نے روایت کی - بخارا کی اس عدالت کے جہان طالمون کو سزا دی جاتی تھی مدت تک قاضی رہے اور امیر ابی ابراہیم اسمعیل بن احمد کے عہد میں سنہ ہجری میں فوت ہوئے -

عبد المجید بن عبد

عبد المجید بن عبد الغزیز بصری بغدادی - عالم فاضل فقہ پرہیزگار فنون حساب و فرائض میں باہر کامل اور عمل محاضر و سجلات میں حاذق اور قاضی القضاۃ تھے - ابو حازم کنیت تھی - علم عیسیٰ بن ابان تمیذ امام محمد اور زبیر بکر بن محمد عمی اور ہلالی بن یحییٰ

یہی بھری سے پڑھا اور اخذ کیا اور آپ سے امام طحاوی اور ابو طاہر دباس نے فقہ کیا اور ابو الحسن
کرخ نے آپ سے مصاحبت کی آپ اصل میں بصرہ کے رہنے والے تھے جو بغداد میں آکر سکونت پذیر
ہوئے۔ کتاب مجاہدہ نسجالات۔ کتاب ادب القاضی۔ کتاب الفرائض تصنیف فرمائیں۔ اور بغداد ہی
میں ماہ جمادی الاول ۲۹۹ھ ہجری میں فوت ہوئے قد وہ اہل عالم آپ کی تاریخ وفات ہی۔
محمد بن مقاتل رازی۔ امام محمد کے اصحاب میں سے فقہ محدث تھے حدیث کو مطبع اور وکع اور
اسکے طبقہ سے سنا اور روایت کیا۔ مدت تک شہر رمی کے قاضی رہے۔ تقریب میں آپ کو معتقد
میں بیان کیا گیا ہو لیکن کوئی وجہ ضعف کی نہیں بتائی۔
موسیٰ بن نصیر رازی۔ امام محمد کے اصحاب میں سے صاحب حدیث وفقہ اور عارف مذہب
تھے کنیت ابو سہل تھی۔ حدیث کو عبد الرحمن ابی زہیر سے روایت کیا اور آپ سے ابو سعید
بردعی اور ابو علی دقاق نے فقہ کیا۔

ہشام بن عبد اللہ رازی۔ فقہ فاضل محدث کامل عارف مذہب تھے فقہ امام ابو یوسف
و امام محمد سے حاصل کی اور حدیث کو مالک سے روایت کیا اور آپ سے ابو حاتم نے روایت
کی۔ ابن جہان نے آپ کو ثقہ بتلایا۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ آپ صدوق تھے اور میں نے کوئی
آپ سے زیادہ بلند قدر نہیں دیکھا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے خود کہا ہے کہ ہنسی اکثر رسا سو
مشائخ سے ملاقات کی اور تحصیل علم میں سات لاکھ درہم خرچ کیے کتاب نوادر اور کتاب صلوٰۃ الا
تصنیف کیں۔ کہتے ہیں کہ امام محمد نے شہر رمی میں آپ ہی کے گھر میں وفات پائی اور آپ کے
قبرستان میں مدفون ہوئے۔

علی رازی۔ مذہب خفیہ کے عارف اور مسائل اصول کے ماہر صاحب زہد و ورع و سقا
اور محمد بن شجاع کے معاصرین میں سے تھے فقہ حسن بن زیاد سے پڑھی اور امام ابو یوسف
و امام محمد سے روایت کی اور کتاب الصلوٰۃ تصنیف کی۔ صاحب ہدایہ تھے آپ کو پہلے طبقات
مقلدین میں سے جو مثل ابی الحسن قد درمی وغیرہ کے اصحاب ترجیح سے ہیں شمار
کیا ہے گو آپ خصاف و طحاوی و کرخی و سرخسی و حلوئی و قاضی خان و صاحب ذخیرہ
اور صاحب خلاصہ سے جو طبقہ اصحاب مجتہدین سے ہیں پہلے ہوئے ہیں کیونکہ

مجتہدین

موسیٰ رازی

ہشام رازی

علی رازی

مردن کی نصیبت و کمالیت کے درجے کچھ زمانہ پر موقوف نہیں ہیں پس اسی خیال سے مولیٰ شمس الدین احمد بن کمال پاشا بلکہ مولیٰ افاضل ابو السعد عمادی بھی اصحاب تخرج میں سے ہیں۔

ابو علی دقاق - اپنے زمانہ کے عالم فاضل نقیہ کامل زاہد متورع تھے علم موسیٰ بن نصر رازی تیسرا امام محمد سے حاصل کیا اور آپ سے ابی سعید بردعی نے فقہ کیا۔ آپ کی تصنیف سے کتاب الجھض یادگار ہے۔ دقاق آپ کو اسلئے کہا کرتے تھے کہ آپ انا فروخت کیا کرتے تھے۔

ابو علی دقاق

احمد بن سخی بن صبیح جوزجانی بڑے عالم فاضل نقیہ کامل فروع و اصول کے جامع تھے۔ کنیت ابو بکر تھی۔ علم ابی سیمان جوزجانی تیسرا امام محمد سے حاصل کیا شہر جوزجان جو بلخ کے پاس واقع ہے آپ کا مولد اور وطن تھا۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب الفرق وائتیر اور کتاب التوبہ یادگار ہیں۔

احمد بن سخی

حدیقہ چارم

جو ترقی صدی کے فقہاء علمائے حالات ہیں

محمد بن سلام بنی - نقیہ فاضل عالم شہر ابی حفص کبیر کے معاصرین میں سے صاحب طبقہ عالیہ تھے ابو نصر کنیت تھی اگر فتاویٰ آپ کے نام سے برہنہ نہیں کہیں نام اور کسین کنیت سے آپ مذکور ہوئے ہیں۔ وفات آپ کی سن۶۰۰ ہجری میں تھی۔ آپ کا سال وفات لفظ نور بزم ہے۔

محمد بن سلام بنی

محمد بن خزیمہ بلخی تلامی - مشائخ بلخ میں سے نقیہ قیصر صاحب اختیارات فی المذہب تھے کنیت ابو عبد اللہ تھی قلاس آپ کو اسلئے کہا کرتے تھے کہ آپ فلس یعنی وہ رستے بٹوایا کرتے تھے جسے کشتیان باندھی جاتی ہیں۔ وفات آپ کی سن۶۰۰ ہجری میں تھی نادر جہا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن خزیمہ

احمد بن حسین بردعی - فقہاے کبار اور مشائخ نامدار میں سے بڑے عالم فاضل امام وقت

ابو عبد اللہ

مجمعہ عصر تھے اور شہر بردع میں جو آذربائجان متعلقہ حد عربی ایران میں واقع ہر پتے تھے کنیت
آپ کی ابو سعید تھی۔ علم آپ نے اسمعیل بن حماد اور ابو علی دقاق سے حاصل کیا اور آپ سے
ابو الحسن کرخ اور ابو طاہر و باسی اور ابو عمر و البطری نے تفقہ کیا۔ حافظ الدین نسفی نے
کتاب کافی کے باب الیمین فی الطلاق و العتاق میں مسئلہ بردعہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ آپ
(ابو سعید) کہتے ہیں کہ ہکو یہ مسئلہ نہایت اذق معلوم ہوتا تھا اور بردع میں اسکا حل
کرنیوالا کوئی عالم و فاضل نظر نہ آتا تھا ناچار بغداد میں آئے اور قاضی ابو حنا زرم سے
اس مسئلہ کو حل کیا اور ہم اُنکے پاس چار سال تک ٹھہرے رہے۔ بغداد میں آنے سے
پہلے ہم نے جامع کبیرین یا جبار سنودفعہ پڑھی تھی۔ کفایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ آپ
ایک مرتبہ حج کے لیے جمعہ کے روز بغداد میں تشریف لائے اور بعد نماز جمعہ کے آپ نے
دیکھا کہ کچھ لوگ واسطے مناظرہ کے بیٹھے ہیں اور انہیں داؤد ظاہری بھی ہیں اتنے میں ایک
حنفی نے داؤد سے بیع ام ولد کے باب میں سوال کیا داؤد نے جواب دیا کہ ام ولد کی بیع جائز
ہی کیونکہ ہم نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ علق سے پہلے اسکی بیع جائز ہو پس ایسا اجماع بغیر کسی
ایسے ہی دوسرے اجماع کے زائل نہیں ہو سکتا کیونکہ جو بات یقیناً ثابت ہو جائے وہ بغیر کسی
ایسے ہی یقین کے مرنفع نہیں ہو سکتی۔ حنفی اس امر میں جبران ہوا کیونکہ داؤد قباس
کو نہیں مانتے تھے اور خبر واحد یقین کا فائدہ نہیں دیتی اس پر آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا
کہ ہم نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ علق کے بعد اسکی بیع جائز نہیں پس یہ اجماع بغیر
دوسرے ہم مثل اس اجماع کے دور نہیں ہوتا داؤد یہ سنکر ساکت ہو گئے آپ نے جب
دیکھا کہ داؤد اور اُنکے اصحاب دفعہ میں ایسے سست ہیں تو آپ مکہ معظمہ کا ارادہ منوی
کر کے تدریس کے لیے بغداد میں ٹھہر گئے اور داؤد کے اصحاب بغرض استفادہ آپ کے
پاس جمع ہوئے بہانہ کہ ایک رات آپ نے خواب میں یہ سنا کہ کوئی کہتا ہے کہ دولت
تو جھاگ کی طرح فوراً دور ہو جاتی ہے لیکن جو فائدہ کو پہونچایا جاوے وہ باقی رہتا ہے، پھر
پس آپ یہ بات سنکر جھاگ اُمٹھے اتنے میں کسی نے آپ کا دروازہ کھٹکے گا کہ کیا کہ
داؤد ظاہری فوت ہو گئے ہیں اگر آپ کو نماز جنازہ پڑھنی ہو تو آجائیں کچھ مدت بعد

آپ مکہ معظمہ کو تشریف لیگئے اور وہاں عشرہ اولیٰ ماہ ذی الحجہ ۱۱۳۸ ہجری میں قرامطہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ انوار جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مکحول بن فضل نسفی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل عارف مذہب تھے فقہ کو موسیٰ بن سلیمان جوزجانی تلمیذ امام محمد سے حاصل کیا اور کتاب لولویات و کتاب الشماع تصنیف کیں آپ ہی نے امام ابو حنیفہ سے کتاب شعاع میں یہ روایت کی ہے کہ جو شخص رفع الیدین کرے اسکی نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن یہ روایت اکثر محققین کے نزدیک شددوات سے ہے چسپرا اعتبار نہیں کیا گیا۔ وفات آپ کی ۱۱۳۸ ہجری میں ہوئی۔

نفسی

صدیق چارم

احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک الارزوی لطماوی اپنے زمانہ کی فقہ و حدیث میں جلیل القدر عظیم الشان امام ثقہ معتد تھے مصر میں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ بر فتنی ہوئی حافظ سیوطی نے حسن الخاصرہ میں لکھا ہے کہ آپ ثقہ ثبت فقیہ تھے یہاں تک کہ آپ جیسا آپ کے بعد کوئی نہیں ہوا انسان میں سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ آپ ایسے امام ثقہ اور فقیہ عقیل تھے کہ آپ جیسا کوئی پیچھے آپ کے نہیں ہوا۔ ابن عبد البر سے منقول ہے کہ آپ کوئی المذہب اور جمیع مذہب علماء کے عالم تھے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ آپ کی کتاب مختصر اسباب بردال ہے کہ آپ مجتہد منسوب تھے اور محض نقلہ خفی نہ تھے۔ امیر کاتب نقافی نے غایت البیان شرح ہدایہ کی کتاب الصوم میں لکھا ہے کہ آپ نے سن میں نہ شتم۔ باوجود کثرت علم و اجتہاد دوع اور معرفت مذہب وغیرہ میں مقدم ہونے کے اگر آپ کی نسبت کسی کو شک ہو تو آپ کی شرح معانی الآثار دیکھ کر انہی نسلی کر لے کیا ہمارے مذہب کے سوا کسی دوسرے مذہب میں آپ کی نظیر مل سکتی ہے نافع الکبیر میں لکھا ہے کہ اگر آپ کو شروع جو تھی صدی کا مجدد امت محمدیہ اور صدق حدیث ان الله یبعث لھنہ الامۃ علی راس کل مائۃ صنف من موجدہ لہم ادرینہا قرار دیا جاوے تو بلحاظ آپ کی شہرت اور نفعت ذکر اور تصانیف مفیدہ کے کچھ بعد نہیں۔ آپ یکشنبہ کی رات ماہ ربیع الاول ۱۱۳۸ھ اور بقول بعض ۱۱۳۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو جعفر کنیت تھے ابتدا میں آپ شافعی المذہب تھے اور اپنے امون غزنی شافعی سے پڑھا کرتے تھے لیکن چونکہ ایکواٹھ شنب مذہب خفیہ کے دیکھنے کا شوق تھا اسلئے آپ کے امون نے ایک دن آپ سے خفا ہو کر ذفقہ کدیاکہ نجد انھ سے کچھ نہو سکیا گیا یہ کلمہ آپ کو نہایت ناگوار گذرا جس سے آپ ناراض ہو کر

احمد بن عمران حنفی کے پاس چلے گئے اور اُن سے پُر حفا شروع کیا پھر شہہ ہجری میں شام میں جا کر
قاضی القضاۃ اباجازم عبد الحمید تلمیذ عیسیٰ ابن ابان سے استفادہ کیا اور حدیث کو ہارون بن
سعید ایلی و یونس بن عبد الاعلیٰ و محمد بن عبد الحکم و یحییٰ بن نصر و غیرہ ایک جم غفیر ملائمذ ابی سب
اور زہرا بنی والد محمد بن سلام و غیرہ مصریوں سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے احمد بن قاسم
خشب و ابوبکر مغری و طہرانی اور محمد بن بکر بن مطروح و غیرہ محدثین نے روایت کی اور ابوبکر
بن محمد بن منصور و اعنانی و غیرہ نے تفقہ کیا۔ فناوی برہنہ میں آپ کے انتقال مذہب کا یہ
سبب لکھا ہے کہ آپ ایک دن اپنے ماموں سے پُرس رہے تھے کہ آپ کے سبق میں یہ مسئلہ آیا
کہ اگر کوئی حاملہ عورت مر جاوے اور اُس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو بر خلاف مذہب امام ابو حنیفہ
کے امام شافعی کے نزدیک عورت کا پیٹ چیر کر بچہ کا نکالنا جائز نہیں آپ اس مسئلہ کے
پُرس رہتے ہی اُنھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اُس شخص کی ہرگز پیروی نہیں کرتا جو مجھ
جیسے آدمی کی ہلاکت کی گنجہ پروا نہ کرے کیونکہ آپ اپنی والدہ کے پیٹ میں ہی تھے کہ آپ کی
والدہ ماجدہ فوت ہو گئی تھیں اور آپ پیٹ چیر کر نکالے گئے تھے۔ یہ حال دیکھ کر آپ کے
ماموں نے آپ سے کہا کہ خدا کی قسم تو ہرگز فقیہ نہیں ہو گا پس جب آپ خدا کے فضل سے
فقہ و حدیث میں امام مبعید ملے اور فاضل بے مثل ہوئے تو اکثر کہا کرتے تھے کہ میرے ماموں پر
خدا کی رحمت نازل ہو اگر وہ زندہ ہوتے تو اپنے مذہب شافعی کے بوجہ ضرور اپنی قسم
کا کفارہ ادا کرتے۔ ابونعیم خلیلی نے اپنی کتاب ارشاد میں لکھا ہے کہ محمد بن احمد شریطی نے
آپ سے پوچھا کہ آپ نے کس لیے اپنے ماموں کا مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی مذہب اختیار کیا
آپ نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھا کرتا تھا کہ وہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے
اور فائدہ اٹھاتے تھے۔ وفات آپ کی غرہ ذیقعد ۱۸۲ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کی تصانیف
حسب ذیل ہیں۔ معانی الآثار مشکل الآثار۔ احکام القرآن۔ مختصر فقہ۔ (اسپر بہت سے
علمائے شریعت لکھی ہیں) شرح جامع الکبیر۔ شرح جامع صغیر۔ کتاب شروط الکبیر
کتاب شروط الادسط۔ کتاب السجلات۔ کتاب ابو صایا۔ کتاب الفرائض۔ تاریخ کبیر
کتاب مناقب امام ابی حنیفہ۔ کتاب نوادر الفقیہ۔ کتاب نوادر المحکایات (کچھ

اوپر میں جزو کتاب اختلاف الردیات علی مذہب الکوفیین۔ کتاب مختصر صغیر۔ کتاب مختصر کبیر۔ کتاب الرد علی ابی عبد فی ما اخطانی اختلاف النسب۔ کتاب الرد علی عیسیٰ بن ابی کتاب حکم اراضی کر۔ کتاب قسم الغنی والغنائم وغیر ذالک۔ طحاوی طحاکیطرت منسوب ہے جو ملک مصر میں ایک قصبہ ہے اور ازوفیائل میں من سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ نور دنیا اور نقیحہ بے عدیل آپکی تاریخ وفات ہے۔

اسحق بن ابراہیم الشاشی سمرقندی انجلیبی۔ اپنے زمانہ کے عالم فاضل شیخ ثقہ تھے مولد آپ کا شہر شاش تھا جو سرسجون کے پاس سرحدات ترک پر واقع ہے۔ کنیت ابو ابراہیم تھی۔ آپ نے امام محمد کی جامع کبیر کو زید بن اسامہ رادی ابی سلیمان جوزجانی سے روایت کیا اور ۳۳۳ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن عبد الرحمن سرخی۔ نقیحہ اجل عالم اکمل تھے کنیت ابو حامد تھی قصبہ سرخک میں جو نیشاپور کے پاس واقع ہے رہا کرتے تھے آپ نے ابازہر العبدی اور محمد بن زید سلمی سے سنا اور محمد بن زید سے حفص بن عبد الرحمن کی کتابوں کو روایت کیا اور آپ سے ابو العباس احمد بن ہارون نے روایت کی۔ وفات آپکی ماہ رمضان ۳۳۳ ہجری میں ہوئی۔

احمد بن محمد بن دلاونجی۔ ابو العباس کنیت تھی۔ نقیحہ فاضل جامع معقول ومنقول اور نحوی تھے سیبویہ کی مبرد پر کتاب انفصار اور کتاب المفصور و الحمد و بطور حروف مجسم تصنیف کین۔ ۳۳۳ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن احمد ابو بکر الاسکاف ابلخی۔ اپنے وقت کے امام اور نقیحہ جلیل القدر تھے۔ نفع کو آپ نے محمد بن سلمہ تلمذ ابی سلیمان جوزجانی سے پڑھا اور آپ سے ابو بکر اعش محمد بن سعید سنونی ۳۳۳ ہجری اور ابو جعفر ہند دانی نے نفعہ کیا وفات آپکی ۳۳۳ ہجری میں ہوئی نفحات الانس میں لکھا ہے کہ آپ بیس سال سے روزمرہ روزہ رکھا کرتے تھے جب نزع کا وقت آیا تو لوگ پانی سے پنبہ تر کر کے آپ کے منہ کے آگے لے گئے مگر آپ نے اُسکو پھینک دیا اور روزے میں انتقال کیا۔ آپ کا سال وفات لفظ نور آئین ہے۔

احمد بن عباس بن حسین بن عیاض سمرقندی۔ بڑے فقیہ اور عالم فاضل تھے

اسحاق بن ابراہیم

احمد بن عبد الرحمن

احمد بن محمد بن دلاونجی

ابو بکر الاسکاف

محمد بن عباس

علمائے ہم عصر میں سے کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ علم و کباست اور تیزی طبع و پرمہر گاری میں آپ سے
ہمسری کر سکتا۔ ابو نصر کنیت تھی آپ کی نسل سعد بن عبادہ انصاری خزر جی صحابی سے ملتی
ہوئی اور عیاض آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام ہو جس کی طرف آپ منسوب ہیں۔ آپ سمرقند
میں رہتے تھے فقہ آپ نے ابی بکر احمد بن اسحق جو زجاجی تلمیذ ابی سلیمان موسیٰ جو زجاجی سے
اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں ابو احمد نصر عیاضی اور ابو بکر محمد عیاضی اور جماعت کثیرہ
نے استفادہ کیا آپ کے چالیس سے زیادہ اصحاب تھے جو آپ کے حکم سے ہر جمعہ کو جمعہ
مشائخ و علماء و قاریوں کے ہیئت مجموعی بازار دن وغیرہ میں گشت کیا کرتے تھے کسی نے
اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب خلقت انکو مجتمع دیکھی تو مارے خوف کے
سلطان ظلم اور اہل بدعت برائی سے پرمیز کرینگے۔ وفات آپ کی اسطرح پر وقوع میں
آئی کہ آپ اپنے بیٹے ابو احمد نصر کو جو ابھی مراہق تھے ہمراہ لیکر کافروں کے ساتھ لڑائی
کرنے کے لیے روانہ ہوئے جب شہر اسپچاپ سے جو اہل اسلام کی حد تھی آگے بڑھے تو
کفار نے پکڑ کر آپ کو قتل کر دیا۔

محمد بن محمد بن محمود ماتریدی۔ مشائخ کبار میں سے بڑے محقق و مدقق متکلمین کے امام
اور عقاید مسلمین کے صحیح عابد زاہد متحمل صاحب کرامات تھے آپ کے زمانہ میں ریاست
مذہب امام ابو حنیفہ کی آپ پر فتنی ہوئی۔ ابو منصور کنیت تھی۔ فقہ ابی بکر احمد جو زجاجی
تلمیذ ابو سلیمان جو زجاجی سے حاصل کی اور آپ سے حکیم قاضی اسحق بن محمد سمرقندی اور علی
رسنعفی اور ابو محمد عبد الکریم بن موسیٰ بزدوی نے فقہ کیا آپ نے تصانیف جلیلہ تصنیف کیں
اور اہل عقاید باطلہ کے احوال کا ذبیہ کو رد کیا چنانچہ کتاب التوحید۔ کتاب المقالات۔ کتاب
اوہام المتعطلہ۔ کتاب رد الاصول الخمسہ ابی محمد باہلی۔ کتاب رد الامانہ بعض رد انفس
کتاب الرد فرامطہ۔ کتاب ماخذ الشرائع (فقہ میں) کتاب المجدل (اصول فقہ میں) آپ کی
تصنیفات سے مشہور ہیں علاوہ انکے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف کی کہ اپنا
نظر نہیں رکھتی بلکہ اس فن میں جو تصانیف پہلے ہو چکی ہیں ان کی اسکی براہری
نہیں کر سکتی۔ کہتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں ایک بادشاہ بڑا ظالم تھا اور مخلوق کا

اس سے نہایت تنگ تھی یہاں تک کہ زمینداروں کا ایک گروہ اُسکے ہاتھ سے تنگ ہو کر واسطے شکایت کے آپ کے پاس آیا آپ اسوقت گھر میں نہ تھے آپ کی عورت نہایت بدخلق تھی وہ زمینداروں کو مہمان سمجھ کر نہایت سختی سے پیش آئی زمیندار یہ معلوم کر کے کہ آپ باغ میں ہیں باغ میں پہنچے دیکھا کہ آپ کسی سے باغ کی زمین درست کر رہے ہیں آپ نے انکو دیکھتے ہی فرمایا کہ شاید آپ کو ہمارے گھر کے کتے نے کاٹا ہوگا۔ پھر آپ باغ میں گئے اور وہاں سے زرد آلو کا طبق بھر لائے اور زمینداروں کے آگے رکھ دیا چونکہ موسم سرما کا تھا زمیندار غیر موسم میں زرد آلو دیکھ کر حیران ہو گئے اور آپ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے کوئی گناہ نہیں کیا اسلئے جو چیز اسکے ذریعہ سے چاہتا ہوں وہ حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر آپ نے گھاس سے کمان اور تھکے سے تیر بنا کر اس ظالم بادشاہ کی طرف پھینکا زمینداروں نے وہ تاریخ لکھ لی پیچھے ثابت ہوا کہ وہ بادشاہ اسی روز مقتول ہوا۔ پھر آپ کچھ تازہ شلغم اٹھا کر مہمانوں کی ضیافت کے لیے گھر میں تشریف لائے آپ سے عورت نہایت سختی کے ساتھ پیش آئی آخر جب اُسے دیکھا کہ آپ ناچار ہیں تو آپ کو کہا کہ آگ روشن کر دس آپ آگ روشن کرنے لگے چونکہ ہوا بڑی تیز تھی آگ روشن نہ ہوئی عورت نے غصہ میں آکر چھ سات لائیں آپ کو مار بن جنانچہ ہر لات کے ساتھ حجاب مرفوع ہوتا گیا آپ نے فرمایا کہ اگر ایک لات اور مارتی تو تمام حجاب مرفوع ہو جانا سو کہتے ہیں کہ باقی ماندہ حجاب کچھ دبر میں بعد سخت مجاہدہ کے مرفوع ہوا وفات آپ کی سن ۳۷ ہجری میں ہوئی اور ستر قندین دفن کیے گئے۔ کہتے ہیں کہ جس روز آپ کا انتقال ہوا اس روز شتر دفعہ آپ کو قضاے حاجت ہوئی آپ ہر دفعہ وضو کرتے سچے لوگوں نے کہا کہ آپ ایسی تکلیف والا یطابق اپنے اوپر کیوں گوارا کرنے میں آپ نے فرمایا کہ آج میری وفات کا دن ہے میں نہیں چاہتا کہ بے وضو دنیا سے انتقال کروں کیونکہ رسول اللہ کا قول ہے کہ جو شخص وضو نہ پڑھتا ہے وہ مومن ہے اور جو وضو سنا ہے وہ مومن ہے اس وعدہ کی امید اور اس وعدہ کے خوف سے وضو کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ بعد وفات کے آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ شتر براق آپ کے سامنے کھڑے ہیں اور آپ کبھی ایک کبھی دو کمر پر سوار ہو رہے ہیں

اُس نے پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہ جز اس طہارت کی جو جو میں نے کل کے روز کی تھی اور ہر ایک طہارت کے بدلے مجھ کو ایک ایک براق ملا ہے ابھی دیگر اعمال کی جزاء مجھے نہیں ملی۔ مارتدہ سمرقند میں ایک محلہ کا نام ہے جس میں آپ رہا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ سمرقند کے شہر دن میں سے مارتدہ بھی ایک شہر کا نام ہے۔ داور دین پناہ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

تہذیب

محمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ بن عبد المجید بن اسمعیل بن حاکم مروری بخاری الشہیر بحاکم الشہید ابو افضل کنیت تھی۔ حافظ احادیث رسول اللہ اور اپنے وقت کے امام فاضل فقیہ شہر صاحب تصانیف عالیہ تھے ساٹھ ہزار حدیث آپ کو نوک زبان یاد تھیں پہلے بخارا کے قاضی مقرر ہوئے پھر امیر خراسان نے اپنی وزارت آپ کو دی لیکن اسم وزارت سے کراہیت کرتے تھے۔ آپ نے حدیث کو مروی محمد بن حمد وہ شاگرد امام احمد بن حنبل اور محمد بن عصام اور یحییٰ بن ابراہیم بن یوسف اور بغداد میں یحییٰ بن خلیفہ اور کوفہ میں ابی العباس بخاری اور کتب میں یحییٰ بن محمد مصر میں احمد بن سلیمان مصری اور بخارا میں محمد بن سعید نوحا بازی اور ان کے طبقہ سے سماعت کیا اور آپ سے ابوعبد اللہ حاکم صاحب مستدرک نے ملز کیا اور ائمہ و حفاظ خراسان نے حدیث سماعت کی۔ کتاب منقحی اور کافی اور مختصر تصنیف کیں چنانچہ کافی اور منقحی تو بعد کتب امام محمد کے اصول بنیاب کی اصل ہیں لیکن کتاب منقحی اس زمانہ میں بنیاب ہے جب آپ بخارا کے قاضی تھے تو ہر روز امیر حمید کے پاس جاتے اور اس کو نفع بٹھاتے تھے جب وزارت کے عہدے پر مقرر ہوئے تو کل امورات دہات آپ کو تفویض کی گئیں آپ ہر نماز کے بعد خدا سے دعا مانگا کرتے تھے کہ مجھ کو شہادت نصیب ہو یا نہ کہ جس رات کی صبح کو آپ شہید ہوئے آپ نے بڑا شور و غوغا اور ہتھیاروں کی آواز سن کر بوجھا کہ یہ کیا معاملہ ہو لاگوں نے کہا کہ فکرا اکٹھا ہوا ہے اور آپ پر ایک گناہ کا الزام دیتا ہے جو انہیں سے ازرق چشموں نے آپ پر باندھا ہے۔ آپ نے کہا کہ اے بار خدا یا بخشدے پھر نائی کو بلوا کر منہ دیا اور غسل کیا اور اچھے کپڑے پہن کر صبح تک نماز پڑھتے رہے اس عرصہ میں گو بادشاہ نے لشکر نہ کو کی ممانعت کے لیے اپنا لشکر بھیجا مگر اُس نے غلبہ پا کر ماہ ربیع الآخر ۳۳۰ ہجری میں بجات سجدہ آپ کو شہید کر دیا۔ اتحاف القیلا میں آپ کی شہادت کی یہ وجہ لکھی ہے کہ آپ نے

امام محمد کی بسوط اور جامع صغیر و کبیر کو بخدوت مکرر و مطول اپنی کتاب کافی میں جمع کیا تھا اسلئے
امام محمد نے خواب میں آپ کو کہا کہ آپ نے میری کتابوں کے ساتھ کیا کیا ہے آپ نے کہا کہ
میں نے فقہاء کو کسمند دیکھا تھا اسلئے ذکر مکرر و مطول کو خدوت کر دیا سپر امام محمد نے غصہ ہوا
کہا کہ جیسا تم نے میری کتابوں کو قطع کیا ہے خدا تمہیں بھی قطع کرے پس ایسا ہی ہوا کہ شہر مرد
میں لشکر نے آپ کو قتل کیا اور دوبارہ کر کے درخت پر لٹکا دیا۔ علامہ فصیح آپ کی
تاریخ وفات ہے۔

حضرت

احمد بن عصمہ صفار بلخی۔ اپنے عہد کے امام کبیر فاضل بے نظیر تھے دور دور سے لوگ واسطے
استفادہ کے آیا کرتے تھے ابوالقاسم کنیت تھی اور کانسے کے بزنون کی تجارت کرتے تھے
شاگرد آپ کے روکان ہی میں آپ سے پڑھا کرتے تھے اور جب کوئی خریدار آتا تو آپ ہی
ذات خود ٹھکر بزن دھانے اور ٹھاکر دون سے ہرگز ادا نہ لیتے۔ علوم آپ نے نصیر بن یحییٰ
شاگرد محمد بن سماعہ سے جو امام ابو یوسف کے شاگرد تھے حاصل کیے اور آپ سے ابو حامد احمد
بن حسین مروزی نے فقہ کیا اور ستمین وفات پائی۔ فقہ عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن

احمد بن سہل بلخی۔ بڑے عالم فاضل اور تفریل سمرقند تھے۔ ابو حامد کنیت تھی۔ آپ نے ابی سلمہ
بن فضل بلخی اور ابی عبد اللہ محمد بن مسلم قاضی سمرقند سے روایت کی اور آپ سے آپ کے پوتے
عبد اللہ بن محمد فقیہ سمرقندی نے روایت کی۔ وفات آپ کی سنۃ ہجری میں ہوئی۔

عبد اللہ بن

عبد اللہ بن حسین بن دلال بن ولیم کرخی۔ اپنے زمانہ کے امام عالم فقیہ فاضل۔ شیخ ثقہ طبقہ
مجتہد بن فی المسائل میں سے تفریل بغداد تھے بعد ابی حازم اور ابی سعید بروعی کے ریاست
اندھب کی آپ پر منتہی ہوئی علاوہ فضیلت علم کے آپ بڑے صاحب قدر۔ عابد سقاغ۔ زائد
متورع۔ کثیر الصوم والصلوۃ تھے۔ ابو الحسن کنیت تھی۔ سنۃ ہجری میں پیدا ہوئے۔ فقہ کو
ابی سعید بروعی عمید اسمعیل بن حماد سے اخذ کیا اور حدیث کو اسمعیل بن قاضی اسحق اور محمد بن
عبد اللہ حضرمی سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابو حفص بن شاہین وغیرہ محدثون نے روایت
کی۔ اور آپ کے تلامذہ میں سے مثل ابو بکر الرازی احمد جصاص و ابو علی احمد بن محمد
ابو عیسیٰ و ابو حامد احمد الطبری و ابوالقاسم علی التتوخی و ابو عبد اللہ الشافعی اور

ابو الحسن قدوری وغیرہ ہم کے بہت سے ائمہ دین ہوئے۔ آپ کی عادت تھی کہ خود جا کر بازار سے سودا خرید کر لے اور اس کو کاندھار سے لیتے جو آپ کو نہ جانتا اور اس سے غرض یہ تھی کہ اگر کسی واقفکار سے خریدتا تو وہ ضرور رعایت کریگا۔ آپ کی تصنیفات میں سے کتاب مختصر و کتاب شرح جامع صغیر اور کتاب شرح جامع کبیر وغیرہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کو اخیر عمر میں فالج ہو گیا تو آپ کے اصحاب نے سیف الدولہ بن حمدان کو آپ کے معالجہ کے اخراجات کے لیے لکھا جب آپ کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ رونے لگے اور خدا سے دعا مانگی کہ اے میرا رزق اس جگہ کے سودا گران پھر مجھ کو بچاے اور کہیں سے نصیب نہ کرے سیف الدولہ کا صلہ جو آٹھ سو دس ہزار درہم کا بھیجا تھا ابھی ہو چکے نہیں پایا تھا کہ آپ ۱۵ شعبان ۳۸۶ ہجری کی رات میں فوت ہو گئے۔ گرنی شہر کج کی طرف منسوب ہے جو عراق کے علاقہ میں واقع ہے۔ فقہہ لگا کہ جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

تاریخ

عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن حارث سندھ موئی المعروف بہ استاد اپنے زمانہ کے امام فاضل محدث کثیر الحدیث فقہہ بنے نظیر مرجع فقہائے خفیفہ تھے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسالہ انبیاء میں آپ کو اصحاب دجہ میں سے جن کا درجہ مجتہد منسوب اور مجتہد مذہب کے درمیان میں شمار کیا ہے۔ ماہ ربیع الآخر ۳۸۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور شہر سندھ میں جو بخارا سے نصف فرسنگ کے فاصلہ پر ہے رہتے تھے خراسان و عراق اور حجاز میں سفر کر کے وہاں کے علماء و فضلاء سے استفادہ کیا چنانچہ فقہہ تو ابی عبد اللہ بن ابی حفص کبیر وغیرہ سے حاصل کی اور حدیث کو محمد بن فضل بن یحییٰ اور فضل بن محمد اور حسین بن فضل بن یحییٰ اور محمد بن یزید کلاباذی اور عبد اللہ بن فضل اور سہل بن متوکل اور علی بن حسین بن عبد اللہ بن یزید اور حافظ موسیٰ بن ہارون وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے ابن مندہ نے کثرت سے روایت کی لیکن بعض محدثین نے آپ کو نقل روایت میں ضعیف بتلایا ہے آپ نے کتاب کشف الآثار الشریفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور مسند ابی حنیفہ تالیف کی۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جب آپ نے امام ابو حنیفہ کے مناقب کو تالیف کیا تو اس وقت آپ کی مجلس اعلیٰ میں چار سو تالیف حاضر رہتے تھے وفات آپ کی ماہ شوال ۳۸۶ ہجری میں ہوئی۔ عالم زین اسلام آپ کی تاریخ وفات ہے۔

تاریخ

احمد بن محمد بن عبد الرحمن طبری۔ بغداد کے فقہاء کبار میں سے تھے۔ کنیت ابو نضر تھی فقہ آپ نے ابی سعید بردعی سے حاصل کی اور امام ابی الحسن کو غنی کے زمانہ میں مدینہ تدریس میں

مستغول رہے۔ علی قاری نے طبقات حنفیہ میں لکھا ہے کہ آپ امام ابی جعفر طحاوی اور ابی الحسن کرخنی کے طبقہ میں سے تھے۔ آپ نے امام محمد کی جامع صغیر و جامع کبیر کی شرحیں لکھیں اور سنہ ۳۷۱ ہجری میں وفات پائی بطری طبرستان کی طرف منسوب ہو جو بلاد عجم میں خراسان کے پاس ایک ملک کا نام ہے۔ عیسیٰ نفس آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسحق بن محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن زید الحکیم سمرقندی۔ بسبب کثرت حکمت و عظمت کے آپ حکیم کے لقب سے مشہور ہوئے کنیت ابو القاسم نعیمی سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ بڑے نیکو کار بندہ دین میں سے حکمت و حسن معاشرت میں ضرب المثل تھے اور اخلاق جمیدہ و افعال پسندیدہ کے سبب مشرق سے مغرب تک مشہور ہوئے فقہ و علم کلام کو آپ نے ابی منصور ماتریدی سے اخذ کیا اور ابوبکر رواق اور دیگر شاخ کی مصاحبت کی اور اُن سے تصوف کا علم حاصل کیا۔ مدت تک سمرقند کی دارالافتاء کے متولی رہے اور عشرہ محرم الحرام ۳۷۱ ہجری میں وفات پائی۔ صاحب منہاج لکھتے ہیں کہ شہر سمرقند شہر کندہ کا مغرب ہے جسکو ایک بادشاہ شہر نام سے دیران کیا تھا پھر اُسکو سلطان سکندر نے آباد کرایا۔ عالم عاقل آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علی بن محمد بن داؤد بن ابراہیم نوخی۔ امام کرخنی کے اصحاب میں سے بڑے ذکی عالم اور علم کلام دعو اور شعر و عربی میں مقدم اور امام ابو حنیفہ کے مذہب کے دقائق میں خوب ماہر اور علم لغت و ہیئت و عروض و ادب میں استاد کامل تھے۔ حافظ کا یہ حال تھا کہ آپ نے ایک دن رات میں سات سو شعر یاد کر لیے تھے اور سوسائے قصاید شعرا سے جا ملین و محضرن اور محدثین کے سات سو قصائد آجکو باہر کے لوگوں کے یاد تھے۔ آپ مدت تک ہوا زو و اسطر دکنہ و حمص کے قاضی رہے اور سنہ ۳۷۱ ہجری میں وفات پائی۔ نوخی توح کی طرف منسوب ہے جو آن چند قبائل کا نام ہے جو شہر بحرین واقع اقلیم دوم میں رہتے ہیں کنیت آپ ابی ابو القاسم نعیمی۔ ماہ منور آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن حامد طواریسی۔ نقیبہ فاضل برہنہ کار کامل زائد تصوف و نیکو کار بندہ دین میں سے تھے۔ کنیت ابو بکر تھی۔ ابو سعد اور سی نے اپنی کتاب کمال میں آپ کی بڑی تعریف لکھی ہے۔ علوم آپ نے محمد بن نصر مروری اور محمد بن فضل بنی سے بڑھے اور انھیں سے روایت کی۔ سمرقند میں سنہ ۳۷۱ ہجری میں حمام کے اندر فوت ہوئے۔ طواریسی طرف طواریس کے منسوب ہے۔

حنبلیہ

حنبل

حنبل

جو بخارا سے آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک شہر کا نام ہے۔

احمد بن محمد بن ابی شاشی - ابو علی کنیت تھی - شہر شاش میں جسکو اب تاشقند کہتے ہیں پیدا ہوئے اور بغداد میں اگر امام ابی الحسن کرخی سے فقہ پڑھی اور ایسے عالم فاضل تھے کہ امام کرخی آپ کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس ابو علی سے کوئی زیادہ حافظ نہیں آیا اس لیے جب امام کرخی فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے ابو بکر راغانی کو تو فتویٰ دینے کا کام سپرد کیا اور آپکو تدریس کی خدمت پر مامور کیا - فاضی ابو محمد نعمان کہتے ہیں کہ میں آپ کی مجلس اہلار میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کے پاس ابو جعفر ہمدانی آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے پھر انھوں نے مسائل اصولیہ میں امتحان لیا سو آپ انہیں باہر کامل نکلے پھر آپ نے ابو جعفر کا مسائل نوادر میں امتحان لینا شروع کیا مگر وہ اچھی طرح بیان نہ کر سکے اور آپ سے کہا کہ میں آپ کی زیارت کرنے آیا ہوں کچھ بحث کے لیے نہیں آیا لیکن دل میں ابو بکر کو ٹہری غیبت آئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے کتاب نوادر کو خوب یاد کر لیا - وفات آپ کی ۳۷۴ ہجری میں واقع ہوئی فیسم دہر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن حسین غزوی - ابو اسحق کنیت تھی - نفعہ فاضل محدث ثقہ تھے - ابا سعید عبد الرحمن بن حسن وغیرہ محدثین سے حدیث کو سماعت کیا اور آپ سے ابو عبد اللہ حاکم صاحب مستدرک نے روایت کی اور ۳۷۴ ہجری میں وفات پائی - غزوی غرہ کی طرف منسوب ہے جو شہر نیشاپور میں ایک محلہ کا نام ہے - بدر عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

علی بن ابو جعفر طحاوی - بڑے نفعہ محدث - عالم فاضل - جامع فروع و اصول اور امام طحاوی کے خلف ارشد تھے - کنیت ابو الحسن تھی - بڑے بڑے محدثین مثل ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا اور روایت کی اور ماہ ربیع الاول ۳۷۴ ہجری میں وفات پائی - سالار جہان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عبد اللہ نیشاپوری المعروف بہ فاضی الحرمین - اپنے زمانہ کے امام فاضل نفعہ کامل متفق علیہ شیخ حقیقہ تھے - کنیت ابو الحسن تھی - علوم فاضلی ابی طاہر محمد دباس شاگرد ابی خازم تمیمہ عیسیٰ ابن ابان اور زبیر امام کرخی سے حاصل کیے و حاکم نے

یہی شاشی

ابراہیم غزوی

علی بن ابو جعفر طحاوی

یہی الخلفہ

تاریخ منشا پور میں لکھا ہے کہ آپ منشا پور سے کچھ اوپر جالپس سال غیر حاضر رہے اور اس عرصہ میں آپ نے موصل و رملہ اور حرین کی فتوا کی اور صرف حرین میں تقریباً دس برس تک ٹھہرے رہے پھر منشا پور میں آئے اور شہدہ ہجری میں وفات پائی۔ علی قاری نے طبقات خفیہ میں لکھا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ میں ابکد ن علی بن عیسیٰ وزیر کی مجلس مناظرہ میں گیا اتنے میں ایک ترکی عورت فریاد کرنی ہوئی آئی وزیر نے اسکو کہا کہ کل کو آنا کیونکہ آج مناظرہ کا دن ہے اس پر وہ چلی گئی اور فقہاء حنفی و شافعی آئے شروع ہوئے جب سب آپ کے نو وزیر نے کہا کہ آج ہم مسئلہ توریت و دومی الارحام میں ہی گفتگو کرنے ہیں پس میں نے مسئلہ مذکور میں بعض فقہاء شافعیہ کے ساتھ گفتگو کی اخیر میں مجھ کو وزیر نے کہا کہ تم اس مسئلہ کو کھٹک کر صبح میرے پاس لاؤ پس میں نے ایسا ہی کیا اور دوسرے روز وہ مسئلہ لکھا ہوا وزیر کو دیکر چلا آیا بخوڑی دبر کے بعد پھر وزیر نے مجھ کو بلا کر کہا کہ میں نے تمہارا مسئلہ خلیفہ کو دکھا یا تھا اسنے دیکھ کر آپ کی نسبت یہ کہا ہے کہ اگر آپ کی ہمارے نزدیک استفادہ عزت و حرمت نہ ہوتی تو ابھی میں آپ کو کہ معطلہ و دبدبہ منورہ میں سے کسی ایک جگہ کا قاضی مقرر کرتا لیکن چونکہ آپ ایسے صاحب بے افت و حرمت ہیں کہ میری عبادت میں آپ سے زیادہ کوئی عالم اجل نہیں ایسے میں آپ کو حرین کا قاضی بناتا ہوں پس مجھ کو حرین کی فتوا کا عہدہ مل گیا۔ صاحب عقل کل آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن حسن المعروف بابن فقیہ شہدہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد اللہ نعمی امام کرخی سے تعلق کیا اور فقہ وغیرہ علوم میں مبلغ عظیم کو پہنچے بہانہ کہ تنوخی نے کہا ہے کہ میں نے دین و علم و فقہ و عمل و اجتہاد و ورع و کثرت صلوات میں کوئی آپ سے زیادہ نہیں دیکھا اور جناب میں آپ کی مصاحبت میں رہا ہوں رات اور دن میں نے آپ کو نماز و قرآن اور دہرے علم میں مشغول دیکھا ہے وفات آپ کی شہدہ ہجری میں ہوئی نائب رسول آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن علی بن ابو جعفر طحاوی۔ آپ امام طحاوی کے پوتے تھے علم و فضیلت میں یگانہ زمانہ تھے۔ کنیت ابو علی تھی۔ وفات آپ کی ماہ ربیع الآخر شہدہ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن سہل المعروف بہ تاجر۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر فقیہ بنے نظیر تھے۔ کنیت ابو عبد اللہ نعمی۔ رحلت تک ابی العباس احمد بن ہارون فقیہ حنفی حاکم فرنی متوفی شہدہ ہجری کی مجالس میں

بیٹھے اور اُن سے استفادہ کرتے رہے۔ وفات آپ کی سن۶ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن جعفر بن طرخان استرآبادی۔ بڑے عالم فاضل فقہ فخر نقی فی الروایات تھے کینت ابو بکر
نہی آپ کے والد ماجد ابو جعفر بھی فقہاے اجلہ میں سے تھے فی الحدیث تھے جنھوں نے علم حدیث
میں تصانیف بھی کیں۔ وفات آپ کی سن۶ ہجری کے بعد وقوع میں آئی۔

محمد بن احمد بن عباس بن حسین عیاضی۔ سمرقند میں فقہ جلیل بقدر اپنے شہر کے روسا
عظیم الشان میں سے تھے باوجود حافظ علوم دینیہ اور عارف فنون مذہبیہ ہونے کے علوم
حساب و ریاض و عمل اشکال اقلیدس کے استاد زمانہ تھے۔ کینت ابو بکر تھے۔ فقہ آپ نے ابی احمد
محمد بن فقہ اور ابو سلمہ اور صاحب کتاب حمل اصول الدین سے بڑھی اور آپ سے ایک جم غفیر نے
اخذ کیا۔ صیمری کہتے ہیں کہ سبیل زاہد نے مجھ سے کہا کہ میں نے ایک دن ابابکر محمد بن فضل کو دیکھا
کہ وہ ایک جزو مشکلات کتب کا آپ کے پاس لایا اور آپ نے ایک گھڑی میں اُسکو لکھ لیا۔ اُسپر
میں نے کہا کہ فضل خدا کی طرف سے ہر اور میں گمان کرنا ہوں کہ آپ جیسا دسے زمین پر اور
کوئی شخص نہوگا۔ ایک دفعہ آپ کو عضد الدولہ نے ایک گروہ فقہا کے ساتھ سفیر بنا کر بخارا کو بھیجا تھا
کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ موسم بہار میں اپنے شاگردوں کے ہمراہ سمرقند سے باہر نکلے اور راستہ
میں ایک سپاہی کی حویلی پر آپ کا گزر ہوا وہاں کیا دیکھا کہ چند نوجوان شراب پی رہے ہیں اسپر
آپ نے یہ خیال کر کے کہ انھوں نے مجھ کو دیکھ کر کیوں اپنے پیالوں کو زمین توڑا اور مجھ سے روپوش
نہیں ہوئے اسپر گھوڑا دوڑایا انھوں نے آگے سے تلواریں نکلیں لیکن آپ واپس بھاگ آئے پھر
نیت خالص کر کے انکی طرف گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آپ کا رعب و داب دیکھ کر بھاگ گئے۔
وفات آپ کی سن۶ ہجری میں ہوئی۔ نوربیدان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن ابراہیم نصر بن المیدانی۔ اپنے وقت کے شیخ کبیر اور عارف مذہب ابو بکر محمد بن احمد
عیاضی کے ہم عصروں میں سے تھے آپ کے زمانہ میں آپ کے مثل اور کوئی کم پایا جاتا تھا وفات
آپ کی سن۶ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن ہند دانی۔ بچے میں اپنے زمانہ کے شیخ جلیل القدر۔
امام کبیر فقہ۔ نے فقہ محدث عظیم التمثیل صاحب ذکاوت و ہر ذریعہ اور نہایت مشکلات و مفصلات تھے

محمد بن جعفر

محمد بن جعفر عیاضی

محمد بن احمد

ابراہیم نصر بن المیدانی

ابو جعفر کینست تھی اور یہ سبب کثرت تقاہت کے ابو حنیفہ صغیر کے لقب سے لقب تھے فقہ آپ نے
 ابی بکر عیش شاگرد ابی بکر اسکان تلمیذ محمد بن سلمہ صاحب ابی سلیمان سے حاصل کی اور بن علی بن امام
 فارسی تلمیذ امام نصیر بن یحییٰ سے اخذ کیا اور آپ سے نصیر بن محمد ابو الیث فقیہ اور جماعت کثیر
 نے نفقہ کیا۔ مدت تک بلخ و ماوراء النہر میں تہذیب کرنے اور مجربے بڑے مشکل مسائل کے فتوے
 دیتے رہے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب فجر کی نماز پڑھتے تو پہلے گھر میں داخل ہونے اور فتواری دہر
 ٹھہر کر اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے جانے جب آپ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی تب آپ
 نے گھر میں جانا چھوڑ دیا لوگوں نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں گھر میں جا کر اپنی والدہ
 کے قدم چوما کر نا تھا کیونکہ حضرت نے فرمایا ہو کہ ان الجحۃ تحت اقدام الامہات۔ چونکہ
 اب وہ فوت ہو گئی ہیں اسلئے حسب معمول میرا گھر میں جانا فضول ہے۔ روایت ہے کہ جب آپ
 اپنی والدہ کو کہنے کہ مجھ کو اپنا بانوں دکھلاؤ کہ میں اسکو چوموں تو وہ کہتی تھیں کہ او میرے بیٹے
 اگر تم میری خوشی کے لیے ایسا کام کرتے ہو تو میں بغیر چومائے بانوں کے راضی ہوں آپ
 فرمانے کہ میں یہ کام اتنا لالہ مر سجانہ و تعالیٰ کرنا ہوں جیسا آسنے فرمایا ہو و وصینا الانساک
 یوالدۃ حُسْنًا اِلٰی الْاُخْرَہ۔ وفات آپ کی سنۃ ہجری میں ہوئی اور نعش آپ کی بلخ میں لے جا کر
 دین کی گئی۔ سراج زمان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن عبد اللہ بن المرزبان المعروف بالقاضی ابو سعید السیرانی النخوی۔ شہر سیراف میں
 جو بلاد فارس سے ہر سنۃ ہجری سے پہلے پیدا ہوئے۔ معرفت نحو۔ فقہ۔ لغت۔ شعر۔ عروض
 توانی۔ قرآن۔ حدیث۔ کلام۔ حساب۔ ہندسہ میں شیخ الشیوخ و امام الامہ احفظ نظم و شریعہ
 اور باوجود اسکے زہد۔ عابد۔ خاشع۔ متدین۔ متویع۔ متقی۔ عقیف۔ جمیل الامور حسن الاخلاق تھے
 علم لغت کو ابن درید سے اور نحو کو ابن السراج سے حاصل کیا فقہ کو عمان میں اخذ کیا مدت تک
 بغداد میں علوم قرآن و نحو و لغت و فقہ و فرائض کا درس دیتے رہے پچاس سال تک
 جامع رصافہ میں امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا اور کوئی خطانہ پائی گئی چالیس سال
 یا اس سے زیادہ تقاہت و دیانت و امانت کے ساتھ بغداد میں تھما کرتے رہے اور اپنے
 ہاتھ کے کسب سے روزی کھاتے تھے اور جب تک دس مدق جنگی اجرت دس درہم ہوتی تھی

مدیقہ

نہ لکھ لینے تھے باہر مجلس میں نہ آنے تھے۔ ابو علی فارسی اور اسکے اصحاب آپ سے بڑا حسد کرتے تھے اور نیز آپ کے اور بابی الفرج اصبہانی صاحب کتاب اغانی کے درمیان فاضلانہ نوک ٹوک رہتی تھی۔ آپ نے دن میں خشوع کے ساتھ قراوت قرآن اور رات کو خضوع کے ساتھ قیام کا وظیفہ مقرر کیا تھا اور جب آپ کے پاس کوئی ایسے کلام پڑھے جاتے تھے جس میں موت و بعثت وغیرہ کا ذکر ہوتا تھا تو آپ ضرور بے اختیار رو پڑا کرتے تھے اور ایک رات دن منعموم رہا کرتے اور کھانا پینا موقوف ہو جاتا تھا اور جب کسی کو دیکھتے کہ مہسکو جلد پڑھا یا آگیا ہو تو اسکو نسل دیتے۔ کتاب افعال میں لکھا ہے کہ آپ پر اگندہ علم کے جمع تھے اور مذاہب عرب کو نظم کیا اور ہر ایک بات میں دخل حاصل کیا اور ہر ایک طریق سے اخراج کیا اور خلقت دین میں جاوہ و سلی کو لازم پکڑا اور حدیث کی بہت روایت کی اور نہایت درجہ احکام کو پیونچے اور افتقار فی الفتویٰ ہوئے۔ ملوک عدنان نے بڑی تعظیم سے آپ کو مراسلے لکھے اور انہیں مسائل فقہ و عربی و لغت کو پوچھا اور مدت تک آپ بغداد میں مقام عسکریٰ رہے یہاں تک کہ خلافت طائع میں دوم رجب یوم دوشنبہ ۳۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں شرح کتاب سیدوہ ایسی ہے کہ مثل اسکے کوئی تصنیف نہیں ہوئی۔ بندہ ایماندار آپ کی تاریخ وفات ہے۔

جصاص

احمد بن علی بن حسین رازی المعروف بہ جصاص۔ امام زمانہ۔ مجتہد وقت۔ علامہ عصر حافظ حدیث صاحب عفت و دیانت و زہد تھے ۳۳۰ ہجری کو شہر بغداد میں پیدا ہوئے ابو بکر کنیت تھی۔ فقہ کو اوسل زجاج بلند امام کرخی سے اخذ کیا اور حدیث کو اباحاتم و عثمان رازی اور عبدالباقی بن قانع وغیرہ محدثین سے سنا اور ہدایت کیا یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور دور دور سے لوگ واسطے استفادہ کے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے چنانچہ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ جرجانی شیخ قدوری و ابو الحسن محمد بن احمد زعفرانی و ابو الفرج احمد بن محمد بن عمر المعروف بابن سلمہ و ابو حفص محمد بن احمد نسفی اور ابو الحسن محمد بن محمد کازنی وغیرہ فقہائے بغداد نے آپ سے بڑا فیض حاصل کیا اور ابو علی و ابو احمد حاکم نے آپ سے حدیث کو سنا۔ تصاویر خطاب کے لیے آکھو کھا گیا تھا مگر آپ نے منظور نہ کیا اور مدرس

و تعلیم میں مشغول رہنا پسند کیا۔ کہنے میں کہ جب آپ مناظرہ کی مجلس میں داخل ہوتے تھے تو آپ کا
نفس کی قوت اور حسن کلام کے سبب سے مخالفین کو بات تک کی جرأت نہ رہتی تھی چونکہ آپ
چونہ بنایا کرتے تھے اور جھس چونہ کو کہتے ہیں اسلئے جھصاص کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ نے
حسب ذیل کتابتیں تصنیف کیں جو نہایت مفید و عمدہ ہیں۔ مختصر کرنی۔ مختصر طحاوی۔ شرح
جامع امام محمد۔ شرح اسماء المحسنی۔ کتاب احکام القرآن۔ کتاب ادب الفقہاء۔ کتاب اصول فقہ۔
واعانت فروج حلبی۔ علاوہ انکے بہت سے مسائل پر جو آپ سے استفادہ کیے گئے آپ نے جو بات
لیکھی۔ بعض علمائے آپ کو طبقہ اصحاب تخریج میں شمار کیا ہے لیکن بعض فقہاء کہتے ہیں کہ آپ کو اصحاب
تخریج میں شمار کرنا سراسر آپ پر ظلم کرنا ہے اور اس سے بالکل آجکی کسر شان ہے کیونکہ اگر آپ کی
تصانیف اور تخریجی العلوم کا خیال کیا جاوے تو نمس الامم وغیرہ فقہاء جنکو اصحاب مجتہدین
فی المسائل میں شمار کیا گیا ہے آپ کے آگے بمنزلہ شاگردوں کے ٹھہرنے میں پس اس صورت میں آپ
کو بکر طبقہ مجتہدین فی المسائل میں نہ شمار کیے جاویں۔ وفات آپ کی پندرہ سال کی عمر میں یوم
ہاء۔ ماہ دعی الحجہ سنہ ۳۰۰ھ میں بمقام منشاہ واقع ہوئی رہنمائے دین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن فضل بن خضر بن رجا بن زرعة نقلی کمار بن بخاری۔ اپنے زمانہ کے امام کبیر اور شیخ اجل معتز بن الرایت والد الرایت تھے۔ ائمہ بلاد نے آپ کی طرہ رواج کیا مشاہیر کتب فتاویٰ آپ کی روایات و فتاویٰ سے ملو ہیں۔ ابو بکر کنیت تھی۔ فقہ آپ نے اسناد عبد اللہ بن سید بن تمیم ابی حفص صغیر سے حاصل کی اور آپ سے قاضی ابو علی حسین بن خضر نسفی اور امام حاکم عبد الرحمن بن محمد کاتب اور امام زہد ابو محمد خیزاخری اور امام اسماعیل زہد کے فقہ کیا اور آپ نے واسطی الاما و حدیث کے مجلس منعقد کی۔ کہتے ہیں کہ جب ابو جوفتویٰ دینے کی اجازت دی گئی تو بیچ میں فقیہ مہد دانی نے اس خبر کو سنا کہ یہ خیال کیا کہ یہ لڑکا جو اسقدر حافظہ نہیں رکھتا اسکو فتویٰ دینے کی اجازت کیونکر دی گئی میں وہ اس خبر کی تصدیق کے لیے بذات خود بخارا میں تشریف لائے اور ہرات کو آپ کے مکان میں آنے سے اور رات بھر آگاہ حال دیکھا کہ آپ کا کتب میں مشغول ہیں اور جب نیند آئی جو نو وضو کر کے بھر مطالعہ کتب میں مشغول ہو جاتے ہیں اسی طرح صبح بھی کہ دی۔ جہد دانی نے کہا کہ اس لڑکے کو جو فتویٰ دینے کی اجازت دی گئی جو یہ فی الواقع

مجلس شورای اسلامی

اس منصب کا مستحق تھا۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی مہمان آپ کے پاس آتا تو آپ طباق اٹھا کر اس میں سے موسم سرما میں تازے زرد آلوں کے ڈگے رکھ دیتے اور کہتے کہ چالیس سال سے میں نے کوئی حرام چیز ہاتھ میں نہیں پکڑی اور نہ حرام کے راستہ گیا ہوں اور نہ حرام چیز کھائی ہے پس جو شخص چاہے کہ ایسی کرامت پائے وہ میری طرح کرے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں ابو بکر اسحق بخاری کلاباذی صاحب معرفت و تصوف نے وفات پائی جب انکو ایک قبرستان میں دفن کیا گیا تو ہزاروں سائب و بچھو اس قبرستان سے نکل کر دوسرے گورستان میں چلے گئے جب اس بات کی خبر آپ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ مردی نہیں ہے کہ اپنے سے بلا دور کر کے دوسرے پر ڈال دیا جائے جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھ کو اسی گورستان میں جس میں ہزاروں سائب و بچھو آگئے ہیں دفن کرنا اور عجائب دیکھنا پس جب آپ فوت ہوئے تو آپ کو اسی گورستان میں دفن کیا گیا پھر وہاں کے مدفون ہونے کے ہزار ہا سائب و کرم وہاں سے نکل گئے اور راستہ میں مر گئے۔ آپ کے تذکرہ میں علی قاری نے طبقات خفیہ میں نقل کیا ہے کہ آپ کے والد نے آپ سے اور آپ کے بھائی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم بسوط کو یاد کرو تو میں انکو ایک ایک ہزار دینار انعام و ننگا پس جب آپ نے اُسکو یاد کر لیا تو آپ کے باپ نے کہا کہ اب تم بسوط کا حفظ کرنا ہی کافی ہے اس پر آپ خفا ہو کر گھر سے نکل گئے اور بلا و فرغانہ میں آکر کیا دیکھتے ہیں کہ قاضی خان منبر پر جلوس فرما ہیں اور اُنکے رد پر علما و فضلاء بیٹھے ہوئے جو کچھ وہ بتاتے ہیں لکھ رہے ہیں اس اثنائے میں قاضی خان نے بابین امام ابو یوسف اور امام محمد کے ایک اختلافی مسئلہ بیان کیا اور اس میں امام محمد کے قول کو امام ابو یوسف اور امام ابو یوسف کے قول کو امام محمد کا کر دیا آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ ان احوال کو اُٹھا دو قاضی خان نے کہا کہ اگر نہ اُٹھاؤں تو کچھ مضائقہ نہیں آپ نے فرمایا کہ اگر نہ اُٹھاؤں تو امام ابو یوسف کے قول پر اور امام محمد کے قول پر یہ اعتراض وارد ہوتے ہیں پھر چند مسائل بیان کیے جس پر قاضی خان منبر سے اُتر آئے اور کہا کہ یا سیدی شاید آپ محمد بن فضل کمار ہی ہیں آپ نے کہا کہ ہاں اس پر قاضی خان نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ اس مجلس کے مستحق ہیں انہی۔ لیکن چونکہ آپ کی وفات شدت یافتہ ہوئی اور قاضی خان ششہ ہجری میں فوت ہوئے اسلئے آپ کی طرف سے نصہ کو منسوب کیا نہیں جاتا

غلطی ہی خیال کیا جاتا ہے کہ شاید قاضی خان کی ملاقات آپ کی اولاد میں سے ابو بکر محمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن محمد بن فضل کماری سے جو بڑے عالم فاضل اور بخارا کے خطیب تھے اور شمسہ ہجری میں فوت ہوئے تھے ہوئی ہوگی۔ کماری بخارا کے علاوہ میں ایک قصبہ کا نام ہے جس کی طرف آپ منسوب ہیں آپ کی اولاد میں سے بہت سے علماء و فضلا ہوئے ہیں جو فضلی سے مشہور ہوئے جن کا ذکر آگے آدیکا۔ صدق و صفایا آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابو بکر محمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم بن فضل کماری

نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم بن ابوالیث نفعہ سمرقندی المشہور بہ امام الہدیٰ۔ علمائے کرام میں سے امام کبیر فاضل بنے نظیر۔ نفعہ جلیل القدر محدث و جید العصر۔ زاہد۔ متوجع ایک لاکھ حدیث یاد رکھتے تھے۔ کتب امام محمد و امام وکیع و عبد اللہ بن مبارک اور امالی امام ابو یوسف وغیرہ آپ کو حفظ تھیں۔ نفعہ وغیرہ علوم ابی جعفر ہندوانی شاگرد ابی القاسم صفار تلمیذ نصیر بن یحییٰ سے حاصل کیے اور آپ سے ایک حجم غفر نے تفقہ کیا۔ آپ نے قرآن شریف کی تفسیر چار جلدوں میں اور کتاب نو اور الفقه و خزانة الفقه و تہذیب الفناہلین و دستان العارفین و شرح جامع صغیر و تاسیس النظائر و مختلف الروایہ و نوازہل و دیون اور مختلف فتاویٰ وغیرہ تصنیف کیے۔ آپ کا قول تھا کہ قیامت کو میرے اعمال نامہ میں سے بعثت کی کوئی چیز نہ نکلیگی اور میں نے جب سے دائیں ہاتھ کو بائیں سے پہچانا ہے جھوٹ نہیں بولا اور نہ کسی کے ساتھ بُرائی کا اس قدر بھی ارادہ کیا ہے کہ جس قدر جانور اپنے سر کو پانی میں ماہتا ہے اور پھرتا تھا ایسا ہے۔ آپ کہتے تھے کہ جو شخص علم کلام کے ساتھ مشغول ہو اُس کا نام زمرہ علماء سے محو کر دینا چاہیے۔ قاضی خان نے اپنے فتاویٰ میں آپ سے نقل کیا ہے کہ معلم کو تعلیم قرآن ہی اجرت لینی جائز نہیں ہے اور نہ عالم کو لائق ہے کہ بادشاہوں و امراء کے پاس آمد و رفت رکھے اور طالب علم کو نہیں چاہیے کہ دیہات و قصبات میں دورہ کر کے اس نیت سے غلط و نہار کچ کرے کہ لوگ اُس کے لیے کچ جمع کر دیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ واسطے تجارت کے روانہ ہوئے راستہ میں رہزنوں نے آپ کے قاصد کو لوٹ لیا جب انھوں نے بوجھ کھولے تو کئی ایک بوجھ ایسے پائے جنہیں صرف ڈھیلے بھرتے ہوئے تھے رہزن اس بات سے بڑے حیران ہوئے اور

اہل قافلہ سے اس امر کو دریافت کیا انھوں نے کہا کہ ابوالیث سے پوچھو کہ چونکہ دبیلا انھوں نے ہی
لا دیے تھے جب چور دن نے آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دبیلا ہننے واسطے استنجا
کے اپنی مملو کہ زمین سے لا دیے ہیں تاکہ غیر کی زمین سے استنجا کے لیے دبیلا اٹھانے کی نوبت
نہ ہو جائے۔ رہزنوں کو یہ بات سن کر بڑا خوف پیدا ہوا اور سب نے تاب ہو کر قافلہ کا مال
واپس کر دیا۔ وفات آپ کی بقول مختار نواح بلخ میں شگل کی رات ۱۱۔ ماہ جمادی الآخر
شعبہ ہجری میں ہوئی کہتے ہیں کہ سفر قند کے لوگوں نے آپ کی وفات کے افسوس میں ہلکا
ہلکا دکانیں نہ کھولیں اور انکا ارادہ تھا کہ اور ایک ماہ نہ کھولیں مگر حاکم نے انکو سمجھا کر
کھلوادین۔ نور حدیث ابی تاریخ وفات ہے۔

ابن جری

احمد بن حسن بن علی فقیہ مرزوی۔ کنیت ابی ابو حامد تھی اور ابن طبری کے نام سے مشہور
تھے بڑے حافظ حدیث اور عالم تفسیر زاہد۔ منورع مہر اصول و نہر دواعی عارف مذہب
اہل علم تھے خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ علمائے مجتہدین اور متقیین میں سے آپ جیسا کوئی
حافظ احادیث اور مہر ثورات نہیں ہوا۔ روایات اور حدیث میں بڑے متقن اور مضبوط
سمجھے گئے ہیں۔ فقہ آپ نے بغداد میں امام ابی الحسن کرخی اور بلخ میں ابی القاسم
صغار شاگرد نصیر بن یحییٰ تمیم محمد بن سماعہ سے حاصل کی اور حدیث کو احمد بن حنبل مرزوی
اور ابوالعباس احمد بن عبد الرحمن برعنی سے سماعت و روایت کیا۔ بغداد سے جب تحصیل
علم کر کے خراسان میں آئے تو وہاں مدت تک قاضی القضاۃ رہے اور کثرت سے تصنیفات
کی جن میں سے تاریخ بدیع مشہور و معروف ہے۔ وفات آپ کی ماہ صفر شعبہ ہجری میں ہوئی
دارالعلم ابی تاریخ وفات ہے۔

ابن جری

احمد بن محمد بن محول بن فضل نسفی مکحولی۔ بقیہ فاضل محدث عالم عارف مذہب تھے
کنیت ابو البدیع تھی اور اپنے دادا کے نام پر منسوب تھے۔ علم اپنے باپ محمد بن محول
شاگرد ابی المعین محول سے حاصل کیا اور حدیث کو اباسمل ہارون بن احمد الاسفرانی اور
احمد بن حمدان الاسفرانی سے سنا۔ شعبہ ہجری میں پیدا ہوئے اور شعبہ ۱۰۰ میں بمقام بخارا فوت
ہوئے مگر آپ کا جنازہ لوگوں نے بخارا سے لا کر نسف میں دفن کیا۔ امام تاج الدین تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن سہل بن ابراہیم بن سہل نیشاپوری - خراسان میں اپنے وقت کے امام حنفیہ تھے کینت ابو نصر تھی شمسہ ہجری میں امام حرمین نے آپ کے لیے مجلس تدریس منعقد کی جس پر آپ مدت العمر قائم رہے اور نیشاپور میں شمسہ ہجری میں فوت ہوئے۔

عبد الکریم بن محمد بن موسیٰ منفی - قصبہ منغ میں جو بخارا کے پاس واقع ہے رہتے تھے۔ ابو محمد تھی۔ اپنے عہد کے امام بنیظیر زاہد و پرہیزگار تھے۔ فقہ اساذ عبد اللہ بنبر مونی شاگرد ابی حفص صغیر سے پڑھی اور مدت تک تدریس و افتاء میں مصروف رہے پھر شمسہ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن عمرو بن موسیٰ بن عبد اللہ بخاری المعروف بہ ابی نصر العزانی - اصحاب مذہب امام ابو حنیفہ میں سے امام اہل محدث اکمل تھے۔ حدیث کو ابی نعیم عبد الملک بن محمد بن عدی سے سنا اور روایت کیا اور مدت تک سمرقند کے قاضی رہے اور شمسہ ہجری میں شہر بخارا میں وفات پائی۔

عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بزدی - آپ فخر الاسلام بزدی کے جد امجد ہیں اور قلعہ بزدہ میں جو نسف سے چھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے رہا کرتے تھے علوم امام الہدی ابی منصور ماتریدی تلمذ ابی بکر جوزجانی سے حاصل کیے اور شمسہ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن احمد بن محمد عہدوس بن کامل الدلال المعروف بزعفرانی - فقہ حلیہ تھے کینت ابو الحسن تھی صاحب ہدایہ نے ابی کا ذکر ہدایہ میں کیا فقہ آپ نے ابی بکر رازی سے پڑھی اور شمسہ ہجری میں فوت ہوئے۔ زعفرانی زعفران کبڑن نسوپی جو علاقہ بغداد میں ایک شہر کا نام ہے بعض نے کہا کہ زعفران ماہین ہمدان و رسد آباد کے واقع ہے بعض کا یہ قول ہے کہ آپ زعفران بیجا کرتے تھے اسلئے زعفرانی کے نام سے مشہور ہوئے۔

حسن بن داؤد بن رضوان سمرقندی - فقہا و متقدمین میں سے مناظر و مباحثہ میں لگانہ زمانہ تھے ابو علی کینت تھی علم نیشاپور میں ابی سہل زجاج تلمذ امام کرخی سے پڑھا اور انھیں سے فقہ کو اخذ کیا اور شمسہ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن یحییٰ بن مدی نقیہ جرجانی - امام فاضل فقہ کامل علامہ زمانہ امامہ دوکان تھے صاحب ہدایہ نے آپ کو اصحاب پنج میں سے شمار کیا ہے کینت ابو عبد اللہ تھی فقہ آپ نے ابی بکر رازی سے حاصل کی اور آپ سے ابو انیس احمد قدوری و احمد بن محمد ناطقی نے فقہ کیا۔ فاج کی بیماری سے

محمد بن محمد بن سہل بن ابراہیم بن سہل نیشاپوری

عبد الکریم بن محمد بن موسیٰ منفی

احمد بن عمرو بن موسیٰ بن عبد اللہ بخاری المعروف بہ ابی نصر العزانی

عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بزدی

محمد بن احمد بن محمد عہدوس بن کامل الدلال المعروف بزعفرانی

حسن بن داؤد بن رضوان سمرقندی

محمد بن یحییٰ بن مدی نقیہ جرجانی

حاجب خزانہ الاکمل

۳۹۸ھ میں وفات پائی ابو عبد اللہ امین امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس دفن کیے گئے مکرم زبان کی تاریخ وفات ہے۔
یوسف بن محمد جانی نقیہ اصل عالم اکمل اور حل و انعام و نوازل میں مرجع فضلہ تھے۔
ابو عبد اللہ کنیت تھی۔ فقہ آپ نے ابی الحسن کو مئی سے بڑھی۔ کتاب خزانہ الاکمل (۷ جلدیں)
شرح زیادات۔ شرح جامع کبیر۔ شرح مختصر کو مئی تصنیف کیں آپ نے خزانہ الاکمل میں لکھا ہے
کہ میری یہ کتاب بڑے بڑے مصنفات اصحاب کو مثل کافی حاکم اور جامع صغیر و جامع کبیر و
زیادات و مجرد و نسقی و مختصر کو مئی و شرح طحاوی اور عیون المسائل کو محیط ہے وفات آپ کی
۳۹۸ھ ہجری میں ہوئی۔ قبلہ گرام آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حسین بصری

حسین بن علی بصری۔ صبری نے کہا ہے کہ علم نفع و کلام میں کوئی آپ کے مبلغ کو نہیں پہنچا
ابو عبد اللہ کنیت تھی۔ علوم امام کو مئی وغیرہ سے بڑھے لیکن اخیر عمر میں اصول مغیرہ کی طرف
راغب ہو گئے اور ۳۹۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن سفيان

محمد بن محمد بن سفيان دباس۔ عراقی میں اپنے زمانہ کے نقیبہ اہل سنت و جماعت اور امام خفیہ
صحیح الاعتقاد حافظ و عارف روایات تھے۔ ابوطالب کنیت تھی۔ علم آپ نے قاضی ابی حازم
عبد الحمید شاگرد عیسیٰ بن ابان سے اخذ کیا۔ شام کی قضاء آپ کو دی گئی اور وہاں سے مکہ معظمہ
کو تشریف لگئے اور مکہ معظمہ میں ہی وفات پائی۔ چونکہ آپ شہرہ انگور کا بیجا کرتے تھے اس لیے
دباس کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ امام محمد کی جامع صغیر کے مرتبین اور ابی الحسن کو مئی کے
افران میں سے تھے۔ صاحب اشباہ و نظائر نے آپ کی ایک حکایت قواعد میں ضبط کرنے فروع کی
تحریر کی ہے جو آپ کی نہایت ہی ذکا و فطانت پر دلالت کرتی ہے۔

سعيد بن محمد

سعيد بن محمد ہمدانی۔ امام طحاوی کے اصحاب میں سے بڑے محدث و نقیبہ تھے جنہوں نے
بقعد امین امام موصوف سے تہذیب کی اور درس دیا۔ ابوطالب کنیت تھی۔

نصر بن احمد

نصر بن احمد بن عباس عیاضی۔ امام دہر نقیبہ تہجد عصر عارف مذہب تھے دور دور سے
فقہاء و فضلاء وغیرہ و انعام و نوازل میں حل مشکلات اور فتویٰ کے لیے آپ کے پاس
آتے تھے بہانہ کہ ابی حفص بجلی نو اسہ ابی حفص کبیر سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ کے
مذہب کے صحیح ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ آپ آئے مذہب پر تھے اگر یہ مذہب مختار نہ ہوتا

تو آپ کے ہرگز میر نہ ہوتے۔ حکیم ابی القاسم سمرقندی کہتے ہیں کہ سو برس کے عرصہ سے آپ جیسا علم دفعہ و تدین میں کوئی عالم فاضل خراسان سے ماوراء النہر میں نہیں آیا کینیت آپ کی ابو احمد تھی۔ فقہ آپ نے اپنے باپ ابی نصر احمد تلمیذ ابی بکر جوزجانی وغیرہ سے حاصل کی اور آپ سے ایک جم غفیر نے اخذ کیا۔

اسی سنی

علی بن سعید رستغفنی سمرقندی۔ سمرقند کے مشائخ کبار میں سے فقہ۔ اصولی جامع متغول و منقول حاوی فروع و اصول تھے۔ ابو الحسن کینیت تھی۔ مدت تک ابو منصور رمانریدی کی صحبت میں رہے اور ان سے کمایت و فضیلت حاصل کی۔ کتاب ارشاد المندی اور کتاب الزواید و فوائد (انواع علوم میں) اور ایک کتاب خلافت بن نصیف کی۔ آپ کے اور ابو منصور رمانریدی کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف تھا کہ ابو منصور فرماتے تھے کہ مجتہد جس وقت اصابت حق میں خطا کی تو وہ غلطی فی الاجتہاد ہو اور آپ کہتے تھے کہ وہ اجتہاد میں مصیب ہی خواہ حق کو پائے خواہ نہ پائے اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ ہر ایک مجتہد مصیب ہی اور حق نزدیک خدا کے ایک ہی ہے اور وہ مصیب ہی مطلب میں اگرچہ اس نے مطلقاً کو نہیں پایا رستغفنی رستغفنی کی طرف منسوب ہے جو سمرقند میں ایک قصبہ کا نام ہے۔

راشعانی

احمد بن محمد بن منصور القاضی دامغانی۔ فقہ محدث شیخ کبیر عالم بے نظیر امام یگانہ درع و زہد میں مشار الیہ زمانہ تھے ابو بکر کینیت تھی۔ فقہ وغیرہ کو امام طحاوی دابی سعید بردعی امام کرخی سے اخذ کیا۔ بمعانی نے انساب میں لکھا ہے کہ آپ فقہاء کبار میں سے تھے مصر میں علم ابو جعفر طحاوی سے پڑھا پھر بغداد میں آکر کرخی سے تحصیل کی اور جب امام کرخی فالج کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو انھوں نے اپنے اصحاب میں سے صرف آپ کو ہی فتویٰ دینے کے لیے مقرر کیا پس آپ مدت دراز تک بعد ادمین ٹھہر کر فتویٰ دیتے اور امام طحاوی سے حدیث بیان کرتے رہے دامغانی شہر دامغان کی طرف منسوب ہے جو خراسان میں کستان کے پاس واقع ہے۔

ابو سہل زجاجی

ابو سہل زجاجی۔ بڑے فقہ اور عالم جید تھے کبھی ابو سہل غزالی کبھی ابو سہل قرظی اور اکثر ابو سہل زجاجی کے نام سے پکارے جاتے تھے زجاج آجکے ایسے کہتے تھے کہ آپ شیشہ گری کا کام کرتے تھے۔ علم آپ نے کرخی تلمیذ ابی سعید بردعی سے پڑھا پھر نیشاپور میں آکر خبر دم تپان ہی

ہے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ مناظرہ کی مجلس میں تشریف لائے تو سبب آپ کی غلبت اور برجستہ تقریر کے مخالفین کے رنگ فق ہو جاتے۔ آپ سے ابو بکر احمد بن علی رازی وغیرہ فقہائے مشاہیر نے تفقہ کیا۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب الریاض یادگار ہے۔

عتبہ بن خثیمہ بن محمد بنشا پوری۔ فقہ و مدریس دفتویٰ میں عظیم النظیر تھے۔ ابو الہشیم کنیت تھی۔ خراسان میں ابو حنیفہ کے مذہب پر فاضل بن میں سے آپ ہی باقی رہے تھے۔ فقہ آپ نے قاضی سے بن احمد بن محمد بنشا پوری شاگرد محمد بن محمد ابی طاہر و باس تلید ابی خاتم عبد الحمید سے حاصل کی اور آپ سے عماد الاسلام صاحب بن محمد بن احمد اور شمس بن ابی الہشیم وغیرہم نے تفقہ کیا۔

عبد الرحمن بن محمد الکاتب الحاکم۔ عالم فقیہ فاضل نبیہ جامع علوم مختلفہ تھے اور درود سے علماء و فضلاء آپ کے پاس حل و فاعات و نوازل کے لیے آتے تھے۔ علوم ابی بکر محمد بن فضل شاگرد سبذ مونی سے اخذ کیے۔

ابو حفص سفردی اپنے زمانہ کے شیخ کبیر فاضل منظر زاہد متورع معتد تھے آپ سے شیخ زند وستی وغیرہ علماء و فضلاء تفقہ استفادہ کیا۔

عبد اللہ بن فضل تخرخری۔ اپنے وقت کے امام کبیر نقیہ بے نظیر بڑے پرمیر گاہ تھے۔ ابو محمد کنیت تھی اور شہر تخرخر میں جو مضافات بخارا سے ہر رہتے تھے۔ علوم ابی بکر محمد بن فضل تلید عبد اللہ سبذ مونی سے اخذ کیے۔ بعض مورخین نے آپ کو عبد الرحمن بن فضل کے نام سے موسوم کیا ہے لیکن سمعانی و سغفانی اور علی قاری نے عبد اللہ کے نام پر اعتماد کیا ہے۔

ابو جعفر بن عبد اللہ اسر وشتی۔ شہر اسر وشنہ میں جو نواح سمرقند میں واقع ہے پیدا ہوئے اور ابی بکر محمد بن فضل تلید عبد اللہ سبذ مونی اور ابی بکر جصاص رازی شاگرد امام کرخی سے تفقہ اور اخذ کیا اور آپ سے قاضی عبید اللہ ابو زید و بوسی مصنف کتاب اسرار نے تفقہ کیا۔

یحییٰ بن علی بن عبد اللہ زاہد بخاری زند وستی۔ اپنے زمانہ کے امام فقیہ متورع زاہد تھے

عتبہ بن خثیمہ بن محمد بنشا پوری

عبد الرحمن بن محمد الکاتب الحاکم

ابو حفص سفردی

عبد اللہ بن فضل تخرخری

ابو جعفر بن عبد اللہ اسر وشتی

یحییٰ بن علی بن عبد اللہ زاہد بخاری

علوم ابی حفص شافعی اور محمد بن ابراہیم میدانی اور عبد اللہ بن فضل خیزاخری سے پڑھے اور کتاب روضۃ العلماء اور کتاب نظم تصنیف کی۔ آپ نے روضۃ العلماء کے ابتدائین لکھا ہے کہ پہلے میں نے اس کتاب کو بغیر مسائل کے جمع کیا تھا اور اسکا نام روضۃ المذاکرین رکھا تھا مگر لوگوں کی استدعا پر میں نے پھر اسکو دوبارہ تصنیف کیا اور ہر ایک باب کے اوائل میں بندہ بندہ مسائل بیان کیے پھر انہر اخبار اور حکایات کو منبئی کر کے نام اسکا روضۃ العلماء رکھا۔

محمد بن اسماعیل بخاری کلاباذی۔ اپنے وقت کے امام اصول و فروع تھے۔ کنیت ابو بکر تھی فقہ شیخ محمد بن فضل سے پڑھی اور ایک کتاب تعرف نام تصنیف فرمائی جس میں توجہ کے معاملہ میں اصحاب خلیفہ کے اقوال کو جمع کیا۔

حسن بن احمد بن مالک زعفرانی۔ اپنے زمانہ کے شیخ فاضل فقہ کامل امام ثقہ تھے اور کنیت ابو عبد اللہ تھی آپ ہی نے امام محمد کی جامع صغیر کو جو پہلے غیر صوب اور بے ترتیب تھی اجمعی طرح مرتب کیا اور صوب بنایا اور امام محمد کے ان خاص مسائل کو جو آنفون نے امام ابو یوسف سے روایت کیے ہیں منیر کیا اور نیز کتاب زیادات امام محمد کو مرتب کیا اور کتاب اضافی تصنیف فرمائی۔

حدائق النقیضہ

بانچون صدی کے فقہاء علمائے حالات میں

سمعیل بن حسن بن علی۔ فقہ زاہد۔ امام فروع و اصول تھے۔ کنیت ابو محمد تھی علوم ابی بکر بن فضل تمیمہ عبد اللہ سندھونی سے حاصل کیے اور بماء شعبان ۲۸۵ ہجری میں وفات پائی۔ قبل دارین آجکی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن موسیٰ خوارزمی۔ محدث ثقہ۔ فقہ فقہ جامع منہوع و اصول تھے۔ صہری نے کہا ہے کہ میں نے تقویٰ و اصابت اور حسن تدبیر میں آپ جیسا کوئی فاضل نہیں دیکھا کنیت ابو بکر تھی۔ فقہ آپ نے جمہاں شاگرد امام کرخی سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے

یہی مسعود بن محمد فقیہ نواز زمی اور ابو عبد اللہ حسین بن علی مصری نے افہام کیا علی قاری نے ابن اثیری کی مختصر غریب الاحادیث کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آپ ابن مجددین امت محمدیہ میں سے ہیں جو با پنجون صدی کے سر سے پر شمار کیے گئے ہیں آپ عند انخاص و عام بڑے معظم و کرم تھے اور کسی کا ہدیہ و صلہ قبول نہ کرتے تھے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ آپ سے ابو بکر برزانی نے ہمارے لئے تحدیث کی اور ابو بکر برزانی اکثر آپ کو نیکی سے یاد کیا کرتے تھے میں نے ایک دفعہ اُن سے آپ کے مذہب فی الاصول سے سوال کیا کہا کہ آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا دین بوڑھی عورتوں کا سادین ہے اور ہم کسی بات میں کلام کرنے کے لائق نہیں کئی دفعہ آپ کو حکومت کے لیے کہا گیا مگر آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ وفات آپ کی سن ۳۷۰ ہجری میں ہوئی۔ شاہ زمن آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد الجبار بن احمد بن محمد معانی نبی مرزوی۔ بڑے عالم فاضل متورع متقن لغت و عربیت میں مضبوط تھے۔ کنیت ابو منصور تھی۔ فقہ آپ نے جعفر بن محمد مستغفری شاگرد الی علی نسفی تلمذ ابی بکر محمد بن فضل سے حاصل کی اور لغت و عربی میں تصنیفات مفیدہ و کمینہ ^{۳۷۰} اور ^{۳۷۱} میں وفات پائی آپ کا بیٹا منصور پہلے حنفی المذہب تھا پھر شافعی ہو گیا ایسے اس کی اولاد کلم شافعی المذہب ہوئی۔

محمد بن احمد بن محمود نسفی۔ اکابر فقہائین سے زائد متورع۔ متقن۔ فقہ قانع تھے ابو جعفر کنیت تھی۔ فقہ آپ نے ابی بکر رازی شاگرد امام کرخی سے حاصل کی اور علم خطابت میں ایک تعلیقات لکھی اور ^{۳۷۱} ہجری میں تگدہ سنی اور کثرت عیال سے غموم و مہوم ہو کر وفات پائی۔ کہتے ہیں کہ جس رات آپ نے انتقال کیا تھا ایک مسئلہ منجملہ مسائل مذہب آپ کے دل میں واقع ہو کر حل ہوا جس کی خوشی میں اٹھ کر اپنے گھر میں قیام کرنے لگے اور کہا ابن الملوک انباء الملوک یعنی کمان میں بادشاہ اور شہنشاہ جو میری خوشی کو پہنچ سکے آپ کی عورت نے آپ سے اس خوشی کا سبب پوچھا آپ نے اصل حال سے اس کو مطلع کیا جس سے اُس نے بڑا تعجب کیا کہ ہمارے حق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عمر ^{۳۷۲} ہجری میں پیدا ہوئے ابو الفرج کنیت تھی لیکن ابن سلیم کے

محمد بن عبد الجبار

۳۷۰

۳۷۱

امام سے معروف تھے فقہ ادا آپ کا مسکن تھا۔ فقہ آپ نے ابو بکر جصاص سے اخذ کی اور حدیث آپ کے باپ سے سماعت کیا اور آپ کا خاندان مرجع اہل علم ہوا آپ بڑے عقیل اور نیکو کار تھے لوگوں ہمیشہ روزہ رکھتے اور رات کو ایک منزل قرآن کی اپنے دروین پڑھتے تھے۔ وفات آپ کی ۲۱۰ ہجری میں ہوئی۔

ابو احمد بن محمد بن

محمد بن احمد بن طیب بن جعفر واسطی کما ری۔ فقیہ عارف محدث عادل تھے۔ ابو الحسن کنیت تھی۔ فقہ آپ نے ابی بکر رازی تلمذ امام کرخی سے پڑھی اور حدیث کو بکر بن احمد سے روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے اسمعیل قاضی واسطی نے اخذ کیا اور ۲۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ کے والد احمد بن طیب بھی بڑے فاضل تھے جنھوں نے اباجہ عبد اللہ بن عمر بن احمد بن علی بن شاذب سے حدیث کو سنا اور ابو بکر محمد بن احمد بن نصر بن علان نے ان سے روایت کی۔ کما رہ آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام ہوا سیکھنے آپ کی نسبت کما ری کی طرف منسوب ہوئے۔

ابو اسحاق بن محمد بن

ابو اسحاق بن محمد بن مسلم شکابی۔ عالم فاضل فقیہ محدث تھے۔ ابو اسحاق کنیت تھی۔ فقہ آپ نے ابی بکر محمد بن فضل بخاری سے حاصل کی اور حدیث کو ابی عبد اللہ رازی اور ابی محمد بن عبد اللہ زنی سے سنا اور روایت کیا۔ آپ کھٹے میں کہ جن دنوں ہم تحصیل علم سے فارغ ہو کر امام ابی بکر محمد بن فضل کی محفل میں صدر نشین ہوئے تو ان دنوں پنج سے فقیہ ابو جعفر مندوانی تشریف لائے پس امام موصوف نے ہکو آئے پاس بھیج کر فرمایا کہ تم ان سے شکل مسائل کا تذکرہ کرو تا کہ وہ تم سے دوستی اختیار کریں اور وحدت کی وحشت ان سے دور ہو جائے وفات آپ کی ۲۲۳ ہجری میں ہوئی۔

ابو موسیٰ بن محمد بن

مسعود بن محمد بن موسیٰ خوارزمی۔ عالم فاضل وجہ عصر تھے۔ ابو القاسم کنیت تھی فقہ آپ نے اپنے باپ ابی بکر محمد تلمذ جصاص رازی سے پڑھی اور تمام عمر درس و افادہ عوام اور افغان مشغول رہے ۲۲۳ ہجری میں وفات پائی۔

ابو حسین بن محمد بن

حسین بن خضر بن محمد بن یوسف نسفی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ جید۔ محدث ثقف تھے۔ کنیت آپ کی ابو علی تھی۔ بخارا میں اپنے امام ابی بکر محمد بن فضل اور باعمر محمد بن محمد

بن حابر اور ابوسعید بن خلیل بن احمد سحری اور بغدادی بن ابی الفضل عبید اللہ بن عبد الرحمن المزہری
اور ابی الحسن علی بن عمر بن محمد اور کوفہ میں ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن حسین المروسی اور کوفہ میں
بن ابی الحسن احمد بن ابراہیم اور ہمدان میں امام ابی بکر احمد بن علی بن دلال اور رے میں
ابی القاسم جعفر بن عبد اللہ بن یعقوب رازی اور مرو میں ابی علی محمد بن عمرو مروزی اور آن کے
طبقہ سے حدیث کو سنا اور تفقہ کیا۔ اور آپ سے ایک جم غفیر اور جماعت کثیر نے حدیث
کی روایت کی اور فقہ کو پڑھا اور اخیر میں آپ سے ابی الحسن علی بن محمد بخاری نے حدیث
کو سنا اور روایت کیا۔ مدت تک بغداد میں تعلیم و تدریس اور مناظرہ میں مصروف رہے
جب جعفر اسروشی فوت ہوئے تو آپ کو بخاری کی قضا تفویض ہوئی کہنے میں کہ ایک دفعہ
آپ کا اہل تشیع کے پیشوا رضی نام سے مسئلہ تورث انبیاء میں مباحثہ ہوا آپ نے
اپنے دعویٰ میں حدیث لا تورث و ماترکناہ صدقہ کو پیش کیا جیسر رضی نے یہ اعتراض کیا
کہ صدقہ کا اعراب رفع سے پڑھنا درست نہیں بلکہ یہ نصب سے پڑھنا صحیح ہے آپ نے فرمایا کہ
بقول آپ کے حدیث کا فائدہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے کہ جب آدمی مرجع ہو
تو اس کے ترکہ کے اس کے قریبی لوگ وارث ہوتے ہیں اور وہ صدقہ نہیں ہوتا اور اس میں کسی
طرح کا کوئی اشکال واقع نہیں ہو سکتا پس رضی لا جواب ہو گیا۔ آپ نے کتاب نوایہ
اور کتاب فتاویٰ تصنیف کیں اور انہی برس کی عمر میں منگل کے روز ۲۲ ماہ شعبان
۲۳۰ ہجری میں فوت ہوئے اور بخاری کے مقبرہ کلاباد میں دفن کیے گئے۔ امام دارقطنی

حدیث

آپ کی تاریخ وفات ہے۔
احمد بن محمد بن احمد بن جعفر المعروف بہ قدوری ۳۱۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔
ابو الحسن کنیت تھی اور چوتھے طبقہ کے فقہائے کبار اور فضلاء نامدار میں سے فقہ فاضل
محدث صدوق اور عالم قدرد منزلت تھے عراق میں ریاست مذہب حنفیہ کی آپ کی طرف
تمتہ ہوئی۔ سمعانی نے کہا ہے کہ آپ فقہ صدوق تھے اور عمدہ عبارات کہتے اور ہمیشہ
قرآن مجید پڑھا کرتے تھے فقہ و حدیث آپ نے ابی عبد اللہ محمد بن یحییٰ جرجانی شاگرد
احمد جصاص سے پڑھی اور روایت کی اور آپ سے خطیب بغدادی اور قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ

وامعانی نے روایت کی اور ابو نصر احمد بن محمد نقیہ نے آپ سے فقہ پڑھی اور نیز انکی کتاب مختصر کی شرح لکھی۔ آپ شیخ اباحامد اسفراینی نقیہ شافعی سے اکثر مناظرہ کیا کرتے تھے۔ تصانیف بھی آپ نے نہایت مفید کیں جو مقبول و مروج ہیں الانام ہو میں چنانچہ مختصر مبارک جسکو قدیر کہتے ہیں نہایت ہی مند اول پر علاوہ اسکے شرح مختصر کرخی۔ کتاب بحر برد بارہ اختلاف امام ابو امام شافعی سات جلدوں میں تصنیف کیں۔ نیز ایک کتاب تقریب ان مسائل اختلافیہ میں لغیر دلائل کے لکھی جو امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کے باہم وقوع میں آئے ہیں۔ پھر دوسری تقریب تصنیف کی جس میں ان مسائل اختلافیہ کو باللائل لکھا۔ ایک ایک بیجا محمد نام تھا جسکو آپ نے فقہ نہ پڑھائی اور اکثر اسے کہا کرتے تھے کہ کوئی دن اپنی زندگی کے آرام سے بسر کرے پس وہ جوانی میں مر گیا۔ وفات انکی بغداد میں یوم یکشنبہ پنجم ماہ رجب سنہ ہجری ۱۸۷ موئی۔ اور اسی روز اپنے گھر میں جو درجہ ابی خلف عین محمد دفن کیے گئے پھر ایک دو ماں سے نکلا کرتب شاعر منصور میں ابی بکر خوارزمی حنفی کے پاس دفن کیا گیا۔ تدوی آیکو اسیلے کہا کرتے تھے کہ آپ قصہ قدور کے رہنے والے تھے بعض نے کہا ہے کہ سبب تجارت یا بنانے یا بیون کے اس نام سے مشہور ہوئے مدافع النور انکی تاریخ وفات ہے۔

حسن بن عبد اللہ بن سینا الملقب بریس۔ حکماء مسلمین میں سے علم دذکا و فہم و فرست میں یگانہ زمانہ تھے یہاں تک کہ رئیس الحکماء آپ کا لقب تھا۔ کنیت ابو علی تھی باپ آپ کا طبع کاوشیہ تھا جو بخارا میں ہجرت کر کے بغداد میں پناہ مانا آپ سنہ ۲۰۰ میں پیدا ہوئے اور امام ابی بکر احمد بن عبد اللہ زاہد سے علم پڑھا پھر اسمعیل زاہد تلمیذ محمد بن فضل بخاری کے پاس جاتے رہے اور ان سے علوم پڑھے اور مناظرے کیے۔ آپ ایام اشتعال علم میں تمام رات کو کبھی نہ سوئے اور نہ دن کو سوساے مطالعہ کتب کے اور کام میں مشغول ہوئے جب کوئی مشکل مسئلہ واقع ہوتا تو وہ فوراً کے جامع مسجد میں نماز پڑھتے اور اسکے آسان ہونیکے لیے خدا سے دعا مانگتے۔ ابھی اٹھارہ سال کی عمر کو نہ پہنچے تھے کہ علوم و فنون کی تحصیل سے فارع ہوئے اور طب میں شفا وغیرہ کتابیں تصنیف کیں اور سنہ ہجری ۲۰۰ وفات پائی۔

اسحق بن ابراہیم بن محمد بن جعفر بن محمد۔ نقیہ فاضل محدث صدوق تھے ابو الفضل

نجم

نجم

کنیت تھی بخلیف بغدادی کہنے میں کہ میں نے آپ سے بھی کچھ ٹھوڑا سا لکھا وفات آپ کی
ماہ ربیع الاول ۳۳۰ ہجری میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد ابو اسحق ابراہیم بن محمد متوفی ۳۰۰
بھی فاضل ادیب محدث جہدوقی صحیح الکتاب حسن النقل جید القبط تھے لیکن فقہ میں محمد بن
جبریل طبری کا مذہب رکھتے تھے اور حدیث کو حسین بن یحییٰ قطان و اباعبداللہ حکیمی اور قاضی
احمد بن کامل سے روایت کرتے تھے۔

ابو یوسف

عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ القاضی ابو زید المدنی۔ اکابرین فقہائے حنفیہ میں سے گذرے
میں پہلے پہل علم خلاف کا آپ ہی نے وضع کیا اور اسکا اجرا فرمایا علم مناظرہ اور استخراج حج
میں ضرب المثل تھے مدت تک بخارا و سمرقند میں علماے نحول سے مناظرے کرتے رہے۔
ابن خلکان میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک فقیہ سے مناظرہ کیا پس جب آپ اسکو
الزام دیتے تو وہ مسکراتا یا ہنس دیتا اس پر آپ نے فی البدیہہ یہ اشعار تصنیف کیے۔
مالی اذا الزمتہ حجة فاقبلی بالصلح والفقہ النکان صلیک المر من فقہ فالدب

ابو یوسف

فی الصحراء انا فقہ و آپ نے کتاب الاسرار و کتاب تقوم الاولہ اور کتاب المد الفی وغیرہ
تصنیف کیں اور ایک کتاب فتاویٰ نظم میں لکھی اور بخارا میں ۳۳۰ ہجری میں وفات پائی دوسری
شہر دوس کی طرف منسوب ہے جو درمیان بخارا و سمرقند کے واقع ہے۔ بہرہ پاک کی تاریخ وفات ہے۔
معتد بن محمد بن کحول بن فضل نسفی کھوی۔ فقہ محدث عالم فاضل تھے۔ ابو المعالی کنیت تھی
روایت اپنے جدا امجد ابی المعین سے کرتے تھے اور نیز اباسل ہارون بن احمد اشتر آبادی سے
سنا اور ان سے کتاب اخبار مکہ وغیرہ کی روایت کی۔ ماہ ذی الحجہ ۳۳۰ ہجری میں پیدا ہوئے
اور کچھ اوپر ۳۳۰ ہجری میں وفات پائی۔

ابو یوسف

میشیم بن قاضی ابی انیسیم عبیدہ نیشاپوری۔ فقہ فاضل عالم کامل محدث تھے حدیث کو
اپنے باپ سے سنا اور نیز ادریس حاضل کے اور ۳۳۰ ہجری میں وفات پائی۔
جعفر بن محمد بن یحییٰ بن محمد بن مستغفر بن یحییٰ بن ادریس نسفی۔ ۳۳۰ ہجری میں شہر نسف
میں جسکو آپ خشب کہتے ہیں پیدا ہوئے ابو العباس کنیت تھی اور نسفی کی نسبت سے
جو آپ کے بعض اجداد کی طرف منسوب ہے مشہور تھے۔ آپ فقہ فاضل محدث جہدوقی تھے

ابو یوسف

آپ کے زمانہ میں ملک و اور اور انہر میں ایسا کوئی فاضل نہ تھا جس نے آپ جیسی تصنیفات کی ہو اور
مذہب و فہم حدیث میں مرجع انام ہو ہو۔ علم آپ نے قاضی ابی علی حسین شافعی تلمیذ ابی بکر بن
فضل سے حاصل کیا اور حدیث کو کثرت سے روایت کیا۔ سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ خراسان
ابکطرت شریف لیگے اور مرو و سرخس میں مدت تک مقیم رہے جہاں ابی علی زاہد بن احمد خراسانی
سے بہت کچھ سماعت کیا۔ نسف میں اباسمل ہارون بن احمد اسمر بادمی و ابامحمد رازی اور
بخارا میں حافظ اباجعد احمد محمد بن احمد غنچار اور مرو میں اباشیم محمد وغیرہ محدثین کثرت سے سنا اور
آپ سے میرے جد علی قاضی ابو منصور محمد بن عبد الجبار سمعانی و ابو محمد حسن بن احمد اور ابو علی حسن
بن عبد الملک وغیرہم نے روایت کی۔ آپ نے ایک کتاب حدیث میں جمع نام اور کتاب معارف لکھی
تصنیف کی علاوہ ان کے اور بہت مفید کتابیں لکھیں۔ اور ۳۲۰ ہجری میں وفات پائی۔ سوار المومنین
آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کے والد ماجد ابو علی محمد بن جعفر ۳۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور ماہ
ربیع الآخر ۳۲۰ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

صاعد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ استوائی شہر ستوار میں جو نیشاپور کے پاس واقع ہے ۳۴۳
میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو اعلیٰ تھی۔ اپنے زمانہ کے عالم صدوق فقیہ فاضل تھے خراسان
میں رہا۔ مذہب حنفیہ کی آپ برہنہ ہوئی ابتدا میں آپ نے علم ادب ابی بکر محمد خراسانی اور
فقہ قاضی ابی نصر سلیمان بن یحییٰ جعفر قاضی ابی اشیم عقیبہ سے تفقہ کیا اور حدیث کو اباجعد
بن محمد بن زیاد و ابو احمد و اسمعیل و اباسمل شہر بن احمد الاسفرائینی اور ابالحسن علی بن عبد الرحمن کوئی سے
سنا۔ مدت تک نیشاپور کی قضا کے متولی رہے پھر قضا کا عہدہ ابو اشیم عقیبہ اپنے استاد کو
دیوایا۔ آپ سے آپ کے بیٹے ابو سعد محمد بن صاعد اور پوتے ابو منصور احمد بن محمد نے تفقہ کیا
اور ایک جم غفیر نے روایت کی آپ نے عقاید میں ایک کتاب عقائد نام تصنیف فرمائی اور ۳۲۰
میں بمقام نیشاپور وفات پائی۔ آپ کی اولاد و احفاد کے سب لوگ فقیہ و قاضی اور اہل فتویٰ
ہوئے ہیں۔

محمد بن منصور بن عیسیٰ بن اسماعیل نقضی۔ امام زاہد صائم اللہ شہر مشغول بابتد ریس و الفتویٰ
تھے۔ کنیت ابو اسحق تھی نقض اپنے ابی جعفر مند دانی شاگرد ابی بکر عیسیٰ تلمیذ ابی بکر اسکات سے

صاعد بن محمد

محمد بن منصور بن عیسیٰ بن اسماعیل نقضی

حاصل کی اور حدیث کو فاضل محمد بن حسین بردی سے روایت کیا مدت تک سمرقند کے مفتی رہے اور سمرقند ہی میں ماہ رمضان ۸۳۵ ہجری میں فوت ہوئے تو قد شہر نف کے قصبات میں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔ بحر المناقب آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابن عساکر، امام ابو جعفر محمد بن علی بن محمد بن جعفر صبری۔ فقہائے کبار اور فضلاء نامدار میں سے بڑے عقل
جیدہ النظر حسن العبارت محدث صدوق مکمل ششم ہجری میں پیدا ہوئے شہر صبر
کے بہترین جو خوارستان کے ملک بن نہر بصرہ پر واقع ہر رہتے تھے۔ فقہ آپ نے
ابن نصر محمد بن سہل بن ابراہیم اور ابی بکر محمد بن احمد خوارزمی سے حاصل کی اور حدیث کو
دشوق میں ابی الحسن دارقطنی و ابی بکر محمد بن احمد جرجانی سے سنا اور روایت کیا اور
آپ سے قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن محمد بن حسین دامغانی و ابو الحسن
علی بن حسین صمدی نیشاپوری نے تفقہ کیا اور ابو بکر احمد بن خطیب بغدادی نے حدیث
کی روایت کی۔ آپ نے ایک بہت بڑی کتاب امام ابو حنیفہ اور اُن کے اصحاب کے
مفسر میں تصنیف کی اور مذمت تک مدائن وغیرہ کی دار القضاۃ کے متولی رہے اور
بعہ او میں ۲۱۔ شوال ۳۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ مزج الا نام آپ کی تاریخ
وفات ہے۔

بہارِ ادین ۲۱- شوال ۱۳۳۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ مرجع الانام آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد بن محمود بن محمد بن نصر بن موسیٰ بن احمد مالکی نسفی - امام فاضل محدث کامل تھے حدیث کو حجاز وغیرہ میں سنا اور قری محمد بن منصور امام مدینہ سے روایت کی آپ سے رحم الدین عمر بن محمد نسفی نے روایت کی اور ماہ ربیع الاول ۴۷۲ ھ ہجری میں شہر مالکیہ میں جو شہب کے علاقہ میں بخارا کے راستہ پر واقع ہر قوت ہوئے۔

محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمود سمنانی - بڑے عالم فاضل شیخ - فقیہ محدث - ثقہ
متکلم حسن الکلام حنفی المذہب اشعری الاعتقاد کے ساتھ ہجری میں پیدا ہوئے - ابو جعفر کنیت
تھی - حدیث کو موصل بن نصر بن احمد بن خلیل اور بغداد میں ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی اور
ابوالقاسم عبید اللہ بن محمد رازی وغیرہم سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے خطیب بغدادی نے
سنا اور لکھا اور آپ کا ذکر انہی تاریخ میں کیا - ہذا تک آپ موصل کے قاضی رہے اور قاضی بن

سید محمد علی

١٠٠

مستغنی

تصنیفات کی اور تعلیقات لکھیں اور رضا کی حالت میں ماہ ربیع الاول ۳۳۲ھ ہجری میں فوت ہوئے
سنائی شہر سمنان کی طرف منسوب ہو جو درمیان دامغان اور خوارزمی کے واقع ہے۔ بلجاء
عصر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن عمر ناطقی طبری۔ عراق کے علمائے کبار و فقہائے نامدار اور اصحاب و تلامذہ
ذو نازل میں سے فقہ محدث تھے۔ کینت ابو العباس تھے۔ نقیہ ابی عبد اللہ جرجانی تلمیذ ابی بکر
جصاص باری سے حاصل کی اور حدیث ابی حفص بن شاہین وغیرہ سے روایت کی۔ آپ
کی تصانیف میں سے کتاب اجناس و فروق و کتاب واقعات و کتاب ہدایت معروف و مشہور
ہیں۔ وفات آپ کی شہرے میں ۳۳۲ھ میں ہوئی۔ چونکہ آپ حلو اہل کربلا کے تھے اس لیے
آپ کو ناطقی کہا کرتے تھے اور ناطف عربی میں حلوائی کو کہتے ہیں۔

عبد اللہ بن حسین ناصحی۔ امام کبیر نقیہ بے نظیر شیخ حنفیہ نقیہ تھے۔ نقیہ قاضی ابی التیمم
علیہ تلمیذ قاضی احمد بن سے پڑھی اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد ناصحی نے فقہ کیا آپ بغداد میں
حج کر کے ۳۳۲ھ ہجری میں تشریف لائے اور مدت تک مدرسہ واقفان میں مصروف رہے اور
بخارا میں سلطان محمود سیکنگین کے عہد میں قاضی بالقضاۃ مقرر ہوئے اور ۳۳۲ھ ہجری میں
وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب تہذیب ادب الفقہاء معروف ہے ناصح آپ کے
اجداد میں سے کسی کا نام تھا۔

شیخ محمد اسماعیل محدث لاہوری۔ بخارا کے سادات عظام میں سے تھے جو سلطان مسعود
غزنوی کے وقت اور آخر ۳۳۲ھ ہجری میں شہر لاہور میں آکر سکونت پذیر ہوئے اپنے وقت
کے علوم فقہ و حدیث و تفسیر میں امام اور جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ داعضان اہل اسلام
میں سے آپ ہی سب سے پہلے لاہور میں تشریف لائے اور آپ کے وعظ و نصائح کی تاثیر
سے ہزاروں کفار مشرک باسلام ہوئے یہاں تک کہ جو شخص آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتا
بغیر پڑھنے کلمہ توحید کے واپس نہ جاتا چنانچہ پہلے جمعہ کو جو آپ منہر وعظ پر بیٹھے تو اڑھائی
اور دو سو سے کو سارے پانسو تیسرے کو ایک ہزار کفار حلقہ اہل توحید میں داخل ہوئے
وفات آپ کی ۳۳۲ھ ہجری میں ہوئی اور لاہور کے باہر جنوب کی طرف بدھون ہوئے سال وفات

احمد بن محمد

عبد اللہ بن حسین

محمد اسماعیل

آپ کا لفظ متناہ ہے۔

عبد الغفرین احمد بن نصر بن صالح بخاری شمس لائمہ لقب تھا چونکہ آپ حلو ایجا کرتے تھے اسلئے حلوانی کی نسبت سے معروف تھے بعض نے کہا ہو کہ آپ کو حلوانی کہنا چاہیے کیونکہ آپ قصبہ حلوان کے باشندہ تھے بہر حال بنے زمانہ کے امام کبیر فاضل بنیظریقہ محدث تھے حدیث اور اہل حدیث کی بڑی توقیر کیا کرتے تھے۔ ابن کمال پاشائے آکو مجتہدین فی المسائل میں لکھا ہے کیا ہے فقہ آپ نے حسین ابی علی شافعی شاگرد ابی بکر محمد بن فضل ثلینہ عبد اللہ سبذمونی سے حاصل کی اور حدیث کو ابی شعیبہ صالح بن محمد بن صالح بن شعیب اور مجازی اور ابی سہل احمد بن محمد بن علی الانماطی اور ابی السخنی رازی اور اسماعیل بن محمد زہد اور عبد اللہ بن محمد کلاباذی اور عبد اللہ بن حسین کتاب اور حافظ محمد بن احمد غنچارہ وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور امام طحاوی کی شرح معانی الآثار کو ابی بکر محمد بن عمر بن حمدان سے روایت کیا اور آپ سے شمس لائمہ بکر بن جری اور محمد بن علی والد شمس لائمہ بکر بن جری اور شمس لائمہ محمد خنسی اور ابی بکر محمد بن حسین احمد بن محمد بن علی بن محمد بن حسین بن بردوی اور ان کے بھائی صدر الاسلام ابو ایوب محمد بن محمد اور تاضی جمال الدین ابو نصر احمد بن عبد الرحمن وغیرہ نے تفقہ اور روایت کیا۔ حانظہ الحدیث ابو محمد عبد الغفرین محمد بخش ابی نجم شیوخ میں آپ کو اپنے شیوخ میں بیان کر کے کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے آپ کی تمام امالی سنی ہیں۔ آپ ہمیشہ فقہاء کو حلوا کھلایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ دعا کرو ہمیں خدا کا عنایت کرے پس خدا نے آپ کو سبب بخشش اور اعتقاد اور تصریح کے جیسا کہ آپ چاہتے تھے ویسا اثر کا عطا کیا۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب بسوط اور اواد مشہور و معروف ہیں اخیر عمر میں آپ بخارا سے ٹھہر گئے تشریف لے گئے اور دین باہ شعبان ۳۴۵ یا ۳۴۶ ہجری میں وفات پائی اور آپ کی نعش کو بخارا میں لاکر قبرستان کلاباذین دفن کیا گیا جو اب زیارت گاہ عام و خاص ہے۔ سال وفات آپ کا صدر رسد ہے۔

عبد الواحد بن علی بن برہان الدین عکبری۔ بڑے فقیہ نحوی شیکم۔ لغوی۔ مؤرخ ادیب تھے ابو القاسم کنیت تھی۔ پہلے نحوی تھے پھر نحوی ہوئے اللہ جلی مذہب سے تھے مذہب اختیار کیا فقہ احمد و دوسری شاگرد ابی عبد اللہ محمد بن یحییٰ حر جانی سے حاصل کی اور حدیث کو ابن بطہ وغیرہ سے سماعت کیا

شمس لائمہ

عبد الواحد عکبری

آپ امام ابو حنیفہ کے بڑے حجابی اور اپنے اصحاب میں ذی عزت تھے۔ کبھی شلو اور نہ باندھی اور نہ اپنے سر کو چادر سے ڈھکا۔ وفات آپ کی چار شنبہ کے روز ماہ جمادی الاخری ۱۵۰ ہجری میں ہوئی۔ غلبرہ شہر عکبر کی طرف منسوب ہو جو دریائے دجلہ پر بغداد سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر مشرق کی طرف واقع ہو۔ غالباً بعد از آپ کی تاریخ وفات ہو۔

عبد الغفر بن محمد بن محمد بن عاصم نسفی۔ حافظ حدیث۔ محدث ثقہ۔ فقیہ متقن۔ عالم کبیر الحاصل فاضل عظیم الشان تھے۔ ابو محمد کنیت تھی۔ سلفی نے کہا ہے کہ میں نے آپ کی بابت مومن ساجی سے سنا ہے کہ آپ مثل ابی بکر خلیفہ اور محمد بن علی انصاری کے حافظ حدیث پسندیدہ اخلاق و فہم تھے۔ ابن مندہ کہتے ہیں کہ آپ حفظ و اتقان میں یگانہ زمانہ تھے اور میں نے اپنے زمانہ میں کوئی مثل آپ کے دقیق الخط سیرج الکتابہ اور فرارہ نہیں دیکھا۔ مدت تک آپ نے حافظ جعفر مستغفری کی صحبت میں رہ کر کثرت سے سماعت و اخذ کیا اور بغداد میں محمد بن محمد بن عیلمان کو باکران سے بھی استفادہ کیا اور نسف میں ۱۵۰ یا ۱۵۱ ہجری میں وفات پائی۔

سمعیل بن احمد بن اسحاق بن شیبہ صفار۔ ابو ابراہیم کنیت تھی۔ فقیہ اپنے باب سے بڑھی اور امام اعظم کی کتاب عالم و معلم کو اپنے والد ماجد کے ساتھ ابی یعقوب یوسف بن منصور سیاری سے سماعت کیا۔ چونکہ آپ بڑے ہادق القول و حق گو تھے اور سچ کہنے میں کسی سے نہ ڈرتے تھے اس لیے ۱۵۰ ہجری میں خاقان نے آپ کو قتل کرادیا۔

علی بن حسین سفدی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ مناظر تھے رکن الاسلام لقب اور ابو الحسن کنیت تھی۔ فقہ شمس الامم سرخی سے اخذ کیا اور شرح سیر الکبیر کو روایت کیا۔ حدیث کو ایک جماعت محدثین سے سنا یہاں تک کہ بخارا میں ساکن ہو کر افتاء کے لیے صدر نشین ہوئے اور وہاں کی قضا آپ کے سپرد ہو کر باسست مذہب حنیفہ کی آپ پر منتھی ہوئی و انعامات و نوازل میں لوگ آپ کی طرف رجوع لانے لگے۔ فتاویٰ قاصیخان وغیرہ مشاہیر فتاویٰ میں آپ کا ذکر و تذکرہ ہوا ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے فتاویٰ منفی اور شرح جامع کبیر مشہور و معروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں آپ بغداد میں پڑھا کرتے تھے ان ایام میں خلیفہ بغداد کا بیٹا بھی پڑھا کرتا تھا ایک دن آپ نے اور خلیفہ کے بیٹے نے اول سبق پڑھنے

خلیفہ بغداد کا بیٹا بھی پڑھا کرتا تھا ایک دن آپ نے اور خلیفہ کے بیٹے نے اول سبق پڑھنے کے لیے قرعہ ڈالا تو آپ کا قرعہ نکلا خلیفہ کے بیٹے نے کہا کہ پہلے مجھ کو آپ سبق پڑھ لینے دو آپ نے فرمایا کہ نہیں میں پڑھوں گا خلیفہ کے بیٹے نے کہا کہ تم مجھ کو پہلے سبق پڑھ لینے دو تو میں تم کو اسکے عوض میں پچاس دینار دوں آپ نے نہ مانا اور سبق پڑھ لیا جب آپ سبق پڑھ کر علیحدہ ہوئے تو آپ کے ہم سبق اویارون دوستوں نے آپ کو ملامت کرنی شروع کی اور گھانس آئی کئی حرف چھینک کر کہنے لگے کہ اگر تم خلیفہ کے بیٹے کو اول سبق پڑھ لینے دیتے تو اگر کو پچاس دینار بچا سکتے اور پھر اپنا سبق بھی پڑھ لیتے آپ کے پاس صرف ایک گودری کچھور کے پوست سے بنی ہوئی تھی اور وہ بھی کئی جگہ سے پھٹی ہوئی اسوقت وہاں ایک متمول شخص حاضر تھا اُس نے آپ کا یہ مشق علم دیکھ کر کہا کہ چونکہ آپ نے فقط ایک سبق کو پچاس دینار پر مقدم سمجھا کر اسے مجھ کو واجب کر کے آپ کے نان و نفقہ کی خبر گیری رکھا کروں پس اُس نے آپ کی بڑی غرت کی اور آپ کو رہنے کے لیے ایک مکان دیکر لباس و خوراک کی طرف سے آپ کا خبر گیری کر رہا جس سے آپ نے وجہ معیشت سے فایع البال ہو کر تحصیل علم کی۔ وفات آپ کی سال ۳۷۰ھ میں ہوئی۔ سعد سمرقند کے نواح میں جو ایک علاقہ کا نام ہے۔

علی مخدوم جلابی غزنوی سچو بری المعروف بہ دانگنج بخش لاہوری۔ آپ کا شیخ و نسب امام حسن بن حضرت علی تک منشی ہوتا ہے۔ آپ اولیائے متقدمین میں سے جامع عالم فاضل و باطنی۔ عابد۔ زاہد۔ متقی۔ مظهر خوارق و کرامت اور حنفی المذہب تھے آپ نے اپنے مرشد شیخ ابوالفضل بن حسن خلی جہندی کے سوا بڑے بڑے شایخ مثل شیخ ابوالقاسم گورکانی و ابوسعید ابوالخیر اور ابوالقاسم قشیری محدث سے صحبت کر کے نوایم کثیرہ حاصل کیے آخر کو اپنے مرشد کے اشارت سے غزنی سے ہندوستان میں آکر لاہور میں نفیست و مشیخت کا منگامہ گرم کیا دن کو تدریس و تعلیم اور رات کو تفسیر میں مصروف رہ کر سزاوار ہما کو عالم فاضل اور صد ہا لکھ گدگان راہ حق کو راہ راست بتائی اور دور دور سے علماء و فضلاء نے آپ کی خدمت میں آکر سعادت دارین حاصل کی۔ سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب آپ نے لاہور میں قیام کیا تو اپنے رہنے کا مکان اور مسجد تعمیر کی لیکن اسوقت حجرا مسجد بہ

راکھو مساجد کے کچھ خٹوراسائیں رکھا مابل سبت جنوب معلوم ہوتا تھا علماء وقت نے اس پر اعتراض کرنا شروع کیا آپ خاموش رہے جب مسجد تیار ہو گئی تو آپ نے کل علماء و فضلاء شہر کی دعوت کی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی بعد نماز کے سب کو رو بقبلہ استاذہ کر کے فرمایا کہ دیکھو قبلہ کس طرف ہے یہ کننا ہی تھا کہ خدا کے حکم سے فوراً تمام حجاب اٹھ گئے اور کعبہ سامنے سے نمودار ہوا اور سب نے اپنی انگلیوں سے دیکھ لیا اور اپنے اعتراض سے نہایت نادام ہوئے ابکی تصنیفات تو بہت ہیں لیکن اس میں سے کشف المحجوب نہایت مشہور و مقبول عالم ہر حسین آپ نے امام ابو حنیفہ کی نسبت لکھا ہے کہ میں ایک دفعہ ملک شام میں حضرت بلال مودن کی قبر کے سرعے سے سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو کہ معظہ میں دیکھا اس نے میں پیغمبر خدا باب نبی شیبہ سے تشریف لائے اور آپ نے ایک بڑے شخص کو مثل اطفال کے گود میں لیا ہے اور نہایت شفقت اس پر فرما رہے ہیں میں نے سلام کر کے آپ کے پاس مبارک پر بوسہ دیا اور تعجب سے اپنے دل میں خیال کیا کہ آیا یہ پیر روشن بخت کون ہے جس پر حضرت اسقدر مہربانی بند دل فرما رہے ہیں حضرت نے معجزے سے میرے راز دل کو معلوم کر کے فرمایا کہ یہ امام ابو حنیفہ ہیں جو مسلمانان اہل سنت کے امام ہیں انہی وفات ابکی ششہ میں ہوئی اور اپنی تعمیر کردہ خانقاہ میں مدفون ہوئے۔ لاہور میں جعفر آپ کے مزار پر اہل حاجات وغیرہ کا رجوع ہے اسقدر اور کہیں نہیں ہے جلاب دہو بر غری میں دو محلوں کا نام ہے جہاں آپ اتہاد میں رہا کرتے تھے۔ سال وفات آپ کا جلوہ نور اٹھتا ہے۔

احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن احمد بن احمد کی طرح حنفی المذہب اشعری الاعتقاد تھے اور عقیدہ اشعریہ میں پُر غلو کرتے تھے کنیت ابو الحسن تھی ششہ میں بمقام سمنان پیدا ہوئے فقہ و حدیث اپنے باپ سے پڑھی اور سنی بابت کہ اپنے وقت میں فقیہ محدث ثقہ صدوق حسن الاخلاق کبیر القدر ہوئے خطیب بغدادی نے آپ سے بھی حدیث کو لکھا۔ ششہ میں آپ حلب کے قاضی مقرر ہوئے اور قاضی ابی عبد اللہ و امغانی کی دختر سے نکاح کیا اور بغداد میں ماہ جمادی الاول ۶۶۲ھ میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن احمد

علی بن عبد اللہ خطیبی

علی بن عبد اللہ خطیبی - بڑے عالم فاضل - زاہد - اور اخلاط سلاطین سے متفرق تھے اور اپنے آپ کو تدریس و تعلیم پر مجبور کر رکھا تھا جب کوئی قرآن شریف پڑھتا تو آپ کے آنسو ٹپک اٹتے۔ کنیت ابو الحسن تھی۔ فقہ آپ نے شمس الاممہ عبد الغفر حلوئی اور ابی محمد عبد اللہ نامی سے بڑھی اور نو جوانی میں حج کیا۔ جب صفہان میں آئے تو وہاں کی فقہا آپ کو دی گئی۔ کہتے ہیں کہ آپ سترہ برس تک قائم البلیل رہے اور اس عرصہ تک آپ نے رت کو اپنی کمرٹ زمین پر نہ رکھی۔ نفل جو کہ ششہ ہجری میں آپ صفہان میں ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ ایک نیک بخت عورت نے آپ کے پاس آکر بیان کیا کہ میں سحر کے وقت سوئی ہوئی تھی اور بچات خواب یہ گمان کرتی تھی کہ گویا میں مدینہ منورہ کی مسجد میں ہوں کہ ایک شخص نے آکر بانگ نماز دیکر تکبیر کہی اور لوگ صفین باندھ کر اسکے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اسکو کہا گیا کہ تکبیر تحریرہ کو گمراہ سے جواب دیا کہ جب تک ابو الحسن خطیبی حاضر نہونے میں تکبیر نہیں کہوں گا۔ آپ عورت مذکورہ کی زبان سے یہ بات سننے ہی مصلیٰ پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ننگے پاؤں شہر حلوی کو جو عراق کی طرف تھا چل دیے جب اس بات کی خبر حاکم صفہان کو ہوئی تو وہ آپ کے پیچھے دوڑا آیا اور بہت التماس کی کہ آپ یہیں رہیں مگر آپ نے ایک نہ سنی اور چل دیے بھانٹک کہ شہر مذکور میں بڑھی تفکک کے ساتھ ہو چکے اور مقام جفہ میں جو مدینہ کے راستہ میں ہے پہنچ کر ششہ ہجری میں فوت ہو گئے۔

سمعیل بن محمد کمار

سمعیل بن محمد بن احمد بن طیب بن جعفر واسطی کمار - عید الفطر کے روز ۳۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو علی تھی۔ فاضل و ہر نقہ فہم تھے۔ فقہ اپنے باپ محمد بن احمد سے بڑھی اور حدیث کو عبید اللہ بن اسد ابابکر احمد بن عبید اللہ اور ابی عبد اللہ بن محمد سے سنا اور شہر واسط کے قاضی مقرر ہوئے۔ وفات آپ کی ماہ جمادی الاولیٰ ششہ ہجری میں ہوئی۔

اسعد بن حسین نیشاپوری

اسعد بن محمد بن حسین کرامی نیشاپوری - ابو المنظر کنیت اور جمال الاسلام لقب تھا۔ عالم فاضل نقہ ادیب حسن النظر تھے۔ فروع و اصول میں آپ کو معرفت تامہ

اور مہارت کاملہ حاصل تھی۔ فقہ۔ آپ نے علاء الدین امجدی تلمیذ سید الاشراف سے حاصل کی اور علم ادب ابی منصور مہبوب بن احمد جو البقی سے پڑھا ایک کتاب موجز نام فقہ و فروع میں تصنیف فرمائی اور ششہ میں فوت ہوئے۔ کرامتیں جمع کر باس کی ہجو اور کرباس لکھ کر دے کو کہنے میں ہیں آپ کا کرباس کبھن منسوب ہونا یا تو اسکی خرید و فروخت یا اسکی عمل کی جست سے ہو۔

احمد بن محمد بن محمد بن نصر الفقیہ المعروف بالافطع۔ فقیہ کامل جامع علوم و فنون اور ٹرے حساب دان تھے فقہ آپ نے ابی المحسن قدوری سے پڑھی سکونت آپ کی بغداد کے محلہ درب ابی زبید میں تھی لیکن ششہ ہجری میں ہوا زکی طرف تشریف لجا کر مقام راسہ میں مقیم ہوئے۔ افطع آپ کو اسلئے لکھا کہ لڑائی تار میں جو اہل اسلام سے ہوئی تھی ایک ہاتھ آپ کا کٹ گیا تھا آپ نے مختصر قدوری کی شرح تصنیف کی اور ششہ ۶۰ میں وفات پائی۔

عبد الغفر بن عبد الرزاق مرغینانی۔ جامع فروع و اصول تھے خدا کے فضل سے آپ کے چھ بیٹے تھے جو سب کے سب تدریس و افتاء کی لیاقت رکھتے تھے جب آپ اپنے بیٹوں کے ہمراہ گھر سے نکلے تھے تو لوگ کہنے لگے کہ سات مفتی ایک گھر سے نکلے ہیں مگر آپ کے بیٹوں میں سے ابوالحسن فہر الدین علی بن عبد الغفر اور شمس الابرار محمود اور حذامی اشہر میں۔ وفات آپ کی ششہ ۶۰ میں ہوئی۔

محمد بن علی بن محمد بن حسین بن عبد الملک بن عبد الوہاب بن حسیبہ الدامغانی۔ دامغان میں ششہ ۹۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل۔ محدث حمید وافر افضل سید الرابے اور قاضی القضاۃ کے خطاب سے مشہور تھے عقلی نے کہا ہم کو مشائخین میں آپ کو بلند اور جبل محکم تھے آپ کے وقت میں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر تھی ہوئی فقہ آپ کے حسن بن علی ضمیری شاگرد ابی بکر محمد خوارزمی تلمیذ ابی بکر احمد حصاص سے حاصل کی اور حدیث کو ضمیری اور ابی عبد اللہ محمد بن علی صدیقی وغیرہ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے سمعانی کے شاخ عبد الوہاب بن مبارک انطالی اور حسین بن حسن مقدس وغیرہ نے حدیث کو سنا اور روایت کیا۔ آپ کا قول ہے کہ

احمد بن محمد

عبد الغفر بن محمد

محمد بن علی بن محمد

میں نے وہ مقام میں ابی صالح نقیہ سے فقہ پڑھی پھر شافعی میں آیا اور جو وہ جیسے وہاں رہ کر قاضی ابو العلاء
صاعدین محمد کی صحبت کی پھر بغداد میں جوانی کی حالت میں اگر قدوری سے پڑھا اور ضمری کی
لازمیت اختیار کی اور پچاس سال کی عمر میں شافعی میں بعد وفات قاضی ابن ماکولا
کے آپ کو بعد اذی قضا علی خیر آپ کچھ اور پچیس سال مقرر رہے۔ ابو الطیب کہتے ہیں کہ آپ ہمارے
ذہب شافعی کے بہت اعرف تھے اور نہایت خوبصورت اور دین و علم کے خوب واقف و
معانی دان صاحب عقل و حلم و عروت اور نصف تھے اکثر آپ کے درس میں مثل شیخ ابو اسحق شیرازی
کے ملازمات و نوادر و اردو ہوا کرتے تھے جنکے جماع سے نہایت خاطر حاصل ہوئی تھی آپ کو سبب
جلالت و حشمت و پیشوائی کے امام ابو یوسف سے مشابہت دیا جاتی تھی۔ آپ کی اولاد میں مدت تک
مسلسل امہ و قاضی ہوتے رہے۔ وفات آپ کی ماہ رجب سنہ ہجری ۳۸۱ میں ہوئی اور بغداد میں
امام ابو حنیفہ کے قبہ کے پاس مدفون ہوئے۔ امیر المومنین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

اسمعیل بن محمد بن احمد بن الطیب بن جعفر النقیہ الحجاجی الکلماری۔ بقول ابو الفضل نقیہ
کے آپ کے زمانہ میں آپ سے بڑھ کر خفیون میں کوئی حسن طریقہ نہ تھا امام اعظم کے ذہب
نقیہ و نقیہ ہو۔ ابوسعید کنیت تھی حجاجی آپ کو اسلئے کہتے تھے کہ آپ شہر بنی کے جسکو
لوگ حجاج جوئے میں رہنے والے تھے اور کمار آپ کے اجداد میں سے کسی شخص کا نام تھا
وفات آپ کی سنہ ۴۰۰ میں ہوئی۔

احمد بن منصور سیجانی۔ شہر سیجانی میں جو سرحدات ترک سے ہر بار کرتے تھے ابو کنیت
تھی اپنے زمانہ کے امام فاضل نقیہ تھے فقہ اپنے ملک کے علماء سے پڑھی پھر ترمذ کیطرت
اشرف لیکئے اور وہاں کے امہ سے خوب مناظرے کیے اور فقہاء طلباء کو درس دیا یہاں تک
کہ بعد وفات سید ابی شعاع کے آپ ہی کیطرت لوگوں نے امور ذہب میں رجوع کیا اور آپ سے
آثار جلیلہ طور میں آئے مختصر طحاوی کی شرح نہایت عمدہ لکھی اور سنہ ہجری ۴۰۰ میں اس دار خانی
سے رحلت کی۔ گرامی دہر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن اسحق بن ابرہیم بن محمد بن جعفر بن خالد باقری۔ ماہ شعبان سنہ ہجری ۴۰۰ میں
باقر میں جو بغداد کے علاوہ میں واقع ہے پیدا ہوئے ابو الحسن کنیت تھی اور میت علم

وفضا و حدیث و عدالت سے تھے حدیث کو ابوالحسن احمد بن محمد و اعظم اور ابوالحسن محمد اور اباعلی حسن بن احمد بن شادان وغیرہم سے سنا اور ماہ رمضان ۳۸۶ ہجری میں وفات پائی آپ کے والد ماجد اسمعیل بن ابراہیم متوفی ۳۲۹ ہجری بھی بڑے عالم فاضل محدث صدوق تھے جنسے خطیب بندادی نے کچھ احادیث لکھی ہیں۔

عبد الکریم بن ابی حنیفہ بن عباس بن مظفر اندلی - جو بھی صدی کے بعد پیدا ہوئے قصبہ اندق کے جو نجار کے پاس واقع ہو رہے والے تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل زاید بربرگاہ منو اضع بیک سیرت تھے۔ فقہ ابی محمد بن احمد حلوانی اور ابی طاہر محمد بن علی بن احمد اسمعیل اور ابی نصر احمد بن علی بن منصور سے حاصل کی اور انھیں سے حدیث کو سنا آپ سے ابو عمر عثمان بن علی البلیکندی نے روایت کی اور شعبان کے مینے ۳۸۱ ہجری میں فوت ہوئے مگر عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد الکریم بن زیدی

علی بن محمد بن حسین بن عبد الکریم بن موسیٰ بزودی - ۳۸۶ ہجری میں پیدا ہوئے فروغ و اصول میں اپنے زمانہ کے امام ائمہ شیخ حنفیہ - مرجع امام جامع علوم مختلفہ - فقیہ کامل - محدث حبیب حفظہ مذہب بن ضرب المثل تھے آپ نے تصنیفات متفرقہ سے زمانہ کو پر کیا جنانچہ کتاب مبسوط گیا رہ جلدوں میں تصنیف کی اور جامع کبیر و جامع منیر کی شرحیں لکھیں اور ایک بڑی کتاب نہایت معتبر و مفید اصول فقہ میں اصول بزودی کے نام سے تصنیف کی اور ایک تفسیر قرآن شریف کی ایک سو بیس جزو میں جو ہر ایک جزو قرآن شریف کے حجم کے برابر ہے تصنیف کی۔ غناء الفقہاء فقہ میں اور کتاب امالی حدیث میں جمع کی فخر الاسلام لقب اور ابو الحسن و ابو العسکرتی تھی۔ ستر قند کی تدوین و تصحیح آپ کے سپرد کی گئی ۵۰ تاریخ ماہ رجب ۳۸۶ ہجری کو مقام کش میں فوت ہوئے اور جنازہ آپ کا ستر قند میں بجا کر دفن کیا گیا۔ بزودی قلعہ بزودہ کی طرف منسوب ہے جو نصف سے جو فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے کہتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں ایک بڑا متبر عالم شافعی المذہب کی ولایت میں آیا جس سے وہ مناظرہ کرتا تھا آپ غالب آتا تھا یا تنگ کہ بعض حنفی المذہب بھی مذہب نام نہاد کی طرف مائل ہو گئے علماء و فضا نے متفق ہو کر آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس طرف متوجہ نہ ہوں اور نہ ہم سب لوگ شافعی ہو جائیں گے آپ نے کہا کہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں مجھ کو مناظرہ

ابو بزودی

دعا جتہ سے کیا کام ہو مگر جب ان لوگوں نے نہایت اصرار کیا تو آپ نے انکی التجا کو قبول کیا اور اسی مجلس میں شریف بیگنے عالم مذکور نے امام شافعی کے مناقب کو شمار کرنا شروع کیا اور کہا کہ ہمارے امام نے ایک مینے میں قرآن شریف حفظ کیا اور ہر روز ایک بار ختم کرتے تھے اور رات کو تراویح میں سارا قرآن پڑھا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ تو آسان کام ہو کیونکہ قرآن شریف تمام علم ہر آدمی کو یاد دلکھا کرتے ہیں پھر فرمایا کہ سرکاری دفتر کا حساب کتاب لاؤ اور داخل و خرج دو سال کا پڑھ کر دیکھو سناؤ لوگوں نے ایسا ہی کیا امام نے دفتر مذکور پر اس غرض سے کہ کوئی اس میں تغیر و تبدل نہ کر سکے بادشاہ کی ٹھہر کر اسکو ایک مکان متفضل میں بند کر دیا اور آپ حج کو شریف بیگنے جب حج مینے کو واپس آئے تو ایک ٹبری مجلس کی اور دفاتر کو کھلو اگر عالم مذکور کے ہاتھ میں دیا اور آپ نے تمام یاد اسکو پڑھا کر سنا دیا یہاں تک کہ ایک حرف کی بھی غلطی نہ کی جس سے مدعی سبب نجات و ندامت کے پانی پانی ہو گیا۔ محقق پاک رائے اپنی تاریخِ ذفات پر۔

احمد بن محمد بن صالح بن محمد استوائی۔ سنیہ ہجری میں پیدا ہوئے ابو منصور کنیت اور شیخ الاسلام خطاب رکھتے تھے علم اپنے دادا ابی العلاء صالح سے حاصل کیا اور حدیث کو ابی سعید صبری اور اپنے دادا سے سماعت کیا اور آپ سے زہر اور وجہ اور عبد الخاق بن زہر وغیرہ نے روایت کی۔ اخیر کو نیشاپور کے قاضی القضاۃ ہوئے اور شیخ الاسلام کے لقب سے بکارے گئے سمعانی نے لکھا ہے کہ آپ اخیر عمر میں مذہب کے معاملہ میں بڑے متعصب ہو گئے تھے جس سے نظام نے آپ کو قضا سے موقوف کر دیا اور سنیہ ہجری کو شعبان کے مینے میں فوت ہوئے۔

محمد بن حسین بن محمد بن حسین بخاری المعروف بہ بکر خواہر زادہ۔ امام فاضل۔ فقیہ۔ محدث مذہب امام ابو حنیفہ میں منبر تھے آپ کا طریقہ حسنہ معتبر تھا اور عظام و کبر علی اور النہر میں سے بخور العلم تھے بہت سے اصحاب و ائمہ آپ سے ظاہر ہوئے۔ خواہر زادہ آپکو ایسے کہتے تھے کہ آپ قاضی ابی ثابت محمد بن احمد بخاری کی ہمشیرہ کے بیٹے تھے اور اس نسبت سے اور علماء و فضلاء بھی لقب میں حدیث آپ نے اپنے باپ اور ابانصر احمد بن علی حازمی اور حاکم ابانصر محمد بن عبد الغفر فیضی اور ابوسعید بن احمد صہبانی اور ابانفل منصور بن عبد الرحیم کاغذی وغیرہم سے سماعت کی اور بخارا میں کئی ایک مجالس میں حدیث کو لکھوایا اور آپ سے عثمان بن علی بکینی

اور عمر بن محمد بن نعمان شافعی نے غیر ہم نے حدیث کو روایت کیا۔ سمعانی شافعی کہتے ہیں کہ آپ سے ہکو
صرہ ابو عمرو عثمان بن علی بن محمد جندی کے ذریعہ سے حدیث پہونچی۔ کتاب مختصر۔ کتاب تجنیس
کتاب بسوط تصنیف کین اور پورے ہو کر بخارا میں جمعہ کی رات ۲۵۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۳۰ھ
یا ۳۳۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن عبد اللہ نامھی نیشاپوری۔ ابو الحسن کنیت اور قاضی القضاۃ خطاب تھا اپنے وقت
کے امام۔ فقیہ۔ محدث مناظر۔ جدی۔ ادیب شاعر۔ طیب۔ اعراف مذہب عالم و فاضل تھے
فقہ اپنے باپ ابی محمد عبد اللہ نامھی سے انھوں نے قاضی ابی شیم انھوں نے قاضی حرین
انھوں نے ابی طاہر وہاس انھوں نے ابی خازم انھوں نے عیسیٰ ابن ابان انھوں نے
امام محمد سے پڑھی اور حدیث گو ابوسعید صیرفی وغیرہ محدثین سے سنا اور بغداد و خراسان میں
حدیث کی اور آپ سے محمد بن عبد الواد حد قاق اور عبد الوہاب بن الانماطی وغیرہ نے روایت
کی آپ اپنے باپ کی حیات میں بھی مدرسہ سلطانیہ کے مدرس بنے اور عبد اللہ ابی ارسلان میں
نیشاپور کی قضا کے متولی ہوئے اور دس سال تک قاضی رہے اور شہرت و درجہ کو حاصل کیا
آپ ایسے فقیہ انفس تھے کہ جب امام حرین سے مسائل میں گفتگو کرتے تو امام آپ کی تعریف کرتے
عبد الغافر فارسی کہتے ہیں کہ میں نے کئی دفعہ آپ کو ابی المعالی جو بنی شافعی کے ساتھ مسائل میں
گفتگو کرتے دیکھا اور ابو المعالی آپ کے کلام پر بسبب حسن ایراد اور قوت فہم کے تعریف کرتے تھے
جب آپ حج سے پھر کر اصفہان کے قریب پہونچے تو ماہ رجب ۳۳۰ھ ہجری میں وفات پائی سال
وفات آپ کا لفظ آفتاب ہے۔

علی بن حسین بن علی نیشاپوری۔ ابو الحسن کنیت تھے اپنے زمانہ کے امام عالم تھے ملا بس
میں سنت نبویہ کا اثر کا لحاظ رکھتے تھے اور جمعہ کی نماز کے لیے دوڑتے جایا کرتے تھے اور جو شخص
رامہ میں ملتا تھا اسکو سلام کرتے تھے علم آپ نے حسین بن علی صیرفی سے انھوں نے ابی بکر
محمد و ازغی انھوں نے جصاص انھوں نے بردعی انھوں نے موسیٰ بن نصر انھوں نے امام محمد
سے حاصل کیا آپ کے کلام کو معتزلہ کے مذہب پر پڑا غلبہ تھا اور اہل خراسان کی بولی میں
وہ کیا کہتے تھے بغداد میں سلطان طغرل کے ہمراہ آئے جب نیشاپور میں واپس گئے

محمد بن عبد اللہ
نیشاپوری

محمد بن عبد اللہ
نیشاپوری

تو زہد اختیار کر لیا اور سلاطین کے پاس آمد و رفت چھوڑ دی ایک دن سلطان ملک شاہ نے جامع
نیشاپور میں کہا کہ اب آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آیا کرتے آپ نے فرمایا اسلئے کہ میں نے ارادہ
کیا ہے کہ تو بسبب زیارت علماء کے بادشاہوں میں سے بہتر ہو اور میں باعث زیارت بادشاہوں
کے علماء میں سے اشرمنوں آپ اور شیخ ابی محمد جو نبی شافعی اور اسکے بیٹے ابی المعالی کے درمیان
فروع و اصول میں ثمری مخالفت رہی اور ظہن کی طرف لوگوں کے گردہ ہو گئے آپ نے قرآن
شریف کی ایک عمدہ تفسیر تصنیف کی اور ^{۸۴} ششم ہجری میں وفات پائی۔ چشم عالم آپ کی
تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد المجید

محمد بن عبد المجید یا عبد الرشید بن حسن بن حسین سمرقندی اسمندی۔ ابو جاد۔ کنیت
علاء الدین لقب تھا شہر اسمند کے جو سمرقند کے علاقہ میں واقع ہو رہے دسے تھے اور علاء عالم
سے معروف و مشہور تھے۔ فقیہ۔ فاضل اور عالم مناظر تھے فقہ اشرف علوی سے بڑھی اور علم
خلاف و تفسیر میں تصنیفات کیں ابو المظفر جمال الاسلام سعد کر ایسی مصنف فروغ الدین شیخ الاسلام
نظام الدین عمر بن صاحب بدایہ نے آپ سے اخذ کیا۔ کئی ایک مجلد میں ایک تعلق نگہی اور
تفسیر کو اظہار کیا اصول فقہ میں بدل النظر اور اصول اعتقاد میں بدایہ نام کتاب تصنیف کی جیسے کہ
مناظرے اور مباحثے ترک کر کے عبادت میں مشغول ہو گئے اور ^{۸۴} ششم ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن احمد بن ابی سہل

محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی۔ ابو بکر کنیت اور شمس الاممہ سرخسی سے لقب تھے ششم ہجری
میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام۔ علامہ۔ حجت متکلم۔ مناظر۔ اصولی۔ فقیہ۔ محدث۔ مجتہد تھے۔
ابن کمال پاشا نے ابو طبعہ مجتہد بن فی المسائل میں سے شمار کیا ہے پہلے اپنے باپ کے ساتھ در سط
تجارت کے بعد ادین آئے پھر شمس الاممہ حلوانی کی صحبت اختیار کی اور ان سے علوم ثریعے اور بہا
ان سے اخراج کیا کہ بگائے زمانہ ہوئے آپ سے برہان الاممہ عبد الغزیز بن عمر بن بازہ و محمود بن
عبد الغزیز ازہندی اور رکن الدین مسعود بن حسن اور عثمان بن علی بن محمد مکیندی نے تفقہ کیا چونکہ
آپ بڑے حق گو تھے اسلئے آپ نے ایک کلمہ حق کا بادشاہ کو کہا جس سے وہ ناراض ہو گیا اور آپ کو شہر
اور جہد میں ایک کنوین کے اندر قید کر دیا جس میں آپ مدت تک قید رہے اور آپ کے شاگرد کنوین پر بیٹھا
آپ سے سبق پڑھتے اور جو آپ کنوین کے اندر سے کہتے وہ لکھ لیتے تھے چنانچہ مجوسی کی حالت میں

کتاب بسوط کو بندرہ جلد میں محض اپنی فکر ساو طبع ذکاوت سے بغیر مطالعہ کسی کتاب کے اپنے طالعہ سے لکھو یا اندیشہ شرح کتاب عبادات اور شرح کتاب الاقرار کو مجلس میں تصنیف کر کے شاگردوں سے لکھو یا جانچہ جب وہ شرح عبادات سے فارغ ہوے تو اُسکے اخیر میں یہ لکھو یا بندہ آخر شرح العبادات با وضع المعانی و درج العبادات الطوائف المجموعہ میں فی مجلس الاشرار علاوہ اُنکے مجلس میں ایک کتاب اصول دفعہ میں اور سیر الکسیر کی شرح بھی اٹھا کرائی اور جب باب الشروط تک پہنچے تو آپکو قید سے رہائی حاصل ہو گئی پس آپ آخر عمر میں فرغانہ کی طرف تشریف لینگے جہاں آپکو امیر حسن نے اپنے مکان میں انار اور طبّا آپے پاس پہنچائے پس وہاں آپ نے شرح سیر الکبیر کا اٹکا ل کر یا علاوہ اُنکے مختصر طحاوی اور امام مہر کی کتابوں کی بھی شرحیں لکھیں۔ کسی نے آپ کے سامنے امام شافعی رح کا ذکر کر کے کہا کہ اُنکو میں سو جزو کتابوں کے یاد تھے اس پر جب آپ نے اپنے محفوظ جزو کو شمار کیا تو وہ بارہ ہزار جزو نکلے۔ وفات آپکی بقول بعض سنہ ۱۰۰۰ ہجری اور بقول بعض سنہ ۱۰۰۱ ہجری کے قریب قریب ہوئی شمس ملک اور مجتہد اولیا آپکی تاریخ وفات میں۔ کہتے ہیں کہ جب آپکو ظالم نے قید کر کے اندر جیل کی طرف بھیجا تو رستہ میں جب نماز کا وقت آتا تو آپکے ہاتھ بانوں سے خود بخود بندھ جاتے اہل بیت ضو یا ہم کر کے پہلے ہاتھ نماز پھر تکبیر لکھ کر نماز شروع کر دیتے اس وقت سیاہی پہرے والے دیکھتے کہ ایک جاہل سبزدشون کی آپکے پیچھے کھڑی ہو کر آپ کے ساتھ نماز ادا کرتی ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوتے تو سیاہیوں کو کہتے کہ اُد تم مجھے باندھ لو سیاہی کہتے کہ اے خدا ہم نے تمہاری کمرست دیکھ لی ہم تم سے ایسا معاملہ نہیں کرتے اس پر خدا یہ جواب دیتے کہ میں مامور حکم خدا کا ہوں میں اسکا حکم کجا لایا تاکہ قیامت کو شرمندہ نہوں اور تم اس ظالم کے تابع اور ہو پس چاہیے کہ تم اسکا حکم کجا لواتا کہ اُسکے ظلم سے خلا ہی پاؤ۔ جب آپ شہر اور جند میں پہنچے تو ایک مسجد میں نوذن نے تکبیر کہی آپ بھی نماز پڑھنے کو مسجد میں داخل ہوے امام نے آستین کے اندر ہی ہاتھ رکھ کر تکبیر پڑھی کہی آپ نے بچیل صفت سے آواز دی کہ پھر تکبیر کہنی چاہیے امام نے پھر اسطرح آستین میں ہاتھ رکھ کر تکبیر کہی پس اسطرح تین دفعہ رد بدل ہوا جو بھی رُفِع امام نے ہاتھ پھیر کر دیکھا کہ شاید آپ امام اجل سرخسی ہیں آپ نے کہا کہ ہاں امام نے کہا کہ کیا تکبیر میں کچھ خلل ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن مردوں کے لیے ہاتھ آستین سے باہر نکال کر تکبیر کہنی سنت ہے پس مجھ کو اس شخص کے ساتھ

افتد کرنے سے عاری ہو عورتوں کی سنت کے ساتھ نماز میں داخل ہو۔ ابجدان کا ذکر ہے کہ علم آپ نے اس میں
 پر حسین آپ قید تھے سبق پڑھ رہے تھے ایک طالب علم کی آواز آپ نے نہ سنی آپ نے پوچھا کہ وہ کون
 گیا ہے ایک طالب علم نے کہا کہ وضو کرنے گیا ہے اور میں بسبب سردی کے وضو نہیں کر سکا ہام نے قصہ پایا کہ
 عافاک اللہ مجھے شرم نہیں آتی کہ اس قدر سردی میں تو وضو نہیں کر سکتا حالانکہ مجھ کو طالب علم کی وقت
 بخارا میں ایک دفعہ عارضہ شکم کا لاق ہوا تھا جس سے مجھ کا جلسہ دفعہ تشاے حاجت ہوئی پس
 میں ہر دفعہ ناہ سے وضو کرتا تھا جب مکان پر آتا تھا تو میری دوات بسبب سردی کے جمی جاتی تھی
 پس میں اس کو اپنے سینہ پر رکھ لیتا جب سینہ کی گرمی سے حل ہو جاتی تھی اس سے تعلقات ٹھٹھا تھا۔
 قاضی احمد بن عبد الرحمن بن اسحق ریغدمونی جمال الدین لقب اور ابو نصر کنیت تھے بخارا کے
 علاقہ میں ریغدمون ایک قریہ جو وہاں شوال کے مہینے شمسہ ہجری میں پیدا ہوئے بڑے عقیل اور
 اپنے وقت کے امام فاضل تھے علم اپنے باپ ابو قاضی ابی زید دیوسی اور ابی نصر احمد بن عبد اللہ
 خیراخری سے حاصل کیا آپ سے آپ کے بیٹے اور پوتے محمد بن احمد اور حامد بن محمد نے فقہ شریعی بخارا کی
 افتاء چکے سپرد ہوئی اور لوگوں نے آپ سے امالی کو لکھا۔ رمضان کے مہینے ۴۹۳ھ میں فوت ہوئے۔
 محمد بن محمد بن حسین بن عبد الکبیر بن موسیٰ بن مجاہد نبردوسی۔ ابو البیسر کنیت صدر الاسلام لقب
 تھا اپنے وقت کے امام ائمہ علی الاطلاق جامع فروع و اصول صاحب تصنیفات تھے ماوراء النہر
 میں ریاست مذہب خفیہ کی آپ برہنہ ہوئے۔ فقہ وغیرہ اسمعیل بن عبد الصادق سے انھوں نے
 ابی البیسر عبد الکبیر انھوں نے ابی منصور ماتریدی محمد بن محمد بن محمد داخون نے ابی بکر جوزجانی
 انھوں نے ابی سلیمان انھوں نے امام محمد سے حاصل کی اور نیز ابی یعقوب یوسف سیاری
 سے اخذ کیا اور آپ سے نجم الدین نسفی اور علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی صاحب تحفہ الفقہاء اور
 ابن ابی البیسر ابو المعالی احمد اور ان کے بھائی کے بیٹے حسن بن علی نے اخذ کیا اور بخارا میں ۴۹۳ھ
 میں وفات پائی۔ بحر جے کنار آب کی تاریخ وفات ہو۔

محمد بن عبد المجید بن عبد الرحیم بن احمد بن عبد اللہ بن عبد الوہاب المعروف بخاہر زادہ
 بڑے عالم فاضل فقہ محدث تھے اور مرو میں آپ کے وقت میں امام ابو حنیفہ کے اصحاب سے
 آپ سے زیادہ کوئی متوفی فی الحدیث اور کثرت بنانی الحدیث میں نہ تھا اور ابی حدیث کے

ابو حنیفہ

محمد بن محمد

محمد بن محمد

بڑے محب تھے آپ نے حدیث کو کثرت سنا اور اپنے ہاتھ سے لکھا جو کہ آپ قاضی ابی الحسن علی بن حسین دہقان کے بھانجے تھے اسلئے خواہر زادہ کے لقب سے ملقب ہوئے اور ابو سعید کنیت تھی مرد بن ۴۰۰ جادی الاولیٰ ۳۹۲ھ میں وفات پائی۔ بزرگ دارین آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یحییٰ بن عبد اللہ بن حسین ناصبی۔ ابو صالح کنیت اور قاضی القضاۃ خطاب تھا اپنے زمانہ کے عالم فاضل فقیہ شہر عارف مذہب تھے۔ فقہ اپنے باپ سے اخذ کی اور تدریس و افتاء میں مشغول رہے۔ وفات آپ کی ۳۹۲ھ ہجری میں ہوئی۔ سال وفات آپ کا لفظ نیم عصر ہے۔

علی بن محمد بن احمد سمنانی۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل تھے۔ کنیت ابو القاسم تھی۔ فقہ کو قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ محمد بن علی دامغانی کبیر سے اخذ کیا اور اصول و کلام کو ابی علی محمد بن احمد بن ولید سے پڑھا۔ فقہ۔ شروط۔ تواریخ میں تصنیفات کیں اور کتاب فقہ القضاۃ فی الأدب ایک مجلد کبیر اور نہایت لطیف فروع خفیفہ میں ۳۰۰ تصنیف کی اور ۳۹۲ھ یا بقول ملا علی قاری ۳۹۳ھ میں وفات پائی۔ سمنانی سمنان کی طرف منسوب ہے جو بلاد قوس سے دامغان اور خوار ری کے درمیان ایک شہر کا نام ہے۔

احمد بن علی ترمذی۔ آپ کی کنیت ابو بکر وراق تھی اور وراق اس شخص کو کہتے ہیں جو قرآن و حدیث وغیرہ لکھا کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اکثر کتابت کیا کرتے تھے۔ آپ نے مختصر طحاوی کے شرح بڑے بسط کے ساتھ چار جلدوں میں تصنیف کی اور اس میں پہلے متن کے مسئلہ کو بیان کر کے اس کی شرح یوں شروع کی کہ احمد نے کہا الخ۔ فقہ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپ حج کے لیے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے جب پہلی ہی منزل پر پہنچے تو اپنے اصحاب کو فرمایا کہ مجھ کو واپس پھیر لیاؤ کیونکہ میں نے صرف ایک ہی منزل میں سات سو گنا کبیر کیا ہے پس وہ آپ کو پھیر لے گئے۔

محمد بن جعفر بن محمد بن معمر بن محمد بن مسعود بن سفی۔ فقہ کامل محدث فاضل صاحب بصیرت و صلاح تھے۔ ابو ذر کنیت تھی آپ کے والد جعفر بن محمد نے آپ کو ایک جماعت شیوخ سے حدیث سماعت کرائی جب آپ کے والد فوت ہوئے تو آپ بجائے ان کے نصف کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ ابو محمد عبد العزیز بن محمد بخشی نے انہی مع شیوخ میں آپ کا ذکر کیا اور لکھا کہ آپ نے ابا الفضل یعقوب بن اسمعیل اسلامی اور ابا محمد عبد الملک بن مردان بن ایراء بن اسمعیل بن رافع وغیرہ سے حدیث کو سنا

حدیث

حدیث

حدیث

حدیث

اور روایت کیا۔

محمد بن احمد بن حمزہ بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن حسین بن علی المعروف بہ سید ابی شجاع عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ سمرقند میں رکن الاسلام علی بن حسین سعدی ادا امام حسن مائتیدی کے معاصر تھے اور آپ کے زمانہ میں جس فتادی بران مینوں کے دستخط ہوتے تھے وہ بڑا معتبر خیال کیا جاتا تھا۔

ہبۃ اللہ بن احمد بن یحییٰ بن زبیر بن ہارون بن موسیٰ ابن ابی جراحہ صاحب حضرت علی بن جراحہ عالم فاضل فقیہ کامل تھے فقہ قاضی ابی جعفر محمد بن احمد عراقی فقیہ منکلم منونی ^{۲۴۳} سے پڑھی۔ آپ ہی ہیں جنکے فائدہ ان سے سب سے پہلے حلب کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ نے ایک کتاب ان اختلافات کے باب میں تصنیف کی جو ماہین امام ابو حنیفہ و صاحبین کے واقع ہوئے۔ میمون بن محمد بن محمد بن معتمد بن محمد بن مکحول بن فضل مکحولی نسفی۔ ابو العین کنیت تھی۔ امام فاضل جامع فروع و اصول تھے کتاب بصرۃ الدولہ اور تہذیب قواعد التوحید اور کتاب المناہج اور شرح جامع کبیر وغیرہ تصنیف کیں اور علاء الدین ابو بکر محمد سمرقندی صاحب نصف لفظا نے آپ سے تفقہ کیا۔

علی بن عبد الرزاق بن احمد بن یحییٰ بن جراحہ عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ آپ کا شمار نیرتھا جو علاؤ شیراز میں ماہین اصفہان و کرمان کے واقع ہوئے۔ آپ جمال الدین مظہر نیردی صاحب تہذیب شریعہ جامع صغیر کے پردادا تھے۔ علوم ابی جعفر نسفی شاگرد جصاص احمد رازی سے حاصل کیے اور جامع صغیر کی شرح تصنیف کی جس سے اکثر صاحب تہذیب نے نقل کی۔

علی بن محمد واسطی۔ عالم فاضل اور فقیہ مقبول مخالف و موافق تھے مدت نکسالی عبد اللہ بصری تلمیذ امام ابی الحسن کرخ کی صحبت میں رہے اور ان سے علوم حاصل کیے اور آپ سے ابو عبد اللہ حسین بن علی صیرمی نے پڑھا اور روایت کی۔ واسطی شہر واسطہ کبیر طرف منسوب ہے جو ماہین بصرہ و بغداد کے واقع ہوئے جسکے صحرا میں خوب قلعین پیدا ہوتی ہیں۔ اسحق بن شیبہ المعروف بالصفار۔ بڑے عالم فاضل تھے مشہور تہذیب میں ج کے

سید ابی شجاع

ہبۃ اللہ بن احمد

میمون بن محمد

علی بن عبد الرزاق

علی بن محمد واسطی

اسحق بن شیبہ

ارادہ سے بعد او میں آئے جہان نصر بن احمد بن اسمعیل کيسانی سے حدیث کو سنا اور روایت کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے ابو نصر احمد بن اسحق نے علم حاصل کیا آپ وجہ بعثت کے لیے کانسی کے برتنوں کی تجارت کیا کرتے تھے اس لیے صفار کی نسبت سے معروف ہوئے۔

اسمعیل بن عبد الصادق بن عبد اللہ الخطیب البغدادی - بڑے نقیب بربر گار تھے اور قوس کے علاقہ میں بسطام سے بیکر سمنان تک کا ردار تھے۔ علوم عبد الکرم بن موسیٰ ہمدانی جعفر الاسلام ہمدانی سے حاصل کیے اور آپ سے صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بن عبد الکرم ہمدانی نے تفقہ کیا۔

احمد بن اسحق بن شیبہ صفار - ابو نصر کنیت تھی اصل میں بخارا سے اگر مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی چنانچہ آپ کی تصانیف اور علم نے کثرت سے شیوع پایا بخارا میں آپ جیسا حفظ فقہ و حدیث و ادب میں اور کوئی عالم نہ تھا۔ حافظ ابو عبد اللہ حاکم نے تاریخ مشاہیر میں لکھا ہے کہ آپ حج کے لیے ہماری طرف آئے اور حدیث کو ہر ایک قسم کے علم میں جستجو کیا اور مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی جہاں آپ کی تصانیف اور علم نے کثرت سے شیوع پایا اور طائف میں فوت ہوئے۔

محمد بن علی بن فضل بن حسن بن احمد بن ابراہیم بن اسحق بن عثمان بن جعفر بن عبد اللہ زرنجی - بڑے عالم فاضل نقیب بے بدل تھے۔ فقہ شمس الامہ عبد الغزیز حلوانی سے پڑھے اور آپ کے بیٹے بکر زرنجی کے سوا کسی نے آپ سے تفقہ نہیں کیا جیسا کہ سبب برہان الاسلام از نوچی نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم کی فصل رعایتہ الاساذ میں یہ تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے استاد شمس الامہ حلوانی بخارا سے لشکر بعض دیہات میں سکونت پذیر ہوئے جہاں انکی زیارت کو ان کے تمام شاگرد و بزرگ آپ کے حاضر ہوئے اخیر کو جب آپ کی ملاقات اُن سے ہوئی تو انھوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ میری زیارت کے لیے کیوں نہیں آئے آپ نے کہا کہ میں اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھا آپ شمس الامہ نے کہا کہ آپ کی عمر تو بڑی ہو مگر درس میں رونق نصیب نہ ہو پس ایسا ہی ہو کہ باوجودیکہ آپ نے اکثر اوقات شہر میں سکونت پذیر ہو کر بڑی علم پائی لیکن آپ کے لیے درس نصیب نہ ہوا زرنجی شہر زرنجی کی طرف جو زنگو کا معرب ہے منسوب ہے بخارا سے علاقہ میں واقع ہے۔

اسمعیل بن عبد الصادق

احمد بن اسحق

محمد بن علی بن فضل

توفیق اللہ عزوجل

محمد بن محمد بن احمد بن یوسف بن اسماعیل الملقب بشرف الرضا خوارزمی - فقہ حدیث اور ادب کے امام اور شہر بخارا کے قاضی تھے بہت لوگ آپ سے فیضیاب ہوئے۔ ازان جملہ برہان الدین کبیر عبد الغزیز بن عمر بن مازہ نے آپ سے فقہ پڑھی۔

عطاء سعدی

عطاء بن حمزہ سعدی - فروع و اصول میں امام کامل اور معرفت مذہب میں عارف فاضل بڑے فقیہ تھے آپ کے وقت میں اطراف و اکناف سے آپ ہی کے پاس فنادی آیا کرتے تھے آپ سے ایک جماعت نے جنہیں سے ایک نجم الدین عمر نسفی متوفی ۵۸۵ھ میں علم اخذ کیا۔

حدیث ششم

چشتی صدی کے فقہاء و علمائے بکراں میں

ابراہیم بن محمد بن ابی

ابراہیم بن محمد بن ابی دہستانی - امام فاضل فقہ کامل اور شہر دہستان کے رہنے والے تھے جو مائندران کے پاس واقع ہوا جس کو عبد اللہ بن طاہر نے بنایا تھا کچھ ادب پر مشتمل ہجری میں ۴۱۵ھ میں آئے اور فقہ کو علی بن حسین صمدی شاگرد حسین صبری تلمذ ابی بکر محمد خوارزمی شاگرد جعلاص رازی سے پڑھا اور آپ سے عبد الملک بن ابراہیم مہدانی صاحب طبقات خفصہ و شافعیہ نے فقہ کیا اور ۵۸۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ دہرا فردوز تاریخ وفات ہے۔

عبد الغزیز بن عمر بن مازہ

علی بن عبد الغزیز بن عبد الرزاق مرغینانی - ظہیر الدین کبیر لقب تھا بڑے عالم فاضل اور صاحب خلاصہ کے نانا تھے فقہ اپنے باپ عبد الغزیز اور سید ابی شجاع محمد بن احمد بن حمزہ اور برہان الدین کبیر عبد الغزیز وغیرہم سے اخذ کی اور آپ سے آپ کے بیٹے ابوالحسن حسن بن علی اور قوام الدین احمد بن عبد الرشید والد صاحب خلاصہ نے فقہ کیا۔ کتاب فقیہ الرسول تصنیف کی اور ۵۸۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور وہ جو بعض مورخین نے فنادی ظہیر کو آپ کی طرف منسوب کیا ہے یہ انکا سوچ بلکہ اسکے مصنف ظہیر الدین محمد بن احمد بن عمر بخاری ہیں۔

ابو محمد کلینیت

محمد بن محمد بن ابوب قطوانانی - امام جلیل القدر - شیخ کبیر - مفسی - واعظ - مفسر تھے۔ ابو محمد کلینیت نھی ۵۸۵ھ ہجری کو جب جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر کو آتے تھے تو گھوڑے سے گریز کر گئے۔ علامہ مصر تاریخ وفات ابو قطوانانی ایک بڑا فقیہ ہے جو ستر قند سے بائیس فرسنگ پر واقع ہے۔

عثمان بن فضال

محمد بن عبد بن

محمد بن عبد بن

عثمان بن فضال بن ابراہیم بن محمد بن احمد بن ابوبکر محمد بن فضل بن جعفر بن رجا بن زرعه بخاری المعروف بن فضال۔ عالم صالح فقیہ محدث تھے ۳۴۰ ہجری میں پیدا ہوئے حدیث کو بکثرت بیان کیا اور عمر بھر افادہ و افاضہ میں مشغول رہے اور بخارا میں ۳۴۰ ہجری کو وفات پائی۔ زینت بلدہ تاریخ وفات ہجری محمد بن حسین بن محمد ارسا بندی۔ ابوبکر کنیت فخر الدین لقب تھا مگر فخر القضا کے لقب سے مشہور تھے امام فاضل۔ عالم مناظر۔ فقیہ محدث حسن الاخلاق متواضع تھے آپ کے وقت میں شہر مدین ریاست مذہب امام ابو حنیفہ کی آپ پر منتہی ہوئی۔ فقہ علاء الدین غرزی صاحب ابی زید بوسی سے بڑی ادا ملا کیا اور حدیث کو سنا۔ بعد ۳۴۰ ہجری کے حج کر کے بغداد میں وارد ہوئے اور کتاب مختصر تقویم الادلہ تصنیف کی سمعانی شافعی نے لکھا ہے کہ ہمارے لیے شہر مدین ابی الفضل عبد الرحمن بن محمد کرمانی نے آپ سے روایت کی اور میں صغیر سن تھا کہ آپ نے ماہ ربیع الاول ۳۴۰ ہجری میں وفات پائی ۳۴۰ ہجری تاریخ وفات ہے۔ ارسا بند جسکی طرف آپ منسوب ہیں علامہ مردین ایک بڑا شہر ہے۔

بکر بن محمد بن علی بن فضل بن حسن زر بن جری ۳۴۰ ہجری میں بخارا کے متصل قصبہ زرنگر میں جو عرب زر بن جری پیدا ہوئے۔ فقہ شمس الامم عبد الغزیز حلوانی شاگرد ابی علی نسفی سے حاصل کی اور حدیث کو ابی محمد عبد الغزیز بن محمد حلوانی اور ابی اسمل احمد بن علی ابیوردی اور حافظ ابی حفص عمر بن منصور اور حافظ ابی اسعد احمد بن محمد بن عبد اللہ بجلی اور ابی اسلم یحییٰ بن علی بن یحییٰ بن اود ابی عبد اللہ ابراہیم بن علی طبری اور حافظ ابی یعقوب یوسف بن منصور اور ابی عمر محمد بن عبد الغزیز قنطری وغیرہ محدثین کثیر سے سماعت کیا بہا تک کہ فقہ و حدیث میں امام متقن اور مذہب حنفیہ کے عارف اور اسکے حفظ میں ضرب المثل ہو کر شمس الامم کے لقب سے لقب دارابی حنفیہ اصغر کے نام سے پکارے جاتے تھے قنادی اور جواب وقائع میں بڑے مصیب تھے فقہا کو جب کسی مسئلہ میں اشکال واقع ہوتا تو آپ کی طرف رجوع لاتے اور آپ سے حکم کے خواستگار ہوتے۔ حفظ روایات میں آپ کا حافظ اس درجہ کا تھا کہ جب کوئی متفقہ کسی جگہ سے بڑھتا یا سوال کرنا چاہتا تو آپ بغیر رجوع کتاب کے فوراً بتا دیتے یہ سبب آپ کی عمر زیادہ ہونے کے بہت علم آپ سے بھلا اور ہمیشہ دایم اکثر آپ سے وقوع میں آیا۔ ابی جعفر احمد بن محمد بن احمد نے بیچ میں اور ابی عبد اللہ محمد بن یعقوب کاشانی نے مثنیٰ میں

اور ابو الفضل محمد بن علی نے سمرقند میں اور ابو محمد عبد الحکیم بن محمد نے بخارا میں آپ سے روایت کی۔ علاوہ اسکے حساب اور تواریخ میں آپ کو معرفت تامہ حاصل تھی اور پنجشنبہ کی صبح ۱۹ ربیع الاول یا شعبان ۳۳۵ ہجری کو فوت ہوئے اور بخارا میں مقام کلاباد میں دفن کیے گئے۔
قبر آپ کی زیارت گاہ ہے۔ عالی نشان تاریخ وفات ہے۔

محمد بن طاہر بن عبد الرحمن بن حسن سعدی سمرقندی۔ نفعہ جید فاضل تہمتی سکونت آپکی سمرقند کے محلہ ببادی میں تھی فقہ آپ نے صدر الاسلام ابی البیہر محمد نبردوی شاگرد ابیہر بن عبد الصادق تلمیذ عبد الکریم نبردوی شاگرد رشید ابی منصور ماتریدی سے پڑھی اور نصف ماہ صفر ۳۳۵ھ میں وفات پائی۔ شیعہ دودمان تاریخ وفات ہے۔

خلف بن احمد۔ کنیت آپکی ابو القاسم تھی علم عبد الغفر بنی سے پڑھا بہانک کہ عراق میں معاملات مذہب اور خلاف اور علم اصول و فقہ میں لائق فائق اور عالم فاضل ہوئے۔ مدت تک مشہد امام ابو حنیفہ میں مدرس رہے اور ۳۳۵ ہجری میں وفات پائی۔ شاہ ہر تاریخ وفات ہے۔

احمد بن عبد اللہ بن فضل خیر خرمی۔ ابو نصر کنیت تھی۔ فقہ فاضل محدث کامل تھے اور جامع مسجد بخارا کی امامت آپ کے سپرد تھی علوم اپنے باپ شاگرد ابی بکر محمد بن فضل تلمیذ سید مونی سے حاصل کیے آپ اکثر مجلس املا کی شغف کرتے اور روایت کو اپنے والد ماجد و ابی الحسن کی اور ابی بکر بن زبیر بغدادی سے بیان کرتے تھے آپ سے آپ کے بیٹے ابو بکر محمد بن ابو نصر نے تحدیث کی وفات آپ کی ۳۳۵ھ میں ہوئی پیشرو تاریخ وفات ہے۔ خیر خرمی ایک نصیب کا نام ہے جو بخارا سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔

محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن عبد مونی۔ بڑے عالم فاضل نفعہ محدث اور ان لوگوں میں سے تھے جو اپنے زمانہ میں سکون و وقار اور محافظت مہارت و دیانت میں منفرد ہوئے ہیں فقہ اپنے والد ماجد احمد بن عبد الرحمن سے اخذ کی اور حدیث کو اپنے جد امجد عبد الرحمن بن اسحق اور ابوسعید سلیمان بن ابراہیم بن احمد سرخسی وغیرہ سے سنا بخارا کی امامت و خطابت آپ کے تفویض ہوئی اور دہین ماہ جمادی الاول ۳۳۵ ہجری میں فوت ہوئے۔
متبع تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد الحکیم بن محمد

خلف بن احمد

احمد بن عبد اللہ بن فضل

محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن عبد مونی

بہ فضل۔ ابو محمد کثرت تھی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر عارف مذہب تھے مدت تک بخارا کے قاضی رہے اور لوگوں نے معاملہ قضا میں آپ کی سیرت کی نہایت تعریف کی بخارا میں ۳۳۵ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ سیادت پناہ تاریخ وفات ہو۔

عبد الغفر بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن ابی بکر محمد شافعی۔ بخارا میں اپنے وقت کے امام اور مرجع امام تھے قضا و افتا کا کام آپ ہی کے سر و تھا۔ فقہ برہان الدین کبیر عبد الغفر بن عبد سرخسی سے حاصل کی اور حدیث کو بیشا پور میں ابوالحسن نصر بن امام حسن مرغینانی سے سنا اور بڑی عمر پائی یہاں تک کہ آپ کے ہم عمر لوگ سب مر گئے تھے۔ کتاب المتقیین الزل فی مسائل الجدل اور کفایۃ الفحول فی الاصول اور فصول فی الفناوی اور تعلیق الخلفاء چار جلد میں تصنیف فرمائیں اور ۳۳۳ھ ہجری یا بقول کنوی ۳۳۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

محمد بن مہتہ الدین احمد بن یحییٰ یغیٰ حبلی۔ بڑے فقیہ زاہد تھے ۳۸۸ھ ہجری میں حلب کے قاضی ہوئے اور ۳۳۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

ابراہیم بن اسمعیل بن احمد بن اسحق بن شید بن حکم المعروف بہ زاہد صفار۔ ابو اسحق کثرت اور رکن الاسلام لقب تھا آپ اور آپ کے آبا و اجداد افاضل علمائے حنفیہ سے تھے اور اپنے وقت کے امام گذرے ہیں آپ بڑے زاہد دیر سیر گار اور دین کے معاملہ میں کسی سے کچھ خوف نہ کرنے تھے آپ کے باپ کو سلطان سنجر بن ملک شاہ نے شہر مرو میں لاکر سبایا آپ نے فقہ اپنے والد سے پڑھی اور نیز اسے کتاب آثار الطحاوی اور کتاب کشف کو جو امام اعظم کے مناقب میں عبد اللہ بن محمد بن یعقوب حارثی نے لکھی ہو سنا اور امام اعظم کی کتاب عالم و متعلم کو ابی یعقوب سیاری سے اور امام محمد کی کتاب سیر الکبیر کو ابی حفص سے عطا کیا۔ حدیث کو اپنے والد اور حافظ ابی حفص عمر بن منصور بن حبیب اور ابی محمد بن عبد الملک بن عبد الرحمن وغیرہ سے حاصل کیا۔ صفار آپ کو اس لیے کہا کرتے تھے کہ آپ کا نسب کے برتن بچا کرتے تھے۔ آپ نے کتاب تخلص الزاہد اور کتاب السنۃ والجماعۃ وغیرہ تصنیف کیں اور فخر الدین قاضی خان حسن بن منصور وغیرہ بڑے بڑے فضلا و نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۲۶۔ ربیع الاول ۳۳۵ھ ہجری کو بخارا

عبد الغفر بن عثمان

محمد بن مہتہ الدین

ابراہیم بن اسمعیل

بن نوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی فرید اللہ سرہر۔ آپ کے ایک بیٹے ابو المجدد حامد بن ابراہیم صفار تھے جو بخارا کی جامع مسجد میں جمعہ کے روز امامت کرنے تھے اور علم ادب و اصول و حدیث میں بڑے ماہر تھے جنھوں نے حدیث کو اپنے والد ماجد اور ابی علی سمیع بن احمد بن حسین بہقی سے سنا اور روایت کیا اور سمعانی شافعی نے کہا کہ میں نے بخارا میں آپ سے ملاقات تو کی ہر گز کچھ نہیں سنا۔

علی بن محمد بن سمیع بن علی بن احمد بن محمد بن سحیح سمرقندی اسپجانی ۶۰۰-۶۰۱ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۵۴ ہجری میں پیدا ہوئے امام فاضل عالم کامل تھے آپ کے زمانہ میں معرفت اور حفظ امام امام ابو حنیفہ میں آپ جیسا کوئی نہ تھا۔ شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور تھے مدت تک آپ نشر علم میں مصروف رہے اور آپ سے ایک جماعت نے مثل علی بن ابی بکر صاحب ہدایہ وغیرہ کے تفقہ کیا۔ مختصر طحاوی اور کتاب مبسوط کی شرحیں لکھیں اور سمرقند میں ۳۵۴ھ میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی معدن صدق و صفاء۔ اسپجانی منسوب طرف شہر اسپجانی کے ہر جو در میان تاشکندہ اور سیرام کے واقع ہے۔

سید ابراہیم۔ آپ کے والد ماجد سادات عجم اور اولیاء معدن سے تھے جو اپنا وطن چھوڑ کر شہر ماسیہ علاقہ روم میں سکونت پذیر ہوئے اور اسی جگہ سید ابراہیم پیدا ہوئے جب آپ نے ہوش سنبھالا تو پہلے سنان الدین پھر حسن بن عبد اللہ سامسونی سے علم تحصیل کیا اور مدرس مرزیفون اور حصار قسطنطنیہ میں مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان بايزيد خان نے آپ کو مدرسہ ماسیہ کا مدرس بنایا اور وہاں کا مفتی قرار دیا۔ آپ بڑے پرہیزگار اور دیانت دار تھے کبھی کسی نے آپ کو کرٹ پر سویا ہوا نہیں دیکھا جب آج کو فید غلبہ کرتی تو آپ گھنٹوں پر سر رکھ کر سو جاکر تے تھے آپ کا خط بہت نیکون تھا اسلئے آپ نے اپنے ہاتھ سے بہت سی کتابیں لکھیں اور نوے برس سے کچھ اوپر ہو کر ۳۵۴ ہجری میں انتقال کیا۔

محمد بن محمد بن حسین۔ منہاج الشریعہ لقب تھا اپنے وقت کے امام امام علی الاطلاق تھے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ میں نے آپ جیسا عزت و کثرت علم و فضل و برکت میں کوئی نہیں دیکھا اور ایسے کسی شخص نے آپ سے تلمذ نہیں کیا جو وہ اپنے اقران پر

اسپیجانی

سید ابراہیم

منہاج الشریعہ

غائب نہیں آیا اور یگانہ زمانہ نہیں ہوا میں نے بھی آپ سے ابتدا اور نو جوانی میں بڑھا اور ہمیشہ آپ کے بحر علم سے جلو اٹھاتا اور آپ کے انوار سے اقتباس کرتا رہا یہاں تک کہ ۳۵۵ھ میں وفات پائی۔ عالم نامور زمن تاریخ وفات ہے۔

حدیث شریف

عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ المعروف بصدرا الشہید۔ ابو محمد کنیت اور حسام الدین لقب تھا شہ ۳۵۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے ائمہ کبار میں سے فقیہ محدث اصول و فروع میں امام اور منقول و معقول کے بڑے عالم تھے۔ خلافت و مذہب میں آپ کو ید طولی حاصل تھا مناظرہ میں مخالف کے مسکت کرنے میں یگانہ زمانہ تھے فقہ وغیرہ علوم اپنے باب برہان الدین کبیر عبدالعزیز سے پڑھے اور استفادہ تحصیل علوم میں کوشش کی کہ خراسان کے علماء و فضلا پر علم و فضل و حسن کلام میں فوقیت لے گئے اور آپ کی تفصیلت کا موافق و مخالفت نے اقرار کیا۔ ماوراء النہر میں یہاں تک آپ کا رعب داب ہوا کہ بادشاہ و امراء وغیرہ آپ کی بڑی تعظیم کرتے اور آپ کے اشارات کو بدل و جان قبول کرتے تھے چنانچہ اس عزت و توقیر سے مدت تک آپ ندریس و تصنیف میں مشغول رہے صاحب محیط اور صاحب ہدایہ اور عمر بن محمد عقیلی نے آپ سے فقہ پڑھی۔ صاحب ہدایہ نے انبی معجم شیوخ میں لکھا ہے کہ میں نے آپ سے علم نظر و فقہ کو پڑھا اور آپ میری بڑی عزت کیا کرتے تھے اور مجھ کو اپنے خاص تلامذہ میں رکھا ہوا تھا لیکن افسوس مجھ کو آپ سے روایت کی اجازت حاصل کرنے کا اتفاق نہ ہوا اور اب مجھ کو بذریعہ ایک شیخ کے آپ سے روایت حاصل ہوئی کتاب فنادی گبری و صغریٰ۔ شرح ادب انقضاء حصان۔ شرح جامع صغیر۔ کتاب واقعات کتاب مفتی و حیرہ آپ کی اشہر تصنیفات سے یادگار ہیں۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ نے جامع صغیر کی تین شرحیں۔ ایک مطول دوم متوسط سوم مختصر تصنیف کیں۔ ستر ہفتہ میں بعد واقعہ فطوان کے ماہ صفر ۳۵۵ھ ہجری میں ایک کافر کے ہاتھ سے شہادت پائی اور نفس آپ کی بخارا میں بیجا کر دفن کی گئی۔ تاریخ وفات آپ کی علامہ بلند قدر سے لکھتی ہے۔

عبدالحمید بن اسمعیل بن محمد ابوسعید قیس بروی۔ آپ اہل میں برکت کے رہنے والے تھے

حدیث شریف

مادراء النهر کے علماء و فضلا مثل نحر الاسلام بزدوی وغیرہ سے فقہ حائسل کی اور مدت تک بعد از
بصرہ۔ ہمدان و بلاد روم میں درس و تدريس میں مشغول رہے اخیر کو بلاد روم کے قاضی
مقرر ہوئے۔ فروع و اصول میں کتابیں تصنیف کیں آپ کے دونوں بیٹوں اسمعیل و اسماعیل
نے آپ سے اخذ کیا اور علم بڑھا۔ ۳۳۵ ہجری میں دمشق میں آئے اور مقام قیساریہ میں
۳۳۵ ہجری کو وفات پائی۔ تاج مجلس تاریخ وفات ہے۔

عبد الغافر اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ کامل فقیہ جید محدث ثقہ جامع علوم و فنون ظاہریہ و ربیہ تھے۔ کتاب مجمع الغرائب فی غریب الحدیث نہایت نفیس بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ تصنیف کی اور ۱۲۵۵ ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ وفات ابلی زب اوسلمان ہجری۔

عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن نقان نسفی المعروف برفعی نقین - نجم الدین
نقب اور ابو حفص کبیت غنی شہر نسف بن شہر ہجری میں پیدا ہوئے امام فاضل
اصولی - نسف - مفسر - محوثر - نقیہ - حافظ - متفنن - لغوی - نحوی - ادیب -

عارفِ مذہب تھے اور بسبب کثرتِ حفظ اور قبولیتِ خواص و عوام کے انہ مشہور بہین ہوئے بہین۔ فقہ صدر الاسلام ابی السیمر محمد نیرودی شاگرد ابی یعقوب یوسف ستیاری فلند ابی اسحق حاکم نو قدی شاگرد ہند دانی سے حاصل کی۔ اور آپ سے آپ کے بیٹے ابو الیث احمد بن عمر المعروف بجمہد شافعی نے فقہ کیا اور آپ کی بعض تصانیف صاحب ایہ

اور ابو بکر احمد رنجی المعروف بہ ظہیر نے آپ سے بڑھیں اور عمر بن محمد عقیلی نے روایت کی چونکہ آپ انس وجن کو جانتے تھے اس لیے لوگ آپ کو مفتی نقیبن کہتے تھے مشائخ بھی آپ کے بہت تھے اس لیے ایک کتاب آپ نے اپنے مشائخ کے اسما میں جمع کی اور

نام اُس کا تھا۔ ادا شیوخِ العمر رکھا کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مکہ معظمہ میں آپ نے جبار افندہ زرخشری صاحب کشفات کی زیارت کا ارادہ کیا جب اُن کے مکان پر پہنچے تو آپ نے دروازہ کو کھڑکایا کہ کھو بوعسلامہ زرخشری نے اندر سے بوچھا کہ تم کون ہو آپ نے جواب

ابو بکر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انصاف یعنی بھر جا آپ نے کہا کہ باسیدی عمر لا ینصرف
اس پر علامہ نے جواب دیا کہ جب عمر گمراہ ہو تو نہ صرف ہو جا تا ہے۔ آپ نے فقہ و حدیث و تفسیر و

وشرط و نعت و غیرہ میں بہت سی تصانیف کہیں بیان تک کہ کہتے ہیں کہ تقریباً ایک سو کتاب آپ نے تصنیف کی لیکن اصل و شہر اُسے یہ ہیں۔ التفسیر فی التفسیر۔ شرح صحیح بخاری السیمی بہ کتاب النجاح فی شرح الاخبار الصالح اور اُسکے اول میں اپنی اسانید کو مصنف تک پچاس طرق کے ساتھ بیان کیا۔ منظومہ الفقہ (کہتے ہیں کہ پہلے پہل آپ نے ہی فقہ میں نظم کی) کتاب المواعیت کتاب طلبة العلم فی شرح الفاظ کتب اصحاب الحنفیہ۔ کتاب الاشعار بالمختار من الاشعار میں مجلد میں۔ کتاب المشارع و قد فی علماء سمرقند میں جلد میں۔ تاریخ تجارت منظومہ جامع صغیر آپ نے سمرقند میں شہرہ یا بقول بعض شہر ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی نقیہ و الاقدار اور مقبول عصر میں۔

محمود بن عمر بن محمد بن عمر زرخشری۔ ابو القاسم کنیت تھی چونکہ مدت تک آپ نے مکہ معظمہ کی مجاورت کی تھی اسلئے آپ جاہلہ اور نیر فخر خوارزم کے لقب سے لقب ہوئے اپنے وقت کے امام بلا مدافع۔ علامہ۔ نحوی۔ لغوی۔ فقید جید محدث متقن۔ تفسیر کامل فاضل مناظر۔ ادب۔ متکلم۔ بیانی۔ شاعر۔ ذکی۔ نیر طبع۔ حنفی و فروع معتزلی الاصول تھے شہر زرخشہ علاقہ خوارزم میں ۲۰۰ ماہ رجب شمسہ ہجری کو پیدا ہوئے۔ علم ادب ابی الحسن علی بن مظفر نیشاپوری اور ابی نعیم اصفہانی سے حاصل کیا اور آپ سے زین بقالی محمد بن ابی القاسم وغیرہ لوگوں نے اخذ کیا اور آپ کو اصحاب بیدہ ہوئے۔ کئی دفعہ بغداد میں آئے چونکہ بابا ام طالب علمی جب آپ بخارا کو جا رہے تھے تو راستہ میں آپ سواری سے گر پڑے اور ٹانگ کو سخت ضرب آئی اور ہر چند علاج کیا کچھ فائدہ ہوا اسلئے آپ نے ناچار ہو کر ٹانگ کو کوڑا مارا اور بجائے اُسکے لکڑی کا بانوں بنوایا جب چلتے پھرتے تو اس پر کپڑا ڈال دیتے جس سے دیکھنے والا گمان کرتا کہ آپ لنگرے ہیں۔ آپ نے تفسیر۔ حدیث۔ لغت و غیرہ میں نہایت جید تصانیف کہیں چنانچہ تفسیر کشاف۔ فائز اللہ فی تفسیر الحدیث۔ اساس البلاغہ فی اللغة ربیع الابرار۔ منشأہ استامی الزواہ۔ نصاب الکبار۔ نصاب الصغار۔ الرایض فی علم الفرائض۔ المفصل فی النحو۔ نوذج۔ مفرد۔ شرح آیات سیبویہ۔ شقائق النعمان۔ مقامات زرخشری۔ مستحق فی الامثال۔ اطواق الذهب۔ شرح مشکلات المفصل۔ الکلم التوابع۔ انقضا من فی لغوی

الاحاجی النحویہ - المنہج فی الاصول - رسالہ ناصحۃ - مقدمۃ الادب - گردش المسائل فی الفقہ -
نصوص الاخبار - قبیم العربیہ - دیوان التمثیل - مالی - معجم الحدود والمیاء والامکن والجمال فی الدلائل
وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ بسبب معتزل الاعتقاد ہونے کے آپ نے
تفسیر میں بعض مقام پر تاویل میں سورہ نعیمی و تغیر کو کام فرمایا ہے جو اکثر لوگوں پر خفیہ ہے اسلئے
ہمارے بعض فقہانے آپ کی تفسیر کا مطالعہ کرنا حرام لکھا ہے۔ وفات آپ کی عہد کی رات ۲۵۵ھ
کو شہر جہانہ خوارزم میں واقع ہوئی۔ ہادی اوبستان تاریخ وفات ہے۔

علی بن عران بن محمد بن علی عمرانی خوارزمی - ابو الحسن کینت تھی اپنے زمانہ کے فقیہ فاضل
مفسر کامل شیخ حنفیہ مرجع انام تھے آپ کی تصنیفات سے تفسیر خوارزمی یادگار ہے ۲۵۵ھ
میں وفات پائی۔ طوطی شہر تاریخ وفات ہے۔

عبدالرشید بن ابی حنیفہ بن عبدالرزاق دلوہجی - ابو الفتح کینت تھی ۲۵۵ھ ہجری کو شہر دلوہج
میں جو بدخشان کے ملک میں واقع ہے پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ و نظار کامل تھے
تاج میں جا کر فقہ ابی بکر فرار محمد بن علی اور علی بن حسن برہان تھی سے پڑھی اور دلوہج میں بعد ۲۵۵ھ
کے فوت ہوئے۔ ہادی دلوہجی آپ کی تصنیفات سے یادگار ہے۔ تاج کو میں تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یونس بن احمد قنطری - ابو الفتح کینت تھی عالم فاضل فقیہ بے بدل تھے ابی الفضل عبدالرحمن
کرمانی سے تفقہ کیا اور کمالیت و فضیلت کے رتبہ کو پہنچے کچھ اور ۲۵۵ھ ہجری میں ملک جہاز کو تفسیر
لیکھے اور وہاں پر وفات پائی۔ قنطری منسوب طرٹ راس نظرہ کے ہے جو خٹاپور میں ایک محلہ کا نام ہے۔

احمد بن محمد ابی الیسر صدر الاسلام بن محمد بن بن عبد الکریم بن موسی بن عیسیٰ بزدوی
صدر المذہب تھا اور ابو المعالی کی کینت سے پکارے جاتے تھے۔ ابو سعید کا قول ہے کہ آپ
اپنے زمانہ کے امام فاضل و فقی مناظر نیک سیرت - پسندیدہ اخلاق خاندان حدیث و علم میں سے
تھے۔ فقہ اپنے والد محمد ابی الیسر صدر الاسلام سے حاصل کی مدت تک بخارا کی فضا کے منوئی
رہے۔ حج سے واپس ہو کر جب شہر سرخس میں پہنچے تو وہاں ۲۵۵ھ ہجری میں آپ نے انتقال
کیا لیکن بہان سے آپ کا جنازہ بخارا میں لجا کر دفن کیا گیا۔ طرہ محقق تاریخ وفات ہے۔ بزدوی
قلعہ بزدہ کی طرف منسوب ہے جو چغفر سنگ کے فاصلہ پر شہر نسف سے واقع ہے۔

عمر خوارزمی

صاحب دہلی و دہلی

نقوی

محمد بن محمد بزدوی

طاهر بن احمد بن عبد الرشید بن الحسین بن نجاری - افتخار الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام
عبدیم النضر فرید الدہر علامہ اور مجتہدین فی المسائل میں سے مادر الزانہ کے شیخ حنفیہ تھے مولیٰ
ابن کمال یا شائے ایک طبقہ مجتہدین فی المسائل میں سے شمار کیا ہو۔ علم اپنے باپ احمد بن عبد الرشید
اور مامون ظہیر الدین حسن بن علی مرغنیانی اور زہر حاد بن ابراہیم صفار اور قاضی خان حسن بن منصور
سے پڑھا اور اخذ کیا تصانیف بھی مقبولہ اور معتبرہ کیں منجملہ اُن کے کتاب خلاصۃ الفتاویٰ اور
کتاب خزائن الاوقات اور کتاب نصاب معروف و مشہور ہیں ۳۲۲ھ ہجری میں فوت ہوئے
آخر عالمیان تاریخ وفات ہے۔

حسن بن علی بن عبد الغزیز مرغنیانی - ابو الحسن کنیت اور ظہیر الدین کبیر لقب تھا شہر
مرغنیان کے جو کہ مادر الزانہ میں شہر فرغانہ کے مضافات میں سے جو رہنے والے تھے اپنے
وقت کے فقہ فاضل محدث کامل تھے علم کو تصنیف اور املاء سے شائع کیا جانا پچھ کتاب لافقیہ
والشروط و الفتاویٰ والفوائد آپ کی تصنیفات میں سے ہیں - فقہ برہان الدین کبیر عبد الغزیز بن عمر
بن مازہ اور شمس اللہ محمود اور جندی اور زکی الدین خطیب سعود بن حسن کشانی تلامذہ شمس اللہ
مرغنی سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بھانجے افتخار الدین طاهر صاحب خلاصۃ الفتاویٰ اور
ظہیر الدین محمد بن احمد صاحب فتاویٰ ظہیرہ اور نضر الدین حسن بن منصور اور جندی وغیرہ نے
تلفیق کیا اور ۳۲۲ھ ہجری میں وفات پائی - تاریخ وفات آپ کی فقہ مقبول دہر سے لکھی ہے۔

عبد الرحمن بن محمد بن امیر بن محمد کرمانی - کرمان میں ماہ شوال ۳۲۲ھ ہجری میں پیدا
ہوئے ابو الفضل کنیت اور رکن الاسلام و رکن الدین لقب تھا - مرو میں اگر نضر القضاہ محمد
بن حسین دارسانیدی تلمیذ منصور شاگرد مستغفری تلمیذ برنیر علی نسفی شاگرد ابی بکر بن فضل
تلمیذ سب مونی سے تفقہ کیا اور دن بدن علوم میں ترقی کرتے گئے یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے
شیخ کبیر امام بے نظیر ہوئے اور خراسان میں مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور تصنیف
و تذکیر میں مشہور زمانہ اور پگائے آفاق ہوئے - عبد الغفور بن لقمان کمروری اور ابو الفتح
محمد بن یوسف سمرقندی اور بدر الدین عمر بن عبد الکریم ورسکی بنجاری وغیرہم نے آپ سے
تفقہ کیا اور آپ کے اصحاب زمانہ میں پھیل گئے - فقہ میں تجرید نام کتاب تصنیف فرمائی

یہ اسکی شرح ایضاً نام میں جلد دن میں لکھی۔ آپکی اس کتاب کی آپکے شاگرد عبد الغفور نے بھی
تین جلد دن میں شرح لکھی جسکا نام اُسے المفید والمزید فی شرح التجرید رکھا۔ علاوہ ان دو کتابوں
کے شرح جامع کبیر اور فتاویٰ و اشارات وغیرہ تصنیف فرمائیں اور درمیان ماہ ذیقعد ۸۳۳ھ
میں وفات پائی اگا برپشوا تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن محمد الملقب بہ رضی الدین سرخسی۔ اپنے وقت کے امام کبیر فاضل بنے نظیر
جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے علم صدر الشہید حسام الدین عمر تلید اپنے والد ماجد برہان الدین کبیر
عبد الغفر نے شاگرد حلائی سے حاصل کیا اور کتاب محیط تصنیف کی۔ ابن عدیم کہتے ہیں کہ آپ
حلب میں تشریف لائے اور بعد محمود غزنوی کے مدرسہ زوریہ و حلاویہ کے مدرس مقرر ہوئے چونکہ آپکی
زبان میں لکنت تھی اسلئے فقہاء نے آپ پر تعصب کیا اور ایک سو سستی کی طرٹ منسوب کر کے فقہ میں
کم استعداد بتایا اور یہ ظاہر کیا کہ کتاب محیط آپکی تصنیف نہیں بلکہ آپکے استاد کی تصنیفات سے ہے
اور آپ نے اپنا نام کر لیا ہے چنانچہ آپ سے بہت تعصب شیخ افتخار الدین ابو ہاشم عبد المطلب بن فضل
بلخی کرتے تھے یہاں تک کہ انھوں نے نور الدین محمود بن زنگی کی طرٹ رتے لکھے اور انھیں آپکی بہت
غلطیاں پکڑیں چنانچہ لکھا کہ آپ بجائے جابر کے جنائزہ لیتے ہیں پس نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ آپ
معزول ہو کر دمشق میں چلے آئے جہاں ۸۳۳ھ ہجری میں فوت ہوئے تاریخ وفات آپکی کتنا ہے رما
ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے مرض الموت میں چھ سو دینار لگا کر وصیت کی کہ میرے بعد انکو فقہ پر
تقسیم کر دینا چاہیے۔ کتاب محیط جو آپ نے تصنیف کی ہے وہ اصل میں چار کتابیں ہیں ایک محیط
کبیر جو چالیس جلد ہے دوسری دس جلد تیسری چار جلد چوتھی دو جلد ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ پہلی
محیط کبیر آپکی تصنیف نہیں بلکہ اسکو حسام الدین صدر الشہید کے بحالی کے بیٹے محمود بن صدر السعید
تاج الدین احمد بن برہان الدین صدر الکبیر عبد الغفر بن عمر بن مازہ نے تصنیف کیا ہے اور اپنے
دادا کی طرٹ منسوب کر کے محیط برہانی کے نام سے مشہور کیا ہے باقی میں محیط آپکی تصنیفات
سے ہیں اور انکو محیط رضوی کہتے ہیں۔

محمد بن عبد الرحمن بخاری المعروف بعلاء شاہ۔ ابو عبد اللہ کنیت ابو علاء الدین لقب
تھا۔ فقیہ فاضل مفتی عالم اصولی۔ منکلم اور صاحب ہدایہ کے مشائخ میں سے تھے

علاء شاہ

علم جمال ابی نصر احمد بن عبد الرحمن بن یوسف مونی تلمیذ قاضی ابی زید دوسری سے پڑھا اور آپ سے شرف الدین عمر بن محمد عینی نے فقہ پڑھی ایک نہایت کلاں تفسیر قرآن شریف کی کچھ ادب ایک ہزار چھ تفسیفات کی اور ۱۲ تاریخ ماہ جمادی الاخری ۳۵۵ ہجری میں رات کے وقت وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی لفظ ہادی کشور سے نکلنی ہے۔

احمد بن محمد بن نجی

علی بن حسن بن محمد بن ابی جعفر ملخی۔ ابو الحسن کنیت اور برہان ملخی کے نام سے مشہور تھے شہر سکندریہ میں جو نواحی طحارستان علاقہ ملخی میں واقع ہو رہا ہوئے۔ امام حلیل القدر کثیر العلم مشہور زمانہ محدث دوران تھے بخارا میں برہان الدین کبیر عبدالغفر بن عمرو بن مازہ سے فقہ کیا یہاں تک کہ فقہ اور اصول فقہ میں فائق ہوئے اور علم کو بلاد اسلام میں پھیلا یا اور دمشق میں اگر درس و تدریس کا کام دیا۔ آپ سے عبد الرشید دلالی و محمد بن یوسف بن علی بن ابی اور بدر بن یوسف یوسف وغیرہم نے فقہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کو امور دینیہ میں کوئی مهم آن پڑتی تو آپ نماز سے استہدا کرتے اور غسل کیا کرتے تھے انھوں نے صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ آیت منعم الی آخرہ پڑھنے پڑھنے سبب گریہ و زاری کے نہ ہو گئے جب گریہ ختم کیا تو پھر آپ نے نماز کو از سر نو پڑھا اور غسل کر کے گھر میں داخل ہوئے اور پھر گھر سے باہر نکلے یہاں تک کہ ماہ شعبان ۳۵۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ تاریخ انھوں تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد بن نجی

احمد بن عمر بن احمد بن اسماعیل نسفی۔ کنیت ابو اللیث اور محمد النسفی کے لقب سے مشہور اور شہر نسف کے جو ماوراء النہر میں واقع ہو رہے والے تھے۔ نفعہ فاضل اور ذاعط کامل تھے فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی آپ کے باب نے سمرقند کے محدثین کے پاس لیجا کر آپ کو حدیث سنات کرانی اگرچہ آپ نے حدیث کو بکثرت سنا مگر اپنے والد جیسے محدث نہ ہوئے۔ بمعانی شافعی نے کہا کہ احمد بن عمر ۳۵۵ ہجری میں بتقریب سمرقند حجاز مرو میں آئے اور ۳۵۵ کو مین نے ان سے سمرقند میں ملاقات کی انھوں نے گدھے پر اپنی کتابیں لادی تھیں مگر چھو اس بات کا اتفاق ہوا کہ ان سے کوئی حدیث سہاقت کرنا ۳۵۵ ہجری کو بارادہ حج بخارا میں تشریف لائے پھر بغداد میں دو بیٹے ملک محمد و بعدہ بھنے کو روانہ ہوئے جب موضع قوص کے پاس پہنچے تو راسخونوں نے قافلہ پر حملہ کر کے پیر کے روز ۲۷ جمادی الاولی ۳۵۵ ہجری میں قبضہ کوف میں جو سبطام

کے پاس واقع ہر ایک کو شہید کیا۔

عثمان بن علی بن محمد بن محمد بن علی بیکندی بخاری - ۳۷۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے ابو عمرو کینت تھے۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل - فقہ محدث - زاہد متوجع - عقیق فانیع - متواضع کثیر العبادۃ تھے۔ فقہ امام ابی بکر محمد بن ابی سہل خرسی سے حاصل کی اور حدیث کو اباحمد بخاری المعروف بہ بکر خواہر زادہ سے سماعت کیا آپ صاحب ہدایہ کے مشائخ میں سے ہیں اور آخر تک ان لوگوں سے باقی رہے ہیں جنہوں نے امام ابی بکر محمد بن ابی سہل خرسی سے نفعہ کیا تھا۔ ۳۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ محدث تاریخ وفات ہجری بیکندی بیکند کبیرٹ منسوب ہو جو مادر اور النہر کے شہر دن میں سے ایک شہر بخارا سے ایک منزل کے فاصلہ پر واقع ہجری بہ شہر نہایت خوبصورت تھا مگر اب خراب پڑا ہر سماعی نے لکھا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ جب یہ شہر آباد تھا تو اس میں تین ہزار مکان و مورت فاربون کے تھے جنکے آثار خود میں نے دیکھے ہیں۔

عثمان بیکندی بخاری

محمد بن سعود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی - ابو الفتح کینت تھے فاضل عصر فقہ فہم تھے۔ ۳۹۵ھ ہجری میں شہر کشان علاقہ سمرقند میں پیدا ہوئے آپ نے اپنے باپ سعود صاحب محقر سعودی اور ابوالقاسم علی بن احمد بن اسمعیل کلابادی ذمیرہ سے اخذ کیا اور حدیث کو سنا بخارا کی فقہاء آپ کے سپرد کی گئی لیکن آپ کی سیرت فقہاء کی حالت میں چھٹی زہری وفات آپ کی اتنا قریب شب چارم ماہ رمضان المبارک ۳۹۵ھ ہجری میں بعد ادا سے نماز تراویح کے واقع ہوئی۔

محمد بن سعود بن حسین

صاعد بن محمد بن عبد الرحمن بخاری اصفہانی - آپ کی کینت بھی ابو العلاء دہقنی اور ابن ابی ہشام سے نام سے معروف تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل اور محدث و فقہ کامل تھے یہاں تک کہ اپنے معاصرین پر فیصلت و علیت و دیانت میں سبقت لے گئے۔ ۳۹۵ھ میں پیدا ہوئے علم علی بن عبد اللہ خطیبی سے پڑھا اور حدیث کو سنا اور خطیبی اپنے استاد کے ساتھ واسطے زیارت کہ معظمہ کے نکلے آپ کے ہمراہ آپ کا بیٹا اور عورت بھی تھی عورت تو بصرہ میں فوت ہو گئی اور آپ کو عربوں نے جنگل میں لٹکا کر رہا چنانچہ سات مہینے تک انکی قید میں رہے بعد ازاں نظام الملک و شرف الملک کو آپکے قید ہونے کی خبر ہو چکی انھوں نے سات سو دینار عربوں کو دیکر آپ کو رہا کر دیا۔

صاعد بن محمد

پھر خطیبی تو ششمین جفہ میں فوت ہو گئے اور آپ بہر اسی اپنے بیٹے کے مکہ معظمہ کو گئے اور حج کر کے بغداد میں آئے جب قاضی اسماعیل بن علی بن عبد اللہ خطیبی کو سلطان نے قید کر دیا تو آپ بجائے انکے اصفہان کے قاضی مقرر ہوئے اور عید فطر کے روز ششم ہجری میں فوت ہوئے عالم عالی فکر تاریخ و فوات ہجری۔

عبدالحی

احمد بن علی بن عبد الغزیز طنجی۔ ابو بکر کنیت اور تیسری طنجی کے لقب سے مشہور تھے۔ فروع و اصول میں امام فاضل اور مقول و منقول میں عالم کامل تھے۔ علم نجم الدین عمر شفی تبسند صدر الاسلام ابی البسر محمد نیرودی سے حاصل کیا اور نیز بہار الدین مرغینانی و محمد بن احمد ایبہ جانی سے فقہ بڑھی اور مراغہ میں تدیس کو جاری کیا اور جامع صغیر امام محمد کی شرح تصنیف کی۔ محمود بن زنگی کے عہد میں حلب میں تشریف لائے پھر دمشق کو گئے آخر کو حلب میں ششم ہجری میں وفات پائی۔ آرائش بلدہ تاریخ و فوات ہجری۔

عبدالحی

عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ شاپوری خرمی۔ ششم ہجری میں پیدا ہوئے اپنے زمانے کے فقیہ فاضل و اعظ خوش خلق تھے مدت تک بخارا میں رہے۔ جمال الدین ابی نصر احمد بن عبد الرحمن بغدادی تلمیذ ابی زید دوسی سے پڑھا اور ششم ہجری میں وفات پائی۔ خرمی بفتح خاء شہر خرمی بکطرف نسوب ہجری جو روسے میں فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہوا اور خرمی بکسر خاء گوڈری فردش کو کہتے ہیں سو یہ ٹھیک معلوم نہیں کہ ان دو نسبتوں میں سے آپ کس نسبت بکطرف نسوب ہیں۔

عبدالحی

ہبیبہ سعد بن محمد بن ہبیبہ سعد بن احمد بن یحییٰ عقیلی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل اور کمال الدین بن احمد صاحب تاریخ حلب کے دادا تھے حلب کی قضاء مدت تک آپ کے سپرد رہی اور ششم ہجری میں وفات پائی۔ مجمع التاجین تاریخ و فوات ہجری۔

عبدالحی

محمد بن ابی بکر سخی صابونی نیرودی۔ ابوطاہر کنیت تھی اور ابراہیم صفار کے اصحاب میں سے اپنے زمانہ کے امام عالم زاہد تھے ابانصر احمد بن عبد الرحمن اور قاضی ابی البسر نیرودی سے سنا اور تعلقہ کیا اور آپ سے بخارا میں سمعانی شافعی نے لکھا۔ وفات آپ کی ششم ہجری میں واقع ہوئی۔ قدوہ گیتی تاریخ و فوات ہجری۔

محمد بن نصر بن منصور بن علی بن محمد بن محمد بن فضل عامری مدینی۔ ابو المعالی کنیت تھی امام زاہد۔ فقیہ کامل اور سمرقند کے خطیب کئے ششم ہجری میں پیدا ہوئے فقہ صدر الاسلام محمد بن محمد بردوسی اور فخر الاسلام علی بن محمد بن بردوسی سے حاصل کی اور ثری عمر پائی یہاں تک کہ آپ کے اقران سب فوت ہو گئے تھے۔ سمعانی شافعی نے کہا کہ میں نے آپ سے ابی العباس مستغفری کی دلائل النبوة کو سنا۔ سمرقند میں ششم ہجری میں فوت ہوئے فقہ عمر تارخ وفات ہے۔

محمد بن نصر بن منصور

محمد بن یوسف حسینی

محمد بن یوسف حسینی سمرقندی۔ ناصر الدین لقب اور ابو القاسم کنیت تھی اپنے زمانہ کے امام عظیم القدر کبیر المحل عالم تفسیر و حدیث و فقہ اور واعظ و مجتہد علم ادب اور ائمہ کبار اور علمائے نامدار کے بڑے ثنا خوان تھے نہایت مفید اور کثیر المنافع تصنیفات کیں جس میں سے کتاب نافع فقہ میں اور ملفظ فتاویٰ میں اور خلاصۃ المفتی اور کتاب الانصاف و مصابیح السبل وغیرہ ذلک مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ششم ہجری میں ہوئی بعضوں نے کہا کہ آپ کو سمرقند کی غسان قوم میں سے ایک قبیلہ نے شہید کیا۔ عارف مسائل دین تارخ وفات ہے۔

حسن بن فخر الاسلام علی بن محمد بردوسی ششم ہجری کو سمرقند میں پیدا ہوئے ابو ثابت کنیت تھی جب آپ کا باپ فوت ہو گیا تو آپ کا چچا صدر الاسلام ابو الیسر محمد بن محمد بخارا کبیر لیگیا اور وہاں آپ کو پرورش کیا اور پڑھایا لکھایا۔ جب آپ کا چچا بخارا ہی ابو المعالی قاضی صدر فوت ہوا تو آپ بخارا کے قاضی مقرر ہوئے اور مدت تک قضا پر قائم رہے پھر شہر بزرگوں و اہل آئے اور اخیر عمر تک یہیں رہ کر ششم ہجری میں وفات پائی۔

حسن بن یوسف

علی بن مودود بن حسین بن حسن بن محمد بن ابراہیم کشانی۔ شہر کشانیہ میں جو چغتستان نواحی سمرقند میں واقع ہے ششم ہجری میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام فاضل۔ فقیہ مناظر۔ محدث کثیر المحقق و فاضل اپنے چچا سعود بن حسین صاحب مختصر سعودی مقیم بخارا اور عبد الغنی بن عمر بن اندہ سے حاصل کی پھر مرو میں گئے اور وہاں قاضی محمد بن حسین اربابندی تلمیذ علی مرزوی شاگرد و بوسمی سے تفقہ کیا اور حدیث کو اپنے چچا سعود اور ابابکر محمد بن عبد

محمد بن سعود

سر خلعتی وغیرہم سے سنا۔ آپ دغظ بہت عمدہ کیا کرتے اور غی بات کے کہنے سے ہرگز نہ ملتے تھے مدت تک مروین مدرسہ خاقانہ کے مدرس رہے پھر بخارا و سمرقند میں سکونت رکھتے رہے ابو الحسن کہنت بھی شہہ ہجری میں وفات پائی تاریخ وفات آپ کی زینت ملک ہو سیمانی شافعی نے لکھا ہے کہ میں نے مروین آپ سے کچھ لکھا اور میری آپ سے بڑی دوستی تھی۔

عبد الغفور بن لغمان

عبد الغفور بن لغمان بن محمد کردی۔ شہر کرد کے جو خوارزم میں واقع ہو رہے والے تھے ابو المفاخر کنیت اور شرف القضاۃ و تاج الدین شمس الامہ لقب رکھتے تھے بڑے زاہد عابد اور اپنے زمانہ کے امام خفیہ تھے۔ فقہ ابی الفضل عبدالرحمن بن محمد کرمانی سے حاصل کی اور حلب میں عند سلطان نور الدین محمود میں مدت تک قاضی رہے اور وہیں شہہ ہجری کو وفات پائی تصانیف حسب ذیل کیں۔ کتاب اصول فقہ۔ کتاب مفید و مرید۔ شرح تجرید۔ شرح جامع صغیر شرح جامع کبیر۔ شرح زیادات۔ کتاب جزۃ الفقہاء۔ اس کتاب میں ایسے مسائل جمع کیے ہیں جنکے حل سے علماء جبران ہو جاتے ہیں اور ایک کتاب فی الفاظ کے بیان میں تصنیف فرمائی کہ جنکے زبان بر لانے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ تاریخ وفات آپ کی تلج محفل ہو۔

محمد بن عمر حسام الدین

محمد بن عمر حسام الدین صدر الشہید بن برہان الدین کبیر عبد الغفور بن عمر بن مارہ بخاری بخارا کے اکابر و اعیان محدثین و فقہاء میں سے تھے اور آپ کو سلاطین و ملوک کے نزدیک قبولیت تامہ حاصل تھی ماہ شوال شہہ ہجری میں حج کر کے بغداد میں تشریف لائے جہاں حدیث اپنے باپ صدر الشہید سے روایت کی اور شہہ ہجری میں وفات پائی بد ر عصر تاریخ وفات ہے۔

جعفر بن عبد اللہ بن ابی جعفر بن قاضی القضاۃ ابی عبد اللہ دامغانی

جعفر بن عبد اللہ بن ابی جعفر بن قاضی القضاۃ ابی عبد اللہ دامغانی۔ شہہ ہجری میں شہر دامغان واقع ملک خراسان میں پیدا ہوئے ابو منصور کنیت تھی اپنے زمانہ کے شیخ فاضل فقہ و محدث کامل پسندیدہ اخلاق لطیف الکلام نیک سیرت و صدوق تضاد عدالت اور علم و تدبیر میں مشہور و نافع تھے شہہ ہجری میں وفات پائی۔ سمیع محفل تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمود سجستانی

محمد بن محمود سجستانی۔ فخر الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام فاضل عالم کامل۔ جامع فروع و اصول اور مفتی سجتان تھے۔ شہہ ہجری کے بعد محمد بن ابی المفاخر عبد الشہید کرمانی کے

معاصرین میں سے ہو کر فوت ہوئے۔

محمد بن ابی بکر المعروف بہ امام زادہ جو غنی۔ امام فاضل۔ ادیب کامل۔ صاحب البیان
فی شرح المسان واسع التقریر کامل التجریر۔ واعظ۔ صوفی۔ مفتی۔ بخارا تھے۔ رکن الاسلام لقب تھا
فقہ مجد لاکھ محمد بن عبد اللہ سرکھتی اور تمس لاکھ بکر بن محمد زبجری سے بڑھی اور علم خلاف کا
رضی الدین شیبابوری سے حاصل کیا اور تصوف کو خواجہ یوسف ہمدانی سے اخذ کیا اور آپ سے
برہان الاسلام از نوحی صاحب تعلیم تعلیم اور عبید اللہ بن ابراہیم مجبوی اور محمد بن عبد الستار کردری
نے فقہ بڑھی۔ بخارا میں سمعانی شافعی نے آپ سے روایت کو لکھا۔ آپ کی تصانیف سے فقہ میں کتاب
شرعۃ الاسلام اور تصوف میں کتاب آداب الصوفیہ مشہور و معروف ہیں لیکن شرعۃ الاسلام میں اکثر
احادیث مختلفہ اور اخبار و اہمہ منکرہ داخل ہیں۔ صاحب جو اہر فضیہ نے کہا کہ میں نے آپ کی کتاب
کثیرہ لغوات مسی بہ شرعۃ الاسلام دیکھی یہاں تک کہ وہ حضرت خضر کبیرت منسوب ہو بعض نے کہا ہر
کہ وہ کتبہ شریف کی سطح میں پائی گئی تھی۔ جو غنی منسوب ہو طرف جو غ کے جو سرزند کے شہر دہلی
سے ایک شہر کا نام ہے۔ وفات آپ کی سن ۳۷۰ ہجری میں ہوئی۔

امام زادہ جو غنی

محمد بن ابی القاسم خوارزمی نحوی المعروف بہ بقالی۔ امام فاضل فقیہ مناظر۔ محدث کامل
ادیب شاعر۔ منشی۔ ماہر معانی و بیان۔ عربی زبان کی محنت تھے۔ زین المشائخ لقب تھا اور بڑے
حسن الاعتقاد و کریم نفس جم القوام تھے۔ علوم علامہ جارائدہ و فخری سے بڑھے اور حدیث کو اپنے
اور دیگر محدثین سے سنا اور بعد وفات جارائدہ کے اُنکے جانشین ہوئے اور کچھ اور نوے سال کی عمر میں
ہجریہ میں سن ۳۷۰ ہجری کو وفات پائی۔ جو کتاب آبادانہ وغیرہ کی تجارت کرتے تھے ایسے بقالی کے عمل سے
نامزد ہوئے۔ تصانیف آپ کی یہ ہیں۔ فتاویٰ جمع التفاریق۔ کتاب التفسیر۔ کتاب تہذیب لسان الاعاجم۔
شرح اسماء الحسنی۔ مفتاح النشر۔ کتاب التریخ فی العلم۔ کتاب اذکار الصلوٰۃ۔ کتاب افادات الکذب۔
کتاب المداوی فی المعانی والبیان۔ التبتہ علی اعجاز القرآن۔ تفویم اللسان فی النحو۔ الاعجاب فی الاعجاز
و غیر ذلک۔ رہنما سے راہ و دین تاریخ وفات ہے۔

ابو بکر

عالی۔ بن ابراہیم بن اسماعیل غزنوی۔ کنیت ابو علی اور ناصر الدین لقب تھا۔ جو اہر فضیہ میں
ایک غالب نام سے ذکر کیا گیا ہے آپ فنون تفسیر و فقہ و جہل و اصول میں ید طولی رکھتے تھے

عالم غزنوی

جو غنی

ناچھ ایک تفسیر قرآن شریف کی تفسیر التفسیر نام تصنیف کی اور فقہ میں مشایخ نلیم ایک کتاب تصنیف فرما کر خود ہی اسکی شرح منابع نام لکھی اور ششم ہجری میں وفات پائی۔ مشہور مدائن رنج وفات ہو۔

احمد بن محمد بن عمر عباسی :- ابو نصر کنیت اور زاید الدین لقب تھلہ غارا کے محلہ عباسی میں رہنے سے دینی علوم میں علما سے زاید بن میں سے بڑے تھلہ اور فاضل اجل تھے اطراف و اکناف سے کثر سے طلباء آپ کی خدمت میں حاضر ہونے اور استفادہ کرتے تھے۔ آپ نے زیارات کی شرح نہایت مدہ تصنیف کی اور بیاناتک اسمین تحقیق و تدقیق کو کام فرمایا کہ علماء نے اسکے بغیر ہونے کا ررا کیا۔ علاوہ اسکے جامع صغیر جامع کبیر کی شرحیں لکھیں اور جامع الفقہ معروف بقاویہ نہایت تصنیف کیا اور قرآن شریف کی تفسیر تصنیف کی۔ ششم ہجری یا بقول بعض ششم ہجری میں فات پائی۔ علامہ مرجع الانام اندلیج آفاق تاریخ وفات ہو۔

عماد الدین بن شمس الانمہ بکر بن محمد بن علی زنجری :- اپنے باپ کی طرح آپ بھی شمس الانمہ لقب رکھتے تھے بڑے عالم فاضل اپنے وقت کے نعمان ثانی تھے علوم اپنے والد بکر زنجری شاگرد ملوئی سے پڑھے اور انھیں سے سب سے آخر روایت کی اور آپ سے جمال الدین عبید اللہ بن برہاسیم محبوبی اور شمس الانمہ بکر بن عبد الستار کردوسی نے تفقہ کیا۔ نو سو برس تک ہو کر ششم ہجری میں فوت ہوئے۔

ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی :- علما الدین اور ملک العلماء کے لقب سے مشہور تھے علم علما الدین محمد سرخندی مصنف تحفۃ الفقہاء و اسالی المعین میمون کمال اور محمد الانمہ سرخدی سے تھلہ کیا۔ کتاب بدائع فی شرح تحفۃ الفقہاء اور کتاب السلطان البین فی اصول الدین بہت عمدہ تصنیف فرمائیں اور آپ سے آپ کے بیٹے محمود بن ابو بکر اور احمد بن محمود مصنف مقدمۃ غزوہ نے تفقہ کیا کہتے ہیں کہ جب آپ نے محمد بن احمد سرخندی کی خدمت کی وہاں لکھے انکی معظم تصانیف تحفۃ الفقہاء کو پڑھا اور اسکی شرح بدائع نام سے تصنیف کی تو محمد سرخدی نے نہایت خوش ہو کر اپنی بیٹی فاطمہ سے (جو نہایت شکیلہ و عقیلہ اور کتاب تحفۃ الفقہاء کی حافظہ نصین مدد دوم کے بار شاہ اسکے خواستگار تھے) انکی شادی کر دی اور مہر کے عوض شرح مذکور کو روایا۔ آپ اکثر

کتاب فقہی عباسی

عماد الدین زنجری

ابو بکر بن مسعود

قنودن میں خطا کر جانے تھے جب آپ کی بیوی آپ کو درجہ خطا کی بنا پر نبی تو آپ اُسکے قول کی طرہ سے بوج کر لیتے تھے۔ آپ کے نکاح سے پہلے محمد بن قنودن اور آپ کی بیٹی فاطمہ کے دستخط سے فتاویٰ جاری ہوئے تھے جب آپ کا نکاح فاطمہ سے ہو گیا تو قنودن کے دستخط ہونے لگے۔ جب آپ دمشق میں ہوئے تو وہاں کے فقہاء آپ سے مناظرہ کے لیے آئے آپ نے فرمایا کہ میں اس مسئلہ میں گفتگو نہیں کروں گا جس کی طرف کوئی ایک بھی امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے گیا ہو گا پس انھوں نے بہت سے مسائل آپ پر ظاہر کیے آپ نے ایک ایک مسئلہ کو ثابت کر دیا کہ اُس کی طرف امام اعظم کا فلان فلان اصحاب گیا ہے پس اسی پر مناظرہ ختم ہوا۔ ابن عبدیم کہتا ہے کہ میں نے حنیف الدین حنفی سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب کاسانی کی موت کا وقت قریب آیا تو میں ۱۰ ماہ رجب ۲۸۵ ہجری کو اُنکے پاس گیا اُس وقت وہ سورۃ ابراہیم پڑھ رہے تھے جب آیہ کریمہ شیت اللہ الذین امنوا بالقول الثانی پڑھ چکے تو دم ہوا ہو گیا اور حلب کے قبرستان ظاہرہ میں مقام ابراہیم خلیل اللہ میں انبی بیوی فاطمہ کے پاس مدفون ہوئے جب آپ کی بیوی فوت ہوئی تھیں تو آپ کا دستور تھا کہ ہر جمعرات کو ان کی قبر کی زیارت کرتے اب حلب میں ان دونوں کی قبریں ریاز نگاہ اور مستجاب الدعوات ہیں اور لوگوں نے حناؤد بیوی کے قبر کے نام سے مشہور ہیں۔ تاریخ وفات آپ کی آفتاب زمانہ ہے۔ کاسانی طرف شہر کاسان کے منسوب ہے جو نواح شام میں واقع ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ترکستان میں دریا سے بسجوں کے خلف میں ہے پہلے بڑا آباد تھا اب ترکستانوں کے متواتر حملوں سے ویران ہو گیا ہے۔

احمد بن محمد بن ابی بکر صابونی۔ بڑے عالم فاضل اور فقیہ کامل تھے۔ نور الدین نقب تھا اور صابون بنا با کرنے تھے۔ اصول دین میں کتاب ہدایہ و کفایہ تصنیف کیں۔ علم کلام میں بھی آپ نے ایک کتاب ہدایہ نام لکھی پھر اُس کو مختصر کر کے ہدایہ نام رکھا۔ آپ سے شمس اللہ محمد کردوسی نے فقہ پڑھی آپ کا شیخ ربیع الدین سے مسئلہ المعدم پس مری بن بڑا مناظرہ ہوا جس کو مفید سمجھا کہ حافظ الدین نسفی نے اپنی کتاب اعتماد میں مفصل لکھا ہے۔ بخارا میں ۶ تاریخ ماہ صفر ۲۸۵ ہجری کو فوت ہوئے اور مقبرہ نقضاء السبعہ میں دفن کیے گئے۔

احمد بن محمد بن ابی بکر صابونی

عبد الکرم بن یوسف بن محمد بن عباس دیناری۔ نقبہ دینار میں جو ملک عراق عجم میں شہر سرابار ہے۔ اس واقع پر ہارنے تھے۔ ابونصر کنیت اور علاء الدین نقب تھا بڑے فقیہ علوی

عبد الکرم بن یوسف بن محمد بن عباس دیناری۔ نقبہ دینار میں جو ملک عراق عجم میں شہر سرابار ہے۔ اس واقع پر ہارنے تھے۔ ابونصر کنیت اور علاء الدین نقب تھا بڑے فقیہ علوی

فروع و اصول تھے ششم ہجری میں پیدا ہوئے اور ششم ہجری میں وفات پائی اور ایک فتاویٰ دینیاری نام تصنیف فرمایا۔ ابن البخار سے روایت ہے کہ ہم نے آپ کا زمانہ پایا مگر ملاقات کرنا اتفاق نہوا اور ہمارے اصحاب نے آپ سے سماع کیا ہے۔ ماہ غالباً تاریخ وفات ہے۔

نکھڑی

مظہر بن حسین بن سعد بن علی بن بندار نیرودی۔ ابو سعد کنیت جمال الدین لقب و قاضی نقضاً خطابہ عظام عالم جلیل القدر فاضل کبیر المجل لگانہ زمانہ خاندان علم میں سے تھے آپ کے آباد احد اور سب اللہ دہر تھے۔ جامع صغیر حکوزعفرانی نے مزب کیا ہے اسکی شرح تہذیب نام تصنیف کی اور امام طحاوی کی مشکل الآثار کو مختص کیا اور ابو الیث کی نوادہ کو مختصر کیا اور ایک فتاویٰ اور مختصر قدوری کی شرح باب نام تصنیف کی۔ رکن الدین محمد بن عبد الرشید کرمانی صاحب جواہر القنادی نے آپ سے اخذ کیا۔ سیوطی نے حسن المحاضرہ میں لکھا ہے کہ آپ کے تحت بارہ مدارس تھے جن میں بارہ سو طالب علم شریعت پڑھتے تھے۔ مقام قدم میں اگر ششم ہجری میں وفات پائی اور آپ کا جنازہ مصر کو اٹھا کر لے گئے۔ علامہ پرہیزگار تاریخ وفات ہے۔

نکھڑی

حسن بن منصور بن محمد اور جندی فرغانی المعروف قاضیخان۔ فخر الدین لقب اور ابوالمقار اور ابوالمحاسن کنیت تھیں شہر اور جند کے جنوابع اسفہان میں فرغانہ کے پاس واقع رہتے تھے اپنے زمانہ کے امام کبیرہ مجتہد بنے نظیر تھے معالی و دقیقہ کے خواص اور فروع و اصول میں بحر عمیق تھے مولیٰ علامہ احمد بن کمال باشندے آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں معدود کیا ہے۔ علم اپنے دادا محمد بن عبد الغفران جندی اور ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی شاگردان امام حنفی سے حاصل کیا اور نیزابی اسحق بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابی نصر سے تفقہ کیا اور آپ سے جمال الدین ابوالمحامد محمد حبیری اور سبب اللہ محمد کردری اور نجم الدین ابو سعید خاصی وغیرہ نے تفقہ کیا تصنیفات بھی آپ نے نہایت برجستہ کیں خانہ قنادی قاضیخان ابی السبی معتبر کتاب چار جلد دن میں تصنیف کی جو متداول میں فقہاء ہر ہائے تک کہ قاسم بن قطلوبغا نے تصحیح القدری میں لکھا ہے کہ جس مسئلہ کی قاضیخان تصحیح کرے وہ غیر کی تصحیح پر مقدم ہے۔ کیونکہ وہ ہذا تہذیب ہے۔ علاوہ اسکے کتاب الالی اور کتاب محاضر اور کتاب شرح زیادات اور شرح جامع اور شرح ادب القضاء وغیرہ تصنیف کیں۔ اور ۱۰۶۰ھ ماہ رمضان ششم ۶۰۰ھ میں راجہ کے وقت

وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی سلطان العارفين ہے۔

یوسف بن حسین بن عبد اللہ حبشی المعروف بہ بدر ایض۔ بڑے عالم فاضل و جید دہر
خزید عصر تھے ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور علم علی بن حسن المعروف بہ ہرمان بلخی سے اخذ کیا اور
دشمن میں ۱۱۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن محمود بن سعد الغزنوی۔ شہر غزنین میں پیدا ہوئے۔ فقہ محمد بن علی بن محمد
بن علی علوی حسنی سے حاصل کی یہاں تک کہ مذہب میں درجہ ریاست کو پہنچے ابی بکر صاحب
بدائع شاکر و علاء الدین صاحب تحفہ الفقہاء سے بھی استفادہ کیا تصانیف بھی بہت عمدہ اور مفید
کین حسین سے ایک کتاب موسومہ برودہ در باب اخلاص علماء اور ایک اصول فقہ اور ایک
اصول دین میں موسومہ برودہ مشکبین تصنیف کی پھر اسکو مختصر کر کے نام اسکا التفتی رکھا۔ علاوہ
بشے ایک کتاب موسومہ مقدمہ الغزویہ تصنیف کی جو حجم میں اگرچہ چھوٹی ہے مگر علوم سے نہایت
مالدار ہے۔ وفات آپ کی ۱۱۸۰ھ میں حلب کے اندر ہوئی۔ زمین کشور تاریخ وفات ہے۔

علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن خلیل بن ابی بکر فرغانی مرغستانی۔ ابو الحسن کنیت اور ہرمان
لقب تھا اور حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد میں سے تھے پیر کے روز بتاریخ ۸۰۰ھ رجب ۱۱۸۰ھ ہجری
بعد عصر کے پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام۔ فقیہ۔ حافظ۔ محدث۔ مفسر۔ جامع۔ علوم۔
مصابط فنون۔ متقن۔ محقق۔ مدق۔ نظار۔ زائد۔ اویح۔ باریع فاضل مابر۔ اصولی۔
ادیب۔ شاعر تھے۔ علم اور ادب میں آپ کی مثل آنکھوں نے کوئی شخص نہیں دیکھا۔ علم خلاص
میں ید طولی اور معرفت مذہب میں دستگاہ کمال حاصل تھی۔ اور آپ کی بزرگی اور تقدم کا آپ کے
معاصرین مثل امام فخر الدین قاضیخان اور محمود بن احمد بن عبد العزیز مؤلف مجملہ و ذخیرہ اور شیخ
زین الدین ابو نصر احمد بن محمد بن عمر عباسی اور فہر الدین محمد بن احمد بخاری مؤلف فتاویٰ طبرستان
وغیرہم نے اقرار کیا۔ ابن کمال پاشائے بکو طبقہ اصحاب ترجیح سے شمار کیا ہے لیکن پاشا موصوف
کی اس تقسیم پر تعاقب کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ صاحب ہدایہ کی شان قاضیخان سے کچھ
کم نہیں بلکہ اگر صاحب ہدایہ کے نقد دلائل اور استخراج مسائل کی طرف خیال کیا جاوے تو
وہ اس بات کے لائق ہیں کہ انکو مجتہدین فی المذہب میں تصور کیا جاوے۔ فقہ آپ کے ائمہ مشہور ہیں

بدر ایض

صاحب تحفہ الفقہاء

صاحب بدائع

بدر ایض

پڑھی جنہیں سے مفتی تقی بن محمد الدین ابو حفص عمر نسفی بن چنانچہ آپ نے جو اپنے شیخوں کو ایک کتاب میں جمع کیا تو اس میں آپ نے محمد الدین ابو حفص کا نام پہلے لکھا پھر ان کے بیٹے ابوالیث احمد بن عمر نسفی کا نام لکھا اور نیز آپ نے صدر الشہید حسام الدین عمر بن عبدالغزیز بن عمر بن زائدہ اور صدر الشہید تاج الدین احمد بن عبدالغزیز سے جنہوں نے اپنے باب عبدالغزیز انہوں نے امام سرخسی انہوں نے حلوانی انہوں نے ابی علی نسفی انہوں نے ابی بکر محمد بن فضل انہوں نے سید مونی انہوں نے ابی عبداللہ انہوں نے اپنے باب انہوں نے امام محمد سے تفقہ کیا تھا اور فقہ اخذ کی نیز ضیاء الدین محمد بن حسین بنیدینی تلمیذ علامہ سترندی مؤلف فقہ اور ابی عمر عثمان بن علی بکندی شاگرد شمس الامام سرخسی اور قوم الدین احمد بن عبداللہ شہید بخاری والد صاحب خلاصہ الفقہاوی اور شیخ امام بہار الدین علی بن محمد بن اسماعیل سیبجانی وغیرہم سے اخذ کیا تھا وہ میں حج کیا اور زیارت مقدسہ کا ثبات سے مشرت ہوئے تصنیفات بھی بہت ہیں چنانچہ کتاب ہدایۃ المبتدی و کتاب کفایۃ الملتزمی و کتاب الملتزمی و کتاب التجنیس و المزید و کتاب مناسک الحج و کتاب نشر المذہب و کتاب مختارات النوازل و کتاب الفرائض مشہور و معروف ہیں اور کتاب ہدایۃ و آپ کی اشرہ تصانیفات سے ایسی معتبر علیہ کہ علماء حنفیہ کے فتویٰ کا مدار اسی پر ہو سکتے ہیں کہ آپ نے ماہ ذیقعدہ ۸۳۳ھ میں چار شنبہ کے روز بعد نماز ظہر کے ہدایۃ کو تصنیف کرنا شروع کیا اور ۱۳ سال کے عرصہ میں ختم کیا اس مدت میں آپ ہمیشہ روزہ دار رہے اور سوائے ایام منیہ کے کبھی انظار نہ کیا اور کسی کو اپنے مذہب سے خبردار نہ کرنے تھے جب خادم کھانا لاتا تو آپ اسکو فرماتے کہ رکھ کر چلا جا جب وہ چلا جاتا تو آپ کسی طالب علم کو بلا کر کھلا دیتے اور ہدایۃ کی تصنیف کی وجہ یہ بھی کہ ابتدا سے حال میں آپ نے چاہا کہ کوئی مختصر کتاب فقہ میں تالیف کی جاوے جس میں ہر طرح کے مسائل ہوں پس آپ نے مختصر قدوری اور جامع صغیر کو پسند کر کے ان کے مسائل تیر کا جامع صغیر کی ترتیب پر فراہم کر کے ہدایۃ المبتدی اسکا نام رکھا اور اس میں اس بات کا وعدہ کیا کہ بشرط فرصت اسکی شرح کفایۃ الملتزمی کے نام سے لکھی جاوے گی سو حسب وعدہ کفایۃ الملتزمی اسی مجلد میں تصنیف کی لیکن پھر اندیشہ کیا کہ شاید اسقدر بڑی شرح کو کوئی نہ دیکھے اسلئے اسکی دوسری مختصر شرح حاوی اور نافع ہدایۃ نام سے لکھی اور اس میں عیون و روایات اور منون و روایت کے جمع کیے۔ آپ کے بعد ایک جم غفیر علما و فضلاء نے آپ کے

ہدایہ کی شرحین لکھیں اور جو احادیث ائمہین بطور سند واقع ہوئی تھیں انکی تخریج کی۔ آپ سے ایک جم غفیر علماء نے فقہ کیا جنہیں سے آپکی اولاد امجاد شیخ الاسلام جلال الدین محمد اور نظام الدین عمر در شیخ الاسلام عماد الدین بن ابی بکر بن صاحب ہدایہ اور شمس لائکہ کورسی اور جلال الدین محمود بن حسین اسر و شنی والد مفتی صاحب فضول اسر و شنبہ وغیرہم بن۔ برہان اسلام زروچی تلمیذ صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم کی فصل ثانی میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ امام اجل صاحب ہدایہ نے شعر مجکو سنائے کہ فساد کبیر عالم شمشک و اکبر منہ جابل شمشک و ہماقنہ فی العلیین غبطہ لمن بہانی دینہ شمشک۔ اور فصل ہدایہ السبق میں لکھا ہے کہ ہمارے استاد و شیخ ہدایت سبق کو چار شنبہ کے زور پر موقوف رکھا کرتے تھے اور اس بارہ میں یہ حدیث روایت کیا کرتے تھے قال رسول اللہ امن فشی بدی یوم الاربعاء لانہم ادرکنے تھے کہ اسطرح امام ابو حنیفہ رحم بھی کرتے تھے اور نیز فرماتے تھے کہ طالب علم کو چاہیے کہ سستی نہ کرے کیونکہ یہ اس کے تحصیل علم کے لیے بڑی آفت ہے اور نیز فرماتے تھے کہ طالب علم کو چاہیے کہ امام ابو حنیفہ رحم کی کتاب وصیت کو حاصل کرے جو انھوں نے واسطے وصیت بن خالد کے جبکہ وہ اپنے اہل کے پاس داپس لے تھے لکھی تھی اندیز حب میں اپنے شہر کو داپس یا نو میرے استاد نے مجکو کتاب وصیت کے نقل کرنے کا حکم دیا پس میں نے اسکو لکھا پھر بفضل وقت تحصیل میں لکھا ہے کہ میرے استاد صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ بہت سے مشایخ کبیر کو میں نے پایا ہے مگر انھیں استخراج نہیں کیا سو اس فرد گزاشت پر میں یہ شعر کہتا ہوں ہ یعنی علی نوت الیہابی یعنی واکل افات ونبی بانی انہی۔ وفات آپکی سرفند بن ششہ ہجری میں واقع ہوئی۔ تاریخ وفات آپ کی مجتہد مسائل سے نکلنی ہے۔ مرغینانی طرف مرغینان کے منسوب ہے جو سات ہزار فرغانہ میں سے ایک شہر ولایت مادر اور النہر میں واقع ہے جسکے شرق میں کاشغور اور غرب میں سرفند ہے۔

عمر بن عبد الکرم در سکی بخاری۔ بدر الدین لقب تھا عالم فہم فقیہ ماہر تھے۔ علیہم ابی افضل محمد الرحمن کرمانی سے حاصل کیے اور آپ سے شمس لائکہ محمد بن عبد الستار کورسی نے اخذ کیا بلخ میں ششہ ہجری میں فوت ہوئے اور جامع صغیر کی شرح تصنیف کی۔ امام نقباء تاریخ وفات ہے۔

عمر بن عبد الکرم بخاری

عمر بن محمد بن عمر بن محمد بن احمد عقیلی۔ شرف الدین لقب اور ابو حفص کنیت تھی اور حضرت عقیل بن ابیطالب کے نسب میں سے تھے اپنے زمانہ میں اکابر فقہاء و خلیفہ میں سے تھے اور آپ کو معرفت مذہب و خلافت میں بد طولی حاصل تھا۔ علم صدر الشہید عمر بن عبدالعزیز سے بڑھا اور نیز جمال الدین حامد بن محمد ریعد مونی سے اخذ کیا اور آپ سے احمد بن محمد عقیلی اور سمس اللہ محمد بن عبدالستار کردوسی نے فقہ پڑھی۔ ۱۷۵ھ ہجری میں حج کر کے بغداد میں آئے اور ۱۷۹ھ ہجری میں وفات پائی۔ نور قرناہجہ وفات ہے۔

محمد بن عمر بن عبدالستار نیشاپوری۔ ابو بکر کنیت رشید الدین لقب تھا۔ امام فاضل نقیہ کامل تھے آپ کی تصنیفات سے فتاویٰ اور شرح نمک وغیرہ مشہور و معدود ہیں۔ وفات آپ کی ۱۷۹ھ ہجری میں ہوئی۔ آفتاب مجسم تاریخ وفات ہے۔

احمد بن محمد خطیب خوارزمی ۱۷۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے موفی الدین لقب تھا۔ فقہ حنفی الدین عرفی اور علم عربی جارا احمد محمود زرخشری سے حاصل کیا بابت تک کہ ادیب فاضل و نقیہ کامل ہوئے اور ناصر الدین صاحب کتاب مغرب نے آپ سے استفادہ کیا۔ سیوطی نے بغینۃ الاعساء فی طبقات النجاة میں لکھا ہے کہ صفدی نے کہا ہے کہ موفی الدین علم عربیہ میں بڑے شگن اور عزیز العلم نقیہ فاضل اور ادیب شاعر تھے جنہوں نے علامہ زرخشری سے بڑھا اور خطبہ و اشعار تصنیف کیے اور ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔

حسن بن خطیر ابو علی نعمان۔ ابی الحسن کنیت تھی۔ فقہ محدث مفسر عالم حساب و ہیئت طب اور میرزا علم خود لغت و عروض و ادب و تاریخ تھے مدت تک قاسمہ بن مغیرہ رہے اور درس و تدریس میں مصروف ہوئے اور کہتے تھے کہ میں نے امام ابو حنیفہ کے مذہب کو نقل کیا اور اپنے اجتہاد کے موافق اسکی حمایت کی۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر تصنیف کی اور حمیدی کی جمع بین الصیغین کی شرح حجتہ انام لکھی اور ایک کتاب اختلاف صحابہ و تابعین و فقہاء مہار میں تصنیف فرمائی اور ۱۷۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ آرایش گہمان تاریخ وفات ہے۔

علی بن احمد بن کی رازی۔ حسام الدین لقب تھا۔ نقیہ فاضل۔ عالم ہر تھے دمشق میں اگر سکونت اختیار کی تھی اور درس و تدریس آپ کا کام تھا فتویٰ امام ابو حنیفہ کے مذہب بڑا

عمر بن محمد بن عمر بن محمد بن احمد عقیلی

محمد بن عمر بن عبدالستار نیشاپوری

احمد بن محمد خطیب خوارزمی

حسن بن خطیر ابو علی نعمان

علی بن احمد بن کی رازی

کرتے تھے مختصر ندوی کی ایک نفیس شیخ خلاصۃ الدلائل و تفتیح المسائل نام تصنیف کی جسکی نسبت صاحب جواہر نقیہ نے لکھا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جسکو میں نے فقہ میں یاد کیا اور جو احادیث اس کتاب میں لائی گئی ہیں انکی میں نے ایک جلد ضخیم میں تخریج کی اور اسکی شرح لکھی جب میں نے آبکا حال جواہر نقیہ میں جمعہ کے مدرسہ شمسہ ہجری میں لکھا تو میں آپکی کتاب کی شرح میں کتاب الشکر تک پہنچ گیا ہوا تھا علی قاری نے لکھا ہے کہ آپ نے علاوہ کتاب مذکور کے ایک کتاب سلوۃ المہم نام بھی جمع کی ہے۔ آپ شمسہ ہجری میں ایک بیٹا چھوڑ کر فوت ہوئے۔

مسعود بن شجاع بن محمد بن حسن اموی المعروف بہ برہان الدین فقیہ - دمشق میں شمسہ ۷۰۰ء پیدا ہوئے ابوالموفق کنیت تھی - عالم ماہر فقیہ فہم صدر معظم - راس فی المذہب تھے - علم برہان ثنی علی بن حسن قلیذ عبد الغزیز بن عمر بن ازہ سے حاصل کیا اور آپ سے ابن ابیض محمد بن یوسف اور داؤد بن ارسلان نے فقہ کیا اور درمہ نور یہ میں درس دیا پھر عسکر کی فضا آج کے سپرد کی گئی - ایک کتاب فقہ میں تصنیف کی اور اسامہ جامادی الاخری شمسہ ہجری کو وفات پائی۔

محمد بن یوسف بن علی غزوی بغدادی - اکابر محدثین اور رواۃ مستندین اور فقہاء مدرکین میں سے تھے اصل میں حلب وغرنہ کے رہنے والے تھے مگر بکامولہ بغداد تھا جہاں شمسہ ہجری میں پیدا ہوئے تھے - فقہ عہد انغور بن نعمان کردی سے پڑھی اور حدیث کو ابی الفضل بن ناصر سے سماعت کیا اور آپ سے رشید عطار اور منذری نے روایت کی اجازت حاصل کی یکشنبہ کے روز ۵۱۰ - ربیع الاول شمسہ کو فوت ہوئے - پاک اعتقاد تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عرقی فردوسی المعروف بہ طاوسی - ابو الفضل کنیت رکن الدین لقب تھا - امام فاضل علامہ مناظر علم خلافت کے ماہر نہ تھے - علم شیخ رضی الدین یثاوری سے حاصل کیا اور علم خلافت میں تین تعالیق تصنیف کیں - یہاں میں بہت طالب علم آپ کے پاس جمع ہوئے اور نیز دیگر اصغار و بلاد فریبہ و عبیدہ سے استفادہ کے لیے لوگ آنے شروع ہوئے جس سے آپ کی بڑی شہرت ہوئی اور شمسہ ہجری میں وفات پائی - طاوسی طاووس بن کسان کی طرف منسوب ہے جو امام ابو حنیفہ کے شیلوخ میں سے ہیں - اور تاریخ وفات آپ کی تذکرہ قلم سے نکلتی ہے۔

ابن ابیض

محمد بن یوسف بغدادی

طاوسی

احمد بن محمد بن نوح قابسی غزنوی - جمال الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام عالم خفیہ مقرر
فاضل ماہر تھے۔ قدس میں فتاویٰ حادی قدسی تصنیف کیا اور حسن بن علی نحوی نے آپ سے
تلمذ کیا۔ وفات آپ کی تقریباً ستلہ ہجری میں ہوئی۔

حسین بن علی لامشی - ابو القاسم کنیت اور عا د الدین لقب تھا قصبہ لاسٹ کے جو فرغانہ
کے شہروں میں سے ایک قصبہ ہے رہنے والے تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ محدث ثقہ اور
برہنہ کار تھے امر معروف اور نہی بات کے کہنے میں کسی کی ملامت کا کچھ خوف نہ رکھتے تھے۔
علم شمس الائمہ حلوئی سے پڑھا اور اخذ کیا اور حدیث کو ابی بکر محمد بن حسن بن منصور نسفی سے سنا
کتے ہیں کہ آپ شہہ ہجری میں خاقان ماوراء النہر کی طرف سے بطور سفارت کے بغداد میں
تشریف لائے جہاں کے لوگوں نے کہا کہ آپ اتفاق حسنہ سے یہاں آئے ہیں اگر حج کر کے
اپنے ملک کی طرف واپس جائیں تو اچھی بات ہو آپ نے فرمایا کہ میں حج کو دینا دی کام کے
تابع نہیں کرتا آپ نے دانت اور فتاویٰ تصنیف کیے۔

احمد بن موسیٰ کشتی - شہر کشن کے باشندہ تھے جو میں فرسنگ کے فاصلہ پر شہر جرجان سے
واقع ہے نجم الدین عمر نسفی کی مدت تک مصاحبت کی اور انھیں سے استفادہ کیا اور اپنی تدریس
و منزلت کو بڑھایا۔ کتاب مجموع النوازل نہایت لطیف و غریبہ میں معتبر فتاویٰ ہیں یعنی فتاویٰ
ابی اللیث سمرقندی و فتاویٰ ابی بکر بن الفضل و فتاویٰ ابی حفص کبیر وغیرہ سے جمع کی جسکا
اتبہ اسطرح پر کیا۔ الحمد للہ الہی شرفنا سید الاصفیاء الخ۔

زیاد بن ابیاس فرغانی - فرغانہ کے مشائخ کبار اور فضلاء نامدار سے تھے۔ ابو المعالی کنیت
اور ظہیر الدین لقب تھا باوجود کثرت علم اور ذوق عقل کے بڑے متواضع و خلیق تھے اپنے اصحاب
کے ساتھ نہایت لطف سے پیش آتے تھے صاحب ہدایہ کہتے ہیں کہ میں بعد وفات اپنے جد مجد
کے آپ کے پاس جایا کرتا تھا اور آپ سے فقہ پڑھتا تھا۔

حسن بن نصر بن ابراہیم بن یعقوب الحاکم الکشتی - شہہ ہجری کو قصبہ کشن ماوراء النہر
میں جو شہر تختب کے پاس واقع ہے پیدا ہوئے فقہابی المعالی مسعود بن حسین خلیل کشانی صاحب
مختصر مسعودی سے حاصل کی یہاں تک کہ عالم فاضل اور ہر ایک علم میں ماہر کامل ہوئے۔

احمد بن محمد بن نوح
قابسی غزنوی

احمد بن موسیٰ
کشتی

زیاد بن ابیاس
فرغانی

حسن بن نصر
کشتی

احمد بن عبد اللہ بن حجاج

احمد بن عبد الرشید بن حسین بخاری - توام الدین لقب رکھتے تھے آپ کے باپ بھی اپنے وقت کے امام فاضل - شیخ کبیر - فقہ حافظ - تبحر فی العلوم تھے جسے آپ نے علم حاصل کیا اور فقہ ران و علامہ دوران ہوئے اور امام محمد کی جامع صغیر کی شرح تصنیف کی اور آپ سے آپ کے بیٹے صاحب خلاصہ نے فقہ پڑھی - صاحب ہدایہ نے آپ سے بسند متصل یہ حدیث آنحضرت سے روایت کی ہر قال ما من شیء بدئی یوم الاربعاء الا تم یغنی رسول اللہ نے فرمایا کہ ایسی کوئی چیز نہیں جو بدھ کے روز شروع کیجاوے اور پوری نہو - اسی لیے صاحب ہدایہ ابتدا و سہن نئی کتاب کا بدھ کے دن پر موقوف رکھتے تھے چنانچہ اس سنت صاحب ہدایہ کا اتباع آج تک علماء میں چلا آتا ہے اور سب لوگ یہی خیال کرتے ہیں کہ جو کتاب بدھ کے دن شروع کیجاوے اسکو خدا تعالیٰ ٹھوکرے ہی دے، میں انجام بخیر کر دیتا ہوں - نوام الدین نے لکھا ہے کہ اگرچہ صحت اس حدیث میں بعض محدثین کو کلام ہے مگر جلد انجام ہونے کا مین حکمت یہ ہے کہ دیگر احادیث صحیحہ سے مستنبط ہوا ہے کہ بدھ کے روز جو وقت درمیان ظہر و عصر کے ہے وہ مستجاب لدعوات ہے چونکہ دستور ہے کہ آدمی جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو اسکے جلد انجام ہونیکے لیے ضرور دعا کرتا ہے پس جب اُس نے بدھ کے روز وقت مذکور پر کسی کتاب یا کام کو شروع کیا اور اسکے جلد ختم ہونے کے لیے دعا مانگی تو وہ البتہ جلد ختم ہو جاتا ہے -

رضی الدین نیشاپوری

رضی الدین نیشاپوری - برے عالم فاضل فنی النظر مکالم الاخلاق تھے - طریقۃ الرضویۃ المعروف بالرضیۃ تین جلدوں میں تصنیف کیا - آپ سے رکن الدین امام زادہ محمد بن ابی بکر اور فضل رکن الطاہر دوسی نے علم خلافت حاصل کیا -

احمد بن عبد اللہ بن حجاج

حماد بن ابراہیم بن اسماعیل صفار بخاری - توام الدین لقب اور ابو الحامد کہیں تھے آپ اور آپ کے آباؤ اجداد مشائخ کبار اور خاندان علم و زہد سے تھے آپ عید الفصحی کی رات ۲۹ ہجری کو پیدا ہوئے اور علم اپنے باپ سے اخذ کیا یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام اور امام ائمہ اربعہ میں دفرغ من مجتہد یگانہ ہوئے - برہان الاسلام زر نوحی مصنف کتاب تعلیم المتعلم اور فتح الراشدین طاہر صاحب خلاصہ نے آپ سے فقہ اخذ کیا اور علم پڑھا - بخارا میں مجتہد آپ ہی پڑھایا کرتے تھے اور خطبہ اور شخص پڑھا کرتا تھا -

محمود بن عبد الغفریہ درجہ دہم تیس سالہ نقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقہ کامل جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور فاضل خان کے جد امجد تھے۔ فقہ وغیرہ امام شریعی سے پڑھی۔
 محمد بن ابی بکر المعروف بحمیر ابو بری خوارزمی۔ پڑے عالم فاضل۔ مناظر منکم اور زین الامۃ نقب رکھتے تھے فقہ ابی بکر محمد بن علی زنجری شاگرد حلوانی سے پڑھی اور کتاب الاصلاح تصنیف کی۔ چونکہ آپ اونٹ کی بشیم کا کام کیا کرتے تھے اور عربی میں اونٹ کی بشیم کو دبر کہتے ہیں اسلئے لوگ آپکو دبر ہی کہا کرتے تھے۔

عبد الکریم بن محمد بن احمد بن علی صباغی مدنی۔ ابو المکارم کنیت اور رکن الامۃ نقب تھا اپنے زمانہ کے امام کبیرہ فقہ عظیم اور مختلف علوم میں مشارکت تامہ رکھتے تھے۔ فقہ ابی البکر محمد زودی سے حاصل کی اور آپ سے ایک جماعت نقباء جنہیں سے نجم الدین مختار زایدی صاحب فقہتہ میں تفقہ کیا آپ نے مختصر قدوری وغیرہ کی شرحیں تصنیف کیں۔

عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن نصر بسطامی ثم البغلی۔ ضیاء الاسلام نقب اور ابو شجاع کنیت تھی ماہ ذی الحجہ ششم ہجری میں بلخ میں پیدا ہوئے جد اعلیٰ آپ کا بسطام کا رہنے والا تھا جو بلخ میں آکر سکونت پذیر ہوا آپ پڑے فقہ۔ حافظ۔ محدث مفسر۔ ادب۔ شاعر۔ کاتب۔ حسن اخلاق اور صاحب ہدایہ کے استاد تھے آپ کو اجازت عالیہ حاصل تھی اور تمام علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عبد الکریم بن محمد سمعانی شافعی نے اپنی کتاب انساب میں آپ کے حال میں لکھا ہے کہ میں نے آپ سے مروی بلخ و ہرات و بخارا و سمرقند میں حدیث کو سنا اور استفادہ کیا۔

اشرف بن ابی الوضاح محمد بن امام ابی شجاع سید محمد۔ فروع و اصول الدین حسن طریقہ میں امام مشہور تھے فقہ اپنے باپ سے پڑھی اور بیان تک کوشش کی کہ متعدد علوم میں فائق اور عاقل اندیش و خلاف میں عالم فاضل ہو کر استاد کل بنوے۔ قاضی بلا دروم عبد المجید بن اسمعیل متوفی ۳۳۸ھ اور علاء الدین محمد بن عبد المجید سمرقندی وغیرہ نے آپ سے فقہ حاصل کی۔

عبد الغفر بن عمر بن ماہ۔ اپنے زمانہ کے امام فاضل فقہ کامل تھے۔ ابو محمد کنیت تھی۔ برہان الامۃ اور برہان الدین کبیر اور صدق الماضی اور صدق الکبیر آپ کے نقب تھے ان بقول

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

محمد بن ابی بکر

ملقب ہوئی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ شہہ ہجری میں سلطان سنجر بن ملک شاہ سلجوقی نے ابوبکر بخارا کی طرف کسی قسم کے لیے بھیجا تھا اور اس مہم کا نام صدر رکھا تھا اسلئے صدر کے لقب سے مشہور ہوئے علوم آپ نے امام شریعی تلمیذ حلوائی سے اخذ کیے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں صدر السعدی الحاج الدین احمد و صدر الرشید حسام الدین عمرو اور طہیر الدین کبیر علی بن عبد الغزیز غزنوی وغیرہ نے تفرغ کیا۔ برہان الاسلام زرنوجی کے کتاب تعلیم المتعلم میں اپنے شیخ صاحب ہدایہ سے حکایت کی ہے کہ عبد الغزیز بن عمر نے اپنے دونوں بیٹوں مذکورہ بالا کا سبق سب طلباء سے پیچھے دیکھ کے دقت مقرر کیا تھا جس پر وہ دونوں شکایت کیا کرتے تھے کہ اس وقت ہماری طبیعتیں سُست ہو جاتی ہیں آپ ہکو سویرے سبق پڑھا دیا کریں۔ آپ فرماتے تھے کہ چونکہ غریب و امیر طلباء بہت دور سے میرے پاس سبق پڑھنے کو آنے ہیں اسلئے مجھے ضرور ہو کہ پہلے اُنکو سبق پڑھا دیا کرو پس آپ کی اس شفقت کی برکت سے آپ حکا دونوں بیٹے اپنے وقت کے اکثر فقہاء و علماء برفقہ وغیرہ میں سبقت لینگئے۔

نجم الکلمہ بخاری۔ علما کے کبار و فضلاء نامدار میں سے تھے آپ کے زمانہ میں بخارا و خوارزم میں فتویٰ کا مدار صرف آپ ہی پر منحصر تھا آپ برہان الدین کبیر اور عطاء الدین حامی امد بدر طاہر کے اقران میں سے تھے فخر الدین بدیع فرہنی نے آپ سے علم پڑھا۔

ابو بکر کثیف بخاری

حدیقہ ششم چھٹی ہدیٰ نے فقہاء و علما میں

محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقندی۔ ابوبکر کثیف علاء الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے شیخ کبیر فاضل بنیظیر۔ نقیبہ جلیل القدر تھے۔ فقہ ابی المعین میمون کجولی اور صدر الاسلام ابی السیر زردی سے پڑھی اور کتاب خفہ الفقہاء تصنیف کی اور آپ سے ابوبکر بن مسعود صاحب بدیع متوفی شہہ ہجری نے اور ضیاء الدین محمد بن حسین استاد صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی۔ آپ کی ایک بیٹی فاطمہ نام بڑی نقیبہ علامہ تھی جس نے آپ سے فقہ پڑھی اور آپ کے خفہ کو حفظ کیا۔ بسانک کہ فنادی برآبی اور اُسکی مہربان کرئی تھی جب آپ نے اُسکا نکاح اپنے شاگرد صاحب بدیع سے کر دیا تو وہ اپنے شوہر کو جب وہ کسی مسئلہ میں غلطی کرتے تو غلطی سے آگاہ کر کے صواب کی طرف راہ دکھاتی۔ آپ کے وقت میں فنادی برقیون یعنی آپ کے اور آپکی بیٹی اور اُسکے شوہر کے دستخط ہوتے تھے۔

محمد بن حسین بن عبد الغزیز ندیمی

حاجہ رشید بن محمد

محمد بن حسن کا شانی

محمد بن حبیب برہانی

محمد بن حسین بن ناصر بن عبد الغزیز ندیمی۔ ضیاء الدین لقب تھا۔ نقیہ تہمیر محدث بنظر تھے
نقد علاء الدین ابی بکر محمد بن احمد سمرقندی سے حاصل کی اور ۸۵۰ھ ہجری میں کتاب تصحیح مسلم کو محمد
بن فضل بنشاپوری سے سنا اور روایت کیا جنھوں نے عبد الغفار فارسی اور انھوں نے جلودی
اور انھوں نے امام مسلم سے سنا تھا۔ آپ سے صاحب ہدایہ نے فقہ پڑھی صاحب ہدایہ کہتے ہیں
کہ مروین ۸۵۰ھ کو انھوں نے اپنی تمام مسوعات کی بالمشافہ مجکو روایت کر لی اجازت دی۔
حامد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن بغدادی۔ جلال الدین لقب اور ابو نصر کنیت تھے اپنے
زمانہ کے قاضی و عامل اور مفتی فاضل تھے تصفیہ معاملات میں آپ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا فقہ اپنے
باپ محمد بن احمد تنوخی ۸۵۰ھ اور دادا قاضی جمال الدین احمد بن عبد الرحمن تلیدانی زید دہلوی
سے حاصل کی اور محاصرہ شروط تحریر فرمائی۔

محمد بن حسن بن محمد کا شانی۔ برہان الدین لقب اور ابو عبد اللہ کنیت تھے۔ امام فاضل شیخ
کامل۔ فروع و اصول کے حافظ تھے۔ آپ کے وقت میں حدیث میں کوئی آپ سے حفظ نہ تھا
فقہ بحکم الدین عمر نسفی تلید صدر الاسلام ابی الیاس ہرودی سے پڑھی اور ۸۵۰ھ میں بغداد میں
حج کے ارادہ سے آئے اور وہاں حدیث کو نسفی سے لکھا۔ آپ سے اشرف بن نجیب بن محمد
ابو الفضل کا شانی، الشمس الاممہ محمد بن عبد الکبیر ترکستانی المعروف بہ برہان الاممہ نے فقہ
پڑھی۔ کا شان ایک شہر عظیم اشان ہر جو دلایت اور ارا النہر میں واقع ہو۔

محمود بن صدر السعید تاج الدین احمد بن صدر کبیر برہان الدین عبد الغزیز بن عمر بن مازہ
صاحب محیط برہانی۔ برہان الدین لقب تھا۔ اممہ کبار اور فقہاء نامدار میں سے امام۔ مجتہد
اور یر۔ متواضع۔ عالم کامل۔ تہمیر ذخیر تھے۔ ابن کمال پاشا نے آپ کو مجتہدین فی المسائل میں سے
شمار کیا ہر آپ کے آباؤ اجداد و صدور علماء کبار میں سے گذرے ہیں۔ علم اپنے باپ صدر السعید احمد
اور چچا صدر الشہید عمر تنوخی ۸۵۰ھ ہجری سے حاصل کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے صدر الاسلام
طاہر بن محمود نے اخذ کیا۔ آپ کی تصنیفات میں سے محیط برہانی چالیس مجلد اور ذخیرہ اور
نجرہ اور تہمیر الفتاویٰ اور شرح جامع صغیر اور شرح ادب القضاء مصنفہ خصاٹ اور فتاویٰ و
واعظات اور طریقہ برہانیہ وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔

علی بن عبد اللہ بن عمران - فخر المشائخ لقب تھا اور عمرانی کی نسبت سے جو آپ کے دادا کیطرت منسوب ہے مشہور تھے اپنے زمانہ کے شیخ - فقیہ - برہنہ گار تھے - علوم محمود جا را امدہ از خوشتری صاحب تفسیر کشاف سے اخذ کیے -

جو المشائخ علی بن عبد اللہ

محمد بن عبد اللہ صانفی المعروف بہ قاضی سدید - نقیہ تہجر - محدث جید - حسن الاخلاق - کثیر العبادۃ حسن المناظرہ جمیل الظاہر و الباطن تھے - فقہ قاضی فخر الدین ابی بکر محمد بن حسین ارسابندی متوفی ۱۱۵۰ ہجری سے حاصل کی اور انھیں سے اس عبد محمد بن ابی شجاع علوی سمرقندی وغیرہ سے حدیث کو سننا اور تہذیب کی اور اپنے استاد کی قضاء و خطاب میں نائب ہوئے مرو کی قضاء آپ کو دی گئی جسکو آپ نے نہایت خوش اسلوبی و ذہنیت سے انجام دیا - سمعانی شافعی نے آپ سے روایت کی اور اپنے مشائخ میں آپ کو بیان کیا - صانفی عمل صیانت کیطرت منسوب ہے جو آپ پہلے کیا کرتے تھے -

ابو جریب

عبد الکریم بن محمد بن احمد بنی - رکن الائمہ لقب تھا - نقیہ فاضل عالم بے مثل تھے - فقہ صدر الاسلام محمد بن محمد نبردوسی سے حاصل کی در ایک کتاب طلبتہ العطلبہ نام ان الفاظ کی لغت میں تصنیف کی جو کتب اصحاب خفیه میں آئے ہیں -

حدیقہ ہفتم

ساون صدی کے فقہا و علمائے بیان میں

محمد بن احمد بن ابی سعد احمد بن ابی الخطاب محمد بن ابی بکر بن علی کعبی طبری - اپنے زمانہ کے امام فاضل - نقیہ کامل - جامع علوم مختلفہ اور مریدان مباحثہ تھے جب مجلس علماء میں حاضر ہوتے تو حل مشکلات میں انھیں کیطرت اشارہ کیا جاتا - آپ نے فتاویٰ انھیں تصنیف کیا اور بخارا میں سنہ ہجری میں وفات پائی - جیسے نور آپ کی تاریخ وفات ہے - کعب بن ربیعہ بن عامر ابو کعب بن عوف بن انعم اور کعب خرازمی اور آپ کے دادا کے نام کیطرت منسوب ہے -

صاحب فتاویٰ

محمود بن عبید اللہ بن مہابد بن محمد شیخ الاسلام علاء الدین حارثی مروزی - مذہب و خلافت میں ائمہ کبار و فضلاء کے نام ارا میں سے تھے مہ خسن میں پیدا ہوئے اور مختلف علوم میں اشتغال کیا -

محمود بن عبید اللہ مروزی

فقہ قاضی نسفی عبد الغفرین عثمانی تلمذ برہان الدین کبیر عبد الغفرین بن عمر بن مازہ سے بڑھی اور فقہ میں ایک کتاب مسمیٰ بہ عنوان تصنیف کی۔ وفات آبی مرو میں سنہ ۳۰۰ میں واقع ہوئی جامع کمالات تاریخ وفات ہے۔

محمود بن احمد بن ابی الحسن۔ ابوالمجاد کنیت عماد الدین لقب تھا بڑے عالم فاضل جامع مقول و منقول استاد خمس الائمہ کردی تھے۔ کتاب سلسلہ الجواہر اور نشر الزہد اور خلاصۃ المقامات تصنیف کیں۔ علاوہ انکے ۳۰۰ میں ایک بڑی کتاب مسمیٰ بہ خلاصۃ الحقائق در باب آثار دوا غلط و حکایات پچاس ابواب تصنیف کی اس کتاب کے حق میں ابن قطلوبغا نے کہا کہ میں نے اسکو دیکھا ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ زمانہ کی آنکھیں اس کے ثانی سے محل نہیں ہوئیں۔ وفات آبی سنہ ۳۰۰ ہجری میں واقع ہوئی۔ صاحب ارشاد تاریخ وفات ہے۔

عبد الرحمن بن شجاع بن حسن بن فضل بغدادی ذی الحجہ کے مہینے سنہ ۳۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے ابو الفرج کنیت تھے اپنے زمانہ کے امام اجل فاضل بے بدل متدین تھے علم اپنے باپ ابی الغنائم شجاع مدرس مشہد امام ابو حنیفہ سے جو فقہاء میرزین میں سے مذہب و خلافت کے بڑے عالم تھے اخذ کیا اور سنہ ۳۰۰ میں وفات پائی مشہور آذان تاریخ وفات ہے۔

ناصر بن عبد السید ابی المکام بن علی ابو المظفر طبرزی عراقی الاصل خوارزمی المشاء ابو الفتح کنیت تھی۔ ابا و جد اداپ کے عراق کے رہنے والے تھے مگر آپ ۱۰۰ رجب سنہ ۳۰۰ یا سنہ ۳۰۰ میں شہر جانیہ واقع خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پایا فقہ و عربیت و لغت میں امام اور اصول فقہ و حدیث و ادب و شعر میں بنیطر۔ سجان البیان لسان البرہان مگر معتزلی الاعتقاد

خفی الفرع تھے علوم اپنے باپ اور علی ابی المودہ موفق بن احمد بن محمد کی خطیب خوارزم تلمذ زرخشری وغیرہ سے بڑھے اور حدیث کو ابی عبد اللہ محمد بن علی بن ابی سعید تاجر وغیرہ سے سنا اور آپکو حلیفہ زرخشری کہا جاتا تھا۔ سنہ ۳۰۰ ہجری کو حج کر کے بغداد میں آئے اور وہاں کے فقہاء سے آپ کے خوب مباحثے ہوئے اور اہل ادب نے آپ سے ادب اخذ کیا۔ آپ نے تصانیف نافعہ و مفیدہ کیں چنانچہ کتاب معرب اور اسکی مختصر مغرب فی نفاذ الفقہ اور اصلاح شرح مقامات حریری۔ اور افتاح فی الفہم اور مختصر اصلاح المنطق اور مصلح فی النحو وغیرہ مشہور و معروف

محمد بن احمد

عبد الرحمن بن شجاع بغدادی

محمد بن احمد

ہیں کتاب مغرب میں ان غریب لفاظ پر نظم کیا ہے جو فقہاء استعمال میں لانے میں اور خفیہ کے لیے یہ کتاب بہتر کہ کتاب ازہری کے ہی خوش آئند کے واسطے ہے۔ آپ خوارزم میں منگل کے روز ۲۱۔ ماہ جمادی الاول سنہ ۵۰۰ میں فوت ہوئے اور آپ کے مرتبہ میں بن سو سے زیادہ فقہاء کئے گئے۔ تاریخ وفات آپ کی سرور انجمن ہے۔ مطرزی مطرذ کی طرف منسوب ہے جو کچھ بے برجہ یا بے لگائے اور نقیض نگار کے ابن خلکان کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ خود آپ یہ کام کرنے تھے یا آپ کے آبا و اجداد میں سے کوئی اس کام کا کرنے والا گذرا ہے جس کی طرف آپ منسوب تھے۔

عبد المطلب بن فضل بنی تمیم الحلبی الماشی۔ ابو ہاشم کنیت اور افتخار الدین لقب تھا۔ فقیہ محدث۔ عالم فاضل حلب میں رئیس خفیہ تھے۔ حدیث کی روایت عمر سبطانی زبیل بن علی ابی سعد سمعانی وغیرہ سے کی اور مدت تک تدریس و افتاء میں مشغول رہ کر سنہ ۵۰۰ ہجری میں وفات پائی۔ شمع عالمیان تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یوسف بن حسین بن عبد اللہ حلبی المعروف بابن الامیض الشہیر بقاضی عسکر۔ حلب میں سنہ ۵۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم اپنے والد ماجد بدر امیض تلمیذ علاء الدین محمد سمرقندی صاحب تحفہ الفقہا شاگرد ابی ایسر محمد ہزدوی سے اخذ کیا اور ربیعہ کمالیت و فضیلت کو بہرہ اور دمشق و مصر میں تشریف لائے۔ آپ نے ہی فقہائے سبعہ مدینہ کو جو تابعین میں ہند رحمہ فیہ اشعار میں جمع کیا ہے الاکل من لا یقعدی بآئینہ و نقسمہ فہیری عن الحق خارجہ + فخذ ہم علیہ اللہ عروۃ فاشم۔ سعید ابو بکر سلیمان خارجہ۔ یحییٰ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن مسعود و عروہ بن زبیر و قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق و سعید بن المسیب و ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام و سلیمان بن یسار و خارجہ بن زبید بن ثابت۔ وفات آپ کی ماہ رمضان سنہ ۵۰۰ ہجری میں ہوئی۔ عقند اسے جہان تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن محمد بن سمرقندی۔ ابو حامد کنیت اور رکن الاسلام لقب تھا مذہب ائمہ خصوصاً علم مناظرہ میں امام تھے آپ ہی نے بخلاف متعدد میں کے اپنی تصنیف میں علم خلافت جد کیا آپ انچہ ان چار ارکان کے ہیں جنہوں نے رضی الدین بشار پوری سے علم خلافت حاصل کیا جنہیں سے ہر ایک رکن کے نام کے ساتھ مشہور ہو جنہیں سے ایک رکن الدین عیسیٰ ہے

عبد المطلب بن فضل

محمد بن یوسف بن حسین بن عبد اللہ حلبی المعروف بابن الامیض الشہیر بقاضی عسکر

محمد بن محمد بن محمد بن سمرقندی

دوسرا رکن الدین طاووسی تیسرا رکن الدین امام زادہ۔ چوتھے کا نام صاحب خلدکان کہنے میں کہ بادینیں۔ عیددی نے فن خلافت میں ایک کتاب طریقہ نام تصنیف کی جو فقہاء کے نزدیک مشہور و معروف ہے اور ایک کتاب ارشاد تصنیف کی جسکی شرح قاضی شمس الدین ابوالعباس احمد بن نوئی بن خلیل فقیہ شافعی اور نجم الدین مرندی اور بدر الدین مراغی وغیرہ جماعت علماء و فضلاء نے کی اور نیز ایک نفائس نام کتاب تصنیف کی جسکو شمس الدین ابوالعباس احمد بن نوئی نے مختصر کیا اور امام اسکا عرائس النفائس رکھا۔ عیددی سے ایک جماعت نے استفادہ کیا جنہیں سے ایک نظام الدین احمد بن جمال الدین ابی الہیاء محمود بن احمد بن عبدسید بخاری خفی المعروف بھصیری ہیں۔ وفات ابی بخاری میں چار شنبہ کی رات ۹۔ ۱۰ جمادی الآخر ۳۸۰ ہجری میں ہوئی آپ بڑے کرم الاخلاق کثیر الخصال و اضع طبیب المعاشرہ تھے۔ صاحب خلدکان کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ عیددی کی نسبت اسطرح ہوا نہ اسکو سمجھائی گئی ہے نہ ہی ذکر کیا ہے۔ آرائش زمانہ تاریخ وفات ہے۔

سید بن سلیمان کندی۔ ابی الغنائم کہتے تھے۔ فقیہ حید۔ محدث کامل۔ عالم باعمل۔ فاضل بمثل تھے حدیث میں ایک برجوزہ المسمی بہ شمس المعارف و انس المعارف تصنیف فرمایا اور قاضی میں اس سے محدث کی۔ وفات ابی ۳۸۰ ہجری میں ہوئی۔ نور عصر ابی تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن حسین بن احمد المعروف بصدرالافاضل خوارزمی نحوی۔ ۹۔ ۱۰ ماہ شوال ۳۵۵ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ابو محمد کہتے اور محمد الدین لقب تھا بیچ بچ کے صدرافاضل اور عربیت وغیرہ علوم میں بگائے زمانہ اور طبیب نقاد اور نظم و شعر میں مہارت کامل رکھتے تھے علاوہ اسکے بڑے خوش خلق اور شیر زبان تھے۔ فقہ یہاں الدین ناصر صاحب مغرب نمیند ابی المودتوفی الدین شگرد نجم الدین عمر شفی سے حاصل کی اور کتاب تخمیر شرح مفصل اور کتاب شرح نقط الزند اور کتاب توضیح شرح معانی اور کتاب شرح انوفج اور نحو میں شرح ابنہ و زوایا اور میان میں شرح محصل وغیرہ کتب تصنیف کیں۔ ۳۸۰ ہجری میں تاتاریوں نے آپ کو قتل کیا۔ قطب وقت آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عمر بن زید بن بدر بن سعید موصلی۔ زید الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے شیخ کامل۔ حافظ حدیث۔ فقیہ فاضل تھے۔ علم حدیث میں ایک کتاب مغنی نہایت تحقیق و تدقیق سے حسب

حدائق الخفیفہ

حدائق الخفیفہ

ترتیب ابواب بخدث اسانید تصنیف فرمائی جو آپ کی حیات میں آپ کے پاس پڑھی گئی۔ وفات
آپ کی ۱۹۰ ہجری میں ہوئی۔ امام الوقت آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد بن عمر بخاری۔ ظہیر الدین لقب تھا علوم دینیہ میں اصولاً و فروعاً بگائے زمانہ
اور محاسب بخارا تھے پہلے اپنے باپ احمد بن عمر سے پڑھا پھر اکابر علماء و فضلاء سے ملاقات کی یہاں
کہ ظہیر الدین ابی المحاسن حسن بن علی مرغینانی کی خدمت میں پہنچے وہ آپ کی بڑی عزت
کیا کرتے اور آپ کو اکثر طلبہ پر مقدم سمجھا کرتے تھے۔ آپ نے کتاب فوائد اور فتاویٰ ظہیر
جو نہایت معتبر اور بہت سے فوائد پر مشتمل ہے تصنیف کیا اور ۱۹۰ ہجری میں وفات پائی
پیر رہبر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

بدیع بن منصور قرظی۔ فخر الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل فقیہ کامل تھے ریاست
فتویٰ و قضاء کی آپ پر منتھی ہوئی۔ فقہ نجم الائمہ بخاری سے حاصل کی تصانیف بھی نہایت
منعقد و معتبر کچھ جنہیں سے بحر المحیط الموسوم بآئینہ الفقہاء معروف و مشہور ہے۔ مختار بن حمود راہب
مصنف فتاویٰ قینہ نے آپ سے فقہ پڑھی۔ شمس الدین محمد بن علی بن احمد داؤدی مالکی
تلمذ سیوطی نے آپ کو طبقات مفسرین میں بیان کر کے احمد بن ابی بکر بن عبد الوہاب ابو عبد
بدیع الدین قرظی حنفی کے نام سے موسوم کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ مسئلہ میں سیواس میں مقیم
تھے اور وہیں فوت ہوئے۔ کثافت حقائق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عیسیٰ بن ملک عادل سیف الدین ابی بکر بن ایوب۔ شرف الدین لقب تھا قاسرہ میں
۱۱۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے بڑے عالم فاضل۔ فقیہ۔ ادیب نحوی۔ لغوی۔ شاعر۔ عروقی
مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ ملک مصر میں ساڑھے آٹھ برس تک بادشاہ رہے نبی ایوب میں
آپ کے اور آپ کی اولاد کے بغیر اور کوئی حنفی المذہب نہیں ہوا اور حنفی بھی نہایت متعصب تھے
یہاں تک کہ ایک دن آپ کے باپ نے آپ سے کہا کہ تم نے کیلئے امام ابو حنیفہ کا مذہب اختیار کیا
حالانکہ تمھارا سب خاندان شافعی ہے آپ نے جواب دیا کہ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تم میں سے ایک
بھی مسلمان شخص ہو۔ آپ نے فقہاء کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے صرف امام ابو حنیفہ کا مذہب حسین
کے مذہب سے غلط ہے کہ وہیں انھوں نے ایسا ہی کیا اور آپ نے اُسکو یاد کیا۔

حدیث ہفتم سائون ہدی کے فقہاء علمائین

۱۰ پانچویں

حدیث ہفتم سائون ہدی کے فقہاء علمائین

نفع جمال الدین محمود حصیری سے بڑھی اور سعودی کو یاد کیا اور امام احمد کی تمام مسند کو سنا اور حدیث کو روایت کیا اور علماء کو حکم دیا کہ امام احمد کی مسند کو ابواب پر مرتب کریں اور ہر ایک حدیث کو اس باب میں وارد کریں جو اسکو اسکے معنی تقاضا کریں اسبطح آپ نے ایک کتاب لغت میں بھی جامع کبیر مرتب کرانی جس میں کتاب صحیح اور جو لغات صاحب فصاح سے فوت ہوئے اور ازہری نے انکو تہذیب میں جمع کیا اور نیز کتاب جہرہ ابن درید وغیرہ کتب لغت اُس میں جمع کیں۔ آپ نے وقت میں علماء و فضلاء کی بڑی قدر تھی اور در دور سے آکر آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے اور بڑے بڑے وظائف اُنکے لیے مقرر کیے اور اُنکو اپنی مجالس میں بٹھا کر آپ اُنسے استفادہ کرتے اور اُنکو فائدہ دیتے۔ کہتے ہیں کہ آپ کی شرط کی ہوئی تھی کہ جو شخص مفصل زنجیری کی یاد کرے اسکو ایک سو دینار اور خلعت دیا جاوے گا پس اس سبب سے ایک جماعت نے اسکو یاد کیا ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ کی بڑے بڑے شعرا نے مدح کی اور اچھی مدح کی اور میں نے آپ کے بھی کچھ اشعار جو آپ کی طرف منسوب ہیں سنے ہیں مگر اُنکو ثبت نہیں کیا۔ اللہ ۵۵۵ھ میں حج کیا اور جامع کبیر کی شرح کئی ایک مجلد میں تصنیف کی اور ایک کتاب عروض میں لکھی اور خطیب بغدادی نے جو امام ابو حنیفہ کے حق میں تاریخ بغداد میں کچھ کلام کیا ہے اسکی تردید میں ایک کتاب سہم المصیب فی الرد علی الخطیب تصنیف کی۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ ۲۳۷ھ کی چاند رات کو ہوئی اور دمشق کے قلعہ میں دفن کیے گئے پھر آپ کی نعش جبل صالحہ کی طرف پہنچا کر وہاں کے مدرسہ میں جہان آپ کے خاندان کے لوگوں کی قبر میں ہیں اور مغلہ نام سے مشہور ہیں دفن کیے گئے۔ آپ کی تاریخ وفات سراج عصری۔ آپ کے بعد آپ کا بیٹا صالح الدین داؤد جانشین ہوا جو ۳۷۷ھ۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۲۳۷ھ کو فوت ہوا اور اپنے والد کے پاس دفن کیا گیا۔

یوسف بن محمد خوارزمی سکاکی۔ ابو یقوب کینت اور سراج الدین لقب تھا ۵۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ عروض۔ شعر میں امام محقق اور علوم عجیبہ و فنون عربیہ میں ماہر اور باہر اور علوم بلاغت و تنجیز جن و دعوتہ الکو اکب و فنون طلسمات و سحر و سہا و علم خواص الارض و اجرام سما میں فہم تھے۔ علوم سدید بن محمد خاظمی اور

محمود بن عیید اللہ بن صاعد مروزی سے پڑھے اور علم کلام کو مختار بن محمود زہدی سے حاصل کیا
تضییعاً جلیلہ کہین خمین سے اجل مصنفات مفتاح العلوم ہر حسین آپ نے بارہ علم بیان کیے
اور نظیر اسکی زمانہ اوائل و آخر میں معدوم ہر جب سلطان چغتائی خان بن جبگیر خان حاکم
ماوراء النہر حدود خوارزم کا شہر ہشتان بلخ وغیرہ نے آپ کے فضائل و کمالات معلوم کیے تو
آپ کو اپنا امیر جلیس بنایا حکایت ہر کہ ایک دن آپ چغتائی خان کے پاس بیٹھے ہوئے
تھے کہ کچھ جانور اڑتے ہوئے پاس سے گزرے چغتائی خان نے کہا کہ وہ میں جانور ہیں آپ نے
کہنا چاہا آپ نے بوجھا کہ تم کو نسا جانور شکار کرنا چاہتے ہو اُس نے کہا کہ وہ میں جانور ہیں آپ نے
اسی وقت ایک خط بدروزمین پر کھینچ کر کچھ ہرما کہ فوراً وہ جانور زمین پر گر پڑے اس چغتائی خان
کو آپ کی نسبت زیادہ اعتقاد ہو گیا اور وہ آپ کے سامنے مودب بیٹھنے لگا جب سلطان کے
پاس آپ کا مرتبہ بلند ہوا تو اقران کے دونوں خصوصاً حبش عمید وزیر سلطان کے دل میں
حسد کی آگ زیادہ بھڑکی پس اُس نے آپ کے استیصال کا ارادہ کیا آپ نے یہ حال معلوم
کر کے چغتائی خان کو کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہر کہ حبش عمید کا ستارہ سعدیہ ست میں
آگیا ہر اسلئے خوف ہر کہ کہیں اسکی شقاوت سے مجھے ضرر نہ ہو پچھے اس بات کے سنتے ہی چغتائی
نے حبش عمید کو مغرولی کر دیا جس سے کچھ دنوں کے بعد نظام امور سلطنت میں خلل واقع ہو گیا
بعد ایک سال کے چغتائی نے آپ کو کہا کہ چونکہ نحوست کا ستارہ ہمیشہ نہیں رہتا اسلئے شاید اب
ستارہ سعدیہ حبش عمید نے طلوع کیا ہو آپ نے کہا کہ ہاں اب اس کے ستارہ سعدیہ نے طلوع کیا ہر
پس چغتائی نے اسی وقت حبش عمید کو وزارت کا منصب عطا کیا۔ چونکہ حبش عمید کو آپ کی
تذلیل ہمیشہ مرکز خاطر شخصی اسلئے آپ نے مریخ کو مسخر کر کے چغتائی کے لشکر میں آگ بھڑکادی موت
حبش عمید نے غمازی کا موقع پا کر چغتائی کو کہا کہ جب سکا کی ایسی ایسی باتوں پر قادر ہو تو کچھ عجب
نہیں کہ تجھ سے سلطنت جھین لے یہ ہنسوں چغتائی کے دل میں کارگر ہو گیا اُس نے آپ کو قید کر دیا
یہاں تک کہ آپ نے تین سال قید رہ کر خوارزم میں اوائل ماہ رجب ۷۷۷ ہجری میں وفات پائی
فیلسوف عصر اور مجموعہ اسرار تاریخ وفات ہر۔ سکا کی شہر سکا کہ بطرف منسوب ہر جو منشا پور
یا عراق یا مین میں واقع ہر لیکن ظاہر ہر کہ آپ اسکی طرف منسوب نہیں ہیں کیونکہ آپ خوارزمی ہیں

مختصر زاداد

بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ سکاگ آپ کے اجداد میں سے کسی کا نام ہو چنانچہ ایسیلے ابو حیان نے ارتشاف میں ابن السکاگ سے آپ کو موسوم کیا ہے شاید آپ کے اجداد میں سے صفت سکاگ جو درہم پر لگایا جاتا ہو کوئی کام کرتا ہو گا۔

یحییٰ بن عبد المعطی بن عبد النور زادادی ۵۱۲ھ میں پیدا ہوئے زین الدین لقب ابو الحسن کنیت تھی۔ اپنے زمانہ کے نحو و لغت اور ادب میں امام تھے بہت مدت تک دمشق میں مقیم رہے اور ایک خلق کثیر نے آپ سے فائدہ حاصل کیا اور کتب مفیدہ تصنیف کیں جن میں سے منظومہ الفیہ اور فضول مشہور و معروف ہیں پھر سلطان کامل کی ترغیب سے مصر میں تشریف لے گئے اور وہاں جامع انبیا میں واسطے درس علم ادب کے صدر نشین ہوئے یہاں تک کہ سلجوقیہ ۵۱۲ھ میں فابرو میں وفات پائی اور اُسکے دوسرے روز خندق کے کنارہ فریب تربت امام شافعی رحم کے دفن کیے گئے قبر آپ کی وہاں زیارت گاہ ہے آفتاب انجمن تاریخ وفات ہے۔ زوادی طرف زادہ کے منسوب ہے۔ جو ایک قبیلہ ظاہر چاہئے اعمال ازلیقہ میں ہے۔

محمد بن عثمان بن محمد علیا بادی سمرقندی۔ حاتم الدین لقب تھا۔ امام فاضل نقیہ اصولی۔ محدث۔ مفسر۔ کلامی۔ جدلی۔ تھے فقہ مجاہد بن محمد بن محمود استریشی تلمذ علیہ الدین محمد بن احمد بخاری شاگرد دہلیہ الحسن بن علی مرغینانی تلمذ برہان کبیر عبد العزیز بن عمر بن زہد سے حاصل کی اور آپ سے عبد الرحیم بن عماد الدین عبد الباقی فضول عمادیر نے تفقہ کیا ایک فتاویٰ کامل نام اور تفسیر مطلع المعانی و منبع الیاتی تصنیف کی یہ تفسیر بہت بڑی کئی مجلد میں ہے اسکا اطار چار شنبہ کے روز ۳۰ ماہ رجب ۵۱۲ھ میں شروع کیا تھا وفات آپ کی ۵۱۲ھ میں ہوئی دقیقہ شناس تاریخ وفات ہے۔

عبید اللہ بن ابراہیم بن احمد بن عبد الملک بن عمر بن عبد العزیز بن محمد جمال الدین المجدوبی العبادی۔ نسب آپ کا عباد بن ابراہیم صحابی کی طرف منسوب ہوتا ہے ایسیلے آپ کو عبادی کہتے تھے اور چونکہ محبوب بھی آپ کے اجداد میں سے ایک کا نام تھا ایسیلے مجوبی بھی کہتے تھے۔ ۵۰۰ ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ علم امام زادہ محمد بن ابی صاحب شرع الاسلام اور شمس اللہ عماد الدین عمرو بن بکر زرخیری اور فقہ قاضی خان

مختصر زاداد

اور جنیدی سے حاصل کی یہاں تک کہ امام کامل اور فاضل بے مثل ہوئے۔ معرفت مذہب و خلاف میں یکتا سے روزگار اور ثقہ تھے ماوراء النہر میں ان ضعیف حنفیہ میں سے گذرے ہیں جنیذ مذہب کی معرفت منتہی ہوئی تھی حال الدین لقب تھا اور ابی سیفہ ثانی کے نام سے مشہور تھے شرح جامع صغیر اور کتاب الغروق آپ کی تصنیفات میں سے ہیں آپ سے آپ کے بیٹے احمد والرحامہ الشریعہ صاحب و نقابہ اور حاذق الدین کبیر محمد بنجاری اور حمید الدین بن علی بن عمر بنجاری اور بہاء الدین محمد بن احمد اسپجانی اور تیسرے ابو بکر احمد بن علی بلخی وغیرہ ملحق ہوئے ثقہ حاکم کی۔ جو اسی برس کے ہر کہ بنجاری میں ماہ جمادی الاول ۵۸۷ھ میں وفات پائی۔ بحرہ ایت اور حقائق شناسان بنجاری وفات ہیں۔

محمد بن محمد بن حسین اسمرقندی - مجد الدین لقب تھا۔ امام فاضل - عارف و سادہ اور اپنے زمانہ کے بہت سے علما و مشائخ باپ اور اُن کے استاد صاحب ہدایہ اور سید ناصر الدین شہید سمرقندی اور ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری تلمیذ ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی سے حاصل کیے اور تصانیف معتبرہ کہیں شیخ سے کہیں کتاب فصول تفسیر فصول میں درج ہیں اسلئے قضاء و دعاوی اور روایات جو تفسیرون پر وارد ہوتی ہیں بیان کیں۔ (اور کتاب جامع احکام صغاری - وفات آپ کی سن ۷۸۷ھ میں واقع ہوئی - آرائش جمعیان تاریخ وفات پر۔)

خواجہ معین الحق والدین سے روئے بھری بھائی، ہمیری اپنے وقت کے قطب الاقطاب
امام طریقت صاحب ریاضت و مجاہدہ خفی المذہب شیخ عثمان ہارونی کے مرید و خلیفہ تھے
بندہ و سنان میں دین اسلام آپ ہی کے فیصل سے مشہور و منتشر ہوا۔ شیخ نجم الدین کبریٰ
اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اسرار ہم کے معاصر
و مصاحب رہے چند مرتبہ دہلی میں تشریف لائے مگر اقامت دار النجراجمیر میں اختیار فرمائی
ہزار اکفاد آپ کی برکت سے مشرف باسلام ہوئے اور ہند میں آج تک آپ کا سلسلہ اور
فیض جاری ہے۔ آپ کے خاندان میں بڑے بڑے اولیائے کرام و شائخ گیارہ نسل خواجہ
قطب الدین بختیار خاں اور شیخ فرید الدین گنگویشی و شیخ نظام الدین اولیاء خواجہ نصیر الدین

جراغ دہلوی و مولانا فخر الدین رحمہم اللہ تعالیٰ جنکی کرامات و ریاضات اظہر من الشمس امین
من الامس ہیں ہوئے ہیں وفات آپ کی ۳۳۵ھ یا ۳۳۶ھ میں مولیٰ اور امیر میں فن کیے گئے
مزار آپ کا زیارت گاہ اہل جہان ہے۔ تاریخ وفات آپ کی زبدۃ الصالحین ہے۔

یوسف بن احمد بن ابی بکر نجیب الدین خاصی۔ امام فاضل فقیہ کامل تھے۔ فقہ
وغیرہ ابی بکر محمد بن عبد اللہ قرآن عمر نسفی اور صدر شہید حسام الدین عمر تلمذ حسن قلیخان
سے اخذ کی اور ایک فتاویٰ اور کتاب مختصر فصول نام مہول میں تصنیف فرمائی اور ۳۳۵ھ
میں وفات پائی۔ جلوہ اوج شرف تاریخ وفات ہے۔ خاصی طرف خاص کے منسوب ہے جو
خوارزم کے قصبات میں سے ایک قصبہ کا نام ہے۔

حمود بن احمد بن عبد اللہ بن عثمان بن نصر بن عبد الملک بخاری حصری
ابو الحامد کنیت اور جلال الدین لقب تھا باب آپ کا تاجر کے نام سے معروف تھا اور
بوریا بافون کے محلہ میں رہا کرتا تھا آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ فقیہ فہر محمد کا
تھے آپ کے وقت میں ریاست مذہب کی آپ بہت ہی ہوئی فقہ آپ نے حسن بن منصور قاضی خان
سے حاصل کی یہاں تک کہ کما لبت کے رتبہ کو پہنچے۔ اور صحیح مسلم وغیرہ کتب احادیث کو بنا کر
میں مؤید طوسی سے سماعت کیا اور نیز طلب میں شریف ابی ہاشم سے سنا اور شام کے
مکہ میں آکر مدرسہ نوریہ میں تدریس کی اور فتا کا کام دیا اور بیت اللہ کا حج کیا۔ ماہ
جمادی الاولیٰ ۳۳۵ھ ہجری میں بخارا میں پیدا ہوئے اور یکشنبہ کی رات ۸۔ ۷۰۰ھ صفر
کو دمشق میں وفات پائی اور دوسرے روز باب نصر کے باہر مقبرہ صوفیہ میں دفن کیے
گئے۔ آپ کی تعلیمات سے شرح جامع کبیر اور شرح سیر کبیر وغیرہ مشہور و معروف ہیں تاریخ
ابن خلقان میں لکھا ہے کہ آپ کو حصری ایسے کہا کرتے تھے کہ آپ بخارا میں اس محلہ کے
اندر رہا کرتے تھے جہاں بوریے بنائے جاتے ہیں۔

خلف بن سلیمان بن خلف قرشی الخوارزمی۔ ۳۶۶ھ کو حلب میں پیدا ہوئے
علم ملا الدین ابی بکر کا ثانی مصنف بدائع اور صفی الاسفہانی صاحب طریقہ سے پڑھا
اور اخذ کیا ابو السرا کنیت تھی اور ۳۸۵ھ کو حلب میں فوت ہوئے۔

حاج نجفی

محمد نجفی

خلف قرشی
خوارزمی

دراودین

دراودین

نسب

دراودین

داؤد بن ارسلان - شرف الدین مظفر لقب تھا بڑے عالم فاضل تھے - فقہ - اصول
نظم و شریعت بدلتی رکھتے تھے - برہان الدین مسعود شاگرد برہان علی بن حسن بلخی سے
تلفیق کیا اور علم پڑھا - دمشق میں ۳۹۰ھ میں وفات پائی -

احمد بن یوسف - کچھ اوپر ۳۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے ابو العباس کینت اور
عماد الدین لقب تھا اپنے زمانہ میں حنفیوں کے شیخ تھے - فقہ احمد بن محمد غزنوی سے
حاصل کی ۳۸۰ھ میں جبکہ تاتاری لوگ حلب میں آئے تو یہ حلب سے مصر کو تشریف
لے گئے اور وہاں جا کر اسی سنہ میں فوت ہوئے -

محمد بن عبدالستار بن محمد کردی عماد سی - ابو الوجد کینت شمس اللہ لقب تھا -
امام محقق - فاضل - فقیہ محدث - عارف مذاہب - نجی اہول فقہ تھے ۱۰۸۳ھ - ماہ ذیقعد

۵۹۰ھ میں پیدا ہوئے - علم ادب پہلے ناصر الدین مظفری صاحب مغرب سے بڑھا پھر
اور علوم میں مشغول ہوئے اور امام زادہ صاحب شریعت الاسلام تلمیذ شمس اللہ بکر بن محمد
زنجیری سے فقہ پڑھی اور حدیث کو سنا پھر بخارا میں آئے اور عماد الدین عمر زنجیری تلمیذ
شمس اللہ بکر بن محمد زنجیری شاگرد حلوانی سے اخذ کیا اور نیز مہناج الشریعہ قوام الدین صفار
تلمیذ اپنے باپ ابراہیم صفار شاگرد اپنے باپ اسماعیل صفار تلمیذ ابی یعقوب یوسف سیاری شاگرد
ابی اسحق نوعدی سے اخذ کیا اور نیز بدر الدین عمرو سکی اور شرف الدین عقیلی اور زرار الدین صابونی
سے پڑھا - اجل اساتذہ آپ کے فخر الدین حسن بن منصور قاضی خان اور صاحب دایہ علی بن

ابی بکر بن یہا شک کہ آپ متعدد علوم میں فائق ہوئے اور اپنے اقراں پر غالب آئے
اور اہل زمانہ نے آپ کے فضل و تقدم کا اقرار کیا حتیٰ کہ آپ کے حق میں یہ کہا گیا کہ آپ نے
بعد زید و بوسی کے علم اصول و فروع کو زندہ کیا - آپ سے آپ کے بھائی محمد بن محمد بن عبد اللہ
المعروف بخوار زادہ اور محمد الدین ضریر علی رامشی اور حافظ الدین کبیر محمد بن محمد بخاری وغیرہ

نے تفقہ کیا اور بخارا میں جمعہ کے روز ۹ - ۱۰ محرم ۳۸۰ھ میں وفات پائی - محقق نامور دین تاریخ و فقاہ
حسام الدین خسیکتی - آپ نے امام غزالی کی کتاب سنوئل کی تردید میں جواب

بوضیفہ کی تفسیر پر شامل ہوا ایک نفیس سالہ چھ فصلوں میں لکھا اور معین برباک غزالی کی

کر کے امام ابو حنیفہ رحمہ کے مناقب کو بیان کیا اگرچہ شیخ فاضل تھے حصول فقہ میں ایک مختصر
المعروف بہ منتخب حسامی تصنیف کی جسکی ایک جہم غیر فقہاء کا ملین نے شرح میں لکھیں خیال ہے اسکی
ایک شرح امیر کاتب اتقانی نے سہمی تبیین اور ایک شرح عبد العزیز بخاری نے سہمی تحقیق تصنیف
کیں جو متداول بین الامام میں آپ سے محمد بن عمر نو حابادی اور محمد بن محمد بخاری نے فقہ کیا
بکثرت کے روز ۲۰ - ماہ ذیقعد ۳۸۴ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ خود عصر تارخ وفات ہو۔ شہر
انیکٹ جسکی طرف آپ منسوب ہیں بلاد فرغانہ میں سے ایک شہر ہو۔

محمد بن محمود نرجمانی کئی خوارزمی۔ امام کامل مرجع امام تھے علاء الدین لقب تھا
نرجمان جسکی طرف آپ منسوب ہیں یا تو آپ کے بعض اجداد کا نام ہو یا آپ کا لقب تھا۔ شہر
جربانیہ خوارزم میں ۳۸۴ھ ہجری کو فوت ہوئے۔

حسین بن محمد یارعی۔ اپنے زمانہ کے امام و فقیہ تھے نجم الدین لقب تھا اور بارعی
آپ کو سلسلے کہا کرتے تھے کہ آپ جملہ علوم میں باع یعنی فائق تھے۔ فقہ علاء الدین سدید
محمی حناطی سے حاصل کی۔ خوارزم کے ملک میں شہر جربانیہ کے اندر شبان ۳۸۴ھ ہجری میں
فوت ہوئے۔ آرائش مجلس تاریخ وفات ہو۔

محمد بن یعقوب اسدی حلبی۔ محی الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے عالم علامہ شیخ حنفیہ
تھے مقام مزہ میں ۳۸۴ھ میں اکاسی سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ والارقیہ تاریخ وفات ہو۔
قیصر بن ابی القاسم بن عبد المنعم بن مسافر مقری المعروف بہ القاسمیت۔ علم الدین
لقب تھا عالم فاضل فقیہ کامل۔ علوم ریاضیہ میں امام اجل تھے مقام اصفون مشرقی صعبہ
مصر میں ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے مصر اور شام کے علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا پھر واصل کو
تشریف لے گئے اور وہاں شیخ کمال الدین موسیٰ بن یونس سے علم موسیقی پڑھا پھر شام میں وفات
کی اور دمشق میں ماہ ربیع ۳۸۴ھ میں وفات پائی۔ زینت آفاق تاریخ وفات ہو۔

حسن بن محمد بن حسن بن حیدر قرشی عدوی عمری صفانی۔ حضرت عمر بن الخطاب کی
نسل میں سے تھے ابو الفضل کنیت اور رضی الدین لقب تھا اگرچہ نام علوم میں بہتر تھے
مگر فقہ و حدیث اور لغت میں امام زمانہ و استاد بے نظیر عدم التمثیل تھے و میاطی نے کہا کہ

محمد بن محمود نرجمانی

محمد بن محمد یارعی

محمد بن حسین

محمد بن ابی القاسم

صفانی

کہ آپ شیخ صالح - فضول کلام سے صامت اور حدیث میں صدوق اور لغت و فقہ و حدیث میں امام تھے میں نے آپ سے پڑھا۔ آبا و اجداد آپ کے شہر صفوان یعنی جہان کے رہنے والے تھے جو ماوراء النہر میں شہر مرو کے پاس واقع ہے مگر آپ ۵۱۰ سالہ صغر عیشہ میں شہر لاہور میں پیدا ہوئے اور غزنہ میں جا کر نشو و نما پایا۔ تبار میں اپنے والد ماجد سے لہذا کیا اور فنون کثیرہ و استعداد کاملہ حاصل کر کے ۵۳۰ھ میں بغداد کو گئے اور وہاں مدت تک تحصیل علوم و تدريس اور تعلیف میں مصروف رہے زان بعد مکہ معظمہ کی زیارت کر کے عراق میں واپس آئے اور ۵۳۵ھ ہجری میں خلیفہ بغداد کی طرف سے بطور سفارت ہندوستان بن آئے اور کئی سال ہند میں رہ کر ۵۴۵ھ کو بغداد کی طرف واپس گئے پھر دوبارہ بغداد سے ہند کو بطور سفارت آئے اور ۵۴۸ھ ہجری میں بغداد کو واپس گئے۔ بغداد - مکہ معظمہ - ہند وغیرہ میں اپنے شیوخ سے احادیث کو بکثرت سنا اور بہت سی تصانیف مفیدہ کیں از انجملہ کتاب معیاد الدجی من صحاح احادیث المصطفیٰ اور کتاب خمس المنیرہ من الصحاح المأثورہ اور کتاب مشارق الآثار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ اور کتاب تبیین الموضوعات اور کتاب عقائد العجلاان اور کتاب دیات صحابہ اور کتاب زبدۃ المناہک اور کتاب فرائض اور کتاب درجات العلم والعلما اور کتاب انشوار لغت میں اور کتاب الافعال اور کتاب العروض اور کتاب العیاب لغت میں اور کتاب شروح مجمع بخاری اور کتاب شرح القلاوہ السیملی فی توشیح الذریۃ اور کتاب الحکماء لغت میں کہ جو صحاح جوہری میں غلطی تھی اسکی مسہن تصحیح کی اور جو لغات کہ مسہین نہ تھے انکو داخل کیا اور کتاب مجمع البحرین لغت میں جو نہایت کلاں اور تمام لغت عرب کو شامل ہے اور کتاب نوادر لغت و تراکیب ہیں اور کتاب اسماء الفارہ اور کتاب اسماء الاسد اور کتاب اسماء الذبب اور کتاب شرح آیات التفصیل اور کتاب لغتہ الصدیان مشہور و معروف ہیں۔ انکے علاوہ اور تصنیفات بھی ہے جو آپ کے کمال علم و تجربہ و ادب ہے۔ ۵۵۰ھ ہجری میں بغداد کے اندر عہد خلیفہ مستقیم میں وفات پائی پہلے آپ کو حرم ظاہری واقع بغداد میں اپنے گھر کے اندر بطور امانت دفن کیا گیا پھر جب وصیت آپ کے اسی سال آپ کے بیٹوں نے آپ کو مکہ معظمہ میں لیجا کر دفن کیا۔ آپ کے اٹھانے کے لیے پچاس دینار مقرر کیے گئے تھے تاہم آپ نے اپنی موت اور مکہ معظمہ میں فرار کے ہونے کے لیے

دعائے مانگی تھی جہاں ابتداء مشارق الانوار میں کہا کہ امانتہ بھا حیدر فاقا تہو ثم اذ شاء النشرہ
پس خدائے قبول کر لی۔ محدث زب فصحا۔ تاریخ وفات ہر۔

محمد بن محمود بن عبد الکریم کر درمی المعروف بخواہر زادہ۔ بدر الدین لقب تھا
اور محمد بن عبد الستار کر درمی کے بھائی تھے جن سے انھوں نے تربیت و تعلیم پائی
اور رتبہ کمال و فضیلت کو پہنچے اس لیے خواہر زادہ کے نام سے مشہور ہوئے ایسے
محمود صاحب حقائق شرح منظومہ نے اخذ کیا اور سلخ ماہ ذیقعد ۸۵۶ھ میں وفات پائی
علامہ مشہر تاریخ وفات ہر۔

محمد بن احمد بن عیاد بن ناک داؤد بن حسن داؤد خلاطی امام فاضل فقیہ کامل
محدث حیدر تھے علم جمال الدین محمود بن عبد الستار حصری تلمیذ حسن قاضی خان سے پڑھا
انھیں جامع کبیر اور التعلیق صحیح مسلم اور مختصر سند امام ابو حنیفہ موسوم بہ مقصد السند تصنیف
کی۔ آپ سے قاضی القضاۃ احمد سرحدی نے تلخیص کو پڑھا اور ماہ رجب ۸۵۶ھ عجب ہی مین
وفات پائی۔ خلاطی طرف خلاط کے مشوب ہر جو روم کے ملک میں ایک شہر کا نام ہے
محدث اہل دین آپ کی تاریخ وفات ہر۔

بکیر در کی ناصر بن نجم الدین لقب اور امام ناصر کے مولیٰ تھے۔ فقہ میں بڑے فقیہ
اور عارف بصیر تھے۔ علم عبد الرحمن بن شجاع سے حاصل کیا۔ فقہ میں کتاب حاوی تصنیف
کی اور کتاب عقائد طحاوی کی شرح المنور الامع والبرہان اساطع نام لکھی اور بغداد میں
۸۵۶ھ عجب ہی مین وفات پائی۔

یوسف بن فرغلی بن عبد اللہ بغدادی۔ حافظ ابو الفتح ابن جوزی کے نواسہ تھے
جو ۸۵۶ھ ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ ابو المظفر کنیت شمس الدین لقب تھا۔ بڑے
ذکی۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ واعظ۔ فائق اقراں اور فارس میدان بحث تھے آپ کی
مجلس میں بڑے بڑے علماء و فضلاء و صلحا اور ملوک و اہل اراد و وزراء شامل ہوتے تھے
جس میں تربت قلوب و البصار حاصل ہوتی تھی اور وعظ ایسا موثر کہتے تھے جس سے
سامعین کو رقت قلوب اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے اور وعظ میں اس قدر

خواہر زادہ

محمد بن عبد اللہ

بکیر در کی ناصر

یوسف صاحب
تاریخ انوار الدین

لوگوں کا جرم ہوتا تھا کہ جس روز آپ کو وعظ کرنا ہوتا تھا اس سے ایک دن پہلے لوگ رات کو مسجد دمشق میں آکر اپنے بیٹھنے کے لیے جگہ روک لیا کرتے تھے اکثر ذمی لوگ بھی آپ کے وعظ میں کفر و شرک سے سیراز ہو کر حلقہ اسلام میں آتے تھے آپ کا باپ وزیر عون الدین بن ہبرہ کا غلام تھا جس نے شیخ جمال الدین ابن جوزی حنبلی کی بیٹی سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے آپ پیدا ہوئے اور آپ نے اپنے نانا سے فقہ پڑھی اور حدیث کو سنا اور حنبلی مذہب پر قائم ہوئے مگر جب موصل و دمشق میں آئے اور جمال الدین محمود حصیری وغیرہ سے تفقہ کیا تو حنفی مذہب اختیار کیا اور دمشق میں کچھ اور مسئلہ میں سکونت اختیار کی تصانیف مفیدہ و عمدہ کین جنہن سے تفسیر قرآن شریف ۲۹- مجلد اور تاریخ مرآۃ الزمان جالیس مجلد اور شرح جامع کبیر اور کتاب انیار الانصاف اور فتی السؤل فی سیرۃ الرسول اور لوا مع فی احادیث المختصر اور جامع اہ کتاب فی مناقب النہمان مشہور و معروف ہیں آپ سے آپ کے بیٹے عبد العزیز متوفی مسئلہ ہجری نے تفقہ کیا۔ وفات آپ کی منگل کی رات ۶۱- ماہ ذی الحجہ ۵۵۷ھ ہجری میں شہر دمشق میں ہوئی اور جبل قاسیون میں دفن کیے گئے۔ مشہور زمانہ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمود بن محمد بن حسن خوارزمی۔ ابو المود خطیب کینت تھی مسئلہ ہجری میں پیدا ہوئے فقیہ فاضل محدث کامل تھے۔ فقہ وغیرہ نجم الدین طاہر بن محمد حفصی سے حاصل کی۔ خوارزم کے قاضی مقرر ہوئے اور حدیث کو دمشق میں روایت کیا اور نجد میں درس و تدریس میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ مسئلہ میں وفات پائی۔ سلطان شہر تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد بن محمد بن عبد الحمید۔ سراج الدین لقب تھا۔ امام کبیر حافظ۔ واعظ۔ مفسر تھے۔ آپ کے زمانہ میں امام ابو حلیفہ رحمہ کے مذہب کی ریاست آپ پر ختمی ہوئی۔ فقہ آپ نے بخارا میں شمس الامہ کردری سے پڑھی اور آپ سے بخارا زاہری صاحب قنبیہ اور محمود صاحب حقائق مخرج منظوم نے تفقہ کیا۔ بخارا میں ماہ رمضان ۵۵۷ھ میں انتقال فرمایا۔ مجموعہ کمالا ہے آپ کی تاریخ وفات ہے۔

داؤد رحمہ اللہ عالم فاضل ہیں جنہوں نے فتاویٰ خیر مطلوب تصنیف کیا۔

محمد بن عقیل النضاری

محمد بن عقیل

محمد بن عقیل

دشمن بن سلسلہ مین وفات پائی۔ آرائش اجماع کی تاریخ وفات ہو۔
 احمد بن محمد بن شرف الدین عمر بن محمد بن عمر عقیل النضاری شمس الدین لقب تھا
 اور نسب مین حضرت عقیل بن ابی طالب کی طرف منسوب تھے اپنے زمانہ کے شیخ و عالم فاضل
 تھے۔ فقہ اپنے دادا شرف الدین عمر شاگرد صدر الشہید سے پڑھی اور انھیں سے روایت بھی
 کی امام محمد کی جامع صغیر کی شرح تصنیف کی اور اسکو اچھی نظم میں منظم کیا یہاں تک کہ وہ سی
 شرح مین مخصوص ہوئے۔ بخارا مین عہدہ مین وفات پائی۔ نور عرفان تاریخ وفات ہو۔
 مختار بن محمود بن محمد زاہدی غریبی۔ ابو الرجاہ کنیت نجم الدین لقب تھا۔ امام کا
 اور رجاہان فقہاء مین سے عالم اجل۔ فقہ فاضل۔ خلاف و مذہب مین ید طولی اور کلام و مناظرہ
 مین دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ تصانیف نہایت عمدہ کین جو بہت جلد مشہور اور متداول
 ہو گئیں جن مین سے شرح مختصر قدری المسمی بحکلی اور قفۃ المینۃ للتبیین جو بیرونی
 کی عہد محیط اور کتاب الحاوی سے انتخاب کیا اور زاد الامثال و رسالہ ناصرید و جامع فی الجہت
 اور کتاب الفرائض مین بگرام و بہان وغیرہ نے تصریح کی ہو کہ آپ مغربی الاعتقاد
 خفی الفروع تھے اور جو کہ آپ کی تصنیفات رطب یابس سے جو ہر اس لیے جگہ بگم کتب سے
 آپ کی کتب کے مسائل مطابق ہوں قابل اعتبار نہیں۔ علوم اپنے اکابر مین سے حاصل کیے
 جن مین سے محمد بن عبد الکریم ترکستانی شاگرد وہقان کا شانی تلمیذ نجم الدین عمر نسفی اور
 ناصر الدین مظری صاحب مغرب تلمیذ علامہ زنجشیری اور صدر الفقہاء سند لامہ یوسف بن
 محمد خوارزمی اور سراج الدین یوسف سکاکی اور فخر الدین قاضی بدیع مین جب آپ ربیعہ
 فیصلت و کمالیت کو پہونچے تو بغداد مین تشریف لائے اور وہاں کے امام و فضلا سے خوب ملاقات
 کیے پھر روم مین پہونچے اور مدت تک سکونت اختیار کر کے فقہاء کو درس دیا اور عہدہ
 مین وفات پائی۔ شمع مدایج آپ کی تاریخ وفات ہو غریبی طرف غریب مین کے منسوب ہو۔
 جو خوارزم کے شہر دین مین سے ایک شہر کا نام ہو۔

عمر بن احمد بن ہبہ الدین محمد بن ہبہ الدین احمد بن محمد بن علی المعروف بابن عیلم
 حلب مین مشہور ہجری مین پیدا ہوئے۔ نسب آپ کا ابی ابراہیم کی طرف منسوب ہوتا ہو جو

حضرت علی رام کے اصحاب سے تھے۔ کینت ابو القاسم اور لقب کمال الدین تھا۔ بڑے عالم فاضل
 فقیہ محدث۔ یونخ۔ ادیب۔ کاتب۔ بلیغ۔ ذکی۔ یگانہ زمانہ تھے آپ کے وقت میں امام
 ابو حنیفہ کے اصحاب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ تدریس و افتاء آپ کا کام رہا۔ فقہ بدرامین
 محمد بن یوسف سے بڑھی اور حدیث کو محمد بن بغداد و دمشق اور قدس سے ساجب تلمذ یون
 نے حلب پر پڑھائی کی تو آپ مصر میں چلے گئے اور جب وہ حلب کو لوٹ کھسوٹ اور دہان کے
 لوگوں کو قتل کر کے واپس چلے گئے تو آپ پھر حلب میں آئے اور وہاں کی خراب حالت کو دیکھ
 ایک بڑا طویل قیصرہ اسباب میں تصنیف کیا اور فقہ و حدیث و ادب میں تالیفات کیں و ایک
 تاریخ حلب قس جلد میں بغنیۃ الطلب فی تاریخ حلب نام سے لکھی بقول ابو بغداد امادہ بن نجیح
 اور بقول سیوطی ماہ جمادی الاول ۳۱۷ ہجری میں وفات پائی اور مصر میں سفح مقلم میں دفن
 کیے گئے۔ آپ کے والدہ احمد بن بیتہ اللہ بھی بڑے عالم فاضل اور قاضی انقضات تھے
 محدث ادیب کامل تاریخ وفات ۵۰۰۔

علامہ ترمذی

فضل اللہ بن حسین ترمذی۔ شہاب الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام محقق شیخ
 دقیق۔ محدث۔ فقہ۔ فقیہ جبار صاحب تصانیف کثیر تھے لغوی کی مصابیح استمد کی مسے
 بالیسر نہایت عمدہ شرح تصنیف کی اور کتاب مطلب الناسک فی علم الناسک جالیس باب
 میں تصنیف فرمائی اور بغیر فقہ کے اسی میں صرف مساک حدیث کو اختیار کیا ۳۱۷ ہجری میں
 وفات پائی۔ آپ کی تاریخ وفات محدث زبیر ملک ۵۰۰۔

ابن اسباب

علی بن نجیر بغدادی المعروف بہ ابن اسباب۔ شعبان ۳۱۷ ہجری میں پیدا ہوئے
 فقیہ فاضل عالم متبحر تھے۔ فقہ ظہیر الدین محمد بن عمر بخاری سے اخذ کی اور آپ سے مظہر الدین
 احمد صاحب مجمع البحرین نے اخذ کیا۔ فقہ میں ایک راجزہ تصنیف کیا اور جامع کبیر کی بھی
 شرح لکھی مگر اسکو کامل نہ کر سکے کہ ۳۱۷ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بخاری

علی بن محمد بن علی سامی بخاری نجسم العلماء اور حمید الدین انفریک لقب سے مشہور
 تھے۔ امام کبیر فقیہ محدث۔ مفسر اصولی۔ جدلی کلامی حافظ متقن تھے۔ ماوراء النہر میں علم کی
 ریاست آپ منتہی ہوئی۔ اور آپ کی جلالت کے آوازہ سے زمین کا طوق پڑھوا۔ فقہ شمس الامم

محمد بن عبد الستار کردری سے بڑھی اور حدیث کو جمال الدین علیہ اللہ بحولی سے سنا اور آپ سے حافظ الدین عبد الستار بن احمد نسفی صاحب کنز اور ابو الیاء محمود بن احمد بخاری صاحب کتاب شرح منظومہ اور جلال الدین محمد بن احمد صاعدی وغیرہ نے تفقہ کیا جامع کبیر و کتاب النفع اور کتاب منظومہ نسفی کی شرحین لکھیں اور مواضع شککہ ہدایہ پر فوائد نام سے حاشیہ لکھا وفات آپ کی ۶۷۷ھ میں ہوئی اور امام ابی حفص کبیر کے پاس دفن کیے گئے اور بموجب وصیت کے آپ کو امام حافظ الدین نے قبر میں رکھا اور تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ انہر نماز جنازہ کی بڑھی - جمع النور تاریخ وفات ہو -

محمد بن

محمد بن احمد بن عمر صاعدی بخاری المعروف بعیدی - جلال الدین لقب تھا چونکہ آپ کے آبا و اجداد میں سے کوئی شخص عید کے روز پیدا ہوا تھا اسلئے آپ عیدی کی نسبت سے نامزد ہوئے آپ اپنے زمانہ کے امام فاضل عالم تھے اور اصول و فروع و خلاف میں معرفت تامہ رکھتے تھے پہلے حسام الدین محمد خشکی بھر حمید الدین علی ضربیہ سے فقہ جرحی اور ۶۷۷ھ میں فوت ہوئے اور مقام کلاباذ واقع بخارا کے مقبرۃ قضاۃ سبعہ میں مدفون ہوئے شمع حریم تاریخ وفات ہو -

ابن القتب

محمد بن سلیمان بن حسن بن حسین لمبجی قدسی المعروف بہ ابن القتب - ابو عبد اللہ کنیت اور جمال الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام - عالم - زاہد - فقیہ - محدث - مفسر - جامع علوم مختلفہ تھے قدس میں نصف شعبان ۳۷۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے - قاہرہ میں علم پڑھا اور مصر میں یوسف بن محلی سے حدیث کو مستند تک جامع اذہر قاہرہ میں اقامت اختیار کی اور مدرسہ عاشورہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر قدس کو واپس تشریف لیگے یہاں لوگ دور دور سے آپ کی زیارت کو آتے اور آپ کی دعا سے تبرک چاہتے تھے قرآن شریف کی ایک تفسیر المسمی بالتحریر والتجیر لا یرى الا التفسیر فی معانی کلام السبع بعد نبات کلان نوافل جلدون میں ایسی تصنیف کی کہ اس سے پہلے تالیف نہ ہوئی تھی اور اوسمیں بجا ک تفاسیر کے اقوال کو جمع کیا اور اسباب نزول و قرأت و اعراب و لغات و حقائق اوز علم باطن کو ذکر کیا - شعرانی نے کہا کہ میں نے اس سے بڑی کوئی تفسیر نہیں دیکھی

وفات آپ کی قدس میں ۶۸ھ میں ہوئی محدث زبدۃ زمان تاریخ وفات ۵۰-

محمود دین محمد بن داؤد دلولوی بخاری۔ ابو الحیاء کینست کہتے تھے۔ بخارا میں چلے گئے۔

کو پراہنوںے - فقیہ محدث - حافظ - مفسر - اصول - تشکیم - ادیب - کلام و جدل میں بری

رکعتیں تھے۔ فقہ برائے الاسلام زر نوحی تلمیذ صاحب ہدایہ اور ابو عبی اللہ محمد بن حسین بن عبد الحمید

قرشی اور سراج الدین محمد بن احمد اور بدر الدین خواہر زادہ محمد بن محمود اور حمید الدین علی نقی

تلامذہ شمس الائمہ محمد کدوری وغیرہ فقہا سے طبعی اور منظومہ نفسی کی شرح حقائق منظومہ

نام نہایت مرغوب اور بیعیع الاسلوب متداول بین العلماء تصنیف کی اور واقعہ بخارا میں

۱۰۔ میں درجہ شہادت کا پاکر رکھ کر اے عالم حاد وانی ہوئے۔ اور اللہ مرفقہ دیا یہ کوفات ہر

ہفتہ الشہرین احمد ابن علی بن محمود طرازی - لقب سراج الدین تھا فقیر سیم صولی

ساظر۔ فارس میدان بحث کھے دور دور سے طلبا اگر آپ سے یغیاب ہوئے کھے دست

بین آئے اور فقہ جلال الدین عظیمی باری سے حاصل کی۔ سہرچ جامعہ لمیہ سہرچ عقیقہ طحاوی

بصيرة الاسرار مع مشارع تصنيف لكن ادرت في هذين وفات باني طرازي بجمع طار ازلي طر

عمر بن احمد بن عمر کا خشتہ الہی - عالم جلیل ، القدر فاضل ، فتحی تھمذی الفی ، حساب حرم

مقالہ برائے مختلف علوم میں ماہر کا اہل تھے۔ فرافضیہ احمدیہ محمد بن علی

نور محمدی شاگرد الی طاہر سراج الدین محمد بن محمد بن محمد سحاوندی مؤلف ذائقہ احمدی سے

پڑھی اور آپ سے ابو العلاء شمس الدین محمود کلاباذی فرضی نے اخذ کیا جسے ضوء السراج

منہج سر اجہ میں آپ سے بہت سے فوائد و تحقیقات نقل کیے جو آپ کی وقت نظر اور غرض

فکر بردارلین شهر چوانیه واقع ولایت خازرمین ماه صفر ۳۱۰ هجری قمری فوت

ہوئے۔ کاکھشتوائی صوبہ گنڈمان کی طرف ہر دو ایک شہر بخارا کے شہروں

من سے کر۔

علیہ السلام بن محمد اذرعی۔ شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل

عزیز العالم کبیر المصلح تھے۔ اکثر علوم و فنون میں آپ کو مشارکت نامہ حاصل تھی دیانت

مکتبہ اسلامیہ

100

بسم الله الرحمن الرحيم

ویانت و صیانت و عفت اور تواضع میں مشارالہ تھے۔ مدت تک دمشق کے قاضی نقضاء رہے تخریث و تدریس اور افتا آپ کا کام رہا۔ آپ کے بیٹے بدر الدین یوسف نے آپ سے علم اخذ کیا اور شیعہ میں فوت ہوئے۔ ذریعہ طرف اور عات کے منسوب ہر جہاں میں ایک نواح کا نام ہے۔ اشرف الامام تاریخ وفات ہے۔

عبد العزیز بن احمد دبیری۔ عبد الدین لقب تھا۔ فقیہ مصر جامع مقبول فقہول مادی فروع و اصول علامہ زمانہ تھے نام عمر تدریس و تعینف اور تفسیر علم میں معروف رہ کر شیعہ میں وفات پائی۔ تفسیر دبیری آپ کی عمدہ تصنیفات میں سے یاد گار ہے۔ خواجہ آوان آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شیخ محمد بن سعید بن ہشام ابن الجہان شاطبی۔ شاطبیہ میں شیعہ میں پیدا ہوئے ابو الولید۔ اور فخر تولد کنیتیں تھیں۔ عالم ماہر۔ ادیب فاضل۔ شاعر محسن حسین و عارف خوش مزاج تھے۔ پہلے مالکی مذہب تھے جب شام میں آکر صاحب کمال الدین بن عدیم اور ان کے بیٹے قاضی نقضاء مجد الدین کی صحبت اختیار کی تو مالکی سے خفی المذہب ہوئے و قبائلہ میں مدت تک درس دیتے رہے اور دمشق میں شیعہ میں فوت ہوئے اور سفح قاسیون میں دفن کیے گئے سرور دہر تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عثمان المعروف بابن شماع۔ فقیہ متحرر فروع و اصول میں بدعوتی رکھتے تھے۔ علوم شمس الدین عبد اللہ بن عطار سے پڑھے اور شیعہ میں وفات پائی۔ زینت دہر تاریخ وفات ہے۔

سلیمان بن ابی المعز صاحب بن عطار الاذریعی۔ صدر اللہ بن لقب اور ابو التزیج کنیت تھی مصر میں آکر مقیم ہوئے صفدی نے کہا ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے امام عالم و علامہ متحرر تھے داف و خواص فقہ میں عارف و ماہر تھے مصر و شام میں ریاست مذہب خفیہ کی آپ کی طرف منہی ہوئی فقہ محمود بن عبد اللہ بن حسیب بن علیہ قاضی خان سے حاصل کی اور آپ سے آپ کے بیٹے محمد بن سلیمان اور احمد بن ابراہیم سرور جمی نے نفقہ کیا مدت نقضاء مصر و شام کے متولی رہے اور تراسی سال کی عمر میں شیعہ ہجری کو فوت ہوئے

عبد العزیز بن احمد دبیری

شیخ محمد بن سعید بن ہشام

محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عثمان

سلیمان بن ابی المعز

جو اہل اسرار آپ کی تاریخ وفات ہو۔ آپ نے قاضی خان شمس زبادات کو منتخب کیا۔
عبد الرحمن بن کمال الدین عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ عقیلی
علی حنفی المعروف بابن عدیم۔ مجاہد الدین لقب اور ابو الجعد کہلاتے تھے۔ عالم فاضل فقیہ
محدث۔ ادیب۔ عارف مذہب تھے مسلک سحر بن پیدا ہوئے دمشق حلب۔ بغداد۔ ذکر
حریم روم کے محدثین سے حدیث کو سنا اور طلب کیا۔ آپ ہی میں جنھوں نے پہلے پہل
جامع حاکم بن خلیل بڑھا اور ظاہریہ میں جنھوں نے تعمیر ہوا۔ رسایا اور شام کے قاضی القضاۃ
ہوئے اور ریاست مذہب امام ابو حنیفہ رحم کی مصر و شام میں آپ کی طرف منتہی ہوئی۔
سلسلہ میں وفات پائی۔ کعبہ شرف تاریخ وفات ہو۔

الحنفیہ
محدث
سلسلہ

محمود بن عبد القاہر بن ابی بکر شہاب الدین رازی سراج الدین عمر کے والد اہل
فقیہ محدث مفسر تھے۔ دمشق میں فقہ حنبلی اور مصر میں ابنہ حجاز بن الدین محمد بن ابی بکر
تلمیذ صاحب ہدایہ سے بڑھی اور بعد خلاطی کے مدرسہ سیوفیہ میں مدت تک درس دینے
رہے سلسلہ میں وفات پائی۔ ہمدانی خدا دان تاریخ وفات ہو۔

الحنفیہ
محدث

عبد اللہ بن محمود بن مودود بن محمد موصلی۔ ابو الفضل کہلاتے اور محمد الدین لقب
تھا۔ ۹۹ھ میں شہر موصلی میں پیدا ہوئے پہلے اپنے باپ ابی النعمان محمود سے جو ۳۳۰ھ
میں فوت ہوئے سبانی علوم کے حامل تھے پھر دمشق میں جا کر جمال الدین حمیر کا سے
علوم کی تکمیل کی اور فروع و اصول میں وحید العصر فرید اللہ ہوئے بڑے بڑے فتاویٰ
آپ کو حفظ تھے اول کوفہ کی قضاء کے متولی ہوئے پھر معزول ہو کر بغداد میں آئے اور
مشہر امام ابی حنیفہ رحم میں درس کو ترتیب دیا اور وہاں کے مفتی اور مدرس ہوئے یہاں تک
کہ غنیمت کے روز ۱۹- ماہ محرم ۳۳۰ھ میں وفات پائی۔ بعد حیات آپ کی تاریخ وفات ہو۔
آپ نے فقہ میں کتاب مختار عین جوانی کے وقت تصنیف فرمائی تھی پھر کسی شرح مختار یا م تصنیف
کی جنانچہ یہ دونوں کتابیں آپ کی فقہاء کے نزدیک بڑی معتبر و مستند ہیں یہاں تک کہ آپ کی
پہلی کتاب متون اربعہ میں شامل ہو چکرے اکثر متاخرین فقہاء کا اعتماد اور متون اربعہ میں
مختار۔ کتبہ فقہاء۔ مجمع البحرین آپ کے تین بھائی اور بھی تھے۔ عبد اللہ اعظم۔ عبد العزیز۔

الحنفیہ
محدث
سلسلہ

و عبد الکریم نام جو عالم فاضل تھے چنانچہ عبد الکریم نے توحید کو موصول میں لکھا اور بیان کیا اور فقہ دمشق میں جا کر جمال الدین حصیری سے حال کی پڑھائے جو میں وفات پائی اور عبد العزیز و عبد الکریم دونوں نقیہ تھے جو موصول کے مدرس تھے۔
 داؤد بن یحییٰ بن حبان بن عبد الملک قحطانی - زہیدی - غرضی - اسدی -
 عماد الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل شیخ محقق دمشق کے قاضی تھے نسب آپ کا
 زبیر بن عوام صحابی کی طرف منہی ہوتا ہے۔ وفات آپ کی سن ۳۷۰ ہجری میں ہوئی۔
 سراج ہدایت تاریخ وفات ہے۔

عبد العزیز بن عبد السید بن عبد العزیز بن محمود غازی - سن ۳۷۰ ہجری میں پیدا ہوئے ابو خلیفہ کنیت تھے بڑے عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے اور ابو الرجاہ
 نحمنا - بن محمود زہدی آپ کے ہم عصرون میں سے تھے اور آپ کی بڑی تفریق کیا کرتے
 تھے ابو العلاء نے اپنی معجم میں آپ کا ذکر کیا۔ وفات آپ کی بقول علی قاری سن ۳۷۰
 کو قدس میں ہوئی۔ ایزد پرست آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن صدر الدین سلیمان بن باب شافعی - نقی الدین لقب تھے اپنے زاد کے
 امام فاضل - حافظ فنون اور صدر الصدور تھے۔ علوم اپنے باب شاگرد حصیری تلمیذ
 قاضی خان سے حاصل کیے اور سن ۳۷۰ میں وفات پائی۔ گو ہر نابان آپ کی تاریخ وفات کو
 محمد بن محمد ابو الفضل برہان نسفی - اپنے زاد کے امام فاضل - مفسر - محدث - نقیہ
 اصولی - متکلم تھے۔ سن ۳۷۰ کے قریب پیدا ہوئے۔ علم خلاف میں ایک مقدمہ تصنیف کیا اور
 علم کلام میں عقائد نسفی نام ایک کتاب لکھی جسکی سعد الدین تغلارانی وغیرہ نے شرحیں لکھیں اور
 امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر کو ملخص کیا اور ماہ ذی الحجہ ۳۷۰ میں وفات پائی اور امام
 ابو حنیفہ کے مشہد کے پاس مدفون ہوئے امام فقہ تاریخ وفات ہے۔ وہ جو فقہ کتب و نظموں
 نے چھاپا نسفی کو الی حصص عمر نسفی کی طرف منسوب کیا تو یہ انکے قلم کا زلہ ہے۔

شیخ برہان الدین محمود بن ابی النجیر السعدی - سلطان غیاث الدین بلبن کے
 وقت میں اکابر علماء و فضلاء میں سے نقیہ محدث جامع علوم عقلیہ و نقلیہ واقف فنون

عبد العزیز بن عبد الکریم

عبد العزیز بن عبد الکریم

عبد العزیز بن عبد الکریم

عبد العزیز بن عبد الکریم

عبد العزیز بن عبد الکریم

رسمیہ و عرفیہ صاحب شریعت و طریقت تھے اور شعر و ارفان کہتے تھے آپ نے مشارق الانوار کو
 اُسکے مصنف سے مندر کیا آپ کا قول تھا کہ میں چھ سات سال کی عمر میں اپنے باپ کے ہمراہ راستہ
 میں جلا جاتا تھا کہ سامنے سے حضرت مولانا برہان الدین مریشانی صاحب ہدایہ کی سواری آئی
 اور میں اُس عجم میں اپنے باپ سے جدا ہو گیا جب مولانا ممدوح کی سواری نزدیک آئی تو
 میں نے آگے ہو کر سلام کیا آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ خدا تعالیٰ مجھ کو ایسا کہلاتا ہے کہ یہ
 لڑکا اپنے زمانہ میں علامہ ہو گا میں نے یہ سخن اپنے کانوں سے سنا اور آپ کے ہر کام چل پڑا
 بھر ممدوح نے فرمایا کہ خدا مجھ کو یہ کہلاتا ہے کہ یہ لڑکا ایسا ہو گا کہ بادشاہ اُسکے دروازہ پر حاضر ہوئے
 آپ نے بار بار فرمایا ہے کہ قیامت کو خدا تعالیٰ مجھ کو کسی گنہ گیرہ سے نہ پوچھے گا مگر ایک گیرہ
 سے لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون سا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ سماع جنگ ہے ہمت و فہم میں نے
 سنا ہے۔ وفات آپ کی ششہ ہجری میں ہوئی اور قبر آپ کی حوض شمس کے جانب شرق
 واقع ہے جسکو تختہ نور کہتے ہیں اکثر لوگ واسطے تیزی فہم اور زیادتی علم کے آپ کی قبر کی
 خاک لڑکوں کو کھلے ہن محمدت فیسم تاریخ وفات ہے۔

احمد بن ناصر بن طاہر حسینی۔ برہان الدین لقب ابی المعانی کنیت تھی۔ فقیہ مفسر
 جامع علوم و تعلیم و نقلیہ تھے سات جلدوں میں قرآن شریف کی ایک تفسیر نہایت جستہ
 و سبب تصنیف کی اور ششہ ہجری میں وفات پائی۔ بزرگ موجودات آپ کی تاریخ وفات ہے۔
 محمد بن محمد بن محمد بن علی۔ بڑے عالم فاضل زاہد۔ عابد۔ جامع فروع و اصول تھے
 فقہ آپ کا حلالی الدین تھا۔ علوم علاء الدین عبدالعزیز بخاری تلمیذ فخر الدین محمد باقری
 شاگرد شمس الامامہ محمد بن عبدالستار کردہری تلمیذ صاحب ہدایہ سے پڑھے اور کمالات کے
 رتبہ کو پہنچے پھر دمشق میں تشریف لائے اور وہاں کے مدرسہ مقرب ہوئے پھر مفتی بنے
 اور حج کیا اور ہدایہ کی تشریح اور ایک کتاب اصول فقہین سننی نام سے تصنیف کی ابو العباس
 احمد بن مسعود بن عبدالرحمن قنوی اور بدر الطویل اور داؤد دوروی خطی اور ہیثمہ السمری
 احمد ترکستانی نے آپ سے علوم پڑھے۔ وفات آپ کی بقول قنوی ۶۹۱ھ اور بقول
 صاحب کشف ۷۰۰ھ ہجری میں واقع ہوئی۔

تاریخ

تاریخ

نعمان بن حسن بن یوسف خطیبی معزال دین لقب تھا۔ بڑے عالم فاضل -
فقہ متبحر تھے۔ مدت تک قاہرہ کے قاضی القضاۃ رہے۔ جسے تمام لوگ خوش رہے
اور ۹۱۶ھ میں وفات پائی۔ مشہور آفاق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن نصر بخاری۔ ابو الفضل کنیت حافظ الدین کیرقب تھا بخارا میں
۳۱۶ھ میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ عالم ربانی۔ زاہد عابد۔ فقہ محدث تھے
حافظ۔ مفسر۔ محقق۔ مدقق جامع الزواع علوم و فنون تھے۔ علوم فقہ وغیرہ حام الدین حسین
سنغاتی اور شمس الامہ محمد بن عبدالستار کردری اور احمد بن اسد خدری لفظی اور عبدالعزیز بن
احمد بخاری اور محمد بن بخاری اور شمس الدین محمود کلایازی فرضی سے بڑھے اور حدیث کو
شمس الامہ محمد بن عبدالستار کردری اور ابی الفضل عبد اللہ مجبوی سے سنا اور روایت کیا آپ نے
حدیث کو ابی العلاء بخاری نے سنا اور اپنی معجم شیوخ میں آپ کا ذکر کیا۔ وفات آپ کی بخارا
میں نصف شعبان ۶۹۳ھ میں واقع ہوئی اور کلایازین اپنے باپ کے پاس متصل
امام ابی بکر طرخان کے دفن کیے گئے آرائش عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبدالوہاب بن احمد بن سحنون الخطیب۔ مجد الدین لقب تھا۔ فاضل حنفیہ میں سے
عالم ماہر۔ فاضل باہر۔ ادیب کامل شاعر بے مثل خطیب زہر تھے۔ مدت تک مدرسہ دینیہ
کے مدرس ہیں اور پچھتر سال کی عمر میں ۹۱۶ھ میں وفات پائی۔ بلند درجات تاریخ وفات ہے
احمد بن علی بن ثعلب بلخی۔ مظفر الدین لقب تھا مگر ابن ساعاتی کے نام سے پہلے
مشہور تھے کہ آپ کے والد ماجد علی بن ثعلب علم عیشت اور نجوم اور عمل ساعات میں بڑے
ماہر ماہر اور گیارہ سال کی عمر میں جو دمشق سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر پیدا
ہوئے اور بعد ازاں شہر دہلی آیا اور کمال کے رتبہ کو پہنچ کر علوم شرعیہ میں امام زمانہ اور فروع و اصول
میں حافظ متقن۔ اہل ثقافت ہوئے خیابانہ مشائخ زمانہ نے اس بات پر اظہر کیا کہ آپ
بواخر دہائی کے میدان کے مشہور اگدر سے ہیں شمس الدین صفہانی شافعی شایخ کتاب محصول آپ کو
ابن حاجب پر نصیبت دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ ابن ماجہ سے بہت ذکی ہیں یہاں تک کہ
لوگ ذکاوت اور فصاحت و دقت میں آپ سے تمیز دیکھتے تھے۔ علوم آپ تاج الدین علی بن سحر

محمد بن محمد بن نصر بخاری

عبدالوہاب بن احمد بن سحنون الخطیب

احمد بن علی بن ثعلب بلخی

المسلمہ ظہیر الدین محمد مصنف فتاویٰ ظہیر یہ شاگرد حسن قاضی خان سے حاصل کیے دیت تک بقدر
میں مدرسہ لطائف خفیه کے جو دروازہ مستغریہ میں واقع تھا درس رہے۔ مجمع البحرین اور
بیضی اصول فقہ میں بہت عمدہ کتابیں لکھیں اور علم ادب میں بھی نہایت مفید تصنیفیں
رکن الدین سمرقندی اور ناصر الدین بن محمد نے آپ سے مجمع البحرین پڑھی۔ وفات آپ کی
۶۹۸ھ میں ہوئی۔ آرائش آفاق تاریخ وفات ہجری۔ آپ کی ایک بیٹی مسماۃ فاطمہ بڑی فقیہ
تھی جسے آپ سے فقہ اور مجمع البحرین کو پڑھا اور آپسہ عمدہ تعلیق لکھی۔

یوسف بن عبداللہ بن محمد اذرعی۔ بدر الدین لقب تھا۔ عالم ہر در فاضل عصر ماہر
علوم متعدد تھے سنہ ہجری میں پیدا ہوئے فقہ اپنے باپ قاضی العفصۃ شمس الدین عبداللہ
اور محمود حصیری سے حاصل کی جارشنبہ کے روز ۱۳۔ ماہ ربیع الاول ۶۹۹ھ ہجری میں وفات
پائی۔ عقائد کے عالم آپ کی تاریخ وفات ہجری۔

احمد بن جمال الدین ابی المحامد محمود بن احمد بن عبد السعید بن عثمان بن نصر بن عبد الملک
بخاری المعروف بالحصیری۔ بخارا میں ماہ رجب ۶۳۶ھ میں پیدا ہوئے نظام الدین لقب تھا
اپنے زمانہ کے امام فاضل۔ فقیہ اجل تھے بہا تک کہ خفیون میں سے آپ کے وقت میں
کوئی آپ سے ہمسری نہ کر سکتا تھا فقہ اپنے باپ جمال الدین محمود حصیری سے پڑھی تک
مدرسہ توریہ میں تدریس پر رہے اور ۶۹۸ھ کو دمشق میں وفات پائی علامہ محدث تاریخ وفات کی
حسن بن احمد بن حسن بن الفوشروان رازی ۶۳۲ھ میں پیدا ہوئے اپنے وقت
کے امام کامل۔ علامہ فاضل۔ فروع و اصول میں سرآمد اور حدیث و تفسیر میں ید طولی کہتے
تھے۔ حاکم الدین کے لقب سے ملقب اور قاضی العفصۃ کے خطاب سے پکارے جاتے
تھے۔ سنہ ہجری کو دمشق میں تشریف لائے اور یہاں میں برس تک قاضی رہے پھر
مصر میں گئے اور وہاں چار سال تک دار العفصۃ کے متولی رہے اور ۶۹۹ھ میں تانا
کی لڑائی میں فوت ہوئے۔ نجلی وزیر تاریخ وفات ہجری۔

ایوب بن ابی بکر بن ابراہیم نحاس حلبی۔ شہر حلب کے رہنے والے تھے ابو صابر
کنیت اور بہار الدین لقب تھا امام عالم اور مفسر فقیہ محدث تھے۔ آپ کے زمانہ میں حبش کی

یوسف اذرعی

محمود

جمال الدین

ایوب بن بکر

ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ حدیث گو کہ منظمہ قاہرہ اور بغداد کے محدثین سے بڑھا اور سنا اور آپ سے قاضی القضاۃ علی بن احمد طوسی اور یوسف بن محمد بن یعقوب بن ابراہیم بن النحاس طبری نے بڑھا۔ ماذ شوال ۹۹۹ھ ہجری کی دوسری رات کو فوت ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی لفظ عمر تابان سے نکلتی ہے۔ نحاس بقم لون و تشدید حاکم علمہ ایلے انکو کہا کرتے تھے کہ آپ تانبے کا کام کرتے تھے۔

محمد بن سلیمان بن وہب بن ابی الغرہ دمشقی شمس الدین لقب تھا علم ظرافت کے عالم فاضل اور فردع و اصول کے جامع تھے۔ علم اپنے باپ شاگرد حسیری تلمیذ قاضی سے بڑھا اور دمشق میں تیس سال سے زیادہ مفتی رہے بعد از ان ہان کے قاضی مقرر ہوئے یہاں تک کہ ۹۸۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

محمود بن ابی بکر ابو العلاء بن علی کلاباذی بخاری۔ شمس الدین فرضی لقب تھا ۹۴۴ھ میں شہر بخارا کے محلہ کلاباذ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے امام محدث متفق فقیہ۔ صالح۔ فرضی۔ عارف رجال حدیث۔ جم الفضائل ملیح الکتاب۔ واسع الرحلہ جہر فہم بحر خز علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ آپ کے مشائخ سات سو سے کچھ اوپر تھے جن میں سے حافظ الدین کبیر محمد اور حمید الدین علی ضریر اور محمد الدین محمد خلاطی اور محمد الدین سلیمان بن ہب وغیرہ ہیں حدیث کو ایک جماعت محدثین خراسان و بخارا و بغداد و دمشق و مصر وغیرہ سے سنا اور اپنے ہاتھ سے بکثرت لکھا اور معجم کا مسودہ کیا فراغ فرما کر بن عمر بن احمد کا ختم انی سے بڑھا اور یہاں تک اس علم میں مہارت پیدا کی کہ فرضی کے لقب سے مشہور ہو کر فراغ میں امام در اس ہوئے اور مختصر سراجی کی شرح خود السراج نام نہایت نفیس مشتمل بر ذکر اذکر مذاہب مختلفہ تصنیف کی جو آپ کے تبحر پر ایک دلیل ساطع اور برہان قاطع ہے اور اس کتاب کو مختصر کر کے سہاج نام رکھا اور ایک کتاب سہل مستہ کے بارہ میں تصنیف کی آپ نے حدیث کو ابو حیان اور عبد الکریم برزالی وغیرہ نے سنا اور علم فراغ فرمایا ایک جماعت نے بڑھا۔ ذہبی نے مشتبہ بئہ میں لکھا کہ آپ نے ایک بڑی کتاب مشتبہ بئہ بن السوید کی جس میں سے میں نے بہت فضل کی۔ آپ بسبب فوت قحط کے تبارک کے ساتھ دارین

محمد بن سلیمان

محمد بن سلیمان

میں تشریف لیکے مہمان چند ماہ رہ کر سندھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی تاریخ وفات لفظ فقہ شہر سے نکلتی ہو۔ طبقات فارسی میں لکھا ہے کہ ابو حیان اندلسی نے کہا ہجرت محدث ابو العلاء محمود بن ابی بکر بخاری طلب حدیث میں شہر قاہرہ میں تشریف لائے بڑے نیک خوش خلق۔ لطیف مزاج تھے جس میں اور وہ حدیث کی طلب میں پھرتے تھے پس جب وہ کسی غریب دور کو دیکھتے تو فرماتے کہ یہ امام بخاری کی شرط پر صحیح ہو۔

شیخ الاسلام سدید بن محمد خاظمی۔ علاء الدین لقب تھا اپنے زاد کے امام کی طرف تعلق و کلام میں رئیس بے نظیر تھے۔ علم نجوم الشیخ علی بن محمد عمرانی تلمیذ زنجشیری سے حاصل کیا اور آپ سے ابو یعقوب یوسف سکاکی اور حسین بن محمد باری نے تعلق کیا۔

رکن الدین والجانی خوارزمی۔ امام جلیل القدر کثیر العلم معرفت اصول دینیہ میں اور زمانہ اور مذہب و خلافت میں مجتہد گناہ تھے۔ نجم الدین حکیمی شاگرد فخر الدین حسن قاضی خان سے تعلق کیا اور آپ سے نجم الدین مختار زاہدی صاحب قیثہ نے فقہ کو حاصل کیا۔

برہان الاسلام زرنوجی۔ بڑے عالم فاضل فقہ محدث۔ جامع مقولات و مقولات تھے۔ فقہ وغیرہ برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ اور حماد بن ابراہیم صفار بخاری اور امام زادہ جو غنی سے حاصل کی اور کتاب تعلیم المتعلم نہایت نفیس و مفید قلیل الحجم کثیر المنافع تصنیف کی۔

محمد بن عبد الرشید بن نصر بن محمد بن ابراہیم بن اسحق کرمانی۔ ابو بکر کینیت رکن الدین لقب تھا امام اجلہ میں سے خواص معانی و قیثہ۔ فقہ محدث۔ علم مذہب و خلافت میں یدِ طولیٰ اور حسن کلام و اسلاط کے نقل فتاویٰ میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ علم رکن الاسلام ابی الفضل عبد الرحمن کرمانی تلمیذ فخر القضاہ ارسابندی شاگرد علی مروزی تلمیذ دہلوی سے پڑھا اندر جمال الدین ملہر بن حسین بزدی سے اخذ کیا سبزوالمعانی فی فتاویٰ ابی الفضل کرمانی اور ذرۃ الانوار حدیث میں اور جواہر الفتاویٰ اور حیرۃ الفقہاء وغیرہ کتب تصنیف کیں۔

محمد بن عبد الکریم ترکستانی خوارزمی۔ برہان الائمہ شمس الدین لقب تھا۔ امام فاضل۔ فقہ دہقان محمد بن حسن کاسانی تلمیذ نجم الدین عمر نسفی سے پڑھیں

شیخ الاسلام سدید بن محمد

رکن الدین والجانی

برہان الاسلام

محمد بن عبد الرشید بن نصر بن محمد بن ابراہیم بن اسحق کرمانی

محمد بن عبد الکریم ترکستانی

آپ سے محتار زاد می صاحب قنیہ نے تفقہ کیا۔

اشرف بن نجیب۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل تھے۔ ابو الفضل کنیت اشرف الدین لقب تھا۔ فقہ وغیرہ شمس لائے محمد بن عبد السار کوری وغیرہ سے اخذ کی اور کاشغریں فوت ہوئے محمد بن محمد بن الیاس مایرغی۔ فخر الدین لقب تھا اپنے وقت کے شیخ فاضل فقیہ کامل تھے فقہ شمس لائے سے بڑھی اور آپ سے عبد العزیز بخاری وغیرہم نے تفقہ کیا مایرغ ایک بڑا قصبہ ہے جو بخارا کے راستہ پر واقع ہے۔

محمد بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ بن ابی بکر بن عبد الجلیل فرغانی۔ ابو لغغ کنیت اور جلال الدین لقب تھا اپنے باب کی گودین نشو و نما پاکر علم و ادب کی غلاصل کی اور انھیں سے فقہ بڑھی بیانک کہ آپ کے اہل عصر نے آپ کے فضل و تقدم کا اعتراف کیا اور مذہب کی ریاست آپ کے وقت میں آپ پر منتہی ہوئی۔

عمر بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ۔ نظام الدین لقب تھا اپنے بھائی جلال الدین محمد کی طرح آپ نے بھی اپنے باب سے علوم حاصل کیے اور بیانک سے کی کہ فضیلت و کمالیت کو پہونچکر مرصع فتاوی و تفصایا ہو کر شیخ الاسلام سے ملقب ہوئے اور ایک جم غفیر نے آپ سے استفادہ کیا اور کتاب جو اہر الفقہ اور فوائد وغیرہ تصنیف کیں۔

محمد بن عبد العزیز بن محمد بن حام الدین صدر شہید عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ بخاری المعروف بصدربجان۔ امام فاضل فقہ تبحر۔ جامع علوم۔ فارس میلان بحث حدیم النظیر تھے۔ علم خلاف میں تعلیق لکھی اور سنہ ہجری میں مع ایک جماعت فقہائے بخارا کے حج کے ارادہ سے بغداد میں شریف لائے جہاں کے ذہاد و مراد و عیان نے بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کا استقبال کیا مگر جب حج کر کے بغداد سے اپنے وطن کو واپس ہوئے تو لوگ آپ کے پیچھے آپ کو برا بھلا کہتے ہوئے شہر سے نکلے کیونکہ آپ سے رستہ میں حاجیوں کے ساتھ بڑی بے تعلقی نظر میں آئی تھی بیانک کہ آپ کے غلام حاجیوں کو رستم میں پانی سے منع کرتے تھے جس سے آنکھوں بالی کی طرف سے نہایت تنگی ہوئی اسلئے حاجیوں نے بجائے صدر جہان کے آپ کا صدر جہنم لقب رکھا۔

کاشغری

کاشغری

کاشغری

کاشغری

صدربجان

محمد بن عابد بن حسین

محمد بن عابد بن حسین

محمد بن عابد بن حسین

محمد بن عابد بن حسین

محمد بن عابد بن حسین

محمد بن عابد بن حسین

محمد بن عابد بن حسین

محمد بن عابد بن حسین صرخدی اصل دمشق المکن تاج الدین لقب تھا فاضل کچا نہ شرع
 کہتا تھے شہر صرخدین جو شام میں واقع ہے شہرہ کو پیدا ہوئے اور فقہ محمود حصیر سے حاصل کیا
 محمود و زعمانی مکی خوارزمی۔ برہان الدین لقب اور شرف الائمہ خطاب تھا اپنے وقت
 کے امام کبیر اور فقیہ منیظیر تھے آپ کا بیٹا علاء الملک بھی بڑا عالم فاضل آپ کی حیات میں رہے
 کمال کو پہنچ گیا تھا یہاں تک کہ مذہب کی ریاست آپ کے زمانہ میں باب بیٹون بڑھتی ہوئی
 آپ احمد بن اسماعیل ترمذی اور محمود تاجری متوفی ۱۱۳۵ھ کے ہمعصر ان میں سے ہیں
 علاء الدین بن برہان الدین علی صاحب ہدایہ آپ صاحب فصول عمائدینی اور
 عبد الرحیم کے باب تھے فقہ اپنے باب علی بن ابی بکر اور قاضی خیر الدین بخاری سے بڑھے
 یہاں تک کہ آپ اپنے دونوں بھائیوں شیخ الاسلام جلال الدین محمد اور نظام الدین غفر
 کی طرح عالم فاضل مرجع فتاویٰ اور شیخ الاسلام ہوئے اور کتاب ادب تہذیبی تصنیف کی
 احمد بن عبد اللہ بن ابراہیم بن احمد محبوبی۔ صدر الشریعہ اکبر و شمس الدین کے
 لقب سے مشہور تھے علماء کبار میں سے عالم فاضل۔ اصول و فروع میں دستگاہ کامل کہتے
 تھے علم اپنے باب جمال الدین عبد اللہ بن ابراہیم تلمیذ محمد بن ابی بکر صاحب شرع الاسلام
 شاگرد علاء الدین عمر بن بکر بن محمد زنجری سے حاصل کیا اور آپ سے آپ کے بیٹے محمود بن
 احمد محبوبی نے اخذ کیا۔ کتاب تلخیص العقول فی الفروق تصنیف فرمائی۔

یوسف بن محمد خوارزمی فیدی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ مفسر۔ ادیب تھے
 صدر القراء خطاب اور رشید الائمہ لقب تھا علوم مختار زہادی سے بڑھے فیدی طرفہ
 فیر کے منسوب ہے جو راستہ حجاز و عراق میں ایک منزل کا نام ہے۔

نظام الدین شاشی مصنف مختصر اصول شاشی۔ فقہ و اصول میں فرید العصر
 وحید اللہ کہتے تھے۔ اصول فقہ میں مختصر اصول الشاشی تصنیف کی اور اس کا نام حسین لکھا اور
 اس نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی عمر اس وقت پچاس سال کی تھی اور آپ نے باوجود بزرگی کے
 اس کا نام رکھ دیا کہ آپ کی ایسی مقبول خاص و عام ہوئی کہ تدریس کی کتب میں اصل پر گئی
 آپ کی شرح شہد میں مولیٰ محمد بن حسن خوارزمی الشہیر شمس الدین شاشی نے تصنیف کی

ابو القاسم تنوخی - اپنے زمانہ کے امام فقیہ ادب - محبت مفسر تھے - علم حمید الدین ضریر متوفی ۶۱۷ھ تلمیذ شمس الائمہ کردری شاگرد صاحب ہدایہ سے پڑھا اور آپ سے شیخ وجیہ الدین دہلوی اور ملک العلماء سراج الدین سقفی دہلوی اور شمس الدین خطیب وغیرہم نے فقہ پڑھی -

میمون بن محمد بن محمد بن مستم بن محمد بن کحول بن فضل کحولی نسفی - ابو السعید کینت تھی - امام فاضل جامع فروع و اصول تھے کتاب تہذیب الدولہ تہذیب قواعد الوحید اور کتاب المناہج اور شرح جامع کبیر وغیرہ تصنیف کیں اور علاء الدین ابو بکر محمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہائے آپ سے تفقہ کیا -

عبد الرحیم بن ابی بکر عماد الدین بن صاحب ہدایہ - ابو الفتح کینت اور زین الدین لقب ہما فقہ اپنے باپ اور نیز حسام الدین علیا بادی سے حاصل کی اور ایک کتاب نہایت نفیس فقہ میں فصول عمادیہ نام تصنیف فرمائی جسکی تالیف سے سمرقندی شعبان ۷۱۷ھ ہجری کو فراغت پائی -

محمد بن عمر بن محمد نو حابادی - ظہیر الدین لقب تھا - شہر فیہ حابا ذمین و بخارا کے علاقہ میں واقع ہے - ۲۲ - ماہ شوال ۷۱۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے شیخ عالم - فقیہ - عارف مذہب تھے - فقہ شمس الائمہ کردری سے حاصل کی - کتاب کشف الایہام لرفع الاوہام اور کشف الاسرار فی اصول الفقہ وغیرہ تصنیف کیں اور دمشق میں تشریف لائے اور بغداد میں درس دیا -

احمد بن سعید بن عبد الرحمن قونوی - ائمہ کبار اور اعیان فقہاء میں سے بخوی لغوی - اصولی تھے - علم جلال الدین عمر جباری شاگرد عبد العزیز بخاری سے حاصل کیا ابو العباس کینت رکھتے تھے عقیدہ طحاوی کی شرح لکھی اور امام محمد کی جامع کبیر کی بھی شرح تقریر نام چار جلد میں تصنیف کی مگر زندگی نے وہابی کی کہ اسکو کامل کر سکتے جسکو آپ کے بعد آپ کے بیٹے نے پورا کیا -

قاضی محمد بن احمد عامری - ابو عاصم کینت تھی فقہیہ فاضل و مشرق کے قاضی تھے

ابو القاسم تنوخی

میمون بن محمد بن محمد بن مستم بن محمد بن کحول بن فضل کحولی نسفی

عبد الرحیم بن ابی بکر عماد الدین بن صاحب ہدایہ

محمد بن عمر بن محمد نو حابادی

احمد بن سعید بن عبد الرحمن قونوی

قاضی محمد بن احمد عامری

آپ کی تصنیفات سے کتاب بسوطینس جلد میں یادگار ہے۔ عامری طرفت عامر بن لوی اور
عامر بن صعصعہ اور عامر بن عدی کے منسوب ہیں اور نیز عامر ایک بطن فیس غیلان ہے
عبد اللہ بن مغفر بن محمد بن ابراہیم۔ رضی اللہ عنہ لقب تھا اپنے زمانہ کے امام
کامل۔ عالم فاضل۔ فقیہ نحوی تھے انشا اور بلاغت میں آپ کو یہ طولی حاصل تھا بہت
کتا میں اور دیوان اشعار و کتاب انشاء و خطب وغیرہ تصنیف کیں۔ علوم مختار بن
محمود زاہدی تلمیذ عبد الکریم ترکستانی شاگرد ہرقان کاشانی سے حاصل کیے اور
آپ سے نجم الدین محمد بن ابی الثناء عبدادی اور بدر الدین محمود بن حسن بن علی
صہبی الشہیر گندی نے تفقہ کیا۔

حلیقہ، ششم

آٹھویں صدی کے فقہاء و علماء کے بیان میں

علی بن احمد بن علی بن یوسف المعروف بقاضی حصن ^{۳۵۵} حرمین پیدا ہو کمال الدین لقب تھا۔ چونکہ حصن - کراچی قضاۃ آپ کے پسر ہوئی تھی اسلئے آپ قاضی حصن کے نام سے مشہور تھے۔ وفات آپ کی سنہ حرمین ہوئی۔ مجمع الحسنات تاریخ وفات ہر۔

داؤد - بن عثمان بن یعقوب رومی - شہاب الدین لقب کھاڑے عالم تہمتے فقہ
ایک جماعت کثیر فضلاء سے حاصل کی مدت تک فابره مین درس تدریس مین مصروف
رہے اور محرم کے مہینے شمسہ ہجری مین فوت ہوئے - خواجہ ملک تاریخ وفات ہے -

محمود بن احمد المعروف باین سراج توفی۔ جمال الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام
فاضل شیخ حنفیہ تھے آپ نے شیخ ابو محمد علی قیس متوفی ۷۳۷ھ کی تفسیر مختصر احکام القرآن کی
تہنیت غریبی و غوش اسلوبی سے لکھی اور ۷۳۷ھ میں وفات پائی۔ شیعہ مہتمما تاریخ و قادیان

علی بن محمد بن حسن فاروسی رکابی۔ عالم خاقل اور قاہرہ کے مدرس تھے ہدایہ تعلیقات کا حسین فاروسی آپ کو اسلئے کہتے تھے کہ آپ بہت بڑا ذہنا عمائد باندھا کرتے تھے اور رکابی کے لقب سے اسلئے ملقب ہوئے کہ آپ کے پاس سولہ صدم کی رکابیان موجود تھیں۔

وفات آب کی ششہ ہجری مین ہوئی۔

عبد القدر بن احمد بن محمود نسفی۔ ابوالبرکات کنیت اور حافظ الدین لقب تھا شہر
یعنی نیشابور کے جو ماوراء النہر میں واقع ہو رہے والے تھے اپنے زمانہ کے امام کامل۔ عالم محقق
فقہ مدق۔ فاضل عدیم النظر۔ فقہ و اصول میں مراد اور حدیث اور اُس کے معانی میں بار
زاد و پرہیزگار تھے۔ ابن کمال با شائے آپ کو فقہاء کے چھ طبقہ میں شمار کیا ہو جو روایات
ضعیفہ اور قویہ کی تمیز کرنے پر قادر ہوں۔ فقہ شمس الامم محمد بن عبدالسارک روری و درمید
ضریر اور بدر الدین خواہر زادہ سے حاصل کی اور امام محمد کی زیادات کو احمد بن محمد عیابی سے
روایت کیا اور آپ سے سنائی نے سماع کیا۔ تصانیف آپ نے فقہ و اصول میں بہت عمد
اور معتبرہ کیں جنہما کثر الدقائق اور وافی اور اُسکی شرح کافی اور مدار اور اُسکی شرح کشف الاسرار
اور مصفی شرح منظومہ نسفیہ اور مصفی شرح فقہ النافع اور اعتماد شرح عمدہ اور عقیدہ حافیہ
اور منتخب احکامی بردو شرح تصنیف فرمائی اور ایک نہایت جدید و معتبر تفسیر ایک التزیل
نام تصنیف کی جب آپ بغداد میں شمسہ بھری میں تشریف لائے تو آپ نے ہدایہ کی بھی شرح
لکھی لیکن اتقانی نے غایت البیان میں لکھا ہو کہ آپ نے ضرور ہدایہ کی شرح لکھنی چاہی تھی
مگر جب آپ کے اکابر ہم عصر تاج الشریعہ نے سنا تو انھوں نے آپ کو کہا کہ آپ کی شان سے
بعید ہو کہ اس خفیف امر میں مصروف ہوں پس آپ اس راہ سے باز رہے اور آپ نے
جاہا کہ کوئی مستقل کتاب مثل ہدایہ کے تصنیف کجاوے خواجہ آپ نے کتاب وافی اور اُسکی
شرح کافی ایسی تصنیف کی کہ گویا ہدایہ کی ہی شرح تصنیف کی۔ وفات آپ کی بغداد میں جمعہ
کی رات ماہ ربیع الاول سنہ ہجری میں ہوئی۔ فقیہ شہیر تاریخ وفات ہو۔

احمد بن ابراہیم بن عبد الغنی بن سحیح مروجمی - قاضی القضاۃ خطاب اور ابو العباس
 کینت تھی اصل میں شہر سرج کے رہنے والے تھے جو شام کے ملک میں شہر حرا کے پاس
 جہان زرتشت پیدا ہوا تھا واقع ہو - فقہ اور اصول میں امام فاضل و معقول و منقول میں شیخ و مام
 تھے - فقہ قاضی القضاۃ ابی بیع سلیمان اور محمد بن عباد ملاحی تلمیذ جمال الدین حمیری شاگرد
 قاضی خان سے پڑھی - مدت تک مصر کے قاضی و مفتی اور مدرس رہے اور آپ سے امیر علماء الدین

بن بلیمان بن عبد اللہ فارسی اور علاء الدین علی بن عثمان مار دینی معروف بابن ترکمانی نے
فقہ پڑھی۔ آپ نے ہدایہ کی شرح کتاب الایمان تک غایۃ السروجی نام سے چھ جلدوں میں
تصنیف کی اور اسکو دلائل نقلیہ و عقلیہ سے خوب مؤید کیا۔ علاوہ اسکے کتاب ادب القضاء و
سروجیہ۔ کتاب المناہک۔ کتاب نفحات السموات فی وصول الثواب الی الاموات۔ مؤلف
فی مکمل الخلیل۔ رسالۃ الحجۃ الواضحة فی ان البسطة لیست من الفاتحة وغیرہ کتب مفیدہ تصنیف کیں
جو مقبول خاص و عام ہوئیں اور ماہ رجب ۵۸۶ھ میں وفات پائی مشہور زانیان تاریخ وفات
یحییٰ بن علی بن رومان رومی۔ خبیم الدین لقب تھا۔ عالم۔ فاضل۔ صالح۔ امام
جامع دمشق تھے دور دور سے لوگ آکر آپ سے فیضیاب ہوتے اور فائدہ اٹھاتے
تھے۔ وفات آپ کی ۵۸۶ھ ہجری میں ہوئی۔

جنگی

جنگی

جنگی

اسحق بن علی بن یحییٰ۔ ابو طاهر کنیت اور نجم الدین لقب تھا۔ علوم شرعیہ و دینیہ میں
آپ کو برے درجہ کی دسترس اور مہارت حاصل تھی۔ ہدایہ پر آپ نے بہت مفید اور نفیس
حواشی تحریر کئے اور ۵۸۶ھ ہجری میں شہر فہرہ میں وفات پائی۔

حسن یا حسین بن علی بن حجاج بن علی سنغاتی۔ حاتم الدین لقب تھا اور شہر سنغاتی
کے جو ترکستان میں واقع ہو رہنے والے تھے اپنے زمانے کے فقیہ کامل اور عالم فاضل نحوی جہلی
تھے فقہ حافظ الدین کبیر محمد بن محمد بن نصر بخاری اور فخر الدین محمد بن محمد بن الیاس بایرغی اور
عبد الجلیل بن عبد اللہ کلیم اور نخو عجمی وانی وغیرہ سے حاصل کی پھر بغداد میں تشریف لے گئے اور
ولماں مشہر امام ابی حنیفہ رحمہ کے مدرس بنے بعد ازاں ۵۸۶ھ میں دمشق کی طرف حج کی
غرض سے آئے اور قاضی القضاۃ تاجر الدین محمد بن عمر بن عدیم سے ملاقات کر کے اپنی
مرویات و مسموعات کی سند حاصل کی۔ آپ سے توام الدین محمد بن محمد بن احمد کاکی صاحب
معراج الدرایہ شرح ہدایہ اور سعید جلال الدین کرلانی صاحب کفایہ نے تفقہ کیا۔ آپ ابھی
جوان ہی تھے کہ فتویٰ کا کام آپ کے سپرد کیا گیا آپ نے ہدایہ کی شرح مسیحی بہ نہایت بہت سبوط
تصنیف کی۔ علاوہ اسکے شرح تمہید فی قواعد التوحید لابن المعین مسمون نسفی اور کافی
شرح اصول بزدوی اور شرح منتخب خسیکشی کی تصنیف کی اور علم صرف میں بھی

سید بن عثمان

ایک کتاب بخل نام تصنیف کی اور ماہ رجب ۱۲۷۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ فقہ
تبعہ اور فقہ حق شناس تاریخ وفات ہیں۔

سمیع بن عثمان بن عبد الکریم بن تام بن محمد قرشی دمشقی۔ رشید الدین لقب
مگر ابن المعلم کے نام سے مشہور تھے اپنے زمانے کے امام فاضل۔ شیخ خفیہ مفسر محدث
فقہ۔ اصولی۔ ادیب۔ حکیم۔ لغوی۔ نحوی۔ منطقی۔ شکر تھے۔ ۱۲۷۱ھ میں پیدا ہوئے
لو کہ بن میں جمال الدین حمیری سے فقہ حاصل کی پھر سخاوی سے ساتون قرطین میں
اور ابن زبیدی وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا یہاں تک کہ جملہ علوم میں فاضل ہوئے
اور قاہرہ میں شہ عجمی میں تشریف لائے اور اُسی جگہ اخیر دم تک ٹھہرے رہے اور
تدریس و افتاء آپ کا کام رہا۔ ابن حبیب نے آپ سے سماع کیا۔ بڑے زاہد متقی
تھے مگر وفات سے دو برس پہلے آپ کا ذہن متغیر ہو گیا تھا۔ وفات آپ کی ماہ رجب
۱۲۷۱ھ میں ہوئی۔ محدث زبدۃ العجم تاریخ وفات ہے۔

سید

یوسف بن اسماعیل المعروف بابن المعلم بن عثمان تقی الدین قرشی دمشقی
لقب تھا۔ عالم فاضل۔ فقہ کامل تھے۔ فقہ اپنے والد ماجد سے بڑھی اور مدت تک
تدریس و افتاء میں مشغول رہے اپنے والد کی وفات کے بعد ایک ماہ زندہ رہ کر قاہرہ
میں ۱۲۷۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

سید

داؤد بن اغلب بن علی رومی المعروف ببدر الطویل۔ آپ نے مشہر توتیہ میں
نشو و نما پایا اور جب دمشق میں آکر تھیں برس تک رہے تو جلال الدین عمر حجازی سے
تفقہ کیا پھر حلب کو گئے اور وہاں بندہ برس تک درس و تدریس میں مصروف رہے
بعدہ قلعہ سلیمین کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں ۱۲۷۱ھ میں وفات پائی۔
داؤد بن مروان بن داؤد طلیحی بحسب الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل۔
فقہ۔ اصولی تھے۔ آپ سے فقہائے بڑا استفادہ کیا اور ۱۲۷۱ھ میں وفات پائی۔

داؤد بن مروان

سید

عمر بن محمود بن عبد القاہر۔ سراج الدین لقب تھا اور محمد معروف بابن السراج کے
والد تھے۔ بڑے عالم فاضل۔ جامع اصناف علوم تھے علم اپنے باپ شہاب الدین محمود شاکر

جمال الدین محمود حصیری تلمیذ قاضی خان سے حاصل کیا۔ پہلے استراقیہ اور عاشورہ کے مدارس کے مدرس رہے پھر مصر کی قضا پر مامور ہوئے اور ۲۰ ماہ بمصران شہ کو قاہرہ میں مقیم ہوئے۔
 خطاب بن ابی القاسم قرہ حصارى۔ شہر قرہ حصار میں جو سلسطینیہ سے دس منزل کے فاصلہ پر ہے پیدا ہوئے پہلے اپنے شہر کے علماء و فضلاء سے پڑھتے رہے پھر شام کی طرف تشریف لگے اور وہاں کے علماء سے حدیث و فقہ و تفسیر حاصل کی یہاں تک کہ اپنے زمانے کے افتخار امام محقق و مدقق ہوئے مدت تک مدرس و اقامت میں مصروف رہے شام میں کتاب خلافت کی عمر نسفی کی نہایت مفید شرح تصنیف فرمائی پھر اپنے شہر کو واپس آئے اور تھوڑے دنوں کے بعد وفات پائی۔

حسین بن سلیمان بن فرارہ بن بدر بن محمد کفری دمشقی۔ شہر کفریہ کے جو ملک شام میں دمشق کے پاس واقع ہے رہنے والے تھے بڑے قاری اور عالم فاضل و فقیہ محدث تھے چنانچہ ساتویں قرآن میں علی عبداللہ ائم سے بڑھیں اور حدیث کو ابن عبداللہ ائم سے سنا اپنی عمر مدرس و افتی میں گزار کر شام میں وفات پائی۔ صحابہ حجت تاریخ و آثار قاضی محی الدین کاشانی۔ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کے اجل خلفاء میں سے علوم حدیث و تفسیر و فقہ میں استاد شہر دہلی اور زہد و تقویٰ و خوارق و کرامت میں مشہور زمانہ تھے جب آپ کو جاذب حقیقی کا شوق غالب ہوا تو آپ نے پروا نہ کیا کہ جو بادشاہ کی طرف سے آپ کے پاس موجود تھا شیخ کی خدمت میں لا کر پارہ پارہ کر دیا اور فقر و مجاہدہ اختیار کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ وفات آپ کی ۱۹۰ھ ہجری میں ہوئی عالی درجات تاریخ و آثار میں۔

محمد بن احمد بن ظہیر لاریندی۔ شمس الدین لقب تھا بڑے فقیہ۔ خلافتی۔ مولیٰ عالم فرائض و حساب تھے۔ فقہ صدر الدین سلیمان بن وہب سے حاصل کی اور آپ سے تاج الدین بن طلیل نے تفقہ کیا۔ فرائض میں کتاب مسمیٰ بہ ارشاد ذوی الالباب الی معرفۃ الصواب اور کتاب ارشاد الراحمی شرح فرائض سرحدی اور شرح کتاب عروض اندلی کی تصنیف کی اور ۱۰۰۰ھ یا ۱۰۰۰ھ کے قریب وفات پائی۔ شہنشاہ جہان تاریخ و آثار میں۔

میں کچھ
 بیخی

میں کچھ
 بیخی

لاریندی

محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن محمود سمرقندی شجر کبیر عالم فہم - فقیہ ذوالقدر

محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن محمود سمرقندی شجر کبیر عالم فہم - فقیہ ذوالقدر تھے سمرقند میں شتر ہجری میں پیدا ہوئے بہت سے بلاد و امصار میں پھر کر علم کو حاصل کیا اور کمالیت کے رتبہ کو پہنچ کر اردین میں اقامت اختیار کی اور وہیں تدریس و تصنیف و افتا کا کام دیا بہا ننگ کہ ماہ رمضان سنہ ہجری میں رحلت فرمائی آرائش دہر آپ کی تاریخ وفات ہے - آپ کی تصنیفات سے کتاب عمود الطالب لمعرفة المذاهب یادگار ہے - جس میں آپ نے مذاہب اربعہ اور مذہب داؤد ظاہری اور شیعہ کو جمع کیا - سمعانی نے لکھا ہے کہ سنجاری طرف سنجا کے منسوب ہے جو ایک شہر جزیرہ میں ہے جسکو سنجا بن مالک نے آباد کیا تھا مگر معلوم نہیں کہ صاحب ترجمہ شہر مذکور کی طرف کیوں منتسب ہوئے -

شیخ نظام الدین اولیاء بدائونی دہلوی - آپ کا نام نامی محمد بن احمد بن علی بخاری اور لقب سلطان المشائخ و سلطان الاولیاء و سلطان السلاطین اور خطاب محبوب الہی اور نظام الملئ و الدین تھا آپ جیسے اسرار طریقت و حقیقت میں اولیاء کامل و مکمل تھے ویسے ہی علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو - منطق - معانی - ادب میں قابل اجل عالم اکمل تھے آپ کے دادا شیخ علی اور نانا خواجہ عرب بخارا سے سنجا بن آکر لاہور میں سکونت پذیر ہوئے پھر بدایون میں مع آپ کے والد ماجد شیخ احمد کے جا کر قیام کیا جہاں آپ سنہ ہجری میں پیدا ہوئے - جب پانچ سال کا سن شریف ہوا تو آپ کے والد فوت ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو مکتب میں بٹھایا اور آپ نے کلام مجید کو ختم کر کے کتابین پڑھنی شروع کیں ابھی سن شریف بارہ سال کو نہ پہنچا تھا کہ آپ لغت کی کتاب پڑھتے تھے اور قدوری کو مولانا علاؤ الدین اصفہانی بدائونی سے ختم کیا پھر بارادہ تعلیم دہلی میں آئے اور شمس الملک سے مقامات تحریری کو پڑھا اور حدیث کو یاد کیا اور مولانا کمال الدین زاہد سے مشارق الانوار کو سنا دیا ان ایام میں آپ کو طالب علم نظام الدین بخاٹ کہا کرتے تھے پھر آپ بیس سال کی عمر میں اجمودھن میں جا کر شیخ فرید الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں مشرف ہوئے اور اُن سے

شیخ نظام الدین بدایونی

اسمعیل قرشی تلمیذ جمال الدین محمود حصیری سے اخذ کیا اور دمشق کی قضاء کے متولی ہوئے اور ۸۱۲ھ ہجری میں وفات پائی۔

سیحی بن سلیمان بن علی رومی - فقیہ فاضل - عالم کامل تھے - فقہ کو ابی العباس سرحدی اور رکن الدین سمرقندی سے اخذ کیا اور بعد تحصیل کے تدریس و افتائین اپنی عمر بسر کر کے ۸۱۲ھ میں وفات پائی۔

شعبہ العزیز بن احمد بن محمد بخاری - علامہ الدین لقب تھا - علامہ عصر فقیہ دہر تھے فقہ اپنے چچا محمد مائری تلمیذ شمس الاممہ محمد کردی اور نیز حافظ الدین کبیر محمد بخاری شاگرد کردی تلمیذ صاحب ہدایہ سے حاصل کی اور آپ سے قوام الدین محمد کاکلی اور جلال الدین عمر بن محمد جنادی نے فقہ کیا - تصنیف بھی نہایت جستہ و معتبر کی جو مقبول نام ہوئی جسین سے کتاب کشف الاسرار شرح بزدوی اور کتاب تحقیق شرح منتخب حامی مشہور و معروف ہیں اور اکثر متاخرین اہل اصول کی معتمد علیہین - وفات آپ کی ۸۱۲ھ میں ہوئی - عالم مشہور انام تاریخ وفات ہے۔

عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان ماردینی - فخر الدین لقب تھا - نحوی لغوی - مفسر - محدث - ادیب - بلیغ - شیخ وقت - مرجع خاص و عام تھے - ولایت مصر میں مذہب حنفیہ کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور محمد ث و تدریس اور افتاء آپ کا کام رہا - جامع کبیر امام محمد کی شرح تصنیف کی اور اسکو گنام منصور یہ میں ڈال دیا آپ کے دونوں بیٹوں یعنی قاضی القضاۃ علی و تاج الدین ابو العباس احمد اور مصنف جو اسر الغنیہ محی الدین عبد القادر قرشی وغیرہم نے آپ سے علم اخذ کیا - اکاسی سال کے ہو کر قاہرہ میں ماہ رجب ۸۱۲ھ میں فوت ہوئے شریف عالم تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن سلیمان رومی ترمذی معروف بہ منطقی - رضی الدین لقب تھا علامہ فاضل متدین - متواضع اور اپنے تلامذہ کے ساتھ بڑے محسن تھے - مدت تک دمشق میں مدرسہ تدریس کے مدرس رہے اور ایک گروہ کثیر نے استفادہ کیا سات دفع حج کیا - اور ۸۱۲ھ میں وفات پائی - مرآت تک آپ کی تاریخ وفات ہے - آپ کی تصنیفات سے جامع کبیر کی

حاجی بن سلیمان

محمد بن احمد بخاری

قوام الدین محمد کاکلی

نحوی

شرح جہ جلدون میں اور کتاب منظومہ کی شرح یادگار ہے۔ تو لودی طرف تونہ کے منسوب ہے۔
جو ایک مشہور و معروف شہر ملک روم میں ہے۔

علی بن احمد بن عبد الواحد بن عبد المنعم بن عبد الصمد طرسوسی۔ ماہ جب ۶۱۹ھ
میں پیدا ہوئے آپ نجم الدین ابراہیم طرسوسی صاحب فتاویٰ طرسوسیہ کے باپ تھے
عماد الدین لقب تھا اور قاضی القضاۃ کے نام سے بکارے جاتے تھے۔ علم ابی اللہ محمود
فرضی اور بہاء الدین ابی جابر یوب بن الخاس حلبی سے حاصل کیا۔ ۶۲۵ھ میں دمشق کی
فتوا آپ کے سپرد ہوئی پھر کچھ مدت کے بعد اسکو آپ نے اپنے بیٹے کے لیے چھوڑ دیا
اور کئی ایک مدرس میں درس دیا آپ قرآن شریف بڑی جلدی پڑھا کرتے تھے
یہاں تک کہ نماز تراویح میں تین ساعت لینے ساڑھے سات گھڑی میں تمام قرآن ختم
کر لیا کرتے تھے اور کئی دفعہ اعیان و ارکان کے حضور میں آپ نے دو نفل ایک
ساعت میں تمام قرآن پڑھ دیا جیسا کہ شیخ عبد القادر صاحب جواہر مغنیہ اور علی قاری
نے لکھا ہے اگرچہ بغداد ریزی سے قرآن شریف ختم کرنا سامعین کے استعجاب کا باعث
ہو مگر یہ بات انکی کرامات میں سے تھی اور اس وصف کے بہت سے قاری گذرے
ہیں یہاں تک کہ بعض اسی روزمرہ جاری ختم روز اور جاری ختمات کو قرآن شریف کے کیا
کرتے تھے جیسا کہ امام لودی اور صاحب القلان وغیرہم نے لکھا ہے پس اس سے بچا
کر لایا ہے جیسا صدور خوارق سے انکار کرنا۔ وفات آپ کی ۶۳۵ھ ہجری میں ہوئی
مشہور اقلیم تاریخ وفات ہے۔

محمد بن عثمان صفہانی المعروف بابن عجمی شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام
فاضل۔ فقیہ محدث تھے۔ مدت تک اقیالیہ میں مدرس رہے اور مدینہ منورہ میں تحدیث کی
اور نیز مدرسہ شریفہ نبویہ میں درس کیا اور حدیث کو دمشق میں روایت کیا۔ مذاہب میں ایک
کن بکن نام جمع کی اور بقول ابو الفداء ۶۳۵ھ میں وفات پائی بزرگ شہر تاریخ وفات ہے۔

عمر بن عمر بن احمد بن عبد اللہ عقیلی حلبی المعروف بابن عدیم۔ عالم فاضل۔ ادب
شاعر ذی فنون صاحب مروۃ و عصبیت تھے نجم الدین لقب تھا اور ابو القاسم کنیت تھے

عربی

عربی

عربی

طلب کے قاضی رہے اور قاضی القضاۃ کے خطاب سے مشہور ہوئے آپ نے اپنے زمانہ
 ولایت میں کسی کو گالی نہیں دی اور نہ کسی سائل کو ناامید کیا۔ ۳۳۷ھ میں حاکم خلافت حلب
 میں فوت ہوئے۔ ابو القضاۃ نے آپ کے حق میں مندرجہ ذیل دو شعر الشاکر کیے ہیں۔
 ۳۳۷ھ قد کان نجسہ الدین ثمناً اشرقت - بحماۃ اللہ انی بہاوا القاضی + عدوت طیباً
 ابن العدیم فاشدت + مات الملیح فی ہلاک العاصی +

عبد الکریم بن عبد النور بن میر بن عبد الکریم حلبی - ۱۶ - رجب ۳۳۷ھ ہجری میں
 پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام اور فقیہ فاضل محدث کامل تھے۔ قطب الدین لقب تھا
 علم شمس الدین محمود بن ابی بکر کلاباذی فرضی سے اخذ کیا اور حدیث کو بکثرت سنا اور
 بیان کیا بہا ناک کہ حفاظ اور نقاد حدیث میں شمار ہوئے اور کبھی دفعہ حج کیا۔ کتابوں کے
 تالیف دینے میں بڑے جوارہ تھے۔ کتاب اہتمام بہ تلخیص المام اور شرح مجمع بخاری و
 مجلسین اور شرح سیرت عبد العزیز تصنیف فرمائی اور مصر کی ایک تاریخ کچھ اوپر دس جلد
 میں لکھی علاوہ ان کے اور بہت کتابیں تصنیف کیں اور سلخ ماہ رجب ۳۳۷ھ ہجری میں اس
 جہان فانی سے رحلت کی۔ محدث مقبولہ تاریخ وفات ہے۔

یوسف بن اسحق بن ابراہیم بن حسن جبیری - ابو الحسن کنیت اور صدر القلوب
 تھا اپنے زمانہ کے امام - زاہد - مجتہد - محدث - فقیہ - حافظ - مفسر - فہم - متقن - قرار دت
 اور روایات میں فرد زمانہ تھے۔ علوم ابی العباس احمد مروی سے اخذ کیے اور دت
 ناک حدیث و تدریس اور اقا کا کام دیا لیکن اغزال کی تہمت آپ کو دلیگی۔ قاہرہ
 میں ماہ شعبان ۳۳۷ھ میں وفات پائی۔ محدث معجز بیان تاریخ وفات ہے۔

موسیٰ بن محمد - تبریزی - ابو الفتح کنیت مصلح الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام
 فاضل فقیہ کامل تھے ۳۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۳۷ھ کو دمشق میں تشریف لائے
 پھر واپس گئے اور ۳۳۷ھ میں پھر آئے اور قاہرہ میں رونق افروز ہوئے۔ کتاب مصلح
 کی ایک شرح نہایت مفید رفیع نام تصنیف کی جب حج کر کے مدینہ منورہ کو جانے لے گئے تو
 بنی سالم میں بہو پکڑا۔ ۲۰ - ماہ ذی الحجہ ۳۳۷ھ ہجری میں وفات پائی طویل الشہ تاریخ وفات ہے۔

عبد الکریم

یوسف بن اسحق

موسیٰ بن محمد

احمد بن حسن المعروف بہ ابن زکشی لقب شہاب الدین تھا مدرسہ حامیہ میں مدت تک مدرس رہے اور ہدایہ کی شرح سفناتی کا انتخاب کیا اور ماہ جب ۳۲۵ھ میں وفات پائی اسمعیل بن خلیل فرضی نحوی - تاج الدین لقب تھا بڑے فقیہ - فرضی - صوفی - صالح پرہیزگار نیکوکار - عابد زاد تھے فقہ فخر الدین عثمان بن مصطفیٰ مازنی اور نجم الدین ملطی و شمس الدین محمود بن احمد سے حاصل کی اور ایک کتاب مقدمہ فقہ و فرائض میں تصنیف کی اور قاہرہ میں ۳۲۵ھ یا ۳۲۶ھ میں وفات پائی - ہتر نام تاریخ وفات ہے -

علی بن بلال بن عبد اللہ فارسی - ابو الحسن کنیت اور علاء الدین لقب تھا اصول و فروع میں بڑے متحرر عظیم النظیر - فقیہ المیشلی فقیہ - نحوی - محدث حسن البدیع تھے اصول و فقہ کو علاء قونوی اور شمس الدین ابی العباس احمد سروجی اور صدر الامین بن عباد خلاطی سے اخذ کیا اور حدیث کو دیلمی و محمد بن علی بن صالح اور ابن عساکر وغیرہ سے سنا اور بخوالی جان سے بڑھی یہاں تک کہ اصول مذہب میں مقدم اور نحو میں متقدم ہوئے کتاب صحیح ابن حبان اور کتاب معجم الطبرانی کو البواب پر مرتب کیا - جامع کبیر کی شرح تصنیف کی اور خلاطی کی تلخیص جامع کبیر کی بھی تحفۃ المحررین نام ایک بڑی شرح تصنیف کی اور رسول اللہ کی سیرت لطیفہ اور ایک کتاب جامع مسائل مناسک میں نابینہ کی - آپ ۳۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۰۰ھ - ۳۲۹ھ کو قاہرہ میں فوت ہوئے حرکات زمان تاریخ وفات ہے یحییٰ بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن المعروف بیا بن القویہ - جمال الدین لقب تھا - عالم فاضل - فقیہ - محدث - مفسر - ادیب تھے - حدیث کو سنا اور لوگوں سے بیان کیا تدریس و افتاء میں تمام عمر مصروف رہے اور دمشق میں ۳۲۵ھ کو وفات پائی - عزت دارین تاریخ وفات ہے -

یوسف بن عمر بن یوسف صوفی - شیخ کبیر - عالم تحریر - جامع عالم حقیقت و شریعت تھے - آپ سے فضل اللہ صاحب فتاویٰ صوفیہ نے اخذ کیا - آپ کی تصنیفات سے جامع الفضل شرح مختصرہ و سی معروف و مشہور ہے جو جامع تفاریع کثیرہ اور حاوی مسائل غفرہ ہے - ۳۲۵ھ میں وفات پائی - رفیع الشان تاریخ وفات ہے -

ابن زکشی

اسمعیل بن خلیل

علی بن بلال بن عبد اللہ

یحییٰ بن محمد

یوسف بن عمر

عثمان بن علی بن محسن زلیعی۔ ابو محمد کینت فخر الدین لقب تھا۔ معرفت فقہ و نحو فاضل
میں بڑے مشہور تھے سنیہ ہجری کو قاہرہ میں آئے ندریس و افتاء اور تنقید و تحقیق
فقہ کی کر کے علم فقہ کو بچھلایا اور ایک جم غفیر کو فائدہ پہنچایا کنز الدقائق کی ایک نہایت
مقبہ شرح جمیع الحقائق نام تصنیف کی جو مقبول نام ہوئی۔ صاحب کشف نے بیان کیا
ہے کہ آپ نے جامع کبیر کی بھی شرح تصنیف کی ہے۔ وفات آپ کی ماہ رمضان ۷۳۳ھ
ہوئی اور فراہ میں دفن کیے گئے۔ زلیعی طرف زلیع کے منسوب ہے جو ایک شہر اصل
حک جیشہ پر واقع ہے۔

احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی - قاہرہ میں شنبہ کی رات ۲۵-۵۱
ذی الحجہ ۸۳۶ھ میں پیدا ہوئے فقہ اپنے باب اور بھائی سے پڑھی اور حدیث کو دیا علی
اور ابن صوان سے سنا اور روایت کیا مدت تک تدریس کی اور فتویٰ دیا۔ تاج الدین
لقب تھا۔ مگر ابن ترکمانی کے نام سے مشہور تھے تصانیف بہت عمدہ فقہ و اصول فقہ و
حدیث و فرائض و نحو و ہیئت اور منطق وغیرہ میں کیں اور جامع کبیر و ہدایہ کی شرح تصنیف
کی اور غرہ ماہ جمادی الاول ۸۳۶ھ میں وفات پائی۔ معدن شرف کی تاریخ وفات ۸۳۶-
برلمان الدین بن علی بن احمد بن علی بن سیط بن عبدالحق و اسلمی - امام عالم فقیہ
محدث - عارف غوامض مذہب قاضی ولایت مصر تھے روایت اپنے جد امجد اور ابن الجاری
سے کی درس دیا اور مناظرے کیے۔ ہدایہ کی شرح تصنیف کی اور بیہقی کی سنن کبیر کا مختصر
کیا اور ماہ ذی الحجہ ۸۳۶ھ میں وفات پائی۔ گوہر شاہوار تاریخ وفات ۸۳۶-

علی بن داؤد بن یحییٰ بن حیان بن عبد الملک قفقازی - نجم الدین لقب اور ابو الحسن
 کہتے تھے - امام - فاضل - فقیہ محدث - اصولی - نحوی - شیخ اہل دمشق تھے - بڑے بڑے
 علما و فضلا سے علم اخذ کیا چنانچہ فقہ شمس حریری اور اصول بدرین جامہ سے اخذ کیا اور
 ۵۰۰ شیخ کو بخیر شفا دی سے شہنا - نحو علامہ بن مطر اور عربی محمد تونسلی سے پڑھی اور یو کتاب
 سناسک حج اور کچھ نظم و نثر کے آپ نے تصنیف سو اسطے نہ کی کہ لوگ مصنفین عریب
 پر کوڑے ہیں پس غیا ضرورت ہو کہ اپنے آپ کو نشانہ بنایا جاوے - جامہ الی دل شہنا

[illegible]

٥٧٤

شیخ مسعود بن عبد اللہ

فتح علی بن اویس

عبد اللہ بن علی
بن ابی طالب

میں پیدا ہوئے اور ۱۷-۱۸ھ جب مسند کو وفات پائی بحر سعادت کی تاریخ وفات ۲۸
 علیہ السلام صدر الشریعۃ الامیر بن مسعود بن تلح الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ الامیر
 احمد بن جمال الدین علیہ السلام المجوب صاحب شرح وقایہ اپنے زمانہ کے امام متفق علیہ اور
 علامہ مختلف الیہ حافظ قوانین شریعت بلخص مشکلات اصل و فرع شیخ فروع و اصول تام
 معقول و منقول - فقیہ - اصولی - خلائی - جدلی - محدث - مفسر - نحوی - لغوی - ادیب - لغت
 مشکم منطق - عظیم القدر - جلیل الجمل - مغزی علم و ادب تھے نسب آپ کا عبادہ بن
 صاحب صحابی کی طرف منتہی ہوتا ہے اور صدر الشریعہ کے لقب سے پکارے جاتے تھے
 علم اپنے دادا امام تلح الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد بن جمال الدین مجوب والد خود شاگرد
 شیخ الامام مغنی امام زادہ تلمیذ عماد الدین بن شمس الامام زرنجری سے حاصل کیا آپ اپنے
 دادا کی تقلید نفائس اور جمع کرنے فوائد میں بڑے متمم تھے ایسے آپ نے انکی کتاب
 وقایہ کی نہایت عمدہ شرح تصنیف کی جو اب مقبول نام اور مشہور میں الخواص و العوام ہر جہر
 آپ نے کتاب وقایہ کو مختصر کر کے نام اسکا نقایہ رکھا - اصول فقہ میں ایک لطیف متن
 منفع نام سے تصنیف کیا پھر اسکی ایک شرح نفیس توضیح نام سے تالیف کی - علاوہ انکی
 کتاب مقدمات الاربعہ اور کتاب تعدیل العلوم فی اقسام العلوم النقایہ اور کتاب الوشاح
 فی علم المعانی اور کتاب الشروط و کتاب الخاضعہ وغیرہ تصنیف کیں جو تمام علماء و فقہاء کے
 نزدیک مقبول و مستند ہوئیں اور انھوں نے انکی بڑی خوشی سے حاشی تصنیف کئے
 وفات آپ کی ۳۳۰ھ میں ہوئی - آپ کے مزار اور آپ کی اولاد اور والدین اور اجداد
 والدین کی قبریں خرم آباد نجارمین میں لیکن آپ کے ولادت و تالیفات الشریعہ اور زمانہ بارہا ان الدین
 کے مرقین کربان میں ہیں جہاں وہ فوت ہوئے - تاریخ وفات آپ کی جلیل المراتب اور
 مولانا شمس الدین یحییٰ اودھی - علمائے مشاہیر میں سے فقیہ - محدث - عالم
 فاضل - جامع منقول و معقول - حادی فروع و اصول تھے اور آپ کے زمانہ میں کسی کو
 علمائے وقت میں سے علوم فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ میں آپ کے ساتھ ناب معاومت
 نہ تھی اکثر لوگ دور و دراز کے آپ سے تلمذ کرتے اور آپ کی شاگردی کو ایک فخر سمجھتے تھے - شیخ

مولانا شمس الدین
یحییٰ

نصیر الدین محمود چراغ دہلوی نے آپ کی تعریف میں فرمایا ہے: سالت العلم من ارجاء
نقال العلم شمس الدین بکلی + جن دنوں آپ واسطے تحصیل علم کے اودھ سے دہلی میں
نشریف لائے تھے نفاہ الدین اولیا کی کرامات کا نہایت شہرہ ہو رہا تھا۔ ایک دن
آپ بھی ہمراہ مولانا صدیق الدین ناوی کے شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نے
آپ سے پوچھا کہ آپ شہر میں کونسی جگہ رہتے ہیں اور کونسی کتاب پڑھتے ہیں آپ نے
عرض کیا کہ مولانا جلیبر الدین بھکری سے اصول برود می پڑھتا ہوں۔ شیخ نے بعض
مواضع کتاب مذکور کے جو اشکال میں مشہور تھے آپ سے پوچھے آپ نے عرض کیا کہ سبق
ہمارا اسی جگہ تک پہنچا ہے اور یہ باتیں جو آپ نے پوچھی ہیں ہم پر بھی مشکل رہی ہیں ابھی
شیخ نے ان تمام مواضع کو پایا حل کیا کہ آپ شیخ کے متفقہ راسخ ہو گئے اور بعد چند سے مہر
ہو کر مرتبہ کمالیت کو پہنچے لیکن بعد حصول خلافت کے بہت کم لوگوں کو مرید کر کے تھے آپ نے
مشارق الانوار کی شرح تصنیف کی اور مہینہ بہ روایت نقل کی کہ اتنا خوب النبی قطعی تفسیر
نے ہرگز ادا پاسی نہیں لی۔ کہتے ہیں کہ سلطان محمد تغلق نے جسے مخلوقات کو نہایت تنگ
کر رکھا تھا آپ کو اپنے پاس طلب کر کے حکم دیا کہ آپ جیسے عالم فاضل کا بیان کیا کام ہے
آپ کا ضمیر کو جا دین اور وہاں خلقت خدا کو اسلام کی طرف دعوت کرن اُس وقت تو آپ
کا ضمیر کجا مانگو کہ سلطان کی مجلس سے باہر آگئے مگر لوگوں سے آکر فرمایا کہ میں نے خواب
میں اپنے شیخ کو دیکھا ہے کہ وہ مجھ کو اپنے پاس بلائے ہیں دو مہر روزانہ کے سینہ میں اپنی نعل
نکل آیا اور آپ بیمار پڑ گئے جب یہ خبر سلطان کو ہوئی تو اسنے اس احتمال سے کہ شاید آپ
بہانہ کرتے ہیں اپنے پاس بلایا۔ ادھر آپ نے سنا کہ میں اس جہان کو وداع کیا اور
آپ کی یاد ران جو ترہ میں واقع ہو۔ (ازاد طوق تاریخ وفات ہو۔)

عبدالمقدس بن فخر الدین
عبدالمقدس بن فخر الدین

عبدالمقدس بن فخر الدین احمد المعروف بابن ضعیف بن علی بن احمد عراقی کو فی جلالہ
لقب تھا شہر ہجری میں پیدا ہوئے اپنے باب کی طرح جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ اور
حدیث کے بڑے طالب تھے چنانچہ بغداد میں ایک جامعہ سے حدیث کو سنا اور دمشق میں
حافظ ذہبی اور جریری سے سماعت کیا وہاں تک کہ کمال و غنیمت کو پہنچے۔ وفات آٹھ

سلسلہ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن محمد بن

محمد بن محمد بن احمد بنجاری المعروف بقوام الدین کاگی۔ عالم فاضل فقیہ متبحر علم علامہ الدین عبد العزیز بنجاری شاگرد فخر الدین محمد بن محمد مایہ غنی سے حاصل کیا اور اُسے اور حام الدین حسن سغاتی سے ہدایہ کو پڑھا اور قاہرہ میں اگر جامع ماردین میں اقامت اختیار کی اور افتاء و تدریس میں مشغول رہے یہاں تک کہ سلسلہ ہجری میں وفات پائی۔ چشمہ عرفان تاریخ وفات ۶۰۰۔ ہدایہ کی شرح سمسبی معراج الدما یہ اور کتاب عیون المذاہب اللہ ارغفہ کے اقوال میں تصنیف کی۔

محمد بن محمد بن محمد بن

محمد بن احمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی ترکمانی۔ سلسلہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ جلال الدین لقب تھا۔ عالم متبحر اور نوادر زمانہ سے تھے مگر افسوس آپ کی عمر نے وفات کی اور عین نوجوانی کی حالت میں سلسلہ ہجری میں انتقال کیا۔ کہتے ہیں کہ اگر آپ کی عمر وفا کرتی تو آپ اپنی ذکاوت اور ہوشیاری کے باعث اپنے زمانہ کے علما و فضلا سے سبقت لیجاتے۔

علی بن محمد بن محمد بن

علی بن محمد حاصری۔ نور الدین لقب تھا بڑے فقیہ۔ صوبی۔ رضی اللہ عنہ۔ بین قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ علوم شیعہ شمس الدین محمود سے بڑھے بعد ازاں درس و افتاء میں مصروف رہے اور سلسلہ میں وفات پائی۔

عبد العزیز بن علی بن محمد بن

عبد العزیز بن علی بن عثمان ماردینی ترکمانی۔ فقیہ فاضل۔ عالم کامل تھے۔ علم اپنے باپ سے اخذ کیا اور انھیں سے حدیث کو سنا اور روایت کیا اور اپنے ہاتھ سے بہت کچھ لکھا۔ کئی جگہ مدرس مقرر رہے اور اپنے باپ کی ہی حیات میں سلسلہ میں باپ سے فوت ہو کر شیخ احمد بن عبد اللہ المعروف بابن المہاجر حنفی۔ شہاب الدین لقب تھا۔ نحو و عروض میں عالم فاضل۔ فقہ و اصول میں عارف کامل تھے حیات میں قاضی جمال الدین عبد اللہ بن العالیم کی طرف سے نائب رہے۔ آنحضرت کی مدح میں قصائد اور نظم کہنے تصنیف کی اور ماہ رجب سلسلہ میں وفات پائی۔

محمد بن محمد بن محمد بن

علی بن عثمان بن ابراہیم ماردینی۔ علامہ الدین لقب تھا لیکن ابن ترکمانی سے مشہور

علی بن عثمان بن محمد بن

۲۔ فقہ و اصول میں امام عالم۔ شیخ کامل باع۔ محقق۔ مدقق اور فنون عقلیہ و نقلیہ میں ہر متحر اور حدیث و تفسیر میں یدِ طولیٰ کہتے تھے۔ فرائض۔ حجاب۔ خیر تواریخ میں ہنگامہ مل حاصل تھی۔ مدت تک ولایت مصر کے قاضی رہے۔ تصانیف کثرت سے کی ہیں۔ ان میں تصانیف سے بجز الامارہ باب فی القرآن من الغرب۔ و المختار فی الحدیث و الکتاب المختار۔ و کتاب الفقه و المتروکین۔ و جواہر النقی فی الرد علی السبغی و مختصر اصول الکلام و معدن فی اصول الفقہ۔ و مختصر سالۃ القشیری و مختصر علوم الحدیث لابن الصلاح غیر ذلک مشہور و معروف ہیں۔ علاوہ ان کے کتاب ہدایہ کو بھی مختصر کے نام سے کہا گیا ہے۔ لکھا تھا اور پھر اس کی شرح کرنی شروع کی تھی مگر اس کو تمام نہ کر سکے کہ عاشرہ گے روز شہدہ بن موت کا پیادہ آگیا۔ ہمدانی خلق تاریخ وفات ہے۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے قاضی القضاۃ عبد اللہ بن علی نے شرح مذکور کو پورا کیا۔ صاحب جواہر مضیہ لکھتے ہیں کہ میں نے علی بن ترکمانی سے ایک پارہ ہدایہ کا پڑھا اور حدیث میں آپ کی ملازمت کی۔ سیوطی نے آپ کی ولادت ۳۸۲ھ ہجری اور وفات ۴۵۲ھ ہجری میں قرار دی ہے۔

قاضی زین الدین عجمی عالم متحر اور فروع و اصول میں یدِ طولیٰ کہتے تھے۔ ابی سعید۔ حاکم تیار کی طرف سے دار القضاۃ کے متولی ہوئے۔ مختصر ابن حاجب کی شرح تصنیف کی اور ۳۸۲ھ میں وفات پائی۔ علوم مرتبہ تاریخ وفات ہے۔

احمد بن علی بن احمد عبدانی کو فی المعروف باب فیض۔ ابو طالب کنیت اور فخر الدین لقب تھا۔ کوفہ میں ۳۸۲ھ میں پیدا ہوئے اپنے وقت کے امام علامہ اور جامع علوم عقلیہ و عقلیہ تھے آپ کے زمانہ میں امام ابو حنیفہ کے مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی اور مدرسہ مشہد ابو حنیفہ کے مدرس رہے علم حسن سنیاتی صاحب ہدایہ سے حاصل کیا۔ بغداد اور دمشق میں تدریس و تعلیم کو جاری کیا اور فتویٰ دیتے رہے۔ نظم الکثر۔ نظم السانف۔ نظم السراجیہ فرائض میں۔ نظم المنار اصول فقہ وغیرہ میں کتابیں تصنیف کیں اور آپ کے عبد الوہاب بن احمد بن دہبان دمشقی نے فقہ حنفی۔ وفات آپ کی دمشق میں یکشنبہ کے روز ۴۵۲ھ ہجری کو وقوع میں آئی۔ بزرگ کشور آپ کی تاریخ وفات ہے۔

قاضی زین الدین عجمی

عجمی

عجمی

شیخ کمال الدین علامہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خواہر زادہ اور خلیفہ تھے آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت امیر المومنین حسنؑ تک پہنچتا ہے۔ چونکہ آپ علوم حدیث و تفسیر و فقہ و اصول میں یگانہ زمانہ تھے اسلئے علامہ کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور اپنے پیر روشن ضمیر سے خرقہ خلافت کا پہنکر احمد آباد و گجرات میں تشریف لگے اور وہاں قبولیت عظیم پائی پھر دہلی میں تشریف لائے اور مدت تک خلق کی ہدایت و افادہ میں مشغول رہے۔ ۸۳۵ھ میں وفات پائی اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات آپ کی متقی ابن یعقینؒ نے ابراہیم بن علی بن احمد بن عبد الواحط طروسیؒ بحکم الدین لقب اور قاضی القضاۃ خطاب تھا۔ شہر طروس کے جو ملک شام میں واقع ہو رہے تھے۔ بڑے عالم فضل فقیہ اصولی تھے۔ ۸۳۵ھ میں جب آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ کو دمشق کا قاضی بنایا گیا جہاں آپ مدت تک منصب فتویٰ پر فائز رہے اور تدریس کو جاری رکھا۔ فتاویٰ طروسیہ اور کتاب النفع الوسائل کو تصنیف کیا اور ۸۳۵ھ میں وفات پائی۔

امیر کا تب العیوب بن میر عمر بن امیر غازی انقانی۔ آپ کا مولد قصبہ انقان تھا جو ملک ترکستان میں نہر سیحون کے پار کی طرف واقع ہے کینت ابو حنیفہ اور قوام الدین لقب رکھتے تھے۔ بعض نے کہا کہ نام آپ کا لطف اللہ تھا۔ ماہ شوال ۸۵۵ھ میں پیدا ہوئے احمد بن اسعد خریفی شاعر و حمید الدین علی ضریر بخاری تلخیص شمس الاممہ کردری اور اپنے ملک کے دیگر علماء کرام و فضلاء سے علمامہ سے متعدد علوم حاصل کیے اور نیشاپور میں جا کر مصنف کتاب کافی سے فخر الاسلام کا اصول بڑھا یہاں تک کہ علماء حنفیہ کے سردار اور فاضل و حدیث۔ لغت۔ عربی۔ وغیرہ میں اعلیٰ درجہ کے لائق فاضل ہوئے۔ آپ بلبلہ سبز اور حسن خام اکثر کھا یا کرتے تھے ۸۳۵ھ میں جبکہ آپ حجاز کے سفر میں تھے تو کتاب منتخب کی شرح نمبین نام تصنیف کرنی شروع کی اور بلبلہ البراءۃ میں اسکو ختم کیا۔ ۸۳۵ھ ہجری میں دمشق میں تشریف لائے جہاں آپ کو ایک دن امیر نائب سلطنت کے ساتھ نماز مغرب پڑھنے کا اتفاق ہوا امام نماز نے منع المیدین کیا آپ نے سہا کہ امام اعظم رحمہ کے مذہب کے روسے آپ کی نماز باطل ہوئی رفتہ رفتہ یہ خبر قاضی تقی الدین سبکی شافعی المذہب کو پہنچی انھوں نے

کمال الدین علامہ

عبد القاضی طروسی

امیر کا تب

آپ کی تردید کی پس آپ نے ایک مستقل رسالہ رفع الیدین کے بطلان میں لکھا اور اسکو کچھ لکھی
 کی روایت سے جنھوں نے امام عظیم ارحم سے بطلان رفع الیدین کی روایت کی ہوسننا کیا۔ (فاضل
 لکھنوی) رحمہ اللہ نے اپنی تراجم میں اس روایت سے بالکل انکار کیا اور تعصب عوام قرار دیا اور
 یہی اقرب بصواب ہو و اللہ تعالیٰ اعلم۔ اس بات سے آپ اور امیر مذکور کے درمیان
 شکریہ ہو گئی ایسے آپ مصر کو چلے گئے جہاں ماہ محرم سنہ ۷۰۰ھ میں پہنچے اور لوگوں کی
 درخواست پر آپ نے ہدایہ کی شرح مسمیٰ بہ غایۃ البیان و تادیرۃ الاقران تصنیف کی اور دیا
 میں لکھا کہ میں ہدایہ کی روایت کو باخ طریق سے صاحب ہدایہ تک پہنچا تاہوں۔ علاوہ اسکے
 ایک رسالہ شہر میں دو جگہ جمعہ کے پڑھنے کے عدم جواز میں تصنیف کیا پھر مصر سے بغداد میں
 واپس آئے اور یہاں مدت تک مشہد امام ابو حنیفہ کے مدرسہ میں رہے اور قضاء و افتاء کا
 کام کرتے رہے سنہ ۷۰۰ھ میں پھر دمشق میں تشریف لائے اور ذہبی کی وفات بڑا طریقہ میں
 مدرسہ دارالحدیث کے مدرس مقرر ہوئے اور شافعیوں سے ہمیشہ مشاجرت و معارضات
 رکھا کرتے تھے پھر سنہ ۷۰۰ھ کو مصر میں گئے جہاں امیر غنمش نے آپ کی بڑی تعظیم و تکریم کی
 اور سنہ ۷۰۰ھ میں اپنے مدرسہ غنمش کا جو آپ کی خاطر اُسے بنوایا تھا مدرسہ مقرر کیا آپ نے
 اپنی عمر کا اندازہ کیا کہ میں اب ایک سال سے زیادہ زندگانی نہ کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا
 کہ ۱۱- ماہ شوال سنہ ۷۰۰ھ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ عالی مرتبہ تاریخ وفات ہے آپ میں
 کوئی کسی طرح کا عیب نہ تھا بجز اسکے کہ آپ بڑے متعصب و خود پسند تھے چنانچہ اپنی کتاب
 تبیین کے آخر میں لکھتے ہیں کہ اگر اسلاف میری زندگانی میں ہوتے تو البتہ مجھکو متعصب ٹھہرتے
 چنانچہ امام ابو حنیفہ اجتہدت اور امام ابو یوسف نار البیان او قدت اور امام محمد حجت اور امام
 زفر انفت اور حسن اعنت اور ابو حفص الغت فی ما لظرت اور ابو منصور حقت اور طحاوی حد
 اور کرخی بورک فی ما لظقت اور جصاص حکمت اور ابو زید صبت اور شمس اللامہ وحدت طلبت
 اور فخر الاسلام ہرت اور نجم الدین نسفی بہرت اور صاحب ہدایہ یا غواض البحر عبرت اور
 صاحب محیط نقت فی ما علنت اور متنبی انت من لفعیاء کا خطاب دیتے۔

عبد القدر بن یوسف بن محمد زلیعی۔ جمال الدین لقب تھا علمائے اعلام میں سے

نفیہ فاضل۔ محدث حافظ۔ جامع اصناف علوم۔ محقق و مدقق تھے۔ حدیث کو صحابہ نجیب سے سماعت کیا اور فخر الدین زلیعی شراح کنز اور علاء بن ترکمانی اور ابن عقیل سے اذکیب۔ احادیث واقعہ ہدایہ اور خلاصہ اور تفسیر کثافت کی تخریج کی جس سے آپ کا تخریج حدیث اور اسما الرجال اور آپ کی وسعت نظر فروع حدیث میں کمال ثابت ہوئی جو بہا نیک کہ آپ کی تخریج سے دیگر شرح مثل حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی وغیرہ نے جو آپ کے پیچھے ہوئے ہیں بڑی مدد ملی ہو۔ درر الکامنہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا کہ میرے شیخ زین عراقی اور زلیعی مطالعہ کتب حدیث میں واسطے تخریج ان کتابوں کے جنکی تخریج کا اہتمام انھوں نے اپنے ذمہ لیا تھا مشغول تھے پس عراقی نے قواعد حدیث احیاء العلوم اور ان احادیث ترمذی کی جنکا ترمذی نے ہر ایک باب میں اشارہ کیا ہے تخریج کی اور زلیعی نے احادیث ہدایہ اور کثافت کی تخریج کی اور یہ دونوں ایک دوسرے کو مدد دیتے تھے۔ علی فارسی نے لکھا کہ آپ کے کلام کی برکت احادیث احکام واقعہ ہدایہ اور تمام کتب مذہب حنفیہ پر مبذول ہو۔ وفات ایک ماہ محرم ۸۸۷ھ میں ہوئی۔ شیخ فروزندہ تاریخ وفات ہے۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے اکثر علماء نے تو اسی طرح پر بیان کیا ہے جیسا کہ راقم نے اوپر لکھ دیا ہے اور بعض نے اس طرح پر بیان کیا ہے۔ یوسف بن عبد اللہ بن یونس بن محمد رحمہ اللہ اعلم بالصواب۔

مغلطائی بن یلیج ترکی مصری۔ ۸۸۷ھ میں پیدا ہوئے۔ علاء الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام حدیث اور اسکے فنون میں حافظ۔ عارف اور علم فقہ و اشاب وغیرہ میں علامہ زمانہ۔ محقق۔ مدقق صاحب تصانیف، کثیرہ تھے چنانچہ ایک سو کتاب سے زیادہ آپ نے تصنیف فرمائی جن میں سے تلویح شرح صحیح بخاری اور شرح ابن ماجہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ماہ شعبان ۸۸۷ھ میں ہوئی۔ آپ کی تاریخ ولادت نکتہ پرداز اور تاریخ وفات متوجع مدقق آئینہ تواریخ سے نکلنی ہے۔

عمر بن اسحق بن احمد ہندی غزنوی۔ ابو حفص کنیت سراج الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام فاضل۔ نفیہ محدث۔ علامہ بے نظیر بڑے ذکی و فہم اور مناظرہ و مباحثہ میں مشہور تھے تقریباً ۸۸۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ فقہ امام زاہد و جہ الدین دہلوی اور

مغلطائی بن یلیج

مغلطائی

شمس الدین خطیب دہلوی اور ملک العلماء سراج الدین نقی دہلوی اور کرن الدین بدایونی سے جو غرہ ملائذہ ابی القاسم غوغی تلمیذ حمید الدین ضریر کے بہن حاصل کی اور مصر میں جا کر وہاں قاضی القضاۃ ہوئے تصانیف بھی نہایت معتبر اور عمدہ بکثرت کہن جنہیں سے توضیح شرح بدایہ زبدۃ الاحکام فی اختلافات ائمۃ الاعلام - شامل فی الفقہ - شرح بدیع الاصول - شرح مغنی سترۃ المنیفہ فی ترجیح مذہب ابی حنیفہ - شرح زیادات - شرح جامع صغیر - شرح جامع کبیر لیکن نامکمل - شرح تائید ابن الفارض - کتاب الخلاف - کتاب التصوف - شرح المنار شرح المختار تواریخ الانوار فی الرد علی من انکر علی العارفین - لطائف الاسرار عدۃ الناسک فی الناسک شرح عقیدۃ الطحاوی - اللوامع فی شرح جمع الجوامع مشہور و معروف ہیں وفات آپ کی بقول کفوی ۶۳۰ھ ہجری اور بقل سیوطی و صاحب کشف الظنون ۶۳۰ھ ہجری میں ہوئی۔ انوار شہر اور آرائش دوران آپ کی تاریخ وفات ہیں۔

شیخ حمید الدین دہلوی

شیخ حمید الدین دہلوی - عالم کبیر فقیہ ہندین - فاضل اجل محقق و مدقق تھے علامہ ابن کمال نے آپ کی بڑی تعریف کی ہو آپ نے ہادیہ کی شرح نہایت جربہ تصنیف کی اور ۶۳۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ تاج عصر تاریخ وفات ہو۔

ابن کمال

محمد بن احمد بن عبد العزیز قزوینی دمشقی المعروف بابن ربیعہ - بڑے عالم فاضل اصولی - فقیہ - محدث - مفسر - جدلی - نحوی - لغوی - علامہ فنون - سوار میدان بحث تھے - ناصر الدین لقب تھا - علم رضی الدین ابراہیم بن سلیمان منطقی اور علاء الدین علی بن لبان فارسی سے بڑھا - شرح منار اور قدس الاسرار فی اختصار المنار اور مذہب المکیہ شرح فرائض السراج تصنیف کیں اور شام کے ملک میں ۶۳۰ھ میں وفات پائی۔ شہنشاہ زمانہ تاریخ وفات ہو۔

ابن کمال

محمد بن عمر بن شہاب الدین محمود بن ابی بکر بن عبد القادر رازی المعروف بلین السراج ابی العباس احمد سرحدی کی سبط میں سے بڑے عالم فاضل - فقیہ مفتی تھے نجم الدین ابراہیم طرسوسی صاحب فتاویٰ طرسوسیہ کے عہد میں دمشق کے مفتیوں میں سے تھے فقہ وغیرہ اپنے باپ سراج الدین عہد تلمیذ حصیری سے حاصل کی اور شنبہ

کے درجہ ۲۰۔ ذیقعدہ ۱۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ ماہ خلق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

احمد بن ابراہیم بن ایوب غنیابی۔ ابو العباس کنیت اور شہاب الدین لقب تھا۔ تاج غنیابیہ میں جو درمیان حلب اور انطاکیہ کے واقع ہے رہتے تھے۔ دمشق کے عسکر کی قضاء آپ کے سپرد کی گئی۔ فتویٰ اور درس کے لیے لوگ بکثرت آپ کے پاس آتے تھے فقہ میں کتاب نفع شرح مجمع البحرین اور اصول میں شرح معنی تصنیف کی اور ششم بحری میں وفات پائی۔ تاریخ وفات اسے روشن ہے۔

جابر بن محمد بن عبدالعزیز بن یوسف النخاوی الکافی ششم بحری میں شہر کان میں جو دازم کے شہر بن میں سے ہے پیدا ہوئے۔ عالم تجر اور فاضل ماہر محقق فی المنقول و معقول تھے۔ ابو عبد اللہ کنیت اور افتخار الدین لقب رکھتے تھے علم اپنے مامون ابی المکارم بن ابی المفاخر سے حاصل کیا اور حدیث کو دمیاطی سے سنا۔ محدث و افتخار بن ابی عمر صرت کی اور ششم بحری کو قاہرہ میں وفات پائی۔ ہادی مذہب تاریخ وفات ہے۔

عبدالوہاب بن احمد بن دہبان دمشقی۔ ابو محمد کنیت امین الدین لقب تھا۔ ششم سے پہلے پیدا ہوئے۔ فقہ فخر الدین احمد بن علی بن فصیح شاگرد حسن سغانی تلمیذ حافظ الدین ابوالکیر محمد بخاری سے حاصل کی اور دیگر علوم علما سے شام سے اخذ کیے یہاں تک کہ درجہ کمال کو پہنچے اور عربی۔ فقہ۔ قرأت۔ ادب وغیرہ میں امام فاضل اور عالم ماہر اور فقیہ مینہ ہوئے۔ بڑے نیک سیرت۔ امین۔ حکیم تھے پہلے مدرس رہے پھر ششم میں شہر حاکم کی قضا آپ کے سپرد ہوئی لیکن دوسرے سال معزول ہو گئے پھر تیسرے سال امیر مقرر کیے گئے اور باقی عمر اس عہدہ پر قائم رہے اور قاضی القضاۃ کے لقب سے لقب ہوئے۔ ہزار بیت کا بحر طویل میں قافیہ راوی پر ایک عمدہ قصیدہ منقول کیا اور اسمین عجیب و غریب مسائل فقہ مذہب خفیہ کے لائے پھر اسکی دو جلد میں شرح تصنیف کی اسکے بعد کتاب درر البحار مصنفہ محمد بن یوسف تولوسی کی شرح تصنیف کی لیکن چالیس سال کی عمر ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۷ھ میں مصنف درر البحار کی حیات میں فوت ہو گئے۔ تاریخ وفات آپ کی ہادی مذہب ہے۔

احمد بن ایوب غنیابی

جابر بن محمد بن عبدالعزیز بن یوسف النخاوی

عبدالوہاب بن احمد بن دہبان

سنہ ۷۰۰ میں وفات پائی۔ حق پرست تاریخ وفات جو آپ کے باپ محمد بن محمد بن امام فخر الدین بھی اگرچہ تحصیل علم میں بڑی کوشش کی مگر اپنے دادا کے رتبہ کو نہ پہنچ سکے اسلئے انھوں نے صرف عروت و عظیم پر قناعت کی اور عمر بھر وعظ اور علوم لغتوں میں گفتگو کرتے رہے۔ البتہ آپ کے جد امجد محمد بن امام فخر الدین رازی رتبہ فضیلت کو پہنچے تھے اور امام فخر الدین اسے بڑی محبت کرتے تھے چنانچہ امام نے کئی کئی مین ان کے لیے تعینات کیں مگر انوس وہ عقوبت شباب میں فوت ہو گئے۔ امام فخر الدین تو شافعی المذہب تھے مگر جمال الدین اقصرائی اور آپ کے والد امجد محمد واعظ حنفی المذہب ہوئے ہیں۔ اقصرائی طرف اقصرائی کے منسوب ہو جا یا کہ شہر کا نام سرائی بمعنی ایسی صری بمعنی قصر میں جس کا ترجمہ سفید محل ہو لعنون نے اقصرائی سین سے لکھا ہے کہ عمر و بن اسحق بن احمد غزنوی۔ ابو حفص کنیت سراج الہندی لقب مخاضی سنہ ۷۰۰ میں پیدا ہوئے بڑے عالم فاضل۔ اصولی۔ مفسر فقیہ۔ محدث۔ وسیع العلم۔ کثیر المہابت ذی وجاہت۔ شیخ الحنفیہ تھے۔ فقہ کو وجہ رازی و سراج نقفی اور زین بدایونی وغیرہ علماء ہند سے حاصل کیا اور مرجع کیا اور قاہرہ میں قاضی حنفیہ مقرر ہوئے۔ ابن ابی حنیبلہ کو ابن الفارض کے حق میں کلام کرنے کے باعث تعزیر بردی لیکن صوفیوں سے تعصب رکھا کرتے تھے۔ جب کی رابع سنہ ۷۰۰ کو وفات پائی۔ قرآن خریف کی ایک تفسیر آپ کی عمرہ تالیفات میں سے یادگار ہے۔ سنار و زمین تاریخ وفات ہے۔

شیخ یوسف شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خلفاء میں سے عالم علوم ربانی اور ماہر فقہ و حدیث و تفسیر تھے ایک کتاب سہمی بہ تحفہ انصاف مشتمل بر احکام شرع و فرائض و سنن و آداب نظم میں تصنیف کی اور اسکی ہر ایک بیت کو رائے عملہ پر ختم کیا اور سنہ ۷۰۰ میں وفات پائی۔ باقوت الذر تاریخ وفات ہے۔

عبد القادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم قرظی۔ ابو محمد کنیت اور محی الدین لقب تھا۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ جامع علوم اقلیہ و عقلیہ سحاوی فروع و اصول تھے سنہ ۷۰۰ میں پیدا ہوئے۔ علم علاء الدین علی بن عثمان ترکمانی اور ان کے باپ عثمان ترکمانی اور چچ اللہ ترکستانی سے بڑھا اور انھیں سے احادیث کو سنا اور روایت کیا مدت تک

مرآت المصنف

مرآت المصنف

مرآت المصنف

تدریس و افتاء میں مشغول رہے تصانیف بھی بہت کیں جنانچہ غنایہ فی شرح و تخریج احادیث ہدایہ - شرح معنی الآثار طحاوی - شرح خلاصۃ الدلائل - جواهر المصنوعہ فی طبقات الحنفیہ - تہذیب الاسماء الواقعہ فی الہدایہ - کتاب البستان فی مناقب الشیخ - الطریق والوسائل - فی تخریج احادیث خلاصۃ الدلائل - الا اعتماد فی شرح الاعتقاد - کتاب ادوام الہدایہ - کتاب فی الموائفہ قلوبہم - کتاب الرد علی ابن ابی شیبہ - آپ کی تصنیفات سے ہیں - وفات آپ کی ماہ ربیع الاول ۱۰۷۷ھ میں ہوئی - صاحب اعتبار تاریخ وفاتہ ۵ -

(مجاہد)

علی بن نصر بن عمر - نور الدین لقب اور ابن سوسلی کے نام سے مشہور تھے فقہ فاضل اصولی کامل تھے مدت تک مدرسہ حامیہ کے مدرس رہے اور ایک کتاب فقہ میں تصنیف کی مگر جب کتاب النکاح تک پہنچے تو ششہ ۷۷ھ میں موت کا پیادہ آگیا اور اسکو کامل کر کے منصور بن احمد بن یزید فوارزمی - ابو محمد کنیت تھے بڑے عالم فاضل جامع علوم و فنون تھے کتاب معنی جنازی کی شرح نہایت مفید تصنیف کی اور ششہ ۷۷ھ میں وفات پائی -

منصور بن احمد بن یزید فوارزمی

محمد بن عبد الرحمن بن علی المعروف بہ شمس الدین ابن الصانع - عالم ماہر فاضل تبحر جامع علوم - ضابطہ فنون - کثیر الاستحضار فقیہ محدث - جامع لغوی - نحوی حسن الخط و النشر حسن الاخلاق اور رؤسہ کے لیے کثیر المعارف تھے - ششہ ۷۷ھ میں پیدا ہوئے - فقہ وغیرہ شہاب بن مرحل اور ابی حیان اور خضر زلیعی سے پڑھی اور حدیث کو شام مصر میں نبوی اور ابو الفتح یحییٰ سے سنا اور روایت کیا اور آپ سے علامہ عز الدین محمد بن ابی بکر بن جمہ نے پڑھا اور جمال بن ظہیرہ اور عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز بن جمہ نے روایت کی مدت تک جامع طولونی وغیرہ کے مدرس اور دارالعمل کے مفتی رہے پھر قضاء عسکر کی آپ کے بہتر ذکر گئی - شرح مشارق الانوار شرح الفیضہ تعلیقہ - فی مسائل الدقیقہ - مجمع الفرائد - سترہ جلد میں - المبانی فی المعانی منہج الغویم فی فوائد متعلق بالقرآن العظیم نتائج الافکار والرقم شرح بردہ - الوضع الباہر فی رفع الفعل والظاہر استخراج الفہم لاجتماع العلوم وخص الافہام فی افہام الاستفہام - الجمع - الاختصار - التذکرہ محرمین - حاشیہ منیٰ ابن حاتم وغیرہ تصنیف کیں اور ۱۱ - ماہ شعبان ۱۰۷۷ھ یا ۱۰۷۸ھ میں وفات پائی - میر کٹور اور

آرائش دارین تاریخ وفات ہر

یہاں تک

احمد بن یحییٰ بن ابی بکر النسانی المعروف ببابن ابی جملہ نزہ الدمشق ثم القاہرہ ۲۵۰ھ
میں پیدا ہوئے اور علم میں مشغول ہو کر ادیب اجل - ضعیج اکمل ہوئے پھر حج کیا حنفی المذہب
جسلی الاعتقاد تھے اگرچہ شعر کہتے تھے مگر عروض اچھی طرح نہیں کرتے تھے کتب کو نظم و نثر میں
لکھا اور بہت سے مجامیع کو جمع کیا جنہیں سے دیوان صباہ - منطق الطیر - اور سکران
علم محاضرات میں اور ادب الغصن اور الطیب الطیب و لغتہ الشاملہ فی العشرۃ الکاملہ اور
فصیرۃ کمال وغیرہ ہیں اور غرہ مادہ ذی الحجۃ ۳۷۰ھ ہجری کو - ۵۱ سال کی عمر میں وفات
پائی - بہرہ جلالہ تاریخ وفات ہر -

یہاں تک

محمود بن احمد بن مسعود بن عبد الرحمن قزوئی - کنیت آپ کی ابو الشناہ اور لقب
جمال الدین تھا - عالم فاضل - جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے - علم اپنے بابا ابی العباس احمد
شاگردہ جلال الدین جنازی تلمیذ عبد العزیز بخاری شاگرد فخر الدین محمد بایرغی سے اخذ کیا
اور تدریس و افتاء کا کام دیا اور دمشق کے قاضی ہوئے - کتاب فہمی شرح منہی فی اللہ
تلاذ شرح عقائد - زبدہ فرج عمدہ - خلاصۃ النہایہ حاشیۃ الہدایہ تقریر شرح تحریر القدر ہی -
تہذیب احکام القرآن - جمع بین وفقی ہلال والنخبات - اعجاز فی الاعراض علی الاولیۃ البشعرۃ -
مختصر مستند - ابی حنفیہ یعتقد بشرح مستند وغیرہ تصنیف کیں - علاوہ ان کے ایک مفتاح
رفع الیدین فی الصلوۃ تصنیف کیا اور اصمیں اس بات کو ثابت کیا کہ رفع یدین مفید صلوہ نہیں
وفات آپ کی دمشق میں ۳۷۰ھ یا ۳۷۱ھ میں ہوئی - امیر کشور اور روشن گہ تاریخ وفات ہر -

یہاں تک

احمد بن علی بن منصور دمشقی - ابو العباس کنیت اور شرف الدین لقب تھا اپنے
وقت کے امام فاضل اور فقیہ محدث تھے - ولایت مصر کی قضاء آپ کو تفویض کی گئی - آپ نے
کتب بنماہ کو جو فقہ میں ہر مختصر کے اسکا تحریر نام رکھا اور نیز امیر شرح لکھی مگر ابھی کامل ہونے
نہیں پائی تھی کہ آپ نے ۳۷۰ھ میں دمشق میں وفات پائی - نور کشور تاریخ وفات ہر -

یہاں تک

محمد بن محمد بن محمود بارتی - اکمل الدین لقب تھا - امام محقق - علاوہ مدق - صاحب
ضابطہ - فقیہ - محدث - لغوی - نحوی - صرفی - عدل معانی و بیان - جامع علوم

دفتون - عظیم النظر فقیدہ التمثیل - قوی النفس عظیم الہیۃ وافر العقل تھے۔ شاہ کے قریب پیدا ہوئے سانی علم کے اپنے شہر کے علما و فضلا سے بڑے پھر حلب کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا پھر شاہ کے بعد قاہرہ میں آئے اور ابو الثناء شمس الدین صفحانی اور ابی میان سے عربی پڑھی اور حدیث کو دلاسی اور ابن عبد الہادی سے سنا اور فقہ فہم الدین ابن محمد کا کی شاگرد خسام الدین حسن سغناقی تلمیذہ حافظ الدین کبیر محمد بنجاری سے حاصل کی اور آپ سے سید المحققین ابو الحسن سید شریف علی جرجانی اور شمس الدین محمد بن حمزہ قناری اور بدر الدین محمود بن اسرائیل وغیرہ نے تفعہ کیا اور آپ کو شیخوخہ کی مشیخت دی گئی اور کئی دفعہ قضاء کے لیے بھی کہا گیا مگر آپ نے اسکو اختیار نہ کیا اور درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے چنانچہ شرح مشارق الانوار شرح ہدایہ المسمی بنی شرح مختصر ابن حبان شرح منار - شرح قرآن سراجہ - شرح تلخیص جامع غلطی - شرح تجرید طوسی - شرح الفیہ ابن مطی - تفسیر کشف - شرح کتاب الوصیۃ امام ابو حنیفہ شرح تلخیص مفتح کتاب التقریر - شرح اصول بزدلی - کتاب الانوار اصول میں - تفسیر قرآن شریف وغیرہ تصنیف کیں - اور جمعہ کی رات ۱۴ - ماہ رمضان ۷۶۷ھ میں وفات پائی - اور شیخوخہ میں دفن کیے گئے آپ کے جنازہ پر سلطان مع اعیان و ارکان کے حاضر ہوا - معدن برکت تاریخ وفات ہر - باریقی طرف بابر تا کے منسوب ہر جو بغداد کے علاقہ میں ایک شہر ہے -

میر سید علی ہمدانی - ہمدان میں دو شنبہ کے روز ۱۲ - رجب ۷۸۷ھ میں پیدا ہوئے مخزن علوم ظاہری - منظر تجلیات ربانی - عالم عامل - عارف کامل - صاحب کرامات و عوارق عادات تھے - علوم ظاہری و باطنی میں آپ کو وہ کمال حاصل تھا کہ ایک سو ستر سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں جنہیں سب جمع الاحادیث شرح اسماء الحسنی - ذخیرۃ الملک فرج لقصوص الحکم سرکۃ التائبین - شرح قصیدہ حمزہ - وفارہیہ - آداب المریدین - اور دہل قواعد شہرین - ۷۸۷ھ میں مع سات سو فقار و سادات کے ہمدان سے کاشمیر میں تشریف لائے اور محلہ علماء الدین پورہ میں جہاں اب آپ کی خانقاہ فیض آباد ہے طویلہ افرورہ کے بادشاہ کمال خشوع و خضوع سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا - اسلام لے جو سال ۷۸۷ھ کے فوت

کاشمیر میں

سے کا تعمیر میں رواج پکڑنا شروع کیا تھا آپ کے وقت میں رونق بے اندازہ حاصل کی اسی لیے آپ کو بانی مبانی اسلام کہتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے یعنی آن بانی مسلمانانہ میر سید علی ہمدانی تبادشاہ کو جو جمع بین لائختین کیا ہوا تھا آیت لا تجعوا لہم الا خیرین برعل کر ابائین دفعہ کا شمیمین آئے اور تین ہی بار میر و سیاحت ربیع مسکون کی فرمائی۔ جب اخیر کو کا شمیم سے رحلت کی تو ہتر سال کی عمر میں میدان کبیر میں پہونچ کر ششم سحری میں انتقال فرمایا اور نعش آپ کی ختلان میں لجا کر دفن کی گئی۔ هزار آپ کا دیارت گام عام ہو شیخ میر محمد اویسی نے قطعہ تاریخ آپ کا اسطرح پر کیا ہے کہ فخر عارفان شہ بہن کر دیش باغ معرفت لبگفت + مظہر نور حق کر رویش بود + عاقبت از جہانیاں نہمفت عقل تاریخ سال رحلت او + سید سید ما علی ثانی گفت +

ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبہ اللہ عقیلی حلبی المعروف بابن عدیم۔ ماہ ذی الحجہ الشہ سحری میں پیدا ہوئے بڑے دیندار عالم فاضل تھے۔ نماز ہمیشہ جماعت کے ساتھ بڑھا کرتے اور حلب کے قاضی تھے۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ ششم سحری میں ہوئی۔ مسند برکات تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یوسف بن الیاس قونوی شمس الدین لقب تھا۔ فاضل بے بدل محدث کامل جامع فروع و اصول ضابطہ معقول و منقول تھے۔ ابن قطلوبغا نے ابن حبیب سے روایت کی ہے کہ شمس الدین محمد اپنے وقت کے علم و عمل میں امام اور طریقہ میں خیر اہل زمانہ علامہ العلماء قدوۃ الزما تھے۔ علم تاج الدین اسمعیل بن خلیل شاگرد فخر الدین عثمان بن مصطفیٰ ترکمانی تلمیذ صدر الدین سلیمان بن ابی الغر شاگرد حصیری سے اخذ کیا اور ایسی حید تصنیفات کی جو آپ کے غزوات علم اور دقیق فہم پر دال ہو چنانچہ شرح تلخیص مفتاح۔ شرح مجمع البحرین شرح عمدۃ النسخ و اصول دین میں ہے اور در البحار تصنیف کین اور امام قونوی کی کتاب منہاج شرح صحیح مسلم اور کتاب مفصل زمخشری کو مختصر کیا اور ۵۰ جہاد لکھے ششمہ میں وفات پائی۔ کوکب برج سعادت تاریخ وفات ہے۔

علی سیرانی۔ علامہ الدین لقب تھا عالم فاضل فقیہ کامل تھے علم جمال الدین کرلانی

ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن ہبہ اللہ عقیلی حلبی المعروف بابن عدیم۔ ماہ ذی الحجہ الشہ سحری میں پیدا ہوئے بڑے دیندار عالم فاضل تھے۔ نماز ہمیشہ جماعت کے ساتھ بڑھا کرتے اور حلب کے قاضی تھے۔ وفات آپ کی ماہ ذی الحجہ ششم سحری میں ہوئی۔ مسند برکات تاریخ وفات ہے۔

ابن عدیم

علی سیرانی

صاحب کفایہ حاشیہ ہدایہ لکھنے حسن بن علی سغفانی صاحب نہایہ اور عبد الغفر بن جباری صاحب کشف سے حاصل کیا اور آپ سے سراج الدین عمر قاری الہدایہ رشاد بن ہمام نے ہدایہ پڑھا اور سنہ ۹۰۰ ہجری میں وفات پائی سیرانی میراث کی طرف منسوب ہو جو بلاد فارس میں ایک شہر حد کرمان سے ملا ہوا ہے۔

صاحب کفایہ

سید یوسف بن سید جمال حسینی عالم فاضل جامع منقول و منقول - فقیہ حنبلی اور مولانا جلال الدین رومی کے شاگردوں میں سے تھے آپ کے آباؤ اجداد مشہور سے آکر لبنان میں متوطن ہوئے تھے اور آپ بذات خود سلطان فیروز کے عہد میں باہمانہ لباس میں لبنان سے دہلی میں آئے۔ سلطان نے آپ کی فضیلت و عظمت کو مشاہدہ کر کے آپ کو اُس مدرسہ میں مدرس مقرر کیا جو حوض خاص پر تعمیر کیا ہوا اور نیز اپنا مقبرہ وہاں بنوایا تھا جہاں آپ کئی سال تک مدرس و افادت برہنہ رہے مگر عوام و خواص کو اپنے چشمہ علوم سے سیراب کرتے رہے صاحب اخبار الاخبار لکھتے ہیں کہ آپ کو ہر ایک جمعہ کی رات کو آنحضرت کی زیارت ہوا کرتی تھی آپ نے قاضی ناصر الدین بیضاوی کی کتاب لب الالباب فی علم الامراء پر جو ایک متن تین اور اس ولایت میں مشہور و معروف ہے ایک بسیط شرح نہایت فصیح و راجح از و اختصار کے ساتھ تصنیف کی جو یوسفی کے نام سے مشہور ہے اور اصول فقہ میں کتاب منار کی شرح مسمیٰ بہ توجیہ الکلام تصنیف فرمائی۔ وفات آپ کی ۹۰۰ھ میں ہوئی اور حوض خاص پر دفن کیے گئے۔ حقائق شعائر تاریخ وفات ہے۔

قاضی عبد القادر

قاضی عبد القادر بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندری عالم فاضل - فقیہ - ادیب - فصیح - مبلغ - جامع علوم نقلیہ و عقلیہ - صاحب ظاہر و باطن تھے - قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے آپ سے علم حاصل کیا بہت سے قصائد و غزلیات ربی آپ کی تصنیفات سے ہیں خصوصاً آپ کا وہ قصیدہ جو معارفہ لامیۃ العجم میں آپ نے کہا ہے۔ آپ کی کمال فصاحت و بلاغت پر دال ہے کہ آپ ہمیشہ تدریس و تفسیر علوم میں مصروف رہتے اور اکثر طالب علموں کو تحصیل علم اور حفظ شریعت کی وصیت کیا کرتے اور فرماتے تھے کہ ایک مسئلہ عربین فکر کرنا اوس ہزار رکعت پر فضیلت رکھتا ہے جو عجب درجہ سے بڑھتی جاوے کہتے ہیں

کہ آپ طالب علمی کے وقت اکثر شیخ نصیر الدین محمود جراغ دہلوی کے پاس جاتے اور اس سے
 بحث کرتے اور وہ آپ کو بحث کو پسند کرتے اور آپ کو تحصیل علوم کی ترغیب دیتے تھے یہاں تک کہ آپ
 بعد تحصیل علوم کے شیخ موصوف کے مرید ہوئے اور صفی باطنی حاصل کیے خرقہ خلافت حاصل کیا اور
 مناقب حجت بن ایاب کتاب مناقب اصدیقین تصنیف کی جس میں شیخ موصوف کے بڑے مناقب
 درج کیے اور اٹھاسی سال کی عمر میں ۱۰۶۶-۱۰۶۷ محرم ۱۰۶۷ء میں وفات پائی اور درگاہِ خواجہ فیض الدین
 بنختیار اوشی کا کی میں شمس کے حوض پر اپنے والد کے متصل دفن ہوئے۔ نور سادات تاریخ و وقایع
 مسعود بن عمر بن عبداللہ نقازانی۔ سعد الدین لقب تھا ۱۰۶۷ء میں شہر نقازان
 واقع خراسان میں پیدا ہوئے علوم قطب اور عقد سے اخذ کیے یہاں تک کہ امام اجل علامہ
 فاضل صرف و نحو و معانی و بیان کے عالم ماہر اور اصول مذہب و منطق وغیرہ کے عارف اکمل
 علی الاطلاق مشہور آفاق ہوئے۔ مدت تک آپ امیر تیمور کی مجلس میں صدر و رکن رہے
 کھوسی نے کہا ہر کہ آنکھوں نے آپ جیسا علامہ اعیان میں کوئی نہیں دیکھا یہاں تک کہ یہ
 شریف مبادی تالیف اور اشارہ تصنیف میں آپ کے بجا تحقیق و تحریر میں غلطی کرتے تھے
 اور مدقین و تسلیم کے موافق چلتے اور آپ کی شان و جلالت و فضیلت کی تعریف کرتے تھے لیکن
 جب آپ کا اور یہ شریف کا تیمور کی مجلس میں مباحثہ و مناظرہ ہوا تو پھر باہم اتفاق قائم نہ رہا
 اور یہ شریف آپ کے اقوال کی تردید میں ملزم ہوئے۔ بعض نے آپ کو حنفی المذہب اور بعض نے
 شافعی قرار دیا ہو مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کو فقہ حنفی کی طرف بڑی رغبت تھی اور اس کو
 آپ نے یہاں تک پسند کیا کہ کثرت سے اس میں تصنیفات فرمائی اور نیز فقہاء حنفیہ کے متوالی ہوئے
 اور آپ کے زمانہ میں مذہب حنفیہ اور فقہین علمیہ کی ریاست آپ پر تھی ہوئی۔ آپ کی زبان میں ذر لکنت
 تھی۔ آپ کی تصنیفات سے اصول عقائد میں شرح عقائد نسفی اور تلخیص مقلح کی دو شرح لکریں
 یعنی مہول و مختصر معانی اور سرور حبی کی شرح ہدایہ کا مکملہ اور فتاویٰ حنفیہ اور شرح تلخیص
 جامع الیکبر اور تلخیص حاشیہ توضیح اور فتاویٰ کشاف غیر مکمل اور شرح زبانی اور شرح شمس
 و شرح خبہ ہدایہ غیر مکمل اور شرح عقد اور کتاب ارشاد و نحو میں حاشیہ شرح مختصر الاصول
 اور مقادیر الکلام اور اس کی شرح اور تہذیب المنطق و الکلام۔ وغیرہ مشہور و معروف ہیں

حدائقِ شہنشاہیہ

سمرقند میں یکشنبہ کے روز ماہ محرم ۱۰۹۸ھ میں وفات پائی اور چار شنبہ کے روز ۹۔ جمادی الاولیٰ کو آپ کی نعش خرس کی طرف لجا کر دفن کی گئی۔ نور سعادت تاریخ وفات ۸۰۔ ردۃ الاخبار المتعقب من بیع الابراہیم آئی تصنیفات کی تواریخ اسطور پر لکھی ہیں کہ پہلے پہل آپ نے ماہ شعبان ۱۰۳۹ھ میں سولہ سال کی عمر میں زنجانی کی شرح لکھی اور شرح تلخیص مطول سے ہرات میں ماہ مہر ۱۰۴۸ھ میں اور اسکے اختصار سے مقام عیذون میں ۱۰۵۶ھ میں اور شرح رسالہ شمشیر سے ماہ جمادی الاول ۱۰۵۸ھ میں مزار جام میں اور تلویح حاشیہ توضیح سے ماہ ذیقعدہ ۱۰۵۸ھ میں مقام گلستان و ترکستان میں اور شرح عقائد نسفی سے ماہ شعبان ۱۰۶۸ھ میں اور حاشیہ شرح مختصر الاصول سے ۱۰۷۸ھ میں اور رسالہ ارشاد سے ۱۰۷۹ھ میں ہجری میں خوارزم میں اور مقاصد الکلام اور اسکی شرح سے ماہ ذیقعدہ ۱۰۸۲ھ میں اور تہذیب المنطق و الکلام سے ماہ رجب ۱۰۸۸ھ میں اور شرح نفاح سے ماہ شوال ۱۰۸۹ھ میں سمرقند میں فراغت پائی۔ فتاویٰ خفیہ کی تالیف میں یکشنبہ کے روز ۹۔ ماہ ذیقعدہ ۱۰۶۹ھ کو ہرات میں اور مفتاح الفقہ میں ۱۰۷۸ھ کو اور شرح تلخیص جامع کبیر میں ۱۰۸۶ھ کو مکرخس میں اور شرح کثات میں ۸۔ ۱۰۔ ماہ ربیع الآخر ۱۰۸۹ھ میں مشغول ہوئے۔

احمد بن حسن بن احمد بن حسن الفردی ۱۰۸۸ھ میں پیدا ہوئے ابو الفخر کنیت جلال الدین لقب اور قاضی القضاۃ خطاب تھا اور شہر الفردین جو روم کے شہروں میں سے ایک شہر ہے رہنے والے تھے فقہ اپنے باپ سے پڑھے۔ جامع کبیر اور زیادات کی شرح کو جو عتالی نے تصنیف کی ہے فخر الدین عثمان بن مصطفیٰ مازنی اور فیاض ابی العباس کو شمس الدین محمود فرضی سے پڑھا۔ قطب نے تاریخ مصر میں لکھا ہے کہ آپ جامع فضائل اور سخی اور ذی مروت اور حسن المعاشرت اور محب اہل علم تھے جب ستر سال کے ہوئے تو دمشق کی قضاۃ آپ کے سپرد کی گئی جہاں آپ نے تدبیریں بھی کی ۱۰۹۸ھ میں مصر میں تشریف لائے جب بیمار ہوئے تو کہتے کہ مجھ کو خواب میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تو بڑی عمر کا ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ مائے بڑھاپے کے کوڑھ لپٹ ہو گئے اور ۱۰۹۸ھ ہجری میں ایک سو بیالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ صاحب کتاب اکام المرجان فی احکام لجان اپنی

جامعہ قضاۃ
بن حسن الفردی

اس کتاب کے تیسویں باب میں لکھتے ہیں کہ جسے قاضی جلال الدین نے بیان کیا کہ ایک دفعہ مجھ کو میرے والد ماجد مشرق کی طرف واسطے لانے اہل و عیال کے سفر میں لیکے ایک دن ہنگو بارش نے نہایت ناچار کیا اور ہم ایک جماعت کے ساتھ ایک غار میں جا کر سو رہے ناگہان مجھ کو کسی نے جگا دیا جب میں نے نیند سے ہوشیار ہو کر دیکھا تو مجھ کو ایک درمیا قد عورت نظر پڑی جسکی ایک آنکھ طول میں پھٹی ہوئی تھی جس سے میں ڈر کر کانپنے لگا اُس نے کہا کہ تو کیوں ڈرتا ہو میں اپنی خوبصورت مٹی کا جو چاند کے مثل ہے تجھ سے نکاح کر دیتی ہوں میں نے غوث سے کہا خدا خیر کرے پھر جو میں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو مجھ کو چند عورتیں نظر آئیں پھٹی ہوئی قاضی اور گواہوں کی ہیئت میں دیکھائی دین وہ میرا نکاح پڑھ کر غائب ہو گئیں پھر وہی عورت ایک خوبصورت لڑکی کو لائی اور اُس کو چھو کر چلی گئی مگر اُسکی بھی آنکھ پھٹی ہوئی مثل ماں کے تھی پھر تو مجھ کو زیادہ غوث ہوا ہر چند میں نے سنکر بزور سے اس پاس کے لوگوں کو جگا باگمردہ بیدار نہوئے یہاں تک کہ کچ کا وقت آن پہنچا اور ہم چل پڑے اور وہ عورت میرے ہمراہ تھی اسی طرح تین دن گزر گئے جو تھے روز بھر اُسکی ماں آئی اور مجھ سے گویا ہوتی کہ معلوم ہوتا ہے کہ میری مٹی تجھے بہ نہیں آئی اور تو اس سے جدائی چاہتا ہو میں نے کہا کہ ہاں اُس نے کہا پھر تو اُس کو چھوڑ دے میں نے اُسی وقت اُس کو طلاق دیدی اور وہ اُس کو لیکر چلی گئی تب سے پھر میں نے اُن کو کبھی نہیں دیکھا۔

سید محمد

محمود بن علی بن عبد اللہ قیسرانی ردی المعروف بالعمی۔ جمال الدین لقب تھا علامہ زمانہ۔ فقیہ محدث۔ ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ قاہرہ میں تشریف لائے اور تحصیل علوم میں معروف ہو کر ماہر و باہر ہوئے۔ عمدۃ تدابیر امور و درقضاء خفیعہ کا آپ کے تفویض ہوا مدت تک درس تفسیر و حدیث کا دیتے رہے یہاں تک کہ نہاد ربیع الاول ۷۹۷ھ ہجری کو فوت ہو گئے۔ لمعات انوار تاریخ وفات ہی۔ ابن حجر عسقلانی کتاب مجمع المومنین المعجم المفہر میں آپ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ میں نے ۷۹۷ھ ہجری میں آپ سے ملاقات کی اور کچھ چڑھا۔ قیسرانی طرف شہر قیسریہ کے منسوب ہے جو شام کے ملک میں ساحل بحر مدیترہ ہے۔ عبد اللہ بن علی بخاری المعروف بقاضی منصور۔ ابو عبد اللہ کنیت اور تاج الدین

قاضی

لقب تھا سبستان میں ۲۲۰ سہری میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل۔ فقیہ عظیم النظر تھے۔
فقہ میں کتاب مختار اور فرائض میں کتاب مراجع کو منظوم کیا اور ایک فتاویٰ بحر البحاری نام
چارون مذہب کے مسائل میں نہایت معتبر تصنیف کیا اور ۲۹۹ھ میں وفات پائی صاحب
کشف الطنون نے آپ کی وفات ۲۹۹ھ میں قرار دی ہے۔

حاج پاشا

خضر بن علی بن خطاب المعروف بہ حاج پاشا۔ ولایت ایدین اہلی کے رہنے والے تھے
قاہرہ کو تشریف لیگے اور وہاں اہل الدین اور مبارک شاہ منطقی سے علم پڑھا پھر آپ کو ایک
ایسا سخت مرض لاحق ہوا کہ جس نے آپ کو علم طب کے شغل پر مجبور کیا پس آپ علم طب میں
کمال و ماہر ہوئے اور مصر کا شفا خانہ آپ کو تفویض کیا گیا جبکہ آپ نے خوب انتظام کیا
اور طب میں کتاب شفا الاسقام اور اسکی مختصر تفسیل نام تصنیف کی آپ نے قبل اشتغال
علم طب کے طب رازی کی شرح مطالع کی بحث تصورات و تصدیقات پر روشنی تصنیف کیے
تھے جنکے بعض مواضع کی یہ تشریف نے باوجودیکہ وہ اسکی فصیلت کے قائل تھے تردید بھی کی
ہے۔ وفات آپ کی تقریباً ۳۰۰ھ میں ہوئی۔

ابو بکر بن علی بن محمد

ابو بکر بن علی بن محمد۔ حدادی مصری۔ عالم عامل۔ فاضل اکمل مفسر۔ فقیہ۔ عابد۔ زاہد
صاحب کرامات تھے ہر روز پندرہ سبق پڑھا کرتے تھے تصنیفات کثرت سے کیں جن میں سے تفسیر
کشف التنزیل دو مجلد ضخیم۔ جوہرۃ النہر شرح مختصر القدوری چار مجلد۔ سراج الودیع شرح
مختصر القدوری آٹھ مجلد وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۳۰۰ھ سہری میں ہوئی
سعادت دارین تاریخ وفات ہے۔

صاحب غنائم
شرح وفات

علاء الدین الاسود المشہور بقدر خواجہ۔ پہلے اپنے ملک کے علماء سے علم پڑھا شروع
کیا پھر بلاد عجم میں کوچ کیا اور وہاں کے علماء و فضلاء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ رتبہ فضل و
کمال کی پہونچے اور اپنے ہم عصرون برفیقیت حاصل کی بعد ازاں روم من عند سلطان
اورخان بن عثمان غازی میں آئے اسنے آپکو مدرس مقرر کر دیا۔ جہاں آپ نے علم کو پھیلا یا اور فقہ
کی تدریس کی اور علما و علماء سے مناظرے کیے۔ اثنائے تدریس مدرسہ اذہق میں آپ نے حل مشکلات
کتاب وقایہ میں ایک شرح حافظہ کا فائدہ غایہ نام سے تصنیف کی صاحب کشف الطنون کہتے ہیں

کہ آپ کا نام علی بن عمر تھا اور آپ نے ایک بڑی شرح کتاب مغنی کی بھی تصنیف کی ہے جس کی تصنیف سے سترہ سہری میں فارغ ہوئے اور سترہ وین وفات پائی۔ آپ سے آپ کے بیٹے حسن پاشا اور شمس الدین محمد فارسی نے علم پڑھا پھر یہ دونوں مدرسہ سلسلہ میں جلال الدین محمد بن محمد افسرانی کی خدمت میں جانے لگے۔

سید علی قومناقی رومی۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل۔ جامع علوم مختلفہ۔ وقف فنون متعدد تھے اور موضع توقات میں جو روم کے علاقہ میں واقع ہو رہتے تھے۔ شرح وقایہ کی شرح عنایہ نام تصنیف کی اور میریج کی شرح لکھی۔ اخیر آٹھویں صدی میں وفات پائی۔
 مولانا معین الدین عمرانی۔ بڑے فقیہ۔ اصولی۔ جامع منقولات و معقولات تھے دہلی کے لوگ آپ کی شاکردی کو ایک فخر سمجھتے تھے آپ کے جہلم علوم و فنون سے بہت لوگ سرباب ہوئے جابجہ مولانا خواجگی جو شیخ نصیر الدین جرائغ دہلوی کے معظم خلفاء اور قاضی شہاب الدین کے اساتذہ میں سے ہیں آپ کے شاگرد تھے آپ نے تصنیفات بھی بہت کیں جابجہ ہاشمی کنز الدقائق و حاسمی و مفتاح مشہور و معروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ تہذیب میں آپ کو شیخ نصیر الدین سے بڑا انکار تھا جیسا کہ مولویوں کو مشائخ سے ہوتا ہوا اتفاقاً آپ کو بیماری سرفہ کی لاف ہوئی یہاں تک کہ اطباء معالجہ سے عاجز آ گئے اور حیات سے مایوسی ہو گئی ایک دن مولانا خواجگی نے جو اُن دنوں آپ کے پاس بڑھا کرتے تھے اور بعد سبق کے شیخ نصیر الدین کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتے تھے عرض کیا کہ اگر آپ میرے ساتھ شیخ کی ملاقات کے لیے قدم رنج فرمائیں تو امید ہے کہ انکی دعا اور برکت صحبت سے شفا حاصل ہو جائے پہلے تو آپ کو یہ بات خوش نہ آئی لیکن آخر الامر سبب اضطرار کے شیخ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور ملاقات کی شیخ نے تھوڑی دیر کے بعد طعام طلب کیا اور نہ مایا کہ چاقول سادہ اور دہی بھی لاؤ جب الزام و قسام کے کھانے آئے تو شیخ نے چاقول و جرات جو مرین کھانسی کے حق میں تھا ہر اسم قاتل کا حکم رکھتے ہیں مولانا کے آگے رکھ کر نہ مایا کہ بسم اللہ مولانا شیخ کی میت سے انکار نہ کر سکے خدا کی قدرت اور شیخ کی نظر کیا اثر سے وہ کھانا آپ کے

بہشتی شہداء

میرزا صاحب

حق میں ایسا مفید پڑا کہ نور انکھائی جاتی رہی اور آپ بالکل شفا یاب ہو گئے اسکے بعد آپ شیخ موصوف کے نہایت معتقد ہو گئے اور انکار کا عقدہ حل ہو گیا۔ آپ کو سلطان محمد بن تغلق شاہ والی ہند متوفی ۷۸۵ھ نے شہر زمیں واسطے لائے قاضی عضد الدین کے بیجا تھا جہاں آپ کی سلطان ابوسعحق نے بڑی تکریم و تعظیم کی اور کچھ دنوں آپ کو وہاں ٹھہرایا جہاں آپ کے آثار فضل اور علم وہاں کے لوگوں اور علماء پر ظاہر ہوئے۔

مصنف کفایہ

سید جلال الدین بن شمس الدین خوارزمی کرمانی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل۔ جامع منقول و معقول۔ حاوی فروع و اصول تھے اور یہاں تک ضرب المثل اور شہرہ زمانہ تھے کہ دور دور سے لوگ آپ کے پاس آتے اور فوائد علمیہ و دینیہ سے فیض یاب ہونے تھے علم آپ نے حام الدین حسن سنغاتی معین نہا یہ اور عبد العزیز بخاری صاحب کشف بزدی اسے حاصل کیا اور آپ سے ناصر الدین محمد بن شہاب بن یوسف والد حافظ الدین محمد بزاز صاحب فتاویٰ بزاز یہ اور طاہر بن سلام بن قاسم خوارزمی المعروف بسعد قد بوش صاحب جواہر الفقہ اور عبد الاول بن برہان الدین علی بن عماد الدین وغیرہ نے حاصل کیا اور ہدایہ کی شرح کفایہ نام ایسی عمدہ لکھی جو مقبول ہو کر متداول میں نام ہوئی۔ اگرچہ اس شرح کے مصنف کے باب میں علماء نے اختلاف کیا ہو مگر کفوی اور صاحب شقائق النمانیہ وغیرہ مورخین معتبرہ و علمائے ثقہ کے اقوال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ کفایہ شرح ہدایہ کو سید جلال الدین ہی نے تصنیف فرمایا ہے۔

محمد بن شہاب بن یوسف بن عمر بن احمد کرمانی

محمد بن شہاب بن یوسف بن عمر بن احمد کرمانی۔ ناصر الدین لقب تھا علوم فروع و اصول اور منقول و معقول کے جامع تھے اور محمد بن شہاب بزاز متوفی ۷۸۵ھ صاحب فتاویٰ بزاز یہ کے والد ماجد تھے فقہ آپ نے سید جلال الدین مصنف کفایہ شرح ہدایہ سے بڑھی۔

فضل الدین

فضل الدین محمد بن ایوب المنتجب الی ما جو۔ امام۔ فقیہ۔ اصولی۔ راس الارباب حقیقت و طریقت تھے۔ علم یوسف بن عمر کرمانی صاحب جامع المصنفات شرح قدوی سے حاصل کیا اور نقیض کہ رکن الدین فیض الدین متوفی ۷۸۵ھ بن ابی المظالم

صدر الدین بن شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی سے اخذ کیا اور فتاویٰ صوفیہ تصنیف کیا مگر ابن کمال لکھتے ہیں کہ یہ فتاویٰ کتب غیر معتبرہ میں سے ہیں جب تک اس کی مطابقت اصول سے معلوم نہ ہو کہ جو اسمین لکھا ہے اس پر اعتبار کرنا ناجائز ہے۔

محمود بن حسین بن اسعد بلخی - ابو محمد کنیت تھی امام کبیر - فاضل جلیل القدر جامع علوم و فنون تھے علوم یوسف بن عمر صاحب جامع مضمرات سے حاصل کیے اور کتاب افتتاح شرح دعاے استفتاح میں تصنیف کی۔

محمود بن احمد بن عبید اللہ بن ابراہیم محبوبی - تاج الشریعہ لقب تھا عالم فاضل - غریب کمال - بحر زاخر - جبر فاخر - صاحب تصانیف جلیلہ تھے - علم اپنے آپ صدر الشریعہ سے حاصل کیا اور کتاب وقایہ کو واسطے خطا کرنے اپنے بڑے صدر الشریعہ عبید اللہ بن سعود بن محمود کے ہدایہ سے منتخب کیا اور فتاویٰ و واقعات اور شرح ہدایہ تصنیف کی۔ مصطفیٰ بن ابراہیم الشہیر بہ تمجید زادہ - مصلح الدین لقب تھا بڑے صالح فاضل فی العلوم تھے مدت تک سلطان محمد خان کے معلم رہے اور تفسیر بیضاوی پر نہایت عمدہ و مفید حواشی تین جلد میں کشف سے تحریر کیے۔

طاہر بن اسلام بن قاسم بن احمد فوارمی المعروف بعبادہ بوش - علم بید جلال الدین کو ملانی مصنف کفایہ سے اخذ کیا جب حج کر کے مصر میں آئے تو شیعہ میں ایک کتاب نہایت لطیف جو اہر الفقہ نام دس ابواب پر تصنیف فرمائی اور اس کی تصنیف سے غرور مغل کو فایز ہوئے ابدال اس کی اسطرح برہی - الحمد للہ الذی بیدہ بمقالید الامور الخ۔

محمود رومی الشہیر بقوچ افندی - بڑے عالم فاضل - صالح - اورع - نقی جامع علوم عقلیہ و شرعیہ تھے علوم اپنے زمانہ کے علماء و فضلاء سے حاصل کیے سینہ سے بین سلطان مراد خان نے شہر بروسا کی قضاہ آپ کو دی جس پر زمانہ سلطان بایزید خان تک قائم رہے لوگ آپ کو بڑا جانتے تھے۔ چونکہ آپ نہایت ضعیف و پیر سال ہو گئے تھے اسلئے آپ قوچ افندی کے نام سے موسوم ہوئے۔ آپ کا ایک بیٹا محمد نام تھا جو بڑا عالم فاضل ہوا مگر عین شہاب میں ایک لڑکا موسیٰ پاشا چھوڑ کر مر گیا۔

محمود بن حسین

محمود بن احمد

محمود بن احمد

محمود بن احمد

محمود بن احمد

محمد بن محمد بن حسن بن علی طاہری۔ ابو ظاہر کنیت حافظ الدین لقب تھا۔

فقہہ۔ حجت۔ مفسر۔ مناظر۔ اصولی۔ زبدۃ ارباب فتویٰ۔ بقیۃ اعلام ہدی۔ عارف اہل طریقت۔ کاشف رموز حقیقت تھے۔ علم صدقہ الشریعہ علیہ العبد بن مسعود بن قاضی الشریعہ محبوبی سے اخذ کیا اور ماہ ذیقعد ۸۳۵ھ میں آپ کو صدر الشریعہ سے اجازت ملی اور آپ نے ابو اختر شعبان ۸۳۵ھ میں خواجہ یار پنا محمد بن محمد بن محمود حافظی صاحب فصل الخطاب کو جو اس وقت بیس سال کے تھے اجازت دی۔

حبیب

قاسم بن یعقوب اسی الشہو خطیب۔ علوم قرآنہ اور تفسیر و حدیث و اصول کے عارف اور اہل تصوف کے محب تھے علم سید احمد قریمی تلید دیرازی سے حاصل کیا اور مدرسہ شہر اسیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان یازید خان کے جب وہ امیری کی حالت میں تھا معلم بنے اور جب وہ تحت سلطنت برٹیا تو آپ کو بروسا میں مدرسہ مراد خان دیا گیا پھر سلطان نے اپنے بیٹے احمد کا آپ کو معلم بنایا اور اسی میں فوت ہوئے

حدیقہ نمبر ۹

دین صدی کے فقہا و علماء کے بیان میں

میر سید عبد اللہ حسینی۔ اصل الدین لقب تھا علم تفسیر و فقہ و انشا اور تالیف میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے زبان گوہر نشان آپ کی مفسر خالق مصحف آسمانی تھی اور باطن نجستہ آثار آپ کا مصدر راہ اور بانی تھا خاقان سعید کے عہد میں آپ نے شیراز سے ہجرت کر کے ہرات میں سکونت اختیار کی ہفتہ میں ایک دفعہ مدرسہ گوہر شاد آغا میں وعظ و نصائح خلق اللہ میں مشغول ہونے اور ماہ ربیع الاول میں آنحضرت کے سنن و سیر کے بیان میں مواظبت کر کے طوائف انام کو محفوظ دلا سرور کرنے۔ سیر میں کتاب درج الدرہ اور سالہ مزارات برات اور معراج الاعمال تصنیف فرمائے اور ربیع الاول ۱۰۳۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ وفات آپ کی شاہنشاہ عالم ہو۔

عبد الاول بن محمد سیرامی عالم متبحر۔ فقیہ فاضل تھے۔ اصل وطن آپ کا بلاد عجم

ماہنامہ محمدی

عبد الاول بن محمد سیرامی

میں تھا جہاں آپ نے علم حاصل کیا اور کمال کے رتبہ کو پہنچے پھر ملا دروم میں گئے اور وہاں کے علماء و فضلاء سے مباحثے اور مناظرے کیے لوگوں نے سلطان روم کے پاس آپ کی فضیلت کی شہادت دی پس اسنے آپ کو بلدہ کوناہیہ کا مدرسہ عطا کیا جہاں آپ نے کتاب نقایہ کی جو فقہ میں ہر ایک نہایت نفیس شرح تصنیف کی اور اسکے مسائل و معضلات کو بڑی عمدگی سے واضح کیا جسکی تصنیف سے سنہ ۷۰۰ میں فارغ ہوئے پھر محمد شاہ بن شمس الدین محمد فتاہی کے واسطے ایک کتاب اضطراب کے بیان میں نظم میں تصنیف کی اور سنہ ۷۰۰ میں وفات پائی۔

عبد الاول بن برہان الدین علی بن جلال الدین محمد بن زین الدین عبد الرحیم بن عباد الدین بن صاحب ہدایہ - فقیہ متقن محدث - مفسر جامع علوم مختلفہ تھے - فقہ جلال الدین کرلانی مصنف کفایہ شرح ہدایہ سے حاصل کی اور انھیں سے ہدایہ کو بروایت معتقن روایت کیا - آپ سے علم شمس الدین قریبی نے اخذ کیا - وفات آپ کی سنہ ۷۰۰ میں ہوئی - فقیہ امام الوقت تاریخ وفات ۷۰۰۔

محمد بن محمد بن شمس الشہیر بن الشعمہ - محب الدین لقب اور ابو الولید کنیت تھی سنہ ۷۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے بڑے بڑے علماء و فضلاء سے فقہ و ادب و غیرہ علوم پڑھے - حدیث اور اہل حدیث کے بڑے محب تھے کئی دفعہ حلب اور شام کی فضا پر مقرر ہوئے ابن ہمام نے آپ سے پڑھا - کتاب روضۃ المناظر فی اخبار الادل والاداء و حوادث سنہ ۷۰۰ تک تصنیف کی اور حوادث سنہ ۷۰۰ میں وہ واقعات بیان کیے جو ان کے اور امیر تیمور کے درمیان غلبہ حلب کے وقت سوال و جواب کے طور پر واقع ہوئے تھے - علاوہ اسکے ایک کتاب سیرت نبویہ اور ایک نظم متوسطہ میں لکھی اور سنہ ۷۰۰ ہجری میں وفات پائی - محبت اندیش تاریخ وفات ۷۰۰۔

علی بن محمد بن علی جرجانی المعروف بے سید شریف - شہر جرجان میں ۷۰۰ - شعبان سنہ ۷۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی عربی پڑھنے کی طرف رجوع ہوئے جب سولہ دفعہ شرح المطالع پڑھے چکے تو آپ کے خیال میں آیا کہ ایک دفعہ خود قطب الدین

عبد الاول بن برہان الدین

بن شمس

بن محمد

رازی سے بھی جو کتاب مطالع کی شائع ہیں پڑھ لینا چاہیے پس اس ارادہ سے ہوا تو
انکے پاس تشریف لیگے اور اُسے شرح مطالع پڑھنے کی اتنا س کی قطب الدین ہزار
اسوقت ایک سو بیس سال کی عمر کے تھے اور بسبب بڑھاپے کے انکے ابرو آنکھوں پر پڑے ہوئے
تھے پس انھوں نے ہاتھوں سے دونوں ابرو آنکھوں سے اٹھا کر سید شریف کی طرف دیکھا تو
یہ عین نوجوانی میں تھے اور انکا فکر علم منطق میں شل روشنی برق کے جھلکتا تھا پس قطب الدین
نے آپ کو کہا کہ تو نوجوان لڑکا ہو اور میں نہایت بوڑھا ہوں میں تجھ کو پڑھا نہیں سکتا اگر تو
ماہتا ہو کہ مجھے شرح مطالع سنے تو میرے شاگرد خاص اور تربیت یافتہ مبارک شاہ کے
پاس جا جو اسوقت مصر میں مدرس ہو وہ تجھ کو کتاب مذکور اس طرح پڑھا ئیگا جس طرح کہ
اُسے مجھے پڑھی ہو پس آپ ہر اتب سے بلاد مصر کی طرف متوجہ ہوئے راستہ میں اپنے
جمال الدین بن محمد افسرائی شائع موجود کی جو طب میں ہر شہرت مٹھی پس آپ جو دکران
کی طرف پہرے جب قریب پہونچے تو افسرائی کی شرح کو جو انھوں نے ایضاً خلیفہ بنی
بر لکھی تھی کسی کے پاس دیکھا اور آپ کو وہ پسند نہ آئی اور کہا کہ پاشل گوشت گاسے
کی ہو جیکے اوپر کھیاں بیٹھی ہوئی ہوں وجہ اُسکی یہ تھی کہ ایضاً ایک مفصل و مبسوط
کتاب ہو جو حل کی چنداں حاجت نہیں رکھتی اور افسرائی نے پہلے اُسکے تمام متن کو
لکھ لیا تھا پھر اُس پر اپنے کلام سے نقاب کیا تھا اور متن پر نسخہ سیاہی سے لکیر
بجھیر دی تھی پس اُس سے وہ شرح گو پاشل گوشت گاسے کے جس پر کھیاں بیٹھی ہوں
بو گئی تھی۔ جب سید شریف نے اس کتاب کے حق میں ایسا کہا تو بعض طالب علموں نے
آپ کو کہا کہ آپ افسرائی کے پاس جائیں اور اُنکی تقریر کو دیکھیں کہ وہ غریب سے کہیں بہت
بڑھ کر ہو اُس پر آپ اُنکی طرف روانہ ہوئے مگر جب شہر میں پہونچے تو افسرائی اُسی وقت فوت
ہو گئے تھے آپ نے وہاں مولیٰ شمس الدین محمد فتاویٰ سے ملاقات کی اور اُنکی رفاقت سے
وہاں سے مصر کو کوچ کیا اور وہاں جاکر اکمل الدین محمد بن محمود باجوئی صاحب عنایہ شرح
ہدایہ سے فقہ پڑھی پھر آپ مبارک شاہ کی خدمت میں واسطے پڑھنے شرح شمسیہ اور
شرح مطالع کے حاضر ہوئے انھوں نے فرمایا کہ میں آپ کو مستقل سبق نہیں دے سکتا

کیونکہ اتنی فرصت نہیں البتہ اگر تکہ صرف سماع منظور ہو تو اختیار ہو آپ اسی بات پر راضی ہو گئے ابدون ایک شخص نے اولاد امر مصر سے شرح مطالع مبارک شاہ سے پڑھنی شروع کی تھی پس آپ اسکے سبق کے وقت حاضر ہو کر اُسکے سنتے تھے ایک رات کا ذکر ہو کہ مبارک شاہ اپنے گھر کے دروازہ سے نکلا مدرسہ کے صحن میں ٹہلنے لگے اتفاقاً یہ شریف کا مکان بھی مدرسہ کے متصل تھا سید شریف اس وقت یہ کہہ رہے تھے کہ شاہ کا یہ قول ہو اور استاد یہ کہتا ہو اور میں یہ کہتا ہوں بھراور کلمات لطیف آپاں پڑھے جنکو مبارک شاہ سنکر نہایت خوش ہوئے یہاں تک کہ خوشی کے مارے رقص کرنے لگے اور سید شریف کو مستقل سبق پڑھنے اور کلام کرنے وغیرہ کی اجازت دی پس آپ ایسے رتبہ کمال کو پہنچے کہ اقران و امثال پر فائق ہو کر علاحدہ دہرہ و حید عہد فقہیہ - محدث - فصیح - بلغ - مناظرہ - جدلی ہونے پھر شیراز کو آئے اور ششہ ہجری میں جب کہ شاہ شجاع الدین بن مظفر قصر زر دین مقیم تھا تو آپ نے اُس سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا اور سپاہیوں کا لباس پہنکر سعد الدین مسعود تغتازانی صاحب مطول و تلخیص وغیرہ سے جو بادشاہ کے پاس آیا جایا کرتے تھے کہا کہ میں ایک شخص غریب تیر انداز ہوں اگر آپ میرے واسطے کوشش کریں تو مجکو بادشاہ کی ملاقات حاصل ہو جاتی ہو۔ تغتازانی نے یہ بات قبول کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سید شریف کو اپنے ساتھ لیا جب قصر کے دروازہ پر پہنچے تو سید شریف کو وہاں ٹھہرا کر آپ بادشاہ کے پاس گئے اور سید شریف کے اوصاف بیان کیے اُس پر بادشاہ نے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ مجکو اپنی کارروائی حیران دہی میں دکھلا آپ نے ایک جود اُن اعتراضوں کے جو اپنے نتائج طبع سے مضیقین پر کیے تھے نکال کر بادشاہ کو دیکھے اور کہا یہ میرے تیرہن اور یہ میری کارروائی ہو پس بادشاہ آپ کے مرتبہ فضیلت پر آگاہ ہوا اور آپ کی عزت کی اور آپ کو اپنے ہمراہ شیراز میں لجا کر دارالافتا کی تدریس آپ کے سپرد کی جہاں آپ دس سال درس و تدریس میں مشغول رہے جب کہ تیمور نے ششہ ہجری میں شیراز کو فتح کیا اور لوٹ کا حکم دیا تو آپ کو بسبب سفارش

وزیر اور نیز آپ کی فضیلت کے امان دی اور آپ تیمور کی اجازت سے سمرقند میں جا کر
اقامت گزین ہوئے اور وہاں درس و تدریس شروع کر دی اُن دنوں سعادت یافتہ تاتاری
مجالس تیمور کے صدر الصدور تھے لیکن تیمور سید شریف کو اُبتر ترجیح دیتا تھا اور کہتا
تھا کہ اگرچہ فضیلت و کمالیت کی رو سے دونوں برابر ہیں لیکن سید شریف کو نسب کے لحاظ
سے فضیلت ہو اس سے سید شریف کا دل کھل گیا اور آپ کو اس بات کی خواہش اور
جرات ہوئی کہ میں سید الدین کو مناظرہ میں رک دوں پس اُس وقت میں اُن دونوں کی
بحث اجتماع استغارہ بقیہ و تمثیلیہ میں ہو صاحب تفسیر کشاف کے کلام میں زیر آست
اولک علی ہدی من رہم کے واقع ہوئی اور منصف اُن دونوں کے امان الدین
خوارزمی متنبی ہوئے پس اُس نے سید شریف کی رائے کو ترجیح دی جس سے خاص
وعوام کے نزدیک غلبہ سید شریف کا تفتازانی پر مشہور ہو گیا اس سے تفتازانی کو
بڑا غم لاحق ہوا اور وہ اُسی غم میں سترہ ہجری میں سمرقند میں فوت ہو گئے جب
تیمور مر گیا تو سید شریف شیراز میں آئے اور اسی جگہ چار شہد کے روز ۶ ربیع الاول
۸۱۲ ہجری میں فوت ہوئے مشہور دارین تاریخ وفات ہے۔ تہذیبات آپ کی
بچا پس سے زیادہ ہے اور اُن کے نام یہ ہیں۔ تفسیر زہراوین۔ شرح فرائض سراجیہ۔ شرح
مواقف۔ شرح وقایہ۔ شرح مفاح۔ شرح تذکرہ طوسی۔ شرح تلخیص حنفی جوہریت
میں ہے۔ شرح کافیہ۔ حاشیہ تفسیر فیماوی۔ حاشیہ دلائل تفسیر کشاف۔ حاشیہ
مشکوٰۃ۔ حاشیہ خلاصہ اصول حدیث مصنفہ طبری۔ حاشیہ عوارف۔ حاشیہ ہدایہ
حاشیہ تحفہ طوسی۔ حاشیہ شرح مطالع۔ حاشیہ شرح شمسیہ۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ
مختصر۔ حاشیہ شرح طوابع۔ حاشیہ شرح ہدایہ الحکۃ۔ حاشیہ شرح حکمۃ العین۔ حاشیہ
شرح حکمۃ الاشراق۔ حاشیہ حقیقہ رضی۔ حاشیہ شرح فقرہ کار کافیہ۔ حاشیہ
متوسط۔ حاشیہ ضیعے۔ حاشیہ عوامل جرجانی۔ حاشیہ رسالہ وضع۔ حاشیہ شرح
شک الاشارات طوسی۔ حاشیہ باریج۔ حاشیہ انصاب جوہر حنفی لغت میں ہے۔ حاشیہ
من اشکال التاسیس۔ حاشیہ شرح غفرہ۔ حاشیہ تہذیب الفقہاء۔ حاشیہ

حاشیہ فقیر کعب بن زہیر۔ رسالہ صرف میر فارسی میں۔ رسالہ نحو میر فارسی میں رسالہ صغریٰ کبریٰ منطق میں بزبان فارسی شیخ مختصر اہدیٰ یعنی ایسا غوجی۔ شریفیہ شرح کافہ۔ رسالہ مناظرہ اسمعیٰ بہ شریفیہ۔ رسالہ تقریبات الاشیاء۔ رسالہ تحقیق معانی حروف رسالہ وجہ میں۔ رسالہ موجود میں۔ رسالہ حروف میں۔ رسالہ صوت میں۔ رسالہ مناقب خواجہ نقشبند میں رسالہ وجود و عدم میں۔ رسالہ آفاق و انفس میں۔ رسالہ علم ہدایت میں رسالہ اصل صوفیہ کے وجود میں۔ نقیون کا علم آپ نے خواجہ علاء الدین محمد بن محمد بن محمد بن بخاری سے جو بڑے عزیز خلیفہ شیخ بہاء الدین نقشبند کے تھے حاصل کیا تھا جنکے حق میں آپ کا یہ قول تھا کہ میں نے خدا کو جیسا کہ چاہیے نہیں پہچانا تھا جب تک کہ میں خدمت عطار بخاری میں مشرف نہیں ہوا تھا۔

ابن خلیفہ

شیخ بدر الدین محمود بن اسرائیل بن عبد العزیز الشہیر: ابن قاضی سہاونہ۔ آپ کے والد ماجد جب قلعہ سہاونہ میں قاضی تھے تو آپ پیدا ہوئے لو کہیں میں آپ نے اپنے والد سے پڑھا اور قرآن شریف کو حفظ کیا پھر شہر گونہ میں کچھ بڑا بعد ازاں لایہ مصر کو تشریف لے گئے اور وہاں سید شریف کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ تمام علوم میں فاضل ہوئے فقہ میں لطائف الاشارات اور اسکی شرح تفسیل جامع المفصولین اور صرف میں عقود الجواہر شرح المقصود تصنیف کیں۔ کہتے ہیں کہ جب امیر تیمور تبریز میں آیا تو اسکے سامنے علماء کا آئیں میں تنازعہ بڑا اسوقت شیخ جزری نے تیمور کے پاس جا کر واسطے محاکمہ کے آپ کا تذکرہ کیا امیر سید تیمور نے آپ کو طلب کر کے محاکم بنایا پس آپ نے ایسا فیصلہ کیا کہ آپ کے حکم پر فریقین راضی ہو گئے اور تمام علمائے آپ کی فضیلت کا اقرار کیا اور تیمور نے آپ کو بہت سائے انعام دیا۔ بعد ازاں آپ مصر کو بھی آئے اور مصر سے طلب میں پہنچے جہاں سے امیر تبریز نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا پھر آپ اور نہ کو آئے جہاں تقریباً سترہ مہینے وفات پائی۔ تحریک الطائیف تاریخ وفات ہی۔

حماد بن عبد الرحیم بن علی بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفیٰ ماردینی۔ حماد الدین

حماد بن عبد الرحیم

لقب تھا شہسہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ عالم فاضل حدیث۔ اور اہل حدیث کے نہایت محب تھے۔ ذہبی اور اس طبقہ کے دیگر محدثین سے آپ کو حدیث کی اجازت حاصل ہوئی ابن حجر عسقلانی مجمع المومنین لکھتے ہیں کہ آپ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہمارے شیوخ سے حدیث سنتے اور اپنے ساتھ سے لکھتے رہے اور ہمیں آپ سے فیراہی کے نعمتیں ملنے لگیں وفات آپ کی شہسہ ہجری میں طاعون کے مرض سے ہوئی۔ مریض وقت تاریخ وفات ہو۔

مولانا شیخ احمد تھانوی جابر علوم نقلیہ و عقلیہ۔ واقف فنون رسمہ و ادب فصیح اللسان بلوغ البیان تھے آنحضرت کی لغت میں جو ایک بڑا قیصرہ آپ نے عربی میں تصنیف فرمایا ہے جس کا ایک اول شعر یہ ہے اظہر لہی خیر الطائر الفردوس علیہ قلبی التایہ الکملہ اس سے آپ کی کمال فضیلت و فصاحت اور بلاغت ثابت ہوئی ہو اگرچہ آپ کو مولانا خواجگی سے نہایت محبت قلبی تھی مگر آپ نے شہر دہلی سے باہر نکل جانے میں اسے موافقت نہ کی یہاں تک کہ امیر تیمور کی فوج دہلی میں آگئی اور شہر کو تاراج کر کے آپ کے متعلقین کو گرفتار کر لیا جب قلعہ سے تسکین ہوئی تو آپ امیر تیمور کی مجالس میں تشریف لے گئے جہاں آپ اور شیخ الاسلام فیروز مولانا بابران الدین مرغینانی صاحب ہدایہ کے درمیان نسبت تقدم و آخر مجالس کے بڑی گفتگو ہوئی تیمور نے کہا کہ یہ صاحب ہدایہ کے فیروزہ ہیں مناسب ہے کہ یہ آپ سے آگے مجلس میں بیٹھیں مولانا نے کہا کہ جب خود صاحب ہدایہ نے جوئے کیا ہے مجھ میں کئی جگہ ہدایہ میں خطائی ہو بس اگر منہوں نے ایک خطائی تو کیا مضائقہ ہے شیخ الاسلام نے فرمایا کہ وہ کون سی خطا ہے بیان کرنے چاہیے مولانا نے اپنے فرزند دن اور شاگردوں کو اشارت کی کہ بیان کرد امیر تیمور نے صاحب ہدایہ کی عزت اور شیخ الاسلام کے ناموس کا ملاحظہ کر کے اس گفتگو کو کسی اور موقع پر مثال دیا بعد ازاں مولانا مع اہل و عیال کے کالی میڑ چلے گئے اور وہیں مدرس و فیض علم میں مصروف رہے یہاں تک کہ شہسہ ہجری میں وفات پائی۔ قبر آپ کی کالی میڑ میں رست گاہ عام ہے۔ گلشن ہدایت تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن محمود حاکمی بخاری المعروف بخواجه پارسا۔ آپ حافظ الدین کبیر

مولانا شیخ احمد تھانوی

بکرا

محمد بخاری کی نسل میں خواجہ بہاء الدین نقشبندی کے اعزہ خلائفہ میں سے حافظ فرما
 و اصول اور جامع معقول و منقول۔ فانی علی الاقران تھے۔ ششہ میں پیدا ہوئے
 علوم اپنے شہر کے علماء و فضلا سے پڑھے اور فقہ کو ابی طاہر محمد بن محمد بن حسن
 طاہری تلمیذ صدر الشریعہ عبید اللہ محبوبی سے حاصل کیا اور کتاب فصول ستہ اور
 فصل الخطاب حقائق علم لایں۔ فانی طریق نقشبندی میں تصنیف کی۔ نفحات الانس
 میں لکھا ہے کہ آپ ششہ پٹھری میں واسطے حج و زیارت کے بخارا سے نہایت فرما ہوئے
 و صغانیان و ترمذی و بلخ و ہرات و جام و غفرہ سے گذرے جہاں کے علماء و رؤسائے
 آپ کی بڑی تکریم کی۔ جب حج سے فارغ ہوئے تو آپ کو امراض لاحق ہوئے یہاں تک کہ
 آپ نے طواف و داع کا سواری پر کیا اور مدینہ منورہ کو تشریف لیگے اور وہاں مدہ کے
 روز ۲۳ ماہ ۱۱ ہجری بخیر سندھ کو رہن ہوئے اور زیارت سے فارغ ہو کر بخشبک کے رہا
 و فات بابائی۔ سولانا شمس الدین محمد بن حمزہ فناری وغیرہ لوگوں نے آپ پر نماز پڑھ
 اور جمعہ کی رات کو حضرت عباس کے قبہ کے پاس دفن کیا۔ مخزن فہم تاریخ وفات ہے۔
 محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف الکوری المعروف بنی النخارزمی الشہیر بالبزازی فردع
 و اصول میں فرید العصر۔ منقول و معقول میں و تلمیذ الیہر جامع علوم مختلفہ تھے علوم
 اپنے باب سے اخذ کیے یہاں تک کہ ماہر باہر ہوئے آپ شہر سراسے میں رہا کرتے تھے و
 قریب ہزار اہل کے واقع ہو پھر بیان سے کوچ کر کے شہر فہم بن ہوئے جو باہر ترخان کے
 نہرہ کو رکے کنارہ برداق ہو اور وہاں کئی برس رہے اور وہاں کے ائمہ اعلام سے مناظر
 کیے اور فقہاء کو درس دیا پھر اپنے شہر کو واپس آئے پھر روم کے شہر ون کی طرف تشریف
 لیگے اور وہاں شمس الدین فناری سے صاحب خانے کیے اور شہر روم میں داخل ہونے سے
 پہلے کتاب و حیز جو معروف و مشہور بہ فتاویٰ ہزارہ پر تصنیف کی اور اس کے کتابہ اجارہ کے
 آخر میں لکھا کہ یہ یکم ربیع الاول ششہ پٹھری کو تھوڑی رات گئے ختم ہوئی اور ایک کتابہ
 امام اعظم کے مناقب میں تصنیف کی جو عمدہ مطالب پر مشتمل اور نہایت مفید ہے۔ وفات
 آپ کی ادا سوا ماہ رمضان ششہ پٹھری ہوئی۔ اراش قریب تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف الکوری

محمد بن عبداللہ بن سعد مقدسی دیرہی۔ تفسیر الدین لقب تھا اور قاضی لقضاء کے لقب سے مشہور تھے۔ کل علوم میں سوائے حدیث کے مہارت کامل رکھتے تھے بقیہ کے فقہ دیرہین جو علاقہ دمشق میں واقع ہے یہاں اہل بیت اور بیت المقدس میں سکونت اختیار کی باب آب کا سودا گری کرتا تھا پس آپ نے ہی علم پڑھا اور مختلف فنون کو حاصل کیا علماء و فضلاء سے اکثر مناظرہ کرتے تھے اور نہایت خوشحال تھے کئی دفعہ قاہرہ میں تشریف لائے اور آپ کے فضائل نے شہرت پکڑی یہاں تک کہ مامون عباسی اول ششمہ دین قاہرہ کے قاضی مقرر ہوئے پھر ششمہ دین شہر مویدیہ کی شخصیت آپ کے تفویض ہوئی ششمہ دین بیت المقدس کو واپس تشریف لائے جہاں ۹۰ ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں وفات پائی۔ کتبہ خلق ابلی نایخ وفات ہو۔ آپ سے آپ کے بیٹے سعد الدین سعد دیرہی نے اخذ کیا۔ آپ کے ایک بھائی عبداللہ نام تھے اور وہ بھی بڑے عالم فاضل تھے جو ششمہ دین فوت ہوئے۔

عمر و بن علی الشہرہ بہ قاری الہدایہ سراج الدین لقب تھا ابتداء میں خیاطی کا کام کرتے تھے پھر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ فقہ وغیرہ علوم منقول مقبول میں ایسے ماہر ہوئے کہ مذہب حنفیہ اور کثرت تلامذہ میں مشارالہ زمانہ ہوئے مشہورین شیخونہ کی مشیخت آپ کے فتوایں ہوئی اور ماہ ربیع الآخر ۱۱۸۵ ہجری میں وفات پائی۔
حدیث و تاریخ وفات ہو۔ آپ کی تصانیف سے تعلیقات ہدایہ و فتاویٰ یادگار ہیں۔

شمس بن عطاء اللہ بن محمد بن احمد بن محمود بن محمد بن امام فخر الدین رازی تبرک
عالم فاضل اور محدث تھے کچھ اوپر سلسلہ ہجری میں پیدا ہوئے بعد تحصیل علوم و فنون
کے بیت اللہ کا حج کیا اور بیت المقدس میں سکونت اختیار کی اور مدرسہ صلاحیہ کی
تدریس کے متولی ہوئے۔ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب مجمع موسس میں لکھتے ہیں کہ ابن
فوائد کثیرہ آپ سے سماعت کیے لیکن اکثر انہیں سے محافضت کے طور پر ہیں وفات
آپ کی ماہ ذی الحجہ ۷۸۷ ہجری میں ہوئی۔

محمد بن حمزہ بن محمد قناری شمس الدین لقب تھا ماہ صفر ۱۰۸۷ ہجری میں
پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے امام کبیر صاحب فضل و عظمیٰ فہامہ علوم نقیہ میں یکساں

مجله علمی و پژوهشی

3442

علاء الدین

10

علوم عقلیہ میں اقران پر غالب علم ادب میں شیخ دہرہ - خلاف و مذاہب میں مجتہد عصر -
 کریم الاخلاف اور ان فضلاء میں سے تھے جو نوین قرآن کے شروع پر رؤسا شمار
 کیے گئے ہیں چنانچہ شیخ سراج الدین بن مقن کثرت تصانیف فقہ و حدیث میں اور مجد الدین
 شیرازی صاحب قاموس لغت میں اور تیرین الدین عراقی حدیث میں اور ابوعبید بن محمد الدین
 فناری کل علوم نقلیہ و عقلیہ کی مہارت میں فخر کیے گئے تھے - فقہ آپ نے علماء الدین
 اسود شایخ و قاریہ اور جمال الدین محمد بن محمد افسرانی سے اخذ کی اور جب مصر میں آئے
 تو اکمل الدین محمد یابرقی صاحب غنایہ سے اخذ کیا اور علم تصوف کو اپنے باپ ابی محمد
 حمزہ تلمیذ شیخ صدر الدین قونوی سے حاصل کیا اور انھیں سے انکی مفتح الغیب
 کو پڑھا اور اسکی شرح حامل المقن تصنیف کی - پھر دم کے ٹاک میں تشریف لے گئے اور
 برور کے قاضی مقرر ہوئے اور سلطان بایزید خان کے نزدیک آکر بڑی قدر ہوئی
 جس سے آپ کی نفیلت و کمالیت کی بڑی خبرت دور و نزدیک ہوئی جب آپ ۳۸۵ھ
 میں حج کر کے انطاکیہ اور دمشق سے ہوتے ہوئے قاہرہ میں داخل ہوئے تو وہاں
 اسوقت کے تمام علماء و فضلاء مجتمع ہوئے اور آپ سے انھوں نے سناخن و مناظرے
 کیے سب نے آپ کی نفیلت کی شہادت دی اور ماہ رجب ۳۸۵ھ ہجری میں وفات پائی
 بہشت منزل تاریخ وفات ہے - کہتے ہیں کہ آپ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور اسباب
 یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ نے سنا کہ علماء کے حکم کو زمین نہیں کھاتی تو آپ نے اس
 بات کی تعمیق کے واسطے اپنے استاد اسود کی قبر کو گھودا پس اُنکو و لیا ہی پایا جیسے کہ
 دفن کیے گئے تھے حالانکہ اُنکو مدفون ہوئے ایک مدت مدید گذر گئی تھی اسوقت آپ کو
 ہاتھ نے آواز دی اہل صدقہ علیہ السلام بصرہ پس آپ اُسی وقت نابینا ہو گئے - تصنیفات
 آپ کی مشہور و معروف ہیں جیسے فتاویٰ البدائع فی اصول الشرائع - شرح ایساغوجی
 المعروف بہ میکروزی - تفسیر قاتحہ - انوفج العلوم فی مسائل من مائے فنون - شرح
 فرائض لرحی حاشیہ شرح حرز الامانی - تعلیقات شرح موافق و غیر ذلک - شرح ایساغوجی کے اول
 میں آپ خود ہی لکھتے ہیں کہ میں نے اس شرح کو بہت جھوٹے ایام سرزمین جاشت کے وقت

شروع کیا اور اسی روز مغرب کی اذان کے وقت اسکو ختم کر دیا چنانچہ اس نے خیر خیز کردہ
کا نام ہمارے ملک میں یکروز کی نام سے مشہور ہوئی۔ اور وہ جو ہمارے ملک میں مشہور
ہو کہ یکروز سعد الدین قناتزانی کی تصنیف ہے یہ بالکل غلط العلوم اور خلاف منقول ہے
آپ اپنے اسلاف کی طرح فاری سے مشہور تھے جو آپ کے پردادا محمد کا لقب تھا اور اس
لقب کے پڑنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب آپ کے پردادا شاہ روم کے پاس آئے تو اسکو
ہدیہ کے طور پر فنیا رتھہ دیا جس سے آپ ابن الفزری کے نام سے بلائے گئے اور
رفتہ رفتہ فاری کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

آپ کا لقب

محمد بن یعقوب

قرہ بن یعقوب بن ادیس رومی قرہ مائی۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ جامع علوم
نقلیہ و عقلیہ تھے مطابح السنہ کی شرح نہایت نفیس تصنیف فرمائی اور ۳۳۰ھ میں وفات پائی
شیخ علی بن احمد بن علی معالمی گجراتی۔ زین الدین لقب تھا۔ جامع علوم ظاہری
و باطنی۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ صاحب تصانیف عالیہ تھے۔ قبیلہ حمام دافع گجرات میں
سکونت رکھتے تھے۔ تفسیر نضرۃ الرحمن و تیسر المان معروف بہ رحمانی جو مصنف انجبار و
تدقیق میں موصوف ہے آپ کی تصانیفات سے ہے اور نیز رسالہ ادلۃ التوحید نہایت قیمتی
و منقح اثبات دلائل عقلیہ ویراہن قطعیہ ایسا تصنیف فرمایا کہ ذرا شاب و شبہ کو دخل نہ پائی
نہ رہا اور اسکے اول میں بعض آیات و احادیث ایراد کیں۔ علاوہ اُنکے نوارک شہر
غوارف اور شرح فصوص الحکم اور شرح فصوص وغیرہ تصنیف فرمائیں۔ وفات آپ کی
۳۲۰ھ ہجری میں ہوئی۔ سخن فہم آپ کی تاریخ وفات ہے۔

محمد بن یعقوب

عبد الرحمن بن علی بن عبد الرحمن بن علی تفسیری ثم القاہری ۳۲۰ھ ہجری میں فقیہ
تفسیر میں جو ملک مصر میں و مباط کے قریب واقع ہے پیدا ہوئے ابھی صغیر سن ہی تھے کہ
آپ کا باپ جو خراسانی کا کام کرتا تھا مر گیا پس آپ اپنی والدہ کے ساتھ قاہرہ میں آئے اور اپنے
بھائی کی توجہ سے فرغتمشہ میں یقین کے مکتب میں پڑھنے کے لیے بیٹھے اور رفتہ رفتہ اپنا علم
بیدار کر کے ترقی کرتے گئے اور شیخ غیر الدین عین تابی امام شیخو نیلہ و بدر محمود گلستانی سے
استفادہ اور اخذ کیا یہاں تک کہ فقہ اصول فقہ و تفسیر و اصول دین اور عربی اور معانی و منظوم

دیگرہ میں ماہر باہر اور فاضل کامل ہوئے اور مذہب کی ریاست آپ کی طرف منتہی ہوئی آپ بڑے خوش حیوٹے اور عارف با مودت دنیا اور اپنے اصحاب کے حاجی تھے ابو ہریرہ کینت تھی مدت تک تدریس و افتاء میں مشغول رہے خواجه ابن ہمام اور ان کے تلمیذ سیف الدین وغیرہ ایک جم غفیر نے آپ سے اخذ کیا پہلے امین طرابلسی پھر کمال بن عیلم کی طرف سے سفارت کے لیے مخصوص ہوئے۔ اخیر کو مصر کے قاضی القضاۃ مقرر ہوئے یہاں تک کہ شوال ۳۳۵ھ میں آپ کی ام ولد نے آپ کو زہر دیکر مار ڈالا۔ کشف خلق تاریخ وفات ۵۲۔

محمد بن سید شریف علی بن محمد جرجانی۔ علم آپ نے اپنے والد ماجد سید شریف سے پڑھا یہاں تک کہ فقیہ فاضل عالم اہل ہوئے۔ نحو میں تقی زانی کی کتاب ارشاد کی شرح تصنیف کی اور کتاب متوسط شرح کافیہ پر جو آپ کے والد نے حاشیہ لکھنا شروع کیا تھا اسکو کامل کیا اور ہدایۃ الحکمۃ اور فوائد النیاتیہ کی شرحیں لکھیں اور منطق میں ایک مختصر رسالہ تصنیف کیا۔ وفات آپ کی ۳۳۵ھ میں ہوئی۔ تاج روزگار تاریخ وفات ۵۲۔

محمد شاہ بن محمد بن حمزہ فزاری۔ بڑے عالم فاضل۔ فرید العصر و حمید الدہر۔ ذکی نظار۔ فارس۔ مثل اپنے باپ کے عارف مذہب تھے۔ علوم اپنے باپ سے اخذ کیے یہاں تک کہ رتبہ کمال کو پہنچے اور اپنے باپ کی حیات میں بروہ میں درس سلفانیہ کے مدرس مقرر ہوئے جب کچھ اوپر بیس سال کے ہوئے قوج کیا اور قاہرہ میں تشریف لائے پھر کراچی سے اپنے شہر کی طرف مراجعت کی اور ۳۳۵ھ میں انتقال کیا۔ مسرت علم تاریخ وفات ۵۲۔

شیخ الاسلام محمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ دیرک آپ اپنے باپ کی ہی کینت و لقب یعنی ابی عبداللہ و شمس الدین سے مشہور تھے قدس میں ماہ محرم ۳۳۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور کل علوم و فنون میں عالم فاضل ہو کر تدریس و افتاء میں مشغول رہے اور ۱۳۔ جمادی الآخر ۳۳۵ھ ہجری میں وفات پائی قطب خلق تاریخ وفات ۵۲۔

یوسف بن بابی بن شمس الدین محمد بن حمزہ فزاری۔ آپ محمد شاہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ بڑے عالم فاضل فقیہ کامل بحث و جدل میں قوت عالیہ رکھتے تھے علم اپنے

محمد بن سید شریف

محمد شاہ فزاری

شیخ الاسلام محمد بن قاضی القضاۃ شمس الدین

یوسف بن بابی

باپ سے حاصل کیا اور جب آپ کے بھائی محمد شاہ فوت ہوئے تو آپ بروسا میں مدرسہ سلطانہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر دہلی کے قاضی بنے اور علامہ سبزی کو بعد سلطان مراد خان ابن محمد خان میں بحالت قضاء قسطنطنیہ میں فوت ہوئے۔

محمد شاذلی بکری الشہیر بالحنفی - فقیہ - واعظ - ختم دائرہ دلائل - قطب عالم - صاحب کمالات ظاہری و باطنی اور ایک اکہین سے تھے جنکو خدا تعالیٰ نے دنیا میں نصرت اور تمکین دیا ہے۔ آپ سے اکثر غیب کی باتیں اور خرق عادات و کرامات ظاہر ہوئے اور اعیان و ارکان نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ آپ کے حالات کو بعض علماء نے دو جلد میں قلمبند کیا عارف شمرانی نے کہا ہے کہ آپ نے اس مقام تک علم کا احاطہ نہیں کیا کہ بیان کیا جاسکے۔ شامی میں وفات آپ کی علامہ جوہن لکھی ہے۔ گلشن ولایت تاریخ وفات ہے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی سلک العلماء لقب تھا۔ فقیہ مفسر نحوی۔ ادیب - بلیغ - بیانی - وحید العصر - فرید الدہر - صاحب تصانیف عالیہ تھے۔ علوم قاضی عبدالمقدر سے حاصل کیے جو شہرت و قبولیت خدا نے آپ کو دی کسی کو اہل زمانہ سے حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کے حق میں قاضی عبدالمقدر فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہمارے پاس ایسے شاگرد آئے ہیں جنکا پوست و لحم و عظم علم ہے۔ آپ کی تصنیفات سے ایک شرح کافیہ جو لطافت و مناسبت میں بے عدیل اور انکی حیات ہی میں مشہور عالم ہو گئی تھی۔ دوسرے ارشاد جو ایک متن لطیف دے نظر نحو میں ہے۔ تیسرے بیان البیان جو علم بلاغت میں ایک لاشائی متن ہے۔ چوتھے تفسیر فارسی بحر موج جو چند جلد کلاں میں ہے جس میں بیان ترکیب الفاظ قرآنی اور معنی فصل و وصل کا کیا ہے اور نیز واسطے سمجھ کے تکلف کیا ہے۔ پانچویں شرح اصول ہرودی تاجت امر - چھٹے ایک رسالہ تقسیم علوم میں - ساتویں ایک رسالہ تقسیم صنائع میں - آٹھواں ایک رسالہ مناقب السادات - نوین شرح قصیدہ بانس سعاد - علاوہ انکے اور کتب مسالہ تصنیف کیے اور فن شعر میں بھی آپ کو کامل مہارت حاصل تھی۔ وفات آپ کی علامہ میں ہوئی اور جوہر میں دفن کیے گئے۔ صدر نشین انجمن تاریخ وفات ہے۔

خواجہ یعقوب چرخ - عالم علوم ظاہری و باطنی - جامع رموز صوری و معنوی مفسر

محمد شاہ ذلی
بکری حنفی

قاضی شہاب الدین
دولت آبادی

خواجہ یعقوب چرخ

ربانی اور اجلہ اصحاب خواجہ بہار الدین نقشبند تھے وطن آپ کا موضع حرج مضافات غفرلہ تھے
تھا مدت تک جامع ہرات میں مشغول علم رہے پھر مصر میں جا کر علوم عقلیہ و نقلیہ کو بدرجہ کمال
پہنچایا اور بعد تحصیل علوم کے بجز بہ محبت الہی شاہ نقشبند کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور اُن سے خلافت کا خرقہ پہنا آخر کے دوبارہ قرآن شریف کی تفسیر تصنیف فرمائی جو تصوف
سے جڑی اور لاہور میں طبع ہو گئی ہے۔ وفات آپ کی ۸۷۷ھ ہجری میں ہوئی اور تریہ
ہلغندیہ میں دفن کیے گئے مزار آپ کا زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔ اہل رحمت تاریخ وفات ہر
ابراہیم بن موسیٰ کرکی۔ برہان الدین لقب تھا۔ فاضل جلیل القدر علامہ عصر
جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ تفسیر علاء الدین زکریا کی کا حاشیہ نہایت عمدہ عبارت
و شیعہ تالیف کیا اور ۸۷۷ھ میں وفات پائی۔ برگزیدہ حداثہ تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن موسیٰ کرکی

محمد بن احمد

محمد بن احمد بن ابراہیم المعجمی ثم الرومی۔ ابو الحسن کنیت برہان الدین لقب
تھا۔ شیراز میں ۸۷۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور بہت شہرہ میں پھر کر علوم کو تحصیل کیا۔
بڑے شکیل شیریں سخن۔ علامہ معانی و بیان۔ جامع معقول و منقول اور حافظ اشعار۔
نصیح اللسان بلیغ البیان تھے۔ علم موسیقی اور الحان کی ریاست آپ پر تھی ہوئی۔ باوجودیکہ
آپ بڑے دیندار اور کثیر العبادہ تھے تاہم آپ نے موسیقی اور الحان میں تصنیف کی
اور نیز قزوینی کی ایضاح کی شرح لکھی اور تقاریر ازانی سے اخذ کیا اور روم میں آئے
اور امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا۔ قاہرہ میں ۸۷۷ھ ہجری میں وفات پائی۔
سیوطی نے بغیۃ الوعاة فی طبقات النجاة میں لکھا ہے کہ آپ سے ہمارے شیخ محی الدین
کا بیعتی نے اخذ کیا آخر آپ نے اس دار فانی کو چھوڑا اور رہ گئے عالم باقی ہوئے
مسند مکرمت تاریخ وفات ہے۔

محمد بن احمد بن ابی۔ ابن الغیاث کنیت تھے اپنے زمانہ کے امام فاضل مفسر کامل۔
شیخ حنفیہ تھے۔ قرآن شریف کی ایک تفسیر نہایت عمدہ و مفید تصنیف کی اور ۸۷۷ھ میں
وفات پائی۔ شمس تابان تاریخ وفات ہے۔

شہاب محمد بن محمد معروف بعرب شاہ۔ بڑے عالم فاضل اور اپنے زمانہ کے علامہ

محمد بن احمد

محمد بن احمد

تھے آپ نے امام ابی الیث نصر بن مجاہد فقیہ سمرقندی کی تفسیر کو ترکی میں ترجمہ کیا اور ۸۵۰ھ
میں وفات پائی۔ عزت کا شانہ تاریخ وفات ہو۔

عزیز

محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود عینی۔ بدر الدین لقب
اور قاضی القضاۃ خطاب تھا امام فاضل۔ محدث کامل۔ فقیہ بے عدیل۔ علامہ بیہ
عارف عربیت و تصرف۔ حافظ لغت۔ سربل الکتابت تخریج احادیث اور اُن کے کشف معانی
میں وسعت کامل رکھتے تھے۔ نصف ماہ رمضان ۸۶۲ھ میں مصر میں پیدا ہوئے
فقہ حمال یوسف مطعی اور علاء الدین سیوطی سے حاصل کی اور حدیث کو شیخ زین الدین عراقی اور
شیخ تقی الدین سے سنا اور نحو و اصول فقہ اور معانی کو علامہ جبریل بن صالح بغدادی
سے اخذ کیا۔ ۸۸۰ھ کو قاہرہ میں تشریف لائے اور پہلے پہل آپ کو ظاہر میں تعریف
و مبالغہ کی خدمت سپرد ہوئی پھر کئی دفعہ تدبیر امور کا عہدہ آپ کو ملا اور قضاء مذہب
امام ابو حنیفہ کی آپ کے سپرد ہوئی۔ آپ نے جامع ازہر کے پاس ایک مدرسہ بنوایا اور
اپنے کتب خانہ کو ۱۰۰۰۰۰ وقف کر دیا تصنیفات عالیہ کتب جنہیں سے عمدۃ الفقاری شرح
نسخہ بخاری۔ شرح بارہ سنن ابو داؤد۔ نہایت شرح ہدایہ۔ و غیرہ تصانیف۔ شرح کنز الدقائق
سنۃ السلوک۔ شرح تہذیب الملوک۔ شرح معانی الآثار۔ شرح مجمع۔ شرح درر البحار۔
طبقات الحنفیہ۔ طبقات الشرا۔ مختصر تاریخ الامن عاکر۔ شرح شواہد الصغیرۃ الکبریٰ شرح
منار۔ کتاب العروض۔ تاریخ کبیر وغیرہ نہایت مشہور معروف ہیں کہنے میں کہ ہدایہ کی
شرح آپ نے ۱۰۰۰۰۰ لکھی تھی کہ جب آپ کی عمر ۷۰ سال کے قریب تھی۔ ماہ ذی الحجہ
۸۵۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ محدث سلیم القلوب تاریخ وفات ہو عینی آپ کو اسیلے
کہا کرتے تھے کہ آپ کا باپ شہر میں عین تاب کا جو حلب سے تین منزل کے فاصلہ پر
واقع ہو قاضی تھا پس آپ شہر مذکور کی طرف منسوب ہوئے۔ بہتان المحدثین میں لکھا کہ
کہ جب سلطان نے مدرسہ مویدیہ کو بنوایا تو اُس کے مناروں میں سے ایک منارہ جو
برج شمالی پر بنا ہوا تھا ٹیڑھا ہو کر قریب گرنے کے ہو گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسکو
گر اگر از سر نو تیار کرایا جائے آغا قاہرہ سوقت عینی اُس کے سایہ میں بیٹھے جوئے درس

وہ رہے تھے کہ ابن حجر عسقلانی نے قطعہ مندرجہ ذیل لکھ کر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا
 جامع مولانا المویذ رونق : منارۃ بالحسن بن یحییٰ بالزین : بقول و قدالت علی القصد
 اہلوا : فلیس علی حبیبی اضر من العین : لوگون نے عینی سے اس قصہ کو ایک ایسے
 انداز سے بیان کر کے کہا کہ حافظ ابن حجر نے آپ پر تعریض کی کہ آپ کو اس بات سے بڑا
 غصہ آیا اور آپ شعر کہنے میں جہان ہمارت نہ رکھتے تھے اسلئے آپ نے فوجی مشہور شاعر کو
 طلب کر کے مندرجہ ذیل قطعہ ابن حجر کی تعریض میں نظم کر کر شائع کیا : منارۃ لمرس الحسن فلیت
 وہ ہر ہا بقضاء اللہ والقدیر : قالوا حبیب العین قلت : واعظ : ما وجب الہدم الا نیتہ : لہجر
 ابراہیم بن خطیب : تاج الدین لقب تھا : علوم مولیٰ یگان سے بڑھے یہاں تک کہ
 عالم اجل فاضل اکمل صاحب ہیئت و دیدہ ہوئے سلطان مراد خان نے آپ کو مدرسہ
 ازینق کا متولی کیا اور اوائل سلطنت محمد خان بن مراد خان میں جو شہرہ کو تخت نشین
 ہوا ازینق میں فوت ہوئے ۔

ربیع الثانی
 ۱۰۲۲ھ

عبد الرحمن بن
 قاضی القضاۃ
 قاضی الدین

شیخ ابو الفتح
 قاضی الدین

عبد الرحمن بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن بری ایمن الدین
 لقب تھا شہرہ سے پہلے پیدا ہوئے اپنے ملک کے علما و فضلا سے علم حاصل کر کے
 جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور فائز زمانہ ہوئے اور اپنے بھائی قاضی القضاۃ
 سعد الدین سعد دیری سے جب وہ کبیر السن ہوئے تو ولایت مصر کی قضا حاصل کی
 اور ۴۰ ماہ ذی الحجہ ۷۵۷ ہجری میں وفات پائی ۔ قدوہ حقائق تاریخ وفات ہر ۔
 شیخ ابو الفتح جو بنوری ۔ عالم فاضل ۔ فصیح بلیغ ۔ جامع معقول و منقول اور
 اپنے جدامجد قاضی عبد المقدر کے شاگرد و مرید تھے اور مطابق انکی وصیت کے ہمیشہ
 درس و افادہ علوم میں مشغول رہتے تھے اکثر عربی و فارسی قصائد کہا کرتے تھے قاضی
 شہاب الدین سے آپ کے اصولی کلام اور فروع فقہیہ میں بہت مباحثے ہوئے خصوصاً
 زیادہ کر کے یعنی مشک بلای کے باب میں جو بلی کے عربی سے ٹکاتا ہر شیخ اسکو ملید کہتے
 تھے اور قاضی شہاب الدین اسکی طرارت کا حکم دیتے تھے چنانچہ اس بحث میں کئی رسالے
 تصنیف ہوئے شیخ موصوف پہلے دہلی میں رہا کرتے تھے لیکن امیر تیمور کے واقعہ میں

بہر اسی دیگر اکابر کے جو پور میں چلے گئے اور قاضی شہاب الدین بھی اسی واقعہ میں مدہسے جو پور میں پہنچے کتے ہیں کہ شیخ کے گھر میں زبردست تھا لیکن سوائے شیخ عبدالوہاب کے آپ کی دوسری اولاد اس واقعہ کی قائل نہیں آپ ۱۲۰۰ھ - ماہ محرم ۱۲۰۰ھ میں پیدا اور یوم جمعہ ۱۲۰۰ھ - ربیع الاول ۱۲۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ بحر رحمت تاریخ وفات ہو۔

عبدالسلام بن احمد بغدادی سزا الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے شیخ - فقیہ محدث جامع منقول و معقول صاحب تصنیف تھے۔ حدیث نبی الاسلام علی حس کی اپنے ایک عمدہ شرح لکھی۔ صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں کہ یہ کتاب اگرچہ نہایت نفیس قواعد پر مشتمل ہے مگر یہ کہ مصنف نے شافعی مذہب کے بعض احکام ارکان صلوٰۃ اور واجبات حج کو خلاف اُنکے تصور کر کے لکھ دیا ہے اسلئے اُسکے اعتماد سے احتراز کرنا چاہیے وفات آپ کی ۱۲۰۰ھ ہجری میں ہوئی۔ رحمت داور تاریخ وفات ہو۔

سید علی عجمی پہلے اپنے شہر سمرقند کے علما و فضلا سے پڑھ کر علوم و فنون میں ماہر ہوئے پھر سید شریف علی جوہانی تلمیذ اکمل الدین بابر ترقی سے تکمیل کی بعد ازاں روم کی طرف تشریف لے گئے اور شہر قطون میں داخل ہوئے اس شہر کے حاکم نے آپ کی بڑی عزت کی اور مدرسہ بروسا کا مدرس مقرر کیا۔ علما و فضلا میں آپ کی فقیہات طاہر ہوئی۔ سید شریف کے حواشی مشروح شمسیہ اور شرح مطالع اور شرح مواقف پر حواشی تصنیف فرمائی اور ۱۲۰۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ حلال مشکلات تاریخ وفات ہو۔

محمد بن عبدالواحد بن عبد الحمید سکندری سیواسی المعروف بابن ہمام۔ کمال الدین لقب تھا۔ امام محقق۔ علامہ مدفن نظار۔ فروعی۔ اصولی۔ محدث۔ مفسر۔ حافظ۔ نحوی۔ کلامی۔ منطقی۔ جدلی۔ فارس میدان بحث نئے بعض نے طبقہ اہل ترجیح اور بعض نے اہل اجتہاد سے آپ کو شمار کیا ہے باپ آپ کا شہر سیواس کا جو روم کے علاقہ میں ہے قاضی تھا۔ پھر فامو میں آیا جہاں اُسکو قاضی حنفی سے خلافت حکم کی ملی جبکہ اسکندریہ کا قاضی ہوا اور قاضی مالکی کی لڑائی سے نکاح کیا جس سے ۱۲۰۰ھ ہجری میں آپ اپنے کمال الدین محمد پیدا ہوئے اور ہوٹس سنبھالتے ہی اپنے باپ اور شہر کے علما و فضلا سے

عبدالسلام بن احمد

عجمی

ابن ہمام

علم پڑھنا شروع کر دیا چنانچہ فقہ و اصول سراج الدین الشہیرہ قاری الہدایہ اور لباطی سے
 پڑھی اور جب سلسلہ ہجری کو قاہرہ میں آئے تو قاضی محب الدین بن شحہ سے استفادہ کیا
 اور ان کے ساتھ حلب کو مراجعت کی۔ عربیت کو جمال حمیدی سے اخذ کیا اور حدیث کو ابی نذر
 عراقی اور جمال جنبلی اور شمس شافی سے سنا اور مراعی و ابن ظہیرہ سے اجازت حاصل
 کی یہاں تک کہ اپنے اقران پر تمام علوم میں غالب آئے۔ اشرف نے آپ کو مدرسہ کا
 شیخ بنایا تھا۔ جسکو آپ نے کچھ مدت تک انجام دیکر چھوڑ دیا اور شہرہ کی مشیخت کے متولی
 ہوئے پھر کچھ مدت تک افتا کا کام دیتے رہے مگر آخر الامران سب کو یکبارگی چھوڑ دیا اور
 تصنیف و تالیف اور نشر علوم میں مشغول ہوئے چنانچہ ہدایہ کی شرح فتح القدیر نام ایسی
 معتقدانہ لکھی کہ جسکی نظیر آج تک نہیں ملتی اور اُس میں تعصب و اعتنا مذہبی سے جتناب
 کر کے نہایت منصفانہ دلائل سے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اس شرح کو آپ نے کتاب
 وکالت تک تصنیف کیا تھا کہ اجل کا پیغام آگیا ایلے اس مقام سے اُسکو اخیر کتاب
 تک مولی شمس الدین احمد بن قور و المعروف بقاضی زادہ مفتی رومی متوفی ۱۰۹۰ھ
 نے کامل کیا۔ اور اصول میں کتاب تحریر ایسی تصنیف کی کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی جسکی شرح
 آپ کے فاضل تلمیذ ابن امیر حاج حلبی نے کی۔ عقائد میں کتاب سائرہ اور عبادات میں
 زاد الفقیر تصنیف کی۔ علاوہ علوم ظاہری کے صوفی بھی کامل اور صاحب کشف و کرامات
 تھے اور علم موسیقی میں بھی کمال دسترس رکھتے تھے ابتداء میں آپ نے بالکل یہ تجربہ اختیار
 کر لیا تھا مگر اہل طریقت نے آپ کو کہا کہ آپ اس سے جمع کر لیں کیونکہ لوگوں کو آپ کے
 علم کی بڑی حاجت ہو۔ آپ کو اہل تصوف کی طرح حالت آتی تھی مگر بسبب اخلاط لوگوں کے
 آپ سے وہ حالت جلد دور ہو جاتی تھی۔ آپ سے شمس الدین محمد الشہیر بن امیر حاج
 حلبی اور محمد بن محمد بن شحہ اور سیف الدین بن عمر بن قطلوبغا وغیرہ جم غفیر نے اخذ کیا
 اور قاہرہ میں جبہ کے روزے۔ رمضان سلسلہ ہجری میں وفات پائی اور سلطان
 اعیان دارکان سلطنت کے آپ کے جنازہ پر حاضر ہوا۔ نور خدا اور رونق شہر تاریخ
 وفات میں۔ سیوطی نے حسن الحاضرہ میں شیخ ابی العباس احمد بن محمد سرصری صوفی

متوفی ۱۱۸۵ھ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ شیخ کمال الدین ابن ہمام اکثر آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ کے پاس کتاب تحریر جو انھوں نے تصنیف کی تھی موجود تھی شیخ ابی العباس نے اس کو مطالعہ کر کے فرمایا کہ کتاب تو بیع ہو لیکن لوگ اس سے کم منفعہ ہونگے پس الباس ہی ہوا۔

شیخ ابو الفتح علائی قرطبی کا بیوی سید محمد گیسو درار کے خلفائے نامدار میں سے جامع علوم ظاہر و باطن اور واقف اسرار شریعت و طریقت تھے حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے۔ تصانیف بھی بہت کین جن میں سے کتاب عوارف المعارف نقوش میں جو نہایت معتبر ہے اور مکملہ نخعین اور مشاہدہ نقوش میں مشہور و معروف ہیں وفات آپ کی ۱۱۸۵ھ میں ہوئی اور قبر آپ کی کا پٹی میں زیارت گاہ عام ہے۔ گلشن اسرار تاریخ وفات ہے۔ یعقوب بن ادریس بن عبد اللہ نکدی المعروف بہ قرۃ یعقوب۔ اصول و فروع میں ماہر اور معقول و منقول میں متبحر تھے ۱۱۸۵ھ کو قصبہ نکدہ واقع بلاد قرمان میں پیدا ہوئے اور علوم محمد بن حمزہ فارسی وغیرہ سے حاصل کیے اور بلاد شام و قاہرہ میں تشریف لائے جہاں کہ علماء و فضلاء نے آپ کی فضیلت و کمالیت کا اقرار کیا۔ آپ کی تصانیف سے شرح مصابیح السنہ اور عوالمی ہدایہ یادگار ہیں۔ وفات آپ کی شہزادہ میں ماہ ربیع الاول ۱۱۸۵ھ ہجری میں ہوئی۔ کاشف اسرار تاریخ وفات ہے۔

خضر بیگ بن قاضی حلال الدین بن صدر الدین بن حاجی ابراہیم رومی۔ ۱۱۸۵ھ میں پیدا ہوئے اور شہر سفری حصار میں جو بلاد روم میں سے ایک فخر ہے پرورش پائی پہلے اپنے والد ماجد سے جو بیان کے قاضی تھے تعلیم پاتے رہے پھر مولی محمد بن ابومحان المشہور بمولے یگان کی خدمت میں حاضر ہو کر کمالیت کا رتبہ اور فضیلت کا درجہ حاصل کیا جب ۱۱۸۵ھ ہجری میں سفری حصار کے مدرس مقرر ہوئے تو آپ کو اور بھی علوم غریبہ اور فنون عجیبہ حاصل ہوئے بہانیک کہ حکایت کرتے ہیں کہ اوائل جلوس سلطان محمد خان بن مراد خان میں ایک شخص عجیب جو مختلف علوم میں بڑا مہر تھا بادشاہ کے دربار میں آکر مباحثہ کا خواہاں ہوا اس وقت جتنے بڑے بڑے عالم و فاضل تھے

شیخ ابو الفتح علائی

تاریخ

عجیب

وہ اُسکے ہاتھ کے لیے جمع ہوئے لیکن جب اُس نے سوالات پیش کیے تو اُس نے جواب دینے سے سب کے سب عاجز آ گئے اُس سے بادشاہ کو نہایت بے قراری اور عار دہ منگی ہوئی پس اُس نے کسی ایسے شخص کے طلب کرنے کا حکم دیا جو علوم غریبہ میں مہارت رکھتا ہو سب لوگوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا سو آپ فوراً حاضر کیے گئے اسوقت آپ نوجوان تھے عجمی بنظر حقارت آپ کو دیکھ کر ہنسنے لگا آپ نے فرمایا کہ تجھے جو سوال کرنا ہے وہ پیش کر اُس نے مختلف علوم میں کئی ایک سوال کیے جنکا جواب آپ نے نہایت فوری سے دیا پھر آپ نے ایسے سوال فرمائے جن میں اُس سے سوالات کیے جنکو وہ ہرگز نہ جانتا تھا پس وہ بند ہو کر خاموش ہو گیا بادشاہ کو اس بات سے بڑی خوشی حاصل ہوئی اور آپ کی بڑی تعریف و تکریم کی اور شہر بردسا کے مدرسہ کا مدرس مقرر کیا جب سلطان نے قسطنطنیہ کو فتح کیا تو آپ کو دہان کا قاضی بنا یا پھر آپ نے ۸۵۰ھ ہجری میں مکہ معظمہ کا حج کیا آپ کے شاگردوں میں مصلح الدین المعروف بخواجہ زادہ اور شمس الدین المشہور بہ خطیب زادہ اور خیر الدین مسلم سلطان محمد خان معروف مشہور ہیں۔ ایک کتاب عقائد کی نظم میں تصنیف کی جسکی شرح آپ کے شاگرد شمس الدین احمد خیالی نے لکھی ہے۔ علاوہ اُسکے ایک مختصر کتاب علم عروض میں اور تفتازانی کے حاشیہ تفسیر کشاف پر حاشی تصنیف فرمائے اور ۸۶۳ھ میں انتقال کیا۔ کنج معرفت تاریخ وفات ہے۔

محمود بن محمد بن محمد بن محمود حافظی بخاری۔ ابو نصر بار ساکنیت تھی اپنے باب کی طرح علوم ظاہری و باطنی میں ماہر و عارف تھے جو بعد وفات والد ماجد کے انکے جانشین ہوئے اور ۸۷۰ھ ہجری میں انتقال کیا قبر آپ کی بلخ میں ہے۔

فیہم خلق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

ابو نصر

قاضی القضاۃ سعد بن شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن سعد بن ابی بکر دیری نابلسی۔ منگل کے روز ۱۷۔ رجب ۸۶۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ ابو السعادت کنیت اور سعد الدین لقب تھا اصل میں شہر دیر کے جو شہر نابلس کے پاس واقع ہے رہنے والے تھے چنانچہ اسی لیے ابن الدمیری کے نام سے معروف تھے مگر اخیر کو قاہرہ میں آکر

مقیم ہوئے۔ پڑے ذکی اور ذی حافظہ تھے پہلے اپنے والد سے علم پڑھنا شروع کیا اور قرآن کو حفظ کر کے بہت سی کتابیں ۱۲- روز کے عرصہ میں حفظ کیں پھر کمال مرتبی اور حمید الدین اور علاء بن لقیب اور شمس بن خطیب شافعی سے استفادہ کیا اور شمس قونوی صاحب درر البحار اور حافظ الدین صاحب فتاویٰ برازیہ کی صحبت کی اور برہان ابراہیم بن زین عبد الرحیم بن جامع سے روایت احادیث کی ہندی یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے امام علامہ اور فقیہ فہامہ ہوئے استفسار مسائل مذہبیہ اور سربل اور اک اور حافظہ میں بے نظیر تھے علمی مباحثہ و مذاکرہ کا نہایت شوق تھا۔ علم فقہ خصوصاً فہم سنی تنزیل میں بدستور رکھتے تھے اور نین احادیث اس قدر یاد رکھتے تھے کہ حکایان نہیں ہو سکتا تھا آپ کے والد ماجد فقہ وغیرہ میں آپ کو اپنے ادب پر مقدم سمجھنے لگے اور آپ کا ذکر خبر یہاں تک زمانہ میں مشہور ہوا کہ شاہ رخ بن تیمور یاد شاہ ہندوستان نے سرور بار آپ کا حال قاصد ظاہر حقیق سے دریافت کیا مدت تک تدریس و اقامت میں مشغول رہے ۸۲۰ ہجری میں مصر کی دار القضاء خفیہ کے متولی ہوئے حج بھی آپ نے کئی دفعہ کیے چنانچہ پہلے حج سائنہ ہجری میں کیا آپ سے قاضی محمد بن محمد بن خنہ نے اخذ کیا شمس الدین سخاوی نے آپ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ میں نے آپ سے بہت کچھ پڑھا اور فوائد نظم کو لکھا چونکہ آپ کو باوجود کثرت اطلاق کے بقیفت و تالیف کا جذبان شوق نہ تھا۔ اس لیے تصنیفات آپ سے کم ظہور میں آئی اور جو آئی ہر وہ حسب ذیل ہو۔ شرح تھامہ شفی جبکو ابن قاسم خفی نے آپ سے پڑھا۔ کوکب البیضاء فی وصول قواب الطاعات الی الاموات السہام الماروق فی کید الزنادقہ۔ رسالہ الجبس بالتمتہ۔ رسالہ بل شام الملکۃ ام لا۔ رسالہ بل منع الشعر محفوظ بالنبی ام عام جمیع الانبیاء تکملہ شرح ہدایہ سر دجی سات جلد میں منظومہ لغانیہ۔ یہ کتاب نظم میں ہو اور اسمین عجیب و غریب فوائد بیان ہوئے ہیں۔ وفات آپ کی ۸۴۰ ربيع الآخر ۸۴۰ھ کو مصر میں ہوئی۔ قبلہ خلق تاریخ وفات ہو۔

عبد اللطیف بن شمس الدین ابی عبد اللہ محمد دیری۔ زین الدین لقب تھا عیان دارکان فقہاء میں سے علامہ و مقبول تھے آپ نے اپنے چچا کے بیٹے تاج الدین دیری سے

حکم کی نیا ہیست حاصل کی اور ششہ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کا ایک بیٹا شیخ شرف الدین یونس
فضلہ درامہ میں سے تھا جو آپ سے پہلے مر گیا اور دوسرا بیٹا زین الدین عبدالقادر بھی طبر عالم
فاضل متواضع تھا جو ۶۰۰ - رمضان ششہ ہجری کو فوت ہوا۔

احمد بن موسیٰ الشہیر یا الخیالی - شمس الدین لقب تھا مابانی علوم کے اپنے باپ سے
پہلے پھر مولیٰ خضر بیگ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے استفادہ کیا اور مدرسہ سلطانیہ
بروسا کے مدرس بنے بعدہ بعض مدارس کی تدریس آپ کو تفویض ہوئی جب تاج الدین
ابراہیم المعروف بابن الخطیب والد خطیب زادہ فوت ہوئے تو وزیر محمود بادشاہ نے سلطان
محمد خان سے آپ کے لیے سفارش کی کہ انکو مدرسہ ازینق کی تدریس کا کام دیا جاوے
بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ کیا خیالی وہ شخص نہیں ہے جسے شرح عقائد پر حواشی لکھنے میں
اور تیز انام اسمین لکھا ہے وزیر نے کہا کہ ہاں وہی شخص ہے پس بادشاہ نے کہا کہ وہ
ضرور اس مدرسہ کا مستحق ہے لیکن خیالی نے ان دنوں واسطے حج کے تیاری کی تھی۔
پس جب یہ قسطنطنیہ میں آئے تو وزیر نے انکو اس حال سے اطلاع دی انھوں نے
فرمایا کہ اگر تو مجھکو اپنی وزایت اور بادشاہ اپنی سلطنت دے دے تو بھی میں اس سفر کو
نہ چھوڑوں گا پس آپ حج کو چلے گئے اور جب حج کر کے واپس آئے تو وہاں کے مدرس بنے لیکن
تھوڑے ہی دنوں میں ۳۳۰ سال کی عمر میں ششہ میں اس دار فانی سے انتقال کر گئے
حمد دہ دان آپ کی تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ بڑے نحیف البدن تھے یہاں تک کہ
آپکی انگشت سبابة اور انگوٹھے کے حلقہ میں آپ کا ہاتھ باروتاک آجاتا تھا رات دن میں
صرف ایک ہی دفعہ طعام کھایا کرتے تھے اور ہمیشہ علم و عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ مولے
غیاث الدین المعروف بہ پاشا جلیلی اور کمال الدین قرہ کمال وغیرہ آپ کے شاگردوں میں سے
ہیں۔ خراج عقائد نسفی پر آپ نے نہایت عمدہ اور مختصر حواشی تحریر کیے جو متداول میں مدرس
والتدریس میں لیکن بعض مواقع پر اس وقت کو کام فرمایا ہے کہ بڑے بڑے علماء و فضلاء
اسکے حل کرنے میں حیران رہ جاتے ہیں اسلئے ان حواشی کا حاشیہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی
نے اباعدہ لکھا ہے کہ تمام مفصلات و مشکلات کو حل کر کے طلباء کے لیے آسان کر دیا چنانچہ اس

دعوت پر کسی نے یہ کیا خوب کہا جو کہ خیالات خیالی بسر غلبہ ست نہ برائے حل و بحال حکیم
است و علاوہ اُسکے اوائل شرح تجرید پر بھی حاشی تصنیف کی اور اپنے استاد مولانا شمس الدین
کی کتاب نظم عفاء کی شرح کی۔

ابراہیم بن قاضی القضاۃ شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن ابی - ابو اسحق کنیت اور
برہان الدین لقب تھا آپ بھی اپنے بھائیوں کی طرح علامہ زمانہ اور فقیہ فہامہ تھے پہلے
قاہرہ کے وظائف سنیہ پر مقرر ہوئے پھر شمشہ ہجری کو ولایت مصر کی افتاء کے متولی
ہو کر قاضی القضاۃ ہوئے مگر اُس سے روگردان ہو کر مودیہ کی مشیخت پر مستقر ہوئے
اور اسی حالت میں شمشہ ہجری میں وفات پائی۔

احمد بن محمد بن حسن بن علی بن یحییٰ ششمی - رمضان شمشہ ۷۰۰ میں شہر سکندریہ میں
پیدا ہوئے اور قاہرہ میں نشوونما پایا پہلے ضل اپنے باپ دادا کے مالکی المذہب تھے
پھر شافعی مذہب میں انتقال کیا۔ علوم میں یکتا کے زمانہ اور ادب و تفسیر و حدیث و فقہ
و نحو و کلام و اصول میں امام اللہ تھے تقی الدین لقب اور ابو العباس کنیت تھے۔ فقہ
شیخ یحییٰ سیرامی سے اور حدیث ولی الدین عراقی سے حاصل کی بیان تک کہ فزون و علوم
میں سرآمد و فائز اقران ہوئے اور بشمار خلقت نے آپ سے فائدہ کثیر اٹھا یا حافظ سیوطی
اور سخاوی نے آپ کی شاگردی کی اور عراقی و بلقینی نے آپ کو سند اجازت کی دی۔
آپ نے منہی البلب اور شفاء قاضی عیاض کا حاشیہ لکھا اور صدر الشریعہ کے نقایہ
اور اپنے باپ کی نظم النیخہ کی شرح کی اور ارفق المساکین و ذیہ المساکین آپ نے
تصنیف کی۔ سخاوی نے فتوہ لامع میں لکھا ہے کہ جب تقی الدین ششمی قاہرہ میں اپنے
باپ کے ہمراہ آئے تو علی ابن النکویک اور جمال جنبلی اور تقی الزیری اور ولی العراقي سے
حدیث کی سماعت کی اور بلقینی و شہیری وغیرہ نے آپ کو سند اجازت دی اور میں نے
اُسے مدت تک پڑھا اور اُنکے درس میں حاضر ہوتا رہا۔ سیوطی نے بغیۃ الوعاظ میں
طبایع النفاۃ میں لکھا ہے کہ علم تفسیر میں آپ دربارہ مجتہد اور کاشف دقائق تھے اور
حدیث کی روایت و درایت اور حل مشکلات میں آپ ہی کی طرہ رجوع اور اعتماد

ابراہیم بن قاضی القضاۃ
شمس الدین

شمس الدین

کیا جاتا تھا۔ فقہ میں یہاں تک دستگاہ رکھنے تھے کہ اگر آپ کو لغمان لینے امام ابو حنیفہؒ دیکھتے
 تو البتہ انعام دیتے اور علم کلام میں یہ لیاقت تھی کہ اگر آپ کو امام اشعری دیکھ پاتے تو آپ کے
 اپنے پاس بٹھاتے اور خوش ہوتے۔ نحو میں ایسا ملکہ حاصل تھا کہ اگر آپ کو امام خلیلؒ بخوبی
 دیکھ لیتے تو البتہ اپنا خلیل کہہ دیتے۔ معانی وغیرہ علوم میں تو چراغ تھے اسکنندہ یہ میں پیدا
 ہوئے اور قاہرہ میں اپنے والد کے ہمراہ آئے۔ نحو شمس الدین شظوفی سے پڑھی اور
 فقہ شیخ یحییٰ سیرامی اور علامہ بخاری سے حاصل کی۔ اور حدیث کو شیخ دلی الدین سے سماعت
 کیا۔ اور قاضی شمس الدین باطنی کی مصاحبت میں رہے اور انھیں سے علم معانی و بیان
 حاصل کیا۔ علی ہذا دیگر علوم و فنون میں بھی فائق ہوئے۔ بلقیٰ وزیر عراقی و جمال بن ظہیر
 و کمال و میری اور مراغی وغیرہ محدثین نے آپ کو سند اعجاز دی شیخ شمس الدین شاوی
 نے اپنی مشیخت میں آپ سے تخریج کی اور حدیث کو بیان کیا۔ سیوطی کہتے ہیں کہ میں نے بھی
 ایک جزو حدیث کی سلسل میں آپ سے تخریج کی اور حدیث کو روایت کیا اور کئی احزاب احادیث
 کے آپ سے پڑھے اور ایک بڑا حصہ مطول اور توضیح ابن ہشام کا سماعت کیا اور ایک جم غفیر
 فلسفہ سے آپ سے فائدہ اٹھایا اور میری کتاب شرح الطیۃ اور جمع الجوامع پر آپ نے
 تقریریں لکھیں۔ وفات آپ کی سن ۷۸۷ھ میں ہوئی۔ آدھیں عصر آپ کی تاریخ وفات ہو۔
 محمد بن سلیمان بن سعد بن مسعود رومی الشہیر مولیٰ محی الدین کا بیٹا۔ امام محقق علامہ
 زہرا تھے۔ فقہ و حدیث و تفسیر میں آپ کو یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ معقولات و منقولات کے
 جامع تھے۔ اصول فقہ۔ کلام۔ تشریف اعراب۔ معانی۔ بیان۔ جدل۔ منطق۔ فلسفہ۔
 ہیئت۔ میں استاد الاساتذہ تھے۔ سن ۷۸۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالتے ہی
 علم میں مشغول ہو گئے اور بلا و عجم و تاتار میں جا کر بڑے بڑے علماء و فضلاء مثل مولیٰ
 شمس الدین محمد بن حمزہ خراسانی اور حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب بزازؒ اور
 برہان حیدرؒ تلمیذ تفتازانی اور عبد اللطیف بن فرشتا شارح مجمع اور شیخ واجد وغیرہم
 سے علم پڑھا اور قاہرہ میں اشرف برسبائی کے عہد میں تشریف لگے جہاں آپ کی
 فضیلت ظاہر ہوئی اور اعیان و ارکان نے آپ سے اخذ کیا اور شیخوئیہ کی مشیخت بعد

صحیح
 حدیث

ترک ابن ہمام کے آپ کے بہرہ ہوئی۔ کافجی آپ کو ایسے کہا کرتے تھے کہ کتاب کا فیہ سے جو نحو میں ہر بڑا شغل رکھا کرتے تھے۔ سیوطی نے لکھا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں چودہ برس رہا اور آپ سے کتاب تحقیقات اور عجائب کو سنا اہل تصوف کے حق میں حسن الاعتقاد اور اہل حدیث کے بڑے محب تھے باوجود کبرنی کے کثیر العبادۃ کثیر الصدقہ سلیم الفطرۃ صبور و متحمل تھے مجھ سے ایک دن فرماتے تھے کہ زید قائم کا ہزار بار کیا ہو میں نے کہا کہ مقام صغیرہ میں بھی ہمسے یہ سوال کیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اس میں ایک سو تیر بحث ہیں میں نے عرض کی کہ جب تک میں اُنکو حاصل نہ کروں گا آپ کی مجلس سے نہ اُٹھوں گا پس وہ بتاتے گئے اور میں نے اُنکو لکھ لیا۔ آپ کی تصنیفات علوم عقلیہ میں اس قدر تحقیق کہ میں نے آپ سے اُنکے نام پوچھے تاکہ آپ کے ترجمہ میں اُنکو لکھوں مگر وہ شمار نہ کر سکے اور خُلق نام آپ نے بتائے وہ میں بھول گیا جو اکثر مختصر تحقیق اور اُمہین سے اجل و نفع شرح قواعد اعراب اور شرح کلمتی الشہادہ اور مختصر فی الحدیث اور مختصر تفسیر تفسیر نام ہو۔ وفات آپ کی جمعہ کی رات ۲۷-۱۰ جمادی الثانی ۱۲۸۷ھ میں اسہال کے مرض سے واقع ہوئی۔ خداوند راز تاریخ وفات ہو۔

علی بن عبد الدین محمد بن محمد بن سعود بن محمود بن محمد بن امام فخر الدین رازی المعروف بہ مصنفک۔ عالم فاضل فقیہ محدث۔ اصولی۔ صاحب تصنیفات عالیہ اور امام فخر الدین رازی کی اولاد میں سے تھے امام فخر الدین کا ایک بیٹا محمد نام بڑا فاضل تھا جو عفو ان شباب میں ایک بیٹا محمد نام دایہ چھوڑ کر مر گیا امام کو خدا نے اور بیٹا دیا اُنھوں نے اُسکا نام بھی محمد رکھا اور وہ بھی کمال رتبہ کو پہنچا جسکی اولاد میں سے آپ جو کئی پشت میں پیدا ہوئے آپ کے نسب کا سلسلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے بعض اہل تاریخ کہتے ہیں کہ آپ صدیقی ہیں بہر حال آپ سنیہ میں پیدا ہوئے اور اسلئے تحصیل علم کے مسافرت کی علم عربی تو آپ نے جلال الدین یوسف تلمیذ علامہ تفتازانی اور زبیر قلب الدین احمد بن محمد بن محمود امامی ہر دی تلمیذ جلال الدین سے بڑھا اور فقہ حنفی فصیح الدین محمد بن محمد سے حاصل کی اور فقہ شافعی کو عبد العزیز بن احمد بن عبد العزیز ابیری سے

اختر کیا ۱۲۳۳ ہجری میں کتاب مصباح کی جو نحو میں ہر شرح لکھی اور ۱۲۳۴ ہجری میں آپ نے
 خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے کتاب آداب البحث کی شرح تصنیف کی اور ۱۲۳۵
 میں شریع لکھا اور ۱۲۳۶ میں شریع مطول اور ۱۲۳۷ میں فقہ تائیدی کی شرح مفتاح کی
 شرح تصنیف فرمائی اور ۱۲۳۸ میں حاشیہ تلویح کا اور شرح قیودہ برودہ اور شرح قصیدہ
 ابن سینا کی لکھی پھر ۱۲۳۹ میں ہرات کو تشریف لے گئے اور وہاں دقاییہ اور ہدایہ کی شرح
 لکھیں اور کتاب مذاق الایمان لابل العرفان تصنیف کی پھر ۱۲۴۰ میں مالک و دم کفر
 تشریف لے گئے اور وہاں ۱۲۴۱ میں مصابیح لغوی کی آنحضرت کے اشارہ سے شریع
 کی اور نیز سید کی مفتاح کی شرح اور شرح مطالع کا حاشیہ اور کی مقدمہ حول
 فخر الاسلام کی شرح تصنیف فرمائی ۱۲۴۲ میں شرح کثافات اور انوار الحدائق اور
 تحفۃ السلاطین اور حدائق الایمان فارسی میں تصنیف کی اور ۱۲۴۳ میں تحفہ محمودیہ
 فارسی میں محمود پاشا کے وزراء کی فصاحت میں تصنیف کیا اور آئین ابنی تقاضیمت
 مذکورہ بالا کی تاریخ ذکر کی اور نیز اس بات کا ذکر کیا کہ اب میں بسبب کبر سن کے کوئی تصنیف
 اور ترمیم کرونگا اور نیز آئین بعد تذکرہ اپنے نسب کے لکھا کہ یہ لوگ آبا و اجداد
 ہیں اور جو آپ سے ارواح ہیں بس وہ بہت ہیں آپ کے معنیفک کے نام سے
 مشہور ہوئے کی یہ وجہ بیان کی گئی کہ آپ سن حد اشد ہی میں کتب شریعیہ کی تصنیف
 میں مصروف ہو گئے تھے اسلئے کات تصنیف کا معنیف کے ساتھ لگا دیا گیا۔ وفات آپ کی
 ۱۲۴۴ میں ۱۲ شنبہ میں ہوئی۔ یکتا سے روزگار تاریخ وفات ہے۔

نعلی بن محمد قوشچی - ملا الدین لقب تھا اعظم علمائے دوران اور افضل حکماء
 زمان تھے آپ کا باپ امیر ارفع بیگ بادشاہ مادر اور النہر کے خادموں سے تھا آپ
 لڑکپن میں امیر موصوف کے بڑے منظور نظر تھے یہاں تک کہ وہ کمال شفقت سے
 آپ کو اپنا بیٹا کہا کرتا تھا اور اکثر اوقات اپنے ہاتھ سے جانور مثل باز وغیرہ کے
 آپ کے ہاتھ پر بٹھا دیا کرتا تھا اسلئے آپ قوشچی کے نام سے مشہور ہوئے کیونکہ قوشچی
 کے منہ سخت مین حافظہ باز اور سیر و کار کے ذہن - ابتدا سے علم آپ نے

مولیٰ قاضی زادہ موسیٰ رومی شایع المخص حنفی اور نیز امیر النجریک سے جو علم ریاضی میں
 بڑا ماہر تھا پڑھے پھر پوشیدہ طور پر کرمان کے ملک میں چلے گئے اور وہاں کے علما
 و فضلا سے علم حاصل کیا اور وہیں شرح تجرید کا مسودہ کیا پھر بعد کئی سال کی غیبت کے
 امیر موصون کے پاس واپس آئے اور پوشیدہ چلے جانے کی معذرت کی امیر نے کہا کہ
 تم ہمارے لیے کیا تحفہ لائے ہو آپ نے فرمایا کہ ایک رسالہ لایا ہوں جس میں میں نے
 ان اشکال قمر کا حل کیا ہے خلیفہ نے اس میں تقدیر میں حیران ہوئے ہیں امیر نے کہا
 کہ اُسکو میرے پاس لاؤ کہ دیکھوں اس میں کس کس جگہ آپ نے خطا کی ہو آپ نے رسالہ
 کو حاضر کیا اور امیر اُسکو مطالعہ کر کے متعجب ہوا پھر امیر نے سر قند میں ایک بنجوم خانہ
 تعمیر کیا اور غیاث الدین جمشید کو جو بنجوم میں ماہر تھا اُسکا متولی بنایا۔ لیکن وہ اوائل عمر
 میں ہی مر گیا پھر قاضی زادہ کو اُسکا متولی کیا مگر وہ بھی قبل اتمام اُسکے فوت ہوئے پھر
 آپ نے اُسکو کامل کیا پس جو کچھ ان لوگوں کو این رصہ سے حاصل ہوا وہ آپ نے
 لکھا جسکا نام زائچہ النجریک رکھا گیا۔ جب النجریک مر گیا اور اُسکی اولاد میں سے
 بعض لوگ ملک پر تسلط ہوئے تو انھوں نے آپ کی کچھ قدر نہ سمجھی سیلئے آپ سمرقند سے
 تبریز میں آئے جہاں کہ سلطان امیر حسن طویل نے آپ کی بڑی تکریم و تعظیم کی اور آپ کو
 بطور سفارت یا تہی مصاحبت کے لیے روم میں سلطان محمد خان کے پاس بھیجا جہاں
 سلطان محمد خان نے سلطان حسن سے بھی بڑھ کر آپ کی عزت کی اور کہا کہ تم ہمارے
 ہی پاس رہو آپ نے اس بات کو قبول کر کے وعدہ کیا کہ بعد اتمام کام سفارت کے
 ہم ضرور آپ کے پاس چلے آئیں گے پس جب رسالہ کا کام تمام ہو گیا تو سلطان
 محمد خان نے اپنے خدمتگار آپ کی طرف بھیجے جو آپ کو بڑی خاطر تواضع سے ہر منزل
 میں ہزار درم خرچ کر کے قسطنطنیہ میں لائے اور آپ کا استقبال تمام علماء و اعیان
 قسطنطنیہ نے کیا جب سلطان محمد خان کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ایک رسالہ
 حساب میں محمد بن نام بادشاہ کے نذر کیا پھر جب سلطان محمد خان نے حسن طویل پر
 چڑھائی کی تو آپ بھی بادشاہ کے ہمراہ گئے اور اس سفر میں ایک رسالہ ہیئت فعیہ نام

تصنیف کیا جب سلطان قسطنطین مین و البس آ یا تو آپ کو ابا حنفیہ کا مدرسہ دیکر دوسو درہم روزیہ آپ کا مقرر کر دیا پس آپ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ ششہ مین فوت ہو گئے پھر ایک بار تاریخ وفات ہے۔ شرح تجرید اور نقارانی کے ادائے حاشی کشاف پر حاشی اور صرف مین شہر الزواہر وغیرہ رسالہ آپ کی تصنیفات سے یادگار ہیں۔

محمد انشیر بن ابی بکر اعجاز حلی شمس الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام اجل فاضل محقق۔ فقہ محمد بن مسلمہ۔ فائق براقان۔ علامہ زمان تھے۔ علوم ابن ہمام وغیرہ فقہاء و کلام سے حاصل کیا اور قدس مین مسند افادت پر متکی ہو کر فقہ علوم و تصنیف کتب مین مشغول رہے۔ ذخیرہ الفقہ فی تفسیر سورۃ العصر۔ حلیۃ المحلی شرح منیۃ المعصی اور شرح مقدمہ ابی الالبث وغیرہ آپ کی مشاہیر تصنیفات سے ہیں۔ وفات آپ کی ششہ مین ہوئی۔ علامہ حلق آپ کی تاریخ وفات ہے۔

عبد اللہ بن شیخ الاسلام شمس الدین ابی عبد اللہ محمد دیری۔ ابو العزم کنیت جمال الدین لقب تھا ششہ مین پیدا ہوئے۔ عالم فاضل۔ فقہ کامل تھے ششہ مین فقہاء قدس اور رملہ کی آپ کو دیگی اور پھر فقہاء شہر خلیل کی بھی اضافہ کی گئی۔ قدس مین ماہ ربیع الاول ششہ ہجری مین فوت ہوئے۔ تیرازہ دانش تاریخ وفات ہے۔

قاسم بن قطب لغا۔ قاہرہ مین ششہ مین پیدا ہوئے ابو العدل کنیت زین الدین لقب تھا اپنے وقت کے امام فقیہ۔ محدث۔ علامہ۔ جامع علوم و فنون۔ استخفاف مذہب مین کامل۔ مناظرہ اور اسکات خصم مین ید طولی رکھتے تھے آپ صغیر سن ہی تھے کہ آپ کا باپ فوت ہو گیا پہلے آپ قرآن شریف اور چند کتاب مین حفظ کر کے مدت تک خیاطت کا کام کرتے رہے پھر تحصیل علم مین مشغول ہوئے چنانچہ علم حدیث کا حافظ ابن حجر عسقلانی اور سراج قاری الہدایہ اور ابن ہمام سے حاصل کیا اور دیگر علوم تاج احمد فرغانی نعمانی قاضی بغداد اور عز بن عبد السلام بغدادی اور عبد اللطیف کرمانی سے حاصل کیے لیکن سب سے زیادہ ابن ہمام کی ملازمت صحبت و تحقیق کی یہاں تک کہ جتنا اُسے پڑھا تھا اُس سے زیادہ اُسے سنا اور آپ سے سخاوی شافعی صاحب ضویر اللامع نے تلمذ کیا۔ تصنیفات

حاج

عبد اللہ بن شیخ الاسلام

قاسم بن قطب لغا

آپ کی فقہ و حدیث میں ستر کتب سے زیادہ شمار کی گئی ہیں جنہیں سے شرح مصابیح السنہ
حاشیہ فتح الملیث شرح الفیۃ الحدیث - حاشیہ مشارق الانوار - تحفۃ الاحیاء فی مافات
من تاریخ الاحیاء - فیتۃ الالمعی فی مافات من تاریخ احادیث الہدایۃ المدنیہ فی تعلیق
نخبۃ الفکر - تاریخ احادیث تفسیر ابی الملیث لقبر بن محمد فقیہ سمرقندی متوفی سنہ ۷۸۰ ہجری
ترجیع الجہر النقی - شرح مجمع البحرین - شرح مختصر المنار - شرح درر البحار - معجم - تعلیق
تفسیر معنادی تا قولہ سہمانہم لایرجون - وغیرہ ہیں - وفات آپ کی حارۃ الہدیہ میں بتایا
ہے - ربیع الآخر ۷۸۷ھ میں ہوئی - سراج درایت تاریخ وفات ہے -

حسن بن علی بن محمد بن
حسن بن علی بن محمد بن

حسن بن عبد العزیز ساسونی - شہر سامسون کے جو بلاد روم میں کنارہ دریا پر
واقع ہو رہے تھے بڑے پندیدہ اخلاق - سلیم الطبع - تشرع تھے خط
بھی آپ کا نہایت عمدہ تھا - علم مولیٰ خسرو محمد بن فراموز صاحب درر وغیرہ سے پڑھا
اور قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان محمد خان
کے معلم بنے بعد ازاں دار الفنا کے متولی ہوئے - کتاب مقدمات اربع اور حاشیہ شرح
مختصر سید پر حواشی لکھے اور ۸۸۷ھ میں وفات پائی - خلیف عالم تاریخ وفات ہے -

محمد بن محمد بن عمر بن قضاو لغا کبیری - سیف الدین لقب تھا بڑے علامہ محقق
زادہ - عابد - اورع تھے - سنہ ۸۸۰ ہجری کے ابتداء میں پیدا ہوئے - علم سراج قاری
ہدایہ اور تفسنی سے حاصل کیا اور ابن ہمام کی صحبت لازم پکڑی اور بڑا استفادہ کیا یہاں تک
کہ فقہ - اصول - نحو وغیرہ علوم میں فائق و جامع ہو کر چند اماكن میں تدریس کے متولی
ہوئے - چنانچہ مشہور یہ میں تفسیر کا درس دیا اور مؤید یہ بجز شیخوئیہ کی مشیخت کے متولی
ہوئے - آپ کے شیخ ابن ہمام آپ کو ان کلمات سے یاد دلا کرتے تھے جو محقق الدیار المصرتہ
مع ماہو علیہ من سلوک طریق السلف والعبادۃ و الخیر وعدم التردد الی اجداد مدۃ عمرہ
و لم یر مسئلہ فوراً - آپ کی تصنیفات سے کتاب توضیح کثیرۃ الفوائد پر حاشیہ یادگار ہے
وفات آپ کی ۸۹۰ ذیقعد ۸۸۷ھ میں ہوئی - قدوہ اہل خلق تاریخ وفات ہے - حافظ سیوطی نے
لکھا کہ میرے شیوخ میں سے ہی ایک ہیں جو سب کے کچھ فوت ہونے لگا ایک شخص جس سے

میں نے کتاب منہاج کے چند ورق پڑھے۔ سید طحی نے آپ کی وفات میں ایک شریعت بھی
تصنیف کیا جو حبیل بر سے اسات سید الدین منفردا + وغدا فی اللہ مشہرا + عالم الدنیا
وصالحا + لم یزل احوالہ رشد + بکلیہ دین النبی از + ما اناہ لمحد کدا + انما سبکی علی رحل
قد غدا فی النحر معتدا + لم یکن فی دینہ وہن + لا ولا للکبر مشہرا + عمرہ افناہ فی لغیب +
لا لہ الغرس مجتہدا + من صلوٰۃ او مطالعۃ + او کتاب اللہ مقتصد + لا لہ الجوافہ لظلمۃ + بشر و تبع
فندا + فی الزیارت کان من ورع + لم یخلف بعدہ احد + دنت الدنیا المنصرم +
ورحل الناس قد افدا + لیت شعری من فؤادہ + بعد ہذا الحج للحد + فتمہ فی الدین موتہ +
ما لہا من جایز ابد + قدر دنیا ذاک فی خبر + وہو یومول لاسندا + فعلیہ ہامعات رضی +
ومن الغفران سبب ندا + وبقنا ضمن زمرۃ + مع اہل الصدق والشہدا +

شیخ سعد الدین خیر آبادی - بڑے فقیہ - اصولی - نحوی - حافظ حدود و شریعت
اور آداب طریقت موصوف بہ ترک و بخر دتھے آپ کے والد ماجد خیر آباد کے قاضی تھے
جو آپ کو غیر من جہوڑ کر فوت ہو گئے پس آپ نے صغریٰ میں قرآن کو حفظ کیا بعد ازاں
ظاہری علوم مولانا اعظم لکھنوی سے جو نامور فقہاء و علماء زمانہ سے تھے حاصل کیے
اور طریقت میں شیخ مینا کے مرید ہوئے۔ تالیفیں و اشاد غلاتی میں عمر لسبکی - کتاب
اصول بزدوی و کتاب حسامی کی شرحیں تصنیف کیں اور رسالہ یکہ کی شرح سب سے مجمع السلوک
اور نیز صبح و کافہ وغیرہ کی شرحیں لکھیں اور بہت لوگوں نے آپ سے ظاہری و باطنی
فیوض حاصل کیے جنہیں سے شیخ صفی اور شیخ مبارک ساریہ میں - وفات آپ کی شہدہ
میں ہوئی - قبر آپ کی خیر آباد میں زیارت گاہ ہے - راست کار تا بیخ وفات ہے -

عبد العزیز بن عبد الرحمن بن ابراہیم بن محمد بن عمر بن حبیب اللہ عقیلی حلبی المعروف
ابن العدیم - قابرہ میں شہدہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پایا اور مختلف علوم
میں کامل مہارت حاصل کی یہاں تک کہ فقیہ فاضل محدث متبحر ہوئے - عراقی اور برماوی
اور ابن جریری نے آپ کو حدیث و فقہ کے شیوخ کی اجازت دی اور آپ نے طلب میں
اپنا وطن اختیار کیا پھر قاہرہ میں بود و باش کی کہ معظمہ کا حج کیا اور بیت المقدس کی

شیخ سعد الدین
خیر آبادی

عبد العزیز بن
عبد الرحمن بن
ابراہیم بن محمد

انجیل

بھی زیارت کی اور ۸۸۸ھ میں وفات پائی۔ محدث بنے شاہد تاریخ وفات ہے۔
 محمد بن قطب الدین ازینقی۔ عالم ماہر۔ فقیہ فہر۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ و سلاک
 مساک تصوف تھے علوم شمس الدین محمد بن حمزہ فزاری سے حاصل کیے شرح فصوص اور
 شرح مفتاح الغیب مصنفہ شیخ صدر الدین قنوی تصنیف کیں اور ۸۸۸ھ میں وفات
 پائی۔ آپ کے والد ماجد قطب الدین بھی بڑے عالم فاضل زاہد متون۔ صوفی
 تھے۔ جو ازینقی میں پیدا ہوئے اور اپنے ملک کے علما و فضلاء سے بڑھ کر کمال علوم
 میں مہارت حاصل کی اور ازینقی میں ہی فوت ہوئے۔ ازینقی ایک بڑا شہر روم
 کے ملک میں ہے جو قسطنطنیہ سے چار سائزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ علامہ سہی دہلی
 تاریخ وفات ہے۔

انجیل

محمد بن فراموز الشہیر مولیٰ خسرو۔ علم معقول و منقول کے بحر خار اور فروع و مہول
 کے جامع تھے۔ علوم مولیٰ برہان الدین حیدر ہروی تلمیذ سعد الدین تقی زانی۔ سے حاصل
 کیے عہد سلطان مراد خان میں اسکے بھائی کے مدرسہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر عہد
 محمد خان بن مراد خان میں عسکر کے قاضی ہوئے اور جب مولیٰ خضر بیگ فوت ہوئے
 تو محمد خان نے آپ کو قسطنطنیہ کی قضاوی۔ جب آپ عہد مراد خان میں مدرسہ شاہ ملک
 کے مدرس تھے تو آپ نے کتاب عز الاحکام اور اسکی شرح در احکام تصنیف کی اور
 مرآۃ الاصول اور اسکی شرح مرآۃ الاصول اور منول اور تلویح اور تفسیر بیضاوی کے
 سیقول السفہات تک اور شرح وقایہ کے حاشی لکھے ایک رسالہ ولایہ میں تصنیف کیا جس میں
 فوائد عجیبہ داخل کیے۔ تمام تصنیفات آپ کی دقایق علیہ اور مسائل فقیہ پر شامل ہے۔
 آپ سے یوسف بن جنید اور حسن جلی بن محمد شاہ فزاری و حسن بن عبد العہد سامرونی
 وغیرہم نے تلمذ کیا۔ صاحب شقائق لکھتے ہیں کہ آپ کا باب امراء فرسخ میں سے
 رومی الاصل تھا جو اسلام لایا اسکی ایک بیٹی تھی جسکو آنسنے ایک امیر سمسو بہ خسر
 سے بیاہ دیا تھا جب مر گیا تو بہ محمد اپنے بہنوئی خسرو کے گھر میں رہے اور انہی
 زوجہ خسرو کے نام سے مشہور ہوئے یہاں تک کہ لوگ مولیٰ خسرو انکو کہنے لگے۔

وفات آپ کی قسطنطنیہ میں ششہ ہجری میں ہوئی اور شہر بروسا میں لیجا کر دفن کیے گئے علامہ فی الحقیقت تاریخ وفات ہو۔

حسن حلیمی بن شمس الدین محمد شاہ بن مؤلف فضول البدائع محمد بن حمزہ الفزاری ششہ ہجری میں روم کے شہر ون میں پیدا ہوئے اور اسی جگہ نشو و نما پایا علم ملا محمد الدین اور ملا طوسی اور ملا خسرو سے حاصل کیا اور صحیح بخاری کو بعض تلامذہ ابن محمد عقلانی سے پڑھا یہاں تک کہ عالم فاضل محقق مدقق ہوئے اور فقہ و اصول فقہ و حدیث و تفسیر قرآن و نحو و علم معانی و بیان اور معقولات وغیرہ میں سرآمد علمائے زمانہ ہوئے۔ آپ بڑے صالح و متدین تھے پہلے آپ اور نہ میں مدرسہ حلبیہ کے مدرس تھے اور آپ کا چچا بجائی علی فزاری عہد سلطان محمد خان مین عسکر کا قاضی تھا آپ نے اسکول کہا کہ میں نے سنا کہ مصر میں ایک شخص کتاب مغنی اللیب جو علم نحو میں بہت اچھی طرح پڑھا تھا کہ آپ مجھ کو سلطان محمد خان سے وہاں جا کر کتاب مذکور کے پڑھنے کی اجازت لے دیں اور آپ بذات خاص سلطان مذکور سے ایسے اجازت حاصل نہیں کر سکتے تھے کہ انھوں نے اُسکی حیات میں کتاب تلویح کے حواشی سلطان بایزید خان اُسکے بیٹے کے نام پر تصنیف کیے تھے جس سے وہ آپ سے گو نہ ناراض تھا بس علی فزاری نے آپ کو سلطان محمد خان سے اجازت لے دی اور آپ نے مصر میں جا کر مغنی کو پڑھا جب روم کو واپس آئے تو سلطان محمد خان نے آپ کو پہلے مدرسہ ازریق پھر آٹھ مدرس میں سے ایک کا مدرس مقرر کیا۔ ششہ ہجری میں ملک شام میں آئے اور شام کے سواروں کے ساتھ حج کیا۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی تلویح اور حواشی شریح وقایہ اور حواشی شریح التمیض المعانی و مطول اور حواشی شریح مواقف اور حواشی تفسیر بیضاوی مشہور و معروف ہیں اور ہر ایک اُنہیں سے تحقیقات و تدقیقات سے مملو ہے عہد سلطان بایزید خان میں شہر بروسا میں ماہ جمادی الاخریٰ ششہ ۸۰۰ میں فوت ہوئے۔ دریاے کرامت تاریخ وفات ہو۔ فزاری آپ کے پردادا کا لقب تھا۔ جسکی طرف آپ منسوب ہیں۔

علی المعروف بالمولیٰ عارف الطوسی۔ بڑے عالم فاضل اور تفسیر و حدیث و خلافت وغیرہ میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ علم اپنے ملک کے علما و فضلاء سے بڑھا اور رتبہ کمال کو پہنچے پھر روم میں تشریف لائے اور سلطان مراد خان نے آپ کی بڑی عزت و توقیر کی اور آپ کو بروسا میں مدرسہ سلطانی عطا کیا جب محمد خان بن مراد خان نے قسطنطنیہ کو مفتوح کیا تو اُسے آٹھ مدارس بنوائے جن میں سے ایک میں آپ کو متعین کیا چنانچہ ایک دن سلطان مراد خان آپ کے پاس مدرسہ میں آیا اور حکم دیا کہ میرے روبرو طلباء کو سبق پڑھاؤ پس آپ دائیں طرف بادشاہ کے بیٹھ گئے اور وزیر محمود پاشا کھڑا رہا طلباء آئے اور اُنھوں نے سید شریف کی شرح عقد کا حاشیہ پڑھنا شروع کیا۔ پس آپ نے اس طرح سے اُسکے دقائق و مشکلات حل کیے کہ سلطان آپ کی کمالیت و فضیلت دیکھ کر خوش ہو گیا اور دس ہزار درم مع خلعت آپ کو اور پانسو درم ہر ایک طالب علم کو انعام عطا کیا پھر آپ کو اور مولیٰ خواجہ زادہ مصلح الدین مصطفیٰ بن یوسف کو حکم کیا کہ امام غزالی کی کتاب نہاۃ الغلا سفہ اور حکما کے درمیان ایک ایک کتاب بطور محاکمہ کے لکھیں پس خواجہ زادہ نے توجار جینے میں اور مولیٰ طوسی نے چھ جینے کے سوا صد میں ذخیر نام سے ایک ایک کتاب لکھی سلطان نے ان دونوں کو دس دس ہزار درم انعام عطا کیا لیکن خواجہ زادہ کو ایک عمدہ بچہ اشتر کا زیادہ دیا کیونکہ علمائے خواجہ زادہ کی کتاب کو ترجیح دی تھی اس سے مولیٰ طوسی کی طبیعت کدرد ہو گئی اور وہ ان سے غم میں آئے تب جبریز میں پہنچے تو وہاں شیخ عبداللہ صوفی سے ملاقات کی کھبہ ماوراء النہر میں جا کر خواجہ علی۔ المد سمرقندی کی خدمت میں مشرف ہوئے اور اُن سے بڑے فیوض باطنی حاصل کیے۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کی شرح مواقف کا حاشیہ اور انجمن کے حاشیہ کثافت کے حاشی اور انجمن کے حاشیہ شرح مطالع کے حاشی مشہور و معروف ہیں۔ سمرقند میں ششہ ہجری میں فوت ہوئے۔ رنجِ منزلت تاریخ وفات ہے۔ طوسی طرف طوس کے نسب ہے جو خراسان میں ایک شہر و شہرہ نامی شہر ہے جس میں سے ایک کا نام کامبران اور دوسرے کا اوقان ہے اور ہزار گائون سے زیادہ

کا لڑن اُنکے متعلق مین زادہ حضرت عثمان بن سہم مین یہ فتح ہوا تھا۔

یعقوب یا شاہن خضر بیگ رومی - عالم محقق - فاضل مدقق - فاضل اہل بہان اور نارس میدان بحث تھے علوم اپنے باپ سے حاصل کیے اور مدت تک بروسا کے قاضی رہے پھر قسطنطنیہ کے قاضی ہوئے جہاں قضا کی حالت میں ۱۹۱۵ء ہجری میں وفات پائی۔ نقیہ مقدسے عالم تاریخ وفات ہر شرح وقایہ برعمدہ حواشی لکھے جنہیں عمیب غریب دقائق و مسائل وار دیے اور نیز شرح مواقف پر لطیف سوال تحریر کیے اور اکثر حواشی حسن حلپی کے آپ کے حاشیہ سے ماخوذ ہیں۔

یوسف بن خضر بیگ رومی الشہیر بہ سان پاشا - بڑے ذکی - عالم فاضل ماہر علوم عقیدہ و نقلیہ دارس میدان مناظرہ تھے پہلے آپ کو سلطان محمد خان نے ۱۸۵۵ء میں قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس میں سے ایک کا مدرس مقرر کیا پھر اپنا معلم بنالیا زان بعد ۱۸۵۸ء میں وزارت کے عہدہ پر آپ کو سرفراز کیا لیکن پھر کسی بات پر عزول کر کے قید کر دیا پھر شہر کے تمام علماء دیوان میں اکٹھے ہو کر بادشاہ سے ملے آپ کو جھوٹا دین ورنہ ہم کچھ کی کتاب میں جلاد بن گئے۔ سلطان نے آپ کو جھوٹ دیا اور آپ نغری حصار میں آئے اور سلطان محمد خان کی وفات تک وہیں مقیم رہے پھر آپ کو بایزید خان ابن محمد خان نے اور نہ میں مدرسہ دارالحدیث کا مدرس مقرر کیا جہاں آپ نے شرح مواقف کی مباحث جو اہر بر حواشی لکھے اور ایک مناجات ترکی زبان میں اور ایک کتاب مباحث اولیا میں تصنیف کی۔ کہتے ہیں کہ جب مولیٰ علی قوشچی بلا دروم میں داخل ہوئے تو سلطان محمد خان نے تعلیم علوم ریاضیہ میں آپ کو سقیم سمجھ کر آپ کے شاگرد مولیٰ لطفی نوقانی کو علی قوشچی کی طرف بھیجا جس نے اُسے علوم ریاضیہ کے حاصل کر کے جو کچھ پڑھا تھا آپ کو سنا یا جس سے آپ بھی علوم ریاضی میں کامل ہو گئے اور قاضی زادہ رومی کی شرح جھینبی بر حواشی تصنیف کیے۔ وفات آپ کی ۱۸۵۵ء ہجری میں ہوئی اور آپ کے تلامذہ میں سے نور الدین قرہ صوی اور محمود بن محمد بن قاضی زادہ رومی مین علامہ قدسی صفات تاریخ وفات ہر۔

تاج الدین بن سعد بن محمد الدین۔ ماہ ربیع الاول ۹۵۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اپنے باپ اور جد امجد سے علوم و فنون حاصل کر کے علامہ دقاق زمانہ ہوئے آپ کے وقت میں مذہب کی ریاست آپ پر منتہی ہوئی۔ ۹۵۰ھ ہجری میں قضاء قدس آپ کو دیکھی اور مدرسہ سنیہ کی درس و تدریس میں مشغول ہوئے اور آپ کا حکم جاری ہوا پھر قضاء کو چھوڑ کر قاہرہ کو گئے جہاں آپ کے والد نے آپ کو مویہ کی شیفت سپرد کی جب ۹۵۰ھ ہجری میں آپ کے والد ماجد فوت ہوئے تو آپ اپنے چچا برہان الدین کے واسطے مویہ کی شیفت خالی کر گئے قدس میں چلے آئے اور ماہ شعبان ۹۵۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ ذو القعدہ تاریخ وفات ہو۔

مصطفیٰ بن یوسف بن صالح برسوی الشہیر بن خواجہ زادہ۔ علامہ زمان۔ فسمائہ دوران۔ عالم نبیل۔ فاضل جلیل ماہر معانی و بیان۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے پہلے محمد بن ابی تلون سے پڑھتے رہے پھر خضر بیگ مدرسہ سلطانیہ واقع بروسا کی خدمت میں پہنچے اور اُن سے بہت سے علوم حاصل کیے۔ سلطان مراد خان نے بروسا کے مدرسہ اسدیہ کی تدریس آپ کے سپرد کی اور جب سلطان محمد خان بادشاہ ہوا اور علماء نے اُسکی رغبت علم کی طرف بہت دیکھی تو آپ بھی اُسکے پاس گئے اور اُس نے آپ کو اپنا معلم بنالیا اور آپ سے کتاب زنجانی پڑھی آپ نے زنجانی کی ایک عمدہ شرح تصنیف کی اور نیز کتاب تہافت الفلاسفہ اور حاشی شرح مواقف اور حاشی شرح ہدایہ الحکمۃ تصنیف کیے کہتے ہیں کہ مولیٰ عبدالرحمن بن مویہ جب جلال الدین دوانی کی خدمت میں پہنچے تو دوانی نے فرمایا کہ آپ ہمارے یہ کیا تحفہ لائے ہیں مولیٰ عبدالرحمن نے کہا کہ خواجہ زادہ یہ تحفہ الفلاسفہ لایا ہوں جب دوانی نے اُسکو مطالعہ کیا تو فرمایا کہ میرا بھی ارادہ تھا کہ اس بات میں ایک کتاب لکھوں لیکن اگر میں اس کتاب کے لکھنے سے پہلے لکھتا تو ضرور نصیحت اُٹھاتا۔ کہتے ہیں کہ مولیٰ علی طوسی جب بلاد عجم کی طرف گئے تو اُسکی علی قوشچی سے ملاقات ہوئی مولیٰ نے قوشچی سے پوچھا کہ آپ کہاں جاؤ گے اُنھوں نے کہا کہ دوم کے شہروں میں۔ مولیٰ نے کہا کہ اس حالت میں آپ کو خواجہ زادہ

کو سہ سے ضرور صلح رکھتی ہوگی جب قوشچی قسطنطنیہ میں آئے تو وہاں کے علماء نے اُنکا استقبال کیا اسوقت خواجہ زادہ قسطنطنیہ کے قاضی تھے جب قوشچی نے خواجہ زادہ سے ملاقات کی اور دریابی مدوجز سے جو کچھ دیکھا تھا اُسکا بیان کیا تو خواجہ زادہ نے مدوجز کا سبب بیان کیا پھر اس بحث کا تذکرہ شروع ہوا جو تیمور کے سامنے یہ شریف اور نقض زانی کی ہوئی تھی قوشچی نے نقض زانی کو ترجیح دی خواجہ زادہ نے کہا کہ میں نے تحقیق کیا ہے کہ حق یہ شریف کے ساتھ تھا پس جو انھوں نے لکھا تھا اُسکو قوشچی نے مطالعہ کیا پھر جب قوشچی کی ملاقات سلطان مراد خان سے ہوئی تو کہا خواجہ زادہ کی عجم میں کوئی نظیر نہیں سلطان نے کہا کہ عرب میں بھی کوئی نہیں وفات آپ کی بروسا میں ۳۹۳ھ ہجری میں ہوئی۔ مفضل اخلص تاریخ وفات ہے۔ آپ کے تلامذہ میں سے یوسف فراصوی اور یوسف کرمانی اور رکن الدین محمد الشہیر زریگر زادہ اور قطب الدین محمد بن محمد بت قاضی زادہ وغیرہم ہیں۔

عبد الرحمن بن ابی بکر بن اعینی۔ ابی محمد کنیت اور زین الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے امام فاضل محدث کامل۔ فقیہ حید۔ صاحب تصانیف عالیہ تھے جنہیں سے صحیح بخاری کی شرح تین جلد میں مشہور و معروف ہے۔ وفات آپ کی ۳۹۳ھ ہجری میں ہوئی اور علامہ جلیل المراتب تاریخ وفات ہے۔

احمد بن اسمیل بن محمد کورانی المعروف بمولی فاضل۔ شمس الدین لقب تھا۔ فقیر کوران میں جو ملک خراسان کے علاقہ اسفرائین میں واقع ہے پیدا ہوئے پہلے اپنے لک کے علماء سے پڑھتے رہے پھر قاہرہ میں تشریف لائے اور وہاں کے علماء و فضلاء سے علم فراغت وحدیث وتفسیر ونفقہ و اصول وغیرہ پڑھا اور اجازت کی سند حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ جب مولی محمد بن اوسمان المعروف بمولی یگان حجاز کے سفر سے قاہرہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اُنسے ملاقات کی اور وہ آپ کو بلا دروم کی طرف اپنے ہمراہ لگے پس جب سلطان مراد خان سے مولی یگان نے ملاقات کی تو یاد شاہ نے فرمایا کہ کچھ ہمارے لیے آپ تھے بھی لائے ہیں مولی یگان نے کہا کہ ہاں ایک شخص عالم

زین الدین عبد الرحمن بن محمد

احمد بن اسمیل

فاضل - فقیہ - محدث - باسع فی علوم اپنے ساتھ لایا ہوں بادشاہ نے کہا کہ وہ کہاں کر
 اُنھوں نے فرمایا کہ وہ دروازہ پر کھڑا ہو یا بادشاہ نے آدمی بھیج کر بلوایا آپ بادشاہ کے
 پاس آئے اور سلام کیا بادشاہ نے سلام کا جواب دیکر آپ سے کچھ دیر تک گفتگو کی
 پس اُس نے آپ کو نہایت علم و فضل میں دیکھ کر شہر بردسا میں اپنے دادا مراد خان ملائی
 کے مدرسہ پر مدرس مقرر کر دیا پھر آپ کو اپنے بیٹے محمد خان کا معلم بنایا جب سلطان
 محمد خان تخت نشین ہوا تو آپ کی اور بھی تعظیم و تکریم ہونے لگی اور منصب قضا و اقامت
 کا آپ کے تفویض ہوا۔ ششمہ ہجری میں آپ نے ایک تفسیر سیب غایت الامانی فی تفسیر
 الکلام الربانی تصنیف کی اور آسمین علامہ زبشری اور بیضاوی پر اکثر جگہ مواخذات کیے۔
 پھر ششمہ میں شہر اور نہ من صحیح بخاری کی شرح تصنیف فرمائی اور اُس کا نام الکثر الجاری
 علی رماض البخاری رکھا اور آسمین اکثر مواضع پر کرامانی اور ابن حجر پر اعتراض کیے اور لغات
 مشککہ اور مواضع التماس میں رسالہ الرواۃ کی اچھی طرح توضیح و تفسیط کی اور اجتہاد میں
 آنحضرتؐ کے فضائل اور مصنف بخاری کے مناقب بیان کیے۔ علاوہ اُس کے کتاب
 شاطیہ کی شرح جبری پر حواشی لکھے۔ آپ بڑے راستگو۔ عابد اور شب بیدار تھے۔
 یہاں تک کہ ہر روز رات کو ایک دفعہ قرآن شریف ختم کیا کرتے اور بالکل نہ سوتے تھے۔
 وفات آپ کی قسطنطنیہ میں ۱۰۳۳ھ میں ہوئی۔ مریع شرف تاریخ وفات ہی۔

صحیح

علی عربی - علامہ الدین لقب تھا۔ علوم شرعیہ و عقلیہ کے جامع اور تفسیر و حدیث
 و اصول میں بڑے ماہر تھے چنانچہ کتاب تلویح آپ کو نوک زبان یاد تھی اصل میں آپ
 حلب کے رہنے والے تھے اور دینین پیدا ہوئے اور مختلف علوم حاصل کیے پھر بردسا
 میں گئے اور اسمعیل کورانی سے مدت تک پڑھتے رہے پھر خضر بیگ بن جلال الدین رومی
 کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُس نے استفادہ کیا پھر بردسا و مغربا اور قسطنطنیہ کے
 مدارس میں مدرس مقرر رہے آخر کجالات مفتی قسطنطنیہ کے ۱۰۳۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
 علامہ مذہب تاریخ وفات ہی آپ کی کرامات بہت ہیں اور تصنیفات سے حواشی شرح
 عقائد اور حواشی مفدمات اربعہ توضیح یادگار ہیں کہ میں کہ پہلے پہل آپ نے ہی

مقدمات اربعہ توضیح بر حاشی لکھے پھر مولیٰ المصلح الدین مصطفیٰ قططانی نے انکا حاشیہ کیا اور بعض جگہ علی غریبی کی تردید کی پھر حسن ساسونی اور مولیٰ ابن خلیب اور مولیٰ ابن حاج حسن نے یکے بعد دیگرے حاشی لکھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے مصطفیٰ بن خلیل والد صاحب شقائق اور عبد الحکیم علی قططونی وغیرہ ہیں۔

حافظ غیاث ہروی۔ اپنے زمانہ کے قدوہ ارباب علم و عرفان اور عمدہ محدثین تھے امام سلطنت خاقان منصور میں سالہا سال ہرات میں افادہ عوام میں مصروف رہ کر ششہ ہجری میں فوت ہوئے اور مزار شیخ بہاؤ الدین عمر میں مدفون ہوئے۔ محدث قطب الزمانہ تاریخ وفات ہے۔

عبد الرحمن بن احمد بن محمد المعروف بنوہ الدین جامی۔ شہر جام میں ۷۳۷ شعبان ششمہ کو پیدا ہوئے نسب آپ کا امام محمد رحم سے ملتا ہے آپ کے والد ماجد شارح علم و شہرت میں سے تھے جو اپنا وطن اصلی شہر صفہان چھوڑ کر جام میں آئے تھے اور وہاں سے جب ہرات میں آکر مدرسہ نظامیہ میں مقیم ہوئے تو اس وقت بنوہ الدین جامی مولانا جندہ الاصولی کے درس میں حاضر ہوئے جنسے اسوقت طلباء خرج مفتاح پڑھ رہے تھے آپ اسوقت اگرچہ بہت خود سال تھے مگر طلباء کے سبق کو بخوبی سمجھتے تھے۔ پھر خواجہ علی سمرقندی تلمیذ ید شریف اور مولانا شہاب الدین محمد تلمیذ آفتاب زانی کے درس میں حاضر ہو کر استفادہ کیا اور معقول و منقول میں کمال کو پہنچے پھر سمرقند میں جا کر قاضی موسیٰ رومی شارح مختصر الملیئہ کے درس میں حاضر ہوئے اور پہلی ہی ملاقات میں قاضی رومی سے مباہلہ کر اور غالب رہے چنانچہ مولانا نفع المستر تبریزی جو سلطان النعمان کی بکھری کے صدر الصدور تھے نقل کرتے ہیں کہ قاضی رومی مولانا جامی کی اکثر تحریفات کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب سے سمرقند آباد ہوا ہے اس میں کوئی شخص طبع مختص مثل مولانا جامی کے نہیں آیا مولانا ابو یوسف سمرقندی تلمیذ قاضی رومی کہتے ہیں کہ جب مولانا جامی سمرقند میں آئے اور ہمارے استاد قاضی رومی کے ساتھ تذکرہ کی شرح کرنے میں مشغول ہوئے تو اکثر قاضی رومی سے مباحثہ کرنے

خاندان بکھری

مولانا جامی

اور انکی تعلیقات شرح تذکرہ بر اعتراض کرتے اسبر قاضی رومی بوجہ آپکے قول کے سمین
اصلاح کر دیتے علاوہ اسکے قاضی رومی نے اپنی شرح مفہوم ہیئت کی بھی مولانا جاسی کو دکھائی
جسمین انھوں نے تقرقات کیے جبکی طرف قاضی رومی کا ذہن نہیں دوڑا تھا جب آپ
ہرات میں تھے تو ایک دن ملا علی قوشچی شایع تجرید سے آپ کا مباحثہ ہوا اور آپ غالب
رہے قوشچی نے اپنے طلباء کو کہا کہ من جانتا ہوں کہ اس عالم میں نفس قدسی موجود ہے۔
جب آپ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہوئے تو آپ کو خواب میں بعض اکابر دکھائی دیے
جو کہتے تھے کہ آپ کوئی ایسا دوست پکڑیں جو آپ کو علوم باطن کی ہدایت کرے جب آپ
خواب سے بیدار ہوئے تو نہایت متاثر ہوئے اور سمرقند سے خراسان میں جا کر خواجہ علیہ السلام
نفس بند کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکثر مشائخ عظام سے ملاقات کی پس جس طرح کہ
آپ علوم ظاہری میں عالم فاضل تھے ویسی ہی صوفی و دلی کامل ہوئے۔ شہسبجری میں
جج کیا اور دمشق و حلب وغیرہ بلاد شام میں پھرے جہاں کے علماء و فضلا نے آپ کی
بڑی تعظیم و تکریم کی آخر ہرات میں جمعہ کے روز ۱۸۔ محرم ۹۰۰ ہجری میں اس دار فانی سے
استغفار فرمایا۔ قندیل قدرت تاریخ وفات ہو۔ تصانیف بھی آپ نے بخوبی سی مدت میں
بہت کیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔ فتاویٰ الانس۔ قواعد ضیاء شرح کافیہ تفسیر ما آت
فارہون نقد النصوص۔ اشعۃ الکلمات۔ شواہد النبوة۔ شرح نصوص الحکم۔ شرح آیات
ابن الفارض شرح حدیث ابی زین عقیلی۔ شرح آیات خسرو ہلوی۔ شرح کلمات خواجہ
محمد یار سا شرح رباعیات اللوح۔ شرح بیاتی الفتوی الرومی۔ مناقب مولانا رومی
فتویٰ مناقب خواجہ علیہ السلام انصاری۔ رسالہ در باب طریقہ سادات نقشبندیہ رسالہ
در باب وجود رسالہ در باب تحقیق مذہب صوفیہ۔ رسالہ در باب مناسک حج۔ رسالہ در بیان
کلمہ لا الہ الا اللہ رسالہ در باب کافیہ۔ رسالہ در باب عروض۔ رسالہ در باب باب سبغی تحفہ الامراء
منظوم قطعہ یوسف زلیخا منظوم۔ دیوان وغیرہ۔

قاضی شہیر بہ قاضی زادہ رومی علوم شرعیہ و عقلیہ میں معرفت تامہ رکھتے تھے
اور بڑے ذکی طبع علم دوست تھے۔ علوم اپنے باپ فاضل قطرانی شاگرد خضر برکات سے

قاضی شہیر بہ

حاصل کیے اور فضیلت و کمالیت کو پہنچے۔ سلطان محمد خان بن مراد خان نے آٹھ مدارس
 میں سے آپ کو ایک کا مدرس مقرر کیا پھر قاضی ہوئے لیکن کچھ مدت بعد استعفیٰ ہو گئے۔
 سلطان بایزید خان بن محمد خان نے اپنے عہد میں پھر آپ کو شہر بروسا کا قاضی مقرر کیا اور
 قضاء کی حالت میں ۳۰ ماہ رمضان ۸۹۹ھ کو وفات پائی۔ کتاے بے ہمتا تاریخ وفات ہے۔
 خلیل بن قاسم بن حاجی صفا۔ آپ کا جد اعلیٰ عجم سے فقہ جنگیز خان میں پھاگ کر
 روم میں آیا تھا جو نزاع طعمونی میں آکر ٹھہرا بڑا صاحب کرامات اور استیجاب الدعوات تھا
 یہاں اُسکے یہاں ایک لڑکا محمود نام پیدا ہوا جسکو عربی اور فہاست میں کسب قدر پایا تھا
 حاصل ہوئی اسکا چھانام ایک لڑکا پیدا ہوا جو فقہ و عربی میں عارف و ماہر ہوا اُسکے یہاں
 حاجی صفانام بیٹا ہوا جو بڑا فقیہ عابد صالح تھا اُسکے یہاں ایک لڑکا قاسم نام پیدا ہوا جو
 علین جوانی میں بحالت طالب علمی خلیل نام لڑکا چھوڑ کر مر گیا پس آپ اپنے خلیل پہلے اپنے
 ملک میں سبانی علوم کے پڑھتے رہے پھر اور نہ میں گئے اور وہاں مولیٰ خضر اور خوالدین
 عجمی سے بڑھا پھر شہر بردسا میں یوسف بن شمس الدین محمد نزاری مدرس بردسا کی
 خدمت میں جا کر استفادہ کیا پھر محمد بن ادمغان کی خدمت میں مشرف ہوئے اور اُسے
 فضیلت و کمالیت کی دستار باندھی اور فقہ۔ حدیث۔ اصول۔ تفسیر۔ علم بلاغت وغیرہ
 میں عارف کامل اور عالم فاضل ہوئے۔ اور علاوہ فقہائے علمی کے بڑے فاضل شرع
 پر نیز گارد مابہ تھے۔ کئی جگہ مدرس رہے اور خیر الدین لقب رکھتے تھے وفات تک
 مقام کرة النخاس میں ۸۹۹ھ میں ہوئی۔

میں بن جہا

حمزہ قوامی۔ نور الدین لقب تھا اپنے ملک کے علما و فضلاء سے علوم اصولیہ و
 فروعیہ پڑھ کر بہا تک فضیلت حاصل کی کہ عالم اجل اور فاضل اکمل۔ مرجع انام ہوئے
 اور تدریس و افتاء میں اپنی عمر صرف کی تفسیر بیضاوی پر تفسیر التفسیر کے نام سے اپنے
 عمدہ و اخی تصنیف کیے جو مقبول انام ہوئے اور ۸۹۹ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔
 کاشف السرائر تاریخ وفات ہے۔

حدیثہ شریفہ

تفسیر

قاضی نظام الدین بن مولانا حاجی محمد فراہی۔ آپ زہد تقویٰ اور مدرس

دفتوری میں اپنے زمانہ کے اکثر علما سے فائز تھے مدت مدید تک مدرسہ اخلاصیہ اور مدرسہ عباسیہ ہرات میں درس و تدریس میں مشغول رہے اخیر کو خاقان منصور نے آپ کو ہرات کا قاضی بنایا اور آپ نے فیصل قضا با اور فیصل مہمات شرعیہ میں الباطنیہ اجتہاد کا سرخی رکھا کہ قصہ امانت و دیانت قاضی شریح کا دو گون کے دلون سے مجھلا دیا۔ وفات آپ کی اہ محرم سنہ ہجری میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد بھی اعظم نقباء تھے۔

میرزا ابو القاسم باہر سے تھے۔

لطف اللہ توفیقی رومی الشہیر مولیٰ الطفی۔ عالم فاضل جامع معقول و منقول تھے۔ علوم دینیہ سخنان پاشا اور علوم ریاضی خوشی سے حاصل کیے جب بلاد روم میں داخل ہوئے تو زمانہ سلطان بایزید خان میں آپ کو مدرسہ مراد خان کا جوہر و سامین واقع ہو گیا پھر شہر اردن میں مدرسہ دارالحدیث پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے آپ سے احمد بن سلیمان رومی معروف باین کمال پادشا نے پڑھا اخیر کو آپ پر سبب آپ کی فضیلت اور اطال لسانی کے آپ کے اقزان و معاصرین نے حمد کیا اور آپ کو اتحاد اور زندقہ کی نسبت دی بیان تک کہ مولیٰ خطیب نے آپ کے قتل کی اباحت دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ سنہ ۸۰۰ میں قتل کیے گئے۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کے حاشیہ شرح مطالع اور شرح مفتاح پر روشنی بادگار میں۔ علاوہ ان کے ایک رسالہ سبب سبع الشہاد لکھا جو سات سول سید شریف پر مبنی ہو۔

یوسف بن حسین کرمانی۔ بڑے جامع بدعت۔ محمود السیرۃ تھے۔ علم مولے

خواجہ زادہ وغیرہ سے بڑھا اور قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کے قاضی بنے۔ حاشیہ شرح تلخیص مطول اور حاشیہ شرح وقایہ اور ایک کتاب مختصر جدول میں وجیز نام سے تصنیف کی اور سنہ ۸۰۰ میں وفات پائی۔

عبد الکحیم رومی۔ بڑے عالم فاضل تھے۔ علم طوسی اور سخنان پاشا سے پڑھا اور آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے کتاب تلویح پر روشنی لکھے اور تقریباً سنہ ہجری میں سلطان بایزید خان کے عہد میں وفات پائی۔

عبد الکحیم رومی۔ بڑے عالم فاضل تھے۔ علم طوسی اور سخنان پاشا سے پڑھا اور آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے کتاب تلویح پر روشنی لکھے اور تقریباً سنہ ہجری میں سلطان بایزید خان کے عہد میں وفات پائی۔

ابن

عبد اللطیف بن عبد العزیز بن امین الدین بن فرشتہ المعروف بابن ملک پر مشہور و معروف مقبول خاص و عام اور بہت سے علوم فقہ و حدیث وغیرہ کے حافظ تھے اور دقائق و غوامض علوم کے حل کرنے میں ماہر کامل تھے۔ تصانیف بھی بہت اور مفید مگر غنیمت سے حدیث میں کتاب مبارق اللہ ماہر شرح مشارق الانوار اور اصول فقہ میں شرح منار اور فقہ میں کتاب مجمع البحرین اور کتاب وقایہ کی تشریح بہت مشہور و معروف ہیں۔ کہتے ہیں کہ وفایہ کی جو شرح آپ نے تصنیف کی تھی تو وہ قبل از مشہور ہونے کے کم ہو گئی تھی پس آپ کے خلف الصدق محمد نے آپ کے مسودات سے مع بعض الحاشیات کے از سر نو اسکو جمع کیا۔ علاوہ اُنکے آپ نے ایک نہایت لطیف رسالہ علم نقوف میں بھی تصنیف کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو علم نقوف میں بھی بڑے دستگاہ تھی۔ آپ ابن ملک سے سیلے اپنے آپ کو لکھتے تھے کہ آپ کے جد اعلیٰ کا نام فرشتہ تھا جسکا ترجمہ عربی میں ملک ہوتا ہے۔

مدنی

موسوی یا شاہن محمد بن محمود رومی۔ بڑے عالم فاضل جامع علوم و فنون اور ماہر ریاضی تھے پہلے بعض علوم اپنے شہر کے علماء سے حاصل کیے پھر بلاد عجم کی طرف جانے کا قصد کیا لیکن اس ارادہ کو اپنے اقارب سے پوشیدہ رکھا آپ کی ہمیشہ بڑی عقیدہ تھی اُسے آپ کا یہ ارادہ معلوم کر کے آپ کی کتابوں میں اپنا کچھ زیور رکھ دیا تاکہ آپ مسافرت میں تنگ نہ ہوں پس آپ عجم میں آئے اور خراسان کے مشائخ سے بڑھا بھر مادر النہر میں گئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا یہاں تک کہ آپ کے فضائل مشہور ہوئے اور دور و درمک آپ کی کمالیت کا شہرہ ہوا اور قاضی زادہ رومی سے ملقب ہوئے پھر سمرقند کے امیر اعظم النعمان بیگ بن شاہ رخ بن امیر تیمور کی خدمت میں پہونچے اور اُسے آپ سے بعض علوم پڑھے چونکہ اسکو علم ریاضی کا بڑا شوق تھا اسلئے اُسے بہ نسبت اور علوم کے ریاضی کی بہت کتابیں آپ سے پڑھیں۔ قاضی زادہ نے علم ریاضی میں بڑا تو غل پیدا کیا یہاں تک کہ اپنے اقران سے کہا بلکہ نقادین سے بھی بڑا گئے سلسلہ میں کتاب چینی کی جو علم ہیئت میں ہے اور ششمہ بحرانی میں کتاب اشکال الناسیس

کی جو ہندو میں ہو شرح تصنیف فرمائی۔ کہتے ہیں کہ آپ نے سید شریف سے بھی کچھ پڑھا تھا مگر آپس میں موافقت حاصل نہ ہوئی اسلئے آپ نے اُسے پڑھنا چھوڑ دیا تھا جس سے سید شریف تو آپ کے حق میں یہ کہتے تھے کہ آپ کی طبع پر ریاضی غالب آگئی ہو اور آپ سید شریف کی نسبت یہ کہتے تھے کہ وہ علم ریاضی کو نہیں پڑھا سکتے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے سید شریف کی کتاب شرح مطالع کا مطالعہ کیا اور بہت جگہ اُس میں تردید کی۔ کہتے ہیں کہ سمرقند میں ایک مدرسہ مربع بنا ہوا تھا جس میں بہت سے تجربے بنے ہوئے تھے جہاں ہر ایک جگہ درس ہو جاتا تھا اور اُس کے لیے بہت سے اُستاد مقرر تھے اور آپ تمام مدرسوں کے رئیس اور میڈ تھے۔

حسن پاشا بن علاء الدین علی الاسود المشہر بقرہ خواجہ بن عمرو۔ علوم اپنے باپ متوفی مشہور سے پڑھے پھر مولی جمال الدین محمد اقسری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُسے تلمذ کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مولی جمال الدین نے طالب علموں کے حجرہ میں پوشیدہ نظر کی اور دیکھا کہ آپ تکیہ لگا کر کتاب کو دیکھ رہے ہیں اور شمس الدین مجذبی زانو ٹیک کر کتب کا مطالعہ کر رہے اور انہیں حواشی لکھ رہے ہیں پس اٹھوٹھوں نے اُس وقت کہا کہ حسن پاشا درجہ فضیلت کو نہیں پہنچا اور شمس الدین درجہ علیا اور کمال کو فائز ہو گا پس اخیر کو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ آپ نے نحو میں افتلح شرح مصباح اور صرف میں شہرہ مراجع الارواح تصنیف کی۔

شرف الدین بن کمال قرہی۔ بڑے عالم فاضل جامع فروع و اصول تھے پہلے اپنے شہر کے علماء سے علوم پڑھتے رہے جب مولی حافظ الدین محمد صاحب فتاویٰ بزاز یہ شہر قریم میں تشریف لے گئے تو پھر آپ نے اُسے تکمیل کر کے حاشیہ بحر میں سند حاصل کی پھر درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ کیسے قدرت کے بعد روم میں آئے اور سلطان مراد خان نے آپ کی بڑی عزت کی اور اخیر عمر تک یہاں ہی رہے۔

فتح اللہ شیرازی اپنے علوم عقلی و نقلی تو سید شریف اور علوم ریاضی قاضی زادہ موسیٰ رومی سے سمرقند میں پڑھے پھر بلاد روم میں آئے اور شہر قطمون میں توطن اختیار کیا اور اُس جگہ اوائل سلطنت سلطان محمد خان میں وفات پائی اور اپنی تصنیفات سے

کتاب

علاء الدین بن حسن

فتح اللہ شیرازی

شرح مواقف کی بحث الہیات پر ایک حاشیہ اور قاضی زادہ رومی کی شرح جمہینی پر تعلیقات یادگار جھوڑی۔

محمد بن اومنان رومی الشہیر بمولی گمان شمس الدین لقب تھا بڑے عالم فاضل فقیہ متبحر تھے۔ علوم قاضی شمس الدین محمد بن حمزہ بخاری سے بڑھے اور آپ سے آپ کے دونوں بیٹوں محمد شاہ و یوسف بانی اور خضر بیگ بن جلال الدین اور تاج الدین ابراہیم والد خطیب زادہ وغیرہ نے علم حاصل کیا۔ پہلے بروسا میں مدرس مقرر ہوئے پھر ریاست درس و تدریس کی آپ کی طرف منتہی ہوئی۔ جب قاضی محمد بن حمزہ بخاری فوت ہوئے تو آپ کو قضاء کا عہدہ دیا گیا اور مدت تک مقبول خاص و عام رہ کر زندگی سہری بھر کرین شریفین کو گئے اور جب واپس آئے تو مناصب مذکورہ بالا میں سے کبھی کو اپنے ذمہ لیا اور شہر ازریق میں عہد سلطان محمد خان بن مراد خان میں جو ششہ میں تخت نشین ہوا فوت ہوئے۔ آپ کا بیٹا محمد شاہ بروسا میں مدرسہ سلطانیہ کا مدرس ہوا پھر وہاں کا قاضی بنا اور وہیں مر گیا۔ اور دوسرا بیٹا یوسف بانی بھی بروسا کا مدرس بنا اور وہیں فوت ہوا جسے تلویح پر حواشی بھی لکھے۔

محمد بن آبا تلوغ۔ جامع فروع و اصول اور ضابطہ دقائق معقول و منقول اور ماہر مختلف علوم تھے اکثر علوم مولی گمان سے اخذ کیے اور مجمع البحرین کی ایک بڑی شرح تصنیف کی اور اسمین اکثر شرح ہدایہ پر جو مبن کین۔

فخر الدین العجم۔ سید شریف کے شاگردوں میں سے بڑے عالم متبحر۔ معقول و منقول کے ابرز تھے۔ کرامت۔ ادب کلام۔ حکمت میں آپ کو مشارکت تامہ حاصل تھی۔ ششہ میں عہد سلطان محمد خان میں روم میں آئے اور سلطان مراد خان بن محمد خان کے عہد میں مفتی مقرر ہوئے اور شہر اور نہ میں وفات پائی۔ سلطان محمد کے لیے ایک کتاب مشتمل الاحکام تصنیف کی لیکن صاحب کشف الغلظون کہتے ہیں کہ اس کو مولی برکلی نے منجملہ کتب متداولہ و اہیہ غیر معتبرہ کے شمار کیا ہے۔

احمد بن ابراہیم بن محمد بن عمر بن احمد بن حبیب اللہ عقیلی طبعی المعروف بابن عیلم

اپنے وقت کے فقہ محدث اور عالم تھے۔ مدت تک حلب کے قاضی رہے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ میں نے سید محمد بن آپ سے حلب میں ملاقات کی اور حدیث کو عیسائی کیا الیاس بن ابی ابراہیم۔ بڑے عالم فاضل۔ تیز صبیح۔ نہایت ذکی۔ نرم دل۔ افشاں شاعر اور متعدد علوم غولی و مقول میں ماہر باہر تھے۔ سر بیع الکتابہ اس درجہ کے تھے کہ مختصر فارسی ایک دن اور سید شریفین کے حواشی شرح شمسید ایک رات میں لکھ لیا کرتے تھے۔ سلطان مراد خان کے عہد میں شہر بردسا کے مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ وفات پائی۔ امام اعظم ح کی فقہ الکبریٰ بہت عمدہ شرح تصنیف کی۔

حسین بن حامد تبریزی۔ حسان الدین لقب تھا شہر تبریز کے جواذریحان کے شہر دین میں سے ایک شہر آذربائیجان کے ولے تھے بڑے صالح و متدین تھے ہر وقت عبادت اور علم میں مصروف رہتے تھے مینمارکت میں مطالعہ کین اور انکو صحیح کی مسلمان محمد خان نے آٹھ مدارس میں سے ایک مدرسہ کا آپ کو مدرس کیا کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ جہاد کے لیے سہراہی علما قسطنطنیہ سے نکلے اور نقارے آپ کے پیچھے پیچھے جاتے تھے کسی عالم نے آپ سے پوچھا کہ مومنوں کو جو آیت یا ایہا الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ میں ایمان لانے کا حکم ہوا ہو اسکی کیا حکمت ہو یہ سوال سن کر بادشاہ نے بھی آپ سے کہا کہ آپ اسکی وجہ بیان کریں آپ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب بنقارے دے رہے ہیں بادشاہ نے کہا کہ وہ کیا ہو آپ نے فرمایا کہ وہ دم کا آواز ہو جبکہ مراد یہ ہو کہ اسے ایمان والو دو مواعلی الامیان لینے ہمیشہ رہو ایمان پر بادشاہ نے اس جواب کو پسند کیا۔ صاحب شقائق کا قول ہو کہ آپ ام ولد کے نام سے اسلئے مشہور تھے کہ آپ نے مولیٰ فخر الدین عجمی کی ام ولد سے نکاح کیا تھا۔

محمد بن محمد بن قاضی زادہ۔ قطب الدین لقب تھا۔ علم خواجہ زادہ اور اپنے نانا علی قوشچی سے پڑھا اور خواجہ زادہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور بروسل کے مدرس ہوئے اور جوانی کی حالت میں فوت ہوئے۔ کئی ایک رسالے تصنیف کیے مگر موت نے انکو کامل کرنے کی اجازت نہ دی۔

ابن حجر

ابن حجر

محمد بن محمد بن قاضی زادہ

عبدالاول بن حسین

مولیٰ احمدی

نعمانیہ

صلاح الدین بن

عبدالاول بن حسین بن حامد تبریزی الشہر بابن ام ولد تبریزی۔ چونکہ آپ کے باپ نے مولیٰ فخر الدین عجمی کی ام ولد سے نکاح کیا تھا جسکے بطن سے آپ پیدا ہوئے اسلئے ابن ام ولد سے آپ مشہور ہوئے۔ تمام علوم و فنون میں آپ کو شرکت حاصل حاصل تھی خصوصاً علم حدیث و فقہ میں تو مہارت تامہ اور ید طولی رکھتے تھے۔ علم اپنے باپ اور خسرو سے پڑھا اور اخیر کو اپنے اُستاد خسرو کی بیٹی سے نکاح کیا اور اکثر شہروں کے قاضی ہوئے پھر گوشہ نشین ہو کر اپنی سکونت قسطنطنیہ میں اختیار کی اسوقت آپ سو برس کی عمر کے تھے اور پچیس فوت ہوئے کافیہ کی شرح رضی پر حاشی تصنیف کیے۔ مولیٰ احمدی کرمانی مولف سکندر نامہ۔ اصل میں آپ ولایت کرمان کے رہنے والے تھے پہلے اپنے شہر کے علما و فضلاء سے پڑھا پھر قاہرہ میں تشریف لائے اور وہاں علم تحصیل کیا کہتے ہیں کہ آپ ایک دن معہ مولیٰ فناری متوفی شمسہ جمہری اور حاج پاشا کے مشائخ صوفیہ میں سے ایک صوفی کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ اسے احمدی تم اپنی عمر شعر اشعار میں ضائع کرو گے اور حاج پاشا طب میں عمر ضائع کرینگے اور مولیٰ فناری عالم ربانی ہونگے پس اخیر کو ایسا ہی ہوا کہ کچھ ہی دنوں میں آپ نے اپنے ملک میں معادرت کی تو کرمان کے امیر کی جبکہ شعر و سخن کا بڑا شوق تھا صحبت اختیار کی پھر میر سلیمان بن بایزید خان کے مصاحب ہوئے اور اسکے لیے ایک کتاب سہمی بہ سکندر نامہ اور اکثر اشعار و قصائد تصنیف کیے۔

یعقوب اصغر قرمانی۔ بڑے عالم فاضل۔ حافظ مسائل۔ متشیع۔ طب نفس تھے۔ علم محمد بن حمزہ فناری سے پڑھا اور آپ سے خیر الدین خلیل بن قاسم نے پڑھا مناسک حج میں ایک کتاب تصنیف کی اور نیز ایک رسالہ دربارہ وقع لغراض ماہین قولہ قلے انما لتصرسلنا اور یقولون البینین بغیر حق کے تصنیف کیا۔

صلاح الدین رومی۔ عالم باعمل۔ فاضل صالح تھے۔ سلطان محمد نے آپ کو اپنے بیٹے بایزید خان کا معلم بنایا۔ جس نے آپ سے شرح عقائد اور مولانا زادہ کی شرح ہمایہ الکتبہ پڑھیں اور آپ نے اسکے لیے اُتبر خواشی لکھے جو دونوں مقبول خاص

و عام ہوئے پھر آپ کو بروسا میں مدرسہ سلطانیہ کا مدرس بنایا گیا اور وہیں فوت ہوئے۔
محمد بن مسطفیٰ بن زکریا خواجہ حسن ترکی - فخر الدین لقب تھا - شیخ فاضل - ادیب
بے بدل - نظم و انشاء میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے - مختصر قد و رمیٰ کو عمدہ نظم میں منظوم کیا
اور ایک قصیدہ ترکی میں نہایت عمدہ تصنیف فرمایا -

اور ایک سنیہ بری میں ہدایت پر ایک سنیہ سرایا
مصطفیٰ بن حسام الدین الشہر بہ حسام زادہ - علوم ادبیہ و عقلیہ اور نقلیہ کے
ماہر اور فقہ و احادیث اور تفسیر کے سارے تھے پہلے مدرسہ بروسا کے مدرس مقرر ہو کر
بھر مفتی بنے یہاں تک کہ وفات پائی تلوک اور شرح وقایہ پر جو اشی لکھے اور اشاہ بن
ایک کتاب تصنیف کی۔

محمد بن میناس الشہرہ: ابن میناس رومی - بڑے فقیہ - متکلم - اصولی - علوم غرائب کے عارف تھے مدت تک شہر اور زمین مدرس رہے - شرح عقائد شفی کے حاشی لکھے اور ایک کتاب عجائب وغرائب طلسمات وغیرہ میں تصنیف کی -

محی الدین الشیراز بن مغینا۔ عالم بے نظیر۔ فقیہ متبحر تھے۔ علم مولیٰ خسرو محمد بن فراموز سے حاصل کیا۔ قسطنطنیہ میں وزیر محمود باثانے جو مدرسہ بنایا تھا اس میں سلطان محمد خان نے آپ کو مدرس بنا دیا پھر آپ کو وہاں کا قاضی مقرر کیا۔

احمد بن محمد یا محمد بن احمد المعروف بہ محی الدین عجمی - عالم کامل - فقیہ فاضل
تھے علوم مولیٰ خسرو محمد بن فراموز وغیرہ علماء و فضلا سے پڑھے پہلے آٹھ مدارس
میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر شہر اور ند کے فاضی ہوئے اور اسی جگہ فوت
ہوئے شرح فرائض سر اجیہ پر حواشی لکھے اور شرح وقایہ میں جو باب الشہید ہے
اس پر ایک رسالہ تصنیف کیا۔

الیاس بن یحییٰ بن حمزہ رومی - عالم فاضل - جامع معقول و منقول و متقی تھے فقہ صاحب فصل الخطاب محمد بن محمد حافظی بخاری المعروف بخواجه بارسا وغیرہ سے بڑھی یہاں تک کہ متعدد علوم میں ماہر کامل ہوئے اور ملادروم کی طرف تشریف لے گئے وہاں سلطان مراد خان نے آپ کی بڑی عزت کی اور آپ کو مدرس مقرر کیا اور اسی جگہ فوت ہوئے

حدیقہ دہم

دسویں صدی کے فقہاء و علما کے حالات میں

ابن خلیب

مولی محمد بن ابراہیم بن خلیب الشہیر بخلیب زادہ - محی الدین لقب تھا۔ فقیہ فاضل عالم بقرہ طلیق اللسان جبری القلب۔ صاحب نجاد و فصیح عند المباحثہ تھے علوم اپنے باب تاج الدین ابراہیم بن خلیب بھر علاء الدین طوسی اور خضر بگ وغیرہ سے پڑھے اور قسطلانیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان محمد خان نے آپ کو اپنا معلم بنایا صدر الشریعہ کے اوائل شرح وقایہ اور اوائل شرح مواقف اور مقدمات اربعہ اور شرح مختصر بن حاجب کے اوائل حاشیہ سبداور کثائن کے حاشیہ سید پر آپ نے حواشی تصنیف کئے اور ایک رسالہ فضائل جہاد اور ایک رسالہ بحث رویت و کلام میں تصنیف کیا اور آپ سے احمد بن سلیمان بن کمال پاشا اور محی الدین جلیبی بن علی بن یوسف فزاری اور عبد اللہ بن بن مختار وغیرہم نے تفقہ کیا۔ وفات آپ کی سلسلہ ہجری میں ہوئی۔ امام حسن گنگوہی تاریخ وفات ہو۔

مولا نامحمد بن مولانا شرف الدین محمد عثمان شمس الدین لقب تھا اور ملا زادہ

مولانا محمد بن مولانا شرف الدین محمد عثمان شمس الدین لقب تھا اور ملا زادہ عثمان سے مشہور تھے تمام اقسام کے علوم معقول و منقول میں سرآمد علماء ماوراء النہر بلکہ مقتداے فضلائے عصر تھے خاقان منصور کے عہد میں سمرقند سے بارادہ حج ہرات میں وارد ہوئے اور منظور نظر خاقان منصور کے ہو کر حج کو تشریف لے گئے اور زیارت حرمین شریفین سے مراجعت فرما کر ہرات میں سکونت اختیار کی اور کئی سال تک مدرسہ سلطانیہ اور مدرسہ خلاصیہ میں نشر فوائد علمیہ اور درس مسائل دینیہ میں مشغول رہے باوجود کمال علم اور کبر سن اور نوزدہد و تقویٰ کے موصوف بہ تواضع تھے اور ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۰ میں وفات پائی۔ رہبر صلاح اندیش تاریخ وفات ہو۔

مولی مصطفیٰ قطلانی۔ مصلح الدین لقب تھا جملہ علوم میں ماہر تھے جبکہ مولانا خضر بگ وغیرہم سے پڑھا۔ جب سلطان محمد خان نے آٹھ مدارس بنائے تو ایک قطلانی

مولی مصطفیٰ قطلانی۔ مصلح الدین لقب تھا جملہ علوم میں ماہر تھے جبکہ مولانا خضر بگ وغیرہم سے پڑھا۔ جب سلطان محمد خان نے آٹھ مدارس بنائے تو ایک

میں آپ کو مدرس کیا۔ مولیٰ لطفی کہتے ہیں کہ جن دنوں مولیٰ سان باشا سے میں طالب علمی کرتا تھا ان دنوں ایک وزیر تھا جسکی یہ عادت تھی کہ رات کو علما و فضلا کو مجتمع کیا کرتا اور ایک مجلس آراستہ کر کے انکو غذا لطف و پاکیزہ کھلاتا ایک رات کا ذکر ہے کہ مولیٰ مصلح الدین قطلانی اور خواجہ زادہ و خطیب زادہ بھی وہاں حاضر تھے اور میں اپنے ایک دوست کے پاس بیٹھا ہوا اس سے آہستہ آہستہ باتیں کر رہا تھا کہ قانون میں میں نے یہ بیان کیا کہ نین ایک دفعہ ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ جگہ خون کا پسینا آیا اور اس سے میرے پار جات رنگین ہو گئے میری بات سن کر وہ ہنس پڑا جس سے دیگر علما نے متنبہ ہو کر ہنسنے کا سبب پوچھا اسنے کہا کہ مولیٰ لطفی ایسا ایسا کہتا ہے اس بات کو سنکر وہ بھی ہنس پڑے۔ مولیٰ قطلانی نے کہا کہ تم کیون ہنستے ہو یہ بھی ایک مرض ہے اور میں نے اسکو شیخ ابن سینا کے قانون کی فلاں فصل میں پڑھا ہے اس پر خواجہ زادہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے تمام قانون پڑھا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں بلکہ شیخ کی تمام مصنفات میں نے پڑھی ہیں پھر آپ نے خواجہ زادہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے تمام شفا پڑھی ہے خواجہ زادہ نے کہا کہ نہیں صرف ضروری ضروری مقام اسکے میں نے مطالعہ کیے ہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ میں نے سات مرتبہ شفا کو مطالعہ کیا ہے علما اس بات کو سن کر آپ کے احاطہ جمیع علوم سے بڑے متعجب ہوئے۔ آپ نے تفنّارانی کی شرح عقائد اور ان مقدمات اربعہ پر جو توضیح میں میں حواشی تصنیف کیے اور سلفہ میں وفات پائی۔ علامہ بزرگ کشور تاریخ وفات ہے۔

مولانا سہار الدین

مولانا سہار الدین جامع علوم عقلیہ و نقلیہ۔ واقف فنون رسمہ و ظاہر یہ صاحب تقویٰ و ورع و تقاضا تھے۔ علوم مولانا سہار الدین سے جو میر سید شریف جرجانی کے شاگردوں میں سے تھے۔ چل کے پہلے آپ سلطان میں رہا کرتے تھے مگر بسبب بعض قائل کے جو وہاں روداد ہوئے وہاں سے تنہا ٹھکانہ دہلی میں آئے اور یہیں توطن اختیار کیا۔ اخیر عمر میں بسبب کبرسنی کے آپ کی بصارت زائل ہو گئی بغیر علاج کے خدا تعالیٰ نے آپ کو پھر بصارت دیدی آپ نے شیخ فخر الدین عراقی کی لمعات پر اس تحقیق سے حواشی لکھے جو اسکے معانی کے حل کو وافی و کافی ہیں اور نیز ایک رسالہ مسمیٰ بہ مفتاح الاسرار تصنیف فرمایا

وفات آپ کی - ۱۰ جمادی الاول ۸۹۹ھ میں ہوئی اور مقبرہ آپ کا حوض شمسی پر واقع ہے۔
جہاں آپ کی اولاد و احفاد میں سے ایک گروہ مدفون ہے۔

محمد بن ابراہیم بن حسین نکساری رومی - محی الدین لقب تھا علوم شرعیہ و فنون عقلیہ کے عالم فاضل اور قرآن شریف کے مجمع روایات حافظ تھے - علم حام الدین تو فانی اور یوسف بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری اور محمد بن اومنان وغیرہم سے پڑھا اور شہر قسطنطنیہ میں مدرسہ اسماعیلیہ کے مدرس مقرر ہوئے - تفسیر سورہ دخان کی تالیف کر کے سلطان بایزید خان کے پاس بطور ہدیہ کے بھیجی اور صاحب شقائق نے اس تفسیر کی نسبت کہا کہ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مصنف اسکا علم تفسیر میں آیت کبریٰ کی علاوہ اس کے شرح و قایہ اور تفسیر مضیاد پر حواشی لکھ قسطنطنیہ میں ۸۹۹ھ ہجری میں دفات پائی - عالم مشہور و ہر تاریخ وفات ہے۔

علی بن یوسف بالی بن شمس الدین محمد فناری - شہر بروسا میں پیدا ہوئے اور اراکین میں تحصیل علم کے شغل میں مشغول ہوئے اور غفوان شباب میں بلا دھم کی طرح کوچ کیا اور ہرات و بخارا و سمرقند کے علماء فضلاء سے پڑھا یہاں تک کہ تمام علوم میں فوقیت و کمالیت حاصل کی اور علم کلام - اصول - فقہ - بلاغت - ریاضی وغیرہ میں اعلیٰ درجہ کے ماہر متبحر ہوئے بعد ازاں بلا دردم میں داخل سلطنت محمد خان میں واپس آئے اور سلطان کی طرف سے بروسا کے مدرس مقرر ہوئے پھر کچھ مدت بعد وہاں کی قضاء آپ کو دی گئی - تدریس کا ڈھنگ آپ کو نہایت عمدہ یاد تھا چنانچہ صاحب شقائق نے مامون عبدالعزیز بن یوسف حمینی مشہور - عابد حلبی سے حکایت کرتے ہیں کہ میں نے اسے مطول پڑھنی شروع کی تھی اور ہر روز مجھ کو ایک سطر یا دو سطر میں کتاب مذکور کی پڑھتا تھے اور باوجود اسکے اس قدر سبق ۱۰۰ - بجے صبح سے شروع ہو کر عصر تک ختم ہوا کرتا تھا - جب چھ مہینے اس حال پر گزر گئے تو آپ نے فرمایا کہ اب تک جو کچھ آپ نے پڑھا ہے اسکو کتاب کا پڑھنا کہتے ہیں اب اس کے بعد تم فن کا پڑھنا پڑھو پس اس پر آپ نے ہر روز دو ورق پڑھانے شروع کیے چنانچہ چھ ماہ میں تمام کتاب ختم ہو گئی آپ کی تصنیفات سے شرح

کافیہ اور شرح قسم تجنیس مشہور ہیں کہتے ہیں کہ جب ابو النخیر محمد بن یونس حسن حصین کے بیٹے یونس بن یونس نے اپنی مرض الموت میں سنا کہ مولیٰ علی بناری روم کی طرف آ رہے ہیں تو انھوں نے وصیت کی کہ میری بیٹی کا نکاح اُسے کر دینا پس جب آپ یروشلمین تشریف لائے تو مطابق وصیت ابو النخیر کے انکی بیٹی کا آپ سے نکاح کیا گیا چنانچہ اُسکے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک محمد شاہ دوسرے محمد الدین جلیبی جو بڑے عالم فاضل ہوئے۔ وفات ابوبکی سنہ ۱۷۰ میں ہوئی۔ فقہ صدقات بنیان تاریخ وفات ہو۔

یوسف بن حنیہ تو قانی الشہیر باخی جلیبی معنف ذخیرۃ العقبیٰ - فاضل ماہر - نقیہ متبحر جامع علوم نقلیہ و عقلیہ - حادی فروع و اصول تھے۔ پہلے سید احمد قرطبی تلمیذ حافظ الدین محمد برازی پھر صلاح الدین معلم بایزید خان بعد ازان مولیٰ خسرو محمد بن فراموز سے بڑھا جب درجہ کمالیت و فضیلت کو پہنچے تو قسطنطنیہ میں مدرسہ قلندرہ کے مدرس مقرر ہوئے تمام عمر علم اور مطالعہ کتب فقہیہ میں مشغول رہے۔ شرح وقایہ کے حواشی مسملی بہ ذخیرۃ العقبیٰ جو ہمارے ملک میں حاشیہ جلیبی کے نام سے مشہور ہیں تصنیف کیے جنکی تالیف سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں شروع کی اور ۸-۱۰ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۰ ہجری کو ختم کیا علاوہ اسکے ایک رسالہ ہدایۃ الملتدین نام سے تصنیف کیا جس میں اُن الفاظ کو بیان کیا جنکا کنا کفر کر جب آپ سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے تو اٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس تھے۔ نقیہ مشہور زامیان تاریخ وفات ہو۔ تو قانی تو قات کی طرف منسوب ہو جو ایک چھوٹا سا شہر کعب جبل میں واقع ہے جسکا ایک قلعہ خوبصورت بھی ہو۔ آپ وہ حسن جلیبی نہیں ہیں جنھوں نے تلویح و مطول و تفسیر بضاوی کا حاشیہ لکھا ہو۔

مولانا مسعود شروانی - کمال الدین لقب تھا تمام علوم معقول و منقول خصوصاً علم کلام و منطق و حکمیات میں اعلم علماء زمانہ تھے کئی سال تک مدرسہ گوہر شاد آغا اور مدرسہ اخلاصیہ واقع ہرات میں درس و تدریس اور افادہ طلق اللہ میں مشغول رہے جب قاضی نظام الدین فوت ہوئے تو آپ نے تدریس مدرسہ گوہر شاد آغا کی ترک کر کے مدرسہ غیاثیہ میں علم افادت بلند کیا اور جس روز آپ نے مدرسہ مذکور میں اجلاس فرمایا

یوسف بن حنیہ

یوسف بن حنیہ

میر نظام الدین علی شیر اور تاجی سادات اور علماء و اکابر دار السلطنت ہرات جمع ہوئے چونکہ مدرسہ مذکور کے وقف کی ایک شرط یہ تھی کہ علمائے خراسان کا علم شخص ہان مدرس مقرر ہونا چاہیے اسلئے اس روز آپ نے قصہ تہریض علمائے خراسان کا کر کے اس مجمع میں آیہ انی اعلم الا تعلمون کا درس دیا اور اس قدر نکات یدلیہ اور معانی شریف بیان فرمائے کہ سب لوگ دنگ رہ گئے اور آپ موجب آفرین و تحسین علیہ اشخاص ہوئے آپ کی تعینفات سے حاشیہ خرج حکمت العین دیگر رسائل بادگار میں - وفات آپ کی سنہ ۸۰۰ میں ہوئی۔

مولانا معین الدین فراہی - اپنے زمانہ کے عالم فاضل - علوم عقلیہ و نقلیہ میں یدہ طولی اور زہد و تقویٰ میں درجہ علیا کہتے تھے بڑے بڑے خطوط معنی و مستیع غایت سرعت میں لکھ دیا کرتے تھے ہر جمعہ کو بعد اداے نماز کے مفہم مقصودہ جامع ہرات میں نہایت مؤثر و عطا کئے اور در غرر معانی آیات و احادیث کو اس تقریر فصیح کے ساتھ پرورتے تھے آپ مجلس و عذ میں امر اور دوسا کی طرف جو ہان حاضر ہوتے تھے بالکل ملتفت نہوتے تھے آپ کی تعینفات سے معارج النبوت و تفسیر فاتحہ - الکتاب طلاکار فی قصہ حضرت موسیٰ اور نقرہ کار لینے قصہ حضرت یوسف مشہور و معروف ہیں - بعد وفات آپ کے بھائی قاضی نظام الدین کے حسب وصیت انکی ہر چند آپ کو منصب قضاء کے لیے کہا گیا مگر آپ نے بالکل قبول فرمایا - وفات آپ کی سنہ ۸۰۰ میں ہوئی اور مزار خواجه عبداللہ انصاری میں اپنے بھائی خواجه نظام الدین کے پہلو میں مدفون ہوئے - زینت گیتی تاریخ وفات ۸۰۰۔

مولانا معین الدین فراہی

حمید الدین بن فضل الدین - بڑے عالم فاضل جامع علوم دینیہ و عقلیہ تھے پہلے اپنے باپ سے پڑھتے رہے پھر محمد بن اومغان کی خدمت میں حاضر ہو کر مختلف علوم و فنون میں کمال حاصل کیا اور مدرسہ شہر برسوا کے مدرس ہوئے پھر آٹھ مدرس میں سے ایک کے مدرس بنے بعد ازاں تھوڑی مدت کے بعد سلطان محمد خان نے آپ کو قاضی فاضل محمد بن مصطفیٰ کی جگہ قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کیا - آپ کے تلامذہ میں سے محی الدین چلبی فناری اور عبدالواسع بن خضر اور حام الدین حسین بن عبدالرحمن وغیرہ

حمید الدین بن فضل الدین

حاشیہ پر ہدایت

معرفت و مشہور ہیں۔ ہر ایک اور اصفہانی کی شرح طالع اور سید کے حاشیہ شرح مختصر پر ہدایت
 عمدہ حاشی لکھے اور ششہ میں وفات پائی۔ مقبول خلق تاریخ وفات ہے۔
 حسین بن علی و اعظم کا شفیق الشہیر مولیٰ مصفی صاحب تفسیر حسینی۔ کمال الدین
 باعلام الدین لقب رکھتے تھے تمام علوم ظاہری و باطنی اور فنون نقلی و رسمی میں مشارکت
 عامہ و معرفت نامہ حاصل تھی لیکن علوم نجوم و انشاء میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے کہتے ہیں
 کہ پہلے آپ ہائل بہ تشیع تھے پھر مضبوط اہل سنت ہو کر حنفی المذہب ہو گئے آواز
 نہایت خوش اور صورت دلکش سے وعظ و نصائح میں مشغول رہتے اور عبارات لائقہ
 معانی آیات و بیانات کلام الہی اور غوامض ہمارا احادیث حضرت رسالت بنا ہی کو ظاہر
 فرماتے تھے۔ ہر جمعہ کی صبح کو دارالسلطنت سلطانی میں جو ہرات کے جو کہ میں واقع ہے
 وعظ فرماتے اور بعد ازاں نماز جمعہ کے جامع مسجد علی شیر میں وعظ کرتے اور شنبہ کے
 روز مدرسہ سلطانی میں اور چار شنبہ کے یوم مزار پیر محمد خواجہ ابو الولید احمد میں اپنے
 مواظعہ بلیغہ سے گم کردگان راہ ہدایت کو راہ راست پر لاتے تھے تصنیفات بھی کثرت
 سے کی جنہیں سے جو اہل تفسیر تحفۃ الامیر جبکہ اول علوم متعلقہ تفسیر مشتمل بر بابائیں فن
 چار فصلوں میں بیان کیے۔ مواہب العلیہ المشہور بہ تفسیر حسینی۔ روضۃ الشہداء الاولیاء
 اخلاق حسنی۔ مخزن الانشاء۔ رخحات معین الحکماء۔ دربارہ مناقب مشائخ نقشبندیہ
 الرسالة العلیہ فی الاحادیث البویہ۔ لوائح القمردیگر مشہور و معروف ہیں۔ وفات کی
 ششہ ہجری میں ہوئی۔ سالار حقیقت تاریخ وفات ہے۔ اور آپ کے بعد آپ کے
 فرزند ارجمند مولانا فخر الدین علی جاننشین ہو کر ہر جمعہ کی صبح کو جامع مسجد ہرات میں وعظ
 و نصائح میں رہے جنکی منظومات سے حکایت محمود و یاز کی وزن بلی و محزون پر مشہور
 و معروف ہے۔

چلیں

خلیل المعروف بہ خلیلی۔ بڑے عظیم متواضع اور خیر پسند تھے پہلے قسطنطنیہ میں آئے
 مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر مدرسہ اور نہ میں تبدیل ہو گئے
 بعد ازاں اناطولی میں دارالقضاء عسکر کے متولی ہوئے اور اوائل عبد سلیم خان

بن محمد خان میں درمیان ۱۰۹۲ھ اور ۱۰۹۳ھ کے فوت ہوئے۔

مصطفیٰ بن محمد

محمد بن مصطفیٰ بن حاج حسن اپنے زمانہ کے بحر علوم - فقیہ کامل اور علم و علما کے بڑے محب تھے۔ علم اپنے زمانہ کے علماء و فضلائل مولیٰ یگان وغیرہ سے اخذ کیا اور بردسا و قطنخانیہ کے مدارس میں درس دیا۔ عہد محمد خان اور اسکے بیٹے بایزید خان میں قاضی مقرر ہوئے اور آپ سے جعفر بن ناجی وغیرہ نے اخذ کیا۔ ایک کتاب لطیفہ محاکمہ مابین دوانی و صدر شیرازی اور ایک کتاب صرف میں میزان الصرف کے نام سے تصنیف کی اور مقدمات اربع اور تفسیر سورہ النعام بیضادی پر حاشی تصنیف کیے اور ۱۱۰۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ مشہور عصر آپ کی تاریخ وفات ہے۔

مصطفیٰ بن اوصد الدین

مصطفیٰ بن اوصد الدین - تمام علوم میں فاضل و ماہر اور آپ کی فضیلت کے تمام علما مقرر تھے۔ علم محمد بن فراموز سے پڑھا پہلے آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے پھر عہد سلطان بایزید خان میں قاضی بنے۔ اگرچہ آپ تصنیف و تالیف میں مشغول نہیں ہوئے مگر تاہم ایک رسالہ تحذیر الفراعن الوہاب میں تصنیف کیا جو آپ کی فضیلت و کمالت پر شاید ناطق ہو وفات آپ کی ۱۱۰۰ھ میں ہوئی۔

مولانا عبد الغفور لاری

مولانا عبد الغفور لاری - مولانا عبد الرحمن جامی کے اجلۃ تلامذہ و اعظم خلفاء میں سے تھے۔ رضی الدین لقب تھا اور سعد بن عبد اللہ کی اولاد سے جامع کمالات صوری و معنوی اور حادی علوم ظاہری و باطنی تھے۔ مولانا عبد الرحمن جامی بہت کم مرید کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرید کامل و اکمل عبد الغفور لاری ہزار مرید سے بہتر ہو اور یہ شعر آپ کے حق میں فرماتے تھے ۵۰ آبخاکہ نعم و دالیش مرغی بود شکاری ۶ بازے ست تیز رفتار عبد الغفور لاری ۷ شرح ملا اور لغات لاری کے حاشی آپ نے طوب تحقیق و تدقیق سے تصنیف فرمائے اور اس طرح سے ان کے اشکال کا حل فرمایا کہ اس سے زیادہ غیر ممکن ہے مگر آپ شرح ملا کا صرف بحث مفہوت تک ہی حاشیہ لکھنے پڑے تھے کہ داخل فردوس بریں ہوئے ایسے مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی نے اس کا نمک اس تلبیق کے ساتھ تصنیف کیا کہ ہرگز تیز نہیں ہو سکتی

کہ مولانا عجب الغفور کا حاشیہ کہانتیک ہو اور مولانا عبد الحکیم کا تکملہ کہانتیک ہو وفات
آپ کی پانچ ماہ شعبان روز یکشنبہ ۱۱۹۷ھ میں ہوئی۔ فیض الہیہ و کما ربخ وفات ہو۔
شیخ الاسلام احمد بن یحییٰ بن محمد بن سعد الدین تفتازانی۔ سیف الدین لقب تھا
اپنے زمانہ کے عالم علامہ فقہ و حدیث میں فاضل اہل عصر اور علوم نقلیہ و عقلیہ میں ماہر
باہر تھے علوم الہاس زادہ شارح مختصر و قایہ سے حاصل کیے جب آپ کے والد ماجد
قطب الدین یحییٰ فوت ہوئے تو آپ کو ان کا منصب مشیخۃ الاسلامی تفویض کیا گیا پس
آپ خطہ خراسان میں تیس سال تک تدریس و نشر علوم میں مشغول رہے یہاں تک کہ
۱۱۹۷ھ میں معزول ہو کر اسی سال فوت ہو گئے۔ آپ کی تصنیفات سے خوشی تلوح
و خوشی شرح و قایہ اور شرح تہذیب اور شرح فرایض سراجیہ وغیرہ یادگار ہیں۔
قاسم بن غلیل عم صاحب شقائق۔ توام الدین لقب تھا۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل
تھے پہلے اپنے بھائی المعطف اور اپنے مامون نکساری سے بڑھا پھر مولیٰ خواجہ زادہ اور
مویہ زادہ اور مولیٰ لطف اللہ الشہیر بہ لطفی توفاتی متوفی سنہ ۱۲۰۷ھ پھر خلیفہ زادہ سے
علم حاصل کیا اور بروسا میں مدرسہ اسدیہ پھر اسکوب میں مدرسہ اسحاقیہ کے مدرس
مقرر ہوئے اور اسی جگہ ۱۱۹۷ھ میں وفات پائی۔ اکثر کتب مشہورہ پر تہذیب کی تعلیفات
اور وجود ذہنی میں رسالے موجود ہیں۔

محمد بن حسن بن عبد الصمد ساسونی۔ محی الدین لقب تھا۔ عالم فاضل۔ جامع
معقول و منقول تھے۔ علوم اپنے والد سے بڑھے پہلے بروسا پھر اورنگ آباد
قسططنیہ پھر ازریق میں مدرس مقرر ہوئے اخیر کو سلیم خان نے اورنگ آباد کو قاضی
مقرر کیا جہاں آپ نے ۱۱۹۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے سید شریف کی
فتح مفتاح اور ان کے حاشیہ شرح تجرید اور تلوح پر خوشی یادگار زمانہ ہیں۔

مولانا فیض الدین محمد نقاشی۔ علوم معقول و منقول میں عالم فاضل اور فنون
ریاضی و حکیات میں سرآمد فاضل تھے آپ کی طبع سلیم مدرک مخفیات اور ذہن مستقیم
منظر محرومات تھا اکثر فضلاء اور اکابر حضرت سلطان آبادی آپ کی شاگردی کو امک فخر سمجھتے

شیخ الاسلام

چند خطیں

محمد بن حسن بن عبد الصمد

مولانا فیض الدین

نظم اور آپ کو اغوند سے تعبیر کرتے تھے مدت تک آپ نے مدرسہ اخلاصیہ اور مدرسہ غیاثیہ و بلعیہ میں درس دیا اخیر کو بسبب بعض امور کے ہرات سے بلخ میں تشریف لگے اور وہاں چند سال امیر صدر الدین یونس کی مصاحبت میں جو آپ کا داماد تھا اوقات بسر کر کے اواخر سلطہ میں رہ کر اسے عالم حاودانی ہوئے۔ علامہ آرائش دوران الخیر و قفا ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ ہدایۃ الحکمۃ اور حاشیہ مذکورہ خرج اربعین نوادی۔ اور شرح تائید القائل اور حاشیہ مختصر و مطول وغیرہ علماء و فضلا کے درمیان مشہور و معروف ہیں۔ محمد محی الدین عمادی اسکلبنی والد صاحب تفسیر ابی المسعود عمادی بڑے عالم فاضل صاحب طریقت و کرامت تھے پہلے علم ظاہری میں مشغول ہوئے یہاں تک علی توشیحی کی خدمت میں پہونچ کر کمالیت و فضیلت کا رتبہ حاصل کیا۔ پھر نقیون میں مشغول ہوئے اور مصلح الدین قولوی پھر ابراہیم قیسری سے نقیون کا اشتغال کیا اور درجہ کرامت و حالت کا پایا اور شہر اسکلب میں سلسلہ سحری میں وفات پائی۔

محمد محی الدین عمادی

محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمود ابو البرکات بن ابی الفضل

عبدالبر بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمود ابو البرکات بن ابی الفضل بن محمد بن ابی انولید الجلبی ثم القاہری المشہر کہلفہ بابن شحہ۔ منگل کی رات ۹-۱۰ھ ذیقعد ۷۱۷ھ میں طبع میں پیدا ہوئے اور اپنے والدین کے ہمراہ قاہرہ میں ہجرت کی اور وہاں قرآن کو حفظ کیا اور مشرقی علوم میں مختصر کتب یاد کیں اور بیت المقدس میں جا کر وہاں کے خطیب اور جمال بن جامع شیخ صلاحیت بیت المقدس اور تقی قلعشندی سے حدیث کی سماعت کی اور قاہرہ میں در احتساب سے سنا اور کچھ امین القصرائی اور تقی شہنی اور ام ہانی ہورنیہ سے پڑھا اور فقہ میں زین الدین قاسم بن قطلوبغا سے اخذ کیا یہاں تک کہ فقہ فاضل محدث کامل جامع معقولات و منقولات ہوئے اور سلسلہ سحری میں منظومہ ابن وہبان کی شرح سے فراغت حاصل کی اور نیز کتاب الذخائر الاثریہ فی الالبان الخفیہ تصنیف کی اور سلسلہ سحری میں وفات پائی۔ تحریرہ تاریخ وفات ہے۔

شیخ عبدالقدیر بن الہدای العثانی التلبنی شہر تلبنی میں جو عمان کے پاس واقع ہے پیدا ہوئے اپنے ملک کے علماء و فضلا سے علوم حاصل کر کے فاضل ماہر نقیبہ

شیخ عبدالقدیر بن الہدای العثانی

بمجر راس العلوم نقیہ و عقلیہ ہوئے بہت تک اپنے وطن میں مدرس رہے پھر دہلی کو ہجرت کر گئے جہاں سلطان اسکندر لوبوی نے آپ کی بڑی عزت کی اور وہاں کے لوگوں کو آپ سے بڑا فیض حاصل ہوا یہاں تک کہ ۹۲۲ھ میں وفات پائی اور دہلی میں مدفون ہوئے آپ کی تاریخ وفات اُولَئِكَ لَهُمُ الدَّجَاتُ الْعُلَى سے نکلتی ہو۔ شرح میزان العشق آپ کی تعزیت خاتم سے یادگار ہو

مؤید زادہ

عبد الرحمن بن علی بن مؤید اما سنی المعروف بمؤید زادہ۔ شہر اما سنیہ میں جو روم کی ولایت میں واقع ہو سلسلہ ہجری میں پیدا ہوئے جوانی کی حالت میں سلطان بایزید خان سے بڑی مصاحبت رکھتے تھے اسلئے حاسدون نے بایزید خان کے باپ محمد خان سے آپ کی چغلی کھائی جس پر اس نے آپ کے قتل کا حکم دیدیا لیکن ۹۱۸ھ میں بایزید خان نے آپ کو بلاد حلبیہ کی طرف پوشیدہ نکلوا دیا وہاں سے آپ عجم میں آئے اور شیراز میں جلال الدین دوانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سات برس تک اُنکی خدمت میں رہ کر علوم نقلیہ و عقلیہ اُخذ کیے اور صدر الدین شیرازی سے بھی کچھ پڑھا جب سلطان بایزید خان تخت نشین ہوا تو آپ سلسلہ ہجری میں روم میں گئے اور قسطنطنیہ میں مدرسہ قلندر خانہ کے مدرس مقرر ہوئے سلسلہ ہجری میں آپ نے مصطفیٰ قسطنطنیہ کی لڑکی سے نکاح کیا اور آٹھ ماہ اس میں سے ایک کے مدرس بنے پھر ۹۱۸ھ میں اور نہ کے قاضی ہوئے پھر سلسلہ ہجری کو اناطولی میں عسکر کی قضا آپ کے سپرد ہوئی اور سلسلہ ہجری میں روم امینی میں قضاء عسکر کے متولی ہوئے پھر جب ۹۱۹ھ میں عہدہ قضاء سے معزول ہو گئے اور دیوید سودرم آپ کا روزینہ مقرر ہوا مگر آپ نے قبول نہ کیا یہاں تک کہ سلطان سلیم خان بن بایزید خان سریر سلطنت پر بیٹھا تو اس نے آپ کو سلسلہ ہجری میں پھر قضاء عسکر کے عہدہ پر مقرر کیا لیکن آپ سلسلہ ہجری میں بسبب مختل العقل ہو جانے کے پھر معزول ہو گئے اور آپ کا دوسرا روزینہ مقرر ہو گیا۔ قسطنطنیہ میں شعبان ۹۲۲ھ ہجری میں وفات پائی شہنشاہ دوران تاریخ وفات ہو۔ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ وغیرہ علوم نقلیہ و عقلیہ میں اعلیٰ درجہ کی مہارت اور

ید طولی رکھتے تھے دو تین رسالے بھی مختلف علوم میں تصنیف فرمائے۔

عبدالحکیم بن علی قسطنی - شہر قسطنون میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پایا۔ پہلے وہاں کے علماء سے پڑھتے رہے پھر علاء الدین عربی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعد اُنکی وفات کے شام اور مصر کو تشریف لگے اور وہاں کے علماء و فضلاء سے استفادہ کیا اور حج کر کے بلا عجم میں آئے اور وہاں کے علماء سے پڑھا پھر روم کو واپس ہوئے اور سلطان سلیم خان نے آپ کو مختلف فنون میں مضبوط دیکھ کر خاص اپنا امام و مصاحب بنایا۔ وفات آپ کی ۸۳۰ھ میں ہوئی۔ تاج اوبستان تاریخ وفات ہے۔

اسعدی بن ناجی بیگ الشہیرہ ناجی زادہ - علم قاسم المعروف بہ قاضی زادہ سے پڑھا یہاں تک کہ رتبہ فاضل و کمال کو پہنچے اور شہر بروسا میں مدرس مقرر ہوئے پھر قسطنطنیہ کے آٹھ مدارس میں سے ایک مدرسہ پر مقرر ہوئے۔ سید شریف کی شرح مفتاح اور شرح وقایہ کے باب التہذیب پر آپ نے خوب حواشی لکھے اور نسخی کی کتاب کو منظم کیا اور قصائد عربی وغیرہ تصنیف کیے اور ۸۳۰ھ ہجری میں وفات پائی آپ کا ایک بھائی مجتبیٰ چلبی نام تھا جو انشاء پر دازی میں ید طولی رکھتا تھا جس سے سلطان بایزید خان نے اُسکو اپنا درباری بنالیا تھا۔

مولانا الہامہ دوجہ پوری - اعظم علماء و کبراے فقہاء جو پور سے گزرے ہیں تحریر و تنقیح مطالب علمیہ میں ید طولی رکھتے تھے۔ علوم طاہری آپ نے شیخ فاضل عبد اللہ تلمیسی سے حاصل کیے۔ ہدایہ و بزودی و قنیہ و مدارک اوکافیہ کی تشریح تصنیف کیں اور حواشی ہندیہ پر حواشی لکھے۔ آپ ایک واسطے سے قاضی شہاب الدین کے شاگردوں میں سے تھے اور طریقت میں سید راجی حامد شاہ کے مرید ہوئے کئی مرتبہ کہتے ہیں کہ جب شیخ حسن امام نے جو آپ کے بارہم اور رفیق جانی تھے سید راجی حامد شاہ سے بیت کی تو آپ نے شیخ حسن کو فرمایا کہ تم نے سید حامد شاہ کے مرید ہو کر طالب علموں کی عزت کو برباد کر دیا انھوں نے کہا کہ اگر آپ بھی اُنکی خدمت میں چلیں اور امتحان کریں تو ہم کو معذور رکھیں آپ دوسرے روز چند مسائل ہدایہ و بزودی سے جو شکل تھے

عبدالحکیم بن علی قسطنی

ایضاً

مولانا الہامہ دوجہ پوری

کر کے شیخ حسن کے ہمراہ انکی خدمت میں پہنچے سید راجی حامد شاہ نے حسب عادہ خود اپنے حال کو سرگزشت اس ڈھنگ سے بیان کی کہ مولانا کے جقدہ اشکال تھے سب رفع ہو گئے اسیلئے آپ اسی وقت انکے مرید ہو کر ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہوئے وفات آپ کی ۷۲۷ھ میں ہوئی۔ شاہنشاہ دوران تاریخ وفات ہی۔

ابراہیم بن عبد الرحمن بن اسمعیل کرکی قاہری۔ آباد اجداد آپ کے کرک کے رجبہ و سولے گئے جو ایک گاؤں کوہ لبنان کے پاس واقع ہو مگر آپ شہر قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تقی عسکری اور تقی شمسی سے ملاقات کی اور کافعی کے درس میں حاضر ہو کر تلمذ کیا اور نیز امام ابن ہمام مصنف فتح القدر سے استفادہ کیا۔ سخاوی نے کتاب صورت میں آپ کا مفصل حال لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ آپ نے فقہ میں ایک فتاویٰ اسمانی بن فیض المیہ علیہ السلام علی عبدہ ابراہیم دو جلد میں تصنیف کیا اور اسکے خلیفہ میں لکھا ہے کہ جو قوی اور معتبر روایت ہو وہ اسمین لکھی گئی ہو۔ علاوہ اسکے توضیح ابن ہشام پر حاشیہ تصنیف کیا اور قاہرہ میں ۷۲۷ھ ہجری میں انتقال کیا۔ شاہنشاہ دوران تاریخ وفات ہی۔

عبد الرحمن بن علی رومی الشیرازی بابک چلبی۔ بڑے عالم فاضل جامع صنوع و اصول تھے علم اپنے باب پھر خلیفہ زادہ سے بڑھا اور آپ کے والد ماجد نے آپ کا لقب بابک چلبی رکھا پھر آپ آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے یہاں کہ ۷۲۳ھ ہجری میں وفات پائی۔

حسین بن عبد اللہ توفانی حسام الدین لقب تھا اور ابن المدرس کے نام سے مشہور و معروف تھے بڑے نیکو کار اور ہمیشہ عبادت و تدريس میں مشغول رہتے تھے علم عبد الرحمن مویذ زادہ اور خواجہ زادہ سے پڑھا پہلے بروج میں پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے بعد ازاں اور نہ اور بروسا میں مدت تک قاضی رہے و شمسی شرح وقایہ اور شیخ عبد القادر جرجانی کی مائتہ عوائل کی شرح نہایت عمدہ تصنیف فرمائی اور وحشی شرح تجرید سید شریف اور نیز کتاب اسباب قوس فرج پر تعلیقات

ابراہیم بن عبد الرحمن

عبد الرحمن

ابن المدرس

ملکے۔ ایک رسالہ استخوان الخلیل اور ایک رسالہ جواز ذکر جہ میں تصنیف کیا اور محمد بن
ابراہیم نکاتری وغیرہ نے آپ سے علم پڑھا اور سنیہ میں قسطنطنیہ میں وفات پائی۔
خواجہ مولانا صفحانی۔ جامع فضائل و کمالات اور علم حدیث میں ماہر متبحر اور سب
اہل سنت و جماعت میں نہایت مضبوط تھے آذربایجان سے ہرات میں آکر ساکن ہو گئے
جہاں سلطان حسین میرزا اور اسکی اولاد عظمیٰ کے مدت تک مورد انعام و لطافت رہے
جب محمد خان شیبانی نے خراسان کی ولایت پر غلبہ پایا تو بغیر ہر وہ آپ سے حسن سلوک
کرتا رہا۔ لیکن اکثر اوقات عداوت اہل بیت کا آپ پر طعن کرتا تھا اسلئے آپ مارا مارا انہر میں
پلے گئے اور بخارا میں پینچشنبہ کے روز ۵۔ ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۸۱۵ ہجری میں وفات پائی۔
قبر آپ کی خبابان بخارا کے سرے پر زیارت گاہ عام ہے۔ خلیفہ عالمیان تاریخ وفات ہے۔
احمد باشا بن خضر بیگ بن جلال الدین رومی۔ علم اصول و فروع میں بڑے
ماہر متبحر اور پرہیزگار و متواضع بھی کامل درجہ کے تھے جب سلطان محمد خان بن سلطان
مراد خان نے قسطنطنیہ میں آٹھ مدارس بنوائے تو ایک مدرسہ آپ کو بھی تدریس کے
لیے دیا گیا مگر جب آپ کے بھائی شان باشا یوسف عہد وزارت سے معزول ہو گئے
تو آپ کو خضر اسکو ب کے مدرسہ پر تبدیل کیا گیا پھر جب سلطان بایزید خان بن محمد خان
تحت نشین ہوا تو اسنے آپ کو مدرسہ پر مقرر کیا بعد ازاں آپ کو ہر دسا کا قاضی
بنایا گیا اور باقی عمر دین رہے یہاں تک کہ سنہ ۸۱۵ میں وفات پائی۔

خواجہ مولانا صفحانی

خواجہ مولانا صفحانی

خواجہ مولانا صفحانی

شیخ احمد مجد بن قاضی محمد الدین بن قاضی تاج الافضل بن شمس الدین شیبانی
آپ کا نسب امام محمد شیبانی رحمہ اللہ تک فتنی ہوتا ہے۔ قبیۃ نازول میں پیدا ہوئے اور اجیر میں
نشو و نما پایا پھر عالم فاضل جامع علوم شریعت و طریقت اور امر معروف و نہی منکر میں
ہاں تک جانے کا فہم نہ کرتے تھے علوم ظاہری و باطنی خواجہ حسین ناگوری سے
حاصل کیے اور اٹھارہ سال کی عمر میں انواع علوم کا درس دیتے تھے اور بڑی قوت
علمیہ کے ساتھ علماء و فضلاء سے بحث کرتے اور زبان عربی و فارسی میں تقریر کرتے
تھے اٹھارہ سال میں نازول سے اجیر میں آئے جہاں ستر سال تک

ترہ و ورع و ریاضت میں مصروف رہے اور امر معروف و نہی سکری میں آپ کے سامنے خوش و بیگانہ یکساں تھا آپ کا یہ دستور تھا کہ آدھی رات کو اٹھ کر خواجہ معین الدین کے روضہ مبارک میں نماز تہجد کی پڑھتے اور اسوقت سے نماز چاشت تک کسی سے بات جیت نہ کرتے اور وظائف میں مشغول رہتے بعد ازاں علوم دینیہ کا درس دیتے پھر حقوڑی میہ فیند کر کے اٹھ بیٹھتے اور عصر تک اور اذان میں مشغول رہتے بعد ازاں تفسیر مبارک کا وعظ کتے اور بیان معنی آیات و روایات میں نہایت گریہ و زاری کرتے تھے خواجه کثرت گریہ و زاری سے آپ کی آنکھیں ہمیشہ شیش و مرمر ہوتی تھیں۔ نوے سال کی عمر میں آپ اجیر سے مارنول میں تشریف لائے جہاں تین چار سال مقیم رہے ایک دن آپ کو مجذوب نے آکر کہا کہ اے محمد آپ کو آسمان میں طلب کرتے ہیں آپ ناگواری میں اپنے مرشد کے پاس چلے گئے اسی وقت آپ ناگواری کو متوجہ ہوئے اور چند روز کے بعد ۲۵ ماہ صفر ۹۲۷ھ میں عالم جاودالی کو رحلت فرمائی اور ناگواری میں اپنے مرشد کے بائیں مدفون ہوئے۔ زینت موجودات تاریخ وفات ہو۔

قاضی اختیار الدین حسین

قاضی اختیار الدین حسین بن قاضی غیاث الدین ترستی۔ عالم فاضل فقیہ کامل تھے جوانی میں اپنے وطن سے ہرات میں اگر تحصیل علوم دینی میں مشغول ہوئے اور تیزی طبع سے تھوڑے عرصہ میں بڑی ترقی کر کے فتاویٰ اور قبالہ ششہری اور حکماء کے لکھنے میں دستگاہ کامل حاصل کر لی اور فن شعرواں و معامین بھی ماہر ہوئے اخیر کو بسبب کمال فراست و کیاست اور دیانت و امانت کے ہرات کے جملہ فتناء سے سبقت لیگئے اور خاقان منصور کے زمانہ میں منصب قضا پر مرفوع ہوئے ہو کر معتاد و مقرب حضرت خاقانی ہوئے اور بروقت استیلاء ابو الفتح محمد خان شیبانی اور مقتول ہونے بادشاہ کے دل برداشتہ ہو کر اپنے اصلی وطن میں چلے گئے اور وہاں جا کر کاروبار زراعت میں مشغول ہوئے اور قبضہ تربت میں اوائل ۱۰۲۷ھ میں بعارضہ سور القیہ وفات پائی اور مقبرہ آباد احبہ دامن مدفون ہوئے تاہم کئی تصنیفات سے کتاب اقیاسات اور مختار الاختیار مشہور روزگار ہیں۔

مولیٰ غیاث الدین روئی الشہیر پاشا چلبی۔ جامع معقول و منقول حادی ثریع
 واصل تھے۔ علوم احمد بن موسیٰ خیالی اور خواجہ زادہ سے پڑھے قسطنطنیہ میں احمد بن
 اسمعیل کو زانی کے مدرسہ میں درس مقرر ہوئے پھر اور نہ میں مدرسہ علمیہ اور بردسا
 میں مدرسہ سلطانیہ کے معلم بنے اور ہر ایک فن میں تبحر و بے حساب رسالہ تصنیف
 کیے اور ۹۲۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

ایک عالمی

محمد شاہ بن عالی بن یوسف بن محمد بن حمزہ نزاری نجی الدین لقب تھا۔ عالم
 بقہر فقیہ حیدر تھے علم اپنے باپ سے حاصل کیا جب وفات ہوئے تو پھر خلیفہ زادہ
 سے استفادہ کیا سلطان بایزید نے پہلے آپ کو مدرسہ بروسا کا مدرس مقرر کیا۔ پھر
 قسطنطنیہ کے مدرس ہوئے پھر سلطان سلیم خان نے آپ کو پہلے قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کیا
 پھر قضاء عسکر اور قضاء اور نہ پر تبدیل ہوئے اور جب ولایت روم ایل میں عسکر کی قضاء
 پر مامور تھے تو ۹۲۸ھ میں جلالی کی حالت میں وفات پائی۔ فخر بزم تاریخ وفات ہے۔

ایک عالمی

میر جمال الدین عطاء اللہ صاحب روضۃ الاحباب۔ آپ اعظم اولاد امجاد
 خیر الانام سے جملہ انعام علوم دینیہ اور احسان فنون یقینیہ خصوصاً علم حدیث میں
 بیحد عظیم التوفیق۔ کثرت اسرار عالم تنزیل اور حلال معضلات موافق تاویل تھے
 صاحب روضۃ الصفی نے آپ کی توصیف میں مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہیں سے زبان نش
 منظر اسرار نفیس + ضمیر شریک الوارثہ فقیہ + جمال دین مزین زاہد تاملش + علوم شرح
 واضح از کلامش + ز تو فیج بیانش گشتہ روشن + بر اہل علم ہر مشکلی زہر فن + آپ جنیال
 مدرسہ سلطانیہ کے اُس گنبد میں جہاں اب خاقان منصور کا مقبرہ ہو درس و افتادہ میں
 مشغول رہے ہفتہ میں ایک مرتبہ مسجد دار السلطنت ہرات میں وغذ و فصاح سے خلق اللہ
 کو فیوض ظاہری و باطنی پہونچاتے رہے آپ کی تصنیفات سے کتاب روضۃ الاحباب
 فی سیر النبی و الآل والاصحاب ایسی عمدہ اور معتبر اور مشہور آفاق ہے کہ اپنا نامانی نہیں رکھتی
 یہاں تک کہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی عمالہ نافعہ میں فرماتے ہیں کہ بفضل اگر
 کوئی نسخہ صحیحہ روضۃ الاحباب میر جمال الدین محدث حسینی کا جو تحریف و الحاق سے خالی ہو

میر جمال الدین

دستیاب ہو جائے تو تمام تصانیف سے بہتر ہو جو سیر میں تصنیف ہوئی ہیں۔ آپ کی وفات
سلسلہ ہجری میں ہوئی۔ تاج کشور آپ کی تاریخ وفات ہو۔

اسمعیل بن بابی قرمانی۔ کمال الدین نقیب تھا مگر قرہ کمال کے نام سے معروف ہے
علم احمد خیالی اور مولیٰ خسرو محمد بن فراموز وغیرہ سے پڑھا ہوا تھا کہ جس کے علم فاضل
ہوے اور شہر اور نہ وغیرہ کے مدرس مقرر کیے گئے تفسیر کشاف اور مبنیادی اور شرح
دقایہ اور شرح موافق اور خیالی کے حاشیہ شرح کتاب وغیرہ کے وغیرہ تصنیف کیے
شرح موافق کے وغیرہ آپ نے سلسلہ میں جبکہ آپ آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس
تھے تصنیف کیے چنانچہ تاریخ انہی مکملات الادب ہو۔ وفات آپ کی سلسلہ کے ہوئی۔

عبد العزیز بن سید یوسف حسینی رومی الشہر بجاہ طبری جامع نقول و مقول
تھے علم محمد سامسوی مدرس مدرسہ ملا خرد پھر اپنے بھائی یحییٰ نجفی شرح وقایہ سے جبکہ
وہ آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس تھے پڑھا اخیر کہ علی بن یوسف فناری کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور اُسے فضیلت و کمالیت کا درجہ حاصل کیا اور کلبولی میں مدرس مقرر ہو کر
پھر کف کے قاضی بنے یہاں تک کہ سلسلہ میں وفات پائی عاقل طلق تاریخ وفات ہو۔

محمود بن محمد بن قاضی زادہ الشہر بزم طبری۔ خواجہ زادہ اور شان باشا سے
علوم و فنون حاصل کر کے علامہ زمانہ ہوئے پہلے مدرسہ شہر کلبولی پھر اور نہ پھر بروسا کے
مدرس بنے اخیر کو سلطان بایزید خان نے اپنے لیے آپ کو معلم بنایا اور آپ سے
علوم ریاضیہ حاصل کیے آپ کے تاج کیا اور اپنے شہر میں اگر سلسلہ ہجری میں وفات پائی
آپ کی تصنیفات سے رسالہ فی معرفۃ سمت القبلا و کشتہ نجات الیہ کی یاد رہی ہے
اور اپنے نانا قوشچی کے رسالہ فی معرفۃ سمت القبلا و کشتہ نجات الیہ کی یاد رہی ہے
شرح تفسیری تاریخ وفات ہو۔

یعقوب بن سید علی۔ اپنے زمانہ کے فاضل اجل اور فائق ائران تھے مدت تک
بروسا و اور نہ و قسطنطنیہ میں مدرس رہے کتاب شریعۃ الاسلام کی ایک نہایت عمدہ شرح
مفتاح الجنان نام تصنیف کی جس میں فوائد غریبہ اور لطائف عجیبہ اور مسائل فقہیہ اور

سید علی

عبد العزیز

محمود بن محمد

یعقوب بن سید علی

دلائل حدیثہ کو بڑی خوبی سے بیان کیا۔ علاوہ اسکے کتاب گستان کی شرح بھی عربی میں تصنیف کی اور ۹۳۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

علی بن احمد بن محمد جمالی - علاء الدین لقب تھا۔ نقبہ - اصولی - ادیب - لغوی - نحوی مجتہد - محدث - مفسر - عابد - زاہد - صاحب کرامات فنون عقلیہ و نقلیہ میں تبحر - وفات شرح میں ماہر تھے۔ صغریٰ سن میں حمزہ قرمانی سے علم پڑھا پھر قسطنطنیہ میں اگر مولیٰ خسرو محمد بن فراموز سے تحصیل کی اور مدارس اور نہ اور بردسا کے مدرس ہوئے پھر سلطان محمد خان اور اسکے بیٹے یازید خان کے عہد میں مفتی مقرر ہوئے آپ کے تلامذہ میں سے صد الا فضل یوسف اور قطب الدین مرزلیقونی وغیرہم ہیں وفات آپ کی سن ۹۳۵ھ میں بتائی نقل ایزد تاریخ وفات ہو۔ آپ کے ایک بھائی قوام الدین قاسم بن احمد نام بڑے عالم فاضل تھے جنھوں نے علی توشچی وغیرہ سے علم حاصل کیا اور قسطنطنیہ میں آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے اور کمال قضاء قسطنطنیہ فوت ہوئے۔

مصطفیٰ بن خلیل والد صاحب شقائق النعمانیہ - مصلح الدین لقب تھا شہر اشکری میں ششمہ ہجری میں پیدا ہوئے ابتدا میں اپنے والد سے علم پڑھتے رہے پھر اپنے ماموں محمد کساری پھر درویش محمد بن خضر شاہ پھر قاضی زاہد پھر مولیٰ علی عربی پھر خواجہ زاہد سے علوم و فنون حاصل کیے اور بردسا میں مدرسہ اسدیہ کے مدرس مقرر ہوئے پھر انقرہ میں مدرسہ بیضا پھر اسکوب پھر اور نہ پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے اور ششمہ ہجری میں وفات پائی۔ آپ بڑے عالم فاضل عابد تھے بعض مواضع تفسیر بغیاوی اور شرح وقایہ وغیرہ برسلے لکھے اور ایک رسالہ حل حدیثی الابتداء اور ایک علم فرائض میں تصنیف کیا۔

قطب الدین مرزلیقونی - جامع منقول و معقول - حاوی فروع و اصول تھے علوم اپنے زمانہ کے علما اور مولیٰ علی جمال وغیرہ سے پڑھے اور قسطنطنیہ و ازنیق میں مدرس مقرر ہوئے۔ شرح وقایہ اور سید شریف کی مفتاح پر کچھ تعلیقات لکھیں اور ۹۳۵ھ ہجری میں وفات ہو۔

علی بن محمد جمالی

مصطفیٰ بن خلیل

قطب الدین مرزلیقونی

مولانا شعیب بن مولانا منہاج ناہوری تم الدہلوی۔ عالم عامل فقیہ حاصل
 واعظ بے نظیر۔ علم التمثیل تھے جب وعظ کہتے یا قرآن پڑھتے تو کسی کو راستہ سے
 گذر جانے کی مجال نہوتی خواہ اُسکے سر پر کتنا ہی بوجھ کیوں نہوتا تمام اکابر اور علمائے
 دہلی آپ کے وعظ میں آتے اور استفادہ کرتے تھے اکثر ہالی مولائی شہر کے ایک شاعر
 تھے مولانا منہاج آپ کے والد ماجد ناہور سے دہلی میں ہجرت کر گئے تھے جہاں انھوں نے
 کمال حجت و شفقت سے علم پڑھا اور پھر سلطان بہلول لودھی کے عہد میں دہلی کے مفتی ہوئے
 کہتے ہیں کہ مولانا منہاج تحصیل علم کے وقت آٹا اور تیل بازار شہر سے بیٹھکے لگتے اور آٹے کا
 خرچ بنا کر اور تیل اس میں ڈال کر تمام رات سبکی روشنی میں مطالعہ کتب میں مصروف رہتے
 جب دن ہوتا تو اُس سے روٹی پکا کر تناول کرتے اور تمام دن رات اُسی پر گفتگو کرتے۔
 مدت تک اسی طرح برکتے رہے یہاں تک کہ عالم فاضل ہوئے۔ وفات آپ کی سن ۹۳۵ھ میں تھی
 اور عرض شمس پور خاندان ملک زین الدین کے مدفون ہوئے۔ بدر خاں آپ کی تاریخ وفات ہزار
 زریک محمد رکن الدین لقب تھا۔ سان پاشا اور یوسف بن خضر بیگ رومی اور
 نیز خواجہ زادہ سے علوم و فنون حاصل کیے اور کمالیت کا درجہ پا کر مدرسہ بروہا کے مدرس
 مقرر ہوئے پھر از بنق بھراما سید کے مدرس بنے بعدہ شہر اور نہ کے قاضی مقرر ہوئے
 پھر قسطنطنیہ کی دارالقضا آپ کے توفیق ہوئی اور ۹۳۹ھ ہجری میں وفات ہوئی
 فخر جہاں آپ کی تاریخ وفات ہزار۔

محمد بن خطیب قائم اماسی محی الدین لقب تھا شہر اماسیہ میں پیدا ہوئے سان
 پاشا وغیرہ سے علم پڑھا پہلے اماسیہ پھر بروہا پھر قسطنطنیہ بعد ازاں اور نہ کے مدرس
 مقرر ہوئے اور جب آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس تھے تو سن ۹۳۵ھ میں وفات
 پائی۔ اب بڑے عالم عامل۔ محب صوفیہ مشتغل علم اور ماہر علوم غریبہ مثل جبر و مقابله
 اور موسیقی اور علوم ریاضی تھے۔ سید شریف کی شرح فرائض پر حواشی لکھے اور
 کتاب روض الاخبار المستخرجہ من ربيع الاربار اور رسالہ اچانہ الاصلہ فارسی عن
 آباد المصطفیٰ وغیرہ رسائل کثیرہ تصنیف کیے ان رسائل کے حواشی پر بعض جگہ ابراہیم

اس کا بیان

علی صاحب غنیۃ المستملی شرح غنیۃ المستملی متوفی ۱۱۹۵ھ کی طرف سے خرید بھی کی گئی ہے۔
 احمد بن سلیمان رومی مشہور بہ ابن کمال پاشا۔ شمس الدین لقب تھا۔ فقیہ محدث
 علامہ زمان اور فہامہ دوران تھے۔ کوفی نے آپ کو اصحاب ترمذی میں سے شمار کیا ہے
 علم اپنے ولی لطفی تلمیذ سلطان پاشا اور مولیٰ مصلح الدین قسطلانی وغیرہ فضلاء مشہورین
 سے بڑھا اول شہر اور نہ کے مدرس مقرر ہوئے اور چنانچہ عرصہ کے بعد وہاں کے قاضی
 ہوئے پھر سلطان سلیم خان نے آپ کو عسکر کا قاضی بنایا جب سلطان سلیم خان نے
 قوم پر اس کے سے قاہرہ کو فتح کیا تو آپ بھی قاہرہ میں تشریف لائے جہاں کے علماء کا بر
 وادافہ نے آپ سے مناظرہ و مباحثہ کیا اور آپ کے کلام کی فصاحت و بلاغت کی
 بڑے متعجب ہوئے اور سب نے آپ کی فنیات کا اقرار کیا۔ ۱۲۰۵ھ میں آپ بعد وفات
 علامہ الدین علی جمالی کے فلسطینہ کے منتقل بنے حتیٰ کہ ۱۲۱۵ھ میں انتقال کیا۔ محقق مشہور
 آفاق تاریخ وفات ہے۔ شامی شرح در المختار میں بحوالہ طبقات تہمی لکھا ہے کہ کوئی ایسا
 فن نہ ہو گا کہ جہیں آپ کے ایک یا چند تصنیفات نہ ہوں چنانچہ آپ نے ایک تفسیر قرآن
 اور تعلیق صحیح بخاری تصنیف کی اور تفسیر کشاف اور ادائل تفسیر بیضاوی پر روشنی لکھے
 اور فارسی میں تفسیر سورۃ الملک تصنیف کی علاوہ ان کے کتاب الاصلاح والایضاح
 اور تفسیر التفتیح اور اس کی شرح تجوید التجرید۔ تفسیر السراجہ اور اس کی شرح۔ تفسیر المفتح اور اس کی
 شرح حواشی تلویح۔ شرح مفتاح۔ شرح ہدایہ۔ مگر نام نام۔ حواشی تحفۃ الفقہاء معنیہ حواہج
 زادہ۔ حواشی شرح جمعیۃ سائن پاشا وغیرہ کتب و رسائل فنون مختلفہ میں جو شاید میں تک
 سے زیادہ ہونگے تصنیفات کیے اور ترکی زبان میں تاریخ آل عثمان لکھی صاحب طبقات تہمی
 کہتے ہیں کہ جیسے ولایت مصر میں شیخ جلال الدین سیوطی کثرت تالیف اور سرعت اطلاع
 کی رو سے مشہور و معروف ہیں ایسے ہی آپ روم میں گزرے۔

امام ابن عبد العزیز فرمے۔ عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ مفسر تھے۔ جب حافظ الدین کمال
 بزاز صاحب فتاویٰ بزازیہ شہر فریم میں آکر چندے قیام پذیر ہوئے تو ان سے آپ
 نے علم پڑھا اور ان کے چلے جانے کے بعد ۱۲۱۵ھ ہجری میں شرف الدین بن کمال قرطبی

اس کا بیان

تلمیذ بزازی سے حاصل کیا پھر عند سلطان مراد خان بن محمد خان مین روم کے ملک مین آئے اور مدرسہ مرزیفون کے مدرس مقرر ہوئے جہاں آپ سے یوسف بن جنید نے علم پڑھا بعد ازاں عند سلطان محمد خان بن مراد خان مین قسطنطنیہ مین تشریف لائے اور بادشاہ کی طرف سے آپ کا بیچاس درم روزانہ مقرر ہوا یہاں بھی مدرسہ مین پڑھاتے تھے اور جہاں چاہتے تھے ذکر الہی کرتے تھے۔ کتاب تلویح اور شرح عقائد نسفی اور سید عبد اللہ کی شرح لب پر آپ نے حواشی لکھے۔ صاحب کشف الطغون لکھتے ہیں کہ جب آپ شرح عقائد نسفی کے حواشی لکھ رہے تھے تو ۹۲۳ ہجری مین آپ نے وفات پائی ذوالعقول آپ کی تاریخ وفات ہے۔

شرح عقائد نسفی

سید عبد اللہ بن سید عبد الخالق بھاکری۔ اعظم سادات اور کبرائے شامیہ طریقہ قادریہ سے فقیہ محدث جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے تمام عمر تعلیم علوم اور تدریس فقہ و حدیث اور تفسیر مین مشغول رہے اور کسی سائل کو اپنے دروازہ فیض کا شانہ سے روک نہ کیا۔ وفات آپ کی ۹۲۳ ہجری مین ہوئی اور مرزا آپ کا لاہور مین قریب روضہ سید جان محمد حضور کے واقع ہے۔ فقیہ رازنہ نقیہ تاریخ وفات ہے۔

مختصر باغی

محمد فرہ باغی۔ محی الدین لقب تھا عالم اجل فاضل اہل کمال تھے۔ علوم اپنے شہر کے علماء سے بڑے پھر روم مین آکر یعقوب بن سید علی شارح شریعۃ الاسلام سے تکمیل کی اور ازنین مین مدرس مقرر ہوئے اور اسی جگہ ۹۲۳ ہجری مین وفات پائی فقیہ مذہب تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے حواشی تفسیر کشاف اور تفسیر بیضاوی اور تلویح اور ہدایہ اور شریع وقایہ یادگار ہیں۔

مدیر علم الدین

مولیٰ عصام الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائینی فقیہ کامل عالم فاضل۔ صاحب تصانیف شہیرہ تھے۔ شرح عقائد نسفی اور تفسیر بیضاوی پر حواشی لکھے۔ شرح وقایہ کی شرح اور تلخیص الحانی کی شرح اطلال نام تصنیف کی۔ انکے سوا اور بہت سی کتابیں در سالے تصنیف کیے اور ۹۲۴ ہجری مین وفات پائی۔ فخر دین تاریخ وفات ہے۔

سیدی جلال

سعد المکرم بن علی بن اسیہ خان رومی المعروف بہ سعدی چلبی - شہر قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے پھر قسطنطنیہ میں آئے اور محمد بن حسن بن عبد الصمد سامسونی سے علوم حاصل کیے یہاں تک کہ میدان علم کے شہسوار اور اپنے ہم عصرون پر فائق ہوئے مدت تک مدرس قسطنطنیہ اور نند اور بردسا کے مدرس مقرر رہے اور افتا کا کام آپ کے سپرد ہوا اور ۹۴۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ بحر سعادت تاریخ وفات ہے۔ آپ نے عنایہ شرح ہدایہ اور تفسیر بیضاوی پر حاشی لکھے جنکو آپ کے عزیز شاگرد مولیٰ عبد الرحمن بن علی نے جب وہ قسطنطنیہ کے قاضی ہوئے جمع کیا۔ علاوہ انکے اور رسائل اور تحریکات معتبرہ تصنیف کیں جنکا بیستمی نے اپنے طبقات میں ذکر کیا۔

عبد الواسع بن خضر - فقہ اجل - فاضل اکمل تھے۔ لطف اللہ توفیقی وغیرہ سے علم کا اشتغال کیا پھر عجم میں گئے اور ہرات میں فقہ زانی سے علوم و فنون کی تکمیل کر کے اواخر ایام سلطنت بایزید خان میں بلا دروم میں واپس تشریف لے گئے جب سلیم خان تخت نشین ہوا تو اس نے قسطنطنیہ میں محمود پاشا کا مدرسہ آپ کو دیا پھر عجم و روم میں کا قاضی بنایا بعد ازاں آٹھ مدارس میں سے ایک مدرسہ آپ کو عطا کیا جب سلیمان خان تخت نشین ہوا تو اس نے آپ کو قسطنطنیہ کی قضاوی اور پھر آپ کو نیشیاب کر کے نند و روم روزانہ آپ کا وظیفہ مقرر کیا آپ نے مکہ معظمہ میں ہجرت کر کے اقامت اختیار کی اور مکہ میں ہی ۹۵۵ھ ہجری میں وفات پائی۔

قاضی احمد بن حمزہ المعروف بعب جلیبی - شمس الدین لقب تھا فقہ حنفی محدث کامل تھے۔ پہلے موسیٰ چلبی وغیرہ سے بڑھا پھر قاہرہ میں اگر کتب حدیث کی خزانہ کی اور بلا دروم میں تدریس و نشر علوم میں مشغول رہے ۹۵۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ ہادی حلق تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات سے شرح عقائد وغیرہ باوجود کار ہیں۔

عبد الجبار

محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجوی المعروف بہ شیخ زادہ رومی - محی الدین لقب تھا۔ جامع معقول و منقول اور حاوی فروع و اصول تھے۔ مدت تک قسطنطنیہ میں

شیخ زادہ رومی

مدرس رہے۔ وقایہ و مفتاح و سراجیہ کی شرحیں تصنیف کیں اور تفسیر بغاوی پر بہت مفید اسہل عبارت میں حواشی تصنیف کئے جو آٹھ جلد میں تھے پھر ان میں تصرف کر کے انکو زیادہ کیا چنانچہ دو وزن ششہ مشہور ہو گئے اور کاتبون نے انکو قلمبند کر لیا یہاں تک کہ دو وزن میں کچھ فرق نہیں سمجھا جاتا۔ وفات آپ کی ۹۵۷ھ یا ۹۵۸ھ میں ہوئی۔

ابو جعفر زادہ

محمد بن محمد بن ابی اسامہ الشہر جو زادہ۔ اپنے زمانہ کے امام محقق فقیہ مدقق۔ محدث۔ مفسر۔ اصولی۔ فروعی۔ ماہر علوم ریاضیات و طبیعیات تھے میانی علوم کے اپنے باپ سے جو ایک مدرس جید اور شہرہ بجوئی تھا پڑھے پھر سعدی جلیبی تلمیذ حاجی حسن شاگرد محمد بن اومنان تلمیذ خضر بیگ سے حاصل کیے اور قسطنطنیہ اور نہ کے مدرس مقرر ہوئے ۹۴۷ھ میں جب سعدی جلیبی نے وفات پائی تو آپ کو قضاء کا منصب دیا گیا اور جب ولایت روم ایلی میں عسکر کے قاضی تھے تو ۹۵۷ھ میں وفات پائی۔ وجہ طعن تاریخ وفات ہے۔ آپ نے کتب متداولہ پر تعلیقات لکھیں جنہیں سے تعلیقات تلویح وغیرہ ہیں۔ آپ کے تلامذہ سے علی بن قاضی امر السہیر بہ عتابی زادہ اور محمد شاہ جلیبی ہیں۔

ابو جعفر زادہ

محمد بن علی بن یوسف بائی بن شمس الدین محمد بن حمزہ فناری الشہر بہ محمد بن علی بن جلیبی بڑے عالم فاضل۔ فقیہ۔ مفتی۔ متورع تھے۔ علم اپنے باپ اور خطیب زادہ سے حاصل کیا پہلے مدرسہ بروسا وغیرہ کے مدرس ہوئے۔ پھر ولایت اناطولی میں عسکر منصور یہ کے قاضی بنے بعد ازاں ولایت روم ایلی کے عسکر کی قضاء پر متبدل ہوئے ہدایہ اور سید کی شرح مفتاح وغیرہ پر تعلیقات لکھیں اور اوائل شہج وقایہ پر حواشی لکھے اور ۹۵۴ھ ہجری میں فوت ہوئے۔ عالی مراتب تاریخ وفات ہے۔

ابو جعفر زادہ

سید رفیع الدین صفوی فقیہ محدث۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ عارف فنون رسبیہ و متعارفہ صاحب جود و سخا بڑے خلیق و لطیف تھے آپ کے آباؤ کے کرام تمام علماء و مسالما داتقیاتھے آپ نے مقولات کو مولانا جلال الدین دوانی سے حاصل

کیا اور مولانا موصوف شیراز میں آپ کے مکان پر بسبب رعایت حقوق بزرگی آپ کے
آباد اجداد کے تشریف لا کر آپ کو درس دیتے تھے اور حدیث کو شیخ شمس الدین
محمد بن عبد الرحمن سخاوی مصری سے جو بڑے محقق اور قدوہ متاخرین اہل حدیث
تھے حاصل کیا۔ کہتے ہیں کہ شیخ سخاوی نے پہلے ہی اس بات سے کہ آپ انکی محبت
میں فائز المرام ہوں کچھ اور پرچاس کتابوں کی سند اجازت لکھا کہ آپ کے پاس
بھیج دی تھی جبکہ بعد آپ شیخ موصوف کی خدمت میں پہنچے اور بالمشافہ حدیث کو
اُٹھنے سنا اور مدت تک تلمذ کیا۔ آپ کا اصل وطن شیراز تھا جہاں آپ پیدا ہوئے
اور نشو و نما پایا بعد ازاں بعض آباؤ آپ کے حرمین شریفین کو ہجرت کر گئے
اور آپ ہندوستان میں آکر سلطان سکندر کے عہد میں گجرات سے ولایت دہلی میں
تشریف لائے اور سلطان کی اجازت سے آگرہ میں اقامت اختیار کی سلطان جو حدیث
کو آپ کے حق میں نہایت اعتقاد تھا۔ وفات آپ کی ۷۵۹ھ میں ہوئی اور اپنے مکان میں
دفن کیے گئے۔ مالک خزانہ تاریخ وفات ہے۔ صفوی کی نسبت شیخ صفی الدین عبد الرحمن کپڑ
منسوب ہے جو آپ کے اجداد میں سے مولانا جلال الدین دوانی کے مشائخ حدیث میں سے
تھے اور ان کے سلسلہ کو سادات صفویہ کہتے ہیں۔

عبد الرحمن بن یوسف حمین رومی برادر عابد حلبی ۷۵۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے
اپنے وقت کے عالم محقق فاضل مدق تھے۔ علم پہلے محمد سامسوفی پھر علی بن یوسف
فزاری سے حاصل کیا اور ولایت اناطولی میں مدرس ہوئے پھر بروسا کو تبدیل ہوئے
اور ۷۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ علامہ ذخائر تاریخ وفات ہے۔

عبد الرحمن بن یوسف حمین رومی

عبد الرحمن بن یوسف حمین رومی

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی۔ اپنے وقت کے امام عالم محدث فاضل فقیہ
محقق علامہ مدق اور حلب کے رہنے والے تھے پہلے اپنے شہر کے علماء و فضلاء سے
جوڑھا پھر مصر و روم میں گئے اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ کیا پھر قسطنطنیہ میں
سکونت اختیار کی اور جامع سلطان محمد خان کے خطیب مقرر ہوئے۔ فقہ میں ایک
متن و جہیز مسمی بہ ملتقی الابرار تصنیف کیا اور نئیہ المصلیٰ برود شریفین لکھیں ایک کتاب

غایتہ المستملی المعروف بہ کبیری اور دوسری اسکی مختصر المعروف بہ صغیری۔ آپ کی کتاب لسانی البحر
برایک شش سسی بحجج الانہری شرح لسانی البحر ہر وفات آپ کی ۷۷۰ ہجری میں ہوئی۔
خواجہ عام تاریخ وفات ہو۔

مولانا میر رضی الدین۔ کاشمیر کے علماء میں سے فاضل کامل اور متبحر بے بدل
تھے اوائل زمانہ تسلط میرزا حیدر میں قطب پورہ میں مدرس مقرر ہوئے جہاں بابا واؤد
خاکی اور مولانا شمس الدین پال خواجہ نصیر سے سبب تمت نشیع کے ناراض ہو کر تعلیم کے
یہ آئے تھے۔ میر صاحب اکثر علوم میں تصنیفات رکھتے ہیں آپ کی دفترنیک اختر مولانا
منشی فیروز کے عقد میں تھی۔ وفات آپ کی ۷۷۰ ہجری میں ہوئی۔ فقیر کاشمیر تاریخ وفات ہو۔
محمد بن علماء الدین علی جامی۔ محی الدین لقب تھا بڑے عالم فاضل جامع مقبول
و مقبول تھے۔ علوم اپنے ناما حسام زادہ سے بڑھے اور نیز مومنا زادہ سے تلمذ کیا اور آٹھ
مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے اور ۷۷۰ ہجری میں وفات پائی۔

عبد القادر المشہور بہ قادری جلیبی۔ بڑے عالم فاضل صاحب ذکا و فہمت تھے
علم حیدری اور رکن الدین زیرک محمد سے پڑھا اور انھیں سے فضیلت و کمالیت کا
رتبہ حاصل کیا۔ پہلے آپ کو سلطان سلیمان خان نے معلم مقرر کیا پھر اناتولی میں عسکری
اقضا کا عہدہ دیا اور ۷۷۰ ہجری میں آپ نے وفات پائی۔ فخر عہد تاریخ وفات ہو تعلیم
اور رساں بھی آپ نے تصنیف کیے تھے مگر وہ بہ سبب آپ کی سوء مزاجی اور خیر عمرین
مخروط النقص ہو جانے کے شائع نہ ہو سکے۔

محمد بن عبد القادر الدسید مجھ جلیبی نقیب۔ بڑے عالم فاضل۔ انفار۔ فارسی
میدان بحث تھے۔ جب کسی مجلس میں حاضر ہوتے تو حل مشکلات میں آپ ہی مشارک تھے
علم حسام جلیبی اور محی الدین جلیبی اور شمس الدین احمد بن کمال پاشا سے حاصل کیا اور رتبہ
فضیلت و کمال کو فائز ہوئے اور آپ سے مولیٰ خیر الدین معلم سلطان سلیمان خان نے
پڑھا پھر مولیٰ محی الدین کفوی وغیرہم نے جو دس آدمی تھے آپ سے پڑھا اور آپ کو
سلطان مردم کی ملاقات سے مشرف کیا سلطان نے آپ کو بروسا میں مدرسہ قائم فرمایا

مولانا میر رضی الدین

محمد بن علماء الدین علی جامی

عبد القادر جلیبی

محمد بن عبد القادر الدسید

کا مدرس کیا پھر قسطنطنیہ میں مدرس ہوئے بعد ازاں مصر پھر اور نہ کے قاضی ہوئے اور قسطنطنیہ میں ۹۱۳ھ میں وفات پائی۔ فتح مجملہ تاریخ وفات ہو۔
محمد بن یحییٰ جلہبی تارنی۔ علامہ عصر۔ فرید دہر۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ۔ حاوی معالم فروغیہ و اصولیہ تھے۔ بعد تکمیل کے تشریف علوم اور تدریس میں مشغول رہے اور کتاب قول المہذب فی بیان مافی القرآن من الرد من العرب تصنیف فرمائی۔ وفات آپ کی ۹۲۳ھ میں ہوئی۔ عزت مکنون تاریخ وفات ہو۔

محمد بن یحییٰ

محمد بن یحییٰ

احمد بن مصطفیٰ الشہیرہ طاہر بکری زادہ صاحب شقائق العنایہ۔ ماہ ربیع الاول ۸۰۰ھ میں پیدا ہوئے جب سن تیز کو پہنچے تو انقرہ میں تشریف لے جا کر قرآن شریف کو پڑھنا شروع کیا اور اس وقت آپ کے باپ نے آپ کی کنیت ابی النضر اور لقب عصام الدین رکھا پھر بروسا کو گئے جہاں بعض کتب صرف و نحو علاء الدین قسیم سے پڑھیں پھر جاپکے چچا قوام الدین قاسم بن خلیل بروسا کے مدرس ہو کر آئے تو آپ اُسے پڑھنے لگے چنانچہ بعض کتب نحو و منطق کی اُسے پڑھیں بعد ازاں آپ کے باپ قسطنطنیہ سے بروسا آئے اور اُسے آپ نے باقی علوم پڑھ کر فضیلت و کمالیت کا درجہ حاصل کیا اور محمد تونسلی سے کچھ بارہ صحیح بخاری کا پڑھا اور اُنھوں نے اپنی تمام مسموعات کی جو شہاب الدین احمد بکری تلمیذ حافظ ابن حجر سے حاصل کی تھیں آپ کو اجازت دی ماہ رجب ۸۳۳ھ میں آپ قسطنطنیہ میں مدرس مقرر ہوئے پھر ۹۳۶ھ ہجری میں اسکوب کے مدرسہ اسحاقیہ اور ۹۴۲ھ میں قسطنطنیہ کے مدرسہ قلندر خانہ اور ۹۴۴ھ ہجری میں مدرسہ وزیر مصطفیٰ یا شا اور ۹۴۵ھ ہجری میں مدرسہ اور نہ۔ ۹۴۶ھ ہجری میں آٹھ مدارس میں سے ایک میں ۹۵۱ھ ہجری میں اور نہ کے مدرسہ بایزید خان میں مدرس ہوئے پھر ۹۵۲ھ میں بروسا کے قاضی ہوئے اور ۹۵۴ھ ہجری میں پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے۔ ۹۵۵ھ ہجری میں پھر بروسا کے قاضی بنے اور اس عرصہ میں تیس سے کچھ زیادہ کتب و رسائل تصنیف کیے جن میں سے اشتهر داخل کتاب شقائق العنایہ فی علماء الدولۃ العثمانیہ ہے جس میں آپ نے

عہد سلطان عثمان غازی سے جو ۷۹۹ھ میں بادشاہ ہوا تھا عہد سلطان سلیمان خان تک جو ۹۲۶ھ ہجری میں تخت نشین ہوا علما و فضلا سے روم اور ان کے مشائخ کے حالات طبقہ وار تحریر فرمائے اور ایک رسالہ آیت الوجود میں اور ایک تفسیر آیت ہو الذی خلقکم میں تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۹۶۹ھ میں ہوئی۔ محل فیض تاریخ وفات ہو۔

سید محمد علی

میر سید عبدالاول بن علا حسینی۔ فقیہ محدث۔ جامع علوم عقلی و نقلی اور فنون ظاہری اور باطنی تھے آباد اجداد آپ کے قبضہ زید پور علاقہ جو پور کے رہنے والے تھے جو ولایت دکن میں جا کر سکونت پذیر ہوئے اور آپ وہیں پیدا ہوئے اور وہاں کے علما و فضلا سے تحصیل علوم کر کے فضیلت و کمالیت کو پہونچے اور علم باطن میں سید محمد گیسو دراز کی بعض اولاد کے جو دکن میں تھے مرید ہوئے آخر حال گجرات میں تشریف لائے اور گجرات سے حرمین شریفین کی زیارت کو ہفت فرما ہوئے اور حج کر کے پھر احمد آباد میں واپس آئے نہایت عمر و سن تھے اخیر عمر میں غربت اور انکسار آپ کے حال پر ایسا غالب آیا جس سے آپ کو علوم رسمہ سے بالکل ذہول ہو گیا اور خانقاہان محمد بیرم خان شہید کی استدعا سے جو علما و فضلا کا محب اور غربا و فقراء کا بڑا مربی تھا دہلی کو تشریف لیگے مہمان کم و بیش دو سال قیام کر کے ملاقات واقع ہونے سے پہلے ۹۶۹ھ میں وفات پائی اور قلعہ دہلی میں غریبوں کے گھرستان میں مدفون ہوئے شیخ آوان تاریخ وفات ہو۔ آپ نے اکثر علوم میں تصنیفات کی جہاں فیض الباری شرح صحیح البخاری نہایت تحقیق و تدقیق سے لکھی اور رسالہ فرائض سراجی کو نظم کر کے اُس پر شرح لکھی اور ایک رسالہ فارسی میں تحقیق نفس اور اُس کے تعلقات میں نہایت محققانہ تصنیف کیا اور ایک مختصر سیر میں کتاب السعادت سے منتخب کی اور اکثر کتب پر حواشی اور شرح و تعلیقات لکھے اور ہر قسم کی کتابیں آپ کے پاس موجود تھیں۔

عبدالاول

مولی محمد بن محمد الشہیر برعوب زادہ دومی۔ اپنے زمانہ کے علمائے فحول اور اکابر دہرین سے صاحب تحقیق و تدقیق تھے پہلے شہر بدوسا پھر مدرسہ محمود پاشا

واقعہ قسطنطنیہ پھر آٹھ مدارس میں سے ایک کے پھر مدرسہ سلیمانہ میں مدرس مقرر ہوئے
اخیر کو قاہرہ کی قضاء آپ کے سپرد ہوئی اور پچاس سال کی عمر میں ۹۷۵ھ ہجری میں آپ
بحالت طبعانی دریا کشتی میں سوار ہوئے کہ یکایک کشتی ٹوٹ گئی اور آپ شہید ہو گئے
شیخ جہان تاریخ وفات ۵۰۰- آپ کی تعینات سے شرح وقایہ و ہدایہ اور بدایہ کی شرح نمایاں اور
فتح القدیر اور بی کی شرح مفتاح اور مطول وغیرہ جو اشی یادگار ہیں۔

یوسف قرہ صوی - نور الدین لقب تھا عالم فاضل - حق کہ متوسع و متشرع تھے
علوم مولی مصطفیٰ خواجہ زادہ اور شان پاشا وغیرہ سے حاصل کیے اور مدارس بروسا و
اسکوب و اورنہ و قسطنطنیہ کے مدرس مقرر ہوئے اور سلطان سلیم نے آپ کو قضاہ کا
منصب عطا فرمایا۔ فقہ میں ایک کتاب مرتبی نام تصنیف کی جس میں مختار مسائل کو جمع کیا
اور بقول مختار مشہور میں وفات پائی۔ زیت شہر تاریخ وفات ۵۰۰۔

مولی صالح بن جلال - چونکہ آپ کے والد ماجد زمرہ کبار قضاہ میں سے تھے
اسلئے آپ کو ابتدا سے ہی بڑے بڑے علماء و فضلا سے صحبت رہی لیکن آپ نے زیادہ تر
مولی خیر الدین معلم سلطان سلیمان کی ملازمت اختیار کی اور مدت تک ان کی خدمت میں
رہ کر علوم مختلفہ اور فنون متعددہ حاصل کیے اور فائق براہ دان اور فاضل روزگار ہو کر
پہلے اورنہ میں مدرسہ سراجیہ کے پچیس روپیہ تنخواہ پر مدرس ہوئے پھر قسطنطنیہ میں
مدرسہ مراد پاشا میں تیس روپیہ کی تنخواہ پر تشریف لگے وہاں سے مدرسہ محمود پاشا
میں چالیس روپیہ تبدیل ہوئے جہاں آپ کی پچاس روپیہ تک ترقی ہوئی بعد ازاں
آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر سلطان سلیمان کی طرف سے بعض
کتب قاریہ کے ترکی میں ترجمہ کرنے پر مامور ہوئے جس کو آپ نے تھوڑی ہی مدت
میں نہایت خوبی سے انجام دیا جس پر آپ کو سلطان بایزید خان کا مدرسہ فقہیہ بھیجا
آپ کو حلب کی قضائی مگر کچھ عرصہ کے بعد قضاہ سے معزول ہو کر تفتیشی حوالہ قاہرہ
کے کام پر مامور ہوئے جبکہ آپ نے ایک سال تک کمال استقامت کے
ساتھ انجام دیا پھر دمشق کے قاضی مقرر ہوئے اور وہاں سے مصر ذات الہرام

یوسف قرہ صوی

مولی صالح بن جلال

کی قضاء پر تبدیل ہوئے پھر مدرسہ ابی ایوب انصاری آپ کو دیا گیا مگر تھوڑے دنوں کے بعد بسبب فقہ ان لصارت کے سورہ سپہ ماہواری کے وظیفہ پر پٹیشن باب ہو گئے آپ کی تصنیفات سے روشنی شرح مواقف و حاشی شرح مفتاح جرجانی اور ایک دیوان جرکی زبان میں اور روشنی شرح وقایہ (جن میں اُن مسائل کی تشریح کی ہو جن کے حل کی طرف شایح نے تعرض نہیں کیا) یادگار ہیں۔ وفات آپ کی اتنی سال کی عمر میں ہوئی۔

مولی تاج الدین ابراہیم بن عبید اللہ حمیدی شہر حمید میں نوین صدی کے ابتداء میں پیدا ہوئے اور قسطنطنیہ میں داخل ہو کر وہاں وطن اختیار کیا علوم مولیٰ نور الدین وغیرہ سے حاصل کر کے فاضل اجل۔ فقیہ اکمل ہوئے۔ پہلے قسطنطنیہ کے مدرسہ ابراہیم رداس میں مدرس مقرر ہوئے پھر مدرسہ قصبہ یلوند اور مدرسہ قاضی اسود اور مدرسہ سلیمان پاشا واقعہ انیق میں مدرس مقرر ہوئے اور وہاں شرح وقایہ پر روشنی لکھے اور انہیں ابن کمال پاشا کے اعتراضوں کا خوب جواب لکھا اور جب اس مدرسہ سے علیحدہ ہوئے تو ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں چند مواضع سے اقوال جمع کر کے سولہ جگہ پر ابن کمال پاشا پر تردید کی اور نیز سید کی شرح مفتاح کا بعض مقامات سے حاشیہ تصنیف کیا اور اُس میں بھی ابن کمال پاشا کی تردید کی اور صرف میں شرح مراح تصنیف کی۔ وفات آپ کی ۸۷۰ ہجری میں ہوئی۔

مفتی ملا فیروز معروف بہ پنج گانی بن لولی گنائی۔ کشمیر کے علمائے اجلہ اور فضلاء تھوڑے سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ ابتداء جوانی میں حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے اور کچھ مدت وہاں رہ کر ہندوستان کو آئے اور بدایون میں ہو چکر ہر چند تحصیل علوم میں مشغول ہوئے لیکن کامیابی حاصل نہ ہوئی آخر کو خوش قسمت ہوئے آپ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ نے اُسے علم کا سوال کیا اور پھر حضرت خضر جالیس روز آپ کے پاس آئے اور مختلف علوم پڑھاتے رہے یہاں تک کہ فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ علوم میں عالم فاضل ماہر کامل ہوئے جس کی تعریف

مدائن تاج الدین ابراہیم

انصاری

کو جو چادورہ نزدیک پہنچا تو اکبر شاہ نے ہزار منت و التجا آپ کو اپنے پاس بلا کر بڑا احترام و اکرام کیا اور کاشمیر کو مفتی اعظم بنا کر بھیجا جہاں آپ نے اجرائے احکام شریعت کا کمال دیانت سے کیا اور تصفیہ باطن کے لیے شیخ میر حمزہ کاشمیری کے مرید ہو کر اور عہد حسین شاہ والی کاشمیر میں ۳۰۰ ہجری میں ستر سال کی عمر میں شیعوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ شیعہ محبوب شہر تاریخ وفات ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے ملا عبد الوہاب بھی بڑے عالم فاضل اور صاحب تالیفات ہوئے ہیں جنہوں نے حاشیہ شرح مواقف اور شمسیہ وغیرہ تحریر کیے۔

علی بن حام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان تنقی جو بنوری الاصل برہانپوری المولود ۸۳۰ ہجری میں برہانپور میں پیدا ہوئے پہلے شیخ حام الدین ملتانی وغیرہ سے مختلف علوم حاصل کیے پھر ۹۳۰ ہجری میں مکہ شریف کو تشریف لے گئے اور شیخ ابو الحسن بکری وغیرہ شائخ دارکان دین سے فقہ و حدیث وغیرہ علوم و فنون کی تکمیل کر کے جامع کمالات ظاہری و باطنی ہوئے اور مکہ معظمہ میں ہی اقامت اختیار کر کے نشر علوم ظاہر و باطنی میں بذریعہ تدریس و تصنیف و اس کتاب اور ملحقین و درجہ و نفوذ میں مصروف ہوئے اور بفقہ مبارک کے خواص و عوام میں یہاں تک آپ کی کمالت و نفیست کی شہرہ آفاق ہوئی کہ شیخ ابن حجر عسقلانی کی مفتی حرم محترم مؤلف صواعق محرقة جو ابتداء میں آپ کے اُسناد تھے اخیر کو اپنے آپ کو آپ کا تلمیذ تصور کرنے لگے اور رسم ارادت بجالا کر آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ اکثر اوقات آپ اپنے ہاتھ سے سبیا ہی درست کر کے طالب علموں کو دیتے اور اُن سے اُن کتابوں کے جو کیا اب ہوئیں متعدد نسخے لکھوا کر اہل علم کو دیتے تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں و رسائل تصنیف کیے جن کا مجموعہ صغیر و کبیر عربی و فارسی سنوا کتاب سے متجاوز ہے لیکن سب سے بڑی اور مفید تر کتب العمال فی سنن الاقوال و الافعال ہے جس میں آپ نے شیخ جلال الدین سیوطی کتاب جامع صغیر اور جامع کبیر یعنی جمع الجوامع اور زوائد و کمالات کو جن میں احادیث کو حدیث نبوی پر

نسخہ

جمع کیا گیا تھا اور جمع احادیث قوی و فعلی آنحضرت کے احاطہ کا دعویٰ کیا گیا۔
 فرمائی اور ابواب فقہیہ پر انکو ترتیب دیا پھر انکو منتخب کیا اور اکثر مکملات کو حذف
 کر کے ایک مہذب و منقح کتاب جاریہ جلد میں تیار کی جسکی نسبت ابو الحسن بکری نے
 فرمایا ہے۔ للسیوطی منہ علی العالمین وللتقی منہ علیہ بیان سے غور کرنا چاہیے کہ امیلی
 امان نظر فہم معانی اور ترتیب الفاظ احادیث میں کس قدر تھی آپ کا اشتغال تفسیر
 سنن و احادیث نبوی میں یہاں تک تھا کہ آخر وقت میں بھی جب حسب مقتضاے
 بشریت کے امکان حرکت اور طاقت بٹنے کی نہ رکھتے تھے حکم کیا تھا کہ تادم اخیر مقابلہ
 کتب احادیث کا ہمارے آگے سے نہ اٹھاؤ لوگوں نے عرض کیا کہ ہلکے کس طرح معلوم
 ہو کہ اب آپ کا دم اخیر پر آپ نے فرمایا جب تک ہماری انگشت شہادت کو موافق حرکت
 ذکر کے متحرک دیکھو تو یہی جانو کہ ابھی تک روح قالب میں ہو اور جب وہ حرکت سے باز
 رہ جائے تو جان لو کہ روح قبض ہو گئی چنانچہ ایسا ہی اُغنون نے کیا اور آپ نے دوم
 جمادی الاول ۵۸۷ھ کو سحر کے وقت وفات پائی۔ آپ کی تاریخ ولادت سحر خیز اور تاریخ
 وفات شیخ مکہ ہے۔ شیخ عبد الوہاب متقی نے آپ کی تعریف و سونخ عمری میں ایک کتاب
 اتخاف التقی فی فضل شیخ علی اتقی تصنیف کی ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے
 کتاب زاد المتعین میں آپ کا ذکر ایسی شرح و بیل سے کیا ہے کہ اس سے زیادہ مقصود نہیں۔
 سید عبد اللہ درانی بن سید محمد غوث گیلانی جلیبی اوجی۔ جامع علوم منقول
 و منقول حاوی فروع و اصول صاحب عمل و توکل۔ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اور
 قعبہ اوج میں سکونت رکھتے تھے آپ کے وسیلہ سے بیشمار خلقت مدوری و معنوی
 کمالات کو پہونچی۔ وفات آپ کی بعد ابراہیم بادشاہ ۹۵۰ھ ہجری میں ہوئی۔ فرار آپ کا
 اوج میں زیارت گاہ ہے۔ فخر زمان تاریخ وفات ہے۔

محمد آفندی برکلی رومی۔ عالم فاضل جامع علوم نقلیہ و فنون عقلیہ تھے۔
 علم حمی الدین اخی زادہ سے بڑھا اور سلطان سلیمان خان کے عہد میں مولیٰ عبدالرحمن
 قاضی عسکر کی ملاست کی یہاں تک کہ فائق افغان ہوئے اور ایک خلق کثیر نے آپ سے

ایک کتاب

ایک کتاب

استفادہ کیا آپ کے اور معلم سلطان سلیم خان کے باہم بڑی محبت تھی اسلئے اُس نے
قبضہ برکل میں آپ کے لئے مدرسہ بنوایا۔ آپ کی تصنیفات سے مختصر کافہ بیضاوی کی
شرح اور کتاب طریقہ محمدیہ اور حاشی شرح وقایہ اور کتاب الفرائض یادگار ہیں۔
وفات آپ کی ۱۰۱۹ھ ہجری میں ہوئی۔ کان فضل تاریخ وفات ہے۔

محمد بن محمد بن مصطفیٰ بن عماد اسکلبی المعروف بابی السعود۔ قبضہ اسکلبی میں جو رم
کے ملک میں واقع ہے۔ اُنیسویں ماہ صفر ۹۶۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کے باپ
نے جو بڑے عالم فاضل تھے بعد مبانی علوم کے آپ کو فقہ و ادب کی تعلیم دی اور
سکا کی کی مفتاح کو حفظ کرایا اور نیز فنون ادبیہ اور علوم نقلیہ و عقلیہ موبدزادہ تلمیذ
جلال الدین دوانی اور ایک جماعت علمائے عصر سے حاصل کیے بہانیک کہ شیخ گیر اور
عالم نحریر عرب و عجم میں مہیئر ہوئے اور ریاست مذہب و فتیاء تدریس کی آپ پر تھی ہوئی
جو نہ کہ اصول و فروع میں قوت کاملہ اور قدرت شاملہ اور فضیلت تامہ کہتے تھے اسلئے اکثر
بعض مسائل میں اجتہاد کر کے اُنکو نکالتے اور بعض دلائل سے اُنکو ترجیح رطت دیتے تھے
علم ادب میں یہ حال تھا کہ شیخ مصطفیٰ قطب الدین کہتے ہیں کہ میں نے رطت اولیٰ میں ۱۲۳۰ھ
کو جبکہ آپ استنبول کے قاضی تھے آپ سے ملاقات کی اور آپ کو نہایت فصیح و بلیغ اور فن
ادب میں مرعہ پایا اور میں نے آپ کی اُس عربیت سے جو ولایت عرب میں پھر حاصل نہیں کی
تھی تعجب کیا اور کہا کہ یہ ضرور بخشش خدا سے ہے پہلے سلطان سلیمان خان نے آپکو مدارس
بروسا و قسطنطنیہ وغیرہ دیے بعد ازاں بروسا پھر قسطنطنیہ کی قضاء آپکے بہرہ ہوئی ۱۲۳۴ھ
میں روم اعلیٰ میں عسکر منقولہ کی قضاء آپ کو تعویض کی گئی اور سلطان کو امر دہنی کے خطاب
کرنے کا آپ کو درجہ حاصل ہوا پھر ۱۲۳۵ھ ہجری میں قسطنطنیہ میں افتاء کا منصب حاصل کیا
جس پر تیس سال تک قائم رہے اور وہیں ایک تفسیر مسملیہ برارشاہ العقل المسلم الیٰ مزایا
الکتاب الکیم تصنیف کی اور اُسکو سید محمد نقیب بن سید محمد بن عبدالقادر اپنے داماد اور
شاگرد کے ہاتھ سلطان کے پاس بھیجا جسکو سلطان نے بڑی خوشی سے قبول کر کے
اُنکو وظیفہ میں اضافہ کیا اور بعد وفات سلیمان خان کے اُسکے بیٹے سلیم خان نے

بھی بڑی تعلیم و تکریم قائم رکھی اور آپ نے مدت العمر عزت و توقیر کے ساتھ زندہ رہ کر ۹۸۵ھ
یا ۹۸۶ھ میں وفات پائی۔ قدوة المفسرین تاریخ وفات ہے۔ تفسیر آپ کی تمام لطافت
ونکات اور فوائد و اشارات پر شامل ہے اس قدر طویل ہے کہ جس سے ملالت حاصل ہو
اور نہ اس قدر تفسیر ہے کہ مطلب فوت ہو۔ صاحب کشف الطنون نے لکھا ہے کہ یہی تفسیر ہے
جو کشف کے بعد تصنیف ہوئی ہے اور جس اعتبار اور اشتہار کے رتبہ کو پہنچی ہے بیضاوی
اُسکو نہیں پہنچی اور یہاں تک اُسکے حسن سبک اور لطافت تعبیر سے اُسکے نسخے افطار د
اکناف عالم میں منتشر ہوئے اور فحول علماء و کبار فضلہ نے اُسکو قبول کیا کہ اُسکے
مصنف کو خطیب المفسرین کا خطاب دیا گیا اور نشی محمد موع ترک نے اُسکی تاریخ تاج تفسیر
کلام معجز اور تاریخ بقیض اُسکی لفظ تفسیر اکبر سے نکالی ہے۔

مدقہ دہم

مولانا کلان اولاد فراہ کو ہے۔ محدث اجل۔ فقیہ فاضل۔ علوم کے بحر زخار
تھے۔ حدیث اور علوم درسیہ کو زبدۃ المحققین مبرک شاہ تلمیذ سید جمال الدین محدث
صاحب روضۃ الاجاب سے حاصل کیا اور بہت سے مشائخ کی صحبت کی اور حج کے
ہندوستان میں تشریف لائے اور جاناگیر شاہ کے استاد ہوئے۔ ہندوستان
کے ایک بڑے گروہ نے آپ سے حدیث کو پڑھا۔ ملا علی قاری نے بھی آپ سے
مشکوۃ شریف پڑھی جیسا کہ اُسفون نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس بات کی تصریح
کی ہے۔ وفات آپ کی ۹۸۶ھ ہجری میں ہوئی اور آگرہ میں دفن کیے گئے۔ فتنہ زہا
تاریخ وفات ہے۔

مدقہ دہم

محمد بن طاہر قمی۔ فادم حدیث نبوی۔ ناصر سنن مصطفوی۔ جامع منقول و
معقول۔ حاوی فردغ و اصول۔ تھے۔ ۱۲۷۰ھ ہجری میں شہر ہندوستان میں پیدا ہوئے
پہلے اپنے ملک کے علماء و فضلاء مثل مولانا شیخ ناگوری اور شیخ برہان الدین تہود
اور مولانا ید اللہ سوہی اور ملامتہ وغیرہ سے علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کی
پھر حرمین شریفین کو تشریف لیگے اور وہاں کے علماء و مشائخ مثل شیخ ابی عبید اللہ
زبیدی اور سید عبد اللہ عدنی اور شیخ مجید اللہ حضری اور شیخ حارث السدکی اور شیخ

امین بکر کی صاحب مواعق محرقہ اور شیخ علی مدنی اور شیخ بر خردار سندھی اور شیخ ابو الحسن
 بکری کی سے علوم و فنون حاصل کیے خصوصاً شیخ اجل اور دلی اکمل علی بن حاتم الدین
 ستقی سے سبب شہار فیوض حاصل کر کے ان کے مرید خاص ہوئے پھر اپنے وطن میں واپس ہو کر
 افتادہ علوم اور اعلا سے کلمۃ الحق کا ہنگامہ گرم کیا اور تصانیف نفیسہ میں مصروف
 ہوئے جن میں سے مجمع البحار فی غریب الحدیث اور المغنی فی ضبط اسماء الرجال اور
 تذکرۃ الموضوعات فی الاحادیث الموضوعہ اور قانون الموضوعات فی ذکر الغنیفہ
 و النواضیل وغیرہ ہیں اور بموجب وصیت اپنے شیخ علی ستقی کے واسطے
 امداد کتب تالیفوں کے اپنے ہاتھ سے سیارہی حل کر کے دیتے تھے یہاں تک
 کہ سبق پڑھانے کے وقت بھی سیارہی حل کرنے میں مشغول رہتے تھے ان دنوں
 ابو ایسر عہدیہ کا بڑا زور تھا اور وہ سید محمد جوہوری مدعی معدویت کا اقتدار
 کرتے تھے آپ نے مثل اپنے شیخ و استاد کے کمر ہمت باندھ کر عہد کیا کہ جب تک یہ
 بدعت قوم مذکور میں اسے دور نہ ہوگی پکڑی اپنے سر پر نہ باندھیں گے چنانچہ کچھ مدت تک
 بغیر پکڑی باندھنے کے ان کے استیصال میں مشغول رہے جب سلسلہ میں اکبر شاہ نے
 گجرات کو فتح کیا تو آپ سے اُسکی قبیلہ جن میں ملاقات ہوئی اور اُسنے اپنے ہاتھ سے
 آپ کے سر پر پکڑی باندھ کر کہا کہ آپ کے ترک دستار کا سبب میں نے سن لیا ہے پس
 اب نصرت دین نہیں کی آپ کے ارادہ کے موافق مجھ پر لازم ہوئی اسی سال گجرات
 کی حکومت خان اعظم میرزا عزیز کو کہ کے سپرد ہوئی جس کی اعانت سے اکثر رسوم عدت
 کی دور ہوئیں لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد صوبہ گجرات خان خانان عبدالرحیم کے
 تحت حکومت میں آگیا جسکی حمایت سے فرقہ عہدیہ نے پھر دور پکڑ لیا آپ نے پھر
 پکڑی اپنے سر سے اتار ڈالی اور آگرہ کا قصد کیا کہ اکبر شاہ کے پاس جا کر عرض
 حال کریں اور اس بدعت کے دور کرنے کا قرار واقعی تدارک کرائیں ہر چند شیخ
 وجیہ الدین علوی نے کئی تہ منع کر کے فرمایا کہ یہ جہاں نظر اسکا سے جلالی و جمالی
 ہو حفظ آثار اور احکام پر اسم صراط مستقیم ہو مگر کچھ سود مند نہ پڑا اور آپ نے

۹۶۷ھ ہجری میں کوچ کر ہی داراستہ میں مخالفوں کی ایک جماعت نے پہنچ کر درمیان
ادھین و سارنگپور کے آب کو شہید کر دیا۔ غرض آپ کی مالوہ سے قبضہ بین میں لاکر
آپ کے اسلاف کے مفاہر میں دفن کی گئی۔ خلیفہ دوران تاریخ وفات شیخ عبدالحق
محدث دہلوی اخبار الاخیار میں میان غیاث ساکن بروج صوبہ گجرات کے حالات میں
جو اپنے وقت کے صلحاء تھے لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالوہاب خلیفہ شیخ علی متقی نے فرمایا کہ
میں نے ایک دفعہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اس زمانہ میں کون افضل ان
ہو آپ نے فرمایا میان غیاث پھر تیرا شیخ پھر محمد طاہر انتہی۔ بعض نے آپ کا لقب حضرت
ابوبکر صدیق تاک پہنچایا ہے اور باتفاق جمہور آپ قوم بوہرہ میں سے تھے جو صوبہ
گجرات میں رہتی ہے جس کے اسلاف ملا علی کے ہاتھ پر جنکی قبر کنبات میں ہے اسلام
تھے تمام تجارت پیشہ اور اہل حرفہ میں غالباً ان کے اس لقب سے مشہور ہونے کی وجہ
یہی شغل تجارت ہے جسکو ہندی میں بویا کہتے ہیں۔

مولی احمد بن مولی بدر الدین تور و آفندی المعروف بہ قاضی زاوہ رودی شمس الدین
یا زین الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے فقیہ محدث۔ عالم محقق فاضل مدقق امام العلماء
سید الفقہاء تھے۔ علوم مولی محمد المعروف بہ جوئی زادہ اور مولی سعدی محسنی تفسیر ضیاء
سے حاصل کیے۔ مدت تک بلاد روم میں حلب و عسکر کے قاضی اور قسطنطنیہ میں مفتی رہے
ہمایہ کی شرح کتاب الوکالۃ سے آخر تک مسمی بہ نتائج الافکار فی کشف الرموز والاسرار
بطور تملکہ بفتح القدر کے تصنیف فرمائی اور اُس مین مین ہزار ایراد ایسے شرح ہدایہ
پر لکھے جو آپ سے پہلے کسی فقہ نے نہیں کیے تھے اور نیز سید کی شرح مختار کا حاشیہ
اور اوائل شرح ذقایہ پر حاشیہ اور تجرید پر حاشیہ لکھا اور مسائل کثیرہ تصنیف کیے۔
وفات آپ کی ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ مقصود مذاہب تاریخ وفات ہو۔

محمود بن سلیمان کفری۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور واقف فنون اصولیہ و فرعیہ عالم ماہر۔ فاضل تبحر تفسیر۔ علم محمد بن عبد الوہاب تلمیذ ابن کمال پاشا شاگرد مصباح الدین قسطلانی سے حاصل کیا اور نیز سید محمد بن عبد القادر تلمیذ نور الدین قرہ صوفی شاگرد

شاگردِ نسان پاشا سے پڑھا۔ مدت تک تالیف و تصنیف و درس و تدریس سے علم کو نشر کیا ایک کتاب سنی برکت نامہ علامہ الاخبار المشہور بہ طبقات کفوی نہایت عمدہ تصنیف کی جس میں مشاہیرِ حنفیہ کے حالات امامِ اعظم رحمہ سے لیکر اپنے زمانہ تک مع اُنکے سلسلہ تلمذ و وفات و ولادت و تصنیفات و آثار اور حکایات کے لکھے اور ہر ایک کے ترجمہ میں اُنکی تصنیفات و تالیفات سے فوائد درج کیے اور کئی ایک کتاب میں اُسکو مرتب کر کے ہر ایک کتبہ کو تراجمِ جامع وغیرہ سے برک کر کے اُسکو اس جماعتِ صلحا و اولیاء کے ذکر سے ختم کیا جنکے ذکر کے وقت خدا کی رحمت نازل ہوتی اور نحوست دور ہوتی ہو۔ وفات آپ کی سنہ ہجری میں ہوئی۔ شیخ بے نیاز تاریخ وفات ہے۔

مولانا یحییٰ اللہ سندھی۔ شیخ علی متقی کے اصحاب میں سے تھے اور گو شیخ ابن حجر کی سے شاگردی کی نسبت رکھتے تھے لیکن شیخ ابن حجر نے آپ سے علم عربی میں استفادہ کیا اور اکثر وقت کہتے کہ ہمارے لیے اس کلام کو عربی کر دو شیخ نے آپ کی اجازت کے ورقہ میں یہ لکھا کہ فائدہ دیا اُفون نے مجھ کو زیادہ اُس سے جو فائدہ بکرا۔ آپ بڑے دانشمند تھے اور کسی سے کچھ طمع اور کام نہ رکھتے تھے محض خدا کے لیے درس دیتے اور فائدہ پہنچاتے اور تصبیح کتب کی کرتے تھے آپ نے ایک نسخہ مشکوٰۃ کا اپنے ہاتھ سے نہایت عمدہ تصحیح کیا تھا اور اُسکو محشی کر کے درق درق کر دیا تھا بہت لوگ ایک مجلس میں اُس سے استفادہ اور اقتباس کرتے تھے حواشی میں آپ نے مذہبِ حنفیت کا اثبات کر کے اُسکے دلائل درج کیے تھے آپ کا قول تھا کہ میں مشکوٰۃ کو خفی بنا دیا ہوں اور کہتے ہیں کہ تمام عمر میں جو میں نے کام کیا ہے تصبیح مشکوٰۃ کی ہے اور اُمید رکھتا ہوں کہ خدا سے تعالیٰ اُسکی برکت سے مجھے بخش دے۔ وفات آپ کی سنہ ہجری میں ہوئی اور تاریخ وفات آپ کی جہنمہ رحمت ہے۔

شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی۔ عالم ماہر۔ فاضل متحر۔ زہاد۔ عارف۔ فقیہ۔ محدث جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ سنہ ہجری میں قصبہ جابا نیر واقع صوبہ گجرات میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی نشوونما پا کر طلب علم میں نکلے اور علامہ

مولانا یحییٰ اللہ سندھی

شیخ وجیہ الدین علوی

طاری سے علوم حاصل کیے اور شیخ فاضل سے خرقہ بنا۔ تمام عمر تدریس علوم اور تصنیف کتب میں مصروف رہے اور اکثر کتب کے شرح و حاشی تصنیف فرمائے چنانچہ شرح منجۃ الفکر اصول حدیث میں۔ حاشیہ تفسیر مضاوی۔ حاشیہ عضدی۔ حاشیہ ترویج حاشیہ بزدلی۔ حاشیہ ہدایہ۔ حاشیہ شرح وقایہ۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ مختصر۔ حاشیہ شرح تجرید۔ حاشیہ اصفہانی۔ حاشیہ شرح عقائد تفتازانی۔ حاشیہ قدیم عقود ودانی۔ حاشیہ موافق۔ حاشیہ شرح حکمۃ العین۔ حاشیہ شرح مقاصد حاشیہ شرح خمینی۔ حاشیہ شرح جامی۔ شرح ارشاد فی الخود وغیر ذلک آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ آپ کا بادشاہ اور علماء فضلہ کے نزدیک یہاں تک اعتبار تھا کہ جب سید محمد غوث صاحب جواب النسخہ سبب ایذا شیر شاہ بادشاہ کے گوالیار سے گجرات میں پہونچے تو وہاں کے علماء اُنکے رسالہ معراج نامہ کے مضامین پر معترض ہو کر مذاہمت میں اُٹھے اور سید موصوف کے قتل میں ایک محضر نامہ لکھ کر تمام علماء نے مہر میں ثبت کر دین یہاں تک کہ حضرت شیخ علی متقی نے بھی جو صاحب علوم ظاہری و باطنی تھے محضر نامہ مذکور پر اپنی مہر ثبت کر کے بادشاہ کے پاس بھیج دی بادشاہ سے تامل کر کے فرمایا کہ جب تک شیخ وجیہ الدین کی اسپر مہر ثبت نہ ہوگی قتل کا حکم نہ دیا جاوے گا پس محضر مذکور آپ کے پاس بھیجا گیا اور آپ بغرض دریافت حال کے سید صاحب موصوف کی خدمت میں تشریف لے گئے اور پہلی ہی ملاقات میں خرفیہ حال و مثال سید صاحب ہو کر استفسار کو بارہ بارہ کر دیا اور علماء کو جواب میں فرمایا کہ تمہارا فہم کمال و معانی سید صاحب کو نہیں پہونچ سکا اور جو تھے حکم کیا ہو ظاہر شریعت میں ایسا ہی ہو لیکن یہ معاملہ باطنی ہو اور معراج سید صاحب کا عالم واقع میں وقوع میں آیا ہو اور حالات واقع کو عالم ظاہر کے ساتھ کچھ اعتبار نہیں دفات آپ کی ۱۰۹۹ء میں ہوئی۔ اور قبر آپ کی احمد آباد میں زیارت گاہ عام ہو۔ تاریخ وفات آپ کی لکھنؤ جنات الفیض و فیض کا۔ سے نکلتی ہو۔

سید محمد غوث

یکم بن بخشی رومی۔ عالم فاضل۔ نقیبہ تاجر تھے بہت لوگوں نے آپ سے

فیض پایا اور شریعت الاسلام کی شرح تصنیف فرمائی۔ اور اوائل دسویں صدی میں فوت ہوئے
 محمود بن شیخ محمد۔ بڑے کریم النفس عالم فاضل محب العلم و العلماء تھے پہلے شہر
 بردسا کے قاضی مقرر ہوئے پھر شمسہ ہجری میں آپ کو سلطان بایزید خان نے
 اناطولیہ میں قضا و عدالت کے عطا کی۔ آپ نے ترکی زبان میں ایک کتاب محمودیہ
 نام نظم میں تصنیف کی۔

سید العلی بن محمد بن حسین برجندی۔ جامع اصناف علوم محسوس و منقول۔
 حاوی الاثر مسائل فروغ د اصول۔ فقیہ محدث۔ صاحب زہد و تقویٰ تھے خصوصاً
 علم نجوم و حکمیات میں مہر میں آپ کو مد طولی حاصل تھا۔ علم حدیث کا خواجہ مولانا صفحہ فانی
 اور قزوینی مولانا منصور و مولانا معین الدین کاشی سے حاصل کیے باقی علوم
 سے اور مولانا کمال الدین شیخ حسین قزوینی سے اخذ کیے اور مولانا سیف الدین احمد
 تفتازانی اور مولانا کمال السعدی شردانی سے بھی استفادہ کیا اور ہمیشہ اصناف
 تواضع و پرہیزگاری و علم اور دیندارگی سے مستغنی رہ کر نشر علوم اور تالیف و تصنیف
 میں مصروف رہے۔ شمسہ ہجری میں کتاب محیط کی شرح لکھی۔ فقہ میں مختصر و فایہ
 کی شرح نقایہ اور مآخذہ میں رسالہ غصہ کی شرح اور فیض اصطراب میں رسالہ
 طوسی کی شرح تصنیف کی اور شرح الحنفی حنفی قاضی زادہ موسیٰ رومی پر جوشی
 اور رسالہ تذکرہ اور تخریر اور رسالہ شمسہ پر شرح لکھے اور ایک رسالہ العباد و اجرام
 میں نظم میں تصنیف کیا۔

مولانا شمس الدین محمود خضریٰ۔ فارس کے اعظم و اقیار میں سے جامع
 معقول و منقول تھے مدت تک شہر کاشان میں مقیم رہ کر درس و تدریس اور افادہ علوم
 میں مصروف رہے۔ شمسہ ہجری میں دور سالے ایک تفسیر سورہ فاتحہ کتابے
 دو سرا جمل حدیث صحیحہ میں تصنیف کر کے دارالسلطنت ہرات میں سلطان میرزا حسین
 کے پاس بھیجے جسے منظور فرما کر آپ کو صلہ و انعام سے مالا مال کیا۔

شیخ اسماعیل حقی آفندی۔ عارف کامل۔ فاضل۔ مفسر مستند۔ مرجع العلماء

زبدۃ الفضلاء تھے۔ کہنے شیخ عثمان نزہل قسطنطنیہ کے اشارہ سے جب جلد میں تفسیر روح البیان تصنیف فرمائی جس میں امام اعظم کے مذہب کی تائید اور اعانت کی اور انہیں کے مذہب کے موافق آیات قرآنی کی تفسیر فرمائی ہو۔

صلاح الدین موسیٰ بن حمید الدین بن افضل الدین۔ آپ بھی اپنے باپ کی طرح بڑے عالم فاضل عابد زاہد تھے اور ہر وقت علم و عبادت و تدریس و نشر علوم میں مصروف رہے اور آٹھ مدارس میں سے ایک کے مدرس ہوئے۔

مولانا حامی داغظ چونکہ مولانا محمد حسام الدین قسطنطنیہ کے افرات و تلامذہ میں سے تھے اسلئے اسی مناسبت سے حامی کے نام سے مشہور ہوئے بڑے فصیح و بلیغ و طلیق اللسان اور کثرت قوت حافظہ میں مشہور و معروف تھے چنانچہ بڑی بڑی حکایات کو بعینہ عبارت مصنفین میں منبر پر یاد پڑھ دیتے تھے اور ہر جمعہ کو جامع مسجد السلطنت ہرات میں وعظ کرتے تھے اور چار شنبہ کے روز فرار خواجہ ابوالولید احمد قدس سرہ میں لوگوں کو وعظ و نصائح سے مملو و مسرور فرماتے تھے اور مولف حبیب السیر متوفی ۸۲۲ھ ہجری کے ہمعصر دین میں سے تھے۔

محمد بن عبد الاول تبریزی الشہیر بمولی امیر کیمو۔ بڑے عالم فاضل۔ عارف علوم عقلیہ و نقلیہ اور جامع فنون اصولیہ و فروعیہ تھے اور صنعت النثر میں آپ کو معرفت تامہ حاصل تھی۔ باپ آپ کا تبریز کا قاضی تھا آپ نے صغریٰ میں مولیٰ جلال الدین دولائی کو دیکھا اور اپنے باپ کی حیات میں روم کے ملک میں آئے چونکہ آپ کے باپ اور عبدالرحمن بن مؤمنین بڑی دوستی تھی اسلئے اسے آپ کو سلطان بایزید خان کے حضور میں حاضر کیا اسے آپ کو مدرسہ وزیر معطفی پاشا کا مدرس مقرر کیا پھر آپ مدارس بروسا و مغینا کے مدرس ہوئے بعد ازاں دمشق اور حلب اور قسطنطنیہ کی قضاء آپ کے سپرد ہوئی اور آپ کے اور سید محمد بن عبدالقادر کے درمیان بڑے مناظرے و مباحثے ہوتے رہے۔

مولانا خواجہ شمس الدین بال کا شمیری۔ اعلم علمائے دہرادرج فضل

صلح الدین محمد بن

مولانا حامی داغظ

مولانا محمد بن

مولانا محمد بن
بال کا شمیری

عصر تھے۔ مرزا حیدر کے زمانہ میں بسبب حق گوئی کے علماء کے درمیان ممتاز تھے اکثر علماء سے بحث و مناظرہ میں غلبہ حاصل کیا اور بدلات خواجہ داؤد طوسی کے جو آپ کے شاگردوں میں سے تھے حضرت مخدوم کی خدمت میں پہنچے اور اُن سے طریقت کو حاصل کیا۔ بعد شہادت میرزا حیدر کے حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور وہیں وفات پائی۔

حدیقہ یازدہم

گیارہویں صدی کے فقہاء و علماء کے حالات میں

شیخ عبدالوہاب نقی بن شیخ ولی اللہ مندوی۔ شہر مندو میں پیدا ہوئے پھر آپ کے والد ماجد جو اکابر و اعیان ولایت مندو سے تھے بسبب حادثات زمانہ کے ہندوستان میں آکر برہمنوں میں سکونت پذیر ہوئے اور ٹھوڑے دنوں کے بعد آپ کو صفیرالسن جھوڑ کر فوت ہو گئے آپ کو صغر سنی میں ہی علم اور تقویٰ کا شوق غالب ہوا اسیلئے مکہ گجرات اور دکن و سیلان اور سراندریب میں کسیر کر کے تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور اکثر علماء و فضلاء و مشائخ کی صحبت سے فیضیاب ہو کر بیس سال کی عمر میں ماہ جمادی الاولیٰ ۱۱۸۷ھ ہجری کو مکہ معظمہ میں پہنچے اور بعد اداے حج کے شیخ علی نقی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بارہ سال تک ان کی صحبت میں رہ کر فقہ و حدیث و علوم شرعیہ وغیرہ میں فاضل اجل اور قاموس اللغۃ اور معارف فقر و تقویٰ میں عارف کامل اور اولیاء اکمل ہوئے اور بعد وفات شیخ علی نقی کے آپ نے مکہ خلیفہ و جانشین ہو کر ۲۶ سال تک مکہ معظمہ میں نشر علوم ظاہری و باطنی میں مصروف رہے اور ان چالیس سال میں کوئی حج آپ سے فوت نہیں ہوا اگرچہ بعد وفات بیرون روشن ضمیر کے آپ واسطے اداے حقوق ذوی الارحام کے گجرات میں تشریف لائے مگر اسی سال مکہ معظمہ میں مراجعت فرما کر اُس سال کا حج ادا کر لیا۔ اگرچہ آپ ہر ایک علوم شرعیہ و نقلیہ کو پڑھاتے تھے لیکن تفسیر و حدیث و تقویٰ کی رغبت تمام دہشتی والا کلام تعلیم دیتے تھے اور جو شخص جس ملک کا ہوتا اُس کو اُسی کی زبان

شیخ عبدالوہاب نقی بن شیخ ولی اللہ مندوی

مین تعلیم کے وقت تقریر کر کے سمجھاتے۔ شیخ علی الحق محدث دہلوی نے مکہ منظمہ مین جا کر آپ سے ہی حدیث کو پڑھا اور صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث کی سند حاصل کی اور سبب نقوٹ مین آپ کے مرید ہوئے اور خرقة خلافت حاصل کیا اور آپ کا حال بشرح و بسط کتب زاد المتقین اور اخبار الاخیار مین لکھا جہاں بچہ زاد المتقین مین آپ کے حالات مین لکھا ہے کہ ایک دن آپ کی مجلس مین امام شافعی کے مذهب مین بات شروع ہوئی کہ اکثر انکا مذهب ظاہر حدیث کے مطابق معلوم ہوتا ہے عرض کیا گیا کہ کئی دفعہ اس سے خلمان دل مین ہوتا ہے اور دل مین گزرتا ہے کہ اگر کوئی شخص شافعی المذہب ہو جائے تو بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بات اسطرح پر نہیں ہے کیونکہ حنفی کتب مین جو ولایت ماوراء النہر اور ہندوستان مین مشہور مین اکثر احکام کا اثبات قیاس اور دلائل عقلیہ سے کیا گیا ہے لیکن ہجگہ ایسی کنائین تعین ہوئی ہیں کہ ہر ایک قول حنفی پر حدیث صحیحہ کو وارد کر کے اسکا اثبات کیا گیا ہے بلکہ بعض علما سے خفیہ نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہر ایک مطلب پر آیت اور حدیث کو معاللاتے مین یہاں تک کہ اس بات کے کہنے کا موقع ملتا ہے کہ شافعی ہی اصحاب راے مین سے مین نہ خفی جہاں بچہ اس دعوے کی تصدیق ابن ہمام کی شرح ہدایہ اور شمسی شرح مختصر وقایہ اور مواہب الرحمن اور اسکی شرح سے جو بعض علما سے مصر نے تصنیف کی مین مطالعہ کرنے سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے اور فرمایا کہ ممکنہ یہ شبہ ظاہر مشکوٰۃ کی مطالعہ سے پیدا ہوا ہو گا کہ اکثر احادیث اسکی شافعی مذہب کے موافق مین کہ اس کے مؤلف نے اسکی احادیث کو موافق اپنی جستجو و تفحص کے جمع کیا ہے لیکن حنفی مذہب کے اثبات مین اور احادیث راجحہ جو کتابوں مین مذکور مین مؤلف مین بھر فرمایا کہ اعتقاد صدق و حقانیت مذہب حنفی کا بہت بڑا ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ کو ایسے یار و اصحاب مہیا ہوئے مین جو کمال علم و فہم و حدیث و زہد و دیانت و تقویٰ و قرب زمانہ سلف مین متصف تھے اور فرمایا کہ ابن سالون مین جو امام اعظم کے مناقب مین تالیف ہوئے مین نظر کرنی چاہیے تاکہ حقیقت حال منکشف ہو پھر فرمایا کہ چونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ نہایت اعظم تھے اسلئے حاسہ بہت رکھتے تھے جو ان پر

خلین کرتے تھے پس بقول مشہور ہر کہ فاضل تر محسوس تر پس یہ علامت امام ابو حنیفہ کی بزرگی کی ہو۔ وفات آپ کی سنۃ ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ تاریخ وفات آپ کی شیخ کامل ہو۔ شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری اکبر آبادی والد شیخ ابو الفیض فیضی ہند کے علمائے محولین میں سے فقیہ فاضل مفسر کامل۔ جامع علوم عقاید و نقلیہ تھے اپنی تمام عمر افادہ و افادہ اور تفسیر علوم میں صرف کی۔ اخیر عمر میں باوجودیکہ آپ کی بیسائی کم ہو گئی تھی مگر بعض قوت حافظہ سے تفسیر مع عیون المعانی جارجلد کلان میں تصنیف کی اور سنۃ ہجری میں وفات پائی اور آگرہ میں دفن کیے گئے۔ فخر الملک آپ کی تاریخ وفات ہو۔

شیخ مبارک

محمد بن بدر الدین غشی الاقصری۔ عالم اجل فاضل اکمل۔ فقیہ۔ مفسر۔ ماہر فنون متعددہ تھے مقام اقصر میں تفسیر جلالین کی طرح پر تفسیر نزیل التبریل نام سلطان مراد بن سلیم خان کے واسطے تصنیف فرمائی جسکے طفیل سے آخر ماہ ربیع الثانی سنۃ ہجری میں شیخت حرم نبوی سے آپ مفتخر ہوئے اور سنۃ ہجری میں وفات پائی۔ گرامی خلق تاریخ وفات ہو۔

محمد بن بدر الدین غشی

شیخ یعقوب صرنی

شیخ یعقوب صرنی خلیفہ شیخ حسن گنائی عاصمی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے سنۃ ہجری میں پیدا ہوئے صغر سنی میں آپ آٹھ زبیر کی اور تیز فہمی اور بزرگی کے ظاہر تھے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا۔ پھر مولانا محمد آئی سے جو مولانا عبدالرحمن جامی کے شاگرد رشید تھے علوم متداولہ اور فنون رسمہ حاصل کر کے مخاطب بخطاب جامی ثانی ہوئے اور حضرت آخوند ملا بصیر سے بھی استفادہ علوم کیا بعد ازاں آپ واسطے تصنیف باطنی کے سمرقند کو تشریف لے جا کر شیخ حسین خوارزمی کی زیارت سے مشرف ہوئے اور کچھ عرصہ تک انکی خدمت میں رہ کر انکی توجہ کامل سے خرقہ خلافت حاصل کر کے کاشمیر میں واپس آئے اور تدریس و ہدایت خلق میں مصروف ہوئے پھر کچھ مدت بعد کاشمیر سے سمرقند کو گئے اور باتفاق اپنے مرشد کے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔

اور شہر مقدس کی زیارت کر کے مکہ معظمہ میں آئے اور شیخ الحدیث ابن حجر مکی وغیرہ سے حدیث کی سند حاصل کی اور بغداد میں اگر امام الامہ ابو حنیفہ کوئی کا جبہ مبارک حاصل کر کے کاشمیر میں آئے چند سال کے بعد پھر حج کو تشریف لے گئے اور بعد ایک سال کے معاودت فرما کر بہت سی کتب حدیث و تفسیر و فقہ وغیرہ اپنے ہمراہ لائے اور انکو خطہ کاشمیر میں مرجع کا تصنیفات آپ نے مختلف علوم میں کثرت سے کیں جن میں سے تفسیر قرآن شریف نامکمل - شرح صحیح بخاری - معارج النبوت - حاشیہ توضیح و تلویح - مسلک الاخبار کتاب مساکیح - روایح - واثق و عذر - رسالہ اذکار - لیلیٰ عجوبہ مقامات مشہورہ جو اہر خمسہ مقابل خمسہ مولانا عبد الرحمن جامی - ششی رباعیات وغیرہ مشہور و معروف ہیں - وفات آپ کی پنجشنبہ کے روز بعد نماز عشا ۱۲ - ماہ ذیقعدہ سنہ ہجری میں ہوئی - ۵۵ سال تاریخ نقل ہادی دین ۴ اول و آخر جراح یہ ہیں *

تاریخ

محمد بن عبد اللہ بن احمد خطیب بن محمد خطیب بن ابراہیم خطیب بن خلیل بن ترمذی غزی - اپنے زمانہ کے امام کبیر فقہ بے نظیر - حسن الطریقہ - قوی الحافظہ کثیر الاطلاع وحید العصر - فرید الدہر تھے - عاوم اپنے شہر غزہ میں خمس محمد مشرقی غزی مفتی شافعیہ سے اخذ کیے - سنہ ہجری میں قاہرہ کو گئے اور وہاں صاحب بحر الرائق شایع کنز الدقائق زین بن نجیم مصری اور امین الدین بن عبد العالی اور علی بن خنائی وغیرہ سے فقہ حاصل کی اور امام کبیر اور مرجع ارباب فتویٰ ہوئے - خمس الدین لقب تھا بہت عجیب و غریب اور متفنن کتابین تصنیف کیں جن میں سے کتاب تنویر الابصار فقہ میں ہے کہ جس میں آپ نے نہایت تحقیق و تدقیق کو کام فرمایا اور وہ بسبب اپنی نہایت کے مشہور آفاق ہوئی اور کتاب معین المفتی اور منظومۃ الفقہیۃ المسماۃ بہ تحفۃ القرآن اور اسکی شرح مواہب الرحمن اور فتاویٰ مشہورہ اور ابن ہمام کی کتاب زاد الفقہ کی شرح اور شرح وقایہ اور شرح و ہبانیہ اور شرح یعقوب البعد اور شرح منار اور شرح مختصر النار اور شرح کنز النکات الایمان اور حاشیہ در غیر مکمل اور رسالہ عشرہ مشہورہ کے بیان میں اور رسالہ عصمت انبیاء میں اور رسالہ دخول عام میں - اور رسالہ لفظ

جوڑ تک میں۔ اور رسالہ قضا میں اور رسالہ کنائس میں۔ اور رسالہ مزارعت میں۔
اور رسالہ وقوف عرفہ میں۔ اور رسالہ کراہت میں۔ اور رسالہ حرمت قرأت حلف نامہ
میں۔ اور رسالہ استنباط خطبہ میں۔ اور رسالہ احکام و روز و احوال میں۔ اور رسالہ مشکلات
مسائل اور انکی شرح میں۔ اور رسالہ نقود اور اسکی شرح میں۔ اور ایک منظوم تصوف
میں۔ اور ایک رسالہ صرت میں۔ اور شرح قطر وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ آپ نے اپنی
کتاب غویر الالبصار کی خود شرح تصنیف کی اور اسکا نام منہج النفاذ رکھا اور نیز ایک عبادت
علماء نے مثل علامہ حکیم مفتی شام کے درمختار نام سے اور ملا حسین بن اسکندر رومی مثل
دشت اور شیخ عبدالرزاق مدرس مدرسہ ناصر بنی نے شرحیں لکھیں اور شیخ الاسلام محمد
انکوری نے اسپر چند کتابیں نہایت عمدہ اور نافع تصنیف کیں اور مصنف کی شرح پر
شیخ الاسلام خبر الدین ربلی نے چند حواشی لکھے۔ وفات آپ کی سنہ ۱۰۸۰ھ میں ہوئی۔ شیخ
عزیز تاج وفات ہو کر تاش بلاد خوارزم میں سے ایک شہر کا نام ہو۔

شیخ عمر بن ابراہیم بن محمد الشہیر بابن نجیم مصری۔ سراج الدین لقب تھا۔ فقیہ
محقق رشیق انبارہ۔ کامل الاطلاع۔ علوم شرعیہ میں ماہر تبحر۔ مسائل غریبہ میں غور
مقبول عام و خاص اور معزز و معظم عند الحکام تھے۔ علم اپنے بھائی صاحب الجلال
سے حاصل کیا۔ کتاب ہز الفائق شرح کنز الدقائق اور اجابۃ السائل فی اختلافین
الوسائل تصنیف کیں۔ کتاب ہز میں اپنے بھائی کی شرح کنز پر بڑے مناقشے
کیے۔ وفات آپ کی۔ ۱۰۰۰۔ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۰ھ ہجری میں ہوئی اور اپنے بھائی کے
پہرہ میں مدفون ہوئے۔ راسخ قدم تاج وفات ہو۔

ابراہیم بن محمد بن محی الدین بن علاء الدین دمشقی۔ آپ کے والد اصل میں شہر
خلیل کے رہنے والے تھے لیکن آپ دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پائی
علم میں مشغول ہوئے پھر قاضی القضاۃ سید محمد بن معلول کی محبت اخلاص کی اور قسطنطنیہ
کو تشریف لے گئے پھر دمشق میں آکر سنان پاشا وزیر کے وسیلہ سے روزانہ ساتھ سکھ
عثمانیہ آپ کا وظیفہ مقرر ہوا اور مدرسہ سلیمہ صالحیہ دمشق میں درس دیتے رہے

ابراہیم بن محمد

ابراہیم بن محمد

اور جامع اموی میں مدت مدید تک عبادت میں مشغول رہے لیکن علماء کے حق میں شدید التعصب دائم الحی صحت تھے آپ کے اور قاضی محب الدین کے درمیان بڑے سبب خے رہے اور طرفین سے ایک دوسرے کی تردید میں رسالہ تالیف ہوئے اور احمد غنیا دی نے بھی آپ کی تردید میں ایک رسالہ لکھا لیکن اسکے تالیف ہونے کے تھوڑے دن بعد آپ دوم شہان سلسلہ ہجری میں بروز سہ شنبہ فوت ہوئے اور حسب وصیت مقابر صوفیہ میں دفن کیے گئے۔

محمد بن عبد الملک بغدادی - عالم ماہر - فاضل متبحر - حاوی فروع و اصول تھے تفسیر بغیاوی پر سیقول السنہ سے لیکر آخر سورہ نقر تک تعلیق تحریر کی اور دمشق میں سلسلہ ۷۷۷ میں وفات پائی - فرحندہ فیاد تاریخ وفات ہو -

مولانا محمد اللہ انصاری سلطانپوری - ہند کے اکابر علماء اور اعظم فقہاء میں سے بڑے عارف و فاضل و متبحر اور دافع کفر و بدعت اور محی السنۃ و توحید تھے شیر شاہ کے عہد سے اکبر شاہ کے وقت تک مخدوم الملک کے خطاب سے خطاب رہے جب اکبر شاہ نے مذہب الہیہ انتزاع کر کے لوگوں کو اسکی دعوت کی اور شمس پرستی وغیرہ احکام کو جاری کر کے حکم دیا کہ بجائے مکہ محمدی کے لا الہ الا اللہ اکبر حقیقۃ اللہ پڑھیں تو مولانا نے اسکا مقابلہ کیا پھر اکبر نے آپ کو کہا کہ آپ میرے ملک سے نکل جائیں مولانا ایک مسجد میں مستحکم ہوئے اکبر نے کہا کہ مسجد بھی میرے ملک کی زمین میں واقع ہو آپ اس جگہ سے بھی نکل جائیں پس آپ نے حرم شریفین کی زیارت کا راستہ پکڑا اور حج کر کے پھر ہندوستان میں آئے آخر بادشاہ کے حکم سے انکو طعام میں زہر دیا گیا جس سے سلسلہ ہجری میں شہادت پائی - شمس شب افروز تاریخ وفات ہو - آپ کی تصانیف سے کشف الغمہ اور منهاج الدین اور غفۃ الانبیاء وغیرہ معروف و مشہور ہیں -

شیخ ابراہیم بن کسبائی دمشقی - محدث - فقیہ - شیخ القراء تھے شنبہ کی رات ۱۰ - ربیع الثانی ۸۵۷ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے ہمدان الدین لقب تھا شیخ الاسلام

محمد بن عبد الملک

محمد بن عبد الملک

محمد بن عبد الملک

برغزی سے دنون قرآنین اخذ کین اور علوم پڑھے اور شام میں شیخ الفقراء احمد بن
برطلبی وغیرہ سے پڑھا اور مصر میں جازیم جیشی وغیرہ سے اخذ کیا شعر بھی کہا کرتے تھے
آپ کا مکان جامع اموی میں تھا۔ محدث کبیر محمد بن داؤد مقدسی نزہل دمشق کی طرف
سے آپ تدریس مدرسہ انا بکیہ کے متکفل ہوئے اور عادلہ کبریٰ میں بھی درس دیا
اور مدت تک جامع شبائی میں خطیب رہے لیکن ادا کرنا خطبہ کا آپ پر مشکل ہو رہا تھا
اور اُس میں بڑی طوالت کرتے تھے آپ خوش طبع بھی پڑے تھے اور کبھی عقلت
بھی آپ پر غالب ہو جاتی تھی۔ دو شنبہ کے روز اخیر ذی قعدہ سنہ ہجری کو فوت
ہوئے اور مقبرہ باب الصغیر میں مدرسہ صابونہ کے آگے دفن کیے گئے۔ قرآن
خوان تا بیخ وفات ہی۔

حسام الدین۔ جامع علوم متعددہ حاوی فنون مختلفہ صاحب تصانیف تھے
مدت تک مدارس اور نہ وغیرہ میں مدرس رہ کر علوم کو نشر کیا اور شرح وقایہ وغیرہ
کے حواشی لکھے اور سنہ ہجری میں وفات پائی۔

مفتی زکریا بن بہرام۔ اصل میں شہر فقر کے رہنے والے تھے جو قسطنطنیہ
میں آکر متوطن ہوئے اور وہیں عرب زادہ عبد الباقی وغیرہ سے مختلف علوم و فنون
حاصل کر کے جامع علوم نقایہ و عقلیہ ہوئے طلب وغیرہ کی قضاء آپ کو دیگئی عنایہ
اور شرح وقایہ پر حواشی تصنیف کیے اور سنہ ہجری میں وفات پائی۔

خواجہ محمد باقی نقشبندی دہلوی۔ اپنے وقت کے امام و متقدمائے زمانہ
جامع کرامات و فائز ہری و باطنی زادہ منقہ موصوف اوصاف کریمہ تھے اوائل میں
کمال سے صبر و تحمل میں گئے اور بعد تحصیل علوم فقہ و حدیث اور تفسیر وغیرہ کے خواجہ
انگلی خان خواجہ عبد اللہ انداز کے مرید ہوئے اور بعد تحصیل و تکمیل کمالات باطنی
کے فرقہ خلافت حاصل کر کے دہلی میں آئے اور تدریس و تلقین خلافت میں مصروف
ہو کر صاحب تصانیف و تالیفات ہوئے آپ نہایت کم گو و کم خور و کم خواب تھے اور بعد نماز
عشا کے نماز تہجد تک ہر روز دوسرے قرآن شریف کا حتم کرتے تھے اور بعد نماز

حاکم الدین

شیخ زکریا بن بہرام

خواجہ محمد باقی

تہجہ کے فجر تک ۲۱ - مرتبہ سورہ لیس پڑھا کرتے تھے جب فجر ہوئی تو آپ یہ فرماتے کہ یا اگلی رات کو کیا ہوا کہ اس جلدی سے گزر گئی اور اُسے کچھ تو وقت نہ گیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ نے خلف امام نماز میں الحمد پڑھنی شروع کی اُسی وقت حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روح پر فوج آپ کے پاس حاضر ہوئی اور فرمایا کہ یا شیخ میرے مذہب میں بڑے بڑے اولیاء اللہ ہیں اور سب نے باتفاق علمائے دین امام کے پیچھے نماز میں الحمد کا پڑھنا موقوف رکھا ہے پس آپ کو بھی ترک الحمد خلف امام متاب ہو۔ وفات آپ کی چالیس سال کی عمر میں دوشنبہ کے روز ۲۶ - جمادی الثانی ۱۵۸ھ میں ہوئی اور مزار آپ کا دہلی میں زیارت گاہ عام ہے۔ فجر اسلام تاریخ وفات ہے۔

عبد الحکیم بن محمد المشہور باخی زادہ۔ دولت عثمانیہ کے علمائے کبار میں سے علم و فضل میں لگانا تھے خدا نے آپ کو ذہن عالیہ اور ادراک صحیح عطا فرمایا تھا تصنیفات بھی بہت کچھ جن میں سے شرح ہدایہ اور تعلیقات شرح مفتاح اور درہ وغیرہ اور اشباہ والنظائر وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۱۲۰۰ ہجری میں ہوئی۔ فقہ مجلس تاریخ وفات ہے۔

علی بن سلطان محمد ہر دی نزل مکہ المعروف بقاری۔ نور الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے حید۔ العصر۔ فرید الدہر۔ محقق۔ مدق۔ منصف مزاج۔ محدث۔ فقیہ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور مفتاح سنت نبویہ جا میرا اعلام اور شاہراہ اولی الحفظ والا فہام میں سے تھے خصوصاً آپ کو تحقیق فقہ و حدیث اور درریانت علوم کلام و سہولت میں ید طولیٰ حاصل تھا اور تحریر عبارت عربی میں ایسی طرز خاص رکھتے تھے کہ کسی ایک جزو ایک وضع پر سمجھ و مفہم لکھ جاتے تھے۔ ہر بات میں پیدا ہوئے اور مکہ معظمہ میں آکر خاتمہ المحققین احمد بن حجر البیہقی مکی اور ابی الحسن بکری اور عبد اللہ بن ابی اور قطب الدین مکی سے علم پڑھا اور مشہور زمانہ ہو کر سنہ ہزار کے سرے پر درجہ مجددیت کو پہنچے آپ کے اعتراض امام مالک پر مسئلہ ارسال میں اور امام شافعی اور اُن کے اصحاب پر بعض مسائل میں نہ تعصب اور ہوا کی راہ سے دین بلکہ بسبب ظہور

ابو حنیفہ

ابو حنیفہ

ان ادلہ کے ہیں جو اسکے برخلاف ہیں اور اس قسم کا اختلاف تمام قسم کے علما متفقین
 و متاخرین میں موجود ہے کچھ آپ پر ہی مختصر ہیں۔ تصنیفات آپ کی حسب ذیل ہے تفسیر
 قرآن شریف۔ مرقاة شرح مشکوٰۃ۔ نور القاری شرح صحیح بخاری۔ شرح صحیح مسلم
 حاشیہ تفسیر جلالین۔ مسمی بہ جلالین جسکی تصنیف۔ سے اوخر ماہ ذی الحجہ ۷۸۷ھ ہجری میں
 فراغت پائی۔ شرح شفای قاضی عیاض۔ جمع الوسائل شرح شمائل ترمذی۔ شرح
 جامع الصغیر فی حدیث البشیر النذیری۔ تفسیر لیسوی۔ خزائن لیسوی۔ شرح حصن حصین۔ شرح اربعین
 فودی۔ شرح الوتر و الاحزیز۔ شرح البشیر علی شرح نخبۃ الفکر۔ شرح فقہ اکبر۔
 شرح شاطبیہ۔ شرح ثلاثیات البخاری۔ شرح موطا امام محمد۔ سند الامام۔ شرح منہ الامام
 شرح مناسک الحج۔ انوار الجنبہ فی اسرار الحنفیہ۔ نیز بہتہ الخاطر الغافر فی مناقب الشیخ
 عبدالقادر۔ نیز میں اعبادۃ التحمین الاشارة۔ التذمین للتزین ہر دو درباب مسئلہ
 اشارۃ بسبابہ در تشہد۔ الخط الاول و فی الحج الاکبر۔ رسالہ فی العلمہ۔ رسالہ فی حب الہ
 من الایمان۔ رسالہ فی البصائر۔ رسالہ فی اربعین حدیثی فی النکاح۔ رسالہ ثانی فی اربعین
 حدیثی فی فضائل القرآن۔ رسالہ فی ترکیب لالہ الا اللہ۔ رسالہ فی قرآۃ البسمۃ اول سورۃ
 البراقۃ۔ فرامد القلائد فی تخریج احادیث شرح العقائد۔ المصنوع فی معرفۃ المذہب
 کشف المحذور عن امر المحضر۔ فتوۃ المعانی شرح بدر الامانی۔ معدن العبد فی فضائل
 اویس القرنی۔ رسالہ فی حکم سب الشیخین وغیرہما من العبادۃ۔ رسالہ سم القوارض فی
 ذم الروافض۔ فتح باب النقایۃ فی شرح النقایۃ۔ الایمان فی الاقتدار۔ احادیث القدسیۃ
 و الکلمات الانسیۃ۔ اعیان القاری۔ تذکرۃ الموضوعات۔ تجلیۃ العلماء عن تقریب
 الامراء۔ حزب الاعظم۔ حاشیہ مواہب لدنیہ۔ حاشیہ بدایہ الامانی۔ ہیات النبات۔
 الناموس فی تلخیص القاموس۔ رسالہ فی ان حج الی بکر کان فی ذی الحجۃ۔ رسالہ
 فی والدی المصطفیٰ۔ رسالہ فی صلوة الجنازہ فی المسجید۔ رسالہ مشرب الوردی فی
 مذہب المہدی۔ ہجۃ الانسان فی منجۃ الحيوان۔ شرح غین العلم وغیر ذلک سو فوات
 آپ کی مکہ میں ماہ شوال ۷۸۷ھ ہجری میں ہوئی۔ محقق درست ایمان تاریخ وفات ہے۔

تقریباً ۱۰۰۰

سید صیغۃ القدر بروجی - بڑے عالم فاضل - جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے نصیب
بروج میں جو گجرات کے شہر دن میں سے ہی پیدا ہوئے۔ علوم شیخ وجید الدین گجراتی
سے اخذ کئے چند سے تدریس و ارشاد میں مشغول رہ کر حرمین وغیرہ کو تشریف لے گئے جہاں
سے واپس بروج میں آئے پھر مالوہ کو گئے اور چند سے احمد نگر میں سلطان برہان الملک
کے پاس اقامت کی پھر حرمین کے ارادہ سے بیجا پور میں پہنچے جہاں سلطان ابراہیم
نے آپ کی بڑی خدمت کی اور آپ کے سفر کا اسباب تیار کر دیا اور آپ مدینہ منورہ میں
داخل ہو کر جبل احمد میں ساکن ہوئے جہاں آپ نے جو اہر خمسہ کو عرب کیا جس پر آپ کے
شاگرد شیخ احمد شنادی نے حاشیہ لکھا اور شیخ محمد عقیلہ المکی نے کتابلسان الزہد
میں آپ کے حالات نہایت عمدہ لکھے وفات آپ کی مدینہ میں ستر سالہ میں ہوئی
شمع نور سعادت تاریخ وفات ہے۔

تقریباً ۱۰۰۰

اخوند ملا محمد کمال الدین - برادر مولانا محمد جمال الدین - بڑے عالم فاضل
شیخ کمال - حلال و فائق - کثافت حقائق - جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے جس طرح
آپ کے بھائی کی جہت تقویٰ کی طرف راجع تھی اسی طرح آپ کو نسبت علمی غالب تھی
اور باوجود اسکے آپ مجبوء علم و عمل و زہد و تقویٰ تھے - مدت تک سیالکوٹ و لاہور
میں مسند تدریس و تلقین برمتان رہ کر دور و نزدیک کے لوگوں کو علوم ظاہری و باطنی
سے مستفیض فرماتے رہے چنانچہ شیخ احمد مجد و الف ثانی اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی
نے علوم ظاہری آپ سے ہی حاصل کر کے کمالیت حاصل کی - وفات آپ کی شانہ
میں شہر لاہور میں واقع ہوئی لیکن قبر آپ کی فی زمانہ مفقود الخبیر ہے - مدنیہ
نبیض تاریخ وفات ہے۔

تقریباً ۱۰۰۰

شیخ نظام الدین بن شیخ عبدالشکور عمری نقاشی - جامع علوم ظاہری و
باطنی - حاوی کمالات صوری و معنوی واقف امور شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت
توکل - و تسلیم میں ثابت قدم - اسخ دم اور شیخ جلال الدین نقاشی کے مرید و خلیفہ تھے
علوم غرائب و کیمیا و سیمیا و غیرہ میں بھی آپ کو کمال مہارت حاصل تھی - عام

خزائن غیبیہ اور دفا بنی لاریب آپ پر منکشف تھے چونکہ آپ کا خراج آمدنی سے زیادہ
تھا اس لیے اکبر بادشاہ نے بقول آپ کے مدعیان کے آپ پر حمد لجا کر دو دفعہ آپ کو ہندوستان
سے جلا وطن کیا پہلی دفعہ تو آپ خرین شریفین کی زیارت کو گئے اور بعد ادا سے حج
اور زیارت روضہ رسول مقبول کے پھر ہندوستان میں واپس تشریف لائے جب
خلع برہان پور میں پہنچے تو شیخ علی سی سندھی نے مع اپنے اصحاب کے پاہنہ
آپ کا استقبال کیا اور آپ سے استفادہ و اسلفا ضہ کیا جب دوسری مرتبہ اکبر شاہ
نے آپ کو ہند سے جلا وطن کیا تو آپ ماوراء النہر کی طرف تشریف لیگے اور چونکہ آپ کو
کمال تسلیم و رضامند نظر تھا اس لیے آپ کچھ بھی والی ہند سے منتقض نہوے جب
بلخ میں پہنچے تو مدعیان نامہنار اس جگہ بھی جمع ہوئے اور آپ کی ایذا کے درجے
ہو کر والی بلخ کو بھی آپ پر برا بھلا کہنا کیا جب آپ تنگ آئے تو آپ نے جناب سالتاب
سے پناہ جا ہی اس پر حضرت رسالت پناہی نے خواب میں خلیفہ بر ظاہر ہو کر فرمایا کہ
نظام الدین دوستان خدا و رسول سے ہو اور والی ہند وستان نے جہالت سے
اُنکو اپنے ملک سے جلا وطن کیا ہو نیکو چاہیے کہ اُنکا آنا غنیمت سمجھے اور اُنکے حلقہ
ارادت میں اپنے آپ کو داخل کرے ورنہ اگر تو انکی ایذا کے درجے ہو تو تیری سلطنت
بالکل برباد ہو جائیگی پس والی بلخ آپ کا مرید ہوا جس سے آپ کا سلسلہ اُس ملک
میں بڑا شائع ہوا۔ آپ نے تصنیفات بھی بہت کی چنانچہ شرح سونح امام غزالی اور شرح
لمعات قریم و تہذیب اور تفسیر نظامی اور رسالہ حقیقت اور رسالہ بلعیدہ وغیرہ آپ کی تصنیفات
سے مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی سن ۷۰۰ھ میں ہوئی اور مزار آپ کا بلخ میں باریک
عام و خاص ہے۔ جامع فضل تاریخ وفات ہے۔

ابو یوسف طرابلسی۔ شام کے ملک من قاریوں کے شیخ اور عالم فنون کثیرہ متدین
قانع۔ گوشہ نشین تھے۔ دمشق میں دروازہ شاعر کے اندر امامت مسجد سیاغوبہ
کی آپ کو تفویض تھی تمام قرائتیں ابراہیم بن محمد عمادی المعروف بہ ابن کبالی سے
اخذ کیں اور دیگر علوم و فنون کے علماء و فضلاء سے پڑھے اور ماہ شعبان ۷۲۶ھ میں

سید

میں وفات پائی اور باب التفسیر میں دفن کیے گئے۔ رافع رايت دین تاریخ وفات ۱۵۰

وفات ۱۵۰

خواجہ جو ہر عادت کا شہسری عالم فاضل محدث کامل جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ اکثر علوم مدرسہ سلطان قطب الدین سے جو مقفل مسجد صراف کدلی کے کنارہ شرقی دریائے مارہ واقع تھا حاصل کر کے اخیر عمر میں حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور بعد اسے حج کے تکمیل علوم میں مشغول ہوئے اور مکہ معظمہ کے علمائے کبار اور مجتہدین اجلہ سے حدیث کی اجازت حاصل کی اور ملا علی قاری سے ملاقات کی اور شیخ ابن جسد کی صحبت حاصل کر کے اسی حدیث کی اجازت بسند منعم حاصل کی اور جب کا شہسریں معاودت فرمائی تو گوشہ انزو اختیار کر کے عبادت میں مشغول ہوئے اور واسطے قوت تامل کے پیشانیہ کاتے کا اختیار کیا۔ تدریس علوم دینیہ بھی کرتے تھے آپ کے شاگردوں میں سے خواجہ محمد نوید جو بخشی شیخ ملاہین جو اکثر علوم میں مستعد تھے اور صرف و نحو کی تدریس میں بڑا فضل رکھتے تھے چنانچہ اکثر اہل علم نے اُن سے اُن دو علوم کو حاصل کیا ہے۔ وفات آپ کی واقعہ وہاں عامہ سلسلہ سحری میں ہوئی اور مقبرہ حضرت ملا خوند حسین خبار کے شرقی جانب دفن کیے گئے۔ محدث حق نویس تاریخ وفات ۱۵۰

تاریخ وفات ۱۵۰

ابوبکر بن شعیب بن عدی صاحبی حارم مزار قطب ربانی۔ یحییٰ الدین لقب تھا۔ جامع معقول و منقول۔ حاوی فروع و اصول۔ خطیب بارع۔ شاعر جید۔ تھے و مشق میں سکونت اختیار کی اور ہمیشہ درویشیہ میں خطیب رہے ہاں تک کہ اخیر میں آپ کو ضعف بصر ہو گیا۔ شعرائے آپ سے یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ماہ ذیقعد ۱۵۰ شہر سحری میں ہوئی اور صالحیہ میں دفن کیے گئے۔

تاریخ وفات ۱۵۰

مولانا شیخ احمد شوربانی۔ خطیب پنجاب کے علمائے عظام اور ائمہ سے بزرگ ہیں سے جامع علوم ظاہری و باطنی تھے اور قبضہ قصور میں سکونت رکھتے تھے آپ نے قوم خوشگیاں و افغانان شوربان میں علم ظاہری و باطنی کو جمع کیا آپ بڑے متبع

وزیر ہونے۔ ظاہری علم کا یہ مبلغ تھا کہ علمائے لاہور و ملتان وغیرہ سے جو مسئلہ حسل
ہو سکتا تھا وہ آپ فوراً حل کر دیتے تھے۔ شیخ عبداللطیف برہانپوری کہتے ہیں کہ
میں نے اپنی تمام عمر میں علمائے ظاہر و باطن میں سے وہ شخصوں کو ایسا دیکھا ہے کہ
اور کسی کو نہیں دیکھا ایک شیخ عبدالوہاب مرصعی۔ دوسرے شیخ احمد شورانی بلکہ جو شخص
قصور سے اُنکے پاس برہانپور میں جاتا اسکو یہ کہہ کر کہ تیرے پاس شیخ احمد شورانی دربار
شرعیہ و طریقت جاری ہیں تو یہاں کیوں تشنہ کام آیا ہے؟ دابس کر دیتے۔ آپ شیخ
احمد مجدد الف ثانی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ عیسیٰ سندھی برہانپوری کے
معاصرین میں سے تھے اور یہ تینوں آپ کی بڑی عزت کرتے تھے آپ کو تصانیف
سے بڑا احترام تھا اور فرماتے تھے کہ ہکو متقدمین کی تصانیف و تالیفات کافی ہیں
ہم کیوں اپنی اوقات کو ضائع کریں اسلئے آپ نے تمام عمر میں صرف ایک کتاب
سوالات احمدی رد ملاحدہ و زنادفہ میں تصنیف کی۔ اور سلسلہ ہجری میں وفات
پائی۔ رشتہات الطاہر تاریخ وفات ہے۔

محمد عاشق بن عمر۔ بڑے عالم فاضل محدث فقیہ تھے اور شیخ عبداللہ بن
المعروف بخجند دم الملائک بن شمس الدین سے حدیث کی روایت رکھتے تھے۔ آپ نے
شمائل ترمذی کی ایک نہایت عمدہ شرح تصنیف کی اور سلسلہ ہجری میں وفات پائی۔
لکھنؤ نامور تاریخ وفات ہے۔

شیخ احمر بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی مجدد و الف ثانی سرہندی
سلسلہ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کا شجرہ نسب اٹھائیس واسطوں سے حضرت عمر
فاروق رضی الخلیفہ ثانی تک ملتی ہوتا ہے۔ آپ فقیہ فاضل۔ محدث کامل۔ جامع کمالات
ظاہری و باطنی قطب الاقطاب۔ زبدۃ المقرین۔ منظر تجلیات الہی۔ وارث کمالات
حضرت رسالت پناہی۔ معتمد خوارق و کرامت۔ عامل سنت و جماعت۔ واقع بمع وصال
تھے۔ پہلے قرآن کو حفظ کیا پھر اپنے باپ سے علوم و فنون حاصل کیے بعد ازاں بیلکلوٹ
میں جاکر محقق کمال الدین کاشمیری سے بعض معقولات نہایت تحقیق کے ساتھ پڑھی اور

محمد عاشق بن عمر

محمد عاشق بن عمر

حدیث کو شیخ یعقوب محدث کا شیمیری سے اخذ کیا اور حرمین شریفین میں تشریف لیجا کر
 کبار محدثین سے صحبت کی اور اُسٹے حدیث کی سند کی اور حدیث مسلسل بالرحمۃ کی ایک
 واسطے کے ساتھ شیخ عبد الرحمن بن ہدیہ محدث کبیر سے سند حاصل کی اور نیز کتب تفسیر اور
 صحاح ستہ اور تمام مفردات کی اُسٹے اجازت لی اور حدیث مسلسل بلا دلبہ کو تصحیح
 بہلول بدخانی سے روایت کیا اور سترہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر
 تدریس میں مشغول ہوئے اور رسائل لطیف عربی و فارسی میں تصنیف کیے طریقت
 میں پہلے اپنے والد ماجد سے ہر جلد سلسلہ کی اجازت حاصل کی پھر سلسلہ ہجری میں اہل
 میں تشریف لائے اور خواجہ محمد بانی کی ملاقات کر کے اُنکی بیعت کی ان ایام میں خواجہ
 محمد بانی نے اپنے دوستوں میں سے ایک کو کہا کہ شیخ احمد نام ایک مرد سرہند سے
 کثیر العلم اور قوی العمل آیا ہے اور چند روز اُسٹے فقیر کے ساتھ دست برداشت کی ہے
 اس عرصہ میں بہت سے عجائب و غرائب حالات اُسکے دیکھے گئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
 وہ ایک آفتاب ہو گا جس سے جہان روشن ہو گا اور نیز یہ فرمایا کہ شیخ احمد ایک سورج کی
 جیسے سایہ میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنوں
 میں آپ کی شہرت دور و نزدیک مشہور ہوئی اور آپ کا آستان فیض نشان مجمع اصحاب
 کمال ہوا اور علماء و فضلاء اور اکابر و مشائخ زمانہ اور امر اور رؤسا ترک و تاجیک سے
 آپ کے حضور میں مشرف ہوئے حتیٰ کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مولانا عبدالحق
 سیالکوٹی جو ابتداء حال میں آپ کے حق میں بدظن تھے آخر میں آپ کی کمالت اور
 جلالت کے معتقد ہو گئے اور مولانا سیالکوٹی نے آپ کو پہلے پہل مجدد الف ثانی کا
 خطاب دیا شیخ عبدالحق اخبار الاخبار کے خاتمہ میں لکھتے ہیں کہ جو نزاع ہزار سال سے
 درمیان علمائے اعلام اور صوفیہ کرام کے جلی آتی تھی وہ آپ نے اُٹھادی اور نزاع
 حدیث صلیہ کے ہوئے چنانچہ حضرات القدس میں لکھا ہے کہ علامہ سیوطی نے جمیع الجوامع
 میں جو یہ حدیث روایت کی ہے کہ قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم یون فی امتی رجل یقال لعلہ
 بدخل الجنة بشفاعتہ کذا وکذا اس سے حضرت شیخ احمد کے وجود باوجود کی طرف اشارت

معلوم ہوئی ہے بلکہ آپ نے خود اپنے حق میں لکھا ہے کہ الحمد للہ الذی جعلنی مسلمۃ بین البحرین اپنے
 غوارق و کرامات جو کتب مقامات میں مروی ہوئے ہیں سات سو تک ہیں انتہی۔ آپ نے
 اپنے مکتوبات کی جلد دوم کے مکتوب ۵ صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ میں امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے
 مذہب کو دیگر ائمہ کے مذہب پر بڑی ترجیح دی ہے جسکی نقل حدیثہ اول میں گذر چکی ہے۔ آپ کی
 تصنیفات سے مکتوبات تین جلدوں میں اور رسالہ تعلیلیہ اور رسالہ اثبات النبوت اور
 رسالہ المبدیہ والمعاد اور رسالہ مکاشفات الغیبیہ اور رسالہ آداب المریدین اور رسالہ
 مسارف العذیبہ اور رسالہ الرد الشیعہ اور تعلیقات العوارف یادگار ہیں وفات آپ کی ریسٹھ سال
 کی عمر میں شگل کی صبح سلخ ماہ صفر ۳۸۶ھ میں ہوئی اور قبر آپ کی سرحد میں زیارت گاہ ہے۔
 ملا عبد السلام لاہوری۔ عالم اہل۔ فاضل اہل۔ فقیہ حیدر مفسر متقن تھے علوم طایف
 شیرازی صاحب تفسیر متوفی ۹۹۹ھ سے حاصل کیے اور آپ سے ملا عبد السلام دیوبند نے تلمذ کیا تفسیر
 بیضاوی کے نزایت جیسے وحشی تصنیف کیے اور ۳۸۶ھ میں وفات پائی مشہور کنون تاریخ وفات ہے
 حمید القادری بن شیخ عبد اللہ عبد روس مہنی حضور مرقی ہندی ابو بکر کینت محی الدین لقب
 قاضی شہنہ کے روز ۲۰۔ ماہ ربیع الاول ۸۳۶ھ کو شہر احمد آباد واقع ہندوستان میں
 پیدا ہوئے اور اپنے ملک کے علما و فضلاء دور دراز سے مختلف علوم و فنون حاصل کر کے
 شغلی علیہ عالم و فاضل ہوئے اور جو علوم عجیبہ و فنون غریبہ آپ کو مختلف مشائخ سے
 حاصل ہوئے انکو بذریعہ تصنیف و تالیف کے نشر کیا اور کثرت سے تصنیفات کی جن میں سے
 الفتح حیات القدسیۃ فی الحرقة العبدیہ۔ الحدائق المحضرة فی سیرۃ النبی و صحابہ العشرة
 المنسوبة المصطفیٰ فی مولد المصطفیٰ۔ الدر الثمین فی بیان المہم من الدین۔ اتحاد الحفرة
 العزیزۃ لعیون السیرۃ الوجیزۃ۔ المہتاج الی معرفۃ المعراج۔ الانوار فی اللطیف فی اہل
 بدر الشریف۔ اسباب النجاة و النجاح فی اذکار المساء و الصبح۔ الحواشی الرشیدۃ علی العروۃ
 الوثیقۃ۔ منع الباری بنعم البخاری۔ تحریف الاحبار لفضائل الانبیاء۔ عقد اللآل لنصائل الال
 بغیۃ المستفید بشرح تحف المرید۔ النغۃ العبرۃ فی شرح التبین القدیمۃ غایتہ القرب
 فی شرح نہایت الطلب۔ اتحاد اخوان الصفا بشرح تحف الظرفا۔ صدق الوفا بحی الخاف

مکتوبات
 حضرت
 ملا عبد السلام لاہوری

مکتوبات
 حضرت
 ملا عبد السلام لاہوری

التکراسا فرنی اخبار القرن العاشر وغیر ذالک مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی احمد آباد میں سنہ ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ شریعت پناہ تاریخ وفات ہو۔

سید مصطفیٰ اللہ سلونی بھٹ شیخ بیر محمد سلونی۔ عالم اجل فاضل اکمل۔ جامع امتنا علوم تھے۔ فقہ سلون متعلقہ الہ آباد میں پیدا ہوئے تصغیر سن میں کتاب علوم میں مشغول ہو کر غور و تدبیر میں ماسات تحصیل کی طر کر لی اور سند تدریس و تالیف پر جلیوس فرما ہوئے پھر حج کو تشریف لگے اور کراۃ معظمہ میں کچھ مدت اقامت اختیار کی جہان کے بہت لوگوں نے آپ سے تلمذ کیا جنہیں سے شیخ عبد اللہ بصری کی صاحب خیاء الساری شرح صحیح بخاری میں پھر ہندوستان کو معادوت فرما کر مرجع امام ہوئے اور سنہ ۱۳۱۵ھ میں وفات پائی۔ مختصر محفل تاریخ وفات ہو۔

ملا عصمتہ اللہ سہارنپوری۔ مشاہیر علماء دین سے عالم فاضل۔ فقیہ متحرر تھے اپنی تمام عمر کو خدمت علم اور تدریس میں صرف کیا اخیر کو آنکھوں سے نابینا ہو گئے تصانیف بھی مفید لیکن جنہیں سے حاشیہ شرح ملا جامی ہو۔ وفات آپ کی سنہ ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ دفتر دانش تاریخ وفات ہو۔

مصطفیٰ بن محمد۔ المشہور بعزمی زادہ۔ ملک روم میں علمائے مشاہیر بن میں سے بڑے مشہور علامہ و فاضل اور سب سے تقریر و تحریر میں بڑے لائق و قابل ہوئے دین آپ کی مشہور تصنیفات سے کتاب درر وغیرہ اور ابن ملک کی شرح منار پر حاشیہ ہو۔ وفات آپ کی تقریباً سنہ ۱۳۸۵ھ میں ہوئی۔ افضل الزمان تاریخ وفات ہو۔

ابو الیمین بن عبد الرحمن بن محمد تیرونی حلبی۔ فقیہ فاضل۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ متواضع۔ حسن الخلق۔ جو اچھے علوم اپنے زمانہ کے علماء سے حاصل کیے اور مدرسہ عادلیہ میں مدت تک مدرس رہے جب آپ کے بھائی ابی الجواد فوت ہوئے تو آپ حلب کے مفتی خفیہ مقرر ہوئے اور مدت تک افتاء کے کام پر رہے سنہ ۱۳۸۵ھ میں حج کر کے دمشق میں آئے جہاں آپ کی بڑی تعلیم و تکریم ہوئی شعر آپ کے مقبول امام تھے۔ آٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

سید محمد سلونی

ملا عصمتہ اللہ سہارنپوری

عزمی زادہ

ابو الیمین بن عبد الرحمن

شیخ ابوالحسن بن علی

شیخ ابوالحسن بن علی بن حسن الرضائی۔ اکابر علماء ائمہ میں سے فقیہ سنی۔ جامع علوم کثیرہ
علی بالثقافت۔ متعلی المعانی تھے۔ علوم اپنے شہر کے صنوع سے حاصل کیے اور مکہ معظمہ میں
مفتی عبدالرحمن بن عیسیٰ مرشد ہی سے اخذ کیا اور اجازت حاصل کی حسین انھوں نے
اپنے تخریجی علوم پر بڑا زور دیا جب شہر احسا میں آئے تو عارف باللہ شیخ تاج الدین ہندی
سے طریقہ تصوف اخذ کیا اور آپ سے میر سیدی بن علی پاشا حاکم احسا نے اخذ کیا وہ آپ کی بڑی
تعریف کرتا تھا اور آپ سے اخبار عجیبہ بیان کرتا تھا۔ تالیفات آپ نے کثرت سے کیں جن میں سے
شرح نظم الاجر و میہ غمر لیلیٰ اور رسالہ دفع الاسی فی اذکار الصبیح و المساء اور اسکی شرح وغیرہ مشہور
ہیں۔ علاوہ ان کے اشعار کثیرہ بھی آپ سے یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۷۰۰ شوال ۵۸۰ ہجری کو
شہر احسا میں ہوئی۔ قبلہ فضلا تاریخ وفات ۵۰۰۔

محمد و م شیخ عبدالرشید بن شیخ مصطفیٰ عبدالرحمن عثمان

محمد و م شیخ عبدالرشید بن شیخ مصطفیٰ عبدالرحمن عثمان۔ پہلا نام آپ کا محمد رشید تھا
اور اسی کو دوست رکھتے تھے اور مراسلات و مکاتبات میں لکھتے تھے۔ لقب آپ کا شمس الدین
تھا مشاہیر زمانہ وقت اور اکابر مشائخ زمانہ سے تھے بعد تکمیل علوم اصولیہ و فروعیہ کے
درس و تدریس میں مشغول رہے پھر حاذق حقیقی سے اپنے والد ماجد کے مرید ہو کر تمام
تعلقات کو ترک کر دیا اکثر کتب حفاظی و معارف کو مطالعہ کرتے اور کتب عربی سے بڑا
ذوق رکھتے تھے شیخ محی الدین کی کتاب اسرار المخلوقات کی عمدہ شرح تصنیف کی اور ملاحظہ
میں کتاب رشیدیہ و زاد السالکین اور مقصود الطالبین اور دیوان اشعار تصنیف فرمائی
وفات آپ کی ۵۸۰ ہجری میں ہوئی۔ خواجہ گیتی تاریخ وفات ۵۸۰۔

مولانا حیدر ریتون

مولانا حیدر ریتون خواجہ فیروز کا شیرازی۔ بڑے عالم فاضل فقیہ محدث
صاحب ورع و اتقا و منبع سنت تھے۔ سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر کے
عبادت الہی اور اداسے سنن نبوی میں مشغول ہوئے پہلے بابا نعیم سے علوم پرچہ
پھر مولانا جوہر نات سے استفادہ کیا۔ چونکہ مہنوز تکمیل کو نہ پہنچے تھے کہ آپ کے
والد ماجد فوت ہو گئے اسلئے آپ کا شیراز سے دہلی میں آئے اور قدوة المناہجین
شیخ عبدالرحمن محدث دہلوی سے ظاہری علوم حدیث و فقہ و تفسیر وغیرہ کی تکمیل کی

اور صاحب فتویٰ و عالم بے نظیر ہو کر کاشمیر کو واپس تشریف لے گئے۔ ایک اُن ایام میں دانی کاشمیر نے تین دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کاشمیر کی قضاء کے لیے آپ کو کہا کہ آپ قبول نہ کیا جب تعاضد شدہ عمل میں آیا تو آپ شبائش کاشمیر سے دوسرے مقام میں چلے گئے جب اور شخص منصب قضاء پر مقرر ہو گیا تو پھر آپ کاشمیر میں واپس آئے۔ وفات آپ کی عرصہ ۷۰ سال ہوئی اور تاریخ وفات خیر الوریٰ ہے۔

شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ ترک الدہلوی بخاری۔ ابو الکنت تھی آپ کے آبا و اجداد اصل میں بخارا کے رہنے والے تھے جو مدلی میں آکر سکونت پذیر ہوئے جہاں آپ ماہ محرم ۷۷۷ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے فقیہ محقق۔ محدث مدق۔ بقیۃ السلف۔ حجة الخلف۔ مؤرخ مضبوط۔ فخر ہند و سنان۔ جامع علوم ظاہری و باطنی مستند موافق و مخالف تھے۔ آپ ہی میں جنھوں نے پہلے پہل حدیث کا علم عرب سے لاکر اُس سے ہندوستان کو منور کیا اور اپنی تصنیفات سے علم حدیث کو ہند کے ہر ایک خطہ و قطعہ میں پھیلا دیا۔ آپ کی فضیلت اور تنقید حدیث میں کوئی موافق و مخالف شک نہیں کر سکتا مگر وہ جسکو اللہ تعالیٰ سے اندھا کر دے یا تعصب کی جٹی آنکھوں پر باندھ دے اعاذنا اللہ منہما۔ ماثرا لاکرام تاریخ بلگرام میں لکھا ہے کہ آپ نے مبادی شجرت طاعت حق اور طلب علم میں کمر بستہ باندھ کر قریب بلوغت کے اکثر علوم دینیہ کی تحصیل کی اور بائیس سال کی عمر میں فضیلت و کمالات سے فارغ ہو کر اور قرآن شریف کو یاد کر کے مسند افادات پر اجلاس فرمایا اور عین غفران شہاب میں ایسا جاذب الکرام ہو کر چار دہائیہ بار و دہائیہ سے دل اٹھا کر حرمین شریفین کو متوجہ ہوئے اور مدت تک وہاں قیام کر کے وہاں کے اولیائے کبار اور اقطاب زمان خصوصاً شیخ عبد الوہاب متقی خلیفہ حضرت شیخ علی متقی سے صحبت اختیار کر کے فن حدیث کی تکمیل کی اور ودائع ارجمند اور نصرت ارشاد طالبان میں اختصاص حاصل کر کے منع برکات فراوان وطن مالوندی میں مزاجت کی اور باون سال کی عمر میں ظاہر و باطن کی جمعیت سے کمیت حاصل کر کے تکمیل فرمادیا و طالبان میں مصروف ہوئے اور نشر علوم خصوصاً علم شریف حدیث میں ایسی طرز سے

شیخ عبدالحق بخاری

جو دوست عجم میں کسی کو علماء فقہاء میں ممتازین سے حاصل نہوا تھا ممتاز و مستثنی ہوئے اور فہم و علم و خصوصاً فن حدیث میں کتب معتبرہ تصنیف کیں جن پر علماء زمانہ فخر کرتے اور تلواریں دستور العمل جانتے ہیں اور اہل دانش فہم و عوام جان سے اس کے خریدار ہیں تصانیف آپ کی عنبر و کبر سوجلد ہر اور بحسب شمار آیات کے ۵۰ لاکھ تک پہنچتی ہر انتہی۔ آپ نے خاتمہ اخبار الاخبار میں اپنا حال اس طرح پر لکھا ہے کہ میں تین چار سال کا تھا کہ والد ماجد نے اہل حقیقت کی باتیں اس فقیر کے کام جان میں ڈالیں اور تربیت باطنی کو ضمیمہ شفقت ظاہری کا کیا اور اُن باتوں میں سے محکوم بعض مع خصوصیات وقت کے ایک خوانہ خیال میں یاد ہیں جو غربت سے خالی نہیں اور عجیب تر یہ ہے کہ فقیر کو حالت جھڑانے اپنے دودھ کی جبکہ دو اڑھائی سال کی عمر تھی ایسی یاد ہے کہ گویا کل کی بات ہے۔ والد ماجد قرآن مجید سبق سبق لکھتے تھے اور میں پڑھتا تھا یہاں تک کہ دو تین جیسے میں تمام قرآن میں نے پڑھ لیا اور ایک جیسے میں قدرت کتابت اور سلیقہ انشاء کا حاصل ہو گیا۔ کتب نظم و اشعار سے شاید چند جزو بوستان و گلستان و دیوان حافظ کے پڑھائے بعد ختم قرآن کے کمیزان یاد کرائی اور مصباح و کافہ پڑھایا شاید کوئی جزو ب اور ارشاد سے بھی مطالعہ کرایا بارہ سال کا تھا کہ شرح تفسیر اور شرح عقائد پڑھنا تھا اور پندرہویں سال میں مختصر و مطول پڑھی بعد ازاں قرآن شریف کو یاد کیا اور اسی قیاس پر باقی کتب پر عبور کیا سات آٹھ سال تک فقہاء و ادار النہر کے درس میں رہا اور وہ کہتے تھے کہ ہمیں تجھ سے فائدہ اٹھایا ہے اور ہم کو تجھ کوئی احسان نہیں لڑکپن سے میں نہیں جانتا کہ کھیل کیا ہوتا ہے اور خواب و آرام و آسائش کیا چیز ہے شوق تحصیل علم سے ہرگز طعام وقت پر نہیں کھایا اور نیند موقع پر نہیں کی جاڑے اور گرمی میں مدرسہ دہلی میں جو دوریل کی مسافت پر تھا جایا کرتا تھا اور سپرداغ کی روشنی میں ایک جزو لکھتا تھا اور بابد و تقسیم اوقات کے مطالعہ کتب و بحث میں شروح و حواشی سے جو جو دکھائی دیتا تھا قید کتابت میں لانا اس کا ضروریات سے ہوتا تھا کئی دفعہ عامہ اور سر کے بالوں کو آگ لگ گئی اور ہلکے آسوت خبر ہوئی جب اس کی حرارت

دماغ کو پہنچی باوجود اسکے کثرت صلوٰۃ و اوراد و شب خیزی اور مناجات میں بھی طغویٰ
 میں ایسی جدوجہد عمل میں آتی تھی جو آدمی حیران تھے اب تک تعلیم و افادہ معاذ اللہ
 بلکہ تعلیم و استفادہ کے ساتھ بسر کر رہا ہوں حضور اور جمعیت میری اختلاط
 غلوقات پر موقوف نہیں اور زید و عمر کے ذکر سے بھی جو ترکیب نحو میں مذکور ہوتا ہر
 طال ہو اور بموجب وصیت باپ کے کہ خبردار خشک ملانہ ہو جو ہمیشہ عشق اور محبت
 سے دم مارتا ہوں خداوند کرم نے اپنی طرف منجھوٹا دیا اور اپنے گھر کی طرف کھینچا اور جو کچھ
 انعام آنحضرت ص کی بشارت سے پایا ہو بیان نہیں کر سکتا طریقت میں مرید سید موسیٰ احمد
 کا ہوں جو حضرت غوث الاعظم رحم کی اولاد میں سے ہیں اور طریقہ قادریہ رکھتا ہوں
 انتہی۔ ابتداء میں آپ کو جناب شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی سے کچھ مخالفت تھی
 لیکن اخیر عمر میں ان خیالات سے رجوع فرما کر صفائی حاصل کر لی۔ آپ کی شہر تصنیفات
 سے لمعات شرح مشکوٰۃ عربی میں۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ فارسی میں۔ شرح
 سفر السعادت۔ شرح فتوح الغیب۔ درج النبوة۔ شرح اسماء الرجال بخاری
 اخبار الاخیار۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب۔ زجۃ الآثار۔ جامع البرکات۔
 مرجع البحرین۔ زاد المتقین۔ فتح المنان فی مناقب النعمان تاریخ۔ رسالہ رمانت ہائے
 علیہ علیہ سید المرسلین۔ اور چھل رسالہ وغیرہ ہیں اور کتب فقہ حنفیہ پر اطلاع
 و عبور آپ کو یہاں تک ہو کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ تصنیفات آپ کی ہندوستان میں
 مقبول خاص و عام اور شہرت تمام رکھتی ہو اور تمام مفید و محققانہ ہو۔ آپ نے آنحضرت
 کی لغت میں ایک قصیدہ ساٹھ آیات کا کہا ہو اور مدینہ منورہ میں پہونچ کر آنحضرت کی
 حضور میں اسکو پڑھا جسکی اول بیت یہ ہو۔ بیا ایدل دمی از ہستی خود ترک دعویٰ
 کن + میگفن چشم بر صورت نظر در عین معنی کن۔ وفات آپ کی ششہ ہجری میں ہوئی
 تاریخ ولادت آپ کی تو شیخ اولیاء اور تاریخ رحلت فخر العلماء اور فخر العالم ہیں مقبرہ
 آپ کا قطب صاحب واقع دہلی میں عرض شمسی کے کنارہ پر واقع ہو۔ کاتب حروف
 نے بھی آپ کے مرقد شریف کی زیارت سے فیضیابی حاصل کی اور شش عجیب

اور دستگی غریب اس مقام میں معلوم کی ہے۔

شیخ محب اللہ اکبر آبادی۔ عالم فاضل۔ وحید العصر۔ فزید الدہر باخدا اور معمر شخص تھے آپ کی توجہ بیمار دن پر نہایت مؤثر ہوتی تھی۔ تصانیف بھی آپ نے کثرت سے کی جہن سے شرح کناب فصوص الحکم اشہر اور نہایت عمدہ ہے۔ وفات آپ کی سن ۱۱۵۷ھ میں ہوئی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔

شیخ محب اللہ اکبر آبادی

خواجہ بہاری۔ عالم علوم فقہ و حدیث و تفسیر و روایات اسرار حقانی تھے۔ اوائل میں اپنے شہر حاجی پور سے تشریف لائے اور تحصیلِ علم کے مقصد کو دہلی میں آئے اور شیخ جمال الاولیاء سے عرصہ تک پڑھتے رہے پھر لاہور میں آکر ملا محمد فاضل لاہوری سے نصیحت کی دستار باندھی اور انھیں کے گھر میں سکونت اختیار کی آخر کو حضرت بیان میر کے مرید ہو کر ان کے اعظم خلفائے دین سے ہوئے۔ وفات آپ کی سن ۱۱۵۷ھ میں ہوئی اور لاہور میں دفن کیے گئے۔ معدن فیوض تاریخ وفات ہے۔

خواجہ بہاری

قاضی محمد اسلم۔ والد میرزا۔ عالم اجل۔ فقیہ اکمل۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے ہرات میں پیدا ہوئے اور طلب علم کی غرض سے لاہور میں تشریف لائے اور شیخ بہلول سے جو علمائے کبار دین سے لاہور میں تھے علوم حاصل کیے پھر آگرہ میں سلطان جہانگیر کے پاس تشریف لے گئے جو کہ آپ مولانا کلان محمد شہ کے رشتہ داروں میں سے تھے جو بادشاہ کے استاد تھے ایسے آپ کی بڑی عزت ہوئی اور کابل کی قضاء آپ کے سپرد کی گئی جبکہ آپ نے بڑی دیانت داری کی شہرت سے انجام دیا پھر آپ عسکر کے قاضی ہوئے جب شاہ جہان تخت نشین ہوا تو اسنے علاوہ قضا کے ہزاری کا منصب بھی آپ کو دیا اور آپ تیس سال تک نہایت دیانت سے قضا پر مامور اور سلطانی غنایات کے مورد رہے یہاں تک کہ بادشاہ نے آپ کو میزان میں تلوا یا اور ساڑھے چھ ہزار روپیہ آپ کو دیا۔ وفات آپ کی سن ۱۱۵۷ھ میں ہوئی اور لاہور میں دفن کیے گئے۔ فخر القلم تاریخ وفات ہے۔

قاضی محمد اسلم

مولانا محمود بن محمد فاروقی

مولانا محمود بن محمد فاروقی جو پوری ہند کے علمائے کبار اور نقباء نامدار

مین سے فاضل اجل - عالم اکمل - ادب ارب اور جو پوری میں رہتے تھے - جملہ علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے جدا جدا شاہ محمد اور استاد الملک شیخ محمد فاضل جو پوری سے حاصل کر کے سترہ سال کی عمر میں تحصیل سے فروغت پائی اور سند تدریس و افتادہ پر متمکن ہوئے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ گیارہویں صدی کی ابتداء میں ہندوستان میں دو ہی مجدد ہوئے ایک شیخ احمد سرہندی اور دوسرے آپ - کہتے ہیں کہ آپ سے نام عمر میں ایسا کوئی قول صادر نہیں ہوا جس سے آپ نے رجوع کیا ہو آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی آپ سے کچھ پوچھتا اگر آپ کی طبیعت حاضر ہوتی تو اس کا جواب دیدیتے ورنہ کہہ دیتے کہ میری طبیعت اس وقت حاضر نہیں ہے - کتاب شمس بازغہ آپ کی اشہر تصانیف سے ہے - یہ وہی کتاب ہے کہ جس پر جمہیر علماء و فضلاء کا اس امر میں اتفاق ہے کہ اسکے برابر آج تک علم حکمت میں کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی - یہی کتاب ہے جس کے پڑھنے سے طالب علم کے سر پر تعینت کی بنا دینا باز بھی جاتی ہے - مصنف نے پہلے خود ہی ایک متن لکھا ہے اور پھر اس کی خود ہی شرح تصنیف کی ہے اور اس کتاب پر بڑے بڑے فضلاء مثل لانا نظام الملک والدین و ملا محمد حسن و مولانا محمد یوسف و مولانا محمد عبد الحکیم وغیرہم نے حواشی لکھے ہیں - علاوہ اسکے کتاب الفرائد شرح الفوائد اور ایک رسالہ فارسی اقام السنون میں بھی آپ کی تصنیفات سے مشہور ہے - وفات آپ کی سن ۷۸۷ ہجری میں ہوئی - اور آپ کی رحلت سے آپ کے استاد شیخ محمد فاضل اس قدر غمگین ہوئے کہ چالیس روز تک انھوں نے تبسم نہ کیا اور اپنے لمبے ہو گئے - فخر آفاق تاریخ وفات ہے -

شیخ محمد فاضل جو پوری - علوم نقلیات و عقلیات میں افضل فضلاء عصر اور مثل علماء دہر - صورتی - حسن الخلق سلیم المزاج تھے تمام عمر مسند افتاد و افتات پر متکی رہ کر تعلیم و تدریس میں مشغول رہے جب آپ کے تلمیذ رشید علامہ محمود نیکو فوت ہوئے تو آپ بھی انکے غم میں چالیس روز کے بعد سلاطینہ میں فوت ہو گئے -

آدم الانطالی الرومی المعروف بہ بلا خداوندگار - جلال الدین رومی کے خلفاء میں سے عالم فاضل - عابد - زاہد - جامع علوم صوری اور معنوی مشہور بہ استاذ تھے

شیخ محمد فاضل جو پوری

بلا خداوندگار

اور شہر انطاکیہ میں جو قرمان کے لہک میں ساحل بحر رومی پر واقع ہے رہتے تھے جب سوار ہوتے تھے تو آب کی رکاب میں تقریباً ایک سو مرید و غیر مرید ہوتے تھے اور باوجود اسکے ہمیشہ عبادت و وعظ میں مشغول رہتے تھے اور تنہوی مولانا روم کو نہایت عمدہ طور سے حل کرتے تھے ابتداء میں سخاوت میں بڑی افراد کرتے تھے وہاں تک کہ آپ کا عطیہ سودینار سے کم نہ ہوتا تھا اخیر کوچ کے ارادہ سے ماہ جمادی الاخری ۱۰۳۰ ہجری کو قاہرہ میں آکر بیمار ہو گئے اور دین ماہ رمضان میں وفات پائی۔
منزل فیض الہی تاریخ وفات ہے۔

مصطفیٰ بن عبد اللہ قسطنطنی المعروف بہ کاتب حلبی۔ قسطنطنیہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پایا بڑے عالم فاضل۔ مورخ کامل۔ جامع معقول و منقول تھے تمام عمر درس و تدریس میں مشغول رہے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے کتاب کشف الغنوں عن اسامی الکتاب و الغنوں ایسی عمدہ تصنیف فرمائی جو آج تک اپنا ثانی نہیں رکھتی جس میں تمام کتب مصنفہ قبل اسلام اور بعد اسلام کے نام مع انکے مصنفین کے حالات اور تاریخ وفات کی بڑی صحت و تحقیق سے درج فرمائی۔ وفات آپ کی سنہ ہجری میں ہوئی۔ مورخ طبع سلیم تاریخ وفات ہے۔

مولانا عجب الحکیم یا لکھنوی۔ بڑے عالم فاضل۔ نقیہ محدث۔ مفسر خصوصاً علم معقولات میں طاق نگار نہ آفاق۔ محمود علمائے معقول ہندوستان اور صاحب تصانیف الیہ تھے چنانچہ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ اور حاشیہ کتاب شہود و حاشیہ مقدمات تلویح و حاشیہ مطول و حاشیہ شریفیہ۔ و حاشیہ شرح عقائد نقارانی۔ و حاشیہ عقائد و حاشیہ شرح شمسیہ۔ و حاشیہ شرح مطالع۔ و حاشیہ درۃ التمیین فی اثبات واجب تہا لے و ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین حضرت غوث الاعظم و حاشیہ معیہ الغفور۔ و حاشیہ شرح ہدایۃ الحکماء۔ و حاشیہ خیالی۔ مکملۃ عبد الغفور۔ حاشیہ قطبی۔ و حاشیہ ہواش شرح حکمۃ العین۔ و حاشیہ مراح الارواح وغیرہ آپ کی کمالیت و فضیلت علمی پر شاہد طبق اور برہان قاطع ہیں۔ علوم ظاہری آپ نے مولانا محمد کمال کاشمیری سے پڑھے اور

فیوض باطنی اپنے زمانہ کے مشائخ سے حاصل کیے۔ آپ ہی بن جفون نے پہلے میل شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی کے خطاب سے یاد کیا اور شیخ احمد مجدد الف ثانی لے آپ کو آفتاب پنجاب کا لقب دیا۔ جہانگیر و شاہ جہان کے دربار میں آپ کی بڑی عزت و توقیر تھی اور آپ خنزادگان کے استاد تھے۔ چنانچہ شاہ جہان بادشاہ نے آپ کو دو دفعہ میزان میں تلوا یا اور ہر دفعہ چھ ہزار روپیہ دیا۔ آپ کو سیالکوٹ میں سولہ لاکھ روپیہ کی جاگیر ملی ہوئی تھی جو آپ کی اولاد کے پاس نسل بعد نسل موجود رہی اور اخیر کو کھٹے گھٹتے سرکار انگلشیہ کے غمد میں بسبب انقطاع خاندان کے بالکل ضبط ہو گئی۔ بادشاہ کی امت سے آپ نے لاہور میں درس جاری کیا اور آپ کے لکھے ہوئے کتاب دیوبند کی کتب خانہ ہند و پنجاب میں سے جابے جون و چرا ہوئی تھی۔ وفات آپ کی سالانہ یا ۱۰۹۷ھ میں ہوئی۔ شیخ محسن آپ کی تاریخ وفات ہی۔ آپ کے خلف الرشید ملا عبد اللہ الملقب بلبیب بھی بڑے عالم فاضل۔ ماہر متبحر تھے چنانچہ عالمگیر بادشاہ انکی بڑی عزت کرتا تھا اور کناب تفریح بر تلویج انکی تابلیغات سے یادگار ہی۔

محسن بن عمار

حسن بن عمار المصری الشربللی۔ ابو الاخلاص کینت تھی اعیان فقہاء اور اعلم فقہاء میں سے مشہور زمانہ اور معتبر فی الفتاویٰ تھے۔ علم عبد اللہ تخریری اور محمد عجی اور علی بن غانم مقدسی سے حاصل کیا اور آپ سے ایک جماعت مثل سید احمد حموی اور احمد عجی اور اسمعیل نابلسی وغیرہم نے استفادہ کیا۔ بہت کتابیں تصنیف کیں جن میں سے شرح منظومہ ابن وہبان اور درر وغرر کے حاشی اور نور الافلاح فقہ میں اور شکی شرح امداد الفلاح اور اسکا مختصر مرقی الفلاح وغیرہ رسائل ساٹھ سے زیادہ ہیں۔ وفات آپ کی ماہ رمضان ۱۱۰۷ھ میں ہوئی۔ مجموعہ رشادت تاریخ وفات ہی۔ شربللی بقیعین سے راء حملہ و سکون نون و ضم باء موحده خلاف قیاس شربللی کی طرف منسوب ہے جو مصر کے نواح میں تاجرون کے ایک شہر کا نام ہے۔

احمد شہاب بن محمد خفاجی مصری۔ فرید العصر و حیدالہ ہر اپنے زمانہ میں مدینہ منورہ اور یزید بن نضر و نظم فاضل متفق علیہ تھے۔ علوم عربیہ اپنے مامون ابی بکر شربللی سے

پڑھے اور فقہ کو شیخ الاسلام محمد ربی اور نور الدین علی زبادی اور خاتمہ الحفظ ابراہیم علقمی اور علی بن قائم مقدسی سے اخذ کیا پھر آپ والد ماجد کے ساتھ حرمین شریفین میں آئے اور اس جگہ علی بن جابر البیہقی سے ۱۰۸۰ھ میں فسطاطیہ کو انتقال کیا۔ حاشیہ تفسیر صفیاءوی رحمہ اللہ میں شرح تفسار چار جلد میں۔ شرح درۃ الخواص حریری۔ کتاب ربانہ۔ رسائل ابو بکر بن۔ حاشیہ شرح فرائض۔ حاشیہ رضی۔ شفاء العلیل فی مافی کلام العرب من الدخیل۔ دیوان الادب۔ طراز المجالس۔ وغیرہ کتابیں تصنیف کیں اور ماہ رمضان ۷۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ فاضل محسن آپ کی تاریخ وفات ہے۔ خفاجی خفاجہ کی طرف منسوب ہے جو بنی عامر سے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

شیخ زین العابدین

شیخ زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم مصری۔ علامہ محقق۔ فہمۃ مدقن۔ عالم اجل فاضل اکمل تھے شیخ شرف الدین بلقینی اور شیخ شہاب الدین شعبی اور شیخ امین الدین بن عبدالعال اور ابوالفیض سلمی وغیرہ سے علوم پڑھے اور اُن سے افتاء اور تدریس کی اجازت حاصل کی اور اپنے اشیاء کے عین حیات ہی میں تدریس و افتاء کا کام شروع کر کے بہت لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور شہرت پائی۔ شرح کنز اور اشباہ و النظائر وغیرہ کتابیں تصنیف کیں جو علمائے خفیہ کا ماخذ و مرجع ہوئیں۔ طریقت کا علم شیخ عارف شہر سلیمان حصیری سے حل کیا آپ کو حل مشکلات قوم میں بڑا ذوق تھا عارف شعرائے کاکا قول ہے کہ میں نے دس سال آپ کی معاجت کی مگر کوئی عیب کی بات آپ میں نہ دیکھی اور ۷۸۰ھ ہجری میں آپ کے ساتھ حج کیا سو آپ کو اپنے جبران و علمان کے حق میں جو جاتے آتے تھے بڑا خلیق و شفیق پایا حالانکہ آدمی کے اخلاق سفر میں بد جلتے ہیں صاحب رد المحتار بیان کرتے ہیں کہ آپ نے علاوہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق اور اشباہ و النظائر کے فتح الغفار شرح المتار۔ اور مختصر تحریر الاصول المستملی بلب الاصول اور تعلیقات ہدایہ باب بیوع سے اور حاشیہ جامع الفقہ لوین اور فتاویٰ اور چالیس رسالے متفرق مسائل میں تصنیف کیے۔ آپ سے آپ کے بھائی شیخ عمر بن نجیم صاحب نہر اور محمد غری صاحب نویر الالبصا نے اخذ کیا۔ وفات آپ کی بقول سید محمد حموی اور مصنف

رسائل زنیہ ۸- ۱۰ رجب سن۱۰۰۰ ہجری میں ہوئی۔ قمر طلق تاریخ وفات ہو۔

شیخ محمد سعید بن شیخ احمد بن عبد الاحد سرہندی۔ آپ کا لقب خازن الرحمۃ تھا۔ بڑے محدث۔ فقیہ۔ عالم۔ فاضل۔ زاہد۔ عابد صاحب کرامات تھے۔ علوم نقلیہ و رسمیہ اپنے والد ماجد مجدد الف ثانی سے حاصل کیے اور انھیں سے علم طریقت کو اخذ کیا اور مشکوٰۃ شریف پر حاشیہ لکھا اور سن۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔ حوض نور تاریخ وفات ہو۔ ابو الوفاء بن عمر بن عبد الوہاب عوفی۔ حلب کے علمائے اعیان سے فقیہ فاضل عالم متبحر۔ متواضع۔ واعظ۔ مفتی حنفیہ تھے اپنی تمام عمر درس و تدریس میں بسر کی اور ایک تاریخ موسومہ بمعاون الذہب اعیان حلب کے تذکرہ میں تالیف کی اور کئی ایک رسالے تصنیف کیے۔ شعر بھی عمدہ کہتے تھے چنانچہ لامیۃ العجم کے مقابلہ میں ایک قصیدہ لامیہ انشاد کیا۔ عید اضحیٰ کے روز سن۱۰۱۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور محرم سن۱۰۰۰ ہجری کو وفات پائی۔ خواجہ عالمقدار تاریخ وفات ہو۔

مولانا عبد الکریم بن مولانا درویش پشاور سی۔ آپ کو ابو ندیم داؤد کے نام سے بھی پکارتے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد ماجد سے حاصل کیے یہاں تک کہ آپ محقق افغانستان کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ اخیر کو میر سید علی غاوی کے مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحب شریعت و طریقت اور حقیقت ہوئے۔ کتاب مخزن الاسلام تصنیف کی آپ ہر روز رات کو ایک جز سفید کا غذا کا اپنے حجرہ میں لیجاتے تھے اور بغیر چراغ روشن کیے تحریر فرما کر صبح اپنے بارون کو دیدینے لگتے۔ یہاں تک کہ کتاب مذکور اختتام کو پہنچی۔ کہتے ہیں کہ آپ سے ایک شخص نے پوچھا کہ غوث کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ غوث کی نشانی یہ کہ جب وہ مر جائے اور کوئی شخص اس کے منہ پر نظر ڈالے تو وہ آگے سے تبسم کرے پس جب آپ نے سن۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔ تو شخص مذکور نے اتھارنا آگے چہرہ پر نظر ڈالی آپ نے یہاں تک تبسم کیا کہ قریب تھا کہ گفتگو کرنے لگیں اس شخص مذکور نے توبہ کی اور کہا کہ میں اس سے زیادہ اور کوئی دلیل نہیں چاہتا مزار آبکا علاقہ یوسف نئی میں زیارت گاہ عام ہو۔ منبع فضل تاریخ وفات ہو۔

شیخ محمد سعید

ابو الوفاء

مولانا عبد الکریم

محدث
محدث

محمد آفندی بن تاج الدین بن احمد محاسنی دمشقی - امام فاضل - فقیہ - محدث
ادیب اریب - فطن لیب - فصیح البعبارات - لطیف الشکل - خوش آواز - حسن اخلاق
جمع محاسن شریف خاندان سے ایک بڑے مشہور جلیل القدر تھے پہلے دمشق کے محلہ صلاہ
میں جامع سلطان سلیم کے خطیب مقرر ہوئے پھر جامع بنی امیہ کے امام اور خطیب ہوئے
اور اسی جگہ صحیح مسلم کو پڑھا اور پھر یہاں تک رہے کہ وفات پا گئے اور جامع مذکور کے قبہ منبر میں
حدیث کا درس دیتے رہے آپ سے بہت سے علماء دمشق مثل علامہ محقق شیخ علامہ
حسکفی مفتی شام وغیرہ نے استفادہ کیا - آپ کی نظم فصیح اور شریلیغ بھی آپ کے
کلمات علمی پر دال ہے - سنہ ۹۰۰ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۹۷۰ میں وفات پائی - شیخ
عبد الغنی و نابلسی نے ایک نہایت عمدہ قصیدہ آپ کے مرثیہ میں کہا ہے جس کا مطلع اور
حسن مطلع یہ دو شعر ہیں : لیکن رعاع ان اس ولیضرب الجمل + فبعدک لایرجو البقار

شیخ نور الحق

من لم عقل + اباجنبہ قرت عیون اولی الہی + یہاں زناحتی تدار کہا الجمل + محدث دمشق کی تاریخ و فقا
شیخ نور الحق بن شیخ عبد الحق دہلوی - فقیہ محدث - جامع کلمات صوری و معنی
فاضل متبحر - عالم ماہر تھے اور زلیخہ و مرید و مقبول اپنے والد بزرگوار بکا نہ روزگار کے
تھے چونکہ صاحبقران شاہ جہان امام شاہزادگی سے آپ کے جوہر استعداد عالی سے
اطلاع رکھتا تھا جب دکن کو جانے لگا تو آپ کو اکبر آباد کا قاضی مقرر کر گیا چنانچہ آپ نے
ایک مدت تک فقہاء کے منصب کو جیسا کہ چاہیے ادا کیا - تصانیف بھی آپ نے کثرت سے
کی اور جس طرح آپ کے والد ماجد نے ترجمہ مشکوٰۃ شریف میں احسان کا لکھ کھولا تھا
و لیا ہی آپ نے ترجمہ فارسی صحیح بخاری میں جلد سے فیض عام دیکر تیسرا بخاری فی شرح
صحیح البخاری اور نیز شرح صحیح مسلم تصنیف کی اور نوے سال کی عمر میں سنہ ۱۰۰۰ میں
دہلی میں وفات پائی - شیخ الاسلام تاریخ وفات ہے -

محدث

ابراہیم بن عیسیٰ بن ابراہیم بن محمد فقیہ کی مشہور ربہ ابی سلمہ - اپنے وقت کے
امام فاضل - فقیہ کامل - مختلف علوم کے صراف - فرد مذہب کے ماہر - فتویٰ میں
منحرف و مندین تھے - مگر معظمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پا کر وہاں کے علمائے

محدث

و فضلا سے حدیث - تفسیر - فرائض - فقہ - حساب وغیرہ علوم اخذ کیے اور آپ سے مکہ معظمہ میں ایک جماعت نے تلمذ کیا۔ ۱۳۱- ماہ رمضان سنہ ہجری میں فوت ہوئے اور معلات میں دفن کیے گئے۔ ریاض اجمال تاریخ وفات ہر۔

محمد بن ابی الصفا

محمد بن ابی الصفا بن محمود بن ابی الصفا سطوانی دمشقی۔ شام کے مشہور فضلاء و علماء ہیں۔ علم و فضل و کمال و معرفت اوب میں خدا کی آیات میں سے ایک آیت سمجھتے اور کئی طرح سے تو مخفی جانتے تھے۔ سنہ ۵۰۰ میں پیدا ہوئے اور پاکیزگی و طاعت خدا میں نشو و نما پایا۔ امام مجہبی کے ماہر تھے آپ کے امام مجہبی پر تربیت اور تعلیم کے موافق سے حقوق ہیں۔ علوم شیخ عبد اللطیف جالقی اور شیخ رمضان عکاری اور شیخ محمد جاسنی سے حاصل کیے اور امام ہمام یوسف بن ابی الفتح امام بادشاہ کی صحبت اختیار کی۔ کیونکہ امام موصوف اور آپ کے والد کے درمیان بڑی دوستی تھی انکی طرف سے دمشق میں وکیل مقرر ہوئے اور مدرسہ ظاہریہ کبریٰ میں درس دیا۔ آپ بڑے صاکت۔ صامت۔ حلو العبارة حسن العشرت تھے یکا یک سنہ ہجری میں فوت ہوئے اور مقبرہ فرادیس میں دفن کیے گئے۔ فخر قصبة تاریخ وفات ہر۔

شیخ محمد معصوم

شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الف ثانی بن عبد الاحد۔ سرہندی۔ جامع علوم ظاہری و باطنی۔ حاوی فروع و اصول۔ قطب الوقت۔ مرشد عصر۔ صاحب کرامات تھے عروۃ الوثقی خطاب تھا۔ علوم اپنے والد احمد مجدد الف ثانی سے پڑھے اور سولہ سال کی عمر میں جمیع علوم ظاہری سے فارغ ہو کر اور فضیلت کی دستار باندہ کر علوم باطنی میں مشغول ہوئے اور اپنے والد ماجد کی توجہ سے تمام اولاد سے گوتے بوقت لے گئے صحبت اغیاء اور مجلس بادشاہ سے آپ کو بڑی نفرت تھی یہاں تک کہ شاہ جہان بادشاہ آپ کی مصاحبت کی بڑی رغبت رکھتا تھا۔ مگر اسکو میسر نہ ہوئی البتہ اور رنگ زیب عالمگیر آپ کا مرید ہوا لیکن ہمیشہ کی صحبت اسکو بھی نصیب نہ ہوئی جب آپ نے ہندوستان سے عزم زیارت حرمین شریفین کا کیا تو عرب و عجم سے ہزاروں لوگ آپ کے طلبہ ارادت میں آئے یہاں تک کہ جو لوگ آپ کی توجہ سے درجہ ولایت کو پہنچے ایک لاکھ

سے زیادہ شمار کیے گئے ہیں۔ وفات آپ کی سن ۱۸۰ یا ۱۸۱ھ ہجری میں وقوع میں آئی مشہور کشور اور آرائش مکونات اور اسرار حقیقت تاریخ وفات ہیں اور مجموعہ مکتوبات آپ کی تصنیف سے یادگار ہو۔

ابراہیم بن عبد الرحمن

ابراہیم بن عبد الرحمن بن محمد بن عماد الدین عمادی دمشقی سن ۱۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے ملک شام کے مشہور فضلاء و بلغاریین سے علم ادب اور نظم و شعر میں بارع فقیہ کثیر المحفوظات۔ محدث فاضل مقبول الہیات عظیم الہیبت تھے۔ ابتداء میں علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے پھر بوریثی میں حسن بن محمد سے مختلف علوم و فنون حاصل کیے اور حدیث کو احمد عیثادی وغیرہ سے اخذ کیا۔ باپ کی وفات کے بعد اپنے منجھلے بھائی کے ساتھ روم کا سفر کیا۔ دو دفعہ حج کیا اور دوسری دفعہ کے حج کے وقت رجب شامی میں قاضی مقرر ہوئے۔ اخیر عمر میں فالج ہو گیا جس میں ڈیڑھ سال مبتلا رہا شنبہ کے روز ۱۰۔ ربیع الثانی سن ۱۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور مرقہ باب الصغیر میں اپنے والد کے قبر کے پاس مدفون ہوئے۔ لوح محفوظ تاریخ وفات ہو۔

خالد بن جابر

خیر الدین بن احمد بن فوز الدین علی بن زین الدین بن عبد الوہاب ابوبلی فاروقی رملی۔ مفسر محدث۔ فقیہ۔ لغوی۔ صوتی۔ نحوی۔ بیانی۔ عروضی۔ منطقی۔ کثیر الخیر۔ اپنے زمانہ میں شیخ خفیہ تھے۔ شہر ملہ میں سن ۹۳ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم سراج الدین غازی صاحب فتاویٰ مشہورہ اور احمد بن محمد ابن الدین بن عبد العال سے پڑھا اور اپنے شہر اور مصر میں درس دیا۔ فتاویٰ سائرہ تصنیف کیا اور منہ الغفار اور عینی شرح کنز اور اشباہ و النفاذ اور بحر الرائق اور زلیعی اور جامع فصولین وغیرہ پر حواشی لکھے اور نیز رسائل اور ایک دیوان حروف بحم کی ترتیب پر لکھا اور سن ۱۸۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ آیت رحمت انیرہ تاریخ وفات ہو۔ بہت لوگوں نے مثل سیر مجلی وغیرہ کے آپ کے مناقب اور احوال اور بیان مشائخ اور تلامذہ میں طول دیا ہے۔ ابوبلی کی نسبت آپ کے بعض احباب کی طرف ہو۔

اسمعیل بن تاج الدین

اسمعیل بن تاج الدین بن احمد المعروف بہ یحیٰ سنی دمشقی۔ اپنے زمانہ کے امام

عالم شیخ فاضل صاحب فردت و مال اور جامع اموی واقع دمشق کے خطیب امام تھے۔
 دمشق میں مسئلہ ہجری میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد کی گود میں پرورش پا کر طلب علم
 میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ ایک جماعت شیوخ سے تحصیل علوم کر کے باع و فاق ہوئے
 جامع اموی اور مدرسہ جوہریہ میں درس دیا اور بہت سے طلاب آپ کے پاس جمع ہوئے
 آپ اپنے والد کی طرح تجارت بھی کرتے تھے مسئلہ ہجری میں آپ کو دولت علیہ کے حکم
 سے تدریس مدرسہ سلیمیہ کی تفویض ہوئی پھر مسئلہ ہجری میں مولی عثمان رومی تافسی دمشق
 کی طرف سے مدرسہ نقویہ کی تدریس سپرد ہوئی۔ یہاں تک کہ اسی سنہ میں دمشق کے
 اندر وفات پائی۔ فتح قلعہ تاریخ وفات ہے۔

ابو نعیم

خواجہ معین الدین بن خواجہ محمود نقشبندی۔ کاشمیر کے علمائے کبار اور مشائخ
 نامدار میں سے اتباع شریعت و ترویج سنت و ترویج بدعت اور زہد و ورع و تقویٰ میں اپنا
 نظیر نہ رکھتے تھے تمام علماء و صلحا دقت آپ کی تحریر و تقریر کو قبول کرتے اور نوادر و
 نوازل میں آپ کے پاس رجوع لاتے تھے اور بڑے بڑے علمائے کاشمیر مثل
 ملا محمد طاہر کشمیری خلف مولانا حیدر علامہ و ملا ابو الفتح کلو و ملا یوسف مدرس و مفتی محمد طاہر
 و مولانا عبد الغنی و مولانا مفتی شیخ احمد وغیرہ جو کاشمیر میں علم شریعت کا کھڑا کرتے تھے
 آپ کے خط فرمان پر سر رکھتے اور احکام روایت و عدالت میں آپ سے فتویٰ طلب کرتے
 تھے آپ نے علمائے وقت کی درخواست سے کتاب فتاویٰ نقشبندیہ اور کنز السعادت
 علوم شریعت و طریقت میں تصنیف کیں اور ایک کتاب فارسی دجیب میں الموسوم بربالہ
 رضوانی در بارہ خوارق و کرامت والد بزرگوار تالیف کی۔ وفات آپ کی سنہ ہجری
 بن ہوئی۔ خلیفہ عصر تاریخ وفات ہے۔

صاحب در شاہ

محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن بن محمد بن جمال الدین بن حسن بن ابی العباس
 حنفی آخری المعروف بہ حصکفی۔ فقیہ محدث۔ عالم۔ فاضل۔ نحوی حافظ احادیث
 و مرویات۔ طلیق اللسان۔ فصیح البیان۔ جید التفریر و التحریر۔ جامع معقول و منقول
 صاحب تصانیف کثیرہ اور مصنف کتب مفیدہ تھے۔ فقہ میں درمختار اور شرح المتقی

اصول میں شرح منار - نحو میں شرح فطر اور مصنفہ اور تعلیقات بنجاری تفسیر جزو
میں اور تفسیر بنیادی کا حاشیہ سورہ بقرہ سے سورہ اسرار تک اور حاشیہ درود وغیرہ
رسائل انیفہ اور کتب نفیقہ تصنیف فرامین اور نیز فتاویٰ ابن نجیم کو جو اسکے بیٹے اور فرزند
نے جمع کیا تھا جمع کیا۔ آپ کی فیضیات و تحقیق کا خود آپ کے مشائخ اور ہم عصر رہنے
افر کیا یہاں تک کہ حرم خیر الدین رلی آپ کے استاد نے آپ کی سند اعانت میں
یوں لکھا ہو کہ محمد بن علی نے پہلے مجھے ایسے لطیف اور پاکیزہ سوال کیے جن میں
انکے کمال روایت اور وسعت فکر و دقت ہوا اور انکو انکے جواب مختصر طور پر دیے
پھر انھوں نے مجھے اعلیٰ درجہ کے نکات پوچھے جابجہ میں نے انکے جوابات بھی
ویسے ہی دیے پھر انھوں نے اُسے بھی اعلیٰ درجہ کے سوال کیے پس میں نے انکے
علم و فضل کے قوس کو مضار کمال میں نہایت سبقت لجاتا ہوا اور وہاں سے نہایت
راحت و آرام سے بغیر کسی طرح کے اضطراب و اضطراب کے لوٹا ہوا دیکھا پس نوبت
یرسان تک پہنچی کہ میں نے اُسے اور انھوں نے مجھے حدیث کی روایت کی اور پھر
یہ اشعار آپ کی تعریف میں کہے ۵ فیما من لہ شک قد نک فاسال - تجار جگرافیہ علم
غیر محکم + بیاری قول الخلفہ فیما یروند + ویر زلس پیدان غیر مز لزل + نقشر عن لب العلوم
نشور + ویا ذابا سبت در سن مقفل + دیقوی علی الزجج فیہ بتاقب + سن انفسم
والادراک غیر محول + وفکر اذا ما حاول المعفر قله + ان رست حل الصعب فی الحال
بخالی + وما قلت ہذا القول الا بعد ما + سیرت جنایہ ما فہم مقول + آپ نے ۶۳ - سال کی
عمر میں ۱۰ - ماہ شوال ۸۵۷ ھ میں وفات پائی اور مقبرہ باب مغیر میں دفن کیے گئے
شیخ مقبول تاریخ وفات ہو حصن حصن کی ایک طرفہ نسبت ہو جو دربار بکر میں ایک قلعہ کا
نام ہو اور مشترک میں لکھا ہو کہ حصن کیفا دریا - ۵ وجہ کے کنارہ پر جزیرہ ابن عمر
اور مہار قین میں واقع ہو -

ابراہیم بن عبد الرحمن سولائی زشتی - نقہ تخر - عالم کثیر الاطلاع - ادیب - شاعر
شاعر جید الطریقہ - استخراج مسائل اور استحضار فروع مذہب پر حاوی -

میں
رہے

ابتداء جوانی میں تفسیر اشعار و نظم میں مشغول رہے چنانچہ معانی و دقیقہ اور نسق بدلیعہ نظم میں منسلک کرتے تھے پھر روم کو تشریف لے گئے اور وہاں کے ادباء سے آپ کو محاورہ و مقبولہ جاری رہے اور جب وہاں سے دمشق میں واپس آئے تو مسائل متعلقہ فتویٰ کی کتابت پر قائم ہوئے اور یہاں تک استحضار غریب فروع مذہب اور اُن کے استخراج میں مہارت پیدا کی کہ اُن کے ہم عصرون سے کوئی اُن کے مرتبہ کو پہنچ سکا اُس کے بعد جب شعر کہتے تو سب غلبہ فقہات کے اُن کو تکلیف کرنا پڑتا آپ کو جمع کرنے کتب کا ارشاد تھا چنانچہ آپ نے ہر ایک فن سے بہت سی کتابیں جمع کیں اور اخیر عمر میں اُن کو جمع کر دیا اور ساٹھ سال کی عمر سے گزر کر چار شنبہ کی رات ۱۱۰۰ بصریہ الاول شنبہ ہجری کو وفات پائی اور شیخ ارسلان کے مقبرہ میں دفن کیے گئے۔ دائرہ المعارف میں لکھا ہے کہ آپ ایک مدت مدید تک بیمار رہے اور بڑی دولت اُن کے معالجہ میں صرف کی۔ مگر اُس سے آپ کو رہائی نہ ہوئی۔ فحشد دہار تاریخ وفات ہے

محمد بن حسن بن احمد بن ابی یحییٰ کو اکبری طبیب مختلف علوم و فنون کے بحر نظر تھے جن کو اپنے ملک کے علماء و فضلاء سے حاصل کر کے تدریس اور نشر علوم میں مصروف ہوئے۔ تصنیفات بھی عمدہ اور مفید کی چنانچہ وقایہ کو منظوم کیا پھر اُسکی مفید شرح تصنیف کی اسی طرح منار کو منظوم کیا پھر اُسکی شرح لکھی۔ تفسیر بیضاوی پر تعلیقات لکھے اور شرح مواقف پر بھی حواشی تحریر کیے۔ ماہ ذی قعدہ ۹۶۷ ہجری میں وفات پائی۔

ابا ب فیض تاریخ وفات ہے۔
بابا داؤد مشکوٰتی کشمیری۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ حکمت۔ معانی میں یدِ موطیے رکھتے تھے۔ چونکہ مشکوٰۃ المصابیح آپ کو فتاویٰ و اسنادِ اَخلاقی ایسے آپ داؤد مشکوٰتی کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ تمام علوم عقلی و نقلی و فنون ظاہری و دہمی خواجہ حمید جرجانی سے حاصل کر کے واسطے کتب رموز باطن کے بابا نصیب الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدت تک اُنکی صحبت سے فیض حاصل کیا اور سلوک و مقامات میں عربی و فارسی تصنیفات لکھی اور کتاب اسرار الابرار سادات الیثان درویشان کا تفسیر

محمد بن حسن بن احمد بن ابی یحییٰ

بابا داؤد مشکوٰتی

کاشمیر کے حالات میں لکھی اور اسرار الاشجار اور کتاب منطق الطیر شیخ عطار رحمہ کو منقول کیا
نیز خواجہ خاوند محمود نقشبندی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے علوم باطن کا کمال
حاصل کر کے عسقلہ بحری میں وفات پائی اور کاشمیر کے محلہ کنر پورہ میں متصل عید گاہ
کے مدفون ہوئے۔ محدث زیب کشور تاریخ وفات ہے۔

سیف الدین بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی۔ عالم فاضل۔ جامع علوم
نقلیہ و عقلیہ صاحب کمالات ظاہری و باطنی و کرامات تھے۔ علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے
اور انجمن سے طریقت کو حاصل کیا اور قیام شریعت نبوی کے بیان تک تھے کہ محی السنہ
کے خطاب سے مخاطب تھے۔ جو شخص کفار و فساق وغیرہ سے آپ کی زیارت کو آتا تھا
تائب ہوتا آپ کو دنیا اور اہل دنیا سے ہدایت نفرت تھی جب کوئی امیر کا نام آپ کے
سامنے زبان پر لاتا آپ بجز دھنسنے کے بیہوش ہو کر زمین پر مثل مرغ نیم بسمل کے
لوٹتے اور کہتے ہیں کہ ایک روز آپ رات کو واسطے اداسے تنہا کے اٹھ کر حجرہ پر
بٹھے کہ اتنے میں بانسی کی آواز آپ کے کان مبارک میں پڑی جسکو سُن کر آپ
بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے جس سے آپ کو سخت ضرب آئی۔ وفات آپ کی
سنہ ۹۱۷ھ میں واقع ہوئی۔ شیخ صالح جہان تاریخ وفات ہے۔

شیخ ابوالہیثم بن حسین بن احمد بن محمد بن احمد بن میری مفتی مکہ مکرمہ الشہید
بہ میری زاد کا بر فقہاء حنفیہ میں سے فقیہ فاضل۔ محدث کامل۔ مجدد آثار علوم۔ ماہر
تبحر۔ نقل احکام۔ تحریر مسائل میں تخری حرمین میں علم فتویٰ میں یگانہ زمانہ مطالعہ کتب
میں مہمک۔ کل دلیات کے علماء کے نزدیک جلالت و فصیلت کے ساتھ مشہور
تھے۔ علوم اپنے چچا محمد بن میری اور عبدالرحمن مرشدی وغیرہ سے پڑھے اور حدیث
کو ابن علان وغیرہ سے اخذ کیا اور بہت سے مشائخ نے آپ کو اجازت دی آپ کی
تعلیمات شریعت سے زیادہ ہیں جن میں سے حاشیہ اشباہ و النظار رسم بہ عمدہ ذوی البصائر
شرح موطا امام محمد دو جلد میں۔ شرح تصحیح قدوری مؤلفہ شیخ قاسم۔ شرح
فہمک الصغیر مؤلفہ ملا رحمۃ اللہ۔ رسالہ فی جواز العمرۃ۔ فی انہراج۔ تہذیب غلوہ ابن شہنہ

سیف الدین بن
محمد معصوم

ابو الہیثم بن
حسین بن احمد بن
محمد بن احمد بن
میری

در باب عقائد شیخ المسلمون فی دفع الصدقہ لال الرسول - رسالہ دربارہ مسک و زیادہ -
 رسالہ دربارہ حمزہ العقبہ - رسالہ دربارہ اشارہ سبایہ - رسالہ دربارہ بیض الصید او
 ادخل الحرم - رسالہ دربارہ علم جواز تلیف بین اس خبر کے رسالے میں آپ نے اپنے
 ہم عصرون کی بن فرغ وغیرہ کا خوب رد کیا ہے۔ ولادت آپ کی مدینہ منورہ میں کچھ ادب
 سنہ ہجری میں ہوئی۔ اور یکشنبہ کے روز واسوال ^{۹۹} ہجری میں وفات پائی اور محلہ
 مین قریب حضرت سیدہ خدیجہ کے دفن کیے گئے۔ شیخ عالی محل تاریخ وفات ہے۔ کہتے ہیں
 کہ آپ کو موت سے بڑا قلق تھا پس آپ نے آنحضرت کو خواب میں دکھا کہ آپ فرماتے ہیں
 یا ابراہیم بن مسلمان لا بی اسوۃ حسنۃ پس آپ نے عرض کی کہ اس شرط سے مرنا ہوں کہ
 ہر سال حج کا ثواب میرے لیے لکھا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسا ہی ہو گا۔

آخوند ابو الفتح کلکو کا شہر کے علماء و فضلائین سے جامع کمالات ظاہری و باطنی
 تھے۔ علوم غیابہ و حیدر جرجان سے حاصل کیے استخراج مسائل فقہیہ میں بے نظیر تھے۔ اخیر عمر
 میں افتائے کا شہر کی خدمت بھی آپ سے متعلق ہوئی عقائد اہل تشیع کی تردید میں
 کتاب سبب السابین تصنیف کی اور اسکے سوا اور کتابیں اور تعلیقات بھی لکھیں اور
 تمام عمر درس و نشر علوم میں مصروف رہے سنہ ہجری میں وفات پائی اور مقبرہ معلط
 زین العابدین میں مدفون ہوئے۔ فیاض دہر تاریخ وفات ہے۔

ملا شکر گنائی - از ہجفاد حضرت بابا عثمان ادب گنائی۔ کا شہر کے علماء کا
 و فضل سے نامدار تھے محدث۔ فقیہ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور ملا فیروز مہتمی کے چچا
 تھے اپنے شہر کے علماء سے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کر کے حرمین محترمین کو تشریف لیگے او
 وہاں زبدۃ المتأخرین خاتم المحدثین ابن حجر کی سے حدیث کی اجازت حاصل کی اور کا شہر
 میں وہاں آکر تدریس و تعلیم میں مشغول رہے اور محلہ قلاش پورہ میں متعل قبر مولانا
 لولی گنائی کے مدفون ہوئے۔ صاحب تاریخ اعظمی لکھتے ہیں کہ کتاب شمائل نبوی خاص
 آپ کے ہاتھ کی خط شکر سے لکھی ہوئی اور نیز وہ اجازت نامہ جو شیخ ابن حجر نے
 پشت اسرار الرجال پر اپنے ہاتھ سے لکھا کہ آپ کو دیا تھا ہمارے پاس موجود ہو۔

انصاف

حسن

نصفین علی بن ابی
جابر

آنخوند ملا محمد جمال الدین اپنے وقت کے عالم فاضل قحور و زگار۔ واقف ہر امر
تھے باوجود کمال شغل علوم ظاہری کے بابا فتح اللہ حقانی کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ
امور باطنی کا کیا اور رات دن مدرس علوم ظاہری و باطنی میں مشغول ہوئے۔ شیخ
نصیر الدین ابوالفقار نے آپ سے پڑھا اور حدیث کی سند حاصل کی۔ علاوہ اسکے اکثر
اکابر وقت نے مثل بابا نصیب و شیخ اسماعیل حشتی وغیرہ کے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ اکثر
شیخ نور الدین ولی کی تربت پر زیارت کے لیے جا بآ کر تے تھے ایک دن شیخ نصیر الدین
کہا کہ حسب ارشاد نبوی صلعم فضل الدائم علی العابد کفضل علی ادناکم کے آپ کی فضیلت
شیخ نور الدین سے زیادہ ہے آپ نے فرمایا کہ ایک روز ہم نے آنحضرت صلعم کو خواب میں دیکھا
کہ شیخ نور الدین آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اے جمال شیخ نور الدین جو
جو کام اُس نے کیا جو وہ کسی نے نہیں کیا۔ آپ گوشت کم کھا یا کرتے تھے اور بے تکلف کرتے
اور بوریہ کے فرش پر اوقات بسر کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ بابا فتح اللہ کی ایک لڑکی آپ کے عقد
اور دوسری آپ کے بھائی ملا کمال الدین کے عقد میں تھی۔ قبر آپ کی کا شمار میں ہے۔

نصفین علی بن ابی
جابر

خواجہ زین علی ہتورای نواری۔ عالم فاضل۔ محدث کامل تھے۔ شیخ یعقوب صرغی اور
ملا شمس الدین پال سے علوم اخذ کر کے حضرت مخدوم شیخ حمزہ کے مرید ہوئے اور باوجود
رتبہ فضیلت کے معارف و دقائق تصوف سے حصہ تام حاصل کیا اور واسطہ عمر میں فقر
اختیار کر کے زیارت حرمین شریفین کو تشریف لیگئے اور وہاں شیخ ابن حجر کی سے
حدیث کی اجازت لیکر کا شمر میں واپس آئے اور افادہ و نشر علوم میں مصروف ہوئے
جب وفات پائی تو محلہ راینواری میں اپنے مسکن کے متصل مدفون ہوئے۔

نصفین علی بن ابی
جابر

شیخ علی بن جبار اللہ قرشی خالہی مخزومی ملی خالہ بن ولید رحمہ کی اولاد میں سے
کہ سلفہ میں رہتے تھے۔ اپنے وقت کے فقیہ فاضل۔ محدث کامل۔ مفتی و خطیب کہتے
آپ ہی تھے جو اس وقت صحیح بخاری کا جیسا کہ چاہیے درس علی الاطلاق دے سکتے تھے
نصاحت و بلاغ اور سلاست طبع و لطافت تقریر و تحریر اور حسن خلق میں دستگاہ کامل
رہتے تھے۔ علاوہ اسکے محبت درویشوں اور اعتقاد مشائخ اور قلت طعام اور ریاضت

نفس میں بھی آپ کو بہرہ وافر حاصل تھا تاہم روزِ حصاےِ حرمِ شریف پر بیٹھ کر امورِ دنیہ اور مقاصدِ علمیہ کو انجام دیتے اور افکار و تدبیریں میں مصروف رہتے تھے۔ اکابر و مشرفا کی ترویج و تخطیب میں بھی آپ ہی سے لوگ تبرک جابتے تھے صرف آپ اور آپ کے والد بزرگوار ہی خفی المذہب تھے اور سب قوم آپ کی شافعی تھی آپ کو فتویٰ کے وقت کتاب دیکھنے کی کچھ احتیاج نہ ہوتی تھی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کتب احادیث خصوصاً صحیح بخاری آپ ہی سے بڑھی اور احادیث کی سند حاصل کی اور کئی دفعہ صحیح بخاری کے مذاکرہ کے وقت شیخ مذکور سے فرماتے تھے کہ بھلا جو تفسیر مجھے حاصل کیا ہو اس سے فائدہ لینا میرا زیادہ ہو۔ آپ کو شیخ علی متقی سے نہایت اعتقاد تھا اور انھوں نے آپ کو اپنا خرقہ بھی مرحمت فرمایا تھا آپ شیخ عبد الوہاب سے بھی بڑی محبت رکھتے تھے۔

مولیٰ محمد خفی

مولیٰ محمد خفی۔ ولایت شام کے رہنے والے تھے اکثر علوم نقلیہ کے فاضل تھے خصوصاً تفسیر و حدیث و فقہ اور تصوف میں بڑے ماہر تھے۔ شمائل ترمذی کی شرح تصنیف کی۔ اکثر اوقات فتوحات مکیہ کو اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے اور بسا اوقات مجردوں کی وضع اختیار کر لیتے تھے بعض دفعہ آبکاریہ حال ہوتا تھا کہ بہت سال آپ کے پاس جمع ہو جاتا تھا اور کھڑی دیر میں اس کو خراج کر دیتے تھے اور جب کو چاہتے دیدیتے تھے کئی سال تک مکہ معظمہ میں رہتے رہے اور شیخ علی متقی رحم کی صحبت میں حاضر ہوتے اور ان کا بڑا ادب و اعتقاد کرتے تھے جب شیخ موصوف وفات پا گئے تو ان کے خلیفہ شیخ عبد الوہاب کی خدمت میں آتے جاتے اور ان کی بھی بڑی تعظیم و تکریم کرتے کہتے ہیں کہ آپ کئی دفعہ فوت ہوئے اور پھر زندہ ہوئے شیخ عبدالحق زائد المتقین میں لکھتے ہیں کہ جن فوہ میں ہم مکہ معظمہ میں تھے تو یہ افواہ اُسری تھی کہ ایک شخص محمد نام نے ولایت شام میں ہمدویت کا دعویٰ کیا ہے جب یہ خبر شیخ عبد الوہاب کی خدمت میں پہنچی تو انھوں نے فرمایا کہ شاید مدعی ہمدویت کا محمد خفی ہو گا پھر فرمایا کہ وہ اس قسم سے ہو کہ جو دعویٰ کرے گا اس کو بلور کر دیگا وہ عجائب و معجزات خدا سے ہے اور عجیب و غریب طور رکھتا ہے۔

امام محمد صادق معروف بحکیم داماد ابن مولانا کمال الدین سیالکوٹی۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور درجہ تدقیق و تحقیق پر فائز تھے جاگیر شاہ نے آپ کی کمالت کا شہرہ سن کر آپ کو اپنی مجلس میں باریاب کیا جب علمائے اہل تسنن و تشیع کا مباحثہ اور معارضہ ہوا تو اہل تسنن کی طرف سے آپ ہی مناظر تھے یہاں تک کہ ملا حبیب اللہ شیعہ کو آپ نے ساکت کر دیا اور اپنے گھر محلہ جالیہ میں مدفن ہوئے۔

امام عبد الرزاق بادی۔ بڑے عالم فاضل اور عقولات میں بے نظیر تھے شرح تخریر کا حاشیہ لکھا اور فرماتے تھے کہ میری تالیف کو سمجھنا تو کجا بڑے بڑے عالم صورت بڑھ بھی نہیں سکتے۔ بعد تفصیل کمالات کے سفر اختیار کیا اور شاہ عثمان بادشاہ نے آپ کو مدرسہ کابل کا مدرس مقرر فرمایا۔ کئی راقین کتاب محاکات پر رد لکھتے رہتے جس سے آپ کی دماغ میں خلل ہو گیا اور پھر ہی اپنے حلق پر مار لی مگر شاگردوں نے اسی وقت زخم کو ہاتھ دیا اور کابل کے مدرسے سے استغفار کر کا شہر میں آئے اور بہین وفات پائی۔ آپ کے مامون ملا فاضل بھی عالم مدقق اور بحثی مشہور تھے جنہوں نے اکثر حواشی مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کا رد کیا۔

مفتی ملا یوسف ججک۔ عالم بے مثل اور فقیہ بے نظیر تھے اور مباحثہ ایسے تھے کہ کوئی آپ کو مباحثہ و معارضہ میں مغلوب نہ کر سکتا تھا۔ ملا فاضل اور ملا عبد الرزاق آپ کی کمالت کے مفرقیے اور آپ کے ساتھ علمی بحث نہ کر سکتے تھے آپ اکثر صحبت خواجہ خاوند محمود میں حاضر ہو کر اُسے دقائق علم فقہ و تفسیر کا افادہ کرتے تھے آپ کے فرزند ارجمند ملا عبد الباقی بڑے فقیہ اور عالم بے نظیر تھے اور سلوک و سجدات میں آپ کی طرح کوئی مفتی ماہر نہ تھا۔

حدیقہ دوازدہم

بارہویں صدی کے فقہاء و علمائے حالات میں

میرزا بدین قاضی محمد اسم ہمدانی کابلی۔ فاضل اجل۔ عالم فقہ منطقی۔ صاحب ذہن ثاقب۔ مکرّمہ باب ترقیق میں شائقین سے گوئے سبقت لیگے تھے۔ ہندوستان

میں پیدا ہوئے۔ علوم اپنے باپ اور دیگر فضلاء ہند سے حاصل کیے۔ سن ۱۰۸۵ھ میں آپ کی شاہ جہان نے محرم و قانع کا بل مقرر کیا جب عالمگیر تخت نشین ہوا تو اس نے سن ۱۰۸۷ھ ہجری میں آپ کو عسکر کا محاسب مقرر کیا بعد ازاں کا بل کی صدارت آپ کو سپرد ہوئی جہاں آپ نے ہنگامہ افادہ کا گرم کیا اور بہت سے طلبہ علم نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح مواقف اور محقق دوالی کی تہذیب کی شرح اور حاشیہ لقنور و تصدیق مسند قطب رازی اور حاشیہ شرح میا کل یادگار ہیں۔ وفات آپ کی سن ۱۱۸۵ھ میں ہوئی۔ فاضل بے مقابلہ تاریخ وفات ہے۔

ابو بکر بن بہرام دمشقی نزہل قسطنطنیہ۔ بڑے عالم فاضل۔ مقفن خصوصاً ریاضی میں یگانہ زمانہ تھے۔ دمشق میں پیدا ہوئے اور بعد تحصیل علوم و فنون کے قسطنطنیہ کو حلیہ کی جہاں وطن اختیار کر کے اکثر مجالس صدور میں داخل ہوئے سن ۱۱۹۹ھ میں مدینہ سلیمانہ میں سے ایک کے مدرس مقرر ہوئے پھر حلب کی قضاء آپ کو دی گئی اور ماہ جمادی الاول کے سن ۱۲۰۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

ملا قطب الدین شہید سہاوی۔ نقلیات و عقلیات میں مقدم تھے آپ کے زمانہ میں ملک پورب میں ریاست علم و تدریس کی آپ پر منتہی ہوئی۔ قعبہ سہال میں جو علاقہ لکھنؤ سے ہے پیدا ہوئے۔ علوم ملا دنیاں جو اسی اور قاضی کا شہر تلمیذ محب اللہ آدابادی صاحب رسالہ تنویر اور شراح فصوص سے حاصل کیے اور آپ سے اکثر علماء پورب نے تلمذ کیا۔ آپ نے شرح عقائد دوانیہ پر نہایت دقیق حاشیہ لکھا سن ۱۲۰۰ھ میں فریق عثمانیہ نے جو سہال میں رہتا تھا رات کو آپ کی حویلی پر ہجوم کیا اور آپ کو شہید کر کے حویلی کو جلا دیا۔ فیض باری تاریخ وفات ہے۔

ابراہیم بن سلیمان بن محمد بن عبد العزیز جنینی نزہل دمشق۔ فقیہ نحریر۔ فاضل بے نظیر۔ مقفن۔ مورخ۔ حافظ۔ واقع۔ واقف غرض اس فن نقول۔ جامع فروع۔ حاوی اصول تھے۔ جد و سن ۱۲۰۰ھ ہجری میں شہر جنین میں جو شام کے ملک میں واقع ہے پیدا ہوئے اور رملہ کو تشریف لیگے جہاں خیر الدین مفتی حنفی سے استفادہ کیا اور مدت تک

ابو بکر بن بہرام دمشقی

ملا قطب الدین سہاوی

ابراہیم بن سلیمان بن محمد بن عبد العزیز جنینی

انکی ملازمت میں رہ کر مسائل فقہیہ کے کاتب رہے چنانچہ جب وہ فوت ہوئے تو انکا فریاد کیا
شہورہ مرتب کیا غرض بعد وفات شیخ مذکور کے دمشق میں آئے اور وہاں وطن اختیار کیا
اور کئی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں مصر میں بھی جا کر وہاں کے مشائخ اجلہ سے اخذ کیا
آپ کو اسماء کتب اور ان کے مؤلفین اور اسماء و القاب اور تاریخ وفات و انساب و مختصراً
ازرع فقہیہ و درعلل حاشیہ میں معرفت تاسعہ حاصل ہوئی تاریخ ابن خرم کو کامل کیا اور بعض
رسائل تاریخیہ تالیف کئے یہاں تک کہ دمشق میں مشکل کے روزہ ۶ ماہ صفر سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں
وفات پائی اور تربت باب الشہیر میں فن کیے گئے شہنشاہ ولایت تاریخ وفات ہو۔

مولانا محمد امین کانی بلہ پیری کا شمیری۔ علمائے متعین اور فقہائے محققین میں
سے صاحب قضاہت و فہم تھے۔ اکثر کتب متداولہ مثل شرح تہذیب وغیرہ پر حواشی و
شرح لکھے اور علم فرائض میں نثر و نظم میں رسائل موجب تصنیف کیے اکثر علمائے کا شمیر
مثل مولانا غایت اللہ سال اور ملا محسن وغیرہ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اوقات
شرفیہ قضاہت و نوکل کے ساتھ تدریس و بحث علوم میں مشغول رکھتے تھے۔ آپ نے
واخر عمر میں واسطے تیاری جہیز اپنی دو دختروں کے جو حد بلوغت کو پہنچ گئی تھیں ہندوستان
کا سفر اختیار کیا جب آپ دہلی میں پہنچے تو آپ کی دونوں لڑکیوں نے کا شمیر میں
عاشق سے بکاسے دوائے زہر کھالیا اور جان بحق ہو گئیں مولانا کو بشارت ہوئی کہ
آپ کی عمر انجام کو پہنچ گئی۔ آپ کا شمیر میں جا کر تدریس و تفسیر علم میں مشغول ہوئے
اسبیر آپ دہلی میں کا شمیر میں تشریف لائے اور ہنگامہ درس و تفسیر علوم کر کے کیا۔ آپ
طبعاً ہی موزون رہتے تھے چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کا شمیر کا قاضی جب ہندوستان
سے پھر کر کا شمیر میں پہنچا تو آپ اسکی ملاقات کے لیے گئے مگر اسنے بسبب مدت کی مقدار
کے آپکو نہ چھوڑا اور جب بلایا تو جو پہنچنے کے آپکو پہچانا تو بڑا غم کیا آپ نے فرمایا کہ آپ
بیشک سندھو میں کیونکر سولہ اذاجاؤ فقہائے اہل البصر مشہور ہو۔ وفات آپکی ماہ رمضان ۱۰۰۰
لیلہ القدر سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں ہوئی۔ معلم جہان تاریخ وفات ہو۔

ملا محمد الشکور تیلو۔ جامع علوم عقیدہ و نقلیہ صاحب درع و تقوی تھے۔ مولانا

مولانا محمد امین
کانی بلہ پیری

ملا محمد الشکور
تیلو

تحصیل علوم میں مشغول ہو کر فوج حیدر پور میں وغیرہ فضا سے استفادہ کیا اور تھوڑی سی مدت میں حقائق و دقائق علوم میں فائز ہوئے اکثر درس منقولات اور فقہ میں اشتغال رکھتے تھے۔ بادشاہ عالمگیر نے جو روپیہ واسطے علمائے کاشمیر کے بھیجا تھا اس میں آپ نے حصہ لینا قبول نہ کیا اور سالانہ سحری میں وفات پائی۔ علامہ اثرشرف نے جو آپ کے استاد زادہ کے شاگرد ہیں آپ کے مرثیہ میں بر زبان عربی ایک قصیدہ کہا ہے جس میں تاریخ وفات آپ کی یہ لامات بوفات علو لکھی ہے۔

شاہ رضا قادری

شاہ رضا قادری سٹاری لاہوری۔ اعظم علمائے دین اور کبرائے مشائخ روئے زمین سے علوم ظاہری میں صاحب فتویٰ اور علوم باطنی میں اہل ارشاد تھے مشائخ متاخرین میں سے جس قدر فتوحات ظاہری و باطنی آپ کو نصیب ہوئی ہیں پنجاب اور لاہور میں کسی کو میر نہیں ہو مگر جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا تھا وہاں ہی ظہور میں آتا تھا کرامتیں و خوارق بے اختیار آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ وفات پائی ۱۲ جمادی الاول ۱۱۰۰ھ میں ہوئی۔ مزار آپ کا لاہور میں ہے۔ آیت رحمت جہان تاریخ وفات ہے۔

فیضیہ نقشبندیہ

قاضی محب اللہ بہاری بن عبد الشکور۔ علوم کے بحر خار۔ فقہ۔ اصولی۔ منطق۔ حاوی فروغ و اصول۔ نتیجۃ السلف حجت الخلف تھے۔ موضع کرہ میں جو مقامات بہار میں واقع ہیں پیدا ہوئے۔ اوائل کتب درسیہ کو متفرق مقامات سے حاصل کیا پھر درس فقہ شمس آبادی میں داخل ہوئے جہاں سے بحر علوم اور بدر میں النجوم ہو کر کھن کو تشریف لیگے اور شاہ عالمگیر سے ملے اس نے آپ کو لکھنؤ کا قاضی بنا دیا پھر کچھ مدت بعد حیدر آباد کے قاضی بنائے گئے کئی قدر مدت کے بعد بادشاہ نے آپ کو فغان کے عہد سے معزول کر کے اپنے پوتے رفیع القدر بن معظم کی تعلیم پر مقرر کیا اور جب عالمگیر نے اپنی شہادت میں کابل کی حکومت اپنے بیٹے معظم الملقب بہ شاہ عالم کے سپرد کی اور وہ مع اپنے بیٹے رفیع القدر کے دکن سے کابل کو گیا تو آپ بھی اس کے ساتھ کابل کو گئے۔ سالانہ میں شاہ عالمگیر کی وفات پر جب شاہ عالم ہندوستان میں پہنچا تو اس نے آپ کو منصب جلیلہ صدارت عظمیٰ ہند کا سپرد کیا اور فاضل خان کا لقب دیا یہاں تک کہ سالانہ سحری میں آپ نے وفات پائی

شیخ دہر تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات میں سے سلم العلوم منطق اور سلم الثبوت اصول فقہ اور جوہر الفرد مسئلہ جزیہ لایہ تجزی میں مدارس علماء میں متداول اور مقبول ہیں۔ آپ نے جسطح سلم العلوم تصنیف کر کے علم منطق کو زندہ کر دیا ہے اسی طرح کتاب سلم الثبوت تصنیف فرما کر علم اصول فقہ کو فروغ دے دیا ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ جملہ علوم نقلی و عقلی حدیث و تفسیر اور فقہ وغیرہ بغیر اصول فقہ کے ہرگز نہیں آسکتے۔

مولانا محمد محسن کشوکا شیریں۔ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ ملا محمد امین کانی اور دیگر فضلا سے علوم حاصل کر کے غنوی سی مدت میں اپنے اقراں سے فائق ہو گئے خصوصاً علم معقولات میں اعلیٰ مہارت حاصل کی آپ کے درس میں عجب فیض تھا۔ شاگردوں کو کئی بے بہرہ رہا ہوگا۔ اکثر کتب خصوصاً ہدایہ و مطول پر روشنی اور تعلیقات لکھے۔ الحوذہ ملا نازک سے علوم باطنی حاصل کیے۔ صاحب تاریخ اعظمی لکھتے ہیں کہ آج کے دن اکثر طلبہ علم جو مرتبہ افادہ کو فائز ہوئے ہیں آپ کی شاگردی سے مستوف ہیں ابھی عمر آپ کی پچاس سال کو نہ پہنچی تھی کہ ۱۹ سالہ ہجری میں آپ نے وفات پائی اور محلہ کشاوشون میں مقبرہ سید محمد کرمانی میں مدفون ہوئے۔

مفتی ابوالصفاء بن احمد بن ایوب عددی صاحبی دمشقی خلوتی۔ اپنے زمانہ کے شیخ امام۔ صدر العددور۔ علامہ۔ فاضل باع۔ فقیہ مفسر نحوی تھے۔ دمشق میں شمسہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پا کر اپنے والد ماجد سے طلب علم میں مشغول ہوئے اور اُسے طریق خلوتیہ اخذ کیا اور شیخ ابراہیم خنابل دمشقی وغیرہ فضلا سے پڑھا یہاں تک کہ باع دقاق اقران ہوئے دمشق میں افتاء خفیہ کی خدمت آپ کے بہرہ ہوئی اور مرتبہ دم تک مفتی رہے حج بھی کیا اور کرمظہر میں مدرسہ مرادیہ کے متولی رہے جہاں آپ کی بڑی شہرت اور قدر و منزلت ظاہر ہوئی۔ آپ کے تصنیفات سے ایک فتاویٰ تذکرہ ہے۔ وفات آپ کی منگل کے روز ۱۲۔ ماہ ذی الحجہ ۸۱۲ھ ہجری میں ہوئی اور حرت مرج الدرداع میں دفن کیے گئے۔ فاضل دہر تاریخ وفات ہے۔ عددی عدی بن سافر صحابی کی طرف منسوب ہے اور آپ کے اجداد بقاء عزیز کے جو دمشق کی نواح

سید محمد محسن کشوکا شیریں

مفتی ابوالصفاء بن احمد بن ایوب عددی

ہیں واقع ہو رہے تھے والے تھے۔

شیخ جان محمد لاہوری۔ شریعت وفقہ وحدیث میں عالم کامل اور طریقت و معرفت میں مقتداے زمانہ تھے اور لاہور کے محلہ پردیز آباد میں جسکی آبادی شہر سے باہر تھی رہتے تھے۔ صغریٰ میں شیخ عبدالحکیم خلیفہ شیخ اسماعیل المعروف بہ بیان کلان لاہوری سے تحصیل علم میں مشغول ہوئے ایک دن ہمراہ استاد کے سامان صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے سامان صاحب نے آپ کی طرقت دیکھ کر فرمایا کہ اسے لڑکے اگر تو عالم فاضل اور صاحب تحصیل ہو جائے تو ہمارے ساتھ احادیث کا تکرار کیا کر لگا آپ بسبب شرم وحیا اور نہایت ادب کے خاموش رہے شیخ عبدالحکیم نے آپ کو کہا کہ آپ لڑکے کہو کہ اگر آپ کی توجہ موجب سے تحصیل علم میں فائز المرام ہو جائے تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو لگا آپ نے ان کلمات کو ادا کیا ابھر بیان موصوف نے ہاتھ اٹھا کر آپ کے حق میں دعا کی جو درجہ اجابت کو پہنچی اور آپ نے چند ماہ میں استعداد کلی بہم پہنچائی جب شیخ عبدالحکیم نے دیکھا کہ آپ مجھ سے علمی طاقت میں زیادہ ہو گئے ہیں اور ابھی انکا طائر ہمت بلند پروازی میں ہے تو اپنے سے علوٰیہ کر کے آپ کو شیخ بنور کے والد کیا بولا جو زمین اکا بر طلبائے وقت سے تھے پس آپ نے تھوڑے سے عرصہ میں اُسے استفادہ کر کے فضیلت کی دستار حاصل کی ایک دن حضرت سامان صاحب اپنے مدرسہ میں مستغرق بحرِ مباحثہ تھے کہ آپ کا خیال دل میں گذرا اور فوراً آپ کو اپنی طرف جذب کیا آپ اُس کشش کے سبب سے فی الفور حاضر آئے اور بیان صاحب نے آپ کو بغلیں فرما کر نعمت وافر عطا کی اور ولایت کے مرتبہ پر پہنچایا اور فرمایا کہ آئندہ حسب وعدہ خود دو شنبہ جمعہ کو ہمارے پاس آکر احادیث کا تکرار کیا کرو چنانچہ آپ ہمیشہ تاحات میان صاحب بابام مقررہ انکی خدمت میں حاضر ہو کر احادیث کا تکرار فرماتے اور جس حدیث میں شبہہ عائد ہوتا میان صاحب مراقبہ میں روح پر فتوح حضرت رسالت پناہ سے تفسیح فرماتے۔ وفات آپ کی سالہ ہجری میں ہوئی اور محلہ پردیز آباد میں دفن کیے گئے کہتے ہیں کہ آپ نے بعد چند سال کے مقدم محلہ مذکور کو جو آپ کا خادم تھا خواب میں دکھائی دیکر فرمایا کہ ہماری نفس کو بیان سے

شیخ جان محمد
لاہوری

لکھا کہ منسل حضرت میان صاحب کے دفن کر دو روزہ قبر سے محلہ میں سخت بلا نازل ہوئی
صبح کو مقدم مذکور نے آپ کی نعش مبارک کو وہاں سے نکلوا کر میان صاحب کی
قبر کے پاس دفن کر دیا بحمد فضل تاریخ وفات ہر۔

میدر قطب الدین شمس آبادی۔ قطب العلماء اور مدد الفضل رہے اصل
میں آپ سادات امیٹی سے تھے جو پورب میں واقع ہر جہان سے آپ شمس آباد
مقلدہ فنیج میں آکر سکونت پذیر ہوئے۔ علوم لاقطب الدین وغیرہ اساتذہ عصر سے
حاصل کیے اور اخیر عمر تک تدریس میں مشغول رہے آپ سے خلق کثیر نے تلمذ کیا
آپ باوجودیکہ ایسے سنگدست تھے کہ گھر میں آگ تک روشن کرنے کی دستگاہ نہ رکھتے
تھے مگر بڑے قانع تھے اور اپنی حاجات کو کسی پر ظاہر نہ کرتے تھے اور بڑی کشادہ
و کشادہ زبان و حالت سے تدریس میں مشغول رہتے تھے ستر سال کی عمر میں اساتذہ
سین فوت ہوئے۔ عفت شعار تاریخ وفات ہر۔

قاضی حمید رملی طب بقاضی خان۔ کاشمیر کے علمائے متبحر اور فقہائے
نامدار میں سے تھے۔ علم مولانا عبد الرشید زرگر سے حاصل کیا جب جمہور علوم مختلفہ
ہندوستان میں کمالیت کو پہنچ گئے تو بسبب تنگی معاش کے وطن کو چھوڑ کر عالمگیر کے لشکر میں
ہوئے اور بیاد خان صدر الصدور سے آشنائی پیدا کر کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور بادشاہ کی شفقت سے شہزادوں کی تعلیم پر مامور ہوئے بعد چندے شہر دہلی
کے قاضی ہو گئے اور اپنے کمال عدل و انصاف سے بادشاہ کو بہانہ تک راضی کیا کہ فاضل
کے لقب سے ملقب ہوئے۔ وفات آپ کی اس سال کے مرض سے طالعہ بھری من ملک
دکن میں ہوئی اور نعش آپ کی وہاں سے اٹھا کر کاشمیر میں لگے اور نہر کے باہر بلخ
بجورہ میں دفن کی گئی۔ فاضل دور آپ کی تاریخ وفات ہر۔

مولانا محمد اشرف شتوٹلف خواجہ محمد طیب۔ آپ افتاد مولانا علامہ خواجہ حیدر علی
بڑے ذکی۔ جید طبع۔ سقیم مزاج۔ عالم فاضل تھے۔ اپنے بزرگوں سے کمالات
حاصل کر کے مولانا محمد محسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُسے علوم فقہ وغیرہ

سیدنا بابا
عبد اللہ بابا

سیدنا بابا
عبد اللہ بابا

سیدنا بابا
عبد اللہ بابا

حاصل کر کے بڑے تبحر ہوئے اور تصنیفات رائقہ علم قرأت اور رد شیعہ اور بعض فنون میں مثل جوآہر الحکم وغیرہ کے تصنیف کیں اور اکثر تصانیف میں مجادلہ اور بلاغت کلام میں اپنے اقران سے ممتاز تھے۔ آغاز سن کمولت میں ۱۲۳۱ھ ہجری میں وفات پائی۔

مولانا عینیت اللہ شال کاشمیری۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ محدث۔ متقی۔ متوسل۔ جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ تھے۔ علوم و فنون مولوی ابو الفتح اور مولانا عبدالرشید زرگر اور فرزندان خواجہ حیدر جرجی سے حاصل کیے اور خدا کے فضل سے نحو و سیما میں اپنے وقت کے علماء و فضلاء سے گوئے سبقت و توفیق ملے۔ علم فقہ و حدیث اور اُس کے طرف اسانید خصوصاً درس صحیح بخاری میں نظیر نہیں کیے تھے کہتے ہیں کہ چھتیس دفعہ آپ نے اول سے آخر تک صحیح بخاری کا تذکرہ کیا اور مثنوی مولانا روم کے پڑھنے کے آپ بڑے شائق تھے علوم باطن میں بھی آپ نے مشائخ سے خرقہ طائف حاصل کیے اور تمام عمر تدریس و تفسیر و وعظ میں مصروف رہے اور طبع موزون رکھتے تھے شعر صوفیانہ دردمند اند کہتے تھے۔ اوشمہ سال کی عمر میں آخر ماہ شعبان ۱۲۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ فخر جہان تاریخ وفات ہو۔

شیخ غلام نقشبند بن شیخ عطاء اللہ لکھنوی۔ عالم اہل۔ فاضل اہل مفسقہ حامی شریعت غرا۔ حارس ملت بھیل تھے۔ اوائل کتب درسیہ میر محمد شفیع دہلوی سے پڑھیں اور تحصیل کی دستاویز محمد لکھنوی سے باندھی اور اُس کے خلیفہ ہوئے آپ کی تدریس و تلقین سے بہت خلقت کو فیض پہونچا۔ شاہ عالم سے آپ نے ملاقات کی اور اُسے آپ کی بڑی تعلیم و تکریم کی۔ سید عبد الجلیل بگرامی نے آپ سے علم حاصل کیا۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر ربیع قرآن المسے بانوار القرآن اور اُس کے حواشی اور تفسیر بعض سورہ قرآنیہ اور کتاب فرقان الانوار اور الامامۃ العرشید مسئلہ وحدت وجود میں اور شرح قصیدہ خروجہ عروض میں وغیرہ مالک یادگار ہیں۔ وفات آپ کی سلخ ماہ رجب ۱۲۶۱ھ ہجری میں ہوئی۔ اور لکھنؤ میں دفن کیے گئے۔ دارالقیض تاریخ وفات ہو۔

مولانا عینیت اللہ شال کاشمیری

شیخ غلام نقشبند بن شیخ عطاء اللہ لکھنوی

نسخہ کتب خانہ
مکتبہ اسلامیہ

شیخ احمد المعروف بہ ملا جوین صدیقی میٹھوی - فقیہ - محدث - اصولی - جامع معقول و منقول - علامہ وقت - فہمائے دہراوڑ اور نگ زیب عالمگیر کے استاد صاحب فتویٰ تھے آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اول کی طرف منتهی ہوتا ہے۔ آپ قبیلہ امیہ میں جو مضافات لکھنؤ سے ہی پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا پھر اطراف و اکناف کے علماء و فضلاء سے تلمذ کیا۔ آپ بڑے صاحب حافظہ تھے کتابوں کی عبارت کے درقون کے ورق آپ کو یاد تھے اخیر کو مولانا لطف اللہ جہان آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے بیان تک کہ سولہ سال کی عمر میں علوم دینیہ اور فنون شریعہ کی تحصیل و تکمیل سے فراغت پائی۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ کو اجنبی استاد کی کے لیے منتخب کیا اور آپ کی بڑی عزت و توقیر کرتا تھا اور عالم شاہ بن عالمگیر بھی آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ اکیس سال کی عمر میں آپ نے سلسلہ بن تفسیر احمدی کو ان احکام فقہیہ کی تشریح میں جو قرآن سے مستنبط ہوتے ہیں تصنیف کیا بعد ازاں حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ میں بعض طلباء کی اسناد عار سے اٹھاؤں سال کی عمر میں اصول شمار کی شرح نور الانوار تصنیف فرمائی۔ جو اس زمانہ میں یہاں تک مقبول علماء ہوئی کہ مدرسہ میں داخل ہو اس شرح کے بعد آپ پچیس سال زندہ رہے اور سلسلہ میں دار الخلافہ دہلی میں وفات پائی اور آپ کا جسد شریف قبیلہ امیہ میں جو آپ کا مولد تھا لجا کر دفن کیا گیا۔ خورشید اوج تاریخ وفات ہے۔

میر الیوب بنجاری

حافظہ امینہ
بنجاری

میر الیوب بنجاری بنجارا کے فضلاء نامدار اور فقہائے بگائے دہراوڑ گرام میں سے تھے جو اوائل عہد شاہ فرخ سیرمین کا شمیمین وارد ہو کر تدریس علوم دینی اور اتباع سنت نبوی میں مشغول ہوئے اور سلسلہ میں وفات پائی۔ اور کوسہ پورہ میں مدفون ہوئے حافظہ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بناری منقول و معقول میں ماہر اور فروع و اصول میں نجمہ قرآن کے حافظ شاہ عالمگیر کی طرف سے صدارت لکھنؤ پر مقرر ہوئے ان دنوں میں قاضی محب اللہ بھی دہان قاضی تھے جس سے آپ کے اور ان کے درمیان اکثر مباحثے و مناظرے جاری رہے تھے۔ آپ نے اصول فقہ میں

حدائقہ دوازہم باہون صدی کے فقہاء و علمائے ۴۳۳

حدائقہ

کتاب مفسر تمام تصنیف کی اور خود ہی اس کی شرح حکم الاصول نام لکھی۔ علاوہ ان کے حاشیہ تفسیر معنادی۔ حاشیہ عمودی۔ حاشیہ ملوک۔ حاشیہ قدیم۔ حاشیہ شرح مواقف حاشیہ حکم العین۔ حاشیہ شرح عقاید دانی۔ حاشیہ رشیدیہ در باب مناظرہ۔ محاکمہ مابین امیر باقر استرآبادی و علاء محمد جوہوری در بارہ مسئلہ حدوث و بری یادگار زمانہ میں۔ وفات آپ کی سال ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔ آرائش کالج تاریخ وفات ہو۔

سید عبد الجلیل بن سید احمد حسینی واسطی بلگرامی

سید عبد الجلیل بن سید احمد حسینی واسطی بلگرامی۔ محدث۔ مفسر۔ فقیہ۔ لغوی۔ علامہ بارع کو کب ساطع۔ قاموس اللسان۔ طلیق البیان تھے۔ ۱۳۰۱ھ و سوال مسئلہ ہجری کو بلگرام میں پیدا ہوئے اور وہاں کے اساتذہ سے علوم حاصل کیے اور حدیث کو سید مبارک شاہ محدث واسطی حسینی بلگرامی متوفی ۱۳۱۰ھ تلمذ شیخ نور الحق محدث سے سنا اور ادب کو شیخ غلام نقشبند لکھنوی سے اخذ کیا اور فنون عالیہ خصوصاً تفسیر و حدیث و سیر و اسماء الرجال اور تاریخ عرب و عجم حاصل کیے۔ عربی و فارسی ترکی۔ ہندی میں بڑے عارف تھے اور نہایت ملاقہ لسانی سے ان جاہلون میں گفتگو کرتے تھے۔ اور نگ آباد میں سید علی معلوم صاحب کتاب سلاطین العسکریہ ملتان کی جھون نے آپ کی نسبت بہت عمدہ شہادت دی اور کہا کہ میں نے ہند میں آپ ایسا کوئی نہیں دیکھا عالمگیر نے آپ کو بخشی گری اور وقائع نگاری کجرات پنجاب پر مقرر فرمایا بھر سندھ کے بلاد دکن اور سیوستان میں اسی خدمت پر مقرر ہوئے جب کو آپ نے بڑی خوبی سے انجام دیا۔ مسئلہ ہجری میں سلطان فتح سیر سے ملکر ان تمام خدمات سے استعفا دے دیا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے سید محمود کو مقرر کر کے آپ بلگرام میں آگئے جہاں آپ کے دختر زادہ سید آزاد نے آپ سے تلمذ کیا ایک برس کے بعد آپ دہلی کو تشریف لے گئے اور وہاں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ شبہ کی رات ۳۰ مارچ ۱۳۱۰ھ ربیع الآخر ۱۳۱۰ھ میں وفات پائی اور نعش بلگرام میں لاکر بہتان محمد کے اندر دفن کی گئی آپ کی تاریخ وفات اُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ الدَّارِ جَنَّاتٍ عَذَبٌ سے نکلتی ہو۔

شیخ عارف حبیب اللہ ترمذی

شیخ عارف حبیب اللہ ترمذی۔ فقیہ۔ فاضل۔ صوفی کامل جامع علوم

عقلیہ و نقلیہ تھے۔ علوم درسیہ و ظاہریہ کو تمام کمال حاصل کر کے شاہ عبد الجلیل آبادی کو
سے سلوک و تقویٰ میں اشتغال کیا اور جب اس علم میں بھی مہمتی ہوئے تو اپنے آپ کو
درس اور ارشاد و خلق کے لیے وقف کر دیا۔ جو انہر خمسہ اور تذکرۃ الاولیاء اور سیرت میں
روضۃ النبی اور انیس العارفین اور فقہ میں کتاب فاضل تصنیف فرمائیں۔ وفات
آپ کی مسئلہ میں واقع ہوئی اور آپ کے آثار سے اس وقت مسجد و خانقاہ اور روضہ حسین
آپ کی قبر پر باقی ہیں۔ دریا کے انصال تاریخ وفات ہے۔

شیخ علی اصغر بن شیخ عبد الصمد قنوجی بکری کرمانی اولاد شیخ عماد الدین کرمانی
صاحب فضول عمادیہ - فقہ - حدیث - تفسیر - صرف - نحو - منطق - معانی میں وحید العصر
فرید الدہر تقویٰ و سلوک میں ایام وقت تھے مسئلہ سحری میں پیدا ہوئے علوم
درسیہ متداولہ سید علامہ محمد قنوجی سے اخذ کیے اور متوسطات و سطولات کو حلقہ
درس سید عصمتہ اللہ سہارنپوری میں تمام کیا اور تحصیل کی دستار شیخ کامل امجدیہ
کا کوری سے باندھی آپ کا نسب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہنچتا ہوتا ہے سید غلام علی
آزاد نے مائتہ الکرام میں لکھا ہے کہ آپ کے بعض آباء و اجداد مدینہ منورہ سے کرمان
میں آئے اور وہاں سے شیخ مبارک بن عماد الدین کرمانی ہند میں آئے اور قنوج میں
وطن اختیار کیا اور شیخ علی اصغر تحصیل علم میں شیخ احمد طاجیون کے شاگرد رہے
اور شیخ پیر محمد لکھنوی سے خرقہ پہنا اور قنوج میں آکر اخیر عمر تک عزت و اعتبار کی
اور ساتھ برس تک تدریس دی آپ کے درس میں بہت لوگ فضیلت کے درجے
کو فہمی ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے جلالین کے طرز پر ایک مختصر تفسیر المسما
بہ ثواب التنزیل لیکن بلاغت و مناسبت میں اس سے احسن اور تبصرۃ الہدایہ
سلوک میں۔ اور قصیدہ مہینہ اور اسکی شرح نفائس العلایہ فی کشف المراد لمہینہ
اور شرح فصوص الحکم وغیرہ یادگار ہیں۔ وفات آپ کی مسئلہ سحری میں ہوئی۔
اور مفسر مشہور و ہر تاریخ وفات ہے۔

شیخ کلیم اللہ جہان آبادی۔ اعظم علماء اور کبارے مشائخ میں سے تھے

شیخ علی

شیخ کلیم

دہلی کے علما و فضلاء سے علوم ظاہری و فنون سہی حاصل کر کے فضیلت و کمالت کی دستار
باندھی پھر حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لجا کر مدینہ منورہ میں حضرت شیخ یحییٰ رزینی
کے مرید ہوئے اور مدت تکتانگی خدمت میں ظاہری و باطنی فیوض باکر اور زرق خلافت
حاصل کر کے شاہجان آباد میں آئے اور درمیان قلعہ و جامع مسجد کے تدریس و تلقین
خلافت میں مصروف ہوئے انہوں نے علوم حقائق و معارف میں کئی کتب تصنیف کیں چنانچہ
کتاب سوار السبیل و کنشول و مرقع وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات آپ کی ۲۲۷
ربیع الاول ۸۳۷ ہجری میں ہوئی۔ مزار آپ کا دہلی میں زیارت گاہ عام فاضل
ہادی دہر تاریخ وفات ہے۔

محمد عنایت اللہ قادری قصوری قلم اللہ ہوری الشطاری۔ ابو معارف کینیت
تھی۔ جامع علوم ظاہر و باطن۔ فقیہ فاضل۔ صوفی کامل تھے۔ شرح وقایہ کے خوشی
انسی بہ غایت الحکامی دو جلدوں میں تصنیف کیے جن میں فردع کثیرہ داخل کیے اور
کنز الدقائق کی شرح لمقصد الدقائق نام تصنیف کی جس میں باب تشہد کے اندر اشارہ
سبابہ کی سنت کو خوب ترجیح دی۔ وفات آپ کی ۸۳۷ ہجری میں ہوئی۔ فخر دوران
تاریخ وفات ہے۔

ابو بلکین احمد بن صلاح الدین المعروف بالعلی مقدسی۔ اپنے زمانہ کے فنیع عالم
فنیع فاضل۔ محدث مقدم۔ عابد زاہد راغب افعال حسنہ تھے قدس میں افتاء حنفیہ کے
ستوی رہے پھر اسلام بول میں تشریف لگے اور وہاں افتاء خلافت اور نشر علوم میں
مشغول رہے ۸۴۷ھ میں وفات پائی۔ رازدار خالق تاریخ وفات ہے۔

عبد الغنی بن اسمعیل بن عبد الغنی نابلسی دمشقی۔ عالم محقق۔ فاضل مدق تھے علوم
وفنون اپنے ملک کے علما و فضلاء سے حاصل کیے اور اپنے حبشہ فیض سے ایک جماعت کثیر
کو سیراب کیا۔ کتاب نہایت المراد شرح ہدیتہ ابن النعمان اور خلاصہ التحقیق نے مسائل التقليد
و التلیف اور لولوا المکنون نے الاخبار عما سکون اور غایۃ الازاجۃ فی تکرار الصلوۃ
علی الجہنما وغیرہ تصنیف کیں اور ۸۴۷ھ ہجری میں وفات پائی مصنف مذہب حنفی

محمد عنایت اللہ قادری

ابو بلکین احمد بن صلاح الدین

عبد الغنی بن اسمعیل بن عبد الغنی

تاریخ وفات ہو۔

سید محمد بن مصطفیٰ بن حبیب از ضرعی نزل قسطنطنیہ ابوالمکارم کنیت تھے۔ قسطنطنیہ کے علمائے اہل علم اور قاضیوں میں جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اور مولیٰ شیخ الاسلام فیض اللہ کے عہد میں قسطنطنیہ میں وارد ہوئے اور بڑا مرتبہ پایا اور آپ کی بڑی عظمت و عزت ہوئی لیکن جب شیخ موصوف قتل ہو گئے تو آپ سلطانی حکم سے شہر بردسان جلا وطن کیے گئے جہاں آپ نے ۳۰ سال اقامت فرما کر ۱۱۲۷ھ ہجری میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے کتاب سیاست والا حکام یادگار ہو۔

سید محمد بن مصطفیٰ

حاجی محمد فضل بن شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجد والی ثانی۔ محدث فقہ عالم ماہر۔ فاضل قیصر اولیائے نابدار تھے بعد تفصیل علوم ظاہری کے شیخ حمزہ السبقینہ کے مرید ہوئے اور دس سال تک اُسے فیوض باطنی حاصل کیے پھر شیخ عبداللہ خلیفہ شیخ احمد سعید سے ولایت کا شرف حاصل کیا بعد ازاں خرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے اور وہاں سے فیوضات بے شمار اور فتوحات عظیم کے ساتھ واپس آ کر تدریس علوم دینی اور تلقین اسرار باطنی میں مصروف ہوئے چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے علم حدیث کی سند آپ سے حاصل کی۔ آپ کا یہ طریقہ تھا کہ جو شخص کچھ فقہ بطور تحفہ دہدیہ کے لانا تو آپ اُس سے ہر فن کی کتابیں خرید کر کے وقف کر دیتے چنانچہ ایک دفعہ آپ کو پندرہ ہزار روپیہ بطور تحفہ کے آیا آپ نے سب کی کتابیں خرید کر کے وقف کر دیں وفات آپ کی ۱۱۳۷ھ میں ہوئی۔ نور فیض تاریخ وفات ہو۔

حاجی محمد فضل

حافظ محمد محسن مجددی نقشبندی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی اولاد اور شیخ محمد معصوم مجددی کے خلفاء میں سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور حاوی فنون رسم و ظاہر یہ تھے اور دہلی میں آپ کے وقت میں کسی کلمہ فاضل سے شہر سے آپ کے ساتھ برابری کی جرات نہ تھی اخیر کو آپ نے ہدایت ربانی کی کشش سے شیخ محمد معصوم کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم باطنی سے فائدہ اٹھایا اور درع و تقویٰ سے وزید و ریاضت میں یکتا سے روزگار ہو کر خلافت کا خرقہ حاصل کیا۔ وفات آپ کی ۱۱۳۷ھ ہجری میں ہوئی۔

محمد محسن

محمد بن یحییٰ

شیخ تاج الدین

احمد بن یحییٰ بن محمد لطیفش علیہ السلام شہر عکامین پیدا ہوئے
ابن زمانہ کے امام اجل۔ علامہ فاضل عالم متحر۔ فقیہ ماہر۔ مؤلف تحریر مفتی شکاف تفسیری
تصنیفات سے فتاویٰ علی و شرح ملتقى البحر و شرح منظومہ ابن شخبہ و غیرہ یادگار ہیں۔
وفات آپ کی مسئلہ ۱۳۲۱ھ میں ہوئی۔ فاضل عالمی تم تاریخ وفات ہو۔

شیخ تاج الدین یحییٰ بن قاضی عبدالحسن۔ فقیہ فاضل محدث کامل مفتی مکہ مکرمہ
تھے بہت سے مشائخ حدیث سے صحبت کی اور اُن سے علوم کو اخذ کیا اور سب نے آپ کو
اجازت دی لیکن اکثر علم حدیث کا آپ نے شیخ عبدالحسن بن سالم بصری سے حاصل کیا۔ تاریخ
قول ہے کہ میں نے کتب حدیث کو بحث اور تنقیح کے طور پر پڑھیں بس نایا اور صحیحین کو عجیب سے
پڑھا اور سب کی تحفوں نے مجھے اجازت دی۔ آپ نے شیخ صالح زنجانی کی بھی ملازمت کی
اور اُن سے فقہ حاصل کیا اور شیخ احمد غنوی اور شیخ احمد قطان وغیرہ سے بھی روایت و اجازت حاصل
کی اور اُن سے تدریس کا طریقہ اخذ کیا اور شیخ ابراہیم کروی سے اجازت لی اور اُن سے حدیث
سلسل بالاویہ کو روایت کیا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انسان امین میں لکھتے ہیں کہ جناب
شیخ بخاری کا درس دیا کرتے تھے تو میں کئی دن تک آپ کی مجلس میں حاضر ہوا اور آپ سے
کتب صحیح ستہ و موطا امام مالک و مسند دارمی اور امام محمد کی کتاب الآثار کو کہیں کہیں سے سنا اور شیخ
سب کتابوں کی اجازت حاصل کی اور جب میں مسئلہ ۱۳۲۱ھ میں زیارت نبوی سے واپس ہوا تو آپ ہی
سے میں نے پہلے سلسل حدیث سلسل بالاویہ کو بروایت شیخ ابراہیم سنا۔ وفات آپ کی مسئلہ ۱۳۲۱ھ میں ہوئی
اربدہ خلعت تاریخ وفات ہو۔

شیخ ابراہیم بن اسماعیل بن قسطلانی فقہا اسیامین سے فقیہ۔ فاضل۔ عالم باطنی ادیب۔
خلیق متواضع تھے۔ رملہ میں پیدا ہوئے اور ہوش بندھانے پر قاہرہ کو تشریف لے گئے جہاں امام رئیس حنفیہ
وغیرہ فضلاء سے علوم حاصل کیے اور اپنے شہر میں واپس آ کر درس و تالیف و تالیف میں مشغول ہوئے
ہیانتاً کہ علماء کثیر نے آپ سے اخذ کیا۔ وفات آپ کی رملہ میں ۱۳۲۱ھ میں ہوئی۔ رب خلعت تاریخ وفات ہو۔
سید جان محمد بن سعید بن الدین لکھنوی۔ عالم فاضل۔ حاوی فروع و اصول۔ جامع تفسیر
و معقول تھے۔ ۱۳۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد عالمگیر کے عمادین لٹان میں صیۃ دارالعلوم

شیخ ابراہیم

محمد بن یحییٰ

تھے آپ نے سات قرأت کے ساتھ قرآن کو حفظ کیا اور علوم و فنون کو اپنے چاہنے والوں سے
عبدالجلیل واسطی سے حاصل کیا عربی کے خوشنویس بھی اعلیٰ درجہ کے تھے اور نہایت فصاحت
کے ساتھ فارسی میں گفتگو کیا کرتے تھے بھرج کے شوق میں نکلے اور بغداد اور نجف اور کربلا اور
طوس کو دیکھنے اور بزرگوں کی زیارت کرنے ہوئے مکہ معظمہ میں پہنچے اور حج کر کے مدینہ منورہ کو تشریف
لے گئے اور وہاں اقامت اختیار کی آپ مسجد نبوی میں بیٹھ کر صحیح قرآن شریف میں مشغول رہتے تھے یہاں
کو ۳۹ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کیے گئے۔ عالم قرآن دوران تاریخ وفات ہے۔

مولانا ابو الفتح کافی۔ عالم عال۔ عارف کامل۔ تبع اہل بیت قانع اللہ عمریہ شیخ محمد بن حسین محمد
منو نقشبندی کے تھے عمر نہایت افادہ افادہ در حیات و حسن سلوک میں بسر کر کے ۳۹ھ میں وفات پائی
سید طفیل محمد بن سید شکر اللہ حسینی ترمذی بلگرامی۔ عالم فاضل۔ عارف کامل فقیہ۔ ادیب
جامع علوم درسیہ نقلیہ و عقلیہ تھے۔ ساتویں ماہ ذی الحجہ ۳۹ھ میں قبضہ ترمذی توابع اگرہ میں
بید ہوئے اور اپنے چچا سید احسن اللہ کے ساتھ دہلی کو تشریف لے گئے جہاں آپ سید حسین بقل
برسول نجات نیران العرف سے بڑھنا شروع کیا پھر خراج ملا جامی تک اپنے چچا کو رس پڑھا پھر
بلگرام میں آکر سید ربی متوفی ۳۹ھ اور حاجی سید سید اللہ متوفی ۳۹ھ تلمیذ ملا علی رحیم
قاضی مراد آباد شاگرد ملا عبدالحکیم سالکوٹی اور قاضی علیم کچندوی متوفی ۳۹ھ اور سید قطب الدین
شمس آبادی سے علوم کو تحصیل کیا پھر ستر برس تک علوم کو زندہ کیا اور نکاح نہ کیا جبکہ عبد
بلگرامی اگرہ کو گئے تو آپ بھی لے گئے ہمراہ گئے آپ شعر بھی عمرہ کہا کرتے تھے۔ وفات آپ کی
۳۹ھ میں ہوئی اور بلگرام میں دفن ہوئے۔ تاریخ مذہب تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام مولوی امان اللہ بن مولوی خیر الدین۔ عالم فاضل۔ متون کامل خلیق
شیخ تھے صغیر سن میں تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور تھوڑی مدت میں علوم معقول و مقول میں
مہارت کامل حاصل کر کے محمود اقران و معاصرین ہوئے۔ تصانیف رائے اور تعلیقات خالیق کن باوجود
ان اوصاف کے دیر و تقویٰ کی طرف میل کلی رکھتے تھے اور حسن اخلاق و دیر غم و شغاف سے ہٹا ہوا
کو قید کر لیتے تھے۔ عین گرمی ہنگامہ تدریس میں بسبب امور دنیاوی کے بادشاہ کے لشکر میں چوبچ
اور بسبب شہرت ابو کمالیت کے نواب امیر الامراخان دوران سے رابطہ کلی حاصل کیا اور جنگ مادریت

شیخ ابو الفتح کافی
سید طفیل محمد بن سید شکر اللہ حسینی
بلگرامی

شیخ الاسلام مولوی امان اللہ بن مولوی خیر الدین

مین ^{۱۵} شہیدین شہادت پائی۔ فخر دوسرا تاریخ وفات ہو۔

مولوی سعد الدین صادق بن مولوی امان اللہ شہید ^{۲۷} لکھنوی ہجری مین پیدا ہوئے والد ماجد سے علوم حاصل کر کے مسند افتاد بر سنگی ہوئے اور اکثر مباحثات مین اپنے ہم عصرین پر غالب ہے بعد ۳۸- روز شہادت والد ماجد کے ۲۳- ماہ ذی الحجہ ^{۱۵} شہیدین وفات پائی اور اپنے باپ کے پاس مدفون ہوئے۔

شیخ محمد فضل قادری مجددی بٹالوی۔ پنجاب کے علمائے اجلہ اور فضلاء کبریٰ مین سے تربیت و طریقت مین ایسا قدم راسخ رکھئے تھے کہ کسی کو علمائے عہد وراثت سے آپ کے قول و فعل پر جائے کتبہ حسینی نہ تھی تمام مکرندیس اور تعلیم طالبان علم اود حق مین بسر کی اور ہزار ہا خلقت آپ کے وسیلہ سے کمالات ظاہری و باطنی کی پہونچی یہ بات ثبوت کو پہونچی کہ جب آپ بٹالہ مین خانقاہ کی عمارت بنوائے تھے تو آپ کے پاس کچھ نقد موجود نہ تھا پس آپ ہماروں و مزدورین کو اجرت ہر روز خزانہ غیب سے دے تھے۔ وفات آپ کی ^{۱۵} لکھنوی ہجری مین ہوئی اور مزار آپ کا قصبہ بٹالہ مین زیارہ نگاہ عام ہو۔

ابراہیم بن محمد بن سفر المعروف بابن سفر غری۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل شیخ صوفی تھے قصبہ غزہ مین پیدا ہوئے قاہرہ مین جا کر سید علی الفدر وغیرہ سے فقہ پڑھی اور پندرہ سال کی عمر مین بڑا ملکہ حاصل کیا پھر غزہ مین مراجعت کی اور بیان شیخ مصطفیٰ ابن کمال الدین صدیقی دمشق کی صحبت مین رہ کر علوم ظاہر و باطنی کی تکمیل کی اور تدریس و افتادہ مخلوق مین تمام عمر بسر کی اور مخلوق خدا کو تلقین و تعلیم فرمائے رہے یہاں تک کہ استغناء کے فرض سے ^{۱۵} شہید مین وفات پائی اور مقام ظاہر غزہ مین دفن کیے گئے۔ فخر عرب تاریخ وفات ہو۔

میر عبد الوہاب منور آبادی ابن میر ہاشم۔ عالم عال۔ فقیہ کامل متون و معنی تھے شغل آیت و حدیث مین عمر بسر کر کے انسی سال سے زیادہ کی عمر مین ^{۱۵} شہید مین وفات پائی۔ مولوی محمد زین الدین رانیواری ابن خواجہ عبد اللطیف۔ عالم فاضل مدق کامل ذکی فہیم۔ سخی تھے۔ علاوہ فضیلت علمی کے عالی نسب و حسب اور صلاح و تقویٰ مین آ۔ سنگی تمام اور شعر و سخن و فصاحت مین اقران سے گئے سبقت لیگئے تھے امور معاش مین بڑے

مولوی سعد الدین

شیخ محمد فضل

ابراہیم بن محمد بن سفر

میر عبد الوہاب منور آبادی

نور الدین بن شیخ محمد صالح

مولانا محمد عابدی

محیط طے ہوا ن سال کی عمر میں ۷۷۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کی نماز جنازہ پرتقریباً بیس ہزار آدمی جمع ہوئے تھے۔ غرار فیض الانوار آپ کا علم را نیواری میں اپنے جد ماجد خواجہ زین الدین علی کے پاس علم نور الدین بن شیخ محمد صالح احمد آبادی۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر علامہ زمانہ ہمارے گیارہ جید عصر فرید الدہر جامع منقول و معقول۔ حاوی فروع و اصول بحر فاعار علوم صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ احمد آباد میں ۸۲۷ھ میں پیدا ہوئے ملا احمد سلیمانی اور ملا فرید الدین احمد آبادی سے تلمذ کیا یہاں کہ سر آمد ارباب دانش ہوئے ۸۳۷ھ میں حرمین شریفین کی زیارت حاصل کی اور دوسرے سال حرمین کے حضرت محبوب عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیت و خلافت خانوادہ دین کی حاصل کر کے ایک بڑے اور خاندانہ توار کرائی اور اپنے تحصیل سے اخیر عمر تک تدریس و تصنیف میں مشغول ہو کر ایک عالم کو فیض بیا کیا اور ڈیڑھ سو سے زیادہ صغیر و کبیر کتابیں تصنیف کیں خزانچہ نہیں سے تفسیر کلام اللہ نور افکاری شرح صحیح البخاری۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ حاشیہ قومیہ حاشیہ قدیمہ۔ حاشیہ شرح مواقف۔ حل المسائل حاشیہ شرح ہقا حاشیہ شرح مطالع۔ حاشیہ تلویح۔ حاشیہ معنوی۔ شرح معمول۔ حاشیہ مطول۔ حاشیہ منسل۔ حاشیہ شمس۔ حاشیہ شرح تہذیب۔ حاشیہ شرح وقایہ حاشیہ شرح ما۔ حاشیہ طریق الام۔ شرح فصوص الحکم وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ اکانوے سال کی عمر میں نوین تاریخ شہان کی رات ۸۷۷ھ میں وفات پائی اور اپنی خاندانہ کے پاس مدفون ہوئے۔ تاریخ وفات علم الاحطاب ہو۔

مولانا محمد عابدی بڑے عالم فاضل۔ فقیہ۔ مفسر اہل بیت علم سے تھے یہاں تک کہ علم عمل اور وضع و تقویٰ میں نمایاں تھے اور انہی کے وقت سے سبقت لگتے تھے ابکا نسب ابائی حضرت ابابکر صدیقؓ پر تھی ہوتا ہے ہر رات نماز تہجد میں ساٹھ دفعہ سورہ یاسین پڑھتے تھے اور مرض الموت میں جو ایک سو سال کی بیماری تھی آپ نے ہر رات نماز تہجد میں ۳۵ بار سورہ یاسین اور ۱۰۰ بار باریز کوکبہ اور ۱۰۰ بار باریز کفری و اثبات بکس دم اور کلمات ایک منزل قرآن شریف و ۱۰ بار بارود و شریف روزہ و وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا۔ آپ کے حلقہ مجلس میں روزانہ قریب دو سو کے علماء و صلیحا بیٹھا کرتے تھے۔ آپ نہایت اشتیاق سے پاپادہ لاہور سے حرمین شریفین میں پہنچنے اور حج زیارت ہونے پر رسول مقبول سے مشرف ہو کر واپس لے کر اور اٹھارہویں ماہ رمضان ۸۷۷ھ میں ۱۰۰ ہجرت میں وفات پائی۔ نذر زنگان تاریخ وفات ہر تصنیف و بھی آپ نے بہت کی جس میں سے حاشیہ بیضاوی نامکام شرح خلاصہ کیدانی

خانہ نظام الدین
سہاروی

بزبان فارسی شرح قعیدہ بانٹ سعاد - رسالہ دربارہ وجود اعجاز قرآن رسالہ فی الاربعۃ الاعتقالات
بعد صلوة الحجۃ - العشرۃ المبشرۃ فی فضائل الائمۃ المرحومۃ مشہور و معروف ہیں -

طائفہ الدین بن ملا قطب الدین سہاروی - فاضل حیدر - عارف فنون ربیہ
ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ - فقیہ اصولی تھے - علوم شیخ غلام نقشبندی لکھنوی وغیرہ سے
حاصل کیے اور لکھنؤ میں اقامت اختیار کر کے تدریس و تالیف میں مشغول ہوئے -
ہر آنک کہ پورب میں ریاست علم کی آپ پر ختمی ہوئی - شیخ عبد الرزاق بانسوی ہوتونی
۳۶۲ھ سے بیعت کی اور سید اسماعیل بگرامی متوفی ۱۰۸۰ھ سے لغوی کثیرہ اخذ کیے
سید غلام علی آزاد کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا اور ٹھیک طریقہ سلف صالحین پر
پایا - آپ کی بیشائی میں نور قدس چمکتا تھا آپ کی تصنیفات سے شرح مسلم الثبوت اور
حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ صدر الدین شیرازی یادگار ہیں - وفات ۱۱۸۰ھ میں ہوئی
فاضل قدوۃ دین و دنیا تاریخ وفات ہو -

حاجی عبد الولی
میرخان

حاجی عبد الولی طرخانی - عالم فاضل - محدث کامل تھے - اپنے وطن طرخان
واقع ہلاوت کرستان سے مکہ منظمہ میں گئے اور بعد اسی حج کے مدینہ منورہ میں پہنچے
اور وہاں مدرسہ وارشفا میں ملحقہ درس شیخ ابوالحسن سندھی میں داخل ہو کر روایت
کتب حدیث و تفسیر کی اجازت حاصل کی اور وہاں سے مراجعت فرما کر کافیمین آئے
اور تتمۃ الحواشی ملا یوسف کو شیخ کو بطور تحفہ کے شیخ الاسلام مولانا قوام الدین محمد کی
خدمت میں گذرانا اور روایت کتب حدیث و تفسیر کی اجازت انکو دی اور کچھ عرصہ
تک اُنکے مکان میں رہے آخر الامر مسئلہ ہجری میں موضع تین سو کھ جون نے
آپ کو شاہزادہ بلخ کی ہمت میں شہید کر دیا کہتے ہیں کہ آپ کا سرتن سے جدا خیر
رہا تک خدا کے ذکر میں مشغول رہا جب صبح ہوئی تو اُسے خاموشی اختیار کی - شیخ مشہور
دہر تاریخ وفات ہو -

خانہ

افند محمد عبد اللہ لہری - بن خواجہ محمد فاضل ٹوپیکو و مقیم اسنے لقب تھا
اپنے زمانہ کے عالم محقق - فاضل مدق تھے - علم ملا محمد محسن اور شیخ الاسلام علامہ شہید

معز الدین امان اللہ سے تحصیل کیا یہاں تک کہ فحول علماء اور مکمل فقہاء کے درجہ میں
مترقی ہو کر مسند افاضت پر جلوہ فرما ہوئے اور جب حضرت قاضی شاہ دولت کا شیراز
دارد ہوئے تو ان کے ملکہ ارادت میں داخل ہو کر تھوڑی سی مدت میں سب مراتب درجہ
طرک کے خلافت کا خرقہ حاصل کیا اور عبد السمہ خان کے دار کا شہیر ہونے پر گلی دھوکے
کے راستہ سے پشاور میں گئے بعد ازاں فخر الدین محمد خان کی نیابت میں جنوں کے
راستہ سے لاہور میں پہنچے اور ملا شرف الدین کے وسیلہ سے وہاں کے حکام کی
صحبت میں مباحثہ و مناظرہ میں علماء پنجاب پر فوقیت لیگئے اور وہاں سے مراجعت کر کے
افقا کا درجہ حاصل کیا اور کچھ عرصہ تک آپ کے وجود سے مجالس محکمہ نے زینت حاصل
کی آخر الامر سب کو ترک کر کے عبادت الہی میں مشغول ہو گئے اور اکثر اوقات آپ سے حل مشکلات
اور خوارق عادات ظہور میں آئیں اور نصف ماہ شوال ۱۰۸۷ھ میں وفات پائی ۷۵ سنوں کی عمر
دین اوفتادہ ۴۰ آپ کی تاریخ وفات ۱۰۸۷ھ کے وجود سے کا شہیر میں بہت علم بھلا۔
جنا بچہ آپ کے شاگردوں میں سے بابا محمد عثمان و بابا عبد اللہ بسوی و ملا عبد المؤمن و میر علی الدین
قادری و قاضی محمد حسین و ملا نور الدین جعفر و شیخ الاسلام الفتی مولوی قوام الدین محمد
مفتی وغیرہ ہیں۔ بسوی قبیلہ بسوی کی نزلت منسوب ہو جو بلاد ترکستان میں واقع ہے
جہاں سے آپ کے اسلاف آکر کا شہیر میں آباد ہوئے۔

سید محمد یوسف بن محمد شرف واسطی بگڑامی۔ منقولات کے جرائغ اور مقولات
کی میزان تھے یکشنبہ کے روز ۲۱۔ ماہ شوال ۱۰۸۷ھ میں پیدا ہوئے آپ چونکہ سید آزاد
کی خالہ کے بیٹے تھے ایسے آپ اور آزاد نے بالموافقت تحصیل علوم پر مکرر باندھی اور کتب
درسیہ اور فنون کو ابتداء سے انتہا تک سید طفیل محمد اور لغت کو اپنے نانا سید عبد اللہ
عروض و توانی کو سید محمد سے حاصل کیا اور جب سید آزاد حرمین شریفین کو تشریف
لیگے تو اپنے بیٹے : چمنہ کو درہلی کے فضلاء سے اکتساب کیا اور سید لطف اللہ حسینی
واسطی بگڑامی کی بیعت کی اور شرائع پر استقامت اور وطن میں اقامت اختیار کی۔ آپ علی
و فارسی میں شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ توحید شہودی میں کتاب الفروع الثابتہ من الاصل الثابتہ

سید محمد یوسف بن محمد شرف واسطی بگڑامی

آپ سے یادگار ہے۔ وفات آپ کی پچیسویں کے روز دوم ماہ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۱ میں ہوئی اور اپنے لانا کے پاس دفن کیے گئے سبے بطر تاریخ وفات ہے

شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور دہلوی قلعہ
 لقب تھا آپ کا نسب قیس واسطون سے حضرت عمر فاروق علیہ السلام ثانی تک پہنچتا ہے آپ فیصل
 علمائے متاخرین اور سید المفسرین سنہ ۱۰۱۱ میں تھے۔ ولادت آپ کی چار شنبہ کے روز
 بوقت طلوع آفتاب ۴۔ ماہ شوال سنہ ۱۰۱۱ ہجری میں ہوئی۔ پانچویں سال میں مکتب میں
 بیٹھے اور ساتویں سال میں آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو نماز میں کھڑا کیا اور روزہ
 رکھنے کا حکم دیا اور اس سال کے آخر میں قرآن شریف ختم ہو گیا اور کتب فارسیہ پڑھنی
 شروع کیں دسویں سال میں شیخ ملا شروع کیا چودھویں سال تک ہوا پندرہویں سال اپنے
 والد ماجد سے بیعت کی اور طریقہ صوفیہ کرام خصوصاً نقشبندیہ میں مشغول ہوئے آپ کے
 والد ماجد نے بہت سا سامان طعام کا مہیا کیا اور خاص و عام کی دعوت کر کے فاتحہ
 اجازت درس کی پڑھی پس جب رسم اس ولایت کے بندہ ۱۰۱۱ سال میں حلیہ علوم متداولہ
 اور فنون متعارفہ سے فراغت حاصل ہوئی لینے علم حدیث سے تمام مشکوٰۃ اور صحیح بخاری
 کتاب الطہارہ تک۔ شامی نبوی تمام اور علم تفسیر سے کچھ بیضاوی اور مدارک پڑھی اور
 چند دفعہ تدریس قرآن شریف مع معانی دشان نزول میں مطابق تفاسیر کے والد ماجد کی
 خدمت میں حاضر ہوئے اور یہی سبب فتح عظیم کا ہوا۔ علم فقہ سے شرح وقایہ و ہدایہ تمام
 علم حصول سے حاشی اور کچھ توضیح و تلویح اور علم منطق سے شرح غنیمت اور کچھ شرح
 مطالع۔ علم کلام سے تمام شرح عقائد مع کسب قدر خیالی اور شرح مواقف کے علم سلوک
 سے کچھ عوارف اور رسائل نقشبندیہ وغیرہ۔ علم حقائق سے شرح رباعیات مولوی
 جامی اور مقدمہ شرح لمعات اور مقدمہ لفظ الغصص۔ علم فرائض اسماء و آیات
 سے مجموعہ خاصہ اور ماتہ فوائد۔ علم طب سے موجز۔ علم حکمت سے شرح ہدایہ الحکمت
 علم نجوم سے کافیہ و شرح ملا۔ علم معانی سے مطول و مختصر المعانی علم ہیئت و حساب
 سے بعض مختصر رسالے پڑھے۔ سترہویں سال آپ کے والد ماجد فوت ہو گئے اور آپ

شاہ ولی اللہ

اجازت بیعت و ارشاد کی دیکر آپ کے حق میں کلمہ یدہ کیدی کا مکر فرمایا پس آپ بعد وفات والد ماجد کے بارہ سال تک کچھ کم و بیش تدریس کتب دینیہ و عقلیہ میں مشغول رہے اور بعد ملا حلقہ کتب مذاہب اربعہ اور فقہ اصول فقہ اور ان احادیث کے جو آپ نے تمسک میں آپ کی طرز تصنیف و تدریس فقہائے محدثین کی روش پر مستدرا پائی۔ بعد ازاں آپ آخر ۸۳۰ھ ہجری میں حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لینگے اور وہاں ایک سال تمام فرما کر شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ مشائخ سے حدیث کی روایت کی اور وہاں کے علماء و فضلا کی صحبت سے مستفیض ہوئے اور شیخ ابو طاہر مدنی سے جو ہادی جمیع فرق صوفیہ تھے خرقہ جامعہ پہنکر اور دو سراج ادا کر کے ۱۲- رجب ۸۳۰ھ ہجری میں وارد دہلی ہوئے تصانیف کثرت سے کی جو نام نافع و مفید اور اپنی جگہ بے نظیر ہو جنہیں سے حجۃ اللہ الباقیہ - ارالہ النخاعین خلافت الخلفاء - مقفی شرح فارسی موطا - مشوی شرح عربی موطا فیوض الحرمین - در الثمین - انتہاء - الشان العین فی مشائخ الحرمین - فوز الکیر فی اصول التفسیر - عقیدہ الجید فی احکام الاجتہاد و التقليد - قول الجمل - خبر لکثیر بمعانی الطائعات القدس - مقالہ دینیہ فی النصیحة والوصیۃ - انصاف فی بیان سبب الاختلاف شرور المحزون - لمعات - سطحات - المقدمات السنیہ فی اعتبار الفرق السنیہ - فتح الرحمن ترجمہ فارسی قرآن - تناس العارفین - شفاء القلوب - فتح النجیۃ - من حفظ فی علم التفسیر - قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین - بدور الہامہ - در ہر دین رسائل نفیسات وغیرہ مشہور و معروف ہیں - وفات آپ کی ۸۳۰ھ ہجری میں ہوئی۔

مقدمہ کے دقیقہ شناس تاریخ وفات ہو۔

ابو بکر بن منصور طبعی المعروف بابن قفصہ - عالم فاضل - فقیہ کامل تھے طلب میں ۸۲۷ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء و فضلا سے علوم تحصیل کر کے درس تدریس میں مشغول ہوئے اور جو رانہ سال کی عمر میں ہفتہ کے روز ماہ جمادی الآخر ۸۳۰ھ ہجری میں وفات پائی اور دروازہ قفسرین کے باہر تربت امینہ میں دفن کیے گئے۔ قفصہ آپ کی ہادی کا نام ہو۔

ابو بکر بن منصور

مولانا رستم بن علامہ علی صغر قزوچی ہندوستان کے علمائے کبار میں سے فقہ حدیث تفسیر منقول و معقول میں یدِ طولی رکھتے تھے اور فقہائے ہند اور علمائے ولایت میں کسی کو آپ کے قول و فعل پر جاسے انگشت نہ بھی باوجود شرف علمی اور جوہر ذاتی کے آپ اپنے آپ کو کمترین درویشوں بارگاہ الہی سے شمار کرتے تھے یرشاد اللہ میں پیدا ہوئے علوم متداولہ اپنے باپ سے اخذ کیے اور انکی وفات کے بعد ملا نغام الدین لکھنوی سے مسئلہ اہم میں تحصیل سے فراغت پائی اور رات دن تدریس و تعلیم خلائق میں مصروف ہوئے چنانچہ سیکڑوں طالب علم آپ کے جہنم فیض علوم دینی و دنیوی سے بہرہ باب ہوئے۔ تفسیر جامع الصغیر جو فہم معانی قرآن شریف میں جلالین پر فوقیت رکھتی ہے اور تفسیر منار آپ کی عمدہ تصانیف میں سے ہیں۔ وفات آپ کی ۱۲۸۵ھ میں ہوئی شیخ رحیم الدہر تاریخ وفات ہے۔

اخوند ملا ابوالوفا کاشمیری۔ عالم فاضل۔ فقیہ کامل۔ استخراج مسائل میں بگائے زمانہ تھے۔ علوم مولانا محمد اشرف جوہی اور شیخ الاسلام علامہ شہید سے حاصل کیے اور ابتداً عبدالحی میں شاہی لکڑی میں پہونچ کر جاگیر حاصل کی اور کاشمیر کے مفتی ہوئے بڑی تحقیقات سے مسائل فرعیہ فقیہ کو جاہ جلد و دان میں جمع کیا اور ایک رسالہ خلاص النضر میں انوار النبوة کے نام سے تصنیف کیا اور فقہ الشافعی میں وفات پائی سے پوسہ ہجرت الہی۔ ایک تاریخ وفات ہے۔

بابا محمد محسن قادری کاشمیری۔ عالم متقی۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور کثابت میں یدِ طولی رکھتے تھے۔ علوم کو شیخ الاسلام امان اللہ شہید سے حاصل کیا اور صحیح بخاری و مشکوٰۃ و مضامی و دعوت الحق اور ہدایہ کو اپنے ہاتھ سے لکھا اور ماہ جمادی الاول ۱۲۸۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کے شاگردوں میں سے ملا عبد الستار اور شیخ رحمت اللہ اور مراد الدین خان وغیرہ ہیں۔

حاجی نعمت اللہ نوشہری۔ اخوند ملا ہمدی علی کیر دی کی اولاد میں سے عالم فاضل۔ محدث۔ کمالات صوری و معنوی سے متصف تھے۔ علوم کو شیخ الاسلام امان اللہ

افندہ ملا دانا

بابا محمد محسن

حاجی نعمت اللہ

شہید سے بڑھا اور انھیں سے روایت کتب حدیث و قرأت احزاب و دعوات حاصل کر کے اپنی عمر کو ترویج و تشریح میں بسر کیا اور ^{۱۱}شہداء میں فاضل پائی۔ فاضل گرامی تاریخ وفات ۱۲۰۰۔
 اسماعیل بن عبداللہ اسکندری صوفی۔ ابوالسین کنیت نور الدین لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے عالم محقق۔ فقہی محدث۔ فاضل متعفف و متدین۔ نزہل مدینہ منورہ اور شریعہ طائفہ نقشبندیہ تھے۔ ^{۱۲}شہداء ہجری میں پیدا ہوئے آپ کو فنون کثیرہ مثل حدیث و فقہ و عری و غیرہ میں مہارت تامہ حاصل تھی آپ کی تالیفات سے مختصر صحیح سلم وغیرہ یادگار ہے۔ وفات آپ کی مدینہ میں ^{۱۳}شہداء میں ہوئی۔ ذوالفقار دین تاریخ وفات ۱۲۰۰۔

سیدنا سیدنا

خواجہ محمد اعظم دومطی بن خیر الزمان کشمیری مجددی۔ کشمیر کے اعظم علماء و کرام۔ مشائخ میں سے عالم فاضل بکا نہ روزگار تھے۔ صغیر سن میں مولانا عبداللہ شہید سے علم حاصل کیا پھر شیخ مراد بیگ و مرزا کامل بیگ و میر ہاشم قادری وغیرہ سے استفادہ کیا۔ بادشاہی و حکومت و ولایت اور کرامت و نسب کے دل فقیر میں باندھ کر شیخ محمد مجددی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علوم باطنی و اسرار معنوی کی تکمیل حاصل کی۔ چونکہ آپ کو شعر گوئی اور تاریخ نویسی میں بڑی شوق تھی آپ نے ^{۱۴}شہداء میں تاریخ عظیمی المعروف تاریخ دومطی بادشاہوں و مشائخ و علماء و فضلاء و مشغراے کشمیر کے حالات میں نہایت فصاحت و بلاغت سے تصنیف کی اور تاریخ تالیف امسکی و وفات کشمیر ہجری کی۔
 عہدہ اسکے ایک کتابت سیمہ فیض مراد اپنے پیر روشن فہم کے حالات و مقامات کی تشریح میں تالیف فرمائی اور ایک رسالہ مقامات فقیر میں مسیمہ بقواعد المشائخ اور رسالہ اثبات کیم و خیرتہ الطالبین و اشجار الخلد و ثمرات الاشجار و شرح کبریت احمد یادگار جھوڑے۔ وفات آپ کی ^{۱۵}شہداء ہجری میں ہوئی۔ موعظ گو ہر شیخ تاریخ وفات ۱۲۰۰۔

سیدنا سیدنا

ابراہیم بن علی رزاق۔ عالم۔ فاضل۔ بارع خصوصاً علوم قرآن میں ماہر ماہر رئیس طائفہ جند تھے۔ کتاب چلبی رومی کی کشف الغنوں کی تعلیقات لکھی اور صدر اللہ کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ ایک دفعہ حج کر کے پھر مصر کی جانب سے حج کرنا چاہتے تھے کہ راستہ میں ^{۱۶}شہداء ہجری میں فوت ہوئے۔

سیدنا سیدنا

ابراہیم بن مصطفیٰ بن ابراہیم حلبی مداری نزیل قسطنطنیہ - علامہ کبیر - فہمائے شہر کاوم
عقلیہ و نقلیہ میں خدا کی ایک بڑی نشانی اور صاحب تصانیف باہرہ مستغنی عن اللہ و
تھے۔ حلب میں پیدا ہوئے اصل میں آپ مداری تھے کہ خدا نے آپ کے دل میں علم کا
شوق ڈالا اور مصر میں جا کر سات سال تکمیل علوم و فنون میں مشغول رہے پھر دمشق میں
جا کر وہاں کی ایک جماعت فضلاء سے اخذ کیا اور تصوف کو شیخ عبدالغنی نابلسی وغیرہ سے
حاصل کیا پھر قاہرہ میں مراجعت کی اور مقولات و معقولات کو سید علی القرطبی حنفی وغیرہ
سے اخذ کیا۔ یہاں تک کہ فائق و فزان ہوئے اور مشائخ نے آپ کو تلمیذ کی اجازت
دی۔ آپ نے ہی پہلے پہل اس شاخ میں درختار کو بڑھا اور پھل پہلے پہل اس کا استعمال
تعمیلت کیا۔ آپ کے ذکر اور نفیلت کے سبب سے بڑی شہرت ہوئی اور کثرت سے
طلبا آپ کے پاس جمع ہوئے۔ قسطنطنیہ میں اگر شیخ الاسلام علامہ روم مولیٰ عبدالعزیز
مشہور باب ایرانی کے پاس ٹھہرے اور انہوں نے آپ کی بڑی عزت کی وہاں ایک
جماعت علمائے روم نے آپ سے بڑھا جن میں سے راغب پاشا صاحب سفینۃ الکرام
وغیرہ ہیں اور اکثر ازہر کے محققین آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ مطالعہ
کتب میں دن رات مصروف رہتے تھے آپ کی تصانیفات سے حاشیہ درمختار اور
ایک رسالہ عروض میں وغیرہ کتابیں یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ربیع الآخر ۱۱۹۰ھ
میں ہوئی اور قسطنطنیہ میں خالد بن زید ابی ایوب القناری کے پاس دفن کیے گئے
شمع حق پرستی تاریخ وفات ہو۔

محمد صدیق بن محمد حنیف بن محمد لطیف لاہوری - عالم فاضل - فقیہ محدث -
اربع ہجری تھے۔ لاہور میں یوم دوشنبہ ۲۹ - محرم الحرام ۱۲۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے
ان کے والد ماجد کابل سے آکر سرحد وزیر خان کے امام ہوئے اور آپ کی والدہ ماجدہ
اہل تاشکند سے تھیں۔ جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کو مولانا محمد عابد صاحب
خلیفتہ تفسیر سیفناوی کی طرف سے دینی و علمی امور کے لیے لکھنؤ لائے گئے
و آپ نے بلا اسلام سے کلام اللہ پڑھا اور پھر حنفیہ کی تہذیب و اساتذہ اہل مولانا محمد

حدائق النبیۃ

حدائق النبیۃ

وحرز امیر اللہ ولاحفیظ اللہ ومولوی عبداللہ ولاحفیظ اللہ ومولانا شہر یار وغیرہ سے فقہ و حدیث وغیرہ علوم منقول و معقول کی تکمیل کی اور حدیث کی سند شیخ یحییٰ بن صالح کی کس مسجد الحرام اور شیخ ابوالحسن سندھی مدنی مدرس مدینہ منورہ سے شمس الحجری میں حاصل کی اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں جنہیں سے مسلک الدرر لاکمل رسل الہدیٰ السیر النورانی (یہ بے نقط حروف میں موارد الکلم فیضی کے مقابلہ میں ہے) اور اٹھارہ پر میں آپ نے اسکو تصنیف کیا ہے اور اسکی تصنیف کے وقت بحر رشیدی اور روضہ اور دیگر کتب کے اور کوئی کتاب نہ تھی حالانکہ بقول فیضی موارد الکلم کی تصنیف کے وقت عینیتس کتاب میں مثل قاموس - کثاف - شرح مواقف حیوۃ الحیوان وغیرہ کے تھیں - مدار الاسلام - علم الکلام - شروط الایمان - القول الحق فی بیان ترک الشکر و الحلق - بھڑا لقصہ عن ساعۃ عدمہ یوسف - ہدم الطاغوت فی قلعہ ہاروت وماروت لورحۃ الثقلین - فی تمثال النعلین - شرح النغمات الباہرۃ فی جواز القول بالخمۃ الطاہرۃ لسمیہ توضیح السنۃ فی تفتیح البدرۃ - ازالۃ الفادات فی شرح مناقب السادات للشہاب دولت آبادی - تبتیق الرق فی فہم الحق فی روماتاہل فیہ شیخ عبدالحق - جامع الوطائف - لقطۃ الخلیب - دیوان مرزبلا الحسنان - زبذۃ الفرج فی معالجات ضعف الباہ - جامع طب احمدی - ترجمہ فقیر محمدی - ہدیہ امام الخلفاء وغیرہ مشہور ہیں - وفات آپ کی ۱۰۳۰ھ ہجری میں ہوئی - اور فاضل فردزیان تاریخ وفات ہے -

سید قمر الدین بن سید سنب اللہ حسینی اور ننگ آبادی - نقیبات میں امام بدیع اور عقلیات میں برہان ساطع تھے شمس الحجری میں پیدا ہوئے آپ کے آباد جلالہ سادات نجد سے تھے جو این آباد واقع پنجاب میں آکر آباد ہوئے اور وہاں سے بالا پور متعل برہان پور میں آکر متوطن ہوئے آپ نے پہلے قرآن کی حفظ کیا پھر مدنی دس ہند اور لاہور میں آکر وہاں کے علماء و فضلا سے علوم حاصل کیے پھر بالا پور کو مراجعت کر کے اور ننگ آباد میں گئے جہاں آپ کے اور سید اولاد کے درمیان بڑی دوستی ہوئی پھر آپ مع اپنے دونوں بیٹوں میر نور الدی اور میر نور العالی کے حرمین شریفین کو لے گئے اور

سید قمر الدین
اور ننگ آبادی

مراجعت فرما کر اورنگ آباد میں آئے جہاں ہنگامہ درس و تدریس جاری کیا۔ مسئلہ وجود
آپ سے ایک کتاب منظر النور یادگار ہو جس میں آپ نے مذاہب علماء اور سالک متکلمین
علماء کو بیان کیا۔ وفات آپ کی ۱۱۹۳ھ میں ہوئی۔ علامہ رہنمائے خلافت تاریخ وفات کے
شیخ شمس الدین العلوی المعروف بہ میرزا منظر جان جانان۔ آپ محمد بن حنفیہ کی
تسلیمین سے عالم فاضل۔ محدث کامل۔ فقیہ متبحر۔ جامع فضائل ظاہری و باطنی۔ عابد زاہد
متورع۔ متوکل تھے۔ حدیث کو حاج سیالکوٹی سے پڑھا اور دیگر علوم کو اپنے زمانہ کے علماء
و فضلا سے اخذ کیا۔ مدت تاسع احمد مجدد الوفا ثانی کی مصاحبت کی اور اس سے استفادہ
صوری و معنوی کیا آپ کو قوت کشفیہ اور ابتلاء سنت نبویہ میں شان عظیم حاصل تھی۔ آپ کے
اشعار بدیع اور مکاتیب نافع یادگار ہیں۔ وفات آپ کی ۱۱۹۷ھ ہجری میں ہوئی اور تاریخ
وفات عاشق حمید امانات شہید اسے لکھتی ہے۔

مولانا نور اللہ کنیت المشہور بنور بابائے بٹلو۔ عالم باعلیٰ۔ فاضل بے مثل تھے۔
صغیر سنی میں ملا عبد الستار سے علوم حاصل کیے اور نوجوانی میں دہلی میں جا کر مولوی حسام الدین
اور قاضی مستعد خان اور قاضی مبارک کے درس سے استفادہ کیا۔ علاوہ اسکے میرزا مظہر
جانجانان کی خدمت میں مشرف ہو کر علم طریقت کو حاصل کیا پھر کا شیمیر میں مراجعت فرما کر افادہ
خلق میں مشغول رہے۔ مطول اور خیالی بر تعلیقات لکھیں اور ۴۰۰۰۰ بروج الاول ۱۱۹۷ھ ہجری
وفات پائی اور مزار شیخ گنج بخش میں دفن ہوئے۔ (زبدہ مملو قات تاریخ وفات ہے)۔

ابراہیم بن علی بن حسین الطاسی حمصی۔ برہان الدین لقب تھا اپنے زمانہ کے مشہور
فقہاء میں سے شیخ عالم فقیہ فاضل۔ امام کامل تھے ۱۲۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور صغیر میں
جا کر مقام ازہر میں کئی برس تک اقامت اختیار کی یہاں تک کہ ماہر بارع ہوئے اور اپنے
شیوخ سے افتاء و تدریس کی اجازت حاصل کی اور اپنے شہر حمص میں اگر تدریس و افتاء میں
مشغول ہوئے پھر حلب اور قسطنطنیہ میں داخل ہوئے اور اخیر کو طرابلس شام میں مقیم ہوئے
منصب آپ کو حاصل ہوا یہاں تک کہ ۱۲۱۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ (زبدہ مملو قات تاریخ وفات ہے)
شیخ ابو بکر بن ابراہیم بن ابی بکر بن محمد بن عثمان دمشقی۔ اصل میں آپ جزیر کے رہنے والے تھے

میرزا مظہر جانجانان

مولانا نور اللہ کنیت

ابراہیم بن علی بن حسین

ابو بکر بن ابراہیم بن ابی بکر

تھے مگر آپ کی ولادت دمشق میں ہوئی حافظ الدین لقب تھا۔ ادیب کامل فقیہ فاضل قاری حسن الصوت صحیح التلاوت۔ لطیف العجبتہ تھے۔ دمشق میں اپنے والد ماجد کی گود میں پرورش پائی اور اجلاء کے دروس میں حاضر ہو کر علوم و فنون اخذ کیے اور اشعار نظم کیے اور جامع صغریٰ کے امام و خلیفہ رہ کر تینہ کے روز ۱۵ شعبان ۹۹۸ھ ہجری میں وفات پائی اور دروازہ فراد کے باہر مقبرہ مرج الدجاج میں دفن کیے گئے۔ زہار نیک ذات تاریخ وفات ہے۔

احمد نور الہدی بن اخوند مقیم السند عبد اللہ بسوی۔ علامۃ الوری لقب تھا۔ اپنے زمانہ کے عالم عامل مدق کامل قدوة الفضلاء۔ زبدۃ العلماء تھے۔ ۱۲۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور صغر سنی میں اپنے والد ماجد اور مولانا سعد الدین صادق اور شیخ نعمت اللہ سے علوم و فنون حاصل کر کے درجہ افادت کو پہنچ گئے اور طبع نافذ اور ذہن رسا سے مشکلات علوم کے آسان ہو گئے اور تمام عمر نشر علم و افادہ خلق اور تقویٰ میں گزار کر ماہ جمادی الثانی ۹۹۸ھ ہجری میں وفات پائی اس کے رفتہ نور الہدی زین عالم آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کے شاگردوں میں سے ملا محمد مقصود متود میر نظام الدین و بابا اسد اللہ و ملا محمد ولی و شیخ الاسلام مولوی قوام الدین محمد مفتی وغیرہ ہیں۔ آپ کے دو فرزند ملا عبد اللہ و ملا محمد انور بھی صاحب علم و فضل ہوئے ہیں۔

غلام علی بن سید فیح داعی بلگرامی۔ حسان الہند لقب تھا اور آزاد و خالص تھا کتب کے روز ۲۵ ماہ صفر ۱۲۸۷ھ میں قصبہ بلگرام علاقہ صوبہ اودھ میں پیدا ہوئے نسب آپ کی امام زید شہید بن امام زین العابدین تک پہنچتا ہے ابتداً شعور میں تحصیل علم کا ارشہ تھا مین لا کر کتب درسیہ کو ابتدا سے انتہا تک حلقہ درس ستاد المتحققین پیر فیض محمد بلگرامی میں پڑھا اور کتب لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون ادب کو میر عبد الحلل بلگرامی اپنے ہدف اسد سے اخذ کیا اور عرض و قوافی وغیرہ کو اپنے مامون میر سید محمد سے حاصل کیا اور سند صحیح بخاری اور اجازت صحیح ستہ وغیرہ کی شیخ محمد حیات مدنی اور سماعت بعض فوائد علم حدیث کی شیخ عبد الوہاب طغفادی سے مکہ معظمہ میں جا کر حاصل کی طغفادی نے آپ کے اشعار عربی کی نہایت تحسین کی اور جب یہ سن کہ آپ کا تخلص آزاد ہے تو اس کے معنی سمجھ کر فرمایا کہ یا سیدی انت من عنقاء اللہ اس کے جواب میں

افندہ نور الہدی

غلام علی

آپ نے فرمایا کہ حضرت کی اس غایت سے جو اس عاجز کے حق میں مہذول ہوئی ہو چکا ہے
 امیرین میں۔ رسم بیت کی آپ سے لطف اللہ بلگرامی سے عمل میں لائے اور طریقہ چشمہ
 رکھتے تھے مدت اسی میں تین سفر کیے ایک مدلی کی طرف واسطے ملاقات میر عبد الجلیل کے
 اور وہاں دو سال رو کر اُسے تربیت پائی دوسرے سیستان کی طرف جو سندھ میں واقع ہو
 اور اُس کے دشمن میں لاہور و ملتان و اُچ دیکھ وغیرہ کو دیکھا اور چار سال اُس جگہ رہ کر اپنے
 مامون سعید محمد کی نیابت خدمت میں بخشی اور وقوع نگاری میں بجالائے قسماً سعید
 حرمین شریفین کا ہو اور اسکی روانگی کی تاریخ سفر خیر اور تاریخ معاودت سفر بخیر جو حرمین
 معاودت فرما کر اورنگ آباد واقع دکن میں اقامت اختیار کی نظام الدولہ رئیس حیدر آباد
 آپ کے تلامذہ میں سے تھا۔ جب وہ بعد وفات اپنے باب کے مسند نشین ہوا تو آپ کے
 بعض احباب نے آپ کو کہا کہ اب جو رتبہ آپ چاہیں اختیار کر لیں آپ نے فرمایا کہ میں آزاد
 ہوا ہوں بندہ مخلوق کا نہیں ہو سکتا دنیا ہنر کے ساتھ مکار دکھائی دیتی ہو غرقہ اس سے
 حلال ہو اور زبودہ حرام اور شمع بڑھا سہ درین دیار کہ شاہی بہر گدابخش غنیمت
 کہ مارا زمین بجا بخشند + خزانہ عامرہ میں لکھتے ہیں کہ خواجہ حافظ شیرازی نے سارٹھے
 تین سو سال پہلے ہی سے میرے نام اور تخلص کی طرف اس شعر میں اشارہ کیا ہو۔
 فاش میگویم و از گفتم خود دل شادم + بندہ عشقم داز ہر دو جهان آزادم + بندہ عشق غلام
 کا ترجمہ ہو کیونکہ عشق عبارت حضرت علی مرتضیٰ سے ہو جیسا کہ شعر نے نظم میں بانڈھا ہو۔ آپ کی
 تصنیفات حسب ذیل ہو۔ فتوۃ الدراری شرح صحیح البخاری کتاب الزکوۃ تک عربی میں۔
 شامۃ النعم فی ما درونی الہند میں یہ البشر لتبلیہ الفوائد فی قضاۃ آزاد۔ سند انکسادات۔
 فی حس خاتمہ السادات۔ روضۃ الاولیاء در بارہ حالات شائع روضہ جو قلعہ دولت آباد کے پاس
 واقع ہو۔ یہ بیضا تذکرہ شعرا۔ مآثر الکرام تاریخ بلگرام۔ خزانہ عامرہ تذکرہ شعرا۔ سجد المر جان فی
 آثار ہند وستان غزلان الہند۔ دیوان فارسی۔ غنوی مظهر الہرکات ہفت دفتر عربی میں۔
 مرآۃ البہال قیصرہ مع سراپے محبوب میں ایک سو پانچ بیت۔ دیوان عربی تین ہزار بیت۔
 شفا العلیل فی مصطلحات کلام ابی الطیب قتی۔ سات دیوان عربی میں لمسی بیسویہ سیارہ اور

انہیں تعداد مستزاد و مردود و ترجیح میں جو کسی شاعر نے آپ سے پہلے اس قسم کے نظم نہیں کیے اور اہل ہند سے کسی کو نہیں سنا گیا کہ اس نے عربی میں کوئی دیوان بنایا ہو پس کجاسات دیوان الہ دیوان میں آنحضرت کی وح میں معانی کثیرہ دارد ایجاد فرمایا ہیں جو مثل آپ کے شعراے مقلقین اور فصحاءے متضہ بیٹوں میں سے کسی کو یہ بات حاصل نہیں ہوئی اور غزل بنانے میں ایک خاص طرز رکھتے تھے جنکو اس فن کے لوگ پہچانتے ہیں۔ وفات آپ کی سن۶۱۰ ہجری میں ہوئی اور اورنگ آباد میں دفن کیے گئے۔

شیخ لائے لائے ہندوستان تارکج وفات ہو۔

سید ابراہیم بن محمد کمال الدین بن محمد بن حسین بن محمد بن حمزہ دمشقی۔ آبکباب پیغمبر خدا کی طرف تہمتی ہوتا ہوا اپنے اسلاف کی طرح ابن حمزہ کی کنیت سے معروف تھے اپنے زمانہ کے علامہ۔ امام۔ محدث۔ نحوی۔ اعلام محدثین اور علماء ہند میں سے خراتی اصل تھے۔ دمشق میں سہ شنبہ کی رات کو ماہین مغرب و عشا کے صفاہ ذیقعدہ ۷۸۷ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور اسی جگہ اپنے والد کی نگرانی میں پرورش پائی۔ علوم اپنے والد ماجد اور ایک جماعت علماء و فضلا سے حاصل کیے اور پھر تدریس اور تشریح علوم میں مصروف رہے۔ شیخ حسن عجمی ثم الملکی شیوخ حدیث میں سے فقیہ فاضل محدث کامل جامع فنون علم اور فصاحت و حفظ اور جود فہم میں فائق اقران تھے۔ شیخ عیسیٰ مغربی کی صحبت میں رہ کر بہت کچھ اُسے استفادہ کیا اور احقر قشاشی اور بابلی اور شیخ زین العابدین عبدالقادر جہری مثنوی شافعیہ سے روایت کی۔ باوجودیکہ آپ کی دو فون آنکھوں میں کبھی تھی مگر جب آپ حدیث کو پڑھتے تھے تو آبکا چہرہ نورانی ہو جاتا تھا۔ آپ نے ایک رسالہ میں حدیث لغز اللہ عبداللہ کی اسانید کو ایسی خوبی سے ضبط کیا کہ جس سے آپ کی بڑی وسعت علم میں ظاہر ہوئی کہ آپ ہر ماہ رجب کو مدینہ منورہ میں صحاح ستہ میں سے ایک کتاب لیکر آتے اور مسجد نبوی میں ختم کرتے آپ سے شیخ ابو طاہر مدنی متوفی ۸۱۰ھ ہجری شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے شیخ نے تلمذ کیا۔ باوجود حنفی المذہب ہونے کے آپ سفر میں جمع میں اہل سنتین کو لیا کرتے تھے۔

سید ابراہیم بن محمد کمال الدین بن محمد بن حسین بن محمد بن حمزہ دمشقی۔

شیخ حسن عجمی ثم الملکی شیوخ حدیث میں سے فقیہ فاضل محدث کامل جامع فنون علم اور فصاحت و حفظ اور جود فہم میں فائق اقران تھے۔

شیخ عبدالرشید جو پوری سلسلہ ہجری میں پیدا ہوئے شیخ الحق لقب تھا۔ عالم تخریج تھا۔

فاضل ماہر۔ حادی فروع و اصول تھے۔ علوم شیخ فضل اللہ سے حاصل کر کے تدریس میں مشغول ہوئے آپ کو اختلاط المراد وغنیاء سے بڑی نفرت تھی بہانہ تک کہ شاہجان نے قاصد بھیجا کہ آپ کو طلب کیا گیا ہے آپ نے جلنے سے انکار کر دیا اور اپنے گوشہ عزلت سے بالکل باہر نہ نکلے بہانہ تک کہ تحریر نماز فجر میں وفات پائی۔ آپ نے تصانیف عمدہ کیں جن میں سے رشیدیہ مناظرہ میں اور ذوالسالکین اور شیخ اسرار الخلوۃ مصنفہ ابن عربی اور حواشی مختصر عقیدی اور کافیہ اور کتاب مقصود الطالبین اور ادرین اور دیوان اشعار فارسی مشہور و معروف ہے۔

مولوی محمد امجد قنوجی۔ قنوج کے فضلہ کے گہرا اور علمائے اعظم میں سے تھے علوم نقلیہ و عقلیہ شیخ عارف علی اصغر سے پڑھے یہاں تک کہ نہایت کمال و نفیلت کو پہنچے تمام عمر تدریس و تالیف میں بسر کی اور کتاب صدر اکا جو علم حکمت میں ہے اور اس کتاب میں متداول ہے حاشیہ تصنیف کیا۔

شیخ مولوی فتح علی قنوجی۔ قنوج کے قاضی فاضل اور عالم اجل ادیب ارب تھے علوم ملا علی اصغر سے حاصل کیے یہاں تک کہ ہر ایک علم میں آپ کو مہارت کامل اور سبب تادمہ حاصل ہوئی۔ آپ کی تصنیفات سے حاشیہ شرح تہذیب جلالی اور شرح مقامات الی القاسم حریری کی یادگار ہے۔

مولوی محمد عبد العلی قنوجی۔ آپ مولانا رستم علی کے بھائی اور عالم اجل۔ فاضل اکمل تھے علوم اپنے بھائی سے حاصل کیے اور تدریس و تالیف میں مشغول ہوئے چنانچہ اصول فقہ میں شرح منار کا حاشیہ تصنیف کیا اور قبضہ ہندگی میں جو توابع کوڑہ جہان آباد سے وفات پائی ملا ابوالحسن معروف بہ شاہم بابا۔ عالم زمانہ فاضل پکا تھے۔ ملا یوسف گنائی متوفی ۱۱۴۲ھ کا قول ہے کہ جب ناظران خطہ کشمیر کے اشارہ سے علماء کا مباحثہ ہوتا تھا تو آپ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ عصام وغیرہ کی عبادت کو ایسے بیدار نگاہ پر اٹھاتے تھے کہ جیسے قرآن کو حافظ پڑھتے ہیں۔ آپ اکثر حواشی مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی کا رد بھی کرتے تھے۔

بابا محمد عثمان بن شیخ محمد فاروق بن شیخ محمد حسنی۔ عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث تھے علوم مولانا سعد الدین صادق و مولانا حاجی محمد و مولانا سلیمان داؤد ترمذی رحمہ اللہ سے حاصل کیے

مولوی محمد امجد قنوجی

مولوی فتح علی قنوجی

مولوی محمد عبد العلی قنوجی

بابا محمد عثمان

بابا محمد عثمان

پھر مجھ کو دہلی میں شاہ ولی اللہ محدث کی خدمت میں پہنچے اور اُن سے علم حدیث کتب شریعت کی اجازت حاصل کی اور علم طریقت کو اخذ کیا۔ جرن نواز احمد دہلوی نے فقہ و فساد حاکم تھا آپ اپنے وطن میں آ گئے اور خواجہ عبدالرحیم شیکانی سے کچھ فیض حاصل کیا۔ شیخ یاسین قنوجی۔ آپ اساتذہ وقت اور ایمان کلمہ اور شہادے کا ملین میں سے تھے آپ سے بہت لوگوں نے پڑھا اور درجہ تصنیف سے کہ فائز ہوئے جنہوں سے سید مرثی بن سید عبدالغنی اور ملا فیضی المعروفی ہیں۔

شیخ عبدالجواد باب داگیر کی اچھا طب جو اب نعم خان بہادر۔ فاضل جبہ عالم نعل علوم متداولہ میں بدوئی رکھتے تھے تمام عمر تدریس تالیف میں بسر کی اور فنون اور سیہ میں کتب مفیدہ تالیف کیں جنہیں سے بحر اندازہ علم نظام اور کتاب العلوۃ علم عقائد میں اور مفتاح البصیرت یادگار ہیں۔

خواجہ محمد بن عبدالرحمن قنوجی۔ عالم کبیر فاضل شہیرہ عات سالک۔ صاحب معارف و حقائق اور ستارہ تھے۔ حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ سے استفادہ و فیوضات حاصل کر کے قنوج میں آئے اور مسند افتادہ و افتادہ برہمپور فراموش اور دین وفات پائی مزار آپ کا زیارت گاہ عام ہو گا عالم بہادر بادشاہ کے واسطے ایک کتاب برایتہ الہا لیکھن اے صراط رب العلمین کتاب قوت الخدایہ اور احیاء العلوم کطراز پر تصنیف کی میر نور الدین بن سید قمر الدین حسینی اور نا۔ آبادی عالم جل فاضل اعلیٰ جامع انسان علوم تھے مسند احمد میں پیدا ہوئے۔ اعتبار سے انتہا تک علوم اپنے باپ سے پڑھے اور وہ سال کی عمر میں تحصیل علوم سے فارغ ہو کر قرآن کو حفظ کیا اور جب اپنے باپ سے سنا کر کے واپس آئے تو تدریس تصنیف میں مشغول ہوئے اور بہت لوگوں کو فیض یاب کیا۔ بہت دیر کی کتاب منظر النور کی تخریج لکھی۔

حدائق سیرت خیر عروج

ان فضلاء کرام کے بیان سے جوین صدی میں ہوئے

محمد بن محمد بن محمد بن سید عبدالرشید شہید مرتضیٰ حسینی قادری بدینہ

شیخ یاسین قنوجی

شیخ عبدالجواد باب داگیر

خواجہ محمد بن عبدالرحمن قنوجی

میر نور الدین بن سید قمر الدین حسینی

محمد بن محمد بن محمد بن سید عبدالرشید شہید مرتضیٰ حسینی قادری بدینہ

محمی الدین لقب اور ابو الفیض کنیت تھی۔ محدث ثقہ۔ فقیہ فاضل۔ امام لغت۔ ادیب اریب۔ محقق باثبات۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ ۴۵۹ھ میں قعنبہ بگرام میں جو قنوج سے پانچ کلو کے فاصلہ پر اور ہندوستان کے مشہور شہروں میں سے ہے پیدا ہوئے۔ اوائل عمر یعنی ۱۲۶۰ھ میں وطن سے نکل کر سرزمین شریفین کو تشریف لے گئے اور برج و زیارت مرۃ النور کے تکمیل علوم خصوصاً علم حدیث میں کمر بستہ باندھی اور زبید و مصر و حجاز وغیرہ کے تقریباً ایک سو مشائخ و علماء سے کسب کمالات کیا اور متعدد مشائخ مثلاً شیخ احمد بلوخی و عبدالحق زبیدی و ابو العباس احمد بن علی مینی و شمس و جمال محمد بن احمد حبلی و ابو عبد اللہ محمد بن احمد غزالی و ابو الحسنی و عبد الغنی بن محمد بکرانی و زبید بن محمد بن زین یا سمیط علوی و خضر بن محمد بن ابراہیم حسینی طرابلسی و زبید بن عبد القادر بن احمد شنگادی و عمر بن عبد اللہ بن عمر قاضی و عیسیٰ بن زبید صاحب کچھ و مسدود عبد القادر بن احمد حسینی وغیرہم سے حدیث و فقہ وغیرہ علوم کی سندیں و اجازتیں حاصل کیں اور انھوں نے آپ کی فضیلت و کمالات اور سیرت و اطلاع علوم کی شہادت دی۔ چونکہ آپ بعد تحصیل علوم کے بھی مدت تک شہر زبید میں مقیم رہے اسلئے زبیدی کے نام سے آپ نے شہرت یکدہی پہنچائی کہ کوئی آپ کو ہندی نہ خیال کرتا تھا۔ پھر آپ زبید کو چھوڑ کر مصر میں تشریف لیگے اور وہاں ہنگامہ افاضہ و افادہ اور تعلیم و تدیس برپا کیا۔ اور علاوہ ہنگامہ لوگوں کو علوم کی سندیں و اجازتیں دینے کی سلطان روم نظام الدین ابو الفتح عبد الحمید اور دستور اعظم سلطان ابی المنصور محمد باشا صدر الوزارت و نظام الملک کو ان کی استدعا سے حدیث کی اجازت دی۔ غرض کثرت علم و تلامذہ اور نشر علوم و تصنیفات کتب وغیرہ باعث سے آپ تیرھویں صدی کے مجددین امت محمدیہ میں سے تھے۔ تصانیف آپ نے اس کثرت سے کی کہ اسکا شمار مشکل ہے چنانچہ اس جگہ صرف مشہور کتب و رسائل کا جو آپ نے تصنیف کیے ہیں ذکر کیا جاتا ہے۔ عقود البواہر المنیغہ فی ادلہ امام ابی حنیفہ۔ الاربار المتناثرہ فی الاحادیث المتواترہ۔ درالضرع فی تاویل حدیث ام زرع۔ لئقہ الغریب فی مصطلح آثار الحبیب۔ تخریج حدیث شیبینی ہوو۔ المواعظ الجلیہ فیما يتعلق بحدیث الاولیہ۔ المرفاع الجلیہ فی شرح الحدیث السلس بالاولیہ۔ العروس الجلیہ فی طرق حدیث الاولیہ۔ القول الصبیح فی مراتب التعلیل

والتخریج۔ التخریج فی الحدیث المسلسل بالکتاب رسالہ اصول حدیث۔ مناقب اصحاب الحدیث
 نتائج العروس فی شرح قاموس۔ تملک القاموس مما فات من اللغة لیکن نامکمل۔ تخریج حدیث
 نعم الامام الحل۔ حدیثہ الصفائی والدی المعطف۔ الانتصار لوالدہ النبی المختار
 الفقیہ السند۔ انالی حنفیہ۔ مجالس الشیخونہ۔ ایضاح المدارک فی الافصاح عن العوائک
 عقد الحمان فی بیان شعب الایمان۔ القول لمسموع فی الفرق بین الکلی والکرسوع۔ الشفہ
 القدوسیہ بواسطہ الفقیہ العبد روسیہ العقد الثمین فی طرق الالباس والتلقین حکم الاشراف
 الی کتاب الافاق۔ شرح المصدر فی شرح سما و اہل بدہ النقش فی معنی لفظ درویش رفع نقاب
 انفا عن النقی الی وفاء الی الوفاء۔ زہر الکام المشتق عن جوب الالبام بشرح صیغہ بی بی عبد السلام
 رشفہ المدم المحتوم البکری من صفوة زلال صیغ القطب البکری۔ رشفہ سلف الحق فی نسب
 حضرة الصديق۔ تنسیق فلا مد المن فی تحقیق کلام المن۔ التوافج المسکک علی الفوائج الکشکیہ
 جریۃ الاخوان فی حکم شرب الدخان۔ منہ الفیوضات الوقیہ فیما فی سورۃ الرحمن من اسرار
 الصفۃ الالہیہ۔ ارجوزہ فی الفقه۔ طبقات الحفاظ۔ اسعاف الاشراف۔ اتحات رسالہ
 المتقین بشرح احیاء علوم الدین۔ رفع الککل عن البعل۔ شرح خرب البکیر السبعہ بتنبیہ العارف
 البصیر علی اسرار الحرب البکیر۔ انالہ المنی فی کلمہ البکیر۔ القول المثبت فی تحقیق لفظ القابوت
 حسن المحاضرہ فی آداب البحث والمنظرہ۔ رسالہ فی اصول المعی۔ کشف الغطاء عن اصولہ الوسط
 الاحتفال بعبود است من ثوال۔ اقرار بعین بذکر من نسب الی الحسن والحسین۔ الاتہاج بذکر امر
 التوابع۔ التعریف بغير وری علم التعریف۔ اتحات الاصفیا السلسل الاولیاء۔ اتحات نبی الزمان
 فی حکم خیرۃ البین۔ المقاعد العندیۃ فی المشاہد النقشبندیہ۔ درۃ المصیۃ فی الوصیۃ المرضیۃ۔
 ارشاد الاخوان الی الاحلاق الحمان۔ شرح الفقیہ السند۔ شرح صیغہ ابن مشیش شرح
 صفیۃ سید البدوی۔ مشرّح ثلث صیغ لابی الحسن البکری۔ شرح صیغ صیغ المسمی بدلائل القرب
 المسیہ مصطفی البکری۔ تحفہ العبد۔ تفسیر سورۃ یونس علی لسان الغوم۔ لفظہ لمجلان فی لیس
 فی الامکان اربع ماکان۔ المنہ دلیلۃ فی الطریقۃ النقشبندیہ۔ کشف اللثام عن آداب الایمان
 والاسلام۔ وغیرہ کتب۔ کہتے ہیں کہ جب آب کی حد سے زیادہ شہرت ہوئی اور خواجہ عوام

ذین بڑا قدر و مرتبہ ہوا اور اقطار و کناف سے کثرت کے ساتھ لوگوں نے رجوع کیا تو آپ نے اپنی حویلی سے باہر نکلنا کم کر دیا اور یاروں سے پوشیدگی اختیار کر کے متکلف ہو گئے یہاں تک کہ ماہ شعبان ۳۱ھ ہجری میں طاعون سے شہادت پائی اور سیدہ رقبہ کے مشہد میں دفن کیے گئے۔ مخزن اسرار الہی آپ کی تاریخ وفات ہے۔

حنفی

شاہ عبدالقادر المتخلص بہ مہربان المعروف بہ فخری۔ نقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ صوفی جامع علوم نقلیہ و عقلیہ تھے۔ آپ کے بعض اسلاف نیشاپور سے قبیلہ کنور سفادات لکھنویہ آئے اور آپ کے والد سید شرف الدین خان نے اورنگ آباد میں اقامت اختیار کی اور شہر روضہ کی تفاد و انیسے مختص ہوئی جہاں آپ ۳۱ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ قرآن کو یاد کیا اور کتب فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ لغت۔ معقولات سے ماہر کامل ہو کر طریقہ قادریہ کا خرقہ پہنا اور تہ ریس و افادہ و ہدایت عباد اور تکمیل دہاد میں اپنی عمر کو صرف کیا اور اخیر عمر میں مدراس میں جا کر اقامت اختیار کی جہاں ۳۱ھ یا ۳۲ھ ہجری میں وفات پائی اور سبلا پور واقع سفادات مدراس کی خانقاہ میں دفن کیے گئے تاریخ وفات آپ کی شیخ مرحوم یا فخر اہل حسن مقال ہے۔

شاہ

شیخ اسلام بن یحییٰ بن عیین الحق والملة والدین رفیق کشمیری۔ ابو ابراہیم کنیت تھی اپنے زمانے کے عالم محقق فاضل مدق۔ مرجع الفضل۔ صاحب فتویٰ حسن الخلق۔ کثیر النواضع تھے۔ ۲۲۔ ماہ ذی الحجہ ۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن کو ساتھ بخوبی کے اپنے دادا شیخ عیین والملة والدین سے پڑھا اور تمام علوم صرف نحو۔ لغت۔ کلام۔ حدیث۔ اصول۔ تفسیر فقہ۔ لغت اور معارف کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور اپنے باپ کے شاگردوں کے ساتھ کئی دفعہ صحاح ستہ کی قرات میں شریک ہوئے۔ بہت سے شیوخ کی صحبت کی۔ اخیر کو سلطان وقت کے حکم سے مغنی انام اور مرجع خواص و عوام ہوئے یہاں تک کہ بیس سال تک اس عمدہ جلیلہ پر ممتاز رہے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک رات آنحضرت کو خواب میں دیکھا جنھوں نے آپ کے حق میں دعائے برکت کی اور اپنے بالوں میں سے ایک بال مبارک عطا فرمایا جب آپ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنے ہاتھ میں ایک سیاہ بال

اے پاس ایک خانقاہ بنا کی تھی جہاں بڑے تقویٰ کے ساتھ بود و باش رکھ کر سلسلہ میں وفات پائی۔

رفیع الدین بن فرید الدین خان مراد آبادی متبر فضلانے ہند میں سے تھے حدیث کا علم مولوی اخیر الدین سورتی تلیمذ شیخ محمد سیات سندھی اور نیز مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی سے حاصل کیا اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی سے اکثر صحبت کی اور اسے مسائل مشکوٰۃ تفسیر و حدیث کے بوجھ کر نہایت جہان میں اور تحقیقات و تدقیقات فرماتے رہے بعد ازاں شیخ محمد غوث لاہوری سے بیعت کی اور علم طریقت کا حاصل کیا پھر کونینہ بجا کر حج کیا اور جریمین شریفین کے حالات میں ایک کتاب تصنیف فرمائی اور کتاب فقہ الامال بذکر الحال و المال اور کتاب صلوٰۃ الکیب بذکر الحکیب اور ترجمہ عین العلم اور شرح البعین نووی اور کنز الحسنات اور تذکرۃ المشائخ اور کتاب الاذکار اور تذکرۃ الملوک اور شرح غلیۃ الطالبین اور تاریخ افغانہ وغیرہ آپ کی اشہر تصنیفات سے ہیں۔ ۱۵۔ ماہ ذی الحجہ ۱۱۱۱ ہجری میں مراد آباد میں استقام کی بیماری سے فوت ہوئے اور شہید زمان تاریخ وفات ہے۔

شیخ احمد بن مصطفیٰ بن معین الحق و المذنب والدین رفیقی۔ ابو الطیب کنیت تھی مولانا بن پیرا ہوسے۔ اپنے وقت کے امام فقیہ محدث۔ عالم بگاہ۔ فاضل بے نظیر تھے قرآن کو اپنے نام مولانا مقیم السنہ ٹوپیکرو سے پڑھا اور انھیں کے پاس حفظ کیا اور علم حدیث و تفسیر وقفہ اور تصوف کو اپنے باب اور چچا اور چچا کے بیٹوں اور اپنے مامون مولانا علامہ اکبر افندہ نور الدینی ٹوپیکرو سے اخذ کیا اور یکشنبہ کے روز ۲۲۔ رجب ۱۱۱۱ھ میں بعد ظہر کے فوت ہوئے۔ آپ نور یا ضات و مجاہدات و مکاشفات میں بڑی شان چل تھی جس میں سے فتوٰی اس شیخ ابو المصطفیٰ طب رفیقی نے اپنی تصنیفات میں ذکر کیا ہے آپ سے توحید و عرفان میں شعر حسنہ یادگار ہیں۔ ولی پاک نظر تاریخ وفات ہے۔

شیخ الاسلام مفتی قوام الدین محمد بن مولانا سید الدین صادق بن مولوی محمد الدین امان اللہ شہید بن مولوی خیر الدین ابوالخیر کاشمیری ۱۱۴۰۔ ماہ شعبان ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے

جہان نوری

نقباء

قوام الدین

اپنے زمانہ کے عالم فاضل - محدث کامل فقیہ جید - جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ بعد ختم قرآن شریف کے شیخ رحمت اللہ اور ملا مقیم السنہ ٹوپیکر د اور اخوند نور الہدیٰ ٹوپیکر د کے حلقہ درس میں داخل ہوئے اور صغریٰ میں ہی علوم و فنون حاصل کر کے محمود افزان ہوئے۔ قرات و روایت حدیث کی اجازت میر قاری تلمیذ شیخ القراء اور حاجی عبدالولی طرخانی تلمیذ شیخ ابو الحسن سندھی مدنی اور حاجی نعمت اللہ نوشہری اور ابابا محمد حسن بلوچری تلمیذ مولوی امان اللہ شہید سے حاصل کی اور اشارہ غیبی سے خالقہ سید محمد امین ادیسی میں ہنگامہ درس و تدریس گرم کیا اور رفتہ رفتہ کاشمیر کی قضاء آپ کے پیر ہوئی شاہ زین العابدین قادری و میان زکریا لاہوری و شیخ الاسلام احمد لکنوی وغیرہ سے بہت سے فوائد حاصل کر کے خواجہ عبدالرحیم بنگال کی خدمت میں مشرت ہوئے۔ اور ۶۴ سال تک اُن سے فیض حاصل کرتے رہے۔ کتاب صحافت سلطانی ساٹھ علم میں تصنیف کی اور ۹-۱۰ ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ ہجری میں وفات پائی۔

مولانا عبدالباقی الباسط بن مولوی رستم علی بن ملا علی اصغر قنوجی - قنوج کے علمائے کبار اور فضلاء مشائیر و نامدار سے فقہ و حدیث و تفسیر اور فروع و اصول میں ایک آیت منجملہ آیات الہی تھے اور اپنے عہد میں تمام علماء و فضلاء پر سخن بالا اور مرتبہ والا رکھتے تھے۔ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے چشم رستم علی آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ تمام علوم و سیمہ و متداولہ کیا منقول معقول اپنے والد ماجد سے حاصل کیے اور بہت سی کتب اپنی تصنیفات اور دیگر علماء کی تالیفات اپنے ہاتھ سے لکھیں جواب تک آپ کے کتب خانہ میں موجود ہیں اور اس قدر صحیح و متنی ہیں کہ استاد سے حاجت تعلیم کی باقی نہیں رہتی اگر کسی کو سلیقہ عبارت بر طعنے اور ملکہ مطلب سمجھنے کا ہو تو اُس کے لیے یہ کتابیں آپ کی درست کی ہوئیں جو کہ شیخ شفیق کے ہیں بہت سی خلقت نے دور و نزدیک سے آکر آپ کے مدرسہ میں فاتحہ فراغت پڑھی اور مرتبہ تعلیم و کسایت حاصل کیا چنانچہ مفتی ولی اللہ فیض آبادی صاحب تفسیر نظم الجواہر اور مولوی نعیم الدین اور مولوی علیم الدین میران مولوی فیض الدین قنوجی و مولوی قادر بخش بلوچری جو سب عالم فاضل صاحب تصنیف ہوئے ہیں آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

مولانا عبدالباقی
قنوجی

آباد و صاحب علم و عمل اولاد شیخ علامہ الدین کروانی صاحب فتاویٰ عمادیہ سے تھے۔
شہر کرمان سے آکر قنوج میں سکونت پذیر ہوئے تھے آپ کی تصنیفات بہت ہیں اور مقام
سفید جہانچہ تفسیر ذوالفقار خانی۔ نظم اللہ فی شرح ثلاثیات البخاری۔ انتخاب۔ احسنات ترجمہ
احادیث دلائل الخیرات۔ جمل المتین فی شرح الاربعین۔ جواہر خمسہ فرائض میں عجیب الیسا
فی اسرار القرآن۔ شفاء الشافیہ فی شرح شافیہ ابن حجب وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ وفات
آپ کی دوم ربیع الآخر ۱۲۳۵ ہجری میں ہوئی اور شہر قنوج میں اپنی سب سے بڑے کے صفہ
کے بچے اپنے آباد و حداد کے پہلو میں دفن ہوئے۔ شمع شبستان تاریخ وفات ہو۔

مولوی حسین علی بن علامہ العصر عبد الباسط قنوجی۔ عالم نبیل فاضل جلیل تھے
علوم اپنے باپ سے حاصل کیے اور انھیں کی حیات میں مسند درس و افتادہ اور افتادہ
طلباء پر مشتمل ہوئے مگر افسوس میں عالم شباب یعنی چوبیس سال کی عمر میں پانچ ماہ بعد وفات
اپنے والد ماجد کے مسئلہ میں رحلت کر گئے اور اپنے والد کے پاس دفن کیے گئے آپ کی
تصنیفات سے کتاب ترمین العلم صنیع مشککہ اور تعلیمات صبیحہ میں یادگار ہو۔

شیخ عبد الملک بن عبد المنعم اقلعی مفتی مکہ معظمہ۔ عالم۔ فاضل۔ فقیہ محدث۔ کثر ذکا
اور بحر زار علوم تھے بہت سے مشائخ حرمین مثل عبد اللہ بن سالم البغوی وغیرہ سے حدیث
وفقہ کو اخذ کیا اور انھیں سے روایت کی اجازت لی اور آپ سے سید عبد الرحمن اہل
نے اجازت حاصل کی ۱۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ معتمد رفیع تاریخ وفات ہو۔

قاضی شہداء اللہ بانی تہی۔ شیخ جلال الدین کبیر اولیا سے جہت کی اولاد میں سے تھے
جبکہ نسب حضرت عثمان کی طرف منہی ہوتا ہو۔ فقیہ۔ محدث۔ محقق۔ مدقق۔ منصف مزاج
جامع علوم عقلیہ و نقلیہ اور فقہ و اصول میں ہر تہ اجتہاد پہنچے ہوئے تھے۔ علم تفسیر و کلام
اور تصوف میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ صفائی ذہن و جودت طبع و قوت فکر اور سلامتی عقل
زائد الوصف حاصل تھی۔ حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے سنا اور روایت کیا یہاں تک
کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی آپ کو بہت ہی وقت کہا کرتے تھے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تمام
علوم ظاہری سے فراغت پا کر علم طریقت کا شیخ محمد عابد سے اخذ کیا اور نہایت عتد و توقیر و اہل سے

شیخ حسین علی

شیخ عبد الملک

قاضی شہداء اللہ

تمام سلوک کو بحاس توجہ میں انجام کو پہنچایا پھر اُنکے ارشاد سے میرزا منظر جانمان کی خدمت میں پہنچے اور اُنکی زبان فیض ترجمان سے ہم ہدی کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اہم عمل عالم میں علاوہ کتب تحصیلہ کے ساڑھے تین سو اور کتابیں مطالعہ کیں۔ اکثر خواب میں شیخ جلال اپنے جد امجد اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے تربیت اورشارات حاصل کیں مرزا صاحب آپ کے حق میں فرماتے تھے کہ میرے دل میں آپکی بہت ہیبت ہو اور بسبب صلاح اور تقویٰ و دیانت کے آپ مروج شریعت اور نور طریقت اور ملکی صفات ہیں۔ فرشتے آپ کی تعظیم بجالاتے ہیں۔ اگر خدا نے مجھ سے قیامت کو پوچھا کہ ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا تو میں ثناء اللہ کو پیش کر دوں گا۔ آپ اکثر اوقات طاعت و عبادت میں مشغول رہتے تھے ہر روز سو رکعت نماز اور ایک منزل قرآن شریف تہجد میں وظیفہ کیا ہوا تھا۔ قضاء منصب بھی اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بابیہ اسکا حق ادا کیا۔ آپ کے اصحاب سے پیر محمد وید محمد اور گھیسٹا آپ کی صحبت سے طریقہ سلوک میں فائز المرام رہے۔ مدت تک آپ افاضہ کمالات ظاہر و باطن اور اشاعت علوم دینیہ اور فضل خدمات و افاضے سوالات اور حل مشکلات میں مصروف رہے۔ ایک کتاب مبسوط فقہ میں مع بیان ماخذ و دلائل اور مختار المذہب اربعہ کے ہر مسئلہ میں تصنیف کی اور جو کچھ آپ کے نزدیک اقویٰ ثابت ہوا اسکو ایک علاوہ رسالہ سے مبایضہ الاقویٰ میں تحریر فرمایا۔ اصول میں بھی آپ نے مختارات تحریر کیں اور ایک بڑی تفسیر منظری نام سات جلد میں تصنیف کی اور اسمین اقوال قدما سے مفسرین اور تاویلات جدیدہ کو جو مبہد و مفیاض سے آپ پر وارد ہوئے جمع کیا اور کئی ایک مسائل تصوف اور تحقیق معارف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی میں لکھے۔ علاوہ اُنکے ایک کتب خانہ جو تیس سے زیادہ ہیں ضل مالاً بدمنہ تذکرۃ الموتی و البقور۔ تذکرۃ المعاد۔ حقیقۃ الاسلام ارشاد الطالین۔ شہاب ثاقب۔ رسالہ جرئت متعہ۔ رسالہ جرئت سرود۔ وصیت نامہ وغیرہ تمام نافع و مفید و مقبول خلایق میں۔ وفات آپ کی غرہ رجب ۱۲۸۵ ہجری میں ہوئی اور تاریخ وفات آپ کی قرآن شریف کی آیت ہم مکرمون فی جنت النعیم سے نکلتی ہو اور لفظ جنت کا اس تاریخ میں بغیر الف کے موافق رسم خط قرآن کے ماخوذ ہو۔

الحمد لله

بحر العلوم ملا عبد العلی محمد بن نظام الدین محمد لکھنوی۔ عالم محقق۔ فاضل مدون جامع معقول و منقول حادی فروع و اصول صاحب طریقت و معرفت تھے۔ ابو العباس کنیت اور بحر العلوم و ملک العلماء لقب تھے۔ علوم اپنے والد ماجد سے پڑھے اور سترہ ہی سال کی عمر میں فائز تحصیل ہو کر فائق قرآن اور افاضل شامل ہو گئے۔ زمانہ نواب فیض اللہ خان میں لکھنؤ سے رامپور میں آئے اور سو روپیہ ماہوار وظیفہ آپ کے لیے مقرر ہوا پھر ایک برس کے بعد مدراس میں چلے گئے اور وہاں نواب محمد علیخان والی صوبہ ارکاٹھنے آپ کی بڑی تحسین کی اور آپ مذہب نفس پر بڑا تشدد کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں میں سے ملا عمر ان رامپوری والد مولوی خلیل الرحمن مصنف حاشیہ الذوار علی الذائر اور مولوی رستم علی اور مولوی غلام نبی شاہجہان پوری محشیان رسالہ میرزا زہد اور مولوی محمد جیلانی مصنف جنگ نامہ ہیں۔ آپ کا قول ہے کہ مجھ کو غلام رویا میں حضرت ابو بکر صدیق کی زیارت ہوئی اور انھوں نے ہاتھ پکڑ کر مجھ کو اپنی بیعت میں داخل کیا اور تعلیم و ارشاد طریقت کا حکم دیا پس میں خاص انھیں کا مرید ہوا اور ان کے واسطے سے آنحضرت کے ساتھ مجھ کو سلسلہ انتساب بیعت کا پہونچتا ہے چنانچہ جو شخص اس سلسلہ میں بیعت کرتا تھا آپ اسی ایک واسطے سے شجرہ لکھ کر اُس کو دیتے تھے اور نیز دیگر سلسلہ میں اپنے والد بزرگوار سے اجازت حاصل کی تھی لیکن آپ نے کثرت سے مرید نہیں کئے اور خند آدمیوں کے سوا آپ نے بیعت میں نہیں لیا۔ آپ کی تصنیفات سے شرح سلم۔ حاشیہ حاشی میرزا زہد جیلانی۔ حاشیہ میرزا زہد۔ رسالہ حاشیہ برسیہ میرزا زہد شرح مواقف قدیمہ و جدیدہ۔ حاشیہ شرح ہدایت الحکمت۔ شرح مسلم الثبوت۔ مکملہ شرح تحریر الاصول ابن ہمام مصنف مولانا نظام الدین۔ شرح فارسی منازل الانوار۔ رسالہ ارکان اربعہ در فقہ۔ شرح فتاویٰ مولانا روم وغیرہ یادگار زمانہ ہیں۔ وفات آپ کی مدراس میں ماہ رجب سنہ ۱۲۸۱ ہجری میں ہوئی اور فاضل قلب زمانہ تاریخ وفات ہے۔

الحمد لله

شیخ محمد بن مصطفیٰ بن معین الحق والملة والدین رفیق البوالرضا کنیت تھے سنہ ۱۱۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ امام فاضل فقیہ محدث مفسر اور صوفی عارف تھے۔ علوم معقول و منقول اپنے نانا مولانا مقیم السنہ ٹوبہ گروہ اور مامون اور خسر اولی علامہ الوری ٹوبہ گروہ سے

اخذ کیے اور حدیث کو اپنے چچا اور باپ سے سنا اور کل معارف کو حاصل کیا اور عورات کو درس شیخ ابی نعمت اللہ اشرف بن رضا ٹوپیکو اپنے خسر ثانی سے پڑھا اور بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ تقوٰت مین بہت سے رسالے لکھے اور چار شنبہ کے روز ۱۶-۱۷ جمادی الثانی ۲۸۹ھ ہجری مین وفات پائی صاحب تصنیفات کا آپ کی تاریخ وفات ہو۔

مولوی علی محمد
رجوی

مولوی سلام اللہ بن شیخ الاسلام بن حافظ عبد الصمد فخر الدین محدث از اولاد شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ نقیبہ فاضل۔ محدث کامل مفسر مبحر۔ علامہ عصر محقق۔ مدقق تھے علوم اپنے والد ماجد شیخ الاسلام مصنف شرح فارسی صحیح بخاری اور سالہ طرد الادہام عن اثر الامام المہام اور کشف الغطا و علالم للہوئے علی الاحیاء وغیرہ سے حاصل کیے اور انھیں سے اور نیز دیگر فضلاء عصر سے حدیث وغیرہ علوم کی سند و اجازت حاصل کی۔ آپ کے جد امجد حافظ فخر الدین بھی بڑے فاضل اور عالم اجل اور سچے حج کے فخر الدین والدینا تھے جنکی تصنیفات سے شرح فارسی صحیح مسلم اور فارسی شرح علین العلم اور شرح حصین حصین یادگار مین۔ غرض بعد تحصیل علوم کے آپ مسند افادت و افانست پر تکیہ ہو کر مثل اپنے اسلاف کے تفسیر علوم مین مشغول ہوئے اور ۲۶۹ھ یا بقول بعض ۲۷۳ھ کے ماہ جمادی الثانی مین شام کے وقت وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات سے کمالین حاشیہ تفسیر جلالین مجلی شرح موطا جس سے ۳۵۱ھ مین فراغت پائی اور جسکی تاریخ مولفہ ابوبکر ترجمہ صحیح بخاری فارسی مین ترجمہ فارسی شمس ترمذی۔ رسالہ عربی اصول علم حدیث وغیرہ یادگار مین۔ شیخ شہید اور شیخ اعلیٰ درجہ آپ کی تاریخ وفات ہو۔

مولوی علی محمد
رجوی

مولوی علیم الدین بن شیخ فیض الدین قنوجی فاضل اجل۔ عالم کمال۔ انونج صلیک سلف تھے۔ ابتدا میں اپنے والد سے جو قنوج کے مشائخ مین سے مشتعل بالدر العبادہ تھے پڑھا۔ پھر کتب درسیہ کو ابتداء سے انتہا تک شیخ علامہ عبدالباسط قنوجی سے تحصیل کیا اور تمام عمر تدریس اور تالیف کتب مین مشغول رہے جنھن سے عین الہدی شرح قطر اللہ سے نو مین جو حکو ۳۵۱ھ ہجری مین تالیف کیا۔ علاوہ اسکے در الفضائل فی شرح الشماں اور جدید رسالہ علم منطق مین آپ سے یادگار مین وفات آپ کی ۳۵۱ھ ہجری مین ہوئی۔

رجوی

مولانا غفر اللہ عنہ

محلّی الخفیفہ

مولوی نعیم الدین بن شیخ نفعی الدین قنوجی اپنے بھائی علیم الدین کی طرح آپ کی
فصلائے زمانہ میں سے تھے علوم کو آپ نے بھی علامہ عبدالباق قنوجی سے حاصل کیا اور
شیخ تصدیقات سلم العلوم اور حاشیہ صدر التعلیف فرمایا اور ۱۲۳۳ھ کو وفات پائی۔
علامہ سید احمد طحاوی - فقیہ عصر - وحید دہر - محدث حید - علامہ محقق - فضل
محقق تھے مدت تک مصر کے مفتی رہے درالمختار کا حاشیہ ایسی تحقیق و تدقیق کے ساتھ تصنیف
کیا کہ مقبول نام ہوا اور مصر میں باوجود بڑے عجم و ضخامت کے چھپ کر مشہور ہوا۔ اس کتاب
میں آپ نے امام ابوحنیفہ کے مناقب کو اقوال صحیحہ اور روایات ثبتہ سے ثابت کیا یہاں تک
کہ علامہ سید ابن عابدین نے بھی بروقت تالیف ردالمحتار کے اسکو مد نظر رکھا اور اس سے
بہت کچھ نقل کیا۔ اسکے سوا اور بہت سے رسائل و کتب تصنیف کیے۔ وفات آپ کی
۱۲۳۳ھ ہجری سے بعد وقوع میں آئی۔

مولانا صفی الدین المشہور بجفی القدر بن عزیز القدر بن محمد علی بن سیف الدین
بن عروۃ الیقینی شیخ محمد معصوم بن شیخ احمد مجدد الوفا ثانی - عالم فاضل فقیہ محدث جامع
کمالات ظاہری و باطنی تارک الدنیا زاہد کامل تھے۔ باوجودیکہ ابوالفضل احمد خان حاکم
رامپور نے آپ سے واسطے قبول کرنے عہدہ کشتی گری کے مکرر سہ کر التجا کی مگر آپ نے اسکو
قبول فرمایا اور ہمیشہ نہایت شوق و ذوق سے مطالعہ کتب تہذیب و تفسیر اور اشتغال و ارد
و دواعیٰ من مصروف رہ کر اہل شوق و فحور سے نہایت محترم رہے اور خیر شنبہ کے روز ۲۵-۲۵
شعبان ۱۲۳۲ھ ہجری کو لکھنؤ میں وفات پائی۔ کتنے مین کو رات کے وقت آپ کا جنازہ
آٹھایا گیا تھا اور راستہ میں کسی کا چہرہ جلا ہوا تھا اور بسبب کثرت راکھ اور اندھیرے
کے آگ اس میں معلوم نہوئی تھی اتفاقاً حاملان جنازہ کا اس آگ میں سے گزرتے ہوئے
خدا کی قدرت اور آپ کی نفس مبارک کی برکت سے جنازہ اٹھانے والوں کو آگ میں
گزرنے سے کچھ اذیت نہ پہونچی اور دیگر ہمراہیان نے موجودگی آگ سے آگاہ ہو کر ان
سے گذرنا کیا۔ شیخ مقدس اساس تاریخ وفات ہو۔

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی محقق متقن فقیہ محدث تھے

مولانا غفر اللہ عنہ

مولانا غفر اللہ عنہ

تالیفات حیدرہ کین ضمن کثرت سے ایسے موضوعات کو داخل کیا کہ ان پر شکل سے اطلاع ہو سکتی ہو اور کلمات سیرہ میں مسائل کثیرہ جمع کیے چنانچہ علم حقائق میں آپ کی کتاب دفع الباطل فی بعض المسائل الفاضلہ مشہور و معروف ہے۔ علاوہ اُس کے ترجمہ اردو قرآن مجید اور کتاب مقدمہ العلم اور کتاب التکلیل و اسرار الحجۃ اور رسالہ عروض اور رسالہ شق القمر اور رسالہ اردو راہ نبوت وغیرہ یادگار زمانہ ہیں وفات آپ کی ۳۸ھ میں ہوئی۔ چشمہ فیض تاریخ وفات ہے۔

شاہ عبدالعزیز۔ بن شاہ ولی اللہ بن شیخ عبدالرحیم عمری دہلوی۔ خطہ ہند میں استاد الاساتذہ اور امام جہاندہ بقیۃ السلف۔ حجتہ اختلف۔ خاتم المفسرین والحمد میں تھے۔ ۹۵۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام تاریخی غلام حلیم ہے۔ علوم اپنے والد ماجد اور اُن کے شاگردوں سے اخذ کیے اور اپنے وقت میں مزج علمی و مشائخ ہوئے۔ تمام علوم متداولہ اور فنون عقلیہ و غلیبہ میں دستگاہ فوق البیان رکھتے تھے اور کثرت حفظ و علم بغیر رویا و سلق و عطا و انشاء و تحقیقات لفاظی علوم اور مذاکرہ و مباحثہ خصوم میں ممتاز رہے۔

ان کے متقدم فیہ سوانح و مناقب سے تمام عمر تدریس و افتاء و فصل خصومات و وعظ و تربیت مریدانہ اور تکمیل تلمیذان میں بسر کی اور جادہ و عت ظاہری کو کمالات باطنی کے ساتھ جمع کیا۔ ہندوستان میں ریاست علم و عمل کی آپ اور آپ کے بھائیوں پر مبنی ہوئی۔

ہندوستان کیا بلکہ دیگر ولایت میں ایسا کوئی فاضل کم ہوگا جسے تلمذ یا استفادہ باطن کی نسبت اس خاندان کے ساتھ درست نہ کی ہوگی اور اس خاندان کی شاگردی کو فخر سمجھتا ہوگا۔ ہندوستان میں علوم حدیث و فقہ حنفی کی خدمت جیسی کہ اس خاندان سے ظہور میں آئی ہے ایسی کسی اور خاندان سے کم و قس میں آئی ہے۔ آپ کی تصنیفات سے تفسیر فتح المحرر بقدر سوانحین بارہ قرآن شریف دو مجلد کلان۔ تحفہ اثنا عشریہ روزنامہ شیعہ بستانان مجتہدین سر الشہداء تین عجائبات۔ اور فتاویٰ کثیرہ یادگار و مشہور ہیں۔ نوے سال کی عمر میں ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی اور دہلی کے نزدکان دروازہ کے باہر اپنے پیر بزرگوار کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ علماء و شعرا نے آپ کی وفات میں بہت سی تالیفیں تصنیف کیں جس میں سے ایک شیخ مینوے بھی ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی

عبد العزیز خداداد ملین

شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ عالم عامل۔ فقیہ فاضل۔ زاہد۔ عابد۔ خصوصاً حدیث۔ و تفسیر میں یکجا نہ روزگار صاحب دین و اتقار۔ صادق و انصاف۔ علوم آپ نے بھائی شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے تمام عمر تدریس و تفسیر میں رہ کر جن علوم کو اپنے حبیبہ فیض سے میرا کیا اور اپنے والد ماجد کی تفسیر فتح الرحمن کا جو تالیف میں رہتا تھا فصاحت و بلاغت۔ سے اردو میں موضع القرآن نام سے ترجمہ کیا جو مطبوعہ انام ہوا۔ وفات آپ کی ۱۲۴۲ھ میں ہوئی اور منظور الہی تاریخ وفات ہو۔

عبد العزیز خداداد ملین

عبد المولیٰ بن عبد اللہ و میا طی۔ بڑے عالم فاضل۔ جامع علوم نقلیہ و عقلیہ علم علامہ سید احمد طحاوی شاہ دراختیار سے حاصل کیا اور دراختیار پر ایک نفیس حاشیہ الہامی بہ تالیق الانوار علی الدر المختار لکھا جسکو چار شنبہ کے روز ۲۵۔ ماہ ذی الحجہ ۱۲۳۳ھ میں شروع کیا اور جمعہ کے روز ۳۔ جمادی الثانی ۱۲۳۴ھ کو اس سے فراغت پائی۔ وفات آپ کی ۱۲۳۵ھ میں ہوئی۔ و میا طی نسب طرف و میا ط کے ہو جو مصر میں ایک شہر کا نام ہے جہاں کبر انہایت لطیف و نفیس بنتا ہے۔ قد وہ طفت تاریخ وفات ہو۔

مولوی محمد علی شاہ

مولوی محمد ولی اللہ بن مفتی سید احمد علی حسینی فرخ آبادی۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اور فرخ آباد میں سکونت رکھتے تھے۔ تمام عمر تدریس و ہدایت خلق میں صرف کی اور ۱۲۳۴ھ میں ایک نفیس نظم الجواہر نام جو فی الواقع اسم باری اور مجمع جمیع علوم قرآن ہے تصنیف کی جسکا نام بھی تاریخی سفر کیا۔ اسکے آخر میں علم تفسیر کی بزرگی اور شروط و آداب مفسر و تہذیب بر اعلاط بعض مفسرین اور ان کے طبقات کا ذکر کیا ہے وفات آپ کی ۱۲۴۲ھ میں ہوئی۔ شیخ ہادی طریق تاریخ وفات ہو۔

شاہ ابو سعید محمد خداداد ملین

شاہ ابو سعید صفی اللہ بن عزیز اللہ بن محمد عیسیٰ دہلوی مجددی علوم ظاہری و باطنی فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ میں طاق یکجا آفاق تھے۔ رامپور میں دوم ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری کو مفتی شرف الدین دہلوی اور مولانا شاہ رفیع الدین شاہ دہلوی سے حاصل کیے اور نیز مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور حضرت سراج احمد بن خاں دہلوی سے علم فقہ و حدیث کی سند حاصل کی۔ بعد تحصیل علوم ظاہری کے علوم باطنی کو پہلے

اپنے والد ماجد سے حاصل کیا پھر انکی اجازت سے شاہ درگاہی کی خدمت میں حاضر ہو کر خرقہ خلافت کا پایا چونکہ ابھی شوق خدا طلبی کا باقی تھا اسلئے آپ راجپور سے دہلی میں آئے اور قاضی شہداء اللہ بانی جہی کے نام خدا طلبی کے باب میں خط لکھا انھوں نے جواب میں لکھا کہ اوقت شاہ غلام علی سے بہتر کوئی شخص نہیں اس پر آپ نے شاہ غلام علی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی اور کمالات باطنی کی تکمیل کو بہو نیکر خرقہ خلافت و سجادہ نشینی کا حاصل کیا۔ آپ کی ذات بابرکات سے بے نہایت خوارق و کمالات سرزد ہوئی اخیر عمر میں آپ حج کو تشریف لیگے جب بعد زیارت حرمین شریفین کے واپس ہو کر مقام ٹونک میں پہونچے تو چوکن سال کی عمر میں عید الفطر کے روز شہداء میں وفات پائی اور بعد غسل و جہازہ کے آپ کے صاحبزادہ شاہ عبد الغنی نے آپ کی نعش مبارک کو صندوق میں ڈال کر چالیس روز کے بعد دہلی میں لاکر حضرت شاہ غلام علی اور میرزا منظر جانجنامان کے پہلو میں دفن کیا۔

مولوی غلام رسول بن مولوی غلام فرید فاضل لاہوری۔ عالم کبیر فاضل باوقیر جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ سیکڑہن آدمی آپ کے وسیلہ سے فضیلت کے مرتبہ کو پہونچے پنجاب میں کوئی علمائے وقت سے افادہ و افادہ میں آپ کی ہمسری نہ کر سکتا تھا گو یا خلافت آپ کی ذات بابرکات اور اسے فیض اور چشمہ فضل پیدا کیا تھا۔ وفات آپ کی شہداء میں ہوئی۔ ہادی نیک نظر تاریخ وفات ہو۔

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی معظف آبادی۔ شاہ ابوسید کے خالہ زاد بھائی تھے فقیہ شہداء تھے۔ مفسر جامع علوم عقلیہ اور واقف فنون ظاہریہ و رسمیہ تھے۔ علوم شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے اور علوم باطن میں حضرت شاہ غلام علی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے شہر بھوال میں قیام پذیر ہوئے اور تفسیر رؤفی آپ نے اردو میں تالیف کی۔ یہ تفسیر آپ نے شہداء ہجری میں شروع کی تھی جو سبب عوارض شہداء کے شہداء ہجری میں اختتام کو پہونچی جسکی تاریخ اختتام خود آپ نے یہ تصنیف فرمائی کہ تفسیر قرآن ہندی زبان ہو۔ علاوہ اسکے دارالعارف اپنے مرشد کے ملفوظات میں اور دیوان رافت ہندی و فارسی اشعار میں تصنیف کیا اور اس میں اپنا تخلص رافت بیان کیا پھر حج کو تشریف لے گئے اور جہاز میں شہداء ہجری میں

مولوی غلام رسول بن مولوی غلام فرید فاضل لاہوری۔ عالم کبیر فاضل باوقیر جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ سیکڑہن آدمی آپ کے وسیلہ سے فضیلت کے مرتبہ کو پہونچے پنجاب میں کوئی علمائے وقت سے افادہ و افادہ میں آپ کی ہمسری نہ کر سکتا تھا گو یا خلافت آپ کی ذات بابرکات اور اسے فیض اور چشمہ فضل پیدا کیا تھا۔ وفات آپ کی شہداء میں ہوئی۔ ہادی نیک نظر تاریخ وفات ہو۔

شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی معظف آبادی۔ شاہ ابوسید کے خالہ زاد بھائی تھے فقیہ شہداء تھے۔ مفسر جامع علوم عقلیہ اور واقف فنون ظاہریہ و رسمیہ تھے۔ علوم شاہ عبد العزیز سے حاصل کیے اور علوم باطن میں حضرت شاہ غلام علی سے خرقہ خلافت حاصل کر کے شہر بھوال میں قیام پذیر ہوئے اور تفسیر رؤفی آپ نے اردو میں تالیف کی۔ یہ تفسیر آپ نے شہداء ہجری میں شروع کی تھی جو سبب عوارض شہداء کے شہداء ہجری میں اختتام کو پہونچی جسکی تاریخ اختتام خود آپ نے یہ تصنیف فرمائی کہ تفسیر قرآن ہندی زبان ہو۔ علاوہ اسکے دارالعارف اپنے مرشد کے ملفوظات میں اور دیوان رافت ہندی و فارسی اشعار میں تصنیف کیا اور اس میں اپنا تخلص رافت بیان کیا پھر حج کو تشریف لے گئے اور جہاز میں شہداء ہجری میں

وفات پائی۔ رحمت حق تاریخ وفات ہے۔

شیخ حافظ محمد عابد بن احمد علی بن یعقوب سندھی محقق۔ مدق۔ فقیہ محدث جامع علوم نقلیہ و عقلیہ مدرس حدیث۔ حامی مذہب حنفیہ تھے۔ شہر سیون میں و شہر بوباک کے پاس شمالی کنارہ نہر حیدر آباد سندھ پر واقع ہو پیدا ہوئے جہاں سے آپ کے دادا شیخ الاسلام نے جہاں علم و صلاح میں سے بھلائے کو ہجرت کی اور شیخ محمد عابد شہر مزید واقع بن میں مقیم ہوئے اور وہاں کے علماء سے استفادہ اور علماء کے اشعہ سے اقتباس کیا وہاں تک کہ وہاں کے لوگوں میں سے شمار کیے گئے وہاں سے صفار میں داخل ہوئے اور ذریعہ کی بیٹی سے نکاح کیا اور ایک دفعہ صفار میں کے امام کی طرف سے سفیر ہو کر مصر کو گئے اور وہاں سے اپنے وطن کو معاودت فرما کر کئی روز قصبہ نواری میں جو ملک سندھ میں کراچی بندر کے پاس واقع ہوا قیامت اختیار کی پھر مدینہ طیبہ کو پھر گئے اور وہاں والی مشرک کی طرف سے ریاست علماء کی آپ کو سب دہوئی۔ آپ نے بہت سی کتب مسوطہ و مختصرہ تصنیف کیں جن میں سے کتاب مواہب اللطیفہ علی سند الامام ابی حنیفہ و کتاب طوابع الانوار علی الدر المختار و کتاب شرح قیصر الوصول الی احادیث الرسول و شرح بلوغ المرام مشہور معروف ہیں۔ وفات آپ کی یوم دوشنبہ ماہ ربیع الاول ۱۱۸۷ھ میں ہوئی اور بقیع میں دفن کیے گئے۔ فاضل برگزیدہ زمان تاریخ وفات ہے۔

قاضی عبدالسلام بن علاء الحق بدائنی۔ اعظم محدثین اور کبار مفسرین میں سے جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے اور تفسیر زاد الآخرت منظوم آپ کی عمدہ تصانیف میں سے ہر جنگو آپ نے ۱۲۴۲ھ ہجری میں تقریباً دو لاکھ اشعار آباد میں تصنیف کیا اور نام بھی اُسکا تاریخی مقرر کیا جس سے وہ اسم باسملی ہو کر مقبول خاص و عام ہوئی اور اصول فقہ میں منار کی شرح اسمی بالانشرحات العالیہ تصنیف کی وفات آپ کی ۱۲۴۲ھ میں ہوئی فخر کا شانہ تاریخ وفات ہے۔

مولوی محمد کرم اللہ محدث دہلوی۔ علوم ظاہری و باطنی فقہ و حدیث تفسیر قرآن قرآن میں وحید العصر فرید الدہر تھے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی محض آپ کی

شیخ حافظ محمد عابد
سندھی

قاضی عبدالسلام
بدائنی

مولوی محمد کرم
دہلوی

فاخر تصنیف کی آپ کے والد ہندو تھے جو شاہ عبد العزیز کے ہاتھ سے مشرف باسلام ہوئے
آپ نے بعد تفصیل علوم ظاہری کے حضرت شاہ غلام علی کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم باطنی
کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت کا حاصل کیا۔ اکثر اہل دہلی فن قرأت میں آپ کے شاگرد تھے۔ پہلے
آپ نے حج کیا تھا لیکن جب اپنے وطن میں واپس آئے تو اپنی واپسی سے نہایت افسوس
کیا اور پھر زیارت حرمین شریفین کو تشریف لے گئے لیکن راستہ میں ہی ۱۲۵۵ھ ہجری
میں وفات پائی۔ شمع تاویلات تاریخ وفات ہے۔

سید محمد امین بن عمر دہلوی شہر بابن العابدین۔ اپنے زمانہ کے علامہ۔ فہامہ۔
فقہ۔ محدث محقق مدق۔ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ علوم سید شیخ سعید علی اور شیخ
ابراہیم حلیمی سے پڑھے اور حدیث دفعہ کی سندیں حاصل کیں۔ اور ۱۲۹۹ھ میں کتاب المختار
شرح در المختار المعروف بشامی تصنیف کی جو ایسی مقبول نام ہوئی کہ باوجود پانچ مجلد
ضخیم ہونے کے دو دفعہ مطبوع ہو کر شہر ہوئی ہے۔ علاوہ اسکے رسالہ رسل الخمام اللہ کے
المنشور مولانا خالد النقشبندی اور رسالہ شفاء العلیل وبل الغلیل نے حکم الوصیۃ بالتحکات
والتمہیل اور تکلمہ تصنیف فرمائے اور آپ کے رسالہ شفاء العلیل پر علامہ طحطاوی وغیرہ
نے تقریظیں لکھیں اور اس کی بہت تعریف کی۔ وفات آپ کی ۱۳۱۵ھ سے پہلے کی ثابت
ہوئی ہے کیونکہ آپ کے خلف اصدق سید محمد علاء الدین نے جو در المختار کی جو تھی جلد ۱۵۔
ماہ صفر ۱۳۱۵ھ کو اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے نو آئین آپ کو مرحوم کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔
مولانا محمد اسحاق دہلوی۔ آپ شاہ عبد العزیز دہلوی کے نواسہ تھے علوم فقہ
و حدیث و تفسیر میں طاق بگاہ آفاق صاحب فتوی تھے۔ بڑے بڑے علماء و فضلاء نے
آپ سے علوم پڑھ کر سند فضیلت حاصل کی چنانچہ مولانا نواب محمد قلب الدین محدث دہلوی
مصنف مظاہر حق ترجمہ اردو مشکوٰۃ شریف آپ کے ہی شاگرد تھے۔ آپ نے ایک رسالہ
مسائل اربعین نام تصنیف کیا جس میں کئی ایک جگہ پر آپ سے تفسیرین وقوع میں آئیں اور
ان کے جواب میں علماء وقت نے رسائل تصنیف کیے۔ وفات آپ کی ۱۳۶۲ھ میں مکہ معظمہ
میں ہوئی۔ تاریخ وفات آپ کی اسحاق شیخ آفاق سے نکلتی ہے۔

محمد شجاع

مولانا محمد اسحاق

حافظ محمد حسن
نشاوری

حافظ محمد حسن واعظ المعروف بـ حافظ دراز بن حافظ محمد صدیق واعظ بن حافظ محمد اشرف خوشابی نشاوری - فقہ - تفسیر - حدیث - اصول میں یگانہ زمانہ ادراج علوم عقلیہ و نقلیہ اور فائدہ ان علم و فضل سے تھے - اکثر علوم اپنی والدہ ماجدہ سے جو ایک بزرگ عالمہ فاضلہ تھی حاصل کیے اور مسند افادت و افتادہ بہر متکون ہو کر تمام عمر تدریس تالیف کتب میں صرف کی چنانچہ منہج الباری صحیح بخاری کی شرح فارسی میں نہایت تحقیق سے لکھی اور علاوہ اسکے تفسیر سورہ یوسف و تفسیر سورہ النجمی تا آخر پارہ و معراج نامہ وفات نامہ و کتب قاضی مبارک دجاشی تہذیب نوید یوسف وغیرہ رسائل و کتب تصنیف کیے اور اکتھ سال کی عمر میں حدود ۱۲۰۰ ہجری میں فوت ہوئے -

شیخ طیب بن احمد بن مصطفیٰ بن معین الحق داملئہ والدین رفیقی - ابوالمصطفیٰ کنیت

شیخ طیب بن احمد بن مصطفیٰ بن معین الحق داملئہ والدین رفیقی - ابوالمصطفیٰ کنیت تھے - ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام و المسلمین - قطب العارفین غوث المحققین - فقیہ محدث بحر خزائن علوم تھے - قرآن کو اخوند خیر الدین بن اخوند ابی لہجاء سے بڑھا اور علوم فنون و فقہ و حدیث و تفسیر و کلام و معارف و حقائق و دقائق و تصوف و سلوک کو اپنے باپ اور تایا اور تایا کے بیٹوں اور شیخ ابی یوسف عبد الغفور سے حاصل کیا اور اپنے باپ سے بیعت کی اور شائع عظام و اولیاء کرام کی محبت سے مستفیج ہوئے اور میان عبد المجید سے طریقہ قادریہ و کبرویہ اور شطاریہ اخذ کیا - اخیر عمر میں مسجد میں مستقل ہو کر قائم الملیل اور صائم المنہار ہوئے - آپ سے ایک جم غفیر علماء و فضلاء استفادہ کیا - حدیث و فقہ و سلوک اور معرفت میں تصنیفات معتبرہ کین اور حنفی مذہب کے بڑے حامی رہے کرامات و وفارق عادات بھی آپ سے صادر ہوئے پیر کے روز ماہ شوال ۱۲۶۶ ہجری میں وفات پائی اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئے - ماہر علم حدیث و قرآن آپ کی تاریخ وفات ہے -

مولوی جان محمد
لاہوری

مولوی جان محمد لاہوری ۱۲۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے عالم اجل - فاضل کل - مادی فروغ و اصول - واعظ متقی صاحب خرق عادات تھے - مدت تک آپ نے ہنگامہ انشراح نامہ تدریجہ تدریس و تصنیفات کے گرم رکھا - وعظ ایسا مؤثر کرتے تھے کہ بڑے بڑے

گنہگار اپنے گناہوں سے توبۃ النضوح کرنے اور ہزاروں بے نماز۔ نمازی ہو جائے تھے۔ آپ عامل بھی پورے درجہ کے تھے۔ سیکڑون لوگوں کی آپ کے عمل سے حل مشکلات ہو جاتی تھیں آپ کے شاگردوں میں سے مولوی محمد عالم صاحب فاضل لکھنوی۔ مولوی محمد کرامت اللہ مولوی غلام محمد ملتانی مولوی فخر الدین وغیرہ میں غرض پنجاب کا ایسا کوئی ضلع نہ ہوگا جو آپ کے فیض سے محروم رہا ہو۔ وفات آپ کی تاریخ ۱۰ ماہ محرم ۱۲۸۵ ہجری واقع ہوئی اور چراغ دین تاریخ وفات ہے۔ تصنیفات آپ کی حسب ذیل ہیں۔ زبدۃ القیاسیر والتذکیر وخطبہ میں اتنی جزو کی۔ رسالہ اثبات خلافت معاویہ۔ رسالہ عقائد خفیہ۔ رسالہ رد ورافض۔ شرح قصیدہ بردہ وشرح قصیدہ امالی معراج نامہ۔ رسالہ حرمت تنہا کو۔ رسالہ عدم فریبت جمعہ۔

مولانا خادم احمد بن مولانا محمد حیدر بن مولانا محمد حسین۔ جامع معقول و منقول۔ حاوی فروع و اصول۔ علامہ زمانہ تھے۔ اکثر علوم اپنے والد سے پڑھے اور درس و تدریس اور نشر علوم میں مشغول رہے۔ دو رسالہ عربی و فارسی دربارہ بحث دائرہ ہندیہ واقع شرح وقایہ تصنیف کیے اور متفرق حواشی شرح وقایہ پر لکھے اور نیز ایک رسالہ متعلق بہ بحث حاصل و معقول واقع فوائد ضیائیہ تصنیف کیا اور ۱۲۔ ذی الحجہ ۱۲۸۵ ہجری میں فوت پائی۔ فاضل عصر تاریخ وفات ہے۔

مولوی غلام اللہ بن مولوی غلام فرید فاضل لاہوری۔ لاہور کے علماء کبار اور فضلاء اہل دار میں سے تھے آپ کی ذات مبارک استاد کل منظر کلمات ربی و دنیوی تھی تدریس و تعلیم میں مستعد میں سے گوئے سبقت لے گئے اور صد ہا آدمی آپ کے درویش سے علوم فقہ و حدیث و تفسیر و صرف و نحو و منطق و معانی وغیرہ میں کمالیت کے درجہ کو فائز ہوئے یہاں تک کہ پنجاب میں شاذ و نادر علماء کا خاندان ایسا ہوگا جو اس خاندان سے دعویٰ نیاز مندی و شاگردی نہ رکھتا ہوگا۔ وفات آپ کی ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ مرجع الفضل تاریخ وفات ہے۔

مولوی غلام محی الدین بن حافظ نور حیات بن حافظ محمد شفا بن حافظ نور محمد گوبئی عالم اجل۔ فاضل اکمل فقہ۔ محدث۔ صاحب کمالات صوری و معنوی تھے۔ روز دوشنبہ

مولانا خادم احمد

مولوی غلام احمد بن محمد

مولوی غلام محی الدین

ماہِ محرم سنہ ۱۲۰۳ء میں پیدا ہوئے آپ کو مغربی سن میں آپ کے والد ماجد جو ایک مقبول الہی اور صاحبِ کرامات تھے اپنے دیگر قیونِ فرزندوں سے زیادہ پیار کرتے اور اکثر اوقات اپنے پاس رکھا کرتے تھے چنانچہ انکا قول ہو کہ میں نے ایک رات کو سحر کے وقت درپاک کنارے پر جا کر تہجد پڑھنے کا ارادہ کیا اور اپنے اس لڑکے (یعنی آپ کو) جو بہت ہی چھوٹا تھا اور خود حرکت نہیں کر سکتا تھا بسببِ پیار کے اپنے ہمراہ اٹھا لیا اور دریا کے کنارے کھڑا بیچھا کر اُسکو لٹا دیا اور خود وضو کر کے نوافل میں مشغول ہوا۔ میرے ادراس کے درمیان کچھ صلہ تھا اور رات اندھیری تھی کسی قدر دیر کے بعد مجھکو بچیاں گزرا کہ ایسا سنو کہ کوئی درندہ لڑکے کو اذیت پہونچائے اپنے پاس ڈکر لٹا دوں۔ جب میں اُسکے پاس گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُسکو ایک سفید ریش مبارک صورت آدمی اپنی گود میں لیے بیٹھا ہے میں نے اُسکو کوئی بزرگ سمجھ کر کہا کہ آپ اس لڑکے کے حق میں دعا کریں کہ عالم باعلیٰ ہو اُسے جواب دیا کہ یہ ازل سے ہی عالم باعلیٰ ہے اور اس سے لوگوں کو بہت فیض ہو گا یہ کہتے ہی آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ سو آپ کو خدا نے ایسا ہی کیا۔ آپ کے ہم عمروں کی روایت سے مشہور ہو کہ آپ حالتِ مغربی سن میں لڑکوں کے ساتھ نہ کھیلتے اور اکثر خاموش رہتے اور لڑکوں کو بہت کرتے تھے اور آپ کا خوف و رعب ہم پر مستولی رہتا تھا جب آپ چار برس چار ماہ کے ہوئے تو آپ کو حافظ حسن کے پاس لجا کر جو ایک کامل شخص تھے قاعدہ شروع کر لیا گیا بڑا حافظ حسن مشہور ہو کہ میں لڑکوں کے حق میں بڑا جبار تھا مگر انھوں نے مجھے کبھی نہیں کھائی یہ لڑکوں میں خاموش بیٹھے رہتے تھے اور مجھکو خیال ہوتا تھا کہ انکو سبق یاد نہوا ہوا مگر جب میں کہتا کہ سبق سننا تو یہ فوراً سبق سنا دیتے آپ نے تھوڑے عرصے میں قرآن شریف ختم کر لیا تھا مگر حفظ نہیں کیا تھا لیکن چونکہ آپ بڑے خوش آواز تھے اسلئے جب رمضان آتا تو لوگوں نے آپ کے والد ماجد سے درخواست کی کہ اس رمضان میں غلام محی الدین سے قرآن شریف نوافل میں سنانا چاہیے اس پر آپ سے آپ کے والد نے پوچھا کہ تم قرآن شریف سنا سکو گے آپ نے کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ ایک بارہ روز دور کر لیا کریں تو میں سنا دوں گا پس اس طرح سے آپ نے اسی رمضان میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور سنا دیا۔ آپ سے

بوچھا گیا کہ کیا آپ تمام دن میں یاد کیا کرتے تھے۔ فرمایا نہیں صرف وقت جاشت تاک ایک بارہ حفظ ہو جاتا تھا۔ پھر آپ نے علم پڑھنا شروع کیا غرض میں یہ ذکاوت تھی کہ علمائے پنجاب کہتے تھے کہ اگر آپ کے منکر پنجاب میں کوئی تعلیم نہیں دے سکیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ مع اپنے بھوٹے بھائی مولوی احمد الدین کے دہلی کو روانہ ہوئے اسوقت مولوی احمد الدین کی عمر آٹھ سال کی تھی اور دسواں بارہ حفظ کرتے تھے مگر دہلی پہنچنے تک انہوں نے بھی قرآن حفظ کر لیا پس آپ بارہ برس تک دہلی میں رہے اس عرصہ میں اگرچہ دونوں بھائیوں نے علم معقول و منقول متفرق علمائے بڑھاکر حدیث کو مولوی محمد اسحاق سے پڑھا اور اسکی سند حضرت شاہ عبدالعزیز سے حاصل کی جب آپ فارغ التحصیل ہو گئے تو مولوی محمد اسحاق آپ کو حضرت شاہ عبدالعزیز کے پاس لے گئے انہوں نے آپ سے علم حدیث میں بہت سے سوالات کیے جنکے جواب آپ نے ایسے عمدہ دیے کہ شاہ صاحب نہایت خوش ہوئے اور انہوں نے علم حدیث کی سند ویکر عارفائی انشاء اللہ لے آپ سے بڑا فیض ہوگا اور نصیحت کی کہ جب تم وطن جاؤ تو ایسی کوئی بات نہ کرنا جس سے لوگوں میں تفرقہ پڑے۔ جب آپ ہندوستان سے تشریف لائے تو لاہور میں حکیموں کی لال مسجد میں تقریباً ۳۰ سال تک تدریس فرماتے رہے پھر بسبب بیماری کے کہ اعضا متخری ہو گئے تھے اپنے گھر موضع بگا علاقہ بہیرہ میں چلے گئے جہاں تخمیناً تیرہ چودہ سال بیمار رہے مگر اس بیماری میں بھی تدریس و تعلیم برابر جاری تھی اور شب دوشنبہ ۲۹- یا ۳۰- ماہ شوال ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی اور موضع بگا میں مدفون ہوئے آپ کے دو صاحبزادے اسوقت زندہ موجود ہیں ایک حاج اکبر میں مولوی غلام محمد صاحب جو جامع مسجد لاہور کے امام اور عالم اجل ہیں۔ دوسرے مولوی عبدالعزیز صاحب جو بہیرہ کی جامع مسجد کے امام ہیں۔ تاریخ وفات آپ کی غور شدہ عالم ہو۔

حافظ محمد عظیم لٹاوری عالم نبیل۔ فاضل جلیل و اعظم معذیل۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی صاحب کثافت و کمالات تھے کہتے ہیں کہ ابتدا میں آپ بڑے غنی تھے اور کتب سے بھاگ آیا کرتے تھے ایک روز جو آپ مکتب سے بھاگ آئے تو گھر میں بھی بسبب عتاب والدین کے نہ آئے اور رات بھر ایک مکان کی دیوار سے لگ کر روتے رہے جہاں آپ کو غنہ کی زیادت

حافظ محمد عظیم لٹاوری

ہوئی اور انکی دعا سے آپکا ذہن ایسا کھل گیا کہ تھوڑے دنوں میں علوم نقلی و عقلی کو تحصیل کر کے فراغت پائی جن لوگوں نے آپ کا وعظ سنا ہی آج تک اسکا مذاق انکو نہیں چھوڑا اور کہتے ہیں کہ وعظ کا باب گویا آپ پر بند ہو گیا۔ آپ عربی۔ فارسی۔ پشتو۔ پنجابی میں لینے جس ملک و زبان کا طالب علم یا ساطع وعظ ہوتا تعلیم دیتے اور وعظ کرتے تھے۔ گو آپ آنکھوں کی ظاہری بیماری سے معذور تھے مگر باطنی روشنائی سے آپ کو ظاہری بیماری کی کچھ حاجت نہ تھی۔ وفات آپکی عرصہ میں ہوئی۔ اور اس کثرت و ہجوم سے لوگ آپ کے جنازہ پر حاضر ہو سکے کہ شہر کے لوگ تعجب کرتے تھے کہ اسقدر بشتار خلقت کہاں سے آگئی۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کا جنازہ لیے جاتے تھے تو ایک مسلمان ڈبٹی انبیکٹر پولیس و بغرض انتظام ہر راہ تھا اتفاقاً اس ہجوم میں گر پڑا اور اسپر سے صدمہ آدمی گذر گئے مگر وہ جب زمین پر سے اٹھا تو اسکو آپ کی کرامات کی وجہ سے آنا آسیب ناک پہنچا تھا کہ کہیں بارہوں کو مٹی ناک بھی لگی ہوئی۔

شیخ رضا بن محمد بن مصطفیٰ رفیقی۔ ابو حمزہ کینٹ تھی۔ شمسہ دین پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے فقیہ۔ محدث مفسر۔ فاضل محدثین صالح۔ امین۔ مولوی۔ کثیر العبادۃ جامع بین الشریعہ و الطریقہ اور صاحب کرامات و مکاشفات تھے۔ اپنے باپ اور دونوں چچا اور شیخ نعمت اللہ بن اشرف ٹوبہ گروہ کی صحبت حاصل کی اور اُنسے فقہ و حدیث و تفسیر و کلام کو سیکھا اور ہر ایک علم میں کامل مکمل ہوئے۔ کئی سال تک حدیث و فقہ اور اصول کا درس دیا۔ تصوف و سلوک کو اپنے باپ سے اُنکیا۔ ہر ایک شخص کو خواہ بڑا ہوتا یا چھوٹا۔ غنی۔ دانا یا فقیر۔ پیر یا سلام کرتے تھے۔ بڑے حلیم۔ رحیم۔ متواضع تھے۔ وفات آپ کی ماہ شعبان سنہ ۱۲۸۰ ہجری میں ہوئی۔ جامع الشریک و البدعات آپ کی تاریخ وفات ہے۔

تاریخ جامعہ

شاہ احمد سعید بن شاہ

شاہ احمد سعید بن شاہ ابو سعید۔ فقیہ۔ محدث۔ مفسر۔ جامع علوم شریعت و طریقت تھے قرآن شریف کو اپنے والد ماجد سے حفظ کیا اور علوم عقلیہ و نقلیہ مولوی فضل امام مفتی شرف الدین اور علم حدیث و تفسیر مولوی رشید الدین وغیرہ ملائید شاہ عبدالعزیز سے حاصل کیا۔ علوم دینیہ و فیوض معنوی حضرت شاہ غلام علی سے حاصل کر کے خرقہ خلافت کا پایا۔ شاہ غلام علی فرما کرتے تھے کہ شاہ ابو سعید و شاہ احمد سعید و شاہ رؤف و مولوی بشارت اللہ اس زمانہ میں تین محمدی

آپ بعد وفات اپنے والد ماجد شاہ ابو سعید کے چند سال دہلی میں رہ کر تدریس ہدایت طلب
میں مصروف رہے۔ ۸۰۰ھ ہجری میں جب دہلی میں غدر ہوا تو آپ مع عیال و اطفال لے
وطن چھوڑ کر بیت اللہ کو تشریف لے گئے اور وہاں ۸۰۰ھ میں وفات پائی۔

میرزا حسن علی
میرزا حسن علی

مولانا فضل حق بن فضل امام عمری خیر آبادی۔ بڑے عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث
خصوصاً علم و ادب و سنت و حکمت و فلسفہ میں گویا امام و شیخ رئیس تھے۔ ۸۰۰ھ ہجری میں
پیدا ہوئے۔ آپ کا نسب حضرت عمر بن الخطاب پر فتنی ہوتا ہے۔ علوم معقول و منقول اپنے
والد ماجد سے حاصل کیے اور حدیث کو شاہ عبدالقادر سے سنا۔ قرآن شریف کو جاراہ
میں حفظ کیا۔ تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت پائی۔ دور دور سے لوگ
آپ کے درس میں آنے لگے چنانچہ آپ سے ایک جماعت کثیرہ نے علم اخذ کیا۔ معقولات
میں تعنیفات معتبرہ کہن اور دہلی وغیرہ میں مناصب جلیلہ پر مقرر رہے۔ عربی و فارسی میں
لغمر رائق اور شرفاقت کہتے تھے۔ چار ہزار اشعار آپ کے شمار کیے گئے ہیں اور اکثر قصائد
آپ کے مع آنحضرت اور سچو کفار میں ہیں آپ کے اور استاذی مفتی محمد صدر الدین خان
صدر الصدور دہلوی کے درمیان بڑی دوستی تھی۔ آپ کی تعنیفات سے رسالہ الخلیل الغالی
فی شرح جوہر العالی۔ حاشیہ شرح سلم قاضی مبارک۔ حاشیہ افق المبین اور حاشیہ تلخیص
اور ہریدہ سعید بہ حکمت طبعیہ اور رسالہ تحقیق العلوم و العلوم اور رسالہ روض الحمد فی تحقیق
حقیقۃ الوجود۔ رسالہ تحقیق الاجام رسالہ تحقیق الکی الطبعی۔ رسالہ التلک۔ رسالہ اطاہیات
تاریخ فتنہ ہند وستان وغیرہ ہیں۔ وفات آپ کی جزیرہ رنگون میں بحالت فید سرکار لاگاری
۱۲۔ ماہ صفر ۸۰۰ھ ہجری میں واقع ہوئی۔

میرزا حسن علی
میرزا حسن علی

مولوی غلام حسین بن مولوی حسین علی بن شیخ علامہ عبدالواسط قنوجی۔ فقیہ فاضل
محدث کامل۔ مفسر اکمل جامع علوم و فنون تھے۔ ۸۰۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کو
تاریخی نام غلام علیم ہے۔ علوم نقلیہ و عقلیہ شیخ عالم محمد سعادت خان فرخ آبادی مشہور متوکل
سے پڑھے اور ۸۰۰ھ میں علم حدیث و تفسیر کو علامہ محمد ولی اللہ مفتی فرخ آبادی سے اخذ کیا اور
براہ بروہ حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اور ۸۰۰ھ ہجری میں حج کر کے شیخ عبداللہ سراج

اور شیخ شمس الدین شفا اور سید عمر آفندی وغیرہ کی صحبت کی پھر مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے اور وہاں شیخ محمد عابد سندھی سے محال ستمہ اور سنن مشہورہ کی سند حاصل کی اور حضرت عثمان کے قرآن کی زیارت کی اور کتب نفوذ میں مشغول ہوئے جب واپس آئے تو بروہ میں سکونت اختیار کی اور اخیر عمر میں بھرحو میں شریفین کو نصرت فرما ہوئے اور جب حج کر کے کتبہ میں واپس آئے تو وہاں بجار ہو کر حدود شہر میں وفات پائی۔ آپ نے اپنے دادا کی کتاب منازل الانشا عشر کا حاشیہ تصنیف کیا جسکی تکمیل میں آپ نے بڑی محنت برداشت کی۔ مولوی تراب علی لکھنوی۔ ابوالبرکات کنیت۔ رکن الدین لقب تھا۔ یگانہ روزگار فاضل نامدار۔ جامع معقول و منقول حاوی فروغ و اصول تھے۔ حاشیہ ہلالین فی شرح تفسیر جلالین آپ کی اشہر تصنیفات سے ہے۔ وفات آپ کی شہادت میں واقع ہوئی۔ زینت ثبوت تاریخ وقایع مفتی محمد صدر الدین خان صدر الصدور دہلوی۔ تمام علوم صرف نحو منطق حکمت ریاضیات۔ معانی۔ بیان۔ ادب۔ انشا۔ فقہ۔ حدیث۔ تفسیر وغیرہ میں ید طولی رکھتے تھے اور درس دیتے تھے۔ آباد اجداد آپ کے کاشمیر کے اہل بیت علم و صلاح سے تھے مگر آپ کی ولادت دہلی میں ہوئی۔ علوم نقلیہ فقہ و حدیث وغیرہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کے بھائیوں سے حاصل کیے اور انکی سند بن لہن اور فزون عقلم کو مولوی فضل امام خیر آبادی والد مولوی فضل حق سے اذ کیا اور شیخ محمد اسحاق دہلوی نے بھی آپ کو حدیث کی اجازت لکھ کر آپ بڑے صاحب وجاہت و ریاست اور اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار اور نادرہ عصر تھے ریاست درس و تدریس خصوصاً افتا سے ہمالک محروسہ مغربیہ بلکہ خرقہ و شام لہ دہلی اور ہنہا مدارس و صدارت حکومت دیوانی کی آپ پر مفتی ہوئی۔ بچہ شاہ دہلی کے تمام اعیان و اکابر اور علماء و فضلا خاص دہلی اور اُس کے نواح کے آپ کے مکان پر حاضر ہوتے تھے طلباء تو واسطے تحصیل علم اور اہل دنیا واسطے مشورت معاملات اور غشی لوگ بغرض اصلاح انشا اور شعر واسطے شاعرہ کے آتے تھے۔ اس اخیر وقت میں ایسا فاضل باہن جمعیت اور قوت حافظہ و حسن تحریر و متانت تقریر اور فصاحت بیان اور بلاغت معالی کے صاحب مروت و اخلاق اور احسان دیکھا نہیں گیا۔ طلباء مدرسہ دار البقا جو جامع مسجد کے

تو تراب علی

مفتی محمد صدر الدین خان
دہلوی

نیچے تھا اکثر طعام و لباس اور بعضے ماہوار جناب سے پاتے اور آب سے اور دیگر علمائے تحصیل علم کو تے تھے۔ سلسلہ ۸۰ میں دہلی کے فارمین آب کو سنت زخم چشم پہنچا کہ تعلق روزگار بھی ہاتھ سے گیا اور تمام جائیداد و املاک بھی جو تیس سال کی ملازمت میں پیدا کی ہوئی تھی سرکار میں ضبط ہو گئی بلکہ جہاد کے فتویٰ کے اشتباہ میں چند ماہ تک نظر بند رہے چونکہ اصل میں بے قصور تھے آخر کو رہائی پا کر لاہور میں تشریف لائے اور واسطے اپنے کتب خانہ مالیتی تین لاکھ روپیہ کے جو دہلی کی لوٹ میں نیلام ہو گیا تھا۔ حضور لاہور جان لارنس صاحب کے پاس جو اس وقت پنجاب کے چیف کمشنر تھے اور مولانا محمد وح کے دہلی میں بڑے ہربان رہ چکے تھے مطالبہ کیا لیکن چونکہ جائیداد منقولہ کے نیلام کا واپس ہونا متعذر تھا اسلئے اپنے مطلب میں کامیاب نہ ہو سکے لیکن اتنا ہو گیا کہ جائیداد غیر منقولہ جو سرکار میں ضبط ہو گئی تھی واکذا رہو گئی اور مولانا موصوف دہلی میں واپس تشریف لے جا کر چندے بستی حضرت نظام الدین اولیا اور پھر ابینی عیسیٰ خاص واقع دہلی میں خانہ نشین ہوئے اور اپنی حیات کے باقی ایام کو وظائف و عبادات اور تدریس علوم دینیہ میں بسر کیا۔ مؤلف حدائق ہذا بھی سلسلہ ۸۰ میں جب مولانا موصوف بستی حضرت نظام الدین اولیا میں اقامت گزین تھے انکی خدمت میں حاضر ہوا اور تیرہ ماہ تک انکی خدمت میں مشرت رہ کر علوم نقلی و عقلی کا استفادہ کرتا رہا اسوقت میں مولانا موصوف باوجود دیکہ پچھتر سال کے تھے مگر ذوق شعر و سخن میں جوانان عافیت مزاج سے زیادہ مذاق رکھتے تھے۔ عربی۔ فارسی۔ اردو نہایت عمدہ شعر کہتے تھے آزدہ تخلص تھا اور بمقتضائے اس ہمیشہ فطرت عشق اور دلورے محبت سے آزدہ خاطر افسردہ طبع دیدہ گریان سینہ بریان رہتے تھے اور اشعار کے پڑھنے میں نہایت دلگاہ و آواز اور لحن حزین اور صورت درد انگیز رکھتے تھے جسے آپکی زبان سے سخن موزون سناہو ہی اس کیفیت کو جاننا ہو کہ کیا انشاء شعر تھا یا ایجاد شعر۔ غالب و حسرتی اور یونس وغیرہ شعراے دہلی نے آپکی مع و تعریف میں بڑے بڑے قصائد و اشعار تصنیف کیے ہیں اور فضلاء زمانہ نے آپکے تلمذ و شاگردی کو باعث افتخار تصور کیا ہو بہت لوگ بلاد و ہند دور دراز سے علوم متداولہ اور فنون مروجہ حاصل کر کے آپکی خدمت میں آتے

اور ایک دو سبق یا کوئی مختصر کتاب بڑھ کر فراغت حاصل کرتے اور محصلین اہل فضیلت میں شمار
کئے جاتے تھے تعینات آپ نے بہت ہی تھوڑی کی اور اکثر عمر اپنی تدریس و افتاء میں بسر
کی۔ رسالہ منہی المقال فی شرح حدیث لا تشدد الرجال اور در المنفوخ فی حکم امراۃ المسفوقہ اور
اجوبہ کثیرہ استنفاآت آپ کے یادگار ہیں۔ اخیر عمر میں ایک دو سال مرض نالج میں مبتلا رہ کر کاٹھ
سال کی عمر میں یوم پچیسنبہ ۲۴۔ ربیع الاول ۱۲۸۵ ہجری میں فرستہ ہوئے۔ مولوی خورشید علی
مخاطب پشمس الشعرانے آپ کی تاریخ وفات حسب ذیل لکھی ہے کہ جو مولانا سے صدر الدین
کہ در عصر امام اعظم آخر زمان بود + ذہبی صدر العدد و ریاک محضر + بعدل و داد چون
فوشیروان بود + بر وزیر جنبہ کرد رحلت + کہ این عالم نہ جائے جاودان بود + ربیع الاول
و بست و چارم + و داع او سوے دار بختان بود + ظہور افسوس آن استاد ذی قدر
پدر و ارم ہمیشہ مہربان بود + چراغش بہت تاریخ ولادت + کنون آفتاب چراغ دو چہا
بود + آپ نے رسالہ فتی المقال میں ابن تیمیہ و ابن حزم پر جنھوں نے محب ذعم خود کو
حدیث لا تشدد الرجال کے قبور بنیاد و اولیاء کی زیارت کے لیے سفر کو حرام لکھا ہے جو عقیدہ
ایک جماعت فقہائے و محدثین شافیہ مثل ابن حجر مکی و تقی سبکی اور فطانی وغیرہ کے
جڑی تشیع کی ہے اور انکے عقائد کی مذمت میں بعض تواریخ معتبرہ مثل بکری و نویری سے عمدہ
عمدہ اقوال نقل کیے ہیں اور رسالہ مذکور کے دیباچہ میں اسکی تالیف کے سبب میں سچلہ
دیگر مطالب کے لکھا ہے و منهم من تسک بروایہ فقیہہ نادرۃ مخدرة زعمائہم ان کل عبیدۃ
لذیذۃ کل لباعۃم العنن فی الامۃ المجتہدین و جل صناعتہم الفح فی الاولیاء المقرین بضرر استہم
و الجلی ماخذہم و اساسہم و ابن تیمیہ و ابن حزم رئیسہم و اسہم لا یبتدون الی طریق الحق بل تیرد و دن
فی تیبہ بلا و لا دلیل وہم اقلو اکثر او ضلوا عن سواہ السبیل ذلک من یقلدون آباءہم قہم علی
آباءہم مقتدون او لو کان آباءہم لا یعلمون شیئا ولا یبتدون و بعضہم یستہلون الاحکام علی حادۃ
و لا یقرآن ولا یعلمون شیئا من العلوم حتی علم اللسان وہم اذا و قوا فی منفعلۃ عیاء خطو فیما تہا
عشوا و الذین ہم تماشون عن الاتباع و تقلید و یقولون ان ہذا لیس بسواہ السبیل اذا رجوا
شہداء ہم یقولون قلوبہم بلا حجتہ و لا دلیل و لقد من التذیبانہ علی ذلک الامۃ بوجدہ علماء فی کل

اللہ بن عضو فی العلم بواجبہم درموا عرض الاصابۃ بخواہم و در فوائی تفصیل العلوم عمار مجید
کلب الغفائل سلیم و نہایت قافہ و اوصاف و اجداد و غلو فی لمن راہم الیم نزل ربہم
راے الحق حق و رزق ایتاعہم و حق القوم الذین لا یردون الہم ولا یرجون اما لیت علیہم قل
ہل یستوی الذین علیون الذین لا علیون و کفی بنا مستنداً علی غایت کبر الہم انہم حرموا السفر فی زیارۃ
قبر الابناء والاولیاء تمسکین بحدیث لا تشدد الرجال فالیث علیہم فی فخر تبجہم عن الفضل
مع تفرق الیال و تشتت الحال فظلت اعنائہم خاضعین و قالوا آئنا بما جازنا من الحق لیس الخ
مولانا حافظ عجبہ الحکیم بن مولانا ابن اللہ بن مولانا محمد اکبر بن مفتی ابی الرحیم لکھنوی
جامع علوم عقلیہ و نقلیہ در بارع فنون فرعیہ و اصولیہ فقہ محدث صاحب تحقیق و تفتیش اور
مصنف کتب کثیرہ تھے۔ ۲۱۔ شعبان ۱۲۸۵ھ کو پیدا ہوئے پہلے قرآن حفظ کیا پھر کتب
صرف و نحو کو اپنے والد سے بڑھا جب وہ فوت ہوئے تو شرح تفسیر مفتاح کو اپنے نانا مفتی
الہور اللہ سے بڑھا اور شرح عقائد نفیہ وغیرہ کو مفتی محمد صفر سے حاصل کیا اور ان کے فوت ہونے پر
باقی کتب درسیہ مقول و منقول کو مفتی محمد یوسف اور کتب علوم ریاضی کو اپنے خاوند مولانا محمد نعمت اللہ
سے بڑھا یہاں تک کہ فائز اقوان اور کامل مکمل ہوئے مسئلہ ہجری میں اپنے وطن سے شہر
بائدا کو تشریف لیگے جہاں آپ کو نواب ذو الفقار اللہ ولد نے اپنے مدرسہ کا مدرس مقرر کیا پھر
کچھ مدت بعد جو پور کو تشریف لیگے اور وہاں کے رئیس حاجی محمد امام بخش نے اپنے مدرسہ کا
آپ کو مدرس کیا اور ایک خلقت کثیر نے آپ سے تلمذ کیا اور آپ کے فضائل اور تصانیف مشہور
درمانہ ہوئیں ۱۲۸۵ھ میں شہر حیدر آباد دکن کو گئے اور وہاں وزیر خمار الملک نے آپ کو اپنے
مدرسہ کا مدرس مقرر کیا جہاں دو سال تک تدریس تفسیر علوم میں مصروف رہے اور ۱۲۸۵ھ
میں مستغنی ہو کر حرمین شریفین کو تشریف لیگے اور وہاں کے علمائے آپ کی بڑی عزت کا
اور مولانا محمد جمال کی مفتی حنفیہ اور مولانا سید احمد و جلال مفتی شافعیہ اور شیخ علی حریری ثنی
اور مولانا عبد اللہ بنی مجددی دہلوی نزہت مدنیہ منورہ اور مولانا عبدالرشید مجددی وغیرہم نے
آپ کو حدیث کی اجازت دی اور اس سے پہلے آپ کو مولانا حسین احمد محدث طبع آبادی
تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے بھی اجازت حاصل تھی ۱۲۸۵ھ ہجری کو حیدر آباد میں آپ نے

مولانا حافظ عجبہ
الحکیم بن مولانا
ابن اللہ بن مولانا
محمد اکبر بن مفتی
ابی الرحیم لکھنوی

اور ذریعہ موصوف نے عدالت دیوانی کی نظامت آپ کو تفویض کی چنانچہ مقدمات مر جو ملکوت
 بڑی خوبی سے فیصل فرماتے رہے یہاں تک کہ روز دوشنبہ ۲۶- ماہ شعبان ۱۲۸۵ھ ہجری میں
 وفات پائی۔ اور حافظ نامہ تاریخ وفات ہر۔ آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہر جو سب کی سب
 مفید اور مقبول ہر۔ رسالہ درباب اشارہ سبابہ۔ حاشیہ شرح عقائد جلالی بسماۃ رجل المعافہ
 نظم الدر فی سلاک شق القمر۔ اسعان النظر بصارۃ شق القمر۔ التخلیۃ شرح التوسیۃ نور الایمان
 فی آثار حبیب الرحمن۔ الاملاء فی تحقیق الدعاء۔ ایقاعا والمصباح فی الزواج۔ غایۃ الکلام
 فی بیان الحلال والحرام۔ خیر الکلام فی مسائل العیام۔ قول بحسن فیما یتعلق بالنوافل
 ولسن۔ عمدۃ التحریر فی مسائل اللون واللباس و التحریر السقاۃ شرح الہدیۃ نامکمل۔ قمر الاقمار
 حاشیہ نور الانوار۔ رسالہ دربارہ رحلت حرمین۔ التعلیق الفاضل فی مسئلۃ الطہر المتخلل۔
 حاشیہ فرج وقایہ نامکمل۔ رسالہ درباب سید جمیع فتاویٰ جو اسنے پوچھے گئے۔ رسالہ دربارہ تراجم
 علماء ہنہ گد نامکمل۔ تحقیقات المرصیۃ الحاشیۃ الزاہر علی الرسالۃ العقبیۃ۔ قول الاسلام محل فرج
 السلم۔ اقوال الاربعۃ۔ کشف المکتوم محل حاشیہ بحر العلوم۔ قول المحیط فیما یتعلق بالحمل الخوف
 البسیط۔ معین الغالطین فی رد الغالطین۔ ایضا حاشیہ لمبحث المختارات۔ کشف الاختباء
 کل ہدایۃ ربیان العجیب فی شرح ضابطۃ التہذیب۔ کاشف الغامۃ فی بیان اقسام الحکمۃ۔
 ۱۹ العرفان فی المنطق۔ حاشیہ نفیسی شرح موجز۔ حاشیہ قدیمیہ دوامہ نامکمل۔ شرح تجرید توحیدی کی شرح
 حاشیہ بدیع المیزان نامکمل۔ حاشیہ مصباح نحو وغیر ذلک۔ آپ کے خلف اصدق فقیہ محدث عالم
 ۲۰ سید عیدل فاضل بے تمثیل۔ جامع معقول ومنقول۔ حاوی غرر و اصول قدوۃ المحققین۔
 زبدۃ المنفیس۔ کتب کثیرہ مولانا ابوالحسنات مولوی حافظ محمد عبدالحمی لکھنوی زندہ
 موجود ہیں جو بد تحصیل علوم سے تصنیف کتب اور تنشر علوم میں رہا تک مصروف ہیں کہ باوجود
 ایک عمر بھی پوری چالیس برس کی نہیں مگر خیمہ دور آپ شہر کتب و رسالجات سے زیادہ
 تصنیف کر چکے ہیں زمین سے اکثر معرض طبع میں اگر شہرت پا چکی ہیں اور انکے سوا بڑی بڑی
 علمی اور فضیلت کی کتابوں پر آپ کے حواشی اور تعلیقات موجود ہیں اور انہیں ایسی
 تحقیقات و تدقیقات کو کام فرمایا ہر کہ گویا طالب علموں کے آگے ایک شاہد اور مینہ

رکھ دیا ہو غرض کہ کثرت تصنیفات اور تفسیر علوم کے سبب ہندوستان کے نفیوں میں اس
آخر زمانہ میں اس جمعیت و لیاقت کا اور کوئی عالم و فاضل دکھائی نہیں دیتا جس سے
انکو اگر جو دعویٰ صدی کا مجدد است محمدیہ قرار دیا جاوے تو کوئی مبالغہ نہیں ہو خود اتفاقاً
انکا فیض مدت تک جاری رہے۔

حضرت مولانا عبدالحق

مفتی محمد یوسف بن مفتی محمد بن محمد بن مفتی ابی الترحم بن ملا محمد یعقوب بن مولانا عبدالحق
بن ملا سعید بن ملا قطب الدین الشیراز السہالوی۔ اپنے زمانہ کے جلال و کمال میں یوسف
اور جامع فروع و اصول اور حاوی معقول و منقول متعبد نہیں۔ صاحب ریاضت و مجاہدت و
مکاشفہ تھے ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور اکثر کتب درسیہ کو اپنے والد سے پڑھا اور کسی قدر
مولانا مفتی ظہور اللہ سے بھی استفادہ کیا۔ رسالہ توحید کو اپنے بھائی مولانا نور اللہ سے
پڑھا اور مولانا احمد انوار الحق متوفی ۱۲۶۰ھ۔ شعبان ۱۲۳۶ھ کے ساتھ پر جمعیت کی جب آپ کے
والد فوت ہوئے تو شہر لکھنؤ کی عدالت افتاء کا کام آپ کے سپرد ہوا جسکو آپ نے بڑی
دیانت کے ساتھ زمانہ غدر ہند تک سرانجام دیا پھر جو پور میں مدرسہ حاجی امام بخش کے
مدرس مقرر ہوئے جہاں ۱۲۸۶ھ تک افادہ خلق اللہ میں مشغول رہے اور ماہ فساں سنہ
ذکور میں جو پور سے حرمین شریفین کو تشریف لگئے اور جب حج کر کے مدینہ کو تشریف
لے گئے تو راستہ میں اس سال کبدی میں مبتلا ہو کر مدینہ میں پہنچے ہی شنبہ کے روز ۱۹
ماہ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن کیے گئے۔ فاضل و دانش پرور
تاریخ وفات ہو آپ کی تصنیفات سے تعلیقات صحیح بخاری تعلیقات تفسیر بیضاوی۔
خواشی شرح سلم لاسن۔ خواشی شرح سلم قاضی مبارک خواشی شرح شمس بازغہ۔ مکملہ خواشی
شمس بازغہ لاسن۔ خواشی شرح وقایہ نامکمل وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔

مولانا عبدالحق

مولوی احمد الدین بن حافظ نور حیات بن حافظ محمد شفا بن حافظ فہمید محمد گوی
فاضل اجل۔ عالم اکل فقیہ۔ محدث۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی۔ صاحب ریاضت و
مجاہدت تھے ۱۲۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ مطول، شرح وقایہ تک تو اپنے بھائی مولوی غلام محمد
سے پڑھا اور ازان متفرق عالموں سے استفادہ کیا اور اخیر کو مولوی محمد اسحاق محدث

مولوی

دہلوی سے چودہ سال دہلی میں رہ کر دستار فضیلت ہاندھی اور حدیث وغیرہ علوم کی اجازت حاصل کی۔ ریاضت و مجاہدہ بدرجہ کمال بخارات کو کئی دفعہ پیدا ہوتے اور ہر دم ذکر، انہی میں مصروف رہتے چلتے پھرتے حالت صحت و بیماری میں طالب علموں کو سبق پڑھاتے رہتے تھے۔ مقبول درگاہ النبی میں ایسے تھے کہ وہ زبان دریشان سے خواجہ وہی ہوتا۔ مرید اس قدر تھے کہ طالب علموں کو اگر المین سے کوئی بیاہ پڑ جاتا تو اپنے ہاتھ سے دوا تیار کر کے دیتے آپ بھی مثل اپنے بھائی مرحوم کے اکثر لاہور میں رہتے اور درس دیتے تھے اور یہ کہ تو رکھیا ہوا تھا کہ جب چھ ماہ آپ لاہور میں رہتے تو آپ کے بڑے بھائی بوگا میں قسطنطنیہ لجا لے اور جب وہ لاہور میں آتے تو آپ بوگا میں تشریف لے جاتے تھے غرض جبکہ راجہ غلام معقول و مقول پنجاب میں ان ہر دو بھائیوں سے ہوا کسی دوسرے سے نہیں ہوا ہزار ہا آدمی صرف بھائی سے لیکر اُسے فارغ التحصیل اور فیضیاب ہوئے گویا پنجاب میں کوئی صاحب علم انکی شاگردی سے بے بہرہ نہ ہوگا۔ کوئی بالذات کوئی بالوالا اسلئے تلامذہ میں منسوب ہوگا۔ آپ نے تصنیفات بہت کی مگر نظر ثانی تک کی ذمت نہ بونجی کہ لوگ لیکے از الجملہ ایک کتاب احمدیہ حاشیہ شرح لاہور جو بہت مشہور ہو گیا، میں بھی نظر ثانی تک کا موقع نہیں ملا۔ ایک حاشیہ خیالی ہے۔ باقی تصانیف کا کچھ یہ نہیں۔ وفات آپ کی ۱۳۔ شوال شب یکشنبہ ۱۲۸۶ ہجری میں ہوئی اور جامع مسجد بہرہ کے متصل دفن کیے گئے۔ آپ کی عمر بھی تقریباً ستر سال ہوئی اور لطف یہ ہر جیسے آپ ۱۳۔ سال اپنے بھائی مولوی غلام محی الدین سے چھوٹے تھے ویسے ہی جرہ سال بعد انکے وفات پائی۔ اور غفور تاریخ وفات ہے۔

شیخ نور الدین بن عبد اللہ بن مصطفیٰ رفیقی۔ جامع علوم ظاہری و باطنی۔ علامہ زمانہ ہند

شیخ نور الدین بن عبد اللہ بن مصطفیٰ رفیقی۔ جامع علوم ظاہری و باطنی۔ علامہ زمانہ ہند بگاہ۔ صاحب بیہت عظیم الاخلاق علو اللہ تھے۔ علامہ ہجری میں پیدا ہوئے اور اپنے چچا کے بیٹے شیخ ابی المصطفیٰ طبیب بن احمد بن مصطفیٰ کی گود میں پرورش پائی اور پچھن سے جمیع معارف کو اخذ کیا اور روایت حدیث اور اوراد کی حاصل کی اور علوم متعارفہ صرف صرف نحو منطق۔ کلام۔ اصول۔ حکمت وغیرہ کو مولوی محمد حسن بن نظام الدین سے اخذ کیا

اور شیوخ کثیرہ سے صحبت کر کے اُسے ذائد کثیرہ حاصل کیے اور اکثر شہروں کی سیر کی تمام عمر نکاح نہیں کیا۔ طبع موزون رکھتے تھے۔ اشعار لطیفہ اور ابیات نصفہ آپ سے یادگار ہیں وفات آپ کی ۹۔ ربیع الثانی ۱۱۵۷ھ میں ہوئی۔ خادم الحرمین تاریخ وفات ہے۔

مولوی نواب محمد قطب الدین محدث دہلوی۔ ۱۱۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے عالم اجل۔ فاضل اہل فقہ۔ محدث۔ مفسر۔ جامع معقول و منقول۔ حاوی فروغ و اصول۔ جامع شرک و بدعت و مستغف۔ عابد منورع مردود فرقة غیر مقلدہ صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ علوم شرعیہ خصوصاً حدیث و اصول حدیث شاہ اسحاق دہلوی سے حاصل کیے اور اُسے اور نیز علمائے حرمین شریفین سے حدیث کی سندیں لین اور کئی دفعہ حج کیا۔ راقم نے بھی دہلی میں ۱۱۵۷ھ میں آپ کی زیارت کی ہے۔ بینک آپ صورت و سیرت میں آیات ربانی میں سے ایک آیت تھے۔ مگر افسوس آپ سے استفادہ کرنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آپ اکثر تیسرے۔ چوتھے سال حج کو تشریف لے جایا کرتے تھے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ کی وفات بھی ۱۱۵۹ھ میں مکہ معظمہ میں ہوئی اور مروج احکام شریعت آپ کی تاریخ وفات ہے۔ آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہے۔ مظاہر حق اُردو۔ ترجمہ و خرج مشکوٰۃ۔ جامع التفسیر و مجلد نظم قرآن۔ ترجمہ شرح حصن حصین۔ منظر جمیل۔ مجمع الخیر۔ جامع الحکماء۔ خلاصہ جامع منیہ۔ بادشاهی الناظرین۔ تحفہ سلطان۔ معدن الجواہر۔ وطیفہ مستنونہ۔ تحفہ الزوہدین۔ احکام النعمی۔ فلاح دارین۔ تنویر الحق۔ توفیر الحق۔ تحفہ العجب و العجیب۔ احکام العبدین۔ رسالہ انسانک۔ خلاصہ النصائح۔ کنز رحمت۔ تنبیہ النساء۔ حقیقۃ الایمان۔ مراد المعاد۔ تذکرۃ الصیام۔ تذکرہ الابرار وغیرہ ذلک۔

قاضی مفتی محمد سعید المصنف مراد آبادی۔ عالم اجل شیخ فاضل۔ ادیب اریب۔ منطقی معقول۔ منقول و معقول کے پتہ تھے۔ مراد آباد میں ۱۱۵۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ چلکی تاریخ ولادت ظہور حق ہے۔ صرف دو کو مولوی عبدالرحمن تلمیذ بحر العلوم ملا عبد العلی لکھنوی سے پڑھا اور ۱۱۵۷ھ ہجری میں مجالس و غلاشاہ عبدالعزیز وغیرہ اکابرین میں حاضر ہوئے اور کتب درسیہ کو مولوی محمد حیات لاہوری پنجابی و افغانہ شیر محمد خان فاضل و مفتی محمد صدر الدین خان

ادیب اریب
مفتی محمد سعید
مراد آبادی

قاضی مفتی محمد سعید
مراد آبادی

صدر الصدور دہلوی سے بڑھا پھر ۱۲۳۵ھ میں لکھنؤ کو تشریف لے گئے جہاں مولوی محمد اشرف و مولوی محمد نور احمد مولوی محمد اسماعیل مراد آبادی اور مولوی حسن علی محدث سے تحصیل کی اور بائیس سال وہاں ٹھہرے رہے ۱۲۵۵ھ میں حرمین شریفین کو تشریف لے گئے وہاں سے مراجعت فرما کر رامپور میں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ ۱۲۵۵ھ میں وفات پائی شیخ سعید جہاں تاریخ وفات کو آپ کی تعینات سے القول المادوس فی صفات القاموس میزان الافکار شرح معیار الاشعار - نوادر الوصول فی شرح الغصول - حاشیہ شرح سلم جہاں اللہ - حاشیہ شرح حنفی زاد البلبیب الی دار الحجب - محکم العروض مع شرح وغیر ذلک یادگار ہیں - آپ کے خلف الرشید مولوی حافظ لطف اللہ بھی عالم صالح فاضل باع رامپور میں سے ہیں -

شیخ مصطفیٰ ابن طیب بن احمد بن مصطفیٰ رفیقی - ابو احمد کنیت تھی - ۱۲۵۵ھ ہجری میں پیدا ہوئے - عالم عامل - فاضل کامل - فقیہ محدث - حسن المحاضرہ - بلوغ الباری حاشیہ الباری شاعر موزون - قنوج جیسے تھے - صحاح ستہ اور کتب فقوت مثل عوارف و تعریف اور احیاء العلوم کو اپنے باب سے بڑھا اور نسخ کیا اور دیگر علوم عقلیہ و نقلیہ کو اپنے زمانہ کے فضلا و اور حفاظ سے حاصل کیا - ہمیشہ طاعات و عبادات میں مشغول رہتے تھے - آپ سے شیخ بہاء الدین فیض احمد و شیخ حسن اور شیخ عبدالشکور رفیقی وغیرہ نے استفادہ کیا اور جمعہ کے روز ۱۲- ربیع الاول ۱۲۵۵ھ میں وفات پائی تاریخ وفات آپ کی اودخلہ اللہ الجنۃ بلا حساب سے نکلتی ہو -

محمد عمر رامپوری - عالم فاضل - جامع معقول و منقول - ذکی فہیم - مناظر - مول - جدی عربی و فارسی میں شعر فصیح و بلیغ کہتے تھے - صولت تخلص تھا - وعظ میں ایسی عبارت مقفی و مسجع بولتے تھے کہ باعث استعجاب اہل علم ہوتا تھا اور مناظرہ میں وہ خدا داد ملکہ تھا کہ غیر عقلمندان کو پہلے ہی مرحلہ میں ساکت کر دیتے تھے جب تک ہنگام تکلم پر یہ شعر صادق آتا تھا کہ اک بات میں تمام ہویاں کارہی - کسی بلا ہو بارکش افسان قیغ - عینی شرح ہدایہ پر جو حشی باب سے یادگار ہیں اور نیز ایک رسالہ طنزہ صولت سماع کے باب میں اور ایک رسالہ عشرہ مشبرہ نام اُن دس سوالوں کے جواب میں تصنیف کیا جو مولوی محمد حسین لاہوری امام غیر مقلدین نے مشہور کیے تھے اور علما سے اہل اسلام عرب و عجم و خراسان و عراق و ہندوستان وغیرہ سے

شیخ مصطفیٰ

مولوی محمد عمر

انکے جواب چاہے تھے پس فضل مبرور نے ایک ایک سوال کے متعدد جواب اس غریب و صراحت سے دیے کہ صاحبان ذی علم و انصاف نفس پر اظہار من لشمس ہیں۔ انفس میں عین عالم شباب یعنی چونتیس سال کی عمر میں برض استقامت نجی دہلی میں ۱۳۰۰ھ رمضان المبارک ۱۲۹۵ھ میں وفات پائی۔ مناظرہ مدلل تاریخ وفات ہے۔

مولوی شاہ عبدالغنی بن شاہ ابوسعید مفسر محدث۔ فقیہ۔ جامع اصناف علوم حافظ قاری صاحب باطن۔ درویش سیرت تھے۔ اصل وطن آبکا سہر بند تھا مگر آپ دہلی میں ماہ شعبان ۱۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے حضرت غلام علی شاہ کے جانشین سجادہ خاں غلام مظہر یہ واقع دہلی تھے۔ آپ نے اکثر علوم کو اپنے والد وغیرہ سے بڑھا چا پڑھا امام محمد کی موطا انھیں سے پڑھی اور انھیں سے طریقہ صوفیہ اخذ کیا اور مشکوٰۃ شریف کو شیخ مخصوص اللہ بن مولانا رفیع الدین سے بڑھا جنھوں نے شاہ عبد العزیز کے درس میں پڑھا تھا اور نیز محمد اسحاق دہلوی سے بڑھا اور شیخ محمد عابد سندھی الفاری تنزیل مدینہ منورہ سے صبح بخاری کو پڑھا اور کتب صحاح مستحکم کی سندھی اور شیخ ابو زاہد اسماعیل بن احمد سیر رومی ثم المدنی سے کل اجازت حاصل کی عرصہ بیس سال کا ہوا کہ آپ ہندوستان سے ہجرت کر کے حرمین شریفین کو تشریف لے گئے اگرچہ اس سے بعد المشرقین کا فاصلہ ہو گیا تھا مگر آپ کے فیوض کی شفاعت سے وہ منورہ اور ملک عرب جو مرکز اسلام اور اخذ علم دین ہو وہاں بھی ہزاروں شخص آپ کے علم طاہری و باطنی سے فیضیاب ہوئے اور مدینہ منورہ میں سیکڑوں مولوی حدیث کی سنت آپ سے لینے آتے تھے اور حرمین شریفین زاد ہما اللہ مشرقا کے بڑے بڑے رکن اسلام آپ کو بزرگ مانتے تھے اور بعد ہا لوگ عرب و عجم کے آپ کی بیعت سے خاندان نقشبندی میں مشرک ہو کر سعادت دارین کو پہنچتے رہے۔ شیخ المحرم آپ کی بیان تک تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ جب مسجد نبوی میں نماز کے وقت آپ کو دیکھ پاتے تھے تو آپ کو ہی امام بناتے مگر آپ کو بسبب کسر نفسی کے امت پسند نہ تھے اسلئے یہ عادت کر لی تھی کہ عین تکبیر کے وقت مسجد میں تشریف لاتے آپ کی تصنیفات تقلیدات سے ابن ماجہ اسمعی بنیو الجاج فی خرج من ابن ماجہ یادگار

نکاحی
نکاحی

وفات ایک محرم ۱۲۹۹ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ قطعہ تاریخ وفات حسب ذیل ہے۔

شاہ عبداللہ بن وحید زمان	نازک شمس علم و غارفت بالعلم
سال نقاشش شینم از ہاتف	بہترین محبت شین اے ماہ

مولوی حافظ ولی اللہ

مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری۔ عالم۔ فاضل تبحر مباحث مناظر۔ عظم جامع علوم غلطیہ و نقلیہ تھے۔ نرید عفا لہ نعماری میں آپ کو وہ ملک اور یہ طوطی حاصل تھا کہ بڑے بڑے پادری آپ کے مقابلہ سے کنارہ کشی کر جاتے تھے۔ حافظ کا وہ حال تھا کہ بروقت روداد کسی مسئلہ یا علمی بات کے شاگرد سے کتاب کی عبارت پڑھو کر صفحہ و سطر پوچھ لیتے پھر کیا مجال تھی کہ وہ آپ کو بھول جائے فوراً بتا دیتے کہ فلان مسئلہ یا مضمون فلان کتاب کے فلان صفحہ و سطر میں ہے۔ علوم آپ نے مولوی غلام رسول قلعہ والہ و مولوی نور احمد ساکن کھائی کوٹلی اور نیز مولوی احمد الدین بگوتی سے پڑھے جو کہ آپ کے فقہ مسائل کے استنباط میں بڑی دسترس تھی اسلئے اکثر لوگ فتاویٰ کے لیے آپ کے پاس آتے تھے اور ہر جمعہ کو جامع مسجد لاہور میں اہل اسلام کو اپنے چراندر وعظ سے مستفید کرتے تھے۔ آپ کی تصنیفات سے مباحثہ دینی۔ صیانتہ الانسان عن وسوسۃ الشیطان الحاث ضروری وغیرہ یادگار ہیں جن پر راقم الحروف کے حاشی پڑھے ہوئے ہیں۔ وفات آپ کی مرض اسہال یوم جمعہ وقت ظہر ۲۴۔ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۹ ہجری میں ہوئی۔ اور قطعہ تاریخ وفات حسب ذیل ہے۔ قطعہ

ان حافظ خیرین زمان ان وعظ و قسربان	شہ روز آدینہ روان زین دار پر بروج و عمار
بود از حمادی اولین تاریخ بست و جارمین	پہنان شہ زریز زین انقباب فہم و ذکا
یا حسین بے سالتش رقی بگرت لگفتش سبق	بنویس جان دادہ بحق حافظ ولی اللہ

مولوی محمد قاسم بن شیخ اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش بن غلام الدین بن محمد

بن محمد فاضل بن عبد السمیع بن مولوی ہاشم نانوتوی ۱۲۸۵ھ میں پیدا ہوئے نام تاریخی آپ کا غور خیز حسین ہے۔ علامہ عصر۔ فہامہ دہر۔ فاضل تبحر مناظر۔ مباحث حسن التقریر۔ ذہین مغلوت کے گو یا پتلے تھے۔ آپ (راکین ہی سے ذہین بطاع۔ بلند ہمت۔ تیز۔ وسیع وصلہ جفا کش۔ جری

تھے عتب میں اپنے ساتھیوں سے عیشہ اول رہتے تھے۔ قرآن شریف بہت جلد ختم کر لیا خط اسوقت بھی سب لڑکوں سے اچھا تھا۔ نظم کا شوق اور وصلہ تھا اپنے کھیل اور بعض قصے نظم فرماتے اور لکھ لیتے تھے چھوٹے چھوٹے رسالے اکثر نقل کیے۔ عربی آپکو شیخ نہال مہر نے شروع کرائی پھر آپ سہارنپور میں اپنے نانا کے پاس چلے گئے اور دہان مولوی محمد نواز سے کچھ فارسی اور عربی کی کتابیں پڑھیں۔ ^{۱۲۸۵} میں مولوی مملوک اعلیٰ کے پاس دہلی میں جا کر تحصیل علوم میں مشغول ہوئے اور حدیث کو شاہ عبدالغنی محدث سے بڑھاجب تحصیل سے فارغ ہوئے تو چندے مدرسہ عربی سرکاری واقع دہلی میں مدرس ہوئے پھر مطبع احمدی میں تصحیح کتب پر مقرر ہو گئے اور تحشیہ و تصحیح بخاری شریف کا کام انجام دیا۔ ابجا قول یہ کہ بایام طالب علمی میں خواب میں گیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ کی حجت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں ہرین ٹھکڑے جاری ہو رہی ہیں جناب والد سے ذکر کیا انھوں نے فرمایا کہ تم سے علم دین کی فیض بہ کثرت جاری ہو گا۔ ^{۱۲۸۵} میں حج کیا اور دیوبند کے عربی مدرسہ کے سرپرست مقرر ہوئے۔ ^{۱۲۸۵} میں پھر حج کو چلے گئے اور مراجعت کے بعد دہلی میں واپس آ کر تدریس و تفسیر علوم میں مشغول ہوئے سب کتابیں بے تکلف پڑھاتے اور اس طرح کے مفید بیان فرماتے کہ کسی نے سنے نہ سمجھے اور عجائب و غرائب تحقیقات ہر فن میں کرنے جس سے تعلیق اختلافات اور تحقیق ہر مسئلہ کی بیخ و بن تک ہو جاتی تھی۔ پادری تارا چند کو آپ نے مباحثہ میں ساکت کیا۔ ^{۱۲۹۳} میں چاند پور ضلع شاہجہانپور میں جو تحقیق مذہبی کا ایک میلہ قائم ہوا تھا اور ہر مذہب کے عالم و دہان جمع ہوئے تھے اس میں آپ نے ابطال تثلیث و شرک اور اثبات توحید کو ایسا بیان کیا کہ حاضرین جلسہ مخالف و موافق مان گئے۔ ^{۱۲۹۴} میں پھر اس میلہ میں پنڈت دیانند سریستی کے ساتھ گفتگو کی اور بحث و جدل توحید کا ایسا بیان کیا کہ حاضرین کو سوائے سکوت اور استماع کے اور کچھ کام نہ تھا پھر عیسائیوں سے تحریف میں گفتگو ہوئی اور عیسائی ایسے بے سرو پا بھاگے کہ ٹھکانہ معلوم ہوا تھے کہ انہی بعض کتابیں بھی بھول گئے۔ ان مباحثوں کا حال آپ نے ایک رسالہ میں مرتب کیا اور اسکا نام حجت الاسلام رکھا اسی سال آپ پھر حج کو تشریف لے گئے کچھ واپس آئے تو تپ میں مبتلا ہو کر کسی قدر عرصہ تک

بیمار رہے اسی اثنا میں دیا نندہ سستی نے پھر مسلمانوں کے مذہب استقبال قبلہ پر اعتراض کرنا شروع کیا جس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ قبلہ نام تصنیف کیا یوم پنجشنبہ ظہر کے وقت ۴۔ جمادی الاولیٰ ۱۰۸۷ھ میں ذات الحجبہ اور تب کے عارضہ سے وفات پائی اور قبضہ ناتونہ میں دفن کیے گئے۔ مباحث روشن نفس آپ کی تاریخ وفات ہوا آپ سے مولوی محمود حسن دیوبندی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی اور مولوی احمد حسن امرہوی وغیرہ نے بڑھا۔

مولوی احمد علی
حاشیہ

مولوی احمد علی محدث سہارنپوری۔ عالم فاضل۔ فقیہ۔ محدث۔ جامع منقول و مقبول حادی فروع و اصول تھے۔ حفظ قرآن کے بعد علوم عربیہ وغیرہ میں مشغول ہوئے اور اپنے لوگ کے علما و فضلاء سے علوم سندادلہ حاصل کر کے دہلی میں مولانا محمد اسحاق محدث سے حدیث کو پڑھا اور اسکی مسند اُسنے لی۔ پھر حج کیا اور حرمین شریفین کے علما و مشائخ سے استفادہ کیا اور اجازت حاصل کی۔ پھر دہلی میں آکر مطبع احمدی نام جاری کیا جو غارتگ برٹے زور و شور سے جاری رہا اور اس میں بڑی بڑی علمی کتابیں آجکے بہت اچھی سی جیتی ہیں خصوصاً صحیح بخاری وغیرہ پر آپ نے عمدہ حواشی چڑھائے اور اخصین حنفی مذہب کی خوب تائید کی۔ علاوہ تحشیہ و تعلیقات کے ایک رسالہ الدلیل القوی علی ترک القراءۃ للفقہاء خوب تحقیق و تدقیق سے فارسی میں تصنیف فرمایا جسکا ترجمہ اردو میں اب چھپا ہوا موجود ہے مطبع شکست ہونے کے بعد آپ اپنے وطن مالوہ سہارنپور میں آ گئے جہاں مرض فالج سے ۶۔ جمادی الاولیٰ ۱۰۸۷ھ میں وفات پائی۔ خواتین آپ کی تاریخ وفات ہو۔ آپ سے بذریعہ تدریس اور انشاء کتب علمیہ کے بڑی تشریف علمی ہوئی۔

شیخ
حاشیہ

شیخ عماد الدین بن عبدالرسول بن ابراہیم بن اسلم بن یحییٰ رقی بلب فاضل ادیب کامل۔ عالم تحریر۔ محدث۔ فقیہ اورع۔ احمد تھے۔ ۱۲۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ علوم مروجہ و متعارفہ کو اپنے زمانہ کے اساتذہ سے حاصل کیا اور صحیح بخاری کو درسا و روایت مولانا شیخ احمد و غلط سے پڑھا اور معارف و سلوک کو مولانا شیخ احمد دہلوی سے پڑھا کیا انھیں کے ہاتھ پر بیعت کی اور حج کیا جس کے ضمن میں اکثر شہروں کی سیر کی۔ آپ سے

اطال اللہ عمرہ وادوصلہ الے درجات العلما کے نام پر مطبع مراج المطالع نام مع اخبار مراج اخبار کے جاری کیا ہے۔ علاوہ عوامی و تعلیقات کتب مرقومہ بالا اور اس کتاب حدائق الحنفیہ کے ایک کتاب زبدۃ الاقادیل فی ترجیح القرآن علی الاناجیل اور رسالہ آفتاب محمدی بھی اس خاکسار کی تصنیفات میں سے ہیں۔ اب خداوند کریم کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ اپنے رسول مقبول کے طفیل اور ان بزرگان دین اور علمائے کرام حنفیہ کی برکت سے جلد تذکرہ اس کتاب میں درج ہوا ہی میرا خاتمہ بخیر کرے۔ آمین

خاتمۃ الطبع از کار برد ازان مطبع

شائقین تاریخ علم دین کو خذہ کہ رسالہ لا جواب سرایا انتخاب مجموعہ لائیلی آئینہ چہرہ حالات باستانی مطبع انوار ہندوستانی حدائق الحنفیہ مصنفہ مخضر شوارع دین شین رہنماے ساداک صدق یقین مرجع اعظم علماء افغول شیخ فقہاء افروع والاصول مقبول درگاہ رب صہ جناب مولوی حافظ فقیر محمد خلف رشید جناب حافظ محمد سفارش تلمیذ صدر الافاضل مولانا محمد صد الدین صدر الصدور شاگرد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محیث قدس اللہ تعالیٰ سربراہ جمہور بعد جناب رسل التاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تیرہویں صدی تا کہ جب قد فقہاء اور علما گذر گئے سب کے حالات مشعر مولود مسکن اور مخضر سوانح عمری اور کیفیت تلمذ اور وقائع ہدایت و امشاوا و اسامی آبا و اجداد اور سند تولد و تاریخ وفات وغیرہ حالات ہر ایک بزرگوار کے نام بنام کمال طری و خوش اسلوبی سے موج بین (جسکی تلاش و تالیف کی نسبت اس کتاب کو سرسری طور پر حطہ فرمانے کے بعد بھی ہر اہل علم بادی الزامے میں اندازہ کر سکتا ہے کہ مصنف علامہ نے کیا کچھ داغ سوزی اور کتب بینی سا کھسا سال کی ہوگی) بحسب ایماے مرجع ارباب علم و فن والا پایگاہ بابو پیراگ نزائین (زیدت جشمتم) فشی نول کشور پریس لکھنؤ میں تیسری مرتبہ واقع ماہ اکتوبر ۱۹۰۶ء عیسوی مطابق ماہ شعبان ۱۳۲۵ھ ہجری صفائے طبع صفا آئین سے مصفا ہو کر مطبع انوار صفوا ہوا۔

اعلان - اس کتاب کا حق تصنیف فشی نول کشور پریس لکھنؤ کے واسطے محمد وود محمد لکھنؤ لکھنؤ صاحب بغیر اجازت فشی نول کشور پریس کے قصد طبع نفرمائیں۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۰ پائی	میلاد شریف - موسوم بہ بیچ پیغمبر	۱۰ پائی	رموز القرآن - اوقاف قرآن کا بیان
۱۰ پائی	از مرزا علی خان متخلص بہ بہار	۲۰ پائی	آثار مجتہد شریف نظم ذکر علامات قیامت
۱۰ پائی	مجموعہ وفات نامہ - شامل پانچ	۱۰ پائی	صحیح کاستارہ - حالات قیامت و
۱۰ پائی	رسالہ (۱) وفات نامہ (۲) قصیدہ	۱۰ پائی	بہشت و دوزخ از مولوی عباس علی
۱۰ پائی	نقشہ (۳) قصہ حضرت بلال (۴)	۱۰ پائی	قیامت نامہ و بہشت نامہ - از
۱۰ پائی	قصہ حضرت دانی حلیمہ (۵) حلیہ شریف	۱۰ پائی	مولوی فیاض الحق -
۱۰ پائی	معروف بہ نبوت نامہ -	۱۰ پائی	قیامت نامہ - مسی بہ آئینہ نشود
۱۰ پائی	مولد شریف شہید - واضح قلم مصنف	۱۰ پائی	از مولوی شمس الدین احمد -
۱۰ پائی	مولوی غلام امام شہید آلہ آبادی	۱۰ پائی	سبحہ درود - بلقب بہ خیر الکلام از
۱۰ پائی	کاغذ سفید و حنائی -	۱۰ پائی	مولوی منظور احمد -
۱۰ پائی	ایضاً متوسط قلم حسب مراتب	۱۰ پائی	رسالہ کسب لایبیا - از مولوی منظور احمد
۱۰ پائی	کاغذ سفید و حنائی	۱۰ پائی	مجموعہ توشعہ عقبی - در وظائف اسما
۱۰ پائی	تاریخ احمدی - انتخاب حدیث صحیح بخاری	۱۰ پائی	انہی واسما - رسالت بنامی -
۱۰ پائی	صحیح مسلم و حاکم مستدرک فتح السنہ	۱۰ پائی	مجموعہ نوود و نہ نام بار متعالی - شامل
۱۰ پائی	بیہقی بحر العلوم امام بحر اللہ عمر	۱۰ پائی	چھ رسالہ (۱) عامہ معنی (۲)
۱۰ پائی	شرح دقائق الاخبار مولد ابن جوزی	۱۰ پائی	قصیدہ ہرزدہ (۱) قصیدہ بانہ عامہ
۱۰ پائی	حدیث انیس الجلیل جبل اشعہ الممعات	۱۰ پائی	(۴) قصیدہ غوثیہ (۵) دعا
۱۰ پائی	نظام برحق مصباح النبوة مدارج النبوة	۱۰ پائی	سربانی (۶) قصیدہ حضرت یونس -
۱۰ پائی	مدارج النبوة روضۃ الاحباب	۱۰ پائی	انوار محمدی - مع نقشہ شجرہ فرقہ قدس
۱۰ پائی	ریاض الانوار و خیرہ سید محمد علی	۱۰ پائی	وجہ بہ وغیرہ از مولوی محمد امیر کبر آبادی
۱۰ پائی	نے بعدگی تمام کیا ہے - کاغذ سفید	۱۰ پائی	شرح چہل حدیث - از مولوی امیر علی
۱۰ پائی	مولد شریف عزیز بہادر حافظ عبد اللہ	۱۰ پائی	فالنامہ یوسفی - مولفہ منشی محمد یوسف

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۲۰	از شیخ وزیر علی تخلص عاقل - شمس الضحیٰ فی میلاد المصطفیٰ -	۹۰/۱۲	مولد شریف جدید از مولوی احمد رضا صوفی -
۲۰	مولد شریف از مولوی مجیب اللہ - نسب نامہ رسول مقبول حالات بعثت سے وفات مبارک تک -	۲۰	زیور ایمان مولد شریف - عورت و ستورات کی زبان میں از مولوی محمد انور علی -
۹۰ پائی	کاغذ سفید و خانی - نور نامہ و شقائق نامہ - نور محمدی	۱۰/۱۰	مجموعہ اوراد مستندہ - عربی و اردو شامل سولہ رسالہ مرثیہ مولوی محمد عبدالغفریز خان صاحب -
۱۰/۱۰ پائی	اور شقائق کا ذکر از مولوی عبدالعزیز پائی خدا کی رحمت - حال پیدائش رسول اعظم از مولوی سلامت علیہ	۱۰	محسن ہفت بند کاشی - از راجہ الفنت رائے صاحب -
۹۰/۱۰	نصیحۃ یوم الجمعہ - از منشی سید عطاء اللہ عادات الاسنان فی آخرۃ الایمان	۲۰	دیوان نعتیہ از مولوی احمد علی صاحب المصطفیٰ لشکر مولفہ مولوی حاجی سید نسیم الدین احمد صاحب اسمین
۱۰/۱۰	مصنفہ حاجی محمد داراب الد صاحب ہمارستان منقبت - معروف بہ دیوان	۲۰	بخوالہ کتب معتبر شیعوں کے اقوال اور خاص رسالہ مولوی علی ظہر اشتا عشری کی تردید ہے -
۲۰/۱۰	حکیم شاہ ظہیر احمد صاحب - محسن ظہیری پنجیں ہفت بند ملا کاغذ علیہ الرحمۃ معروف باسم تالیفی مناقب	۸	رسالہ تحفۃ الحرمین سنی بیسان طعام الدارین مصنفہ حاجی حرمین شریفین مولانا محمد عبدالرحمن لکھنوی ہاجر مکہ معظمہ مطبوعہ نظامی -
۱۰/۱۰ پائی	ظہیری از حکیم صاحب موصوف الذکر نما مد خاتم النبیین - از منشی الامیر محمد	۶	کاغذ سفید - منظر المیلاد مولد شریف - منظوم
۵	سرور القلوب فی ذکر المحبوب مصنفہ		
۸	مولوی محمد تقی علی خان -		

